جلد 10

اللہ والوں کی باتیں

مؤلف: امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی وفات

بزرگانِ دین کے اَقوال واَحوال اور زہد و تقویٰ کا بیان

حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء

(جلد: 10)

ترجمہ بنام

اللہ والوں کی باتیں

(صفحات:693)

مُؤَلِّف

امام اَبُونُعَیم اَحمد بن عبدُ اللہ اَصفہانی شافعی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه (وفات ۴۳۰ھ)

پیش کش

المدينة العلمية

Islamic **R**esearch **C**enter

(شعبہ تراجِم کُتُب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ کراچی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللہ

نام کتاب : حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء وَ طَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء (جلد:10)

ترجمہ بنام : **اللہ والوں کی باتیں**

مُصَنِّف : امام اَبُو نُعَیْم احمد بن عبدُ اللہ اَصْفَہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (وفات ۴۳۰ھ)

مُتَرجِمِین : مَدَنی عُلَما (شعبہ تراجم کتب)

پہلی بار : صفر المظفر ۱۴۴۳ھ، ستمبر 2021ء

تعداد : 5000 (پانچ ہزار)

ناشر : مَکْتَبَۃُ الْمَدِیْنَہ فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران پُرانی سبزی منڈی کراچی

تصدیق نامہ

تاریخ: ۰۹ رَمَضَانُ الْمُبَارَک ۱۴۴۲ھ

حوالہ نمبر: ۲۵۸

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب "حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء وَ طَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء (جلد:10)" کے ترجمہ بنام "**اللہ والوں کی باتیں**" (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلس تفتیشِ کُتُب و رسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کُتُب و رسائل (دعوتِ اسلامی)

22-04-2021

E.mail:ilmia@dawateislami.net , www.dawateislami.net

اِجمالی فہرست

بچے کی پیدائش پر مبارک باد دینے کا طریقہ

حضرت سیِّدُنا ایوب سختیانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جب کسی شخص کو بچے کی پیدائش پر مبارک باد دیتے تو فرماتے: **جَعَلَہُ اللّٰہُ مُبَارَکًا عَلَیْکَ وَعَلٰی اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ** یعنی **اللہ** پاک اسے تمہارے اور اُمّتِ محمدیہ کے لئے باعثِ برکت بنائے۔ (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ۳/ ۹، رقم: ۲۹۴۰)

نوٹ: اگر بچی کی پیدائش ہو تو یوں کہیں: **جَعَلَہَا اللّٰہُ مُبَارَکًا عَلَیْکَ وَعَلٰی اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ**

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

”صحبتِ اولیا کی برکات“ کے 16 حُروف کی نسبت سے کتاب پڑھنے کی ”16 نیّتیں“

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنی مسلمان کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔[1]

دو مَدَنی پھول: (1) بغیر اچھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(2) جتنی اچھی نیّتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زیادہ۔

(1) ہر بار حمد و صلوۃ اور تعوُّذ و تَسْمِیَہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے اس پر عمل ہو جائے گا)۔ (2) رضائے الٰہی کے لئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالَعہ کروں گا۔ (3) حتَّی الْوَسْع اس کا باوُضو اور قبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا۔ (4) قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ کی زیارت کروں گا۔ (5) جہاں جہاں ”**اللہ**“ کا نام پاک آئے گا وہاں **عَزَّوَجَلَّ** (6) جہاں جہاں ”**سرکار**“ کا اِسمِ مبارک آئے گا وہاں **صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم**، (7) جہاں جہاں کسی ”**صحابی**“ کا نام آئے گا وہاں **رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ** اور (8) جہاں جہاں کسی ”**بزرگ**“ کا نام آئے گا وہاں **رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ** پڑھوں گا۔ (9) رضائے الٰہی کے لئے علم حاصل کروں گا۔ (10) اس کتاب کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے فاتحہ پڑھ کر اس کے مؤلّف کو ایصالِ ثواب کروں گا۔ (11) (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَ الضرورت خاص خاص مقامات انڈر لائن کروں گا۔ (12) (اپنے ذاتی نسخے کے) ”یادداشت“ والے صفحہ پر ضروری نِکات لکھوں گا۔ (13) اولیا کی صفات کو اپناؤں گا۔ (14) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (15) اس حدیثِ پاک ”تَھَادَوْا تَحَابُّوْا“ ایک دوسرے کو تحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی۔ (موطا امام مالک، ۲/۴۰۷، حدیث: ۱۷۳۱) پر عمل کی نیت سے (ایک یا حسبِ توفیق) یہ کتاب خرید کر دوسروں کو تحفۃً دے کر اور اس کتاب کا مطالعہ کر کے اس کا ثواب ساری اُمّت کو ایصال کروں گا۔ (16) کتابت وغیرہ میں شَرْعی غلطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مطّلع کروں گا (ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)۔

---

[1] ...معجم کبیر، ۶/۱۸۵، حدیث: ۵۹۴۲

اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ
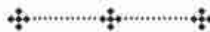
از: شیخ طریقت، امیر اہلسنّت، بانی دعوت اسلامی حضرت علّامہ مولانا **ابو بلال محمد الیاس عطار قادری** رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک "**دعوتِ اسلامی**" نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن خوبی سر انجام دینے کے لئے مُتعدّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس "اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ" بھی ہے جو **دعوتِ اسلامی** کے عُلَما و مفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللہ پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(1) شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت (2) شعبہ تراجمِ کُتُب (3) شعبہ درسی کُتُب

(4) شعبہ اِصلاحی کُتُب (5) شعبہ تفتیشِ کُتُب (6) شعبہ تخریج[1]

"اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عظیمُ البرکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین ومِلّت، حامیِ سُنّت، ماحِیِ بدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرت علّامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس علمی، تحقیقی اور اشاعتی مَدَنی کام میں ہر ممکن تعاوُن فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ پاک "**دعوتِ اسلامی**" کی تمام مجالس بَشُمول "اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ" کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّتُ البقیع میں مدفن اور جنّتُ الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

---

[1]... تادمِ تحریر (صفر المظفر ۱۴۴۳ھ) ان شعبوں کی تعداد 17 ہو چکی ہے: (7) فیضانِ قراٰن (8) فیضانِ حدیث (9) فیضانِ صحابہ واہلِ بیت (10) فیضانِ صحابیات وصالحات (11) شعبہ امیرِ اہلسنّت (12) فیضانِ مدنی مذاکرہ (13) فیضانِ اولیا و عُلما (14) بیاناتِ دعوتِ اسلامی (15) رسائلِ دعوتِ اسلامی (16) شعبہ مدنی کاموں کی تحریرات (17) شعبہ کتبِ فقہ شافعی۔ (**مجلس المدینۃ العلمیہ**)

پہلے اِسے پڑھ لیجئے!

محبّتِ الٰہی، عشقِ رسول، کامل ایمان، عملِ صالح، خوفِ خدا، پاکیزہ ظاہر و باطن، سخاوت و حُسنِ سُلوک اور صبر و شکر وغیرہ اَوصاف کسی میں جمع ہو جائیں تو وہ **اللہ** پاک کے نیک بندے کہلاتے اور دنیا و آخرت میں اِنعام و اِکرام کے مستحق ٹھہرتے ہیں، اُن کا خوف و غم دُور ہو جاتا اور اُن کے دل و روح سکون و چین میں رہتے ہیں اور ایسی برکت و کامیابی سے سرفراز ہوتے ہیں کہ اُن کی صحبت پانے اور پیروی کرنے والا بھی سعادت و برکت سے محروم نہیں رہتا، یہی وہ نُفُوسِ قُدسیہ ہیں جنہیں ہم صحابۂ کرام، اہلِ بیتِ اَطہار، تابعین عظام، اَوْلِیَاءُ اللّٰہ، بُزرگانِ دین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُم اور پیشوایانِ اُمّت وغیرہ مبارک ناموں سے یاد کرتے ہیں۔

کتاب "حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِیَاء" ایسی ہی **719** مُقدّس ہستیوں کے ذکرِ خیر سے مالامال ہے، **145** صحابۂ کرام، **29** صحابیات، **198** تابعین اور **347** دیگر بزرگوں کا تذکرہ کتاب میں شامل ہے۔ مسلمانوں کو ان بزرگوں کی سیرت و کردار اور حالاتِ زندگی سے روشناس کرانے کے لیے دنیائے اسلام کی عظیم تحریک **"دعوتِ اسلامی"** کے علمی و تحقیقی شعبے "اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ(Islamic Research Center)" کی مجلس نے آج سے تقریباً 11 سال پہلے اس کتاب کے ترجمے کا فیصلہ کیا اور شعبہ تراجم کتب (عربی سے اُردو) کو **10 جلدوں** پر مشتمل اس عظیم کتاب کا ترجمہ کرنے کا ہدف دیا، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! ذُوالْقَعْدَۃِ الْحَرَام ۱۴۳۱ھ مطابق اکتوبر 2010ء کو اس کتاب کی پہلی جلد کا ترجمہ **"اللہ والوں کی باتیں"** کے نام سے چھپا، ترجمے کا یہ سلسلہ جاری رہا حتّٰی کہ صفرالمظفر ۱۴۴۳ھ مطابق ستمبر 2021ء کو دسویں اور آخری جلد کا ترجمہ بھی چھپ کر آپ کے ہاتھوں میں ہے، **اللہ** پاک کے فضل و کرم، حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نظرِ عنایت اور شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی کی خصوصی دعاؤں سے **5916** صفحات پر مشتمل 10 جلدوں کے ترجمے کا ہدف پایہ تکمیل کو پہنچا۔ یاد رہے کہ پورے عرصے میں شعبہ تراجم کتب نے **12358** صفحات پر مشتمل دیگر **13** کتابوں کا ترجمہ کرنے کی بھی سعادت حاصل کی جن میں **اِحیاءُ العلوم** (5 جلدیں)، **قوتُ القلوب** (3 جلدیں)، اَلْحَدِیْقَۃُ النَّدِیَّہ، اَلْمُسْتَطْرَف، اَلْبُدُوْرُ السَّافِرَہ اور شَرْحُ الصُّدُوْر وغیرہ کُتُب شامل ہیں۔

ترجمہ اور اس کے مختلف مراحل کے اس سفر میں شعبہ تراجم سے وابستہ تمام ہی اسلامی بھائی شریک رہے

بالخصوص 12 اسلامی بھائیوں نے بھرپور کوشش فرمائی: (1) مولانا ابوواصف محمد آصف اقبال مَدَنی عطاری (2) مولانا ابو محمد عمران الٰہی مَدَنی عطاری (3) مولانا محمد آفتاب عطاری (4) مولانا محمد گل فراز مَدَنی عطاری (5) مولانا محمد امجد خان تنولی مَدَنی عطاری (6) مولانا محمد خرم ناصر مَدَنی عطاری (7) مولانا محمد کاشف اِقبال مَدَنی عطاری (8) مولانا محمد ندیم بٹ مَدَنی عطاری (9) مولانا ابو وثیق محمد عتیق مَدَنی عطاری (10) مولانا ابُوالقیس محمد اویس مَدَنی عطاری (11) مولانا ابوباقر محمد عامر مَدَنی عطاری (12) مولانا محمد شہباز ضیاء مَدَنی عطاری کَثَّرَھُمُ اللہ۔

کتاب کو تخریج یعنی اَصل حوالہ جات کی مکمل نشاندہی کے ساتھ پیش کرنا **دعوتِ اسلامی** کے علمی و تحقیقی شعبے "اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ (Islamic Research Center)" کا انفرادی وَصف اور امتیازی خوبی ہے حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء کی 10 جلدوں میں بھی اس کا اہتمام کیا گیا ہے، تخریج کے کام میں چار اسلامی بھائی پیش پیش رہے: (1) مولانا فاروق احمد مَدَنی عطاری (2) مولانا محمد شہزاد مَدَنی عطاری (3) مولانا محمد گل فراز مَدَنی عطاری (4) مولانا محمد کاشف اِقبال مَدَنی عطاری کَثَّرَھُمُ اللہ۔

کتابوں کو شرعی، اَخلاقی، تنظیمی اور دیگر مطالب و مفاہیم کے اعتبار سے چیک کرنے کے لیے شرعی تفتیش کا جاندار اور شاندار نظام قائم ہے۔ ہر کتاب اور رسالہ دارُ الافتا اہلسنت (دعوتِ اسلامی) کے کسی مفتی صاحب کی نَظرِ ثانی و تفتیش کے بعد ہی شائع کیا جاتا ہے۔ حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء کی (10 جلدوں) کی شرعی تفتیش کا فریضہ دارُ الافتا کے پانچ اسلامی بھائیوں نے سر انجام دیا: (1) مولانا مفتی محمد حسّان مَدَنی عطاری (2) مولانا مفتی محمد شفیق مَدَنی عطاری (3) مولانا مفتی محمد کفیل مَدَنی عطاری (4) مولانا مفتی عبد الماجد مَدَنی عطاری (5) مولانا محمد طاہر ثنا عطاری کَثَّرَھُمُ اللہ۔

پیشِ نظر "حِلْیَۃُ الْاَوْلِیَاء" کی دسویں جلد میں 234 بزرگوں بالخصوص حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی، حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ، حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی، حضرت سیِّدُنا سہل بن عبدُ اللہ تُسْتَرِی، حضرت سیِّدُنا ابوتُراب نخشبی، حضرت سیِّدُنا حکیم ترمذی، حضرت سیِّدُنا احمد نوری، حضرت سیِّدُنا ممشاد دینوری اور حضرت سیِّدُنا ابوبکر شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کا تذکرہ ہے۔ اس جلد کے ترجمے وغیرہ میں چار اِسلامی بھائیوں نے خصوصی کوشش فرمائی: **(1) مولانا ابوواصف محمد آصف اِقبال مَدَنی عطاری، (2) مولانا ابو محمد عمران اِلٰہی مَدَنی عطاری، (3) مولانا محمد امجد خان تنولی مَدَنی عطاری اور (4) مولانا محمد گل فراز مَدَنی عطاری کَثَّرَھُمُ اللہ**۔ کتاب کی شرعی تفتیش دارُ الافتا

اہلسنت کے **مفتی عبد الماجد مَدَنی عطاری دامت برکاتہم** نے فرمائی ہے۔

بارگاہِ الٰہی میں دُعا ہے کہ اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے ہمیں اس کتاب کو پڑھنے، اس پر عمل کرنے اور دُوسرے اسلامی بھائیوں بالخصوص مُفتیانِ عظام اور عُلَمائے کرام کی خِدمتوں میں تحفۃً پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے، نیز **ہمیں اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش** کے لئے نیک اعمال (نامی رسالے) کے مطابق زندگی گزارنے اور عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے تحت قرآن و سُنَّت کی تبلیغ کے لئے راہِ خدا میں سفر کرنے والے **مَدَنی قافلوں** میں سفر کی سعادت عطا فرمائے اور **دعوتِ اسلامی** کی تمام مجالس بشمول **مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ** کو دن پچیسویں اور رات چھبیسویں ترقّی عطا فرمائے!

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

شعبہ تراجِمِ کُتُب: مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّہ (Islamic Research Center)

اللہ، رسول اور اہلبیت کی محبت میں ترتیب

حضرت سیّدنا عبدُ اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ **اللہ** پاک کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اَحِبُّوا اللہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ بِہٖ مِنْ نِعَمِہٖ وَاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللہِ وَاَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ یعنی **اللہ** پاک سے محبت کرو کیونکہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں کھلاتا ہے اور محبتِ الٰہی کے لئے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کے لئے میرے اہلِ بیت سے محبت کرو۔

(ترمذی، ۵/ ۴۳۴، حدیث: ۳۸۱۴۔ مستدرک حاکم، ۳/ ۱۳۱، حدیث: ۴۷۷۰)

شرحِ حدیث: میری محبت حاصل کرنے کے لئے میرے گھر والوں اولادِ پاک ازواجِ مطہرات سے محبت کرو کیونکہ وہ میرے محبوب ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان محبتوں میں ترتیب یہ ہے کہ اہلِ بیت کی محبت زینہ ہے حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی محبت کا اور حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی محبت ذریعہ ہے رب تعالیٰ کی محبت کا۔ (از مرقات) مطلب یہ ہے کہ محبتِ اہلِ بیت اس لئے چاہئے کہ وہ محبتِ رسول کا ذریعہ ہے اس لئے نہیں کہ وہ بغضِ صحابہ کا ذریعہ بنے۔ (مراٰۃ المناجیح: 8/ 493)

حضرت سیِّدُنا اَحمد بن اَبُو حَوَاری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

زُہد و عبادت میں مشہور بُزرگوں میں سے کنیزوں سے بے رغبت، لونڈی غلاموں سے بے نیاز، جنگلوں اور بیابانوں میں عبادت کرنے والے ایک بُزرگ حضرت سیِّدُنا ابوالحسن احمد بن ابو حَواری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ہیں۔

آپ بے کار دُنیا سے کنارہ کَش تھے، گوشۂ عافیت کو بُھلائے بیٹھے تھے، بہت بلند مقام پر فائز تھے اور ٹھیک راستوں پر کاربند رہتے تھے۔

دنیا کی کون سی شے مذموم ہے؟

﴿14274﴾... حضرت سیِّدُنا اَحمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو صفوان رُعَیْنِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے پوچھا: دنیا کی وہ کون سی شے ہے جس کی مذمّت **اللہ** پاک نے قرآنِ پاک میں بیان کی اور عقل مند شخص کو اس سے اِجتناب کرنا چاہیے؟ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: جب تم دنیا کو دُنیا ہی کے لئے حاصل کرو تو یہ قابلِ مذمّت ہے اور جب تم دُنیا کو آخرت کی نیّت سے حاصل کرو تب یہ قابلِ مذمّت نہیں ہے۔

حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے یہ بات حضرت سیِّدُنا مَروان بن محمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو بتائی تو انہوں نے کہا: حضرت سیِّدُنا ابو صفوان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے سمجھ داری کی بات فرمائی۔

راہب سے گفتگو:

﴿14275﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حَواری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حَرملہ کے کنیسہ کا ایک راہب اپنے عبادت خانے سے مجھے دیکھ رہا تھا، میں نے کہا: اے راہب! تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: جُرَیْج۔ میں نے کہا: تم نے خود کو اس عبادت خانے میں قید کیوں کر رکھا ہے؟ اس نے جواب دیا: خود کو دنیا کی خواہشات سے روکنے کے لیے۔ میں نے کہا: کیا یہ دُرست نہیں تھا کہ تم ہمارے ساتھ زمین میں چلتے پھرتے اور خود کو خواہشات سے روکتے۔ اس نے کہا: ہائے افسوس! یہ تمہارا ہی وَصف ہے کہ تم قوی ہو جبکہ مجھ میں کمزوری ہے لہٰذا میں نے اپنے اور خواہشات کے درمیان رکاوٹ ڈال دی ہے۔ میں نے پوچھا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا: ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ آدمی کا جسم زمین سے پیدا کیا گیا جبکہ اس کی روح کی پیدائش کا

تعلق آسمانی سلطنت (یعنی نور) سے ہے، جب آدمی اپنے بدن کو بھوکا رکھتا اور راتوں کو جگاتا ہے تو روح جس جہان سے آئی ہے اس کی طرف کھنچنے لگتی ہے اور اگر آدمی اپنے بدن کو کھلائے، پلائے، سُلائے اور آرام دے تو بدن اسی جہانِ فانی سے چمٹا رہتا ہے جس سے یہ خود بنایا گیا ہے پھر اسے دنیا سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی۔ میں نے راہب سے پوچھا: جب بندہ اس طرح کرلیتا ہے تو کیا اسے دنیا میں پیشگی انعام ملتا ہے؟ راہب نے جواب دیا: جی ہاں! اسے ایسا نور ملتا ہے جس سے وہ دیکھتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: میں نے یہ بات حضرت سیِّدُنا ابو سُلَیمان دارانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو بتائی تو انہوں نے فرمایا: خدا غارت کرے! کتنی حیرانی کی بات ہے کہ وہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں۔

﴿14276﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب کو فرماتے سنا: اے میرے بیٹے! جس کی نیّت عافیت والی ہو **اللہ** پاک اُس کی جھولی عافیت کے خزانوں سے بھر دیتا ہے۔

مُرسلین والا درجہ:

﴿14277﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو فرماتے سنا: خواہشات سے بچنے والا راضی رہنے والا ہے اور **اللہ** پاک سے راضی رہنا اور مخلوق پر شفقت کرنا مُرسلین کا دَرَجہ ہے۔

یہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت:

﴿14278﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے اپنے دل کی سختی کی یا کسی شے کی شکایت کی کہ اپنا وظیفہ یا دیگر اَعمال کئے بغیر ہی سو جاتا ہوں تو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا: یہ تمہارے اپنے اعمال کا بدلہ ہے، **اللہ** پاک تو بندوں پر ظلم نہیں کرتا، یہ اُسی دُنیاوی خواہش کا انجام ہے جسے تم نے کبھی پورا کیا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے مجھ سے پوچھا: صَبر سے اوپر بھی کوئی مرتبہ ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں: میری بات سُن کر حضرت جھومنے لگے، پھر فرمایا: جب صبر والوں کو ان کا ثواب بے گنتی کے بھرپور دیا جائے گا تو ان کے علاوہ (اونچے درجے والے)

لوگوں پر انعامات کی کیسی بارش ہوگی۔

نورِ یقین اور زُہد سے محرومی:

﴿14279﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو دنیا کو چاہت اور پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے گا **اللہ** پاک اس کے دل سے یقین کا نور اور زُہد نکال دے گا۔

﴿14280﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن یُوسُف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا احمد بن ابوحواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنی کتابیں چھوڑ دیں تو فرمایا: تم کتنی اچھی دلیل ہو لیکن وصول (یعنی مدلول تک پہنچ جانے) کے بعد دلیل میں مشغول ہونا ٹھیک نہیں۔

کتابیں دریا میں ڈال دیں:

﴿14281﴾... حضرت سیِّدُنا یُوسُف بن حُسَیْن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا احمد بن ابوحواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تین سال تک علم حاصل کیا، جب انتہا کو پہنچے تو اپنی کتابیں لے کر دریا پر گئے اور انہیں غرق کر دیا اور فرمایا: اے علم! میں تیرے ساتھ ایسا تجھے حقیر سمجھتے ہوئے یا تیرے حق کو ہلکا جانتے ہوئے نہیں کر رہا بلکہ میں نے تجھے اس لیے حاصل کیا کہ تیرے ذریعے اپنے ربّ کی طرف راہ نمائی حاصل کروں اور جب میں تیرے ذریعے اپنے رب کی معرفت حاصل کر چکا تو اب مجھے تیری حاجت نہیں رہی۔

﴿14282﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: ذاتِ خُدا ہی اپنے وجود پر دلیل ہے، علم تو بندگی کے طور طریقے سیکھنے کے لئے حاصل کیا جاتا ہے۔

﴿14283﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عَمْرو بیکندی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ تعلیم سے فراغت کے بعد لوگوں کو علمِ دین سکھانے لگے۔ ایک دن ان کے دل میں **اللہ** پاک کی جانب سے ایک خیال آیا تو اپنی کتابیں لے کر دریائے فُرات کے کنارے چلے گئے اور وہاں کافی دیر تک بیٹھے روتے رہے پھر بولے: تم میرے رب کی میرے پاس کتنی اچھی دلیل ہو لیکن جب میں مدلول (یعنی **اللہ** پاک) کو پانے میں کامیاب ہو گیا ہوں تو پھر دلیل (یعنی کتابوں) میں مشغول ہونا بے کار ہے، پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنی ساری کتابیں دریائے فُرات میں ڈال دیں۔

﴿14284﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عتبہ بن ابو سائب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: تین چیزیں عبادت گزار کے راستے میں رکاوٹ ہیں: (1)...مرض (2)...حج اور (3)...نکاح، تو جو ان چیزوں کے بعد بھی ثابت قدم رہے وہی در حقیقت ثابت قدم ہے۔

محبت الٰہی کی نشانی:

﴿14285﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا بِشر بن سَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: ”یہ محبت کی نشانی نہیں کہ تم اس سے محبت کرو جسے تمہارا محبوب ناپسند کرتا ہے۔“

حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”محبّتِ الٰہی کی نشانی یہ ہے کہ آدمی کو **اللہ** پاک کی فرماں برداری پسند ہو۔

محبوبِ الٰہی ہی مُحِبِّ الٰہی بنتا ہے:

منقول ہے کہ یادِ الٰہی سے محبت رکھو کہ جب **اللہ** پاک بندے کو محبوب رکھتا ہے تو بندہ بھی **اللہ** پاک سے محبت کرنے لگتا ہے، بندہ تبھی **اللہ** پاک سے محبت کرتا ہے جب پہلے **اللہ** پاک کی بارگاہ سے محبت عطا ہو اور **اللہ** پاک بندے سے تب محبّت فرماتا ہے جب اپنی رِضا والے کاموں میں بندے کو محنت و کوشش کرتا دیکھتا ہے۔

نفس کو نہ پہچاننے والا دھوکے میں ہے:

حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو دنیا کو جان جاتا ہے وہ اس سے بے رغبت ہو جاتا ہے اور جو آخرت کو جان لیتا ہے وہ اس میں رغبت کرنے لگتا ہے اور جو **اللہ** پاک کی پہچان حاصل کر لیتا ہے وہ **اللہ** پاک کی رِضا کو ترجیح دیتا ہے اور جس نے اپنے نفس کو نہ پہچانا وہ اپنے دین کے معاملے میں دھوکے میں ہے۔

حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دنیا کے ہاتھ سے جاتے وقت تیرے نفس کا تجھے دنیا چھوڑنے کا کہنا دھوکا ہے اور دنیا کے آتے وقت تیرے نفس کا تجھے دنیا چھوڑنے کا کہنا یہ ہی ترکِ دنیا ہے۔

﴿14286﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابوزکریا یحییٰ بن علاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: جب بندہ قرآنِ پاک پڑھے پھر کسی اور کام میں لگ جائے پھر دوبارہ پڑھنے

لگے تو اللہ پاک فرماتا ہے: تیرا میرے کلام سے کیا تعلق!؟

﴿14287﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن زکریا رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ ہم حضرت سیِّدُنا علی بن بکّار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس موجود تھے کہ بادل کا ایک ٹکڑا گزرا تو میں نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کوئی بات پوچھی تو انہوں نے فرمایا: خاموش رہو، کیا تمہیں خوف نہیں کہ اس بادل میں پتھر ہوسکتے ہیں؟

بارگاہِ الٰہی کے مقرّب:

﴿14288﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت سیِّدُنا اسحاق بن خَلَف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام تین لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے جسم کمزور اور چہروں کے رنگ تبدیل ہوچکے تھے، آپ نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے جو میں تمہیں اس حال میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا: جہنّم کے خوف نے یہ حال کردیا ہے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: تم ایک مخلوق کا خوف رکھتے ہو اور اللہ پاک کا اپنے ذِمّۂ کرم پر حق ہے کہ وہ خوف رکھنے والوں کو اَمن دے۔ پھر آپ دوسرے تین لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے چہروں کے رنگ بہت زیادہ بدل گئے تھے اور ان کے بدن بہت زیادہ کمزور ہوچکے تھے، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے جو میں تمہیں اس حال میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا: جنت کے شوق میں یہ حال ہوگیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم ایک مخلوق کا شوق رکھتے ہو اور اللہ پاک کا اپنے ذِمّۂ کرم پر حق ہے کہ تمہیں وہ عطا کرے جس کی تم امید رکھتے ہو۔ پھر آپ مزید تین لوگوں کے پاس سے گزرے جن کے جسم بہت زیادہ کمزور اور چہروں کے رنگ بہت زیادہ تبدیل ہوچکے تھے، گویا کہ ان کے چہرے نور کا آئینہ ہوچکے تھے، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے جو میں تمہیں اس حال میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کی: اللہ پاک کی محبت میں ہمارا یہ حال ہوگیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم مقرّبِ بارگاہ ہو! تم مقرّبِ بارگاہ ہو۔

﴿14289﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت سیِّدُنا ولید بن عتبہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ انہوں نے حضرت سیِّدُنا ابو صَفوان بن عَوانہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: آدمی اپنے مسلمان

بھائی سے کیوں محبت کرتا ہے؟ فرمایا: کیونکہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو دیکھتا ہے کہ یہ میرے پاک مولیٰ کی بندگی بہت اچھی طرح بجالاتا ہے۔

﴾14290﴿... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک راہب سے پوچھا: تم اپنی کتابوں میں سب سے قوی بات کون سی پاتے ہو؟ راہب نے کہا: ہم اس سے زیادہ قوی بات کوئی نہیں پاتے کہ تو اپنی ساری طاقت و قوت اللہ پاک کی محبت میں لگادے۔

رِضا کی علامت:

﴾14291﴿... حضرت سیِّدُنا ابو علی حُسَیْن بن عَبْدُ اللہ بن شاکر سَمَرقندی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو حسن احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: اللہ کے ہی ہو جاؤ! عبادت گزار، دُنیا سے بے رغبت، سچے، خدا پر بھروسا کرنے والے، سیدھے راستے پر چلنے والے، معرفتِ الٰہی والے، یادِ خدا والے، مانوس دینے والے، حیاوالے، خوف والے، امید والے اور راضی رہنے والے بن جاؤ۔ رضا کی علامت یہ ہے کہ بندہ وہی شے اختیار کرے جسے اس کے لیے اس کے رب نے پسند کیا ہو، جب بندہ ایسا کرلیتا ہے تو اسے اللہ پاک کی مدد حاصل ہوتی ہے حتّٰی کہ وہ ظاہری اور باطنی طور پر اللہ پاک کی اطاعت کرنے والا ہو جاتا ہے۔

خوف کی علامت:

بندہ توبہ کرنے والا اس وقت کہلاتا ہے جب دل سے شرمندہ ہو اور زبان سے استغفار کرے اور لوگوں کے غصب شدہ حقوق لوٹائے اور عبادت میں کوشش کرے۔ پھر توبہ اور عبادت میں کوشش کے ذریعے بندے کو دنیا سے بے رغبتی نصیب ہوتی ہے، پھر زُہد سے صدق پھر صدق سے توکل پھر توکل سے استقامت پھر استقامت سے معرفتِ الٰہی پھر معرفت الٰہی سے ذکر پھر ذکر سے حلاوت اور لذت، پھر لذت کے بعد اللہ پاک سے اُنسیت حاصل ہوتی ہے، انسیت کے بعد حیا اور حیا کے بعد خوف حاصل ہوتا ہے۔ خوف کی علامت آخرت کی تیاری اور بندے کے دنیاوی اَحوال کی تبدیلی ہے اور اللہ پاک سے ملاقات کے بغیر بندے کے دل سے ان احوال کے جاتے رہنے کا خوف جُدا نہیں ہوتا۔

﴾14292﴿... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عبدالعزیز

رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: اگر اللہ پاک نے اپنے فرماں بردار بندوں کو خوبصورت آواز سے نہیں نوازا تو اپنی فرماں برداری میں وہی لذّت ضرور عطا فرمائی جو خوبصورت آواز والوں کو اپنی آواز سے ملتی ہے۔

محب کو محبوب سے ملانے والی:

﴿14293﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عبدُ العزیز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: موت تو بہت اچھی ہے! محبت والا اس کے ذریعے اپنے محبوب تک پہنچ جاتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا دُکَین فَزاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب اللہ پاک نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی روح قبض فرمانے کا ارادہ کیا تو حضرت ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام کو ان کی طرف بھیجا۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا: کیا تم نے کوئی ایسا دوست بھی دیکھا ہے جو اپنے دوست کی روح قبض کرے؟ حضرت ملک الموت عَلَیْہِ السَّلَام اللہ پاک کی جانب لوٹ گئے پھر واپس حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس آئے اور کہا: اے ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام! کیا آپ نے کوئی ایسا دوست دیکھا ہے جو اپنے دوست سے ملاقات کو ناپسند کرے؟ حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: تم اسی وقت میری روح قبض کرلو۔

دعا میں وسیلہ:

﴿14294﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عبْدُ اللہ حَنَّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: حضرت سیِّدُنا یُوسُف عَلَیْہِ السَّلَام نے اللہ پاک کی بارگاہ میں یوں دعا کی: الٰہی! میں تیری بارگاہ میں اپنے آباء واجداد کی نکوکاری کا وسیلہ پیش کرتا ہوں، حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کا وسیلہ جو تیرے خلیل ہیں، حضرت سیِّدُنا اسحاق عَلَیْہِ السَّلَام کا وسیلہ جو تیرے ذَبیح[1] ہیں اور حضرت سیِّدُنا یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کا وسیلہ جو تیرے بندے ہیں۔ اللہ پاک نے حضرت سیِّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: اے یوسف! تم اُن نعمتوں کا وسیلہ پیش کررہے ہو جو میں نے ہی انہیں عطا فرمائی ہیں۔

---

[1]... علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ ذَبِیحُ اللہ حضرت اسماعیل (عَلَیْہِ السَّلَام) ہیں کہ حضرت اسحاق عَلَیْہِ السَّلَام، زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ حضرت اسماعیل عَلَیْہِ السَّلَام ہیں۔ غالباً حضرت مَسْروق جناب اسحاق عَلَیْہِ السَّلَام کو ذَبِیحُ اللہ مانتے تھے۔ (مراٰۃ المناجیح، 5/213)

قُربِ الٰہی کا وسیلہ:

حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عرض کی: میں آج سے پہلے تک ایک ولی سے بہت محبت کیا کرتا تھا۔ تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: آدمی اللہ پاک کے ولیوں سے محبّت کرکے ہی خُدا سے قریب ہوتا ہے لیکن پھر ایک مقام آتا ہے جو دِل کو خُدا کے سوا ہر کسی سے غافل کر دیتا ہے۔

حکایت: حضرت عیسٰی اور یحییٰ عَلَیْہِمَا السَّلَام

حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: اللہ پاک کے دو نبی حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت سیِّدُنا یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام کہیں سے گزر رہے تھے کہ حضرت سیِّدُنا یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام بے دھیانی میں کسی عورت سے ٹکرا گئے۔ حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: خالہ زاد! آج تم نے جو گناہ کیا ہے میں نہیں سمجھتا اللہ پاک اُسے بخش دے۔ حضرت سیِّدُنا یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: خالہ زاد! وہ کون سا گناہ ہے؟ حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: تم ایک عورت سے ٹکرا گئے۔ حضرت سیِّدُنا یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: خُدا کی قسم! مجھے تو پتا بھی نہیں چلا۔ حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: سُبْحٰنَ اللہ! تمہارا جسم تو میرے ساتھ ہے لیکن رُوح کہاں ہے؟ حضرت سیِّدُنا یحییٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: عرشِ الٰہی سے اٹکی ہوئی ہے، اگر میرا دِل عرشِ الٰہی کو چھوڑ کر جبریلِ امین عَلَیْہِ السَّلَام پر بھی مطمئن ہو جائے تو میں سمجھوں گا کہ مجھے لمحہ بھر بھی خدا پاک کی مَعْرِفَت نہیں ملی۔

400سال تک عبادت کرنے والا:

﴿14295﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی حضرت محمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے سنا کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے 400سال تک سمندر کے ایک گھنے درختوں والے جزیرے میں عبادت کی یہاں تک کے اس کے بال بہت لمبے ہو گئے[1]۔ جب وہ درختوں کے

[1] ...یہ اگلی اُمت کے بزرگ تھے، ہمارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنّت گیسو آدھے کان، پورے کان اور مبارک کندھوں تک

پاس سے گزرتا تو اس کے بال درختوں کی شاخوں کے ساتھ الجھ جاتے۔ ایک مرتبہ وہ شخص وہاں گھوم رہا تھا کہ اس نے ایک درخت پر پرندے کا گھونسلہ دیکھا تو اس کے قریب عبادت کے لیے جگہ بنالی۔ اس عبادت گزار کو بارگاہِ الٰہی کی طرف سے فرمایا گیا: تُو نے میرے سوا دِل لگایا؟ میری عزت کی قسم! تجھے جو دَرَجات عطا ہوئے تھے میں ضرور اُن میں سے دو دَرَجے گھٹا دوں گا۔

﴿14296﴾... حضرت سیِّدُنا اَحمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت سیِّدُنا ابو مُغَلِّس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا اَبُو عُبَیْدُ اللہ جُہَنی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اہلِ جنّت پر جو جنّتی نعمتیں ہیں ان نعمتوں سے زیادہ افضل بات یہ ہے کہ **اللہ** پاک اُن سے راضی ہے۔

حمد کرنے والے کون؟

﴿14297﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے حدیث کے اس حصے "جنت کی طرف جانے والا سب سے پہلا گروہ ان لوگوں کا ہوگا جو ہر حال میں **اللہ** پاک کی حمد کرنے والے ہوں گے"[1] کے بارے میں بحث کر رہا تھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھ سے فرمایا: ارے نادان! اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ تم مصیبت پر **اللہ** پاک کی حمد کرو اور تمہارا دل اس مصیبت پر دُکھی ہو۔ ایسا کروگے تو میرے مطابق تم صبر کرنے والوں میں سے تو ہوگے لیکن (حدیث کے اس حصے سے مراد یہ ہے کہ) تم **اللہ** پاک کی حمد کرو اور تمہارا دل تسلیم ورِضا کا پیکر ہو۔

ہے، کندھوں سے نیچے تک مرد کو بال بڑھانا حرام ہے۔ (فیضانِ رمضان، ص170) لہٰذا مردوں کو لمبے بال رکھنا جائز نہیں کہ عورتوں سے مشابہت ہے۔ چنانچہ صَدْرُ الشَّرِیْعَہ بَدْرُ الطَّرِیْقَہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **بہارِ شریعت، جلد3، حصہ16، صفحہ 587** پر فرماتے ہیں: "مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے، بعض صوفی بننے والے لمبی لمبی لَٹیں بڑھا لیتے ہیں جو اُن کے سینہ پر سانپ کی طرح لہراتی ہیں اور بعض چوٹیاں گوندتے ہیں یا جوڑے بنالیتے ہیں یہ سب ناجائز کام اور خلافِ شرع ہیں۔" اور مُجَدِّدِ اَعْظَم سیِّدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنّت مولانا شاہ امام اَحمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لمبے بالوں کے متعلق پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: "(بال) نصف (آدھے) کان سے کندھوں تک بڑھانا شرعاً جائز ہے اور اس سے زیادہ بڑھانا مرد کو حرام ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، 22/605)

[1] ...مسند البزار، ۱۱/۲۴۷، حدیث: ۵۰۲۸ بتغیر قلیل

﴿14298﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا محمود رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: پاک ہے وہ ذات جس کی بڑی سلطنت اسے اپنی چھوٹی سلطنت میں نظر فرمانے سے آڑے نہیں آتی ہے۔

ایک پل متوجہ ہونے پر نظرِ رحمت:

﴿14299﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت سَیِّدُنا عبد الخالق بن جُبَیْر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ حضرت سَیِّدُنا ابو موسٰی طرطوسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: جو بندہ **اللہ** پاک کی طرف ایک پل کے لیے متوجہ ہوتا ہے تو **اللہ** پاک اس کی طرف نَظَرِ رحمت فرماتا ہے۔

زُہد کی اِنتہا:

﴿14300﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا مَضاء بن عیسٰی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سَیِّدُنا سباع مَوصلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: **اللہ** والوں کی دُنیا سے بے رغبتی اُنہیں کہاں لے گئی؟ فرمایا: اس مقام پر لے آئی کہ اب ان کے دل یادِ خدا سے ہی بہلتے ہیں۔

﴿14301﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا مَضاء بن عیسٰی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: جب **اللہ** والے **اللہ** پاک تک پہنچ جاتے ہیں تو واپس نہیں لوٹتے، واپس وہی لوٹتا ہے جو راہ ہی سے پھر جاتا ہے۔

﴿14302﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا محمد بن ثابت قاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: جس کا حوصلہ بس فرائض کی ادائیگی پر ہی ختم ہو جائے دُنیا میں اُس کی کوئی لذت پوری نہیں ہو گی۔

﴿14303﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت سَیِّدُنا ابو مُوَفَّق ازدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے: اگر آدمی میرے غیر سے امید نہ رکھے تو میں بھی اسے کسی غیر کے سپرد نہیں کرتا اور اگر آدمی میرے غیر کا خوف نہ رکھے تو میں بھی اسے کسی غیر سے خوف زدہ نہیں کرتا۔

بیمار دل:

﴿14304﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عبدُ العزیز بن عُمیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: دلوں میں ایک بیمار دل بھی ہے جہاں اپنا مطلب دیکھتا ہے اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

﴿14305﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا عتبہ غُلام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میں نے 20 سال تک نماز کے معاملے میں مَشَقَّت اٹھائی اور اس کے سبب 20 سال تک لذت اٹھاتا رہا۔

گفتگو کی مثال گارے کی سی ہے:

﴿14306﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا محمد بن تَمّام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: گفتگو **اللہ** پاک کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے، گفتگو کی مثال گارے کی سی ہے جو دیوار پر مارا جائے، وہ دیوار پر چپک جائے تو فائدہ دے اور نیچے گر جائے تو بھی نشان چھوڑ جائے۔

دل کُپی کی طرح ہے:

حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو جعفر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: دل قیف (کُپی) کی طرح ہے جس میں زیتون یا شہد ڈالا جائے تو دوسری طرف سے نکل جاتا ہے مگر قیف پر اس کا اثر ضرور رہ جاتا ہے۔

﴿14307﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا مَضاء بن عیسٰی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بیان کرتے سنا: **اللہ** پاک کا خوف رکھو وہ تمہارے دل میں اچھی باتیں ڈالے گا، خدا کے لئے عمل کرو وہ تمہیں کسی اور دلیل کا محتاج نہیں رکھے گا۔

حکایت: ایک نیک عورت کا انتقال

﴿14308﴾... حضرت سیِّدُنا عُمر بن بحر اَسدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: میں ایک مرتبہ مُلکِ شام کے قبرستان کے گنبد نُما مکان میں تھا جس کا کوئی دروازہ نہیں تھا سوائے ایک چادر کے جسے میں نے وہاں لٹکایا ہوا تھا۔ میں وہاں تھا کہ ایک عورت آئی اور اس نے

دیوار پر ہاتھ مارا۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا: میں ایک بھٹکی ہوئی عورت ہوں، میری راستے کی طرف راہ نمائی کرو، **اللہ** پاک آپ پر رحم فرمائے!۔ میں نے کہا: **اللہ** پاک تم پر رحم فرمائے! کس راستے کے بارے میں پوچھ رہی ہو؟ وہ عورت رونے لگی پھر بولی: اے احمد! میں نجات کے راستے کا پوچھ رہی ہوں۔ میں نے کہا: ہائے افسوس! ہمارے اور نجات کے راستے کے درمیان دُشوار گزار گھاٹیاں ہیں اور وہ گھاٹیاں تیز چلنے، مُعاملات کو دُرُست کرنے اور ان معاملات کو ختم کرنے سے طے ہوں گی جو دین و دنیا کے معاملے سے غافل کرنے والے ہیں۔ وہ عورت بہت زیادہ روئی پھر بولی: اے احمد! پاک ہے وہ ذات جس نے تجھے سلامت رکھا، ٹوٹ کر بکھرنے نہ دیا اور تیرے دل کی حفاظت کرکے اسے چھننے سے بچایا۔ پھر وہ عورت بے ہوش ہو کر گر گئی۔ میں نے کسی عورت سے کہا: دیکھو اسے کیا ہو گیا ہے؟ عورتیں اسے دیکھنے لگیں تو اس کے کپڑوں سے اس کی وصیت ملی (جس کا مضمون یہ تھا): مجھے میرے ان ہی کپڑوں میں کفن دینا اگر **اللہ** پاک کے ہاں میرے لیے کچھ بھلائی ہے تو وہ اسے ہی میرے لیے سعادت والا کر دے گا اور اگر کوئی اور مُعاملہ ہوا تو میری ہلاکت ہے۔ میں نے پوچھا: اسے کیا ہوا ہے؟ عورتوں نے اسے حرکت دی تو وہ انتقال کر چکی تھی۔ میں نے خدمت گزاروں سے پوچھا: یہ کس کی لڑکی ہے؟ انھوں نے بتایا: قریشی عورت ہے اسے کوئی تکلیف تھی جو اسے کھانا بھی نہیں کھانے دیتی تھی۔ یہ کہتی تھی کہ مجھے اپنے اندر ایک تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ ہم اسے شام اور عراق کے طبیبوں کو دکھاتے تھے لیکن یہ کہتی تھی: مجھے گوشہ نشین مُعالج احمد بن ابو حواری کے پاس جانے دو! میں اسے اپنی بیماری بتاؤں گی! شاید اس کے ہاتھوں مجھے آرام آجائے۔

﴾14309﴿... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سَیِّدُنا جعفر بن محمد بن احمد مَیمونی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ میں حضرت سَیِّدُنا احمد موصلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس آیا اور کہا: میں آپ کو ایک عمدہ بات کا تحفہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا: ضرور سناؤ! یا تو بارگاہِ الٰہی سے مزید توفیق عطا ہو گی اور میں عمل کی کوشش کروں گا یا پھر ایک سسکی بھروں گا اور مر جاؤں گا۔ میں نے کہا: مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ حضرت سَیِّدُنا ابو عالیہ ریاحی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے ایک کتاب میں وہ بات پڑھ لی ہے جس نے میری نیند اُڑا دی ہے اور سب خواہشیں چھڑا دی ہیں، لکھا ہوا تھا: "امتِ محمدی کے **اللہ** والو! اُس گھر کے لئے تیاری

کرو۔۔۔!" حضرت سیِّدُنا جعفر میمونی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ جب میں نے کہا: "اس گھر کے لئے تیاری کرو۔۔۔!" تو حضرت سیِّدُنا احمد مَوْصِلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا رنگ زَرد پڑ گیا، پھر سُرخ ہونے لگا اور آخر سیاہ پڑ گیا اور حضرت بے ہوش ہو گئے۔ میں نے یہ بات سنائی تھی: "اس گھر کے لئے تیاری کرو جس کی زمین سبز زَبَرجد ہے، جس پر جنت کی نہریں بہتی ہیں، وہاں موتی، یاقوت اور گوہر ہیں، اس گھر کی چار دیواری زَرد زَبَرجد کی ہے، جنّتی درختوں کی شاخیں اپنے پھلوں سمیت اس پر جھکی ہوئی ہیں۔" میں یہاں تک پہنچا تو حضرت سیِّدُنا احمد مَوْصِلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بے ہوش ہو چکے تھے، چنانچہ میں نے انہیں وہیں چھوڑا اور واپس چلا آیا۔

﴿14310﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا وکیع بن جرّاح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو سنا: وہ حدیث بیان کرنے سے پہلے یوں فرماتے تھے: بس یہ **اللہ** پاک کا دَرْگُزر ہے، اس نے پردہ رکھا ہوا ہے اس کی پردہ پوشی میں ہی ہم جی رہے ہیں! اگر پردہ اٹھ جائے تو بہت بڑے معاملے سے پردہ اٹھ جائے گا۔

معرفتِ الٰہی:

﴿14311﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت سیِّدُنا احمد بن داود رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا: بنی اسرائیل ایک جگہ جمع ہوئے اور ہر 10 میں سے انہوں نے ایک آدمی نکالا، پھر ہر 100 میں سے ایک بندہ الگ کیا، پھر ہر ہزار میں سے ایک بندہ الگ کیا حتّٰی کہ انہوں نے بنی اسرائیل کے سات معززین کو الگ کر لیا۔ وہ سات مُعزّزین بولے: ہمیں کسی کمرے میں بند کر دو اور اس پر اچھی طرح مٹی سے لپائی کر دو، ہمیں اس وقت تک نہ نکالنا جب تک ہم اپنے رب کی مَعْرِفَت حاصل نہ کر لیں۔ بنی اسرائیل والوں نے ایسا ہی کیا۔ پہلے دن ان میں سے ایک کا انتقال ہو گیا، دوسرے دن ایک اور کا انتقال ہو گیا، پھر تیسرے دن ایک اور کا انتقال ہو گیا تو ان میں سے ایک نوجوان جو سب سے چھوٹا تھا اس نے کہا: ہمیں باہر نکال لو مجھے معرفت حاصل ہو گئی ہے۔ انہوں نے کمرے کو کھولا اور انہیں باہر نکال لیا۔ اس نوجوان نے لوگوں سے کہا: میں نے جان لیا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: تو نے کیا بات جان لی ہے؟ اس نے کہا: میں نے یہ جان لیا ہے کہ **اللہ** پاک کی معرفت حاصل نہیں کی جا سکتی، اب تم لوگ چاہو تو ہمیں اندر ہی رکھو یہاں تک کہ ہم سب مر جائیں اور چاہو تو ہمیں باہر رکھو۔ حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان

دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بتائی تو انہوں نے فرمایا: اس نوجوان نے سچ کہا، حقیقی معنوں میں اللہ پاک کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی، ہاں! یہ ہوتا ہے کہ کسی کو کسی سے زیادہ معرفتِ الٰہی حاصل ہوتی ہے، اس کی مثال آسمان ہے کہ مخلوق میں اس کی سب سے زیادہ پہچان انہیں کو حاصل ہے جو اس کے زیادہ قریب ہیں۔

﴿14312﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنی سند سے حضرت سیِّدُنا عَبْدُالرحمٰن بن زیاد بن اَنعم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سے کہا گیا: اے موسیٰ! احمدِ مصطفےٰ (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو عطا ہونے والی کتاب ایسی ہے جیسے دودھ کا برتن ہو، تم دودھ کو جتنا بلوؤ گے (یعنی مکھن نکالنے کے لئے ہلاؤ گے) اتنا ہی زیادہ مکھن نکال لو گے۔

﴿14313﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو عُمَر مُؤَذِّن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میں نے تورات کے چوتھے جُز میں پڑھا کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: میں اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی معبود نہیں، میری نگاہ ہر شے پر ہے، میں چیونٹی کو چکنے پتھر پر بھی دیکھتا ہوں، ہوا میں اُڑنے والے پرندے کو بھی دیکھتا ہوں اور میں جانتا ہوں جو کچھ دل اور گردوں میں ہے اور میں بندے کو اس کی نیت کے مطابق عطا کرتا ہوں۔

سیِّدُنا موسیٰ و عیسیٰ عَلَیْہِمَا السَّلَام سے کلامِ الٰہی:

﴿14314﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت سیِّدُنا ہشام بن عَمْرو رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ اللہ پاک نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ اور حضرت سیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِمَا السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: اے موسیٰ اور عیسیٰ! کیا تم گھٹیا دنیا اور کمترین خواہش کے باعث آخرت کی جُستجُو میں کوتاہی برتو گے؟ اے موسیٰ اور اے عیسیٰ! میں کب تک قرض کی مدت بڑھاتا رہوں اور عمدگی سے طلب فرماتا رہوں؟!

حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے یہ بات حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بتائی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: جب اللہ پاک نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ اور حضرت سیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِمَا السَّلَام سے ایسی گفتگو کی تو میرے اور تمہارے جیسوں سے کیا کہا جائے گا؟ اور انہوں نے اس دنیا سے لیا ہی کیا ہے؟ ایک اون کا جبہ اور روٹی کا ٹکڑا۔

خُدا سے محبت کرنے والوں کی نشانیاں:

﴿14315﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: حضرت سیِّدَتُنا اَسماء رَملیہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا بہت عبادت وریاضت کرتی تھیں، آپ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدَتُنا بیضاء بنتِ مُفَضَّل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا سے پوچھا: بہن! کیا خدائے پاک سے محبّت کرنے والوں کی کوئی نشانیاں ہوتی ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: بہن! بھلا اپنے آقا و مولیٰ سے محبت کرنے والا بھی چھپ سکتا ہے؟ اگر اپنے مولیٰ سے محبّت کرنے والا چھپنے کی کوشش کرے تو بھی نہیں چھپ سکتا ہے۔ حضرت سیِّدَتُنا اَسماء رَملیہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا کہتی ہیں: میں نے کہا: اچھا! مجھے بتائیے کہ خدائے پاک سے محبّت کرنے والے کے اخلاق کیسے ہوتے ہیں؟ کھانا، پینا، سونا، جاگنا کس طرح کا ہوتا ہے؟ اور اس کے دیگر کام کیسے ہوتے ہیں؟ حضرت سیِّدَتُنا بیضاء بنتِ مُفَضَّل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا نے فرمایا: ٹھیک ہے! تم نے تو بہت زیادہ سوالات پوچھ لئے ہیں لیکن میں اپنی استطاعت کے مطابق بتاتی ہوں، تم **اللہ** پاک سے محبّت کرنے والے کو دیکھو تو تمہیں بہت حیران کُن منظر دکھائی دے گا، تمہیں وہ محبت کا مارا دِکھائی دے گا جسے ایک پَل زمین پر چین نہ ہو گا، جیسے کوئی نامانوس پرندہ لوگوں کے درمیان اُتر آیا ہو، اُس کا تنہائی میں دل لگے گا، یادِ محبوب کی آشفتگی میں اُس کا چین وآرام چھن گیا ہو گا، بھوک میں اُس کا کھانا محبت ہے، پیاس میں اُس کا پانی محبت ہے، اُس کی نیند محبوب سے ملاقات کی سوچ وبچار ہے، بے خبری میں پہل کرلینا اُس کی بیداری ہے، اُسے ایک پَل آرام نہ آئے گا، کوئی دِلاسا اُسے کام نہ آئے گا، اُس کی ڈھارس بندھاؤ تو ڈھارس نہ بندھے، صبر کا کہو تو اُسے صبر نہ آئے، خدائے پاک سے محبّت کرنے والا بجھا بجھا رہتا ہے، جب بندگی بجالانے والے اکتا جائیں تو بھی وہ محبت والا مسلسل بندگی ُالٰہی بجالانے سے نہیں اکتاتا ہے، آخر وہ محبتِ الٰہی اور مسلسل بندگی کی برکت سے شوق کے راستے پر آنکلتا ہے، پھر اس کی بے چینی کو قرار آجاتا، آگ ٹھنڈی ہو جاتی، اس کی چنگاریاں بجھ جاتیں، فکریں ختم ہونے لگتیں ہیں لیکن غم کا سلسلہ رہتا ہے۔

دیندار کے کام اور ان کے فوائد:

﴿14316﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا یونُس بن محمد حَنَّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا حَمزہ نیشاپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: دین دار آدمی نے

غور و فکر کیا تو اسے سکینہ عطا ہو گیا، وہ راضی ہو گیا تو ہر چیز سے بے پرواہو گیا، وہ دُنیا سے کنارہ کش ہو گیا تو بُرائی سے بچ گیا، وہ لوگوں سے دور ہو گیا تو غموں سے محفوظ ہو گیا، خواہشات کو خیر باد کہہ دیا تو آزاد ہو گیا، حسد کو چھوڑ دیا تو محبّت نمودار ہو گئی، ہر فنا ہو جانے والی چیز سے دل ہٹالیا تو عقل مکمل ہو گئی۔

﴿14317﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا شعیب بن حَرْب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو ایک شخص سے یہ فرماتے سنا: تم قبر میں اپنا اسلام ساتھ لے گئے تو تمہیں خوشخبری ہو۔

صرف اللہ پاک سے ڈرو:

﴿14318﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو ملیح رَقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: جب انسان قبر میں داخل ہوتا ہے تو وہ تمام چیزیں اُس کو ڈرانے کیلئے آجاتی ہیں جن سے وہ دنیا میں ڈرتا تھا اور اللہ پاک سے نہ ڈرتا تھا۔

پیٹ بھر کر کھانے کا نقصان:

﴿14319﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا علی بن ابو حُر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن زکریا عَلَیْہِمَا السَّلَام نے پیٹ بھر کر جو کی روٹی کھائی جس کے سبب آپ پر نیند طاری ہو گئی اور آپ کا وظیفہ چھوٹ گیا تو اللہ پاک نے آپ کی طرف وحی نازل فرمائی: اے یحییٰ! کیا تجھے میرے گھر سے اچھا کوئی گھر مل گیا ہے؟ یا میرے پڑوس سے اچھا کوئی پڑوس مل گیا ہے؟ اے یحییٰ! اگر تم جَنّتُ الفردوس کو ایک نظر دیکھ لو تو اس کے شوق میں تمہارا جسم لاغر ہو جائے اور تمہاری جان چلی جائے اور اگر ایک نظر جہنّم کو دیکھ لیتے تو کپڑے کے بجائے لوہے کا لباس پہنتے اور آنسوؤں کے بعد پیپ بہاتے۔

بغیر سیکھے حکمت عطا ہونا:

﴿14320﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مَعین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا احمد بن حنبل اور حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کی مکہ میں ملاقات ہوئی تو حضرت سیِّدُنا احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا: مجھے کوئی بات سناؤ جو تم نے اپنے استاد حضرت ابو سلیمان

دارانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے سنی ہو؟ حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے کہا: اے احمد! بغیر تعجب سُبْحٰنَ اللّٰہ کہو۔ حضرت سَیِّدُنا احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے سُبْحٰنَ اللّٰہ کو لمبا کھینچ کر پڑھا۔ تو حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میں نے حضرت سَیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: آدمی کا دل گناہوں سے کنارہ کشی کا پختہ عزم کرلے تو یہ دل ان دیکھے جہان کی سیر کرنے لگتا ہے اور پھر وہاں سے انوکھی حکمتیں بندے کو لا دیتا ہے، یہ ایسی عمدہ حکمتیں ہوتی ہیں جن تک کوئی عالم اپنے علم سے نہیں پہنچ سکتا ہے۔

راوی کہتے ہیں: یہ سُن کر حضرت سَیِّدُنا احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بے ساختہ کھڑے ہوگئے، پھر بیٹھے، پھر کھڑے ہوگئے، ایسا تین مرتبہ ہوا۔ پھر فرمانے لگے: میں نے اسلام کے بارے میں اب تک جو کچھ سُنا ہے اُن میں یہ بات مجھے سب سے زیادہ پسند آئی۔ پھر حضرت سَیِّدُنا احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اپنی سند سے حضرت سَیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے مروی ایک حدیث پاک بیان کی کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جس نے اپنے علم پر عمل کیا اللّٰہ پاک اُسے وہ علم بھی عطا فرما دیتا ہے جو وہ نہیں جانتا۔“[1] پھر حضرت سَیِّدُنا احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے فرمایا: اے احمد! تم نے بھی سچ کہا اور تمہارے شیخ نے بھی سچ کہا۔

مصنف کتاب حضرت سَیِّدُنا شیخ حافظ ابو نعیم احمد بن عبدُ اللّٰہ اصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سَیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اس حدیث کو ایک تابعی کے حوالے سے حضرت سَیِّدُنا عیسٰی بن مریم عَلَیْہِ السَّلَام کا قول بیان کیا ہے مگر کسی راوی نے اپنے وہم کی وجہ سے اسے حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے روایت کردیا اور آسانی و قرب کی وجہ سے اس کی سند کو حدیث کے لئے وَضْع کرلیا جبکہ یہ حدیث اس بات کا احتمال ہی نہیں رکھتی کہ حضرت سَیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اپنی سند سے اسے حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے روایت کریں۔

صبح کو رات کے سفر کی تعریف:

﴿14321﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا علی بن ابو حُر رَحْمَۃُ

[1] ...معانی الاخبار للکلاباذی، حدیث آخر "مجالس الکبراء"، ص۱۰۰

اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: حضرت سَیِّدُنا امام اَوزاعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حج کرنے گئے، فرماتے ہیں: میں جب مدینہ میں تھا تو رات کے وقت رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مسجد شریف میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک نوجوان قبرِ مبارک اور منبر کے درمیان تہجد پڑھ رہا ہے، جب فجر کا وقت شروع ہوا تو وہ سیدھا لیٹ گیا اور بولا: لوگ صبح کو رات کے سفر کی تعریف کرتے ہیں (یعنی مشقت کے بعد راحت حاصل ہوتی ہے)۔ تو میں نے کہا: اے بھتیجے! (حقیقت میں) یہ محاورہ تمہارا اور تم جیسے لوگوں کے لئے ہی ہے شُتُربانوں (اُونٹ چلانے والوں) کے لئے نہیں۔

حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حَواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حضرت سَیِّدُنا عیسٰی بن عُبَید جُبَیْلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا اَبُو کریمہ کَلْبِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جو کہ شام کے عبادت گُزاروں میں سے تھے انہوں نے فرمایا: اے آدمی! تیری بقیہ دُنیاوی عُمر کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مزید فرمایا: جس طرح لوگ صبح کو رات کے سفر کی تعریف کرتے ہیں اسی طرح انتقال ہونے کے بعد لوگ پرہیز گاروں کی تعریف کرتے ہیں۔

حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: اِنْ شَآءَ اللہ ہم اور ہمارے ساتھی بارگاہِ الٰہی کی طرف گامزن ہیں، اہلِ بدعت بارگاہِ الٰہی سے منہ پھیرے ہوئے ہیں، گنہگار لوگ راستے میں دائیں بائیں نکل گئے اور شُکُوک و شُبہات میں پڑ گئے ہیں۔

حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سَیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام نے ارشاد فرمایا: اُسے مبارک ہو جو اَن دیکھے غیبی وعدے کی خاطر پاس موجود لذّت کو چھوڑ دے۔

تہجد گزاروں کے لیے انعام:

﴿14322﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سَیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس گیا تو وہ رو رہے تھے، میں نے پوچھا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: کل رات میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میری آنکھیں بوجھل ہوئیں تو میں سو گیا، میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک حور میری عبادت کی جگہ سے نکل کر میرے پاس آئی، اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا، مجھ سے بولی: اے ابو سلیمان! تم پڑھنا جانتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ تو اس نے کہا: اس رقعہ کو پڑھو۔ میں نے وہ رُقعہ کھولا تو اس میں یہ اَشعار لکھے تھے:

اَلْهَتْكَ لَذَّةُ نَوْمَةٍ عَنْ خَيْرِ عَيْشٍ　　مَعَ الْغَنِجَاتِ فِي غُرَفِ الْجِنَانِ

تَعِيْشُ مُخَلَّدًا لَا مَوْتَ فِيْهَا وَتَنْعَمُ فِي الْجِنَانِ مَعَ الْحِسَانِ

تَيَقَّظْ مِنْ مَنَامِكَ اِنَّ خَيْرًا مِّنَ النَّوْمِ التَّهَجُّدُ بِالْقُرْاٰنِ

ترجمہ: تمہیں جنتوں کے بالاخانوں میں ناز وانداز والیوں کے ساتھ بہترین زندگی گزارنے سے ایک نیند کے مزے نے غافل کر دیا؟! وہ جنت جہاں تم ہمیشہ رہو، جہاں کبھی موت نہ آئے اور وہاں تم حسیناؤں کے ساتھ مزے سے رہو۔ نیند سے بیدار ہو جاؤ! سونے سے بہتر ہے کہ نمازِ تہجد میں قرآنِ پاک کی تلاوت کرو۔

شب بیداری کرنے والوں کے اِنعامات:

﴿14323﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے پاس حاضر ہوا، آپ رو رہے تھے، میں نے عرض کی: حُضُور کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا: تمہارا بھلا ہو احمد! میں کیوں نہ روؤں؟ جبکہ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ جب رات تاریک ہو گئی، آنکھیں بند ہو گئیں، ہر محبت والا اپنے محبوب کے ساتھ تنہائی میں ملا، عارِفوں کے دل روشن ہو گئے اور یادِ الٰہی کی لذت اٹھانے لگے، عارفوں کے حوصلے مالک عرش کی بارگاہ میں بلند ہوئے، اہلیانِ محبّت اپنے بادشاہِ حقیقی کی بارگاہ میں مناجات کرتے ہوئے عاجزی سے بچھ گئے اور اُس کا پاکیزہ کلام اپنی غمگین آوازوں میں دہرانے لگے، خوف و اشتیاق کے ملے جلے جذبات کے ساتھ اُن کے آنسو رُخساروں پر بہہ رہے ہیں اور اُن کے گوشۂ نماز میں ٹپک رہے ہیں۔ چنانچہ خداوندِ تعالیٰ نے اُن کی طرف نظرِ رحمت فرمائی اور انہیں محبّت و سرور کی دولت عطا فرمائی، اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: میرے دوستو اور میری مَعْرِفَت والو! میری یاد میں ہی لگے رہو، اپنے دل سے میرے سوا ہر کسی کی یاد نکال دو، خوش ہو جاؤ! کیونکہ جس دن تم مجھ سے ملو گے تمہارے لئے میرے یہاں عزت و قُربت کے تحفے ہوں گے۔ پھر اللہ پاک حضرت سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام سے ارشاد فرماتا ہے: جبریل! میری بارگاہ میں وہ لوگ حاضر ہیں جو میرے کلام سے لذّت اٹھاتے ہیں، میری بارگاہ میں راحت پاتے ہیں اور میرے صحن میں پڑاؤ ڈالتے ہیں، میں انہیں ان کی تنہائیوں میں دیکھتا ہوں، ان کی آہ وزاری سنتا ہوں اور ان کی محنت و کوشش کو دیکھتا ہوں، جبریل! ان میں یہ اعلان کر دو:

یہ میں کیا رونا سن رہا ہوں؟! اور یہ کیا گڑگڑانا دیکھ رہا ہوں؟! کیا تم نے کبھی سنا ہے یا کسی نے میری طرف

سے تمہیں یہ بتایا ہے کہ کوئی دوست اپنے دوستوں کو عذاب دے گا؟! کیا تم نہیں جانتے کہ میں کرم والا ہوں پھر میں کیوں راضی نہ ہوؤں گا؟! کیا میرا اکرم ایسا لگتا ہے کہ اپنی بارگاہ کا رُخ کرنے والوں کو دھتکار دوں گا؟! کیسے ہو سکتا ہے کہ جنہوں نے میری نسبت سے عزت چاہی میں انہیں ذلیل کر دوں؟! یا کیسے ممکن ہے کہ جنہوں نے سب مخلوق کو بلکہ خود اپنی ذاتوں کو بھی چھوڑ کر مجھے اختیار کیا اور میری یاد ہی کی لذّت میں زندگی گزاری: میں کل بروزِ قیامت انہیں اپنے دیدار سے محروم رکھوں؟! میری رحمت کے شایان کیسے ہو سکتا ہے اور کیسے ممکن ہے کہ کچھ لوگ رات بھر میری بارگاہ میں اپنے پیروں پر کھڑے رہیں، مجھے منانے کی کوشش کرتے رہیں پھر جب رات گزر جائے تو انہیں دُھتکار دوں؟! یا مجھے کیسے زیب دیتا ہے کہ ان لوگوں کو عذاب دوں جو رات ہوتے ہی مجھے منانے میں لگ جاتے ہیں، جیسے بھی ہوں میری خاطر الگ تھلگ ہو جاتے ہیں، میری یاد سے سکون پاتے ہیں، میرے عذاب کا ڈر رکھتے ہیں اور میری بارگاہ کی قُربت چاہتے ہیں۔ مجھے اپنی قسم ہے! میں ضرور ان کے دلوں کی نامانوسی ختم کر دوں گا اور میں ضرور انہیں مانوسی عطا فرماؤں گا، مزید میرے یہاں ان کے لئے وہ اِنعامات ہیں جنہیں بس میں ہی جانتا ہوں۔

اتنا بیان کرنے کے بعد حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمانے لگے: احمد! جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اگر یہ مجھے نصیب نہ ہو تو آنسوؤں کے بجائے خون رونا بھی مجھے زیب دیتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: حضرت کی گفتگو سُن کر مجھے بھی رونا آگیا۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مجھے چھوڑنے دروازے تک آئے اور میں وہاں سے رخصت ہو گیا۔ اس روز کی گفتگو کے اثرات مجھے آپ کی ذات میں دکھائی دیتے تھے جب تک آپ دنیائے فانی سے کوچ نہیں کر گئے۔ حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگ گئے تھے۔ میں جب کبھی آپ سے عرض کرتا کہ مجھے کچھ دینی بات سنائیے تو فرماتے تھے: کیا جو تم نے سن لیا تھا وہ تمہارے لئے کافی نہیں؟ میں عرض کرتا: حضور! ہو سکتا ہے مجھے اس بات سے نفع مل جائے جو میں نے ابھی تک سُنی نہیں ہے۔ اس پر فرماتے تھے: ٹھیک ہے۔

یہ واقعہ آگے بیان کرنے والے راوی حضرت سیِّدُنا عباس بن حمزہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھ سے فرمایا: میں نے پورا واقعہ کسی قدر اختصار کے ساتھ تمہیں

بیان کر دیا ہے، اسے یاد کر لو۔ پھر حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ رو پڑے اور پکارنے لگے: ہائے محرومی! ہائے گناہوں کی نحوست! لوگ تو چلے گئے لیکن ہم نے وقت ضائع کر دیا اور ہم رہ گئے، لوگوں نے اپنا مقصود حاصل کر لیا لیکن ہمارا نہ جانے کیا بنے گا! آہ! کس قدر اندیشے ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے، میں بھی رونے لگا۔ اس روز کی گفتگو کے اثرات مجھے آپ کی ذات میں بھی دکھائی دیتے تھے آخر کار آپ دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔

﴾14324﴿... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھ سے فرمایا: تھوڑی بھوک، لباس کی تنگی، کسی قدر بے قدری، معمولی سی غریبی اور تھوڑا صبر اسی طرح تمہارے دنیا کے ایام گزر جائیں گے۔

دنیا عمل کا گھر ہے:

﴾14325﴿... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت سَیِّدُنا ابو علی رَجبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا: ایک نوجوان حضرت سَیِّدُنا حسن بن یحییٰ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت میں حاضر رہا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ کچھ دنوں تک حاضر نہ ہوا تو حضرت سَیِّدُنا حسن بن یحییٰ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس کے گھر تشریف لے گئے، دروازہ کھٹکھٹایا، وہ نوجوان باہر آیا، حضرت سَیِّدُنا حسن بن یحییٰ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: برخوردار! کیا بات ہے؟ کئی دنوں سے غائب ہو؟ نوجوان نے عرض کی: بھائی صاحب! یہ (دنیا) ملنے مِلانے کا گھر نہیں ہے، یہ تو عمل کا گھر ہے، مِلنا مِلانا وہاں (جنت میں) ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ نوجوان اندر چلا گیا اور دروازہ بند کر دیا۔ راوی کہتے ہیں: پھر حضرت سَیِّدُنا حسن بن یحییٰ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس نوجوان کو تبھی دیکھا جب اس کا جنازہ نکلا۔

ربِّ کریم کی کرم نوازیاں:

﴾14326﴿... حضرت سَیِّدُنا یُوسُف بن حسن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: بندے پر اللہ پاک کی مسلسل نعمتیں ہوں، بارگاہِ الٰہی سے کامل عزتیں عطا ہوں، خدائے پاک اس کا بہت پردہ رکھے اور بہت احسان فرمائے تو ایسے وقت میں بندے کو ربِّ کریم سے جتنی محبّت ہوتی ہے اس سے بہت زیادہ اللہ پاک اپنے بندے سے محبّت کرتا اور اس پر نظرِ کرم فرماتا ہے جبکہ بندہ

گناہوں میں لگا ہوا ہو اور اپنے ربِّ کریم سے منہ پھیرے ہوئے ہو۔ حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرمانے لگے: واقعی! مولائے کریم کی یہی شان ہے۔ پھر انہوں نے یہ شعر پڑھے:

قَنَعْتُ بِعِلْمِ اللهِ ذُخْرِیْ وَوَاجِدِیْ بِمَكْتُوْمِ اَسْرَارٍ تَضَمَّنَهَا صَدْرِیْ

فَلَوْ جَازَ سَتْرُ السِّتْرِ بَيْنِیْ وَبَيْنَهُ اِلَى الْقَلْبِ وَالْاَحْشَاءِ لَمْ يَعْلَمَا سِرِّیْ

ترجمہ: میرے لیے یہی کافی ہے کہ **اللہ** پاک میرے دل کی بات جانتا ہے اور وہ ربِّ کریم میرے سینے میں چھپے رازوں سے باخبر ہے! اگر میں خود پر اور اپنے سینے کے راز پر پردہ ڈال سکتا تو میرے دل اور پسلیوں کو بھی میرے راز کی بھنک نہ ملتی۔

﴿14327﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو فرماتے سنا: رات کے کھانے کا ایک لقمہ کھا کر ساری رات عبادت کرنے سے زیادہ مجھے یہ پسند ہے کہ وہ ایک لقمہ نہ کھاؤں۔

جنت اور جنتی نعمتیں بھی غافل نہیں کر سکتیں:

﴿14328﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو فرماتے سنا: بے شک **اللہ** پاک کے ایسے بندے بھی ہیں جن کو جنت اور اس کی نعمتیں بھی ذاتِ باری تعالیٰ سے غافل نہیں کر سکتیں تو وہ دنیا کی وجہ سے اُس ذات سے کیسے غافل ہوں گے؟

قبر و حشر کا ذکر کرو:

﴿14329﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن عَیّاش رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے عرض کی: ہمیں حدیث بیان کیجئے۔ آپ نے فرمایا: مجھے حدیث بیان کرنے سے معاف رکھو! میری عُمْر زیادہ ہوگئی ہے اور ہم حدیث بیان کرنا بھول گئے ہیں، ہاں! ہمارے سامنے حشر کی بات کرو! ہمیں قبروں کے اَحوال سناؤ! اگر میں حقیقی مُحَدِّثین کو جانتا تو خود ان کے گھر جاتا اور انہیں حدیث بیان کرتا۔

﴿14330﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا محمد کندی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو فرماتے سنا: ہمارے بُزرگ کہتے ہیں: جب تمہیں کوئی دو ایسے کام پیش آجائیں جن کے بارے میں تم نہیں جانتے کہ رضائے الٰہی کس میں ہے تو غور کرو کہ ان میں سے نفس کی مخالفت کے زیادہ قریب کون سا

ہے کہ حق اسی میں ہو گا جو خواہشات کے مخالف ہو گا۔

محبت الٰہی میں مخلص کون؟

حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُاللہ واہبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: بندہ محبت الٰہی میں اس وقت مخلص ہوتا ہے جب وہ چاہتا ہے کہ اسے محبت میں پہچانا نہ جائے اور جو کھانا زیادہ کھاتا ہے وہ بولتا بھی زیادہ ہے۔

تعلقات اپنا اثر دکھاتے ہیں:

﴿14331﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عَبْدُالعزیز بن عُمَیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: بندہ جب دنیاوی بادشاہوں سے تعلق قائم رکھتا ہے تو تم ان کا بندے پر واضح اثر دیکھتے ہو تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بندہ **اللہ** پاک سے تعلق جوڑے اور اس کا اثر بندے پر دکھائی نہ دے؟ پھر اس بات کو صحیح ثابت کرنے کے لیے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: تم ہم پر بندگی کے واضح اثرات اور عبادت کا نور دیکھ رہے ہو۔

﴿14332﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا ابو جعفر حَذَّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا فُضَیل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: مجھے کبھی بھی مُقرَّب فرشتوں، نبیوں اور اولیاءُ اللہ کی عبادت واطاعت پر زیادہ تعجب نہیں ہوا۔ لوگوں نے پوچھا: اے ابو علی! ایسا کس وجہ سے؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: کیونکہ وہ **اللہ** پاک کی توفیق سے ہے اگر **اللہ** کریم مزید کی توفیق دیتا تو وہ اور بھی کر لیتے۔

﴿14333﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیِّدُنا عَبْدُالعزیز بن عُمَیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا: جب حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے **اللہ** پاک سے کلام کیا تو عرض گزار ہوئے: اے میرے ربّ! شیطان لعین مجھے وسوسہ دلاتا ہے کہ مجھ سے کلام کرنے والا تیرے سوا کوئی اور ہے۔ **اللہ** کریم نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وَحْی فرمائی: اے موسیٰ! اپنا سر اوپر اٹھا۔ حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے جب سر اٹھایا تو آسمان پھٹ گیا اور عرش ظاہر ہو گیا اور دیکھا کہ فرشتے ہوا میں قیام کیے ہوئے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا عبد العزیز بن عُمَیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: جب حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے **اللہ** پاک کا کلام سنا تو لوگوں کے کلام کو ناپسند کرنے لگے۔

اہل محبت کا حصہ دنیا میں نہیں:

﴿14334﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت سیِّدُنا عمر سرّاج رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا ابو جعفر مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میری محبّت میں میری بارگاہ کا رُخ کرنے والو! جب میں تمہیں مل گیا ہوں تو جو دُنیا چھوٹ جائے تمہیں کوئی نقصان نہیں اور جب میں تمہارا سکون چاہتا ہوں تو تمہیں مخلوق کی لڑائی سے کوئی نقصان نہیں۔

﴿14335﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو یُوسُف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بیان کرتے سنا: بھائی! تمہارا کیا جائے گا اگر تم عُمر کے آخری حصے میں اپنے ربّ کے ہو رہو اور اُس کی بندگی کرو؟!

دنیا کی عُمر:

﴿14336﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ایوب حَورانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ولید بن مسلم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: جب **اللہ** پاک مخلوق کو فنا کرے گا تو انہیں دوبارہ اُٹھانے سے پہلے دنیا کی عمر کے برابر چار مرتبہ خود ہی اپنی تعریف بیان فرمائے گا۔

حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: منقول ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے۔

ربّ کریم کی طرف جانا ہے:

﴿14337﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حَواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عباس بن ولید بن یزید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے: کاش! میں جان لیتا یہ دن اور راتیں ہمیں کہاں لے کر جارہی ہیں، تو میں نے یہ بات حضرت سیِّدُنا محمد بن کیسان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بتائی تو انہوں نے کہا: کریم آقا کی طرف لے جارہی ہیں۔

ذکر کے ساتھ غور و فکر:

﴿14338﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: ہمیں حضرت سیِّدُنا ابو مریَم صلت بن حکیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: سمجھ دار لوگ یادِ الٰہی کے راستے

سے فکرِ آخرت کی طرف اور فکرِ آخرت کے راستے سے یادِ الٰہی کی طرف آتے رہتے ہیں حتّٰی کہ ان کے دل پوری طرح بیدار ہو جاتے اور دانش مندی کی باتیں کرنے لگتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عَبْدُ العزیز بن عُمَیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مزید یہ بات بھی فرمائی کہ اور وہ لوگ حقیقی راز پا لیتے ہیں۔

دنیا سے بے رغبتی کیا چیز ہے؟

﴿14339﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو ہِشام مَغازلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: دنیا سے بے رغبتی کیا چیز ہے؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اپنی سب کوشش لگا دینا، راحت و آسائش کو چھوڑ دینا اور بے خوفی کی چادر اُتار پھینکنا۔

دوسرے گھر کی تلاش کرو:

﴿14340﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حَواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سیِّدُنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس آیا اور عرض کی: اے ابو سعید! جب میں کم کھاتا ہوں تو مجھے بھوک لگتی ہے اور جب زیادہ کھاتا ہوں تو بد ہضمی ہو جاتی ہے۔ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس شخص سے فرمایا: مجھے لگتا ہے کہ تمہیں یہ گھر موافق نہیں آ رہا تم کسی دوسرے گھر کی تلاش کرو (یعنی دنیا چھوڑ کر آخرت کی فکر کرو)۔

سیِّدُنا اویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی گفتگو:

﴿14341﴾... حضرت سیِّدُنا اَحمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سیِّدُنا ہَرِم بن حَیَّان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی حضرت سیِّدُنا اویس قَرنی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ملاقات ہوئی تو حضرت سیِّدُنا ہَرِم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کہا: اے اویس بن عامر! تم پر سلام ہو۔ آپ نے جواباً کہا: اے ہَرِم بن حَیَّان! تجھ پر بھی سلام ہو۔ حضرت سیِّدُنا ہَرِم بن حَیَّان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کہا: میں نے تو آپ کو آپ کی صفات سے پہچانا لیکن آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا؟ فرمایا: میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا، اس لیے کہ مؤمنین کی روحیں ایک دوسرے کو سونگھ لیتی ہیں جیسے کہ گھوڑے ایک دوسرے کو سونگھتے ہیں۔ جن اَرواح کا عالَمِ اَرواح میں ایک دوسرے سے تعارف ہوا وہ یہاں بھی ملتی ہیں

اور جو وہاں ایک دوسرے سے الگ رہیں وہ یہاں بھی الگ رہتی ہیں۔ حضرت سیِّدُنا ہَرِم بن حَیَّان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کہا: میں **اللہ** پاک کی رضا کے لیے آپ سے محبت کرتا ہوں۔ حضرت سیِّدُنا اویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: "میں نہیں سمجھتا کہ کوئی غَیْرُاللہ سے بھی محبت کر سکتا ہے۔" عرض کی: میں چاہتا ہوں کے آپ کے ساتھ رہ کر اُنسیت حاصل کروں۔ حضرت سیِّدُنا اویس قرنی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ کوئی **اللہ** کریم کے ساتھ وحشت محسوس کرے۔ حضرت سیِّدُنا ہَرِم بن حَیَّان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کہا: مجھے کوئی وصیت کیجیے؟ فرمایا: "تم پر سَمُندر کا کنارہ لازم ہے(یعنی تنہائی اختیار کرلو)۔" عرض کی: گزر بسر کہاں سے ہوگی؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: توبہ توبہ! نصیحت میں شک مل گیا، تم اپنے دین کے معاملے میں تو **اللہ** پاک کی پناہ لیتے ہو جبکہ رزق کے معاملے میں اس پر تہمت لگاتے ہو۔

خواہشات کن کے لیے پیدا کی گئیں؟

﴿14342﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا کہ **اللہ** کریم نے حضرت سیِّدُنا داود عَلَیْہِ السَّلَام کی جانب وَحی فرمائی: بے شک میں نے خواہشات کو اپنی کمزور مخلوق کے لیے پیدا فرمایا ہے لہٰذا تم اپنے دل میں خواہش کو جگہ دینے سے بچتے رہنا ورنہ تم پر میرا ہلکا سا عتاب یہ ہو گا کہ میں اپنی محبت کی مٹھاس تمہارے دل سے نکال دوں گا۔

شب بیداری کرنے والوں کی تین قسمیں:

﴿14343﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حَواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا کہ رات کو عبادت کرنے والے تین طرح کے ہیں: ان میں سے پہلے تو وہ ہیں جب قرآن پڑھتے ہیں تو اس میں غور وفکر کرتے ہیں اور روتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جب قرآن پڑھتے ہیں اس میں غور وفکر کرتے ہیں تو چیخ پڑتے ہیں اور وہ اس چیخنے میں بھی راحت پاتے ہیں، پاک ہے وہ ذات جو جب چاہے انہیں یوں بلند آواز سے رُلا دے۔ تیسرے وہ ہیں جب قرآن پڑھتے ہیں تو اس میں غور وفکر کرتے ہیں، روتے ہیں نہ چیختے ہیں بلکہ حیران رہ جاتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ

میں نے حضرت سَیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: پہلے والے کیوں روتے ہیں؟ دوسرے والے کیوں چلّاتے ہیں اور تیسرے والوں کے ہوش کیوں اُڑ جاتے ہیں؟ فرمایا: مجھ میں ان وضاحتوں کی تاب نہیں ہے۔

ایک عارف نوجوان کو نصیحت:

﴿14344﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حَواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: میں ایک مرتبہ رات کے درمیانی حصہ میں (انطاکیہ کے ایک پہاڑ) جَبَلِ لُکام کے دامن سے گزرا تو میں نے ایک شخص کو اس طرح دعا مانگتے سنا: اے میرے مولیٰ، اے میری آرزو، اے مجھے اُمید دلانے والے اور اے وہ ذات جس پر میرا عمل مکمل ہے! میں ایسے بدن سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تیرے سامنے کھڑا نہ ہو۔ ایسے دل سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تیرا مشتاق نہ ہو۔ ایسی دعا سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تجھ تک نہ پہنچے۔ ایسی آنکھوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تیری بارگاہ میں آنسو نہ بہائیں۔ حضرت سَیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے اسے پہچان لیا کہ وہ عارِف ہے، تو میں نے کہا: اے نوجوان! عارِفین کے کچھ مقام ہوتے ہیں مشتاق لوگوں کی کچھ علامات ہوتی ہیں۔ اس نوجوان نے پوچھا: وہ کیا ہیں؟ میں نے جواب دیا: مصائب کو چھپانا اور اپنی واہ واہ سے بچنا۔ پھر اس نوجوان نے مجھ سے کہا: مجھے نصیحت کیجئے۔ میں نے کہا: جاؤ اور کبھی غَیْرُاللہ کی طرف نہ جانا، کبھی اس کی خیر کو نہ ٹھکرانا اور اللہ کریم سے اس کی دی ہوئی کسی بھی شے میں بخل نہ کرنا۔ اس نوجوان نے کہا: اور نصیحت کیجئے۔ میں نے کہا: جاؤ کبھی دنیا کی طرف نہ جانا، فقر کو غنا بنالو، اللہ پاک کی جانب ابتلاو آزمائش کو شفا بنالو، توکل کو ذریعہ معاش بنالو، بھوک کو شکم سیری بنالو اور ہر مشکل میں اللہ پاک سے مدد چاہو۔ یہ نصیحت سن کر وہ نوجوان بے ہوش ہو گیا اور میں اسے اسی حالت میں چھوڑ کر چلا آیا۔

حضرت سَیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں ایک سوئے ہوئے شخص کے پاس سے گزرا تو اسے اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور کہا: اے شخص! اُٹھ جا کہ ابھی موت کو موت نہیں آئی۔ اس نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھا اور بولا: بے شک جو موت کے بعد ہے وہ موت سے زیادہ سخت ہے۔ تو میں نے اس سے کہا: جو موت کے بعد والے مُعاملات پر یقین رکھتا ہے وہ خود کو بچانے کے لئے کمر کس لیتا ہے، دنیا کی اسے کوئی پروا نہیں ہوتی اور دنیا میں وہ اپنی کوئی خواہش پوری نہیں کرتا۔

بارگاہِ رسالت میں اُمتی کے اَعمال:

﴿14345﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا عَبَّاد خَوَّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فَلَسْطِیْن کے گورنر حضرت سَیِّدُنا ابراہیم بن صالح ہاشمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس گئے تو اس نے کہا: اے شیخ! مجھے نصیحت کیجئے۔ حضرت سَیِّدُنا عَبَّاد خَوَّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کہا: خدا آپ کا بھلا کرے! میں آپ کو کیا نصیحت کروں؟ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ زندہ لوگوں کے اعمال ان کے فوت ہونے والے رشتے داروں کو پیش کیے جاتے ہیں، تو آپ غور کریں اس وقت کیا حال ہو گا جب آپ کے اعمال حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پیش کئے جائیں گے۔ حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ سُن کر وہ گورنر رونے لگا حتّٰی کہ اس کے آنسو اُس کی داڑھی پر بہنے لگے۔

﴿14346﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حَواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: جب امید خوف پر غالب آجائے تو دل بگڑ جاتا ہے۔ اور فرماتے سنا: **اللہ** پاک کی مَعْرِفَت رکھنے والے اس بات کو بھی گراں جانتے ہیں کہ انہیں ملنے والا عذاب **اللہ** پاک کی نافرمانی سے ہلکا ہو۔

اچھی نیتوں کی جزا:

﴿14347﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حَواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: قیامت کے دن بندہ سمجھ رہا ہو گا کہ میری تو ہلاکت ہے۔ اتنے میں مُہر لگے صحیفے لائے جائیں گے۔ اُس بندے سے کہا جائے گا: مہر توڑو اور جو لکھا ہے پڑھو۔ وہ صحیفے دیکھے گا اور کہے گا: اے میرے ربّ! میں ان نیک اعمال سے واقف نہیں ہوں، میں نے یہ اعمال نہیں کیے ہیں۔ **اللہ** پاک ارشاد فرمائے گا: یہ تیری وہ نیّتیں ہیں جو تو دُنیا میں کیا کرتا تھا۔ میں نے تیرے لیے انہیں شمار رکھا اور لکھ دیا ہے۔ پھر اُسے جنّت میں بھیج دیا جائے گا۔

﴿14348﴾... حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن مَعِیْن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے سامنے حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: میرا گمان ہے کہ **اللہ** پاک اہلِ شام کو انہیں کے سبب بارش عطا فرماتا ہے۔

﴿14349﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو حاتم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا محمود بن خالد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

کے سامنے حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا: مجھے نہیں لگتا روئے زمین پر کوئی ان جیسا باقی ہو۔

﴿14350﴾... حضرت سیِّدُنا عباس بن حمزہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اسلامی سرحد کی پہرہ داری اور جہاد کے بارے میں فرمایا: یہ آرام حاصل کرنے کا کیا خوب ذریعہ ہیں، بندہ جب عبادت سے تھک جائے تو ایسی چیز سے آرام حاصل کرے جو گناہ نہ ہو۔

﴿14351﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** کریم جب کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو انہیں سوتے جاگتے میں فائدہ پہنچاتا ہے۔

دنیا کی مذمت:

﴿14352﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دنیا گندگی کا ڈھیر اور کتوں کے جمع ہونے کی جگہ ہے اور کتوں میں سے بھی کم ہی اس پر ٹھہرتے ہیں کیونکہ عام طور پر کتا اس میں سے اپنی حاجت کے مطابق ہی لیتا اور چلا جاتا ہے جبکہ اس سے محبت کرنے والا ہر وقت اس سے چمٹا رہتا ہے۔

﴿14353﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو شخص یہ پسند کرے کہ اسے کسی نیکی کے سبب جانا جائے یا اسے نیکی کے ساتھ یاد کیا جائے تو ضرور اس نے اپنی عبادت میں شرک کیا، اس لیے کہ جو محبت میں عبادت کرتا ہے وہ یہ بات پسند ہی نہیں کرتا کہ اس کی عبادت کو اس کے مولیٰ کے سوا کوئی اور دیکھے۔

حافظوں پر تعجب ہے:

﴿14354﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حَواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے قرآن پاک کی تلاوت کی اور اس کی ایک ایک آیت میں غور کیا تو میری عقل اس میں حیران رہ گئی اور مجھے قرآن پاک کے حافظوں پر بڑا تعجب ہوا کہ وہ کیسے سوتے ہیں، چلتے پھرتے ہیں، دنیا کے کسی کام میں کیسے مشغول ہو جاتے ہیں جبکہ وہ **اللہ** پاک کے کلام کی تلاوت کرتے ہیں۔ جو وہ تلاوت کرتے ہیں اگر اسے سمجھتے، اس کے حق کو پہچانتے، اس سے لذت حاصل کرتے اور اس کے ذریعے سے مُناجات کرتے خوشی میں ان کی نیندیں اُڑ جاتیں کہ ہمیں کیسی دولت عطا ہوئی اور کیسے عمل کی توفیق دی گئی ہے۔

﴿14355﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضرت سَیِّدُنا سُفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: جو دنیا کو پسند کرے اور اس سے خوشی حاصل کرے اس کے دل سے آخرت کا خوف نکال دیا جاتا ہے۔

مسئلہ بتانے میں احتیاط:

﴿14356﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا مروان بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ہمیں بتایا: میں حضرت سَیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس تھا کہ ایک شخص نے کوئی مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: مجھے نہیں معلوم۔ اس شخص نے آپ سے کہا: اے ابو محمد! ایسا ہو چکا ہے۔ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اگر ہونے والی بات ہو جائے اور مجھے معلوم نہ ہو تو کس پر عمل کیا جائے گا؟

فتویٰ دینے والے کو تنبیہ:

﴿14357﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا مروان بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ حضرت سَیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے پاس بیٹھے ایک بوڑھے شخص سے فرمایا: اے شیخ! مجھے خبر ملی ہے کہ آپ اپنے شہروں میں فتویٰ دیتے رہتے ہیں اس نے کہا: جی ہاں ابو محمد! آپ نے ٹھیک کہا۔ فرمایا: خدا کی قسم! تم بہت نادان ہو۔

﴿14358﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا وکیع بن جرّاح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: اصحابِ حدیث کسی مُحدِّث کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا شروع کر دیں تو اس مُحدِّث کی خرابی ہے۔

﴿14359﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا ولید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا: اے ابو عباس! ہمیں حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان پہنچا ہے: ”پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے دونوں نے روزہ توڑ ڈالا۔“[1] حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کہا: اس لیے کہ وہ دونوں غیبت کر رہے تھے۔ حضرت سَیِّدُنا ولید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: ہم عراقیوں کی اس شرح کی وجہ سے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان نہیں چھوڑیں گے۔ حضرت سَیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ بات حضرت سَیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بتائی تو انہوں نے فرمایا: ولید نے سچ

[1]... ابن ماجہ، کتاب الصیام، باب ما جاء فی الحجامۃ للصائم، ۲/۳۱۶، حدیث: ۱۶۷۹

کہا، پچھنے لگانے کے سبب روزہ ٹوٹنا ہمارے نزدیک غیبت کے سبب روزہ ٹوٹنے سے زیادہ پسندیدہ ہے، کیونکہ ہم پچھنے نہ لگانے پر تو قادر ہیں لیکن غیبت سے ہم بچ نہیں پاتے (لہٰذا غیبت سے روزہ نہیں ٹوٹتا)۔

صحابۂ کرام کی گفتگو کے شیریں ہونے کی وجہ:

﴿14360﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے بھائی حضرت محمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا علی بن فُضَیل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے والد حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عیاض رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: ابا جان! رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی گفتگو کے شیریں ہونے کی کیا وجہ ہے؟ حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عیاض رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے پوچھا: اے میرے بیٹے! تو ان کی گفتگو کے شیریں ہونے کی وجہ نہیں جانتا؟ بیٹے نے عرض کی: نہیں ابا جان۔ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اس وجہ سے کہ وہ گفتگو سے اللہ کریم کی رضا چاہتے تھے۔

﴿14361﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے بھائی حضرت محمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ میں نے حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عیاض رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اللہ کریم کے اس فرمان:

وَلَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا (پ۱۲، ھود: ۱۱۳) ترجمۂ کنزالایمان: اور ظالموں کی طرف نہ جھکو۔

کے بارے میں پوچھا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: ظلم کرنے والے چاہے جو بھی ہوں، جس حیثیت کے ہوں، جس زمانے میں ہوں (ان کی طرف مائل مت ہونا)۔

مومن پر قیامت کا دن:

﴿14362﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: قیامت کے دن مومن کا میدانِ محشر میں ٹھہرنا فرض نماز کی طرح آسان ہو گا جو اس نے کامل رُکوع اور سُجُود کے ساتھ دنیا میں پڑھی ہو گی۔

نصف دن میں حساب:

﴿14363﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت ہے کہ اس فرمانِ باری تعالیٰ:

فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُہٗ خَمۡسِیۡنَ اَلۡفَ سَنَۃٍ ۚ﴿۴﴾ (پ۲۹، المعارج: ۴) ترجمۂ کنز الایمان: وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

کی تفسیر میں ہے کہ اگر مخلوق کا حساب اللہ پاک کے علاوہ کوئی اور لینے والا ہوتا تو 50 ہزار سال میں بھی فیصلہ نہ کرپاتا لیکن حساب لینے والا اللہ کریم ہے جو آخرت کے دنوں میں سے نصف دن میں ہی سب کا فیصلہ فرمادے گا۔

بہترین حکمران اور بدتر لوگ:

﴿14364﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنی سند سے حضرت سیِّدُنا قتادہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت کرتے ہیں کہ تمہارے بہترین حکمران وہ ہیں جو عُلَما سے محبت کرتے ہیں اور تمہارے بدتر لوگ وہ ہیں جو حکمرانوں سے محبت کرتے ہیں۔

سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرویات

حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بے شمار مشہور و معروف اہلِ علم سے روایات لی ہیں۔

﴿14365-66﴾... امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی بن ابو طالب کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم بیان کرتے ہیں کہ (غزوۂ خندق کے موقع پر کفار کے بارے میں) حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: انہوں نے ہمیں صلوٰۃِ وُسطیٰ عصر کی نماز سے روکے رکھا اللہ پاک ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔[1]

بیماری میں تندرستی جیسا اجر:

﴿14367﴾... حضرت سیِّدُنا ابو موسیٰ اشعری رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو بیمار یا مسافر ہوجائے تو اللہ کریم اس کے لیے اس عمل کی طرح اجر و ثواب لکھتا ہے جو وہ تندرستی اور حالتِ اقامت میں کرتا ہے۔[2]

﴿14368﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ثعلبہ خُشَنی رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی:

---

1 ...مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب التغلیظ فی تفویت صلاۃ العصر، ص ۲۴۷، حدیث: ۱۴۲۰

2 ...بخاری، کتاب الجھاد والسیر، باب یکتب للمسافر... الخ، ۲/ ۳۰۸، حدیث: ۲۹۹۶

یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! ہمیں مشرکین کے برتن مُیَسَّر آئیں (تو کیا کریں؟)۔ تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اُنہیں دھولو پھر ان میں کھانا پکالیا کرو۔[1]

قیامت کی نشانی:

﴿14369﴾... حضرت سَیِّدُنا عبدُاللہ بن عَمْرو رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ نبیِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** پاک علم کھینچ کر نہ اٹھائے گا کہ بندوں سے اسے کھینچ لے (بلکہ وہ علم عُلَما کو وفات دے کر اُٹھائے گا)۔[2]

﴿14370﴾... امیرالمؤمنین حضرت سَیِّدُنا عُمَر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا: جو حکمرانی کا لالچ کرے وہ حکمرانی میں کبھی انصاف نہیں کر سکتا۔

صفیں سیدھی رکھنا:

﴿14371﴾... حضرت سَیِّدُنا بلال رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز میں ہمارے کندھوں اور قدموں کو سیدھا فرمایا کرتے تھے۔[3]

﴿14372﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبیِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کو اپنے مال سے کُشادگی نہیں دے سکتے لہٰذا تمہیں چاہئے کہ انہیں خندہ پیشانی اور حُسنِ اَخلاق سے کُشادگی دو۔[4]

﴿14373﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو وتر پڑھے بغیر سو جائے یا بھول جائے تو یاد آنے پر یا بیدار ہونے پر وتر پڑھے۔[5]

---

1 ...ترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء فی الانتفاع بآنیۃ المشرکین، ۳/ ۲۰۱، حدیث: ۱۵۶۶ بتغیر قلیل
مستدرک، کتاب الطہارۃ، استعمال آنیۃ اھل الکتاب و المشرکین، ۱/ ۳۶۰، حدیث: ۵۱۹

2 ...مسلم، کتاب العلم، باب رفع العلم وقبضہ... الخ، ص ۱۱۰۱، حدیث: ۶۷۹۶

3 ...مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الصلوۃ، باب ما قالوا فی اقامۃ الصف، ۱/ ۳۸۷، حدیث: ۱۱

4 ...مکارم الاخلاق للطبرانی، باب فضل الانبساط... الخ، ص ۳۱۸، حدیث: ۱۸

5 ...مسند امام احمد، مسند ابی سعید الخدری، ۴/ ۹۳، حدیث: ۱۱۲۶۴
ترمذی، کتاب الوتر، باب ما جاء فی الرجل ینام... الخ، ۲/ ۱۲، حدیث: ۴۶۴

﴿14374﴾... حضرت سیِّدُنا سالم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب (حج کے موقع پر) اپنے گھر کے کمزور افراد (عورتوں اور بچوں) کو پہلے ہی مُزدَلِفَہ سے منیٰ بھیج دیا کرتے اور فرماتے: حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بھی ایسا عمل فرمایا۔[1]

﴿14375﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن سعد رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایسے شخص کی صحبت اختیار نہ کرو جو تمہیں عزت نہ دیتا ہو جیسے تم اسے عزت دیتے ہو۔[2]

برتنوں کی بھی ایک مدت ہے:

﴿14376﴾... حضرت سیِّدُنا کعب بن عُجْرَہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنی باندیوں کو برتنوں (کے ٹوٹنے) پر مت مارو کیونکہ برتنوں کی بھی ایک مدت مُقرّر ہے جیسے لوگوں کی مدت مقرر ہے۔[3]

﴿14377﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن حَفْص رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابنِ عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا عید کے دن تشریف لائے تو نہ عید کی نماز سے پہلے نماز پڑھی نہ بعد میں[4] اور فرمایا کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اسی طرح کرتے تھے۔[5]

بچوں کو نماز کا حکم:

﴿14378﴾... حضرت سیِّدُنا عبدُ اللّٰہ بن عَمْرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ حضور نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

1... ابن حبان، کتاب الحج، باب الوقوف بعرفۃ والمزدلفۃ والدفع منہما، ۲/۲۲، حدیث: ۳۸۵۶

2... الکنی والاسماء للدولابی، من کنیتہ ابو خزیمۃ، الجزء الثانی، ۵۲۳، حدیث: ۹۳۹

کتاب الامثال فی الحدیث النبوی، الجزء الاول، ص۳۱، حدیث: ۳۸

3... مسند الفردوس، باب لام الف، ۵/۳۲، حدیث: ۷۳۷۹

4... نمازِ عید سے قبل (پہلے) نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے، عید گاہ میں ہو یا گھر میں، اس پر عید کی نماز واجب ہو یا نہ ہو۔ یہاں تک کہ عورت اگر چاشت کی نماز گھر میں پڑھنا چاہے تو (عید کی) نماز ہو جانے کے بعد پڑھے اور نمازِ عید کے بعد عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے، گھر میں پڑھ سکتا ہے بلکہ مستحب ہے کہ چار رکعتیں پڑھے۔ یہ احکام خواص (اہلِ علم) کے ہیں، عوام اگر نفل پڑھیں اگرچہ نمازِ عید سے پہلے، اگرچہ عید گاہ میں انہیں منع نہ کیا جائے۔ (الدر المختار ورد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ۳/۵۷، ۵۹)

5... ترمذی، کتاب العیدین، باب لا صلوۃ قبل العیدین ولا بعدھا، ۲/۲۵، حدیث: ۵۳۸

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور 10 سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر مارو اور ان کے بستر الگ کر دو۔[1] تم میں سے جب کوئی اپنی لونڈی کا نکاح کر دے تو اسے ناف سے نیچے اور گھٹنے سے اوپر نہ دیکھے کہ اب وہ ستر (چھپانے کی جگہ) ہے۔[2]

﴿14379﴾... حضرت سیِّدُنا داود بن ابو عاصِم ثقفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے مِنٰی میں نماز پڑھنے کے حوالے سے پوچھا تو آپ نے پوچھا: کیا تم نے حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں سنا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں اور میں ان پر ایمان بھی لایا ہوں۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا: بے شک حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مِنٰی میں دو رکعت نماز پڑھی۔[3]

سفر میں سنتوں کا چھوڑنا:

﴿14380﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سفر میں فرضوں سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے (یعنی سُنَّتِ قبلیہ اور بعدیہ چھوڑ دیتے)[4]۔[5]

﴿14381﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو وِتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔[6]

---

1 ... مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو، ۲/۵۹۹، حدیث: ۶۷۰۱

2 ... ابو داود، کتاب اللباس، باب فی قولہ: وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارھن، ۴/۸۷، حدیث: ۴۱۱۳
مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو، ۲/۶۱۳، حدیث: ۶۷۶۸

3 ... مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، ۲/۴۵۰، حدیث: ۴۷۹۰

4 ... بعض روایات میں دورانِ سفر سُنَن پڑھنے اور بعض میں نہ پڑھنے کا ذکر ہے تو ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ جب منزل میں پہنچ جائے تو پڑھے اور راستے میں ہے تو اجازت ہے کہ نہ پڑھے۔ (مرقاۃ المفاتیح، ۳/۴۴۲) اسی طرح یوں بھی تطبیق ہو سکتی ہے کہ امن و اطمینان کی حالت میں پڑھے اور خوف و اضطراری کی حالت میں نہ پڑھے۔ (شرح جامع ترمذی، ۲/۲۹۱)

5 ... مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، ۲/۴۳۶، حدیث: ۴۶۷۵

6 ... ابو داود، کتاب الوتر، باب فیمن لم یوتر، ۲/۸۹، حدیث: ۱۴۱۹، عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ
مسند امام احمد، مسند ابی ھریرۃ، ۳/۴۴۸، حدیث: ۹۷۲۳

رزق کی تلاش اچھے طریقے سے کرو:

﴿14382﴾... حضرت سیِّدُنا ابو اُمامہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: روحُ القُدس (جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام) نے میرے دل میں ڈالا کہ کوئی جان نہ مرے گی حتّٰی کہ اپنی مدت مکمل اور اپنا رزق پورا کرے۔ رزق کی تلاش اچھے طریقے سے کرو اور رزق میں دیر لگنا تمہیں اس پر نہ اکسائے کہ تم اللہ کریم کی نافرمانی سے رزق ڈھونڈو کیونکہ اللہ پاک کے پاس کی چیزیں اس کی فرماں برداری سے ہی حاصل کی جاسکتی ہیں۔[1]

تحفہ جب تک رشوت نہ ہو لے لو:

﴿14383﴾... حضرت سیِّدُنا مُکَیْر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنی خالہ اور ان کی ایک رفیقہ کے ساتھ حج کیا، ہم جب مقامِ سُوَیدا میں تھے تو میں سو گیا، جب میں جاگا تو وہاں ایک شخص موجود تھا جو دوائی یا رَسُوت (ایک کڑوے پودے کا رس) تلاش کر رہا تھا، میں نے اسے کہتے سنا: مجھے اس نے بیان کیا جس نے حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنا۔ ایک روایت میں ہے: مجھے حضرت سیِّدُنا ابو زوائد رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے بیان کیا کہ انہوں نے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: حکمرانوں سے اِنعام قبول کرو جب تک وہ اِنعام ہے اور جب قریش بادشاہت پر آپس میں لڑ پڑیں اور اِنعامات تمہاری دین داری کی رشوت بن جائیں تو اِنعام لینا چھوڑ دو۔[2]

﴿14384﴾... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ سَلَمَہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پڑوسی کو اذیت دینا کوئی معمولی بات نہیں (بلکہ بڑا گناہ ہے)۔[3]

تین باتوں کی وصیت:

﴿14385﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین

---

1 ...معجم کبیر، ۱۲۶/۸، حدیث: ۷۶۹۳

2 ...ابو داود، کتاب الخراج والفیئ والامارۃ، باب فی کراھیۃ الافتراض... الخ، ۱۹۱/۳، ۱۹۲، حدیث: ۲۹۵۸، ۲۹۵۹ بتغیر قلیل

3 ...مکارم الاخلاق للطبرانی، باب قولہ: لاقلیل... الخ، ص۳۹۵، حدیث: ۲۳۹

باتوں کی وصیت کی: (1)...ہر ماہ تین دن روزے رکھنا (2)...چاشت کی نماز اور (3)...سونے سے پہلے وِتر پڑھنا۔[1]

﴾14386﴿... حضرت سیّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدُنا اَسعد بن زُرارہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو (بیماری میں) داغا۔[2]

ایمان کا کمزور ترین درجہ:

﴾14387﴿... حضرت سیّدُنا طارق بن شِہاب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ عید کے دن نماز سے پہلے جس شخص نے سب سے پہلے خُطبہ دینا شروع کیا وہ مروان بن حَکَم تھا، ایک شخص نے مروان کو ٹوکا اور کہا: نماز خُطبے سے پہلے ہوتی ہے۔ مروان نے جواب دیا: وہ طریقہ اب چھوڑ دیا گیا ہے۔ حضرت سیّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا: اس شخص پر شریعت کا جو حق تھا وہ اس نے ادا کر دیا، میں نے خود حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: تم میں سے جو کوئی خلافِ شریعت کام دیکھے تو اپنے ہاتھوں سے اس کی اصلاح کر دے اور اگر طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اسے روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو دل سے اسے بُرا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے[3]۔[4]

﴾14388﴿... حضرت سیّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مکّہ سے مدینہ سفر فرمایا جبکہ **اللہ** کریم کے سوا کسی کا خوف نہیں تھا اس کے باوجود آپ دو رکعت نماز ادا

---

1 ...بخاری، کتاب التھجد، باب صلاۃ الضحی فی الحضر، ۱/۳۹۸، حدیث: ۱۱۷۸

2 ...ترمذی، کتاب الطب، باب ماجاء فی الرخصۃ فی ذلک، ۴/۹، حدیث: ۲۰۵۷

3 ...بُرائی کو بدلنے کے لئے ہر طبقے کو اس کی طاقت کے مطابق ذمہ داری سونپی گئی کیونکہ اسلام میں کسی بھی انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی اربابِ اِقتدار، اَساتذہ، والدین وغیرہ جو اپنے ماتحتوں کو کنٹرول کر سکتے ہیں وہ قانون پر سختی سے عمل کرا کے اور مخالفت کی صورت میں سزا دے کر بُرائی کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔ مُبلِّغینِ اسلام، عُلَماء و مَشائخ، اَدیب و صحافی اور دیگر ذرائعِ اَبلاغ مثلاً ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ سے سبھی لوگ اپنی تقریروں، تحریروں بلکہ شُعَراء اپنی نظموں کے ذریعے بُرائی کا قلع قمع کریں اور نیکی کو فروغ دیں بِلِسَانِہٖ کی تحت یہ تمام صورتیں آتی ہیں۔ اور عام مسلمان جسے اقتدار کی کوئی صورت بھی حاصل نہیں اور نہ ہی وہ تحریر و تقریر کے ذریعے بُرائی کا خاتمہ کر سکتا ہے وہ دل سے اس بُرائی کو بُرا سمجھے اگرچہ یہ ایمان کا کمزور ترین مرتبہ ہے کیونکہ کوشش کر کے زبان سے روکنا چاہئے لیکن دل سے جب بُرا سمجھے گا تو یقیناً خود بُرائی کے قریب نہیں جائے گا اور اس طرح معاشرے کے بے شمار افراد خود بخود راہِ راست پر آجائیں گے۔ (مراٰۃ المناجیح، 6/503، مکتبہ اسلامیہ)

4 ...مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان...الخ، ص۴۹، حدیث: ۱۷۷

(یعنی قصر) فرماتے رہے۔[1]

سفر میں بھی سنتیں ادا کرنا:

﴿14389﴾... حضرت سَیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْهُمَا بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حالَتِ سفر اور حالَتِ اِقامت میں نماز فرض قرار دی اور حالَتِ اقامت میں فرضوں سے پہلے اور بعد کی سنتیں پڑھتے اور حالَتِ سَفَر میں بھی فرضوں سے پہلے اور بعد کی سنتیں پڑھتے۔[2]

﴿14390﴾... اُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْهَا بیان کرتی ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فجر کی سنتیں ہلکی پڑھا کرتے تھے۔[3]

قیامت میں کون کس کے ساتھ ہوگا؟

﴿14391﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ دو شخص حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہمراہ رہا کرتے تھے، ان میں سے ایک تو ہر وقت ہی حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ نظر آتا اور وہ کوئی خاص عمل بھی نہیں کرتا تھا اور دوسرا نہ تو اتنا زیادہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ہوتا اور نہ ہی کوئی خاص عمل کرتا تھا۔ وہ جو ہر وقت ہی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ نظر آتا تھا اس نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! نمازیوں نے نماز کا اَجر سمیٹ لیا، روزہ داروں نے روزے کا اجر حاصل کر لیا، اسی طرح اس نے دیگر نیک اعمال کا ذکر کیا۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: تیرے پاس کون سا عمل ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! میرے پاس کوئی عمل نہیں سوائے **اللہ** اور اس کے رسول کی محبت کے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تیرے لیے وہی ہے جس کا تو نے گمان کیا اور تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے۔

---

1 ... نسائی، کتاب تقصیر الصلاۃ فی السفر، ص ۲۴۷، حدیث: ۱۴۳۲

2 ... ابن ماجه، کتاب اقامة الصلاۃ، باب التطوع فی السفر، ۱/۵۷۱، حدیث: ۱۰۷۲
مسند امام احمد، مسند عبد اللہ بن العباس، ۱/۵۰۰، حدیث: ۲۰۶۳

3 ... مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرها، باب استحباب ركعتی سنة الفجر... الخ، ص ۲۸۵، حدیث: ۱۶۸۱
مسند امام احمد، مسند السیدۃ عائشة، ۱۰/۱۷، حدیث: ۲۵۷۵۰

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں: دوسرا شخص جو بہت کم حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ نظر آتا تھا اس کا انتقال ہو گیا تو آپ نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگ جانتے ہو کہ اللہ کریم نے فُلاں شخص کو جنت میں داخل فرمایا ہے؟! لوگوں کو بہت حیرت ہوئی کہ وہ تو شاذ و نادِر ہی کبھی دکھائی دیتا تھا۔ ایک صاحب مرحوم کے گھر گئے اور ان کی زوجہ سے مرحوم کے نیک اعمال پوچھے۔ وہ بولیں: اُن کے وہی اعمال تھے جو آپ حضرات دیکھتے تھے ان کے سوا کوئی بڑا عمل نہیں تھا، ہاں اُن کی ایک عادت تھی۔ پوچھا: کیا عادت تھی؟ کہنے لگیں: دِن اور رات میں کسی بھی حالت میں وہ مؤذِّن کی آواز سنتے اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہ تو یہی توحیدِ باری تعالیٰ کی گواہی دہرا کر کہتے تھے: اُقِرُّ بِھَا وَ اَکْفِرُ مَنْ اَبٰی یعنی میں اس کا اقرار کرتا ہوں اور جو انکار کرے اُسے جھٹلاتا ہوں۔ پھر جب مؤذِّن اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ کہتا تو یہی رسالت کی گواہی دہرا کر کہتے تھے: اُقِرُّ بِھَا وَ اَکْفِرُ مَنْ اَبٰی یعنی میں اس کا اقرار کرتا ہوں اور جو انکار کرے اُسے جھٹلاتا ہوں۔ پوچھنے کے لیے آنے والے صاحب نے کہا: وہ جنّت میں داخل ہو گیا ہے۔ پھر وہ صاحب بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: میں مرحوم کے گھر والوں کے پاس گیا اور اُن کا عمل پوچھا تو انہوں نے مجھے ایسا ایسا بتایا۔ پھر عرض کی: میں گواہی دیتا ہوں کہ حضور اللہ پاک کے رسول ہیں۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔[1]

عیدین کی نماز دو رکعات:

﴿14392﴾... حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عیدُ الفِطر یا عیدُ الاَضحیٰ کے دن تشریف لائے اور لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی۔[2]

﴿94-14393﴾... حضرت سیِّدُنا سَمُرہ بن جُنْدُب اور حضرت سیِّدُنا نعمان بن بشیر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عیدین میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ کی تلاوت فرماتے۔[3]

---

1 ... عمل اليوم والليلة لابن السني، باب كيف مسألة الوسيلة، ص٤٧، حديث: ١٠٢، مختصر المخلصيات، الجزء الثاني عشر، ٣/٣٩٨، حديث: ٢٧٨٧

2 ... مسند امام احمد، مسند عبد الله بن العباس بن عبد المطلب، ١/٧٥٩، حديث: ٣٣٣٣

3 ... مسند امام احمد، مسند البصريين، حديث سمرة بن جندب، ٧/٢٤٧، حديث: ٢٠١٠١
ابن ماجه، كتاب اقامة الصلاة، باب ما جاء في القراءة في صلاة العيدين، ٢/١٠٣، حديث: ١٢٨١

﴿14395﴾... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کبھی بھی ظہر سے پہلے کی چار اور فجر سے پہلے کی دو رکعتیں نہ چھوڑتے۔[1]

عصر کے بعد کوئی نفل نماز نہیں:

﴿14396﴾... حضرت سیِّدُنا امام طاؤس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابنِ عُمَر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: "میں نے یہ دو رکعتیں پڑھتے کسی کو نہیں دیکھا۔" یا فرمایا: "ہم نے یہ دو رکعتیں پڑھتے کسی کو نہیں دیکھا۔"

حضرت سیِّدُنا طاؤس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: اور آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے سونے سے قبل دو رکعت پڑھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔

﴿14397﴾... حضرت سیِّدُنا ابو صدّیق ناجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابنِ عُمَر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ فجر کی دو رکعتوں کے بعد لیٹ جاتے ہیں تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے کسی کو ان کے پاس بھیجا اور انہیں اس کام سے منع فرمایا۔ وہ لوگ بولے: یہ تو سنت ہے۔ تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے اس شخص سے کہا: ان کی طرف جاؤ اور انہیں بتادو کہ یہ بدعت ہے۔

وتر میں قنوت کب پڑھیں؟

﴿14398﴾... حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس قیام کیا، آپ نے وِتر میں رُکوع سے پہلے دُعائے قنوت پڑھی، پھر میں نے اگلے دن اپنی والدہ کو پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اَزواج کے پاس بھیجا اور کہا کہ آپ وہاں جاکر دیکھیں کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وتر کیسے پڑھتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ آپ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے ہیں۔[2]

﴿14399﴾... حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فجر کی دو سنتوں

---

[1] ...بخاری، کتاب التھجد، باب الرکعتین قبل الظھر، ۱/۳۹۸، حدیث: ۱۱۸۲
مسند امام احمد، مسند السیدۃ عائشۃ، ۹/۳۲۹، حدیث: ۲۴۳۹۴

[2] ...دارقطنی، کتاب الوتر، مایقرأ فی رکعات الوتر والقنوت فیہ، ۲/۳۵۶، حدیث: ۱۶۶۲، ۱۶۶۳

میں قراءت آہستہ آواز میں کرتے اور ان دو رکعتوں میں قُلْ یٰٓاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی تلاوت فرماتے۔[1]

﴿14400﴾...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ میں ہمیشہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سحری کے آخری وقت اپنے پاس سویا ہوا پاتی۔ (راوی کہتے ہیں) یعنی وتر کی نماز کے بعد۔[2]

نمازِ وتر کے لئے نیند سے بیدار کرنا:

﴿14401﴾...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مجھے نیند سے اٹھایا کرتے اور فرماتے: اٹھو اور وِتر پڑھو۔[3]

﴿14402﴾...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو اونگھ آئے تو اسے چاہیے کہ اپنے بستر پر جاکر سو جائے، ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کوئی مغفرت مانگنے جائے اور (نیند میں) اپنے خلاف دُعا کر بیٹھے۔[4]

سرکہ کی فضیلت:

﴿14403﴾...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سرکہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: سرکہ کیا خوب سالن ہے۔[5]

﴿14404﴾...اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں کھجوریں نہ ہوں وہ بھوکے ہیں[6]۔[7]

---

1 ...مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلوة، باب القراءة فی رکعتی الفجر، ۳۲۲/۲، حدیث۲۸۰۰

2 ...ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوة، باب ما جاء فی الضجعة بعد الوتر... الخ، ۵۷/۲، حدیث: ۱۱۹۷

3 ...مسند امام احمد، مسند السیدة عائشة، ۱۸/۱۰، حدیث: ۲۵۷۵۵

4 ...مسلم، کتاب صلاة المسافرین وقصرها، باب امر من نعس فی صلاته... الخ، ص۳۰۸، حدیث: ۱۸۳۵ بتغیر قلیل

مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلاة، باب الرجل یلتبس علیه القرآن فی الصلاة، ۳۲۹/۲، حدیث: ۳۲۲۳

5 ...مسلم، کتاب الاشربة، باب فضیلة الخل والتادم به، ص ۸۷۳، حدیث: ۵۳۵۰

6 ...یہ اس زمانے اور اس ملک کے لحاظ سے ہے کہ وہاں کھجوریں بکثرت ہوتی ہیں اور جب گھر میں کھجوریں ہیں تو بال بچوں اور گھر والوں کے لیے اطمینان کی صورت ہے کہ بھوک لگے گی تو انھیں کھالیں گے، بھوکے نہیں رہیں گے۔ (بہار شریعت، حصہ 3/16/ 370)

7 ...مسلم، کتاب الاشربة، باب فی ادخار التمر... الخ، ص ۸۷۱، حدیث: ۵۳۳۷

﴿14405﴾... حضرت سیِّدُنا یزید بن مرثد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس طرح کانٹوں سے انگور نہیں چنے جاتے اسی طرح نیکوکاروں کی جگہ گناہ گاروں کو نہیں رکھا جائے گا، تم جس راستے کو چاہو اپنالو، جس راستے پر چلو گے ان کے اہل تک پہنچ جاؤ گے۔[1]

سیِّدُنا معاذ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو نصیحتیں:

﴿14406﴾... حضرت سیِّدُنا مُعاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے مُعاذ! مومن حق کا قیدی ہے اور بے شک قرآن نے مومن کو ایسی بہت سی خواہشات سے روکا ہوا ہے جن میں پڑ کر وہ ہلاک ہو جائے۔

اے مُعاذ! مومن کو اِضطراب اور گھبراہٹ سے اس وقت تک تسکین نہیں ملتی جب تک وہ پل صراط کو پار نہ کر لے، قرآن مومن کی دلیل، خوف اس کی حجت، شوق اس کی سواری، نماز اس کی پناہ، روزہ اس کی ڈھال، صَدَقہ اس کا چھٹکارا، سچ اس کا امیر، حیاء اس کی وزیر ہے اور ان سب کے بعد اس کا رب اس پر واقف و آگاہ ہے۔

اے مُعاذ! قیامت کے دن مومن سے اس کے ہر کام کے بارے میں پوچھا جائے گا حتّٰی کہ آنکھ میں سرمہ ڈالنے کا بھی۔

اے مُعاذ! میں تیرے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو اپنے لیے پسند کرتا ہوں اور تجھے اس سے روکتا ہوں جس سے مجھے حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام نے روکا، بس قیامت کے دن مجھے اس حال میں نہ ملنا کہ جس کام کی **اللہ** پاک نے تمہیں توفیق دی اس میں کوئی اور تم سے زیادہ سعادت مند ہو۔[2]

﴿8-14407﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر وہ نماز جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی جائے ناقص ہے۔[3]

---

1 ... کتاب الامثال فی الحدیث النبوی، الجزء الاول، ص۷۵، حدیث: ۲۲ بتغیر قلیل

2 ... مسند الشامیین للطبرانی، مسند مکحول الشامی، ۳/۳۵۵، حدیث: ۲۵۴۰ مختصرا
الترغیب و الترھیب لقوام السنۃ، باب فی الترغیب فی الخوف و الخشیۃ، ۲/۱۰۵، حدیث: ۱۲۵۱

3 ... مسلم، کتاب الصلاۃ، باب وجوب قراءۃ الفاتحۃ فی کل رکعۃ... الخ، ص۱۶۷، حدیث: ۸۸۱
مسند طیالسی، ما اسند ابو ھریرۃ، الجزء العاشر، ص۳۳۴، حدیث: ۲۵۶۱

نیکوکار کو نیکوکار کہنے کی وجہ:

﴿14409﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں: نیکوکاروں کو نیکوکار اس لئے کہا گیا کیونکہ انہوں نے اپنی اولاد اور والدین کے ساتھ نیک سُلوک کیا۔

ایک عبادت گزار نوجوان تابعی:

﴿14410﴾... حضرت سیِّدُنا امام اَعْمش رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ کوفہ کے تابعین میں سے ایک نوجوان تھا۔ وہ بغیر کسی بیماری اور بڑھاپے کے کمزور اور بیمار نظر آتا تھا۔ اس کی پیشانی سجدوں کی بنا پر زخمی تھی اور آنسوؤں کے سبب اس کے گالوں پر گڑھے پڑ چکے تھے۔ ایک رات اس کی والدہ اس کے پاس گئی اور بولی: اے میرے بیٹے! ہمیشگی سے کیا جانے والا کم عمل جس میں تھکاوٹ نہ ہو وہ بہتر ہے اس کثیر عمل سے جو تھکا دیتا ہو۔ مجھے خوف ہے کہ **اللہ** کریم اپنی کسی عبادت میں تجھے کمربستہ دیکھے پھر دیکھے کہ تُو تھک چکا ہے اور ڈھیلا پڑ گیا ہے تو تُو اس کے نزدیک ناپسندیدہ ہو گا۔ اے میرے بیٹے! کیا معاملہ ہے کہ میں لوگوں کو خوش ہوتے دیکھتی ہوں اور تو غمزدہ رہتا ہے، خوش نہیں ہوتا۔ میں انہیں پر سکون اور سوتے ہوئے دیکھتی ہوں جبکہ تمہیں روزہ رکھے ہوئے دیکھتی ہوں، تم کھاتے ہو نہ پیتے ہو۔ نوجوان نے اپنے والدہ سے کہا: امی جان! میرے قریب آئیں، میری طرف سے آپ کو اچھی جزا دی جائے، میں نے موت کے بارے میں غور و فکر کیا تو دیکھا کہ موت نے نہ کسی بوڑھے کو چھوڑا نہ کسی بچے پر رحم کیا۔ اے امی جان! میری جانب سے آپ کو اچھی جزا دی جائے، کل آپ کا بیٹا قبر میں طویل نیند سو جائے گا، کل آپ کا بیٹا برزخ کی طویل قید میں گرفتار ہو جائے گا، کل آپ کا بیٹا آزمائش میں مبتلا ہو کر بہت ذلیل ہو گا۔ اے امی جان! مجھے آگے رہنے کا کہا گیا ہے اور اس کی انتہاء جنت ہے، اگر میں انتہاء پر پہنچ گیا تو کامیاب ہو جاؤں گا اور اگر انتہاء تک نہ پہنچ سکا تو ہلاک ہو جاؤں گا۔ اے امی جان! اس منزل کی طلب سے امید ہے کہ کل مجھے اور آپ کو نفع حاصل ہو۔

حضرت سیِّدُنا امام اَعْمش رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: اس نوجوان کی والدہ واپس جا کر سو گئی، پھر جب صبح ہوئی تو وہ صحابیِ رسول حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے پاس گئی اور عرض کی: اے رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھی! میرا ایک بیٹا ہے جو بغیر کسی بیماری اور بڑھاپے کے کمزور اور بیمار نظر آتا ہے،

اس کی پیشانی کثرتِ سُجُود سے زخمی ہے، اس کے گالوں پر آنسوؤں کے سبب گڑھے پڑ گئے۔ اے رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے صحابی! لوگ سو رہے ہوتے ہیں لیکن میرا بیٹا نہ سکون کرتا ہے نہ سوتا ہے، لوگ کھا رہے ہوتے ہیں لیکن میرا بیٹا روزہ رکھتا ہے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے، لوگ خوش ہوتے ہیں اور ہنستے ہیں لیکن میرا بیٹا غمزدہ رہتا ہے نہ خوش ہوتا ہے نہ ہنستا ہے۔ آپ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اصحاب میں سے ہیں، آپ کو ایسے مُعاملات کا تَجْرِبہ ہے جبکہ ہمیں اس کا تجربہ نہیں، آپ نے جو کچھ دیکھا ہے وہ ہم نے نہیں دیکھا، تو کیا آپ میرے ساتھ چلیں گے تاکہ آپ ان باتوں کا اثر اس پر دیکھیں؟ حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہ اس عورت کے ساتھ چلے گئے، جب اس نوجوان کے کمرے میں داخل ہوئے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان عبادت کا نور چمکتا دیکھا تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے اس نوجوان سے کہا: اے حُورِ عِیْن کو پیغام دینے والے! میرے ماں باپ تم پر قربان، اے سلامتی کے گھر کو طلب کرنے والے! میرے ماں باپ تم پر قربان، اے ابوالقاسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور ان کے صاحبوں کی طرف اِشتیاق رکھنے والے! میرے ماں باپ تم پر قربان۔ اس نوجوان نے عرض کی: مجھے حدیث بیان کیجئے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا: اے میرے پیارے! میں یہ جانتا ہوں کہ جو جہنَّم میں داخل ہو کر زخمی ہوا (جہنم میں) اس کے زخموں کی کبھی کوئی دوائی نہیں ہو گی، اے میرے دوست! میں اتنا جانتا ہوں کہ جو جہنم میں داخل ہو کر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا (جہنم میں) اس کی ہڈیاں کبھی نہ جڑیں گیں، میرے دوست! جہنمی جہنم سے ہی کھائیں گے اور پئیں گے، جہنم میں الٹے پلٹے جائیں گے، لوہے کے گرزوں سے جہنم کی گہرائی تک مارا اور لوٹایا جائے گا۔ حضرت سیِّدُنا امام اَعْمَش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: (یہ سُن کر) نوجوان نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

اس کی والدہ آئی اور نوجوان کے سر پر ہاتھ رکھا پھر بولی: اے رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھی! میں آپ کو اپنے بیٹے کے پاس اس لیے لائی ہوں کہ آپ اسے کوئی نصیحت کریں، اس لیے نہیں لائی کہ آپ اسے قتل ہی کر دیں۔ پھر لڑکے کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے گئے تو اسے ہوش آگیا تو حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا: اے نوجوان! بے شک نفس کا بھی تجھ پر ایک حق ہے اور بدن کا بھی تجھ پر حق ہے لہٰذا ہر حق دار کو اس کا حق دے۔ نوجوان نے عرض کی: اے رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھی! کیا

آپ نے گھوڑوں کو میدان میں نہیں دیکھا؟ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا: کیوں نہیں، میں نے دیکھا ہے۔ نوجوان نے کہا: ان میں سے سبقت لے جانے والا کون سا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: دُبلا ہلکے وزن والا۔ نوجوان نے کہا: میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میرا نفس دبلا ہو شاید کہ **اللہ** کریم مجھے مُتَّقِیْن کے دَرَجے تک پہنچادے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے اس نوجوان سے فرمایا: **اللہ** کریم تیری راہ نمائی فرمائے اور تجھے اس دَرَجے تک پہنچائے۔

کامل مومن اور اس کی جنتی بیوی کی شان:

﴿14411﴾... حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن وَہب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جنت میں ایک بالاخانہ ہے جسے عالیہ کہا جاتا ہے، اس میں ایک حور رہتی ہے جسے غَنِجَہ کہا جاتا ہے۔ جب **اللہ** کا پیارا اس حور کے پاس جانا چاہتا ہے تو حضرت سَیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام اس حور کو پکارتے ہیں تو وہ اپنی انگلیوں کے کناروں پر کھڑی ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ چار ہزار خادمائیں کھڑی ہوتی ہیں جو اس کی پوشاک اور زُلفوں کو اٹھائے ہوتی ہیں اور ان کے پاس بغیر آگ کے خوشبو کی انگیٹھیاں سلگا دیتی ہیں۔

راوی کہتے ہیں: حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن وہب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر بے ہوشی طاری ہو گئی تو انہیں اُٹھا کر ان کے گھر پہنچا دیا گیا۔ لوگ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی عیادت کرنے لگے یہاں تک کہ اسی میں آپ کی وفات ہو گئی، **اللہ** کریم ان پر رحم فرمائے۔

حضرت سَیِّدُنا ابو یَزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

زُہد وعبادت میں مشہور بُزرگوں میں سے ایک ہستی، تنہا سرگرداں اور انوکھے وارفتہ حضرت سَیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ تنہائی کے سفر پر نکلے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ حیرانی کے راستے پر چلے اور بارگاہِ الٰہی تک جا پہنچے۔ محدود چیزوں سے اوجھل ہو کر اُس کی بارگاہ میں حاضر ہوئے جو محسوس ہونے والی اور محسوس نہ ہونے والی چیزوں کا خالق ومالک ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مخلوق کو خیر باد کہا اور حق سے جا ملے، چنانچہ بھلائی والے دوستوں سے آپ کو کمک دی گئی اور بھلائی کی طاقت سے مدد دی گئی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اشارے برکت والے ہیں اور باتیں معنیٰ خیز ہیں، جو سمجھے اُس کے لیے کامیابی کی ضمانت ہیں اور جو نہ مانے اُس کے لیے آزمائش ہیں۔

حیرت کی بات تو یہ ہے۔۔۔!

﴿14412﴾...حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے (بارگاہِ الٰہی میں) کہا: حیرت کی بات یہ نہیں کہ میں محتاج بندہ ہوتے ہوئے تجھ سے محبّت کرتا ہوں، حیرت کی بات تو یہ ہے کہ تُو قدرت والا بادشاہِ حقیقی ہے پھر بھی مجھ سے محبّت فرماتا ہے۔

﴿14413﴾...حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں ابتدا میں چار باتوں میں غلط فہمی میں مبتلا رہا: (1)...میں اس غلط فہمی میں رہا کہ میں **اللہ** پاک کو یاد کرتا ہوں (2)...میں **اللہ** پاک کی مَعْرِفت رکھتا ہوں (3)...میں **اللہ** پاک سے محبت کرتا ہوں اور (4)...میں **اللہ** پاک کو ہی طلب کرتا ہوں، پھر جب میں انتہا کو پہنچا تو میں نے جانا کہ اس کا یاد کرنا میرے یاد کرنے سے پہلے ہے، اس کی معرفت میری معرفت سے پہلے ہے، اس کی محبت میری محبت سے پہلے ہے اور اس نے مجھے پہلے طلب کیا تو میں اس کی طلب کرنے لگا۔

﴿14414﴾...حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اے **اللہ**! تو نے مخلوق کو اس کے علم کے بغیر پیدا کیا، ان کے ارادے کے بغیر ان میں امانت کو رکھا، اب اگر تو ہی ان کی مدد نہیں کرے گا تو پھر ان کی مدد کون کرے گا؟

دیدارِ الٰہی میں رکاوٹ آنے پر فریاد:

﴿14415﴾...حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کے کچھ خاص بندے ہیں، اگر **اللہ** پاک انہیں جنّت میں اپنے دیدار سے محروم رکھے تو وہ جنّت سے نکلنے کے لیے یوں فریادیں کریں جیسے جہنّمی جہنّم سے چھٹکارے کے لیے فریادیں کریں گے۔

﴿14416﴾...حضرت سیِّدُنا عُبَید بن عبدُ القاہر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: کچھ لوگ حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس بیٹھے تھے، آپ کچھ دیر سر جُھکائے بیٹھے رہے پھر سر اُٹھا کر ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: تم جب سے میرے پاس بیٹھے ہو میں تب سے اس فکر میں گھومتا رہا کہ تمہارے لیے کوئی ایسا انگور کا دانہ تلاش کروں جسے تم اٹھانے کی طاقت رکھتے ہو لیکن مجھے ایسا دانہ نہ ملا۔

حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں 30 سال تک بارگاہِ الٰہی سے دُور رہا، یہ دُوری

یوں تھی کہ میں اُس کا ذِکر کرتا رہا، پھر جب میں ذِکر سے رُک گیا تو بھی بہر حال ربِّ کریم کو پایا۔ مجھ سے ایک شخص کہنے لگا: آپ سفر پر کیوں نہیں جاتے ہو؟ میں نے کہا: کیوں کہ میرا مولیٰ سفر نہیں فرماتا، میں بھی اُسی کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ سُوال کرنے والے نے جواب میں کوئی مثال کہی تو فرمایا: پانی ایک جگہ کھڑا رہے تو اس سے وضو کرنا کبھی مکروہ ہوتا ہے۔ ہاں! فُقَہا سَمُندری پانی میں کوئی حَرَج نہیں سمجھتے، سَمُندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مُردہ (یعنی مچھلی) حلال ہے۔ پھر فرمایا: تم نہروں کو دیکھتے ہو اُن میں بہاؤ اور آواز ہوتی ہے لیکن جب یہ سمندر کے پاس آتی ہیں اور سمندر سے جاملتی ہیں تو ان کی آواز اور تیزی آہستہ ہو جاتی ہیں، سمندر کے پانی میں ان نہروں کا الگ سے پتا نہیں چلتا، نہ سمندر کا پانی بڑھتا ہوا محسوس ہوتا ہے اور اگر یہ نہریں سمندر سے نکل بھی جائیں تو بھی سمندر میں کوئی کمی نظر نہیں آئے گی۔

روای بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میں 30 سال تک **اللہ** پاک سے دور رہا لیکن اس دوری میں بھی میں اسی کا ذکر کرتا تھا، میں جب اس سے پیچھے رہا تو میں نے ہر حال میں اسی کو پایا۔

ذکر کرنے کے لئے کلی کرنا:

﴿14417﴾... حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے 30 سال ہو گئے میں جب بھی **اللہ** کریم کے ذکر کا ارادہ کرتا ہوں تو کُلی کرتا ہوں اور **اللہ** پاک کی تعظیم کے لیے اپنی زبان کو دھوتا ہوں کہ میں اس کا ذِکر کرنے لگا ہوں۔

﴿14418﴾... حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں توحید کے میدان میں دوڑتا رہا یہاں تک کہ خلوت نشینی کے نگر میں آنکلا، پھر خلوت کے نگر میں بڑھتا رہا بالآخر ہمیشگی کی منزل تک جا پہنچا، پھر میں نے ہمیشگی کا وہ جام پیا کہ کبھی اُس کی یاد سے پیاسا نہ رہوں گا۔

حضرت سیِّدُنا یُوسُف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں یہ کلام کچھ مختلف لفظوں کے ساتھ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زبانی سنا کرتا تھا۔ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عالَمِ وارفتگی اور غلبۂ حال کے موقع پر ہی وہ کلام فرمایا کرتے تھے۔ مذکورہ کلمات کے بعد یوں کہتے تھے: تیرا ہی جلال ہے، تیرا ہی جمال ہے، تیرا ہی کمال ہے، تجھے پاکی ہے، تجھے پاکی ہے، مَدح سرائیوں اور تسبیح خوانیوں کی زبانوں نے تیری پاکی

بیان کی، تُو اَزَلی ہے، تُو اَزَلی ہے، خدا کی مجھ سے محبّت اَزَلی ہے۔

﴿14419﴾... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں 30 سال تک بار گاہِ الٰہی سے دُور رہا، یہ دُوری یوں تھی کہ میں اُس کا ذِکر کرتا رہا، پھر جب میں ذِکر سے رُک گیا تو بھی بہر حال ربِّ کریم کو پایا۔

اللہ پاک دیکھ رہا ہے:

﴿14420﴾... ایک شخص حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا: آسمان کی طرف دیکھو۔ اس شخص نے آسمان کی طرف دیکھا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو اسے کس نے بنایا ہے؟ اس نے کہا: **اللہ** پاک نے۔ فرمایا: تم جہاں کہیں رہو آسمان کا خالق تمہیں دیکھ رہا ہے لہٰذا اس سے ڈرتے رہو۔

ہوا میں اُڑنا فضیلت نہیں:

﴿14421﴾... ایک شخص حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس آیا اور کہا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ہوا میں اُڑتے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ پرندے جو کہ مُردار کھاتے ہیں وہ بھی ہوا میں اڑتے ہیں اور مومن تو پھر پرندوں سے زیادہ فضیلت والا ہے۔

حضرت سیِّدُنا احمد بن حَرْب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی طرف ایک چٹائی بھیجی اور ساتھ میں خط بھیجا کہ رات کو اس پر نماز پڑھیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے انہیں جواب میں لکھا: میں نے ساتوں زمین و آسمان والوں کی عبادات کو جمع کیا اور اسے تکیے میں رکھ دیا اور وہ تکیہ اپنے سر کے نیچے رکھ لیا۔

﴿14422﴾... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے دُنیا کو پکی تین طلاقیں دے دیں، اب دنیا سے رُجوع کی کوئی صورت نہیں اور میں اکیلا اپنے ربّ کی بار گاہ میں گیا اور ان الفاظ کے ساتھ **اللہ** کریم کو مدد کے لئے پکارا: اے میرے مولیٰ! میں تجھ سے دُعا کرتا ہوں کہ جس کا تیرے سوا کوئی نہیں۔ جب **اللہ** کریم نے میرے دل سے دُعا کی سچائی اور میرے نَفْس کی مایوسی کو جان لیا تو سب سے پہلے اس دعا کی قبولیت جو مجھ پر ظاہر ہوئی وہ یہ ہے کہ میرا نفس بالکل ہی مایوس ہو گیا اور تمام مخلوق میرے سامنے کھڑی ہو گئی جبکہ میں ان سب سے منہ موڑ چکا ہوں۔

﴿14423﴾...حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: اطاعت و فرماں برداری میں ایسی آفتیں ہیں جن کے ہوتے ہوئے گناہ کرنے کی حاجت نہیں (یعنی وہ آفات ہی گناہ گار ہونے کے لئے کافی ہیں)۔

تو وہ مُتَکَبِّر ہے:

﴿14424﴾...حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه نے فرمایا: جب تک بندہ یہ گمان کرتا رہے کہ مخلوق میں کوئی اس سے بُرا ہے تو وہ متکبر ہے۔

عُلَما کا اختلاف رحمت ہے:

﴿14425﴾...حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه نے فرمایا: میں نے 30 سال مُجاہَدہ کیا تو عِلْم اور اس کی اِتّباع سے زیادہ سخت کسی شے کو نہ پایا، اگر عُلَما کا آپس میں اِختلاف نہ ہوتا تو میں ضرور تھک جاتا۔ عُلَما کا اِختلاف رحمت ہے سوائے خالص توحید میں۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: نفسانی خواہش کے ہوتے ہوئے بندہ اپنے نفس کی مَعْرِفَت حاصل نہیں کر سکتا۔ مزید فرماتے ہیں: اہلِ محبت کے دلوں میں جنت کا کوئی خیال بھی نہیں کہ اہلِ محبت تو اپنی محبت میں ہی گرفتار ہیں۔

نفس کا علاج بہت مشکل ہے:

﴿14426﴾...حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کی زوجہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے آپ رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کو فرماتے سنا: میں نے ہر شے کا علاج کیا لیکن نَفْس کے علاج سے مشکل کوئی علاج نہ پایا حالانکہ یہ نَفْس میرے نزدیک سب سے زیادہ حقیر ہے۔

﴿14427﴾...حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کی زوجہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کو فرماتے سنا: میں نے اپنے نَفْس کو **اللہ** کریم کی طرف چلنے کو کہا تو اس نے منع کر دیا، جب میں اسے **اللہ** پاک کی طرف راغب کرنے سے تھک گیا تو اسے چھوڑ کر **اللہ** کریم کی طرف چلا گیا۔

زاہد، عابد اور عالِم حجاب میں:

﴿14428﴾...حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه نے فرمایا کہ تین لوگ تین باتوں کے باعث سب سے

بڑھ کر بارگاہِ الٰہی سے دُور ہیں: (1)...زاہد اپنے زُہد یعنی دُنیا سے بے رغبتی کی وجہ سے، (2)...عابد اپنی عبادت کی وجہ سے اور (3)...عالم اپنے علم کی وجہ سے۔ پھر فرمایا: بے چارے زاہد کو زُہد میں دھوکا ہوا، یہ دُنیا سے بے رغبتی اُسے زاہدوں کے میدان میں لے گئی، بے چارے کو یہ پتا ہوتا کہ پوری دُنیا کو اللہ پاک نے ”تھوڑی“ فرمایا ہے، بھلا اِس ”تھوڑی“ میں سے اِسے کتنا مِلا اور جو مِلا اُس میں کتنے سے منہ پھیر بیٹھا ہے؟ پھر فرمایا: زاہد تو وہ ہے جو بارگاہِ الٰہی کا رُخ کرے پھر خدا اسے ہی لو لگائے رہے نہ اللہ پاک کے سوا کسی کو دیکھے نہ خود کو دیکھے۔ حقیقی عابد وہ ہے جو اپنی بندگی میں اللہ پاک کے اِحسانات کو اپنی عبادتوں سے زیادہ سمجھتا رہے یہاں تک کہ اُس کی بندگی اِحسانِ خداوندی سے ہی جانی جائے۔ عالم کی بات یہ ہے کہ اللہ پاک نے جس قدر علم ظاہر فرمایا ہے وہ سبھی علم لوحِ محفوظ کی ایک سَطر ہے اگر عالم اس بات کو سمجھ لے اور سوچے کہ میں نے ایک سطر میں سے کتنا علم حاصل کرلیا ہے اور جو علم حاصل کیا ہے اُس پر کتنا عمل کرلیا ہے تو یہ غور کرنے کے بعد عالم کو اپنی بے مائیگی کا اِدراک ہوگا اور احساس ہوگا کہ میں اپنے علم و عمل کے اعتبار سے کوئی ایسی چیز نہیں ہوں جس کا نام لیا جائے۔

عارف ہر شے سے بے پروا ہوتا ہے:

﴿14429﴾... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: ❀ذاتِ حق کی مَعْرِفَت جَہْل، معرفت کی حقیقت کا علم جرم اور اشارے والے کا اشارہ اشارے کا شرک ہے۔ ❀معرفت والے کو یہ فکر رہتی ہے کہ میری امید کیا ہے؟ جبکہ زاہد کو یہ فکر رہتی ہے کہ میرا کھانا کیسا ہے؟! ❀اُسے مبارک! جسے ایک ہی غم ہو اور آنکھوں کے دیکھے اور کانوں کے سُنے پر دِل نہ بھٹکے۔ جسے معرفتِ الٰہی نصیب ہوتی ہے وہ یادِ خُدا سے ہٹانے والی ہر چیز سے منہ موڑ لیتا ہے۔

معرفت کسے کہتے ہیں؟

﴿14430﴾... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: مَعْرِفَت کسے کہتے ہیں؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ آیت تلاوت کی:

اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَةً اَفْسَدُوْهَا (پ۱۹، النمل: ۳۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں اسے تباہ کر دیتے ہیں۔

پھر فرمایا: مجھے اس پر تعجب ہے جو اللہ کریم کی مَعْرِفَت رکھتا ہے کیسے اس کی عبادت کرتا ہے؟

﴿14431﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا گیا: آپ ان سات ابدالوں میں سے ہیں جو زمین کا نظام چلاتے ہیں؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جواباً فرمایا: ساتوں میں ہی ہوں۔

مردِ طریقت کون؟

﴿14432﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: کوئی شخص مردِ طریقت کب بنتا ہے؟ فرمایا: جب وہ اپنے عیبوں کو پہچان لے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مزید فرمایا: اللہ پاک کے کچھ خاص بندے ہیں، ربِّ کریم لمحے بھر کو اُنہیں اپنی بارگاہ سے حجاب میں رکھے اور سب جنّتیں اُنہیں سونپ دے تو اُنہیں جنّتوں سے بھی کوئی غرض نہ ہوگی، بھلا! یہ لوگ دُنیا اور دُنیاوی رنگینیوں کی طرف کیسے جُھک سکتے ہیں؟!

سَیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے چند فرامین:

﴿14433﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ❀"اللہ پاک اپنے بندے کو لذّت عطا فرماتا ہے، اگر وہ لذّت پر خوش ہو جائے تو اُسے قُرب کی حقیقتوں سے روک دیتا ہے۔" ❀ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: عارِف کا مقام کون سا ہے؟ فرمایا: "یہاں کوئی درجہ نہیں ہے، بلکہ عارف کا سب سے بڑا نفع یہ ہے کہ اُسے ربِّ کریم مل گیا۔" ❀ میں نے خُدا کو خُدا سے پہچانا اور اوروں کو نُورِ خُدا سے پہچانا۔ ❀ آپ سے پوچھا گیا: عبادتِ الٰہی پر مدد کس سے لی جائے؟ فرمایا: "اللہ پاک سے اگر تم اس کی معرفت رکھتے ہو۔" ❀ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں: "میں تیری عطا سے تیرے حضور نازاں ہوں مجھے تجھ سے تیری طرف ہدایت عطا ہوتی ہے اور تیری مدد سے تجھ تک رسائی ہے۔" ❀ نفس کو بھولنا ہی یادِ نسیم کو پیدا کرنے والے کا ذکر ہے۔ ❀ جو اَزَل کی بات کرنا چاہے ضروری ہے کہ اُس کے پاس اَزَل کا چراغِ ہدایت ہو۔ ❀ پانے والوں نے جو کچھ حُضوری کی نعمت پائی وہ لوگ ہوتے ہوئے بھی موجود نہ تھے، جب وہ آموجود ہوئے تو میں نے انہیں بتایا۔

کیسے شخص کو دوست بناؤں؟

﴿14434﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: لوگ اللہ کریم کو غفلت کے ساتھ یاد کرتے

اور سستی کے ساتھ اس کی عبادت کرتے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کرتے ہوئے کہا: یا **اللہ**! مجھ پر اپنی بارگاہ سے اپنا حجاب نہ رکھنا۔ مزید فرماتے ہیں: بظاہر **اللہ** پاک کی طرف بہت زیادہ بُلانے والے لوگ (بعض اوقات) بارگاہِ الٰہی سے اتنے ہی دُور ہوتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کسی نے عرض کی: میں کس کی صُحبت میں رہوں؟ فرمایا: "جس سے تمہیں وہ سب چھپانے کی ضرورت نہ ہو جو تمہارے بارے میں **اللہ** پاک جانتا ہے۔" آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: خُدا کے سب سے زیادہ قریب وہ ہے جو مخلوقِ خُدا پر سب سے زیادہ مہربانیاں کرتا ہے۔ مزید فرمایا: انعاماتِ الٰہی کا سامان وہی سواریاں اٹھاتی ہیں جو سدھائی ہوئی اور فرماں بردار ہیں۔ کسی نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: میں کس کے ساتھ رہوں؟ فرمایا: "وہ کہ تم بیمار پڑو تو تمہارا حال جانے اور گناہ کرو تو توبہ مانے۔"

عُمدہ چیخ:

﴿14435﴾... حضرت سیِّدُنا ابوعمران موسیٰ بن عیسیٰ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد صاحب سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں ایک دن حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پیچھے بیٹھا تھا کہ آپ نے زوردار چیخ ماری تو میں نے دیکھا کہ ان کی چیخ نے **اللہ** کریم اور ان کے درمیان پردوں کو پھاڑ ڈالا ہے۔ میں نے عَرض کی: اے ابویزید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ! میں نے بڑا عجیب مُعاملہ دیکھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: مسکین! وہ عجیب معاملہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی: میں نے دیکھا کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی چیخ نے پردوں کو پھاڑ ڈالا اور **اللہ** کریم تک پہنچ گئی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اے مسکین! عمدہ چیخ وہ ہوتی ہے کہ جب ظاہر ہو تو اس کے لیے کوئی پردہ نہ ہو جسے وہ پھاڑے۔

حضرت سیِّدُنا ابویزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کسی نے پوچھا: کیا معرفتِ الٰہی والے کے سامنے کوئی چیز ربّ کریم سے حجاب بنتی ہے؟ فرمایا: جو خود ہی اپنا حجاب ہو اُس کے آگے کیا چیز حجاب بنے گی؟!

﴿14436﴾... حضرت سیِّدُنا ابویزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس نے کلامِ الٰہی اس لیے سنا کہ لوگوں کے ساتھ گفتگو کر سکے تو **اللہ** کریم اسے فہم عطا فرماتا ہے جس کے ذریعے وہ لوگوں سے گفتگو کرتا ہے اور جو خُدا سے واسطہ رکھنے کے لئے کلامِ الٰہی سُنے تو **اللہ** پاک اُسے اپنی مُناجات کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔

اس وقت خوشی کا کیا عالَم ہو گا؟

﴿14437﴾... حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں تیرا خوف رکھتے ہوئے تجھ سے اتنا خوش ہوں، بھلا! تب میری خوشی کا کیا عالَم ہو گا جب تُو مجھے بے خوف فرمادے گا۔

﴿14438﴾... حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اے میرے ربّ! مجھے تو ہی اپنی مَعْرِفَت عطا فرما بے شک میں تجھے تیری عطا کے بغیر نہیں جان سکتا۔

﴿14439﴾... حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمت والوں کا انکار احسان کرنے والوں کے ایمان سے زیادہ محفوظ ہے۔

﴿14440﴾... حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کاش مخلوق مجھے پہچان لیتی، پھر انہیں اپنی پہچان کی ضرورت نہ رہتی۔

بزرگوں نے معرفت کیسے حاصل کی؟

﴿14441﴾... حضرت سیِّدُنا ابویزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: بزرگوں نے مَعْرِفَت کیسے حاصل کی؟ فرمایا: انہوں نے اپنے حُقُوق چھوڑ دیے اور خُدا کے فرائض میں لگ گئے۔

﴿14442﴾... حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک نے اپنے اولیاء کے دلوں پر توجہ فرمائی تو ان میں سے جو الگ سے معرفت کو سنبھالنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے انہیں عبادت میں مشغول فرمادیا۔

عارف کی نشانی:

﴿14443﴾... حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: عارِف کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: یادِ الٰہی میں سُستی نہ کرے، حقِّ بندگی ادا کرنے سے نہ اکتائے اور خُدا کے سوا کسی سے دل نہ لگائے۔

حضرت سیِّدُنا ابویزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک نے بندوں کو کچھ باتوں کا حکم دیا اور کچھ سے منع فرمایا۔ بندوں نے اُس کی فرماں برداری کی تو **اللہ** پاک نے انہیں اِنعامات عطا فرمائے، بندے خدا کو بھول کر انعامات میں لگ گئے لیکن میں **اللہ** سے **اللہ** ہی کو مانگتا ہوں۔

عارف اور عالم:

﴿14444﴾... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: عارف جو کہتا ہے وہ خود اُس سے بھی اونچا ہوتا ہے جبکہ عالم جو کہتا ہے وہ خود اُس سے نیچے ہوتا ہے۔ عارِف کسی چیز سے خوش نہیں ہوتا، اُسے کسی چیز کا ڈر نہیں ہوتا وہ عارِف اپنے ربّ کی طرف لَو لگائے ہوتا ہے جبکہ عالم اپنے علم میں خود کو دیکھتا ہے۔ عابد حال کے ساتھ اس کی عبادت کرتا ہے اور عارف حال میں اس کی عبادت کرتا ہے۔ عارف کا ثواب اس کے رب کے پاس وہ خود ہی ہے اور عارف کمال کو تب پہنچتا ہے جب اس کی ساری کمائی ذاتِ باری تعالیٰ کے مُعاملے میں ذاتِ باری تعالیٰ کے لیے ہی ہو۔

اسم اعظم کی کوئی حد بندی نہیں:

ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا: مجھے اِسْمِ اَعظم سکھایئے؟ آپ نے فرمایا: اسم اعظم کی کوئی حد بندی نہیں ہے۔ اسم اعظم یہ ہے کہ جب تمہارا دل توحیدِ باری تعالیٰ کا مشتاق ہو تو ایسے عالَم میں ربّ کریم کو اس کے جس نام سے چاہو پکارو کہ اُس نام کی بدولت مشرق و مغرب تک ہو آؤ گے اور وہاں کی باتیں بتاؤ گے۔

﴿14445﴾... حضرت سیِّدُنا عُمر بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد صاحب سے سنا کہ حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: دیکھو! تجھ پر ایک وقت ایسا آئے گا کہ آسمانوں میں **اللہ** پاک کے سوا تو کچھ نہ دیکھے گا اور زمین میں تو اپنے سوا کوئی نہ دیکھے گا۔ مزید فرمایا: سچے زاہد کو دیکھنا اور جدا ہونا تمہیں آسان لگے گا لیکن **اللہ** پاک کی مَعْرِفَت رکھنے والے کو دیکھو گے تو تم پر رُعب طاری ہو جائے گا اور جدا ہو گے تو بھی تم پر ہیبت چھائی ہو گی۔

﴿14446﴾... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ پوچھا جائے کہ "تم نے ایسا کیوں کیا؟" اس کے مقابلے میں مجھے پسند ہے کہ یہ پوچھا جائے "تم نے ایسا کیوں نہیں کیا؟"

پانی پر چلنا تعجب نہیں:

﴿14447﴾... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: کسی کا پانی پر چلنا کوئی تعجب کی بات نہیں، **اللہ** کریم کی کثیر مخلوق ایسی ہے جو پانی پر چلتی ہے لیکن ان کی **اللہ** پاک کے نزدیک کوئی قدر و قیمت نہیں۔

حکمت و دانائی کی بارش:

﴾14448﴿... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: بھوک بادل ہے، بندہ بھوکا ہوتا ہے تو دِل پر دانائی اور حکمت کی بارش ہوتی ہے۔

﴾14449﴿... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے **اللہ** پاک کے فرمان:

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ؕ ترجمۂ کنز الایمان: ہم **اللہ** کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ (پ۲، البقرۃ:۱۵٦)

کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اِنَّا لِلّٰهِ“ سے مراد **اللہ** کریم کی بادشاہی کا اِقرار کرنا اور ”وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ“ سے مراد اس کی بادشاہت پر یقین کا اِقرار ہے۔

﴾14450﴿... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو میرے مُعاملات کو مجبوری نہ سمجھے، میرے وقتوں کو فریب، میرے اَحوال کو دھوکا، میری باتوں کو مَن گھڑت، میرے لفظوں کو بے باکی نہ سمجھے اور مجھے بے وُقعتی سے نہ دیکھے تو اس نے مجھے سمجھنے میں ٹھوکر کھائی۔

﴾14451﴿... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر مجھے ایک مرتبہ بے غُبار دل سے ”لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ کہنا نصیب ہو جائے تو اس کے بعد مجھے کسی چیز کی پروا نہیں ہو گی۔

سمندر پی کر بھی سیرابی نہیں:

﴾14452﴿... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خط لکھا: میں اس کی محبت کے کثیر جام پی کر مدہوش ہو گیا ہوں۔ حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے انہیں جواب لکھا: تم ابھی سے ہوش کھو بیٹھے ہو جبکہ تم نے جام پینے کا ایک دور بھی پورا نہیں کیا حالانکہ تمہارے غیر نے زمین و آسمان کے سمندر پی لیے پھر بھی سیراب نہ ہوا، اب بھی اس کی زبان پیاس سے باہر نکلی ہوئی ہے اور وہ کہتا ہے: ”هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ یعنی کیا کچھ اور بھی ہے۔“

شریعت کی بجا آوری اَصل ہے:

﴾14453﴿... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جسے کرامات

عطا کی گئی ہوں حتّٰی کہ وہ ہوا میں اُڑتا ہو تو اس سے دھوکا نہ کھانا یہاں تک کہ دیکھ لو وہ نیکی کا حکم دینے، بُرائی سے منع کرنے، **اللہ** پاک کی حدود کی حفاظت کرنے اور شریعت کی بجا آوری میں کیسا ہے۔

﴿14454﴾... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: جب تو **اللہ** کریم کی بارگاہ میں کھڑا ہو تو اپنے نفس کو ایسا بنالے گویا کہ تو مجوسی کی طرح ہے اور اس کے حضور اپنی زُنّار[1] توڑنا چاہتا ہے۔

﴿14455﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عمران موسیٰ بن عیسیٰ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس لوگ جمع تھے کہ آپ نے یوں دُعا کی: اے میرے ربّ! میں نے تجھ سے سوال کیا تھا کہ تو اپنے سب لوگوں کو خود سے حجاب میں نہ کرنا تو نے میرے سب لوگوں کو خود سے روک دیا۔

﴿14456﴾... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرے دِل میں الہام فرمایا گیا کہ ہمارے خزانے بندوں کی بندگیوں سے بھرے پڑے ہیں اگر تم ہمیں چاہتے ہو تو انتہائی عاجزی و حاجت مندی کا نذرانہ پیش کرو۔

﴿14457﴾... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کے جو پیارے ہیں وہ خدائی اُنس کے خلوت خانوں میں پردہ نشین ہیں اور قُربِ الٰہی کا ساتھ ہے۔ خُدا کے پیاروں کو دُنیا و آخرت میں وہی دیکھ سکتا ہے جسے اُن پیاروں سے نسبت ہے۔ جو غیر ہیں وہ پردوں کے باہر سے تاک جھانک کرتے ہیں۔

﴿14458﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم ہَرَوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس یہ آیت مبارکہ تلاوت کی گئی:

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ (پ۱۶، مریم: ۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر۔

یہ آیت بشارت سُن کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جھوم اٹھے۔ پھر فرمانے لگے: جو پہلے ہی بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہے اُسے لے جائے جانے کی ضرورت نہ ہوگی کیوں کہ خُدا ہمیشہ اُس کے ساتھ ہے۔

[1]... وہ دھاگہ یا ڈوری جو ہندو گلے سے بغل کے نیچے تک ڈالتے ہیں، اور عیسائی، مجوسی اور یہودی کمر میں باندھتے ہیں۔ (حاشیہ بہار شریعت، حصہ 1/1، 176)

ایک ساعت میں اللہ پاک تک پہنچنا:

﴿14459﴾... حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: کیا بندہ ایک گھڑی میں بھی ربِّ کریم تک پہنچ جاتا ہے؟ فرمایا: ہاں لیکن نفع کے ساتھ واپس لوٹ آتا ہے، فائدہ سفر کے مطابق حاصل ہوتا ہے۔

سیِّدُنا ابویزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مَروی حدیث

مُصَنِّفِ کتاب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اتنے ہی کلام پر اِکتفا کرتے ہیں کہ ان کے کلام میں بڑے گہرے اشارے ہیں جن کی گہرائی تک کوئی نہیں پہنچ سکتا مگر وہ جو اس کے سَمُنْدَر میں غوطہ زن ہو اور اس کی اگلی خالص موجوں میں سے پئے اور اپنے باطن میں پھونک مارنے والے کو سمجھے اور اپنی مدہوشی سے پیدا ہونے والی اور منتشر ہونے والی کیفیت کو جانے۔ حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت حدیث محفوظ نہیں البتہ ایک بُزرگ سے جو واعِظ بھی ہیں اور حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بعد کے ہیں ان سے روایت حدیث موجود ہے۔ میں ان بزرگ سے بغداد اور بصرہ میں ملا ہوں اور وہ حضرت سیِّدُنا ابوالفتح احمد بن حسین بن محمد ابنِ جَہضمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے نام سے مشہور ہیں۔ وہ دو واسطوں سے حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت کرتے ہیں اور حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنی سند سے حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدرِی رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے حدیث پاک روایت کی۔ چنانچہ

یقین کی کمزوری:

﴿14460-61﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "بے شک یقین کی کمزوری یہ ہے کہ تم **اللہ** پاک کو ناراض کرکے لوگوں کو راضی کرو، **اللہ** پاک کی عطا پر لوگوں کی تعریف کرو اور ان کی بُرائی اس وجہ سے کرو کہ **اللہ** پاک نے تمہیں عطا نہ کیا۔ یقیناً کسی لالچی کی لالچ تم تک **اللہ** پاک کی عطا نہیں پہنچا سکتی اور نہ کسی کی ناپسندیدگی اسے روک سکتی ہے۔ بے شک **اللہ** پاک نے اپنی حکمت اور عظمت سے راحت وخوشی کو رِضا اور یقین میں رکھا ہے جبکہ غم و پریشانی کو شک اور ناراضی میں رکھا ہے۔"[1]

---

[1] ...شعب الایمان، ۱/۲۲۱، حدیث: ۲۰۷ - طبقات الصوفیۃ للسلمی، الطبقۃ الاولی، ص۷۹، رقم: ۸: ابو یزید بسطامی

مُصَنِّفِ کتاب حضرت سیِّدُنا شیخ حافِظ ابو نُعَیم احمد بن عَبْدُ اللہ شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت کرنے میں اس حدیثِ پاک کی سند کو غلطی سے ہمارے شیخ حضرت سیِّدُنا ابو الفتح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے دوسری حدیثِ پاک کی سند سے ملادیا ہے۔ ہم سے اس حدیثِ پاک کو حضرت سیِّدُنا قاضی ابو احمد محمد بن احمد بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت کرکے بیان کیا کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "بے شک یقین کی کمزوری۔۔۔" آخر تک اسی طرح مذکورہ حدیث بیان کی۔

اَہْلِ مَشرق کے طَبَقات

حضرت سیِّدُنا شیخ حافِظ ابو نُعَیم احمد بن عَبْدُ اللہ شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اَہْلِ مشرق کے روشن لوگوں اور نمایاں شخصیات کو حضرت سیِّدُنا شیخ ابو عبدُ الرحمٰن سُلَمی نیشاپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنی کتاب "طبقاتِ صوفیہ" میں ذکر کیا ہے، میں نے چاہا کہ یہاں چند مشہور اَہْلِ مشرق بُزرگوں کا مختصر تذکرہ پیش کر دیا جائے۔

حضرت سَیِّدُنا اَحمد بن خَضِر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَہْلِ مشرق بزرگوں میں سے شیخ خُراسان حضرت سیِّدُنا احمد بن خَضِر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اِبْنِ خَضْرَوَیْہ بَلخی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی بلند ہمتی مشہور اور گوشہ نشینی قابلِ ستائش تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی اہلیہ امیر گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں، انہوں نے اپنے سرتاج حضرت سیِّدُنا احمد بن خَضْرَوَیْہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عرض کی: مجھے حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بارگاہ میں لے چلیے، میں اس کے لیے اپنا مہر بھی چھوڑ سکتی ہوں۔ حضرت سیِّدُنا احمد بن خَضْرَوَیْہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ انہیں لے گئے۔ حضرت سیِّدُنا ابو یزید بِسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس پہنچے تو اہلیہ نے چہرہ کھول لیا۔ حضرت سیِّدُنا احمد بن خَضْرَوَیْہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: یہ تم نے عجیب کام کیا کہ حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے سامنے چہرہ کھول کر بیٹھ گئیں! اہلیہ نے جواب دیا: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دیکھا تو میری سبھی خواہشات دَم توڑ گئیں اور آپ کو دیکھتی ہوں تو وہ خواہشات واپس لوٹ آتی ہیں۔ پھر جب واپس جانے لگے تو حضرت سیِّدُنا احمد بن خَضْرَوَیْہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا: مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: اپنی اَہلیہ سے بلند ہمتی سیکھو۔

سچائی کو لازم پکڑو:

حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو عبدُالرحمٰن سُلَمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت سیِّدُنا احمد بن خَضِر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: جسے یہ پسند ہو کہ اللہ پاک ہر حال میں اس کے ساتھ ہو تو اسے چاہئے کہ سچائی کو لازم پکڑ لے کہ اللہ پاک سچوں کے ساتھ ہے۔

﴿14462﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن حامد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا احمد بن خَضْرَوَیہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے آخری وقت میں ان کے پاس بیٹھا تھا، اس وقت آپ کی عُمر شریف 95 سال تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور فرمایا: میں ایک دروازے کو 95 برس سے کھٹکھٹا تا رہا ہوں وہ آج اِس وقت کُھل رہا ہے لیکن میں کچھ نہیں جانتا کہ وہ دروازہ میری خوش بختی کے ساتھ کُھلے گا یا بد نصیبی کے ساتھ تو ایسی حالت میں میرے لیے کسی مسئلہ کے جواب کا بھلا کہاں موقع ہے؟!

غیب سے قرض کی ادائیگی:

حضرت سیِّدُنا احمد بن خَضْرَوَیہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر وفات کے وقت 700 دینار قرض تھا۔ آپ کے قرض خواہ حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی طرف دیکھا اور یوں دُعا کی: اے اللہ! تُو نے امانتوں کو مال والوں کا مضبوط حق بنایا ہے اور تُو ہی مال والوں سے یہ مضبوطی لیتا ہے، میرے قرضے چکا دے۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ آنے والے نے پوچھا: کیا یہ احمد بن خضرویہ کا گھر ہے؟ بتایا گیا: جی ہاں۔ کہا: اُن کے قرض خواہ کہاں ہیں؟ قرض خواہ باہر آ گئے۔ چنانچہ آنے والے نے سب کے قرضے چکا دیے پھر حضرت سیِّدُنا احمد بن خَضْرَوَیہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا اِنتقال ہو گیا۔

سیِّدُنا احمد بن خَضِر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی حدیث

سحری میں برکت ہے:

﴿14463﴾... حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "تم سحری کیا کرو کہ سحری میں بَرَکت ہے۔"[1]

[1] ... مسلم، کتاب الصیام، باب فضل السحور... الخ، ص۴۲۴، حدیث: ۲۵۴۹

حضرت سیِّدُنا اِبراھیم ھَرَوِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَہلِ مشرق بُزرگوں میں سے ایک حضرت سَیِّدُنا ابو اسحاق ابراہیم ہَرَوِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں جو سِتَنبَہ کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ حضرت سَیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت میں رہے اور حضرت سَیِّدُنا ابویزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مُعاصر ہیں۔ آپ کا شمار توکل اور گوشہ نشینی اختیار کرنے والے بزرگوں میں ہوتا ہے۔ قزوین میں آپ کا انتقال ہوا، اَہلِ ہَرات آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بغیر سازو سامان کے حج کیا، منقول ہے کہ اس حج میں آپ نے یہ دعا کی: اے **اللہ**! اَہلِ ہَرات کے مال سے میری روزی منقطع فرمادے اور انہیں مجھ سے بے رغبت کردے۔ چنانچہ حج سے واپسی کے بعد کئی کئی دن گزر جاتے اور آپ کچھ نہ کھاتے۔ جب ہرات کے بازار سے گزرتے تو لوگ کہتے: یہ وہ بندہ ہے جو ہر دن اور رات میں اتنے اتنے درہم خرچ کرتا ہے۔

80دن کھائے پیے بغیر رہنا:

﴿14464﴾... حضرت سَیِّدُنا ابراہیم بن شَیْبان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا ابراہیم ہَرَوِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جنگل میں کافی عرصہ رہے اور وہاں انہوں نے نہ کچھ کھایا نہ پیا اور نہ ہی کسی شے کی خواہش کی۔ حضرت سَیِّدُنا ابراہیم ہَرَوِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میرا نفس کہنے لگا کہ میرا بارگاہِ الٰہی میں کوئی رُتبہ ہے۔ جنگل میں مجھے اپنے دائیں طرف سے آواز آئی، کوئی کہتا تھا: ابراہیم! اکیلے میں خدا کے حُضور دکھاوا کرتے ہو؟ میں نے اُسے دیکھا اور کہا: ہاں! ایسا خیال تو ضرور آیا تھا۔ کہنے لگا: جانتے ہو مجھے معذوری و بے حالی میں یہاں کچھ کھائے پیے اور چاہے بغیر پڑے پڑے کتنے دن ہوگئے ہیں؟ میں نے کہا: **اللہ** پاک بہتر جانے۔ کہنے لگا: 80 دن ہوگئے ہیں لیکن تم جیسا خیال دل میں لاتے ہوئے **اللہ** پاک سے حیا آتی ہے حالانکہ اگر ربِّ کریم پر قسم اٹھالوں کہ وہ اس درخت کو سونا بنادے تو ضرور بنادے گا۔ حضرت سَیِّدُنا ابراہیم ہَرَوِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اُن بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے دیدار سے مجھے تنبیہ ہوئی اور میں دوبارہ پُرانی کیفیت پر لوٹ آیا۔

قبولیت دعا کے لئے پانچ چیزوں کا اہتمام:

﴿14465﴾... حضرت سَیِّدُنا ابراہیم ہروی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو چاہتا ہے کہ اُس کی دُعا آسمانوں سے نہ روکی

جائے تو وہ اپنے آپ میں پانچ چیزوں کا اہتمام رکھے:(1)... کھانا،(2)... پہننا،(3)... سونا اور (4)... بولنا مجبوری ہو یعنی ضرورت بھر کھائے، ضرورت بھر پہنے، ضرورت بھر سوئے اور جتنی ضرورت ہو اتنا ہی بولے۔(5)... عاجزی اختیار کرے اور ہمیشہ اپنی نیتوں اور اعضاء کا دھیان رکھے۔

مزید فرماتے ہیں کہ تین چیزیں جنّت کی طرف لے جاتی ہیں:(1)... تمہارا دل **اللہ** پاک کے وعدے پر مطمئن رہے،(2)... تم **اللہ** پاک کے فیصلوں پر راضی رہو اور (4)... تمام نفلی اعمال میں اخلاص کا ساتھ رہے۔

سات کو سات پر ترجیح دینا:

حضرت سیِّدُنا ابراہیم ہروی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مزید فرمایا: نہایت اونچے مقام پر پہنچنا چاہتے ہو تو سات چیزوں پر سات چیزوں کو ترجیح دو کہ نیک لوگوں نے انہیں ترجیح دی اور بھلائی کی چوٹیوں تک جا پہنچے:(1)... غریبی کو امیری پر، (2)... بھوک کو شکم سیری پر، (3)... معمولی مرتبے کو اونچی شان و شوکت پر، (4)... بے توقیری کو عزت و تعظیم پر، (5)... عاجزی کو تکبر پر، (6)... غم کو خوشی پر اور (7)... مَوت کو زندگی پر ترجیح دو۔

دنیا و آخرت کی عزت:

حضرت سیِّدُنا ابراہیم ہَرَوِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ بھی فرمایا کہ جسے تین چیزیں مل گئیں اُسے دُنیا و آخرت کی عزّت مل گئی:(1)... شرحِ صَدر یعنی **اللہ** پاک اُس کا دل کھول دے اور اُسے یادِ الٰہی اور مُناجات کا ٹھکانا بنا دے۔(2)... بندہ نیکی کو غنیمت جانے۔ جو نیکی کرنے کی **اللہ** پاک توفیق عطا فرمائے بندہ یقین کرلے کہ یہ میرے لیے غنیمت ہے۔ چنانچہ مضبوطی سے اس نیکی کو تھامے، اندیشے سے سنبھالے، ڈرتے ڈرتے پورا کرے، اِخلاص کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں پیش کرے اور پھر صَبر کے ساتھ خیال رکھے۔(3)... دشمن کو اس لیے زیر کرے تاکہ خود کو **اللہ** پاک کی فرماں برداری پر استقامت مل سکے۔ پس یہ نیّت ہو گی تو **اللہ** پاک دشمن پر غلبہ عطا فرمائے گا۔

سیِّدُنا اِبراھیم ہَرَوِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مَروِی حدیث

اس کے لئے جنت ہے:

﴿14466﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ الله بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ حُضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص میری اُمّت کو ایسی بات پہنچائے جس سے کوئی سنت زندہ ہوتی ہو یا کوئی بدعت

ختم ہوتی ہو تو اس کے لیے جنت ہے۔"(1)

حضرت سیِّدُنا داود بَلْخِی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه

حضرت سیِّدُنا شیخ حافِظ ابُو نُعَیم اَحمد بن عَبْدُ الله اَصفہانی شافعی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: مشرق کے بڑے بُزرگوں میں حضرت سیِّدُنا داود بلخی، حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدہم، حضرت سیِّدُنا شقیق بلخی اور حضرت سیِّدُنا حاتِم اَصَم رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِم کے نام ہیں۔ حضرت سیِّدُنا داود بلخی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه کے علاوہ باقی بزرگوں کے تذکرے گزر چکے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا داود بلخی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه کے واقعات حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدہم و حضرت سیِّدُنا شقیق بلخی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِما کی طرح مشہور نہیں ہیں۔ مجھے بھی حضرت سیِّدُنا داود بلخی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه کے متعلق بس وہی حکایت مل سکی ہے جو حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ

سیِّدُنا داود بلخی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه کی کرامت:

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں کہ کوفہ اور مکّہ کے درمیان میں نے ایک شخص کی صحبت اِختیار کی۔ اس شخص نے دو رکعت نماز مختصر پڑھی پھر ہلکی آواز میں خود سے ہی کچھ گفتگو کی اچانک ہی اس کی سیدھی جانب ثرید کا پیالہ اور پانی کا برتن موجود تھا، اس شخص نے خود بھی کھایا اور مجھے بھی کھلایا۔

میں نے ایک صاحب کرامت بُزرگ کے سامنے اس مُعاملے کا ذکر کیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! وہ میرے بھائی حضرت سیِّدُنا داود بلخی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه تھے، پھر حضرت سیِّدُنا داود بلخی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه کے کچھ حالات بیان کیے جسے سُن کر آس پاس بیٹھے لوگ رونے لگے پھر فرمایا: وہ وراءُ النہر میں بلخ کے ایک گاؤں میں رہتے ہیں جسے باردہ شریف کہا جاتا ہے کیونکہ یہ علاقہ آپ کی وجہ سے فخر والا بنا۔ پھر ان بُزرگ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه نے فرمایا: اے میرے بیٹے! حضرت سیِّدُنا داود بلخی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه نے تمہیں کیا سکھایا اور کیا کہا؟ میں نے جواب دیا: انہوں نے مجھے **اللہ** کریم کا اِسمِ اَعظم سکھایا۔ انہوں نے پوچھا: وہ اسم اعظم کیا ہے؟ میں نے ان سے عرض کی: میرے دل میں اس کا اس قدر اثر ہے کہ میں اسے اپنی زبان پر لانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ ایک مرتبہ میں نے اس اسم اعظم کے ذریعے **اللہ** پاک سے کچھ مانگا تو فوراً ایک شخص نے مجھے پکڑا اور کہا: مانگ تجھے عطا کیا جائے

(1)...شرف اصحاب الحدیث للخطیب البغدادی، باب ما روی فی حفظ الحدیث... الخ، الجزء الثانی، ص ۱۳۵، حدیث: ۱۵۶

گا۔ یہ دیکھ کر میں گھبرا گیا اور بہت زیادہ خوف زدہ ہو گیا۔ اس شخص نے کہا: ڈرنے کی کوئی بات نہیں، میں تمہارا بھائی خضر ہوں۔ پھر فرمایا: بے شک میرے بھائی داود بلخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تمہیں اللہ پاک کا اسم اعظم سکھایا ہے اور اللہ کریم اس کی برکت سے تمہارے دل کو مضبوط، تمہاری کمزوری کو قوت، تمہیں وحشت کے وقت اُنسیت، خوف میں امن عطا فرمائے گا، تمہاری رغبت کو تازہ فرمائے گا اور تمہاری مدد فرمائے گا۔ بے شک زاہدین دنیا میں اللہ کریم کی رِضا کو لباس، اس کی محبت کو چادر اور اس کی ترجیح کو اپنا شعار بناتے ہیں تو اللہ پاک اُن پر فضل و کرم فرماتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عَبْدُ الله اَصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے یہ حکایت حضرت سیِّدُنا محمد بن فرحی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی دیکھی، انہوں نے اسے حضرت سیِّدُنا عثمان بن عمّار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اور انہوں نے اسے حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت کیا۔ میں نے چاہا کہ اپنی کتاب کو حضرت سیِّدُنا داود بلخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ذکر سے خالی نہ رکھوں۔

حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَہلِ مشرق بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ بڑے توکُّل کرنے والوں میں سے اور دنیا سے بے رغبت ہونے والوں کے امام ہیں۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا حاتم اَصَم اور حضرت سیِّدُنا علی رازی مَذبُوح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا سے استفادہ کیا۔ آپ کے مجاہدات مشہور اور سیر و سیاحت معروف ہے۔ آپ اَصفہان میں تشریف لائے اور حضرت سیِّدُنا عَبْدُ الله بن محمد بن زکریا اور حضرت سیِّدُنا محمد بن عَبْدُ الله بن مُصْعَب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا سے احادیث سنیں۔ میرے جدِّ امجد حضرت سیِّدُنا محمد بن یوسف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مَکَّۂ مُکَرَّمَہ اور حجازِ مُقَدَّس میں طویل مدت تک آپ کی صحبت اختیار کی اور یونہی حضرت سیِّدُنا ابو بکر احمد بن عَمْرو بن ابی عاصم نبیل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جنگل میں آپ کی صحبت پائی۔

گرم حلوے کا تھال:

﴿14467﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عَبْدُ الله محمد بن احمد کسائی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا ابنِ ابو عاصِم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بارگاہ میں بیٹھا تھا، کچھ اور لوگ بھی موجود تھے، ایک شخص نے کہا: اے قاضی! ہمیں یہ

بات پہنچی ہے کہ تین لوگوں کی جماعت جو کہ صحرا میں تھی وہ ریت کو الٹ پلٹ کر رہے تھے، ان میں سے ایک نے یوں کہا: اے اللہ! بے شک تو اس بات پر قادر ہے کہ ہمیں اس ریت کے رنگ جیسا حلوہ کھلائے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دیہاتی اپنے ہاتھوں میں کھانے کا طباق لیے آرہا ہے۔ دیہاتی نے آکر سلام کیا اور گرم گرم گھی کھجور کے حلوے سے بھرا طباق پیش کردیا۔ یہ واقعہ سُن کر حضرت سیِّدُنا امام ابنِ ابی عاصِم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے اتنا ہی فرمایا: ہاں! ایسا ہوا تھا۔ حضرت سیِّدُنا ابو عبدُ اللہ کسائی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کہتے ہیں: وہ جو تین لوگ جنگل میں تھے اُن میں ایک حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه، دوسرے اُن کے اُستاد حضرت سیِّدُنا عثمان بن صَخْر رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اور تیسرے خود امام قاضی ابنِ ابی عاصِم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه تھے اور آپ ہی نے بارگاہِ الٰہی میں وہ عَرض کی تھی۔

چار چیزوں کو جاننا:

﴿14468﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا حاتم اَصَم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا کہ حضرت سیِّدُنا شقیق بَلْخی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص 200 سال زندگی گزارے لیکن ان چار چیزوں کو نہ جانتا ہو تو اگر اللہ پاک نے چاہا تو وہ جہنم سے نہیں بچ پائے گا: (1)... مَعْرِفَتِ الٰہی (2)... مَعْرِفَتِ نَفْس (3)... اللہ کریم کے اَحکامات و ممنوعات (یعنی اس نے جن کاموں کے کرنے اور نہ کرنے کا حکم دیا ان) کی پہچان اور (4)... اللہ پاک کے دشمن اور اپنے دشمن کو پہچاننا۔

مذکورہ چیزوں کی تفصیل:

❀... **پہلی چیز:** مَعْرِفَتِ الٰہی اس یقین کا نام ہے کہ ربِّ کریم کے سوا نہ تو کوئی دینے والا ہے، نہ روکنے والا، اس کے علاوہ نہ تو کوئی نفع دے سکتا ہے اور نہ ہی نقصان۔ ❀... **دوسری چیز:** معرفتِ نفس (خود شناسی) اپنے نفس کو یہ باور کروانا کہ تم نہ نفع دے سکتے ہو، نہ نقصان اور نہ ہی تم کسی چیز کی اِستطاعت رکھتے ہو، ساتھ ساتھ نفس کی مخالفت بھی ہو اور مخالفتِ نفس بارگاہِ الٰہی میں گڑگڑانے اور لاچاری و بے بسی کے اظہار کا نام ہے۔ ❀... **تیسری چیز:** اللہ کریم کے اَحکامات و ممنوعات کی پہچان یہ ہے کہ تم جان لو کہ احکاماتِ الٰہی پر عمل کرنا لازم ہے اور تمہارا رزق اس کے ذمۂ کرم پر ہے۔ پس تم رِزْق کے مُعاملے میں پختہ یقین رکھو اور اِخلاص کے ساتھ عمل کرتے رہو اِخلاص کی علامت یہ ہے کہ تمہارے اندر دو خصلتیں لالچ اور اپنی تعریف نہ ہو۔ ❀... **چوتھی چیز:** دشمنِ خدا

(اور اپنے دشمن) کی پہچان کا مطلب ہے کہ تم یہ جان لو، تمہارا ایک دشمن ہے جس سے جنگ کئے بغیر ربِّ کریم تمہارا کوئی عمل قبول نہیں فرمائے گا اور دلی جہاد یہ ہے کہ تم خوب جدّ و جُہد اور کوشش سے دشمن کو تھکاتے رہو۔

عربی اور عجمی کو نصیحت:

﴿14469﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخشَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا محمد بن شَقیق بَلْخی اور حضرت سیِّدُنا حاتِم اَصَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا شَقیق بَلْخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دو نصیحتیں فرمایا کرتے تھے، جب اہلِ عرب میں سے کوئی شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اُسے عربی میں نصیحت کرتے ہوئے فرماتے: اپنے دل، زبان اور ہونٹ سے **اللہ** پاک کی وحدانیت کا اقرار کرو، اپنے پاس موجود چیزوں سے زیادہ ربِّ کریم کی ذات پر بھروسا و یقین رکھو اور تیسری بات یہ کہ **اللہ** کریم سے راضی رہو۔ اور جب کوئی عجمی (غیر عربی) حاضرِ خدمت ہوتا تو فرماتے کہ مجھ سے تین خصلتیں یاد کر لو: پہلی یہ کہ حق کی حفاظت کرو اور حق اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک لوگ مُتَّفِق نہ ہو جائیں، پس جب لوگ متفق ہو کر کہیں کہ یہ حق ہے تو تم ثواب کی نیت سے وہ کام کرو لیکن لوگوں سے اُمید نہ رکھو۔ (دوسری یہ کہ) یونہی باطل اس وقت تک باطل نہیں ہو سکتا جب تک لوگ متفق نہ ہو جائیں، پس جب لوگ متفق ہو کر کہیں کہ یہ باطل ہے تو تم **اللہ** پاک کے خوف سے اس کام کو چھوڑ دو لیکن لوگوں سے نا امید ہی رہو۔ (تیسری یہ کہ) اگر کسی چیز کے حق یا باطل ہونے میں شک ہو تو اس وقت تک تَوَقُّف کرو جب تک پتا نہ چل جائے کہ یہ حق ہے یا باطل، کیونکہ جب تک کسی چیز کے بارے میں تمہیں واضح علم نہ ہو تو اس میں پڑنا تمہارے لئے حرام ہے۔"

ناپسندیدہ بات سُن کر عبادت میں اِضافہ:

﴿14470﴾... حضرت سیِّدُنا اسماعیل بن عُبَید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخشَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جب اپنے اِرادت مندوں میں ناپسندیدہ بات سنتے تو اپنی عبادت میں اضافہ کر دیتے اور توبہ کرتے ہوئے کہتے: میری ہی نُحُوسَت کی وجہ سے ان کے ساتھ یہ ہوا ہے کیونکہ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ (پ۱۳، الرعد: ۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک **اللہ** کسی قوم سے اپنی نعمت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدل دیں۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے ارادت مندوں سے فرمایا کرتے: تم میں سے جس نے پیوند لگا لباس پہنا اس نے سوال کیا، جو خانقاہ یا مسجد میں بیٹھا اس نے سُوال کیا اور جس نے قرآن پاک میں دیکھ کر یا لوگوں کو سُنانے کے لیے پڑھا تو اس نے بھی سوال کیا۔

تین باتوں کا تعلق علم سے ہے:

﴿11471﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو تراب نَخْشَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے سلسلہ سند سے حضرت سَیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت کرتے ہیں کہ تین باتیں عِلْم سے تعلق رکھتی ہیں: (1)...پرہیز گاری جو بندے کو خدا کی نافرمانیوں سے باز رکھے، (2)...خوش اَخلاقی جس کے ساتھ لوگوں سے پیش آئے اور (3)...بُردباری جس کے ساتھ جاہل کی جہالت لوٹائے۔

بھلائی تک پہنچانے والی اور اسلام کی خوبیاں:

حضرت سَیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس میں تین باتیں ہوں وہ بھلائی کو پہنچ گیا: (1)...سخاوت (2)...تکلیف پر صبر اور (3)...اچھی گفتگو۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مزید فرمایا: تین چیزیں اسلام کی خوبیوں میں سے ہیں: (1)...موت کے لیے تیاری کرنا (2)...بقدرِ ضرورت رِزق پر راضی رہنا اور (3)...دُنیا کے مُعاملات **اللہ** پاک کو سونپ دینا۔

کُفر کی صفات اور حاسد کی نشانیاں:

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ بھی فرمایا: تین چیزیں کفر کی صفات میں سے ہیں: (1)...**اللہ** کریم سے غافل ہونا (2)...بدشگونی اور (3)...حَسَد۔ حسد کرنے والے کی تین نشانیاں ہیں: (1)...جب سامنے ہو تو چاپلوسی کرے (2)...پیٹھ پیچھے غیبت کرے اور (3)... تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو خوش ہو۔

﴿11472﴾... حضرت سَیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ بن جَلَّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے 600 بُزرگوں سے ملاقات کی، ان میں چار کی طرح کسی کو نہ پایا، ان چار میں سے پہلے نمبر پر حضرت سَیِّدُنا ابو تراب نَخْشَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہیں۔

پیر و مُرشد کے لئے چار ضروری چیزیں:

حضرت سَیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ بن جَلَّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

نے فرمایا: راہِ طریقت کے استاد کے لیے چار چیزیں ضروری ہیں: (1)...خدائی کاموں اور مخلوق کے کاموں میں امتیاز کر سکے، (2)... عمل والوں کے درجات پہچانتا ہو، (3)... طبیعتیں اور مزاج سمجھتا ہو اور (4)...اختلاف اور مخالفت کا فرق سمجھتا ہو۔

حکایت: انڈہ اور روٹی

﴿14473﴾... حضرت سیِّدُنا یوسف بن حُسَین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو تراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: میرے نفس نے ایک مرتبہ کے علاوہ کبھی کوئی خواہش نہ کی۔ میں سفر میں تھا کہ میرے نفس نے انڈا اور روٹی کھانے کی خواہش کی تو میں راستہ چھوڑ کر ایک گاؤں کی طرف مڑ گیا۔ جب گاؤں میں داخل ہوا تو ایک شخص میری طرف لپکا اور مجھ سے چمٹ کر کہنے لگا: یہ ہے وہ شخص جو چوروں کے ساتھ تھا۔ لوگوں نے مجھے منہ کے بل گرا دیا اور 70 کوڑے مارے۔ ایک شخص نے مجھے دیکھا تو زور سے چیخا: یہ تو ابو تراب نخشبی ہیں۔ لوگوں نے مجھے اُٹھایا اور مجھ سے معافی مانگی۔ ایک شخص مجھے اپنے گھر لے گیا اور میرے سامنے روٹی اور انڈا لا کر رکھ دیا، میں نے خود سے کہا: اب 70 کوڑے کھانے کے بعد یہ کھا۔

لوگوں کے قریب کس طرح رہے؟

﴿14474﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا حاتم اَصَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا شقیق بلخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا یہ فرمان بیان کیا: لوگوں کے قریب اسی طرح رہو جس طرح آگ کے قریب رہتے ہو، آگ سے فائدہ حاصل کرو اور اس بات سے بچو کہ وہ تمہیں جلائے۔

﴿14475﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھ سے ربِّ کریم کا عہد ہے کہ میں کسی حرام چیز کی طرف ہاتھ بڑھاؤں گا تو ہاتھ نہیں پہنچ سکے گا۔

﴿14476﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مریدین اپنے نفس و دِل کے تعاقُب میں جو دُور تک نکل جاتے ہیں ان تعاقُبات کو میں مریدین کے حق میں سب سے زیادہ نقصان دہ سمجھتا ہوں۔ جو مرید بگڑتا ہے وہ بے جا تعاقبات سے بگڑتا ہے۔

﴿14477﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ فَرَجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو تراب نخشبی

رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اِرد گرد رہنے والے 120 ساتھیوں کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ وہ ستونوں کے پاس بیٹھے تھے، ہر ایک کے سامنے وضو کا برتن تھا۔ حضرت سیِّدُنا ابنِ جلّاء اور حضرت سیِّدُنا ابو عُبَیدہ بُسری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کے سوا اُن سبھی اَصحاب کا اِنتقال فقر میں ہوا۔

مَعْرِفَت، اِعتماد اور توکُّل:

﴿14478﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا حاتِم اَصَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں لوگوں کو تین چیزوں کی طرف بلاتا ہوں: (1)... مَعْرِفَت (2)... اِعتماد اور (3)... توکُّل۔

مذکورہ چیزوں کی تفصیل:

٭... فیصلہ خُداوندی کی "مَعْرِفَت" یہ ہے کہ تم جان لو اللہ کریم کا فیصلہ اس کا عَدل ہے۔ جب تم نے جان لیا کہ یہ اس کا عدل ہے تو اب تمہیں لوگوں کے سامنے شکایت کرنا، تفکرات میں پڑنا اور ناراض ہونا زیب نہیں دیتا بلکہ تمہیں صبر و رِضا سے کام لینا چاہئے۔

٭... "اعتماد" یہ ہے کہ مخلوق سے مایوس ہو جاؤ اور مایوسی کی علامت یہ ہے کہ تم مخلوق سے اپنی حاجتیں ختم کرلو۔ جب تم نے مخلوق سے اپنی حاجتیں اٹھالیں تو تم مخلوق سے آرام پاؤ گے اور مخلوق تم سے اِستراحت میں آجائے گی اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ان کے لئے زیب وزینت اور تصنُّع (بناوٹ) بھی اختیار کرو گے، جب تم ایسا کرو گے تو تم بڑی آزمائش میں آجاؤ گے اور لوگ بھی بڑے مُعاملے اور تصنُّع میں گرفتار ہوں گے۔ پس اگر تم نے انہیں مُردہ تصوُّر کیا تو درحقیقت تم نے ان پر مہربانی کی اور ان سے مایوسی اختیار کی۔

٭... "توکُّل" یہ ہے کہ وعدۂ الٰہی پر دل مطمئن ہو جائے، اگر تم وعدۂ الٰہی پر مطمئن ہوگئے تو ایسے غنی (مالدار) ہو جاؤ گے کہ کبھی محتاج نہ ہو گے۔

اندر والا اور باہر والا کتا:

﴿14479﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا حاتِم اَصَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ لوگوں کے لئے خود پسندی سے بچنا زیادہ مشکل ہے یا ریاکاری سے! خود پسندی

تمہارے اندر داخل ہو جاتی اور ریاکاری تم پر سُوار ہو جاتی ہے، خود پسندی تمہارے لئے ریاکاری سے زیادہ سخت ہے، ان دونوں کی مثال ایسی ہے کہ ایک کَٹ کَھنا(کاٹ کھانے والا) کتا تمہارے گھر میں ہو اور دوسرا گھر کے باہر تو ان میں سے کون سا کتا تمہارے لئے زیادہ خطرناک ہے؟ اندر والا یا باہر والا؟ چنانچہ اندر والا کتا خود پسندی اور باہر والا ریاکاری ہے۔

غم کی دو صورتیں ہیں:

مزید فرماتے ہیں کہ غم کی دو صورتیں ہیں:(1)...وہ جو تمہارے حق میں ہے۔(2)...وہ جو تمہارے خلاف ہے۔ تم دنیا کا سازو سامان ہاتھ سے نکل جانے پر جو غم کروگے وہ تمہارے خلاف ہے اور ثوابِ آخرت سے محرومی پر جو غم کروگے وہ تمہارے حق میں ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس دو درہم ہوں پھر وہ تم سے کہیں گر جائیں اور تم ان پر غمگین ہو جاؤ تو یہ دنیا کا غم ہے اور اگر تم سے کوئی خطا، غیبت، حسد یا ایسی کوئی اور غلطی سرزد ہو جائے اور تم اس پر غمگین و شرمندہ ہو تو یہ تمہارے حق میں ہے۔

ایک صوفی کو تنبیہ:

﴿14480﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَوّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے ایک بھائی نے بتایا جو حضرت سیِّدُنا ابوتراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت میں رہتا تھا: حضرت سیِّدُنا ابوتُراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک صوفی کو خربوزے کے چھلکوں کی طرف ہاتھ بڑھاتے دیکھا تو فرمایا: تصوُّف تمہارے لیے دُرُست نہیں تم بازار کو لازم کر لو(یعنی کوئی کام کاج کرلو)۔

ولیوں پر نکتہ چینی کون کرتا ہے؟

﴿14481﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ جَلّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابوتُراب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: جب دل **اللہ** پاک کی محبت سے منہ موڑ لیں تو وہ **اللہ** پاک کے ولیوں پر نکتہ چینی کرنے لگتے ہیں۔

﴿14482﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ جَلّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابوتُراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مکہ میں اچھی حالت میں داخل ہوئے تو میں نے عرض کی: اے اُستادِ محترم! آپ نے کھانا کہاں کھایا؟ تو آپ نے

فرمایا: تم نے فضول بات کی، میں نے بَصْرہ میں کھانا کھایا، پھر نباج میں کھایا اور اب یہاں کھایا ہے۔

حضرت ابو عَمْرو اِصْطَخْرِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو جنگل میں دیکھا اس حال میں کہ آپ بالکل سیدھے کھڑے تھے اور آپ کا انتقال ہو چکا تھا اور کسی چیز نے آپ کو روکا ہوا بھی نہیں تھا۔

﴿14483﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَوَّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو تراب نَخْشَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا انتقال مکہ اور مدینہ کے درمیان ہوا اور انہیں درِندوں نے کھالیا تھا۔

دنیا کی مثال سائے کی طرح ہے:

﴿14484﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا حاتم اَصَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: دُنیا کی مثال تمہارے سائے کی طرح ہے اگر تم اسے حاصل کرنے کی کوشش کروگے تو یہ تم سے دور ہوگا اور اگر چھوڑ دوگے تو تمہارے پیچھے پیچھے آئے گا۔

شیطان کو جواب:

حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا حاتم اَصَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: ہر صُبح شیطان مجھ سے کہتا ہے کہ تم کیا کھاؤ گے؟ کیا پہنو گے؟ کہاں رہو گے؟ تو میں اسے جواب دیتا ہوں: موت کھاؤں گا، کفن پہنوں گا اور قبر میں رہوں گا۔

حضرت سیِّدُنا حاتم اَصَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت سیِّدُنا شقیق بلخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک شخص سے فرمایا: تمہیں کیا زیادہ پسند ہے؟ کسی مال دار پر تمہارا کچھ بنتا ہو یا مال دار کا تم پر کچھ نکلتا ہو؟ عرض کی: مال دار کے ذمے میرا کچھ نکلتا ہو یہ زیادہ پسند ہے۔ فرمایا: اگر تم مصیبت میں ہو تو تمہارا اجر و ثواب **اللہ** غنی کے ذِمّۂ کرم پر ہے اور اگر تم آسائشوں میں ہو تو **اللہ** پاک کا شکر ادا کرنا تم پر لازم ہوگا۔

حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ وہ مالداروں اور کم عمر لڑکوں کی طرف مائل ہوتا ہے تو جان لو کہ وہ دھوکے باز ہے۔

چار چیزوں کی بدولت جنت:

حضرت سیِّدُنا حاتم اَصم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ چار چیزوں کو چار جگہوں کے لیے لازم کر دو اور جنت حاصل کر لو:(1)... نیند کو قبر کے لیے (2)... راحت کو پُل صراط کے لیے (3)... فخر کو میزان کے لیے اور (4)... شہوت کو جنت کے لیے۔

﴿14485﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا حاتم اَصم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: میری چار بیویاں اور نو بچے ہیں لیکن شیطان کو کبھی آرزو اور ہمّت نہیں ہوئی کہ ان کے رِزْق سے متعلق میرے دل میں کوئی وسوسہ ڈالے۔

دو لاحاصل چیزیں:

﴿14486﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! تم تین چیزوں سے محبت کرتے ہو جبکہ وہ تینوں تمہارے لیے نہیں ہیں:(1)... تم خود سے محبت کرتے ہو جبکہ تم **اللہ** کریم کے لیے ہو (2)... تم روح سے محبت کرتے ہو حالانکہ وہ بھی **اللہ** پاک کے لیے ہے اور (3)... تم مال سے محبت کرتے ہو حالانکہ وہ وارثوں کے لیے ہے۔ تم دو چیزوں کو حاصل کرنا چاہتے ہو لیکن انہیں حاصل نہیں کر سکتے:(1)... خوشی اور (2)... راحت، جبکہ یہ دونوں تو جنت میں مُیَسَّر ہیں۔

﴿14487﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن حسن تمیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جس دن تم اور تم جیسے لوگوں کی طرف حاجت ہو گی تو میری **اللہ** پاک کی طرف حاجت نہ رہی گی۔

اصل امیری اور اصل فقیری:

حضرت سیِّدُنا ابو تُراب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اَصل امیری یہ ہے کہ اپنے جیسے بندوں سے بے پرواہو جاؤ اور اصل فقیری یہ ہے کہ اپنے جیسے بندوں سے امیدیں لگا بیٹھو۔ بندہ سچائی سے عمل کرے تو عمل سے پہلے عمل کی لذت نصیب ہو گی اور عمل میں اِخلاص کا ساتھ رہے تو عمل شروع کرنے سے پہلے ہی عمل کی مٹھاس محسوس

ہو جائے گی۔ مزید فرمایا: جو بارگاہِ الٰہی کی طرف توجہ والے کو بارگاہِ الٰہی سے بے توجہ کرے اس پر اُسی وقت اللہ پاک کی ناراضی اُترتی ہے۔

سیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مَرویات

بیماروں کو ربِّ کریم کھلاتا پلاتا ہے:

﴿14488﴾... حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حُضور نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرشاد فرمایا: بیماروں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو کہ انہیں ان کا ربّ کھلاتا پلاتا ہے[1]۔[2]

﴿14489﴾... حضرت سیِّدُنا جُنْدُب بن سفیان رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حُضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: جو لوگوں کو سنانے اور دکھانے کے لئے کوئی کام کرتا ہے تو اللہ پاک بھی اسے ویسا ہی ثواب دے گا۔[3]

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَہلِ مشرق میں سے ایک عظیم ہستی حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہیں، وہ ثناخوان اور شکر گزار، قناعت پسند اور بہت صابر تھے، اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتے اور اس کی بارگاہ میں گڑگڑاتے تھے، وعظ و نصیحت

[1]... مشہور مُفَسِّر، حکیمُ الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **مراٰۃ المناجیح، جلد6، صفحہ 225** پر "**مجبور نہ کرو**" کے تحت فرماتے ہیں: بعض بیمار کھانے پینے سے نفرت کرتے ہیں تیمار داروں کو چاہئے کہ انہیں اس پر مجبور نہ کریں اس نہ کھانے میں ان کے لئے بہتری ہوتی ہے۔ "**انہیں ان کا رب کھلاتا پلاتا ہے**" کے تحت فرماتے ہیں: رب تعالیٰ انہیں صبر بھی دیتا ہے اور قدرتی قوت و طاقت بھی بخشتا ہے بدن کی قوت ارادۂ الٰہی سے ہے نہ کہ محض کھانے سے۔ خیال رہے کہ یہی اَلفاظ حُضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے روزۂ وصال کے لئے بھی ارشاد فرمائے ہیں وہاں کچھ مطلب ہی اور ہے (مرقاۃ) وہاں حق تعالیٰ حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو غیبی روزی عطا فرماتا ہے بعض صوفیائے کرام نے خواب میں کوئی چیز کھائی بیدار ہونے پر شکم سیر تھے اور کھانے کی خوشبو منہ سے ہاتھوں سے آتی تھی۔ اسی لئے حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اپنے لئے فرمایا: اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ۔ وہاں اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ ہے یہاں یہ عبارت نہیں ہے اس میں یہ ہی فرق ہے لہٰذا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اور آپ کے اس قرب خصوصی کو بیمار پر قیاس کرنا سخت غلطی ہے کہاں یہ مریض کہاں آقائے دوجہاں۔

[2]... ابن ماجة، کتاب الطب، باب لا تکرھوا المریض علی الطعام، ۴/ ۹۱، حدیث: ۳۴۴۴، عن عقبة بن عامر

[3]... مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب من اشرک فی عملہ غیر اللہ، ص ۱۲۱۹، حدیث: ۷۴۷۷

فرماتے تھے، لوگوں سے بچنے کے لئے سوگ اپنالیا، محبت کی جستجو میں بے خوابی کے مزے لئے، فنا تک رسائی کے لئے تکلیفوں کو برداشت کیا۔

﴿14490﴾... حضرت سیِّدُنا حسن بن عَلَوِیہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو یہ اَشعار پڑھتے سنا:

يَا لَيْتَهُ لَمْ يَكُنْ فِي اللَّوْحِ مَسْطُوْرًا ذَنْبٌ عَلٰى عَبْدِهٖ قَدْ كَانَ مَقْدُوْرًا

كَيْفَ النَّجَاةُ بِعَبْدٍ اَنْتَ خَالِقُهُ مَاذَا تُرِيْدُ بِهٖ يَا رَبِّ مَفْطُوْرًا

يَا وَيْحَهُ يَوْمَ يَسْتَدْعِي صَحَائِفَهُ اِلَيْكَ مِنْ حَفْرَةِ الْاَمْوَاتِ مَنْشُوْرًا

ترجمہ: (1)...جو گناہ تقدیر میں لکھا جاچکا ہے اے کاش! وہ لوحِ محفوظ میں نہ ہی لکھا ہوتا۔ (1)...اس بندے کی نجات کیسے ہوگی جسے تو نے پیدا فرمایا، اے رب! تُو نے اس بندے کو کس لئے پیدا فرمایا! (جنت کے لئے یا دوزخ کے لئے؟) (3)...ہائے اس بندے کی خرابی! جس دن وہ اپنا اعمال نامہ لے گا اور بُجھی ہوئی مردہ راکھ سے تیری بارگاہ کی طرف اُٹھایا جائے گا۔

﴿14491﴾... حضرت سیِّدُنا حسن بن عَلَوِیہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو یہ اشعار پڑھتے سنا:

اَنَا مَشْغُوْلٌ بِذَنْبِيْ يَا رَجُلْ كُفَّ عَنِّيْ اِنَّ قَلْبِيْ فِيْ شُغُلْ

كَيْفَ اَرْجُوْ تَوْبَةً تُدْرِكُنِيْ وَاَرٰى قَلْبِيْ بِوَيْلِيْ يَشْتَغِلْ

ذَهَبَتْ نَفْسِيْ بِلَا شَيْئٍ عَلٰى اَنَّنِيْ اَدْفَعُ دَهْرِيْ بِالْعِلَلْ

ترجمہ: (1)...اے شخص! مجھ سے دور ہوجا! میرا دل ایک معاملہ میں مشغول ہے، میں اپنے گناہوں کے معاملہ میں پریشان ہوں۔ (2)...میں کیسے امید رکھوں کہ مجھے توبہ نصیب ہوگی جبکہ دیکھ رہا ہوں کہ دل میری تباہی میں مصروف ہے۔ (3)...بے شک میری جان اسی کام میں ضائع ہوگئی ہے کہ مختلف حیلوں بہانوں سے زمانے کو دور کرتا رہوں۔

اخروی نقصان پر ہی رونا چاہئے:

﴿14492﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے اس پر رونا نہیں آتا کہ میری جان فوت ہوجائے، ہاں! اگر میں روتا ہوں تو اپنی (اخروی) ضرورت ہاتھ سے نکل جانے پہ روتا ہوں۔

حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں: میں اپنے گناہوں کے باعث تجھ سے امید کیوں توڑوں جبکہ میں نے نہیں دیکھا کہ میرے گناہوں کی وجہ سے تُو نے عطاؤں کا سلسلہ توڑا ہو۔

گناہ میرے اور محبت تیرے لئے ہے:

﴿14493﴾... حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بارگاہِ خداوندی میں عرض گزار ہیں: یا **اللہ**! گناہ میرے ہیں لہٰذا میں خود ہی ان کا شکار ہوں، لیکن مجھے تجھ سے جو محبت ہے وہ تیرے لئے ہے لہٰذا اس محبت کا مقصود تو ہی تُو ہے۔ میں تیری محبت کا خوشدلی سے اعتراف کرتا ہوں جبکہ گناہوں میں پڑتا ہوں تو بددلی اور ناپسندیدگی سے پڑتا ہوں، لہٰذا محبت کی خوشدلی کے بدلے گناہوں کی بددلی کو درگزر فرمادے، بے شک تُو سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان ہے۔

ربِّ کریم سے اس کا فضل و کرم ہی مانگو:

﴿14494﴾... حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ دُعا کرتے ہوئے کہتے ہیں: الٰہی! اگر تُو مجھ پر اپنے معززِ دربار کے طور پر رحمت نہ فرمائے تو ایسے مجرم کے طور پر ہی رحم فرمادے جسے تیری بارگاہ میں لایا گیا، الٰہی! میں کل بروزِ قیامت تیرے فضل وکرم سے تیرا قُرب پاؤں گا جیسے آج تیری نعمتوں کے باعث تیرے حُضور نازاں ہوں۔

﴿14495﴾... حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر **اللہ** پاک لوگوں کے ساتھ عَدل وانصاف سے کام لے تو ان کی کوئی نیکی نہ بچے اور اگر وہ فضل وکرم فرمائے تو کوئی گناہ نہ بچے۔

﴿14496﴾... حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دنیوی کامیابی کی چوٹیاں قدموں سے سَر ہوتی ہیں اور اُخروی کامیابی کی مسافتیں دلوں کے ذریعے طے ہوتی ہیں۔

محبت دنیا کا وبال:

﴿14497﴾... حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اے ابنِ آدم! جب تک تیرا دل دنیا کی محبت سے چمٹا رہے گا تب تک تیرا دین ٹکڑے ٹکڑے رہے گا۔

﴿14498﴾... حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو بھی دنیا کی طرف مائل ہوا وہ دلوں کی

خرابی میں پڑا، جس نے بھی دنیا کو اپنے دل میں جگہ دی وہ گناہوں کے سمندر میں جا گرا۔

پتھر توڑنا زیادہ آسان لگتا ہے:

﴿14499﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے گرمیوں کے ایک دن کسی شخص کو ملاحظہ فرمایا کہ وہ پہاڑ کی کٹائی کرتے ہوئے کچھ گا رہا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمانے لگے: آدمی کیسا بے چارہ ہے! اُسے پتھر توڑنا (گناہوں کا) بوجھ اُتارنے سے زیادہ آسان لگتا ہے۔

﴿14500﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو ممنوعہ چیزوں کے مُعاملے میں **اللہ** پاک کی رضا پر دل سے راضی نہ رہے وہ ان چیزوں سے بچ بھی نہیں پاتا۔

دُنیا سے بے رغبتی کیسے حاصل ہو؟

﴿14501﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگ دنیا سے بے رغبتی کو کتابوں میں ڈھونڈتے ہیں حالانکہ یہ توکّل کے دامن میں چھپی ہے، کتنا اچھا تھا کہ لوگ یہ بات جانتے۔

﴿14502﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: آدمی کو کیسے پتا چلے گا کہ وہ دُرست راستے پر پہنچ گیا اور لوگوں کی جھنجھٹ سے جان چھوٹ گئی ہے؟ فرمایا: جب وہ لوگوں کی نظر میں میٹھا ہو لیکن لوگ اُسے کڑوے لگیں، لوگ اس سے ملنا چاہیں لیکن اُسے لوگوں سے ملنا ناپسند ہو۔

﴿14503﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک آدمی کو دیکھا، وہ اپنے چھوٹے بچے کو چُوم رہا تھا۔ فرمایا: کیا تمہیں اس سے محبت ہے؟ عرض کی: جی ہاں۔ فرمایا: یہ تمہارے یہاں پیدا ہوا تو تمہیں اتنی محبت ہے، ذرا سوچو! اُس **اللہ** پاک کو کیسی محبت ہوگی جس نے اِسے پیدا فرمایا ہے۔

آزمائشوں کے سَمُندر سے عطاؤں کے سَمُندر تک:

﴿14504﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** کریم کے حقیقی بندے آزمائشوں کے سمندر میں تیراکی کرتے رہے بالآخر عطاؤں کے سمندر میں پہنچ گئے، پھر عطاؤں کے سمندر میں تیرتے رہے بالآخر مخلوقات کے ربّ تک جا پہنچے۔

مسلسل غمگین رہنے کی وجہ:

﴿14505﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے پوچھا گیا: آخر کیا وجہ ہے کہ آپ مسلسل غمگین رہتے ہیں؟ فرمایا: صرف ایک وجہ ہے۔ عَرض کی گئی: کون سی؟ فرمایا: یہ کہ اللہ پاک نے مجھے پیدا تو فرمایا ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ کس لئے پیدا فرمایا ہے (جنت کے لئے یا دوزخ کے لئے؟)۔

﴿14506﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: جو اپنا دل اللہ پاک کی طرف پھیر دے اس کے دل سے حکمت کے چشمے پھوٹتے اور زبان پر جاری ہوتے ہیں۔

﴿14507﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: بعض اوقات آدمی چاہتا ہے کہ ربِّ کریم سے پُر سکون زندگی لینے میں کامیاب ہو جائے لیکن آزمائشوں کے سمندر میں جا ڈوبتا ہے۔

﴿14508﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: میں منبر نصب کرنے اور لشکر تیار کرنے میں مشغول ہوں لیکن لوگ نہیں جانتے۔

لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں:

﴿14509﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں کہ بدن نیتوں کے قیدی ہیں، لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں: (1)...وہ آدمی جو اللہ پاک سے غافل ہو کر بُری طرح دنیا میں منہمک ہو گیا۔ (2)...وہ شخص جو قابلِ تعریف طور پر مُعاملۂ آخرت میں مشغول ہو گیا۔ (3)...وہ جو اللہ پاک کے سوا ہر چیز سے منہ موڑ کر یادِ خُدا میں لگ گیا اور اُسے قربِ الٰہی و بلند مرتبہ نصیب ہوا۔

﴿14510﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: وہ کامیاب نہیں جس کے وُجُود سے دُنیوی سرداری کی بُو آئے۔

سارے مُعاملے کی اصل دو ہی باتیں ہیں:

﴿14511﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رازی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: سارے معاملے کی اصل دو ہی باتیں ہیں: (1)...دنیا میں اپنے حصے پر دل کا پُر سکون رہنا اور (2)...آخرت میں اپنے حصے کے لئے کوشش کرنا۔

﴿14512﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر قضاء وقدر مجھ سے آزمائش کی چال سے ملے گی تو میں دعا کی تدبیر سے اس کا سامنا کروں گا۔

﴿14513﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کبھی بھی یہ نہ کہنا کہ میری دعا قبول ہونے میں دیر ہوئی جبکہ تم نے خود ہی دُعا کے بابِ قبولیت تک پہنچنے کے راستے گناہوں کی رکاوٹوں سے بند کئے ہوئے ہیں۔

نیک اَعمال سے قبر کو آباد و تعمیر کر لو:

﴿14514﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس سے پہلے کہ دنیا تمہیں چھوڑے، تُم خود اسے چھوڑ دو، اپنے ربِّ کریم کا سامنا کرنے سے پہلے ہی اُسے راضی کر لو، جس گھر میں تم نے رہنا ہے یعنی قبر وہاں منتقل ہونے سے پہلے ہی اسے (اچھے عمل سے) آباد و تعمیر کر لو۔

﴿14515﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگ اللہ پاک کی طرف اسی قدر خوشی سے مائل ہوتے ہیں جس قدر بارگاہِ الٰہی میں ان کی قدر و منزلت ہوتی ہے۔

نیکی کا فائدہ اور گناہ کا نقصان:

﴿14516﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس کا دل نیکیوں میں لگا ہوا ہو اسے بُرائیاں نقصان نہیں دیتیں اور جس کا دل گناہوں میں لگا ہوا ہو اُسے اچھائیاں فائدہ نہیں دیتیں۔

﴿14517﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر لوگوں کی عقلیں ایمان کی آنکھوں سے جنت کی پاکیزگی دیکھ لیں تو جنت کی آرزو میں لوگوں کی جانیں بہہ نکلیں، اگر دلوں کو اپنے خالق کی محبت کی حقیقت محسوس ہو جائے تو خالقِ کریم کی محبت میں جوڑ جوڑ الگ ہو جائیں، حیرت کے مارے جسموں سے روحیں بارگاہِ الٰہی کی طرف پرواز کر جائیں، پاک ہے وہ ذات! جس نے مخلوق کو ان چیزوں کی حقیقت سے غافل رکھا اور ان چیزوں کی حقیقتوں کے بیان میں ہی مشغول رکھا۔

﴿14518﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دکھاوے کے لئے علم حاصل نہ کرو اور شرم کے مارے علم حاصل کرنا نہ چھوڑو۔

دانشور کے لئے سب سے بڑی مصیبت:

﴿14519﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دانشور کے لئے دن کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ پورا دن گزر جائے لیکن اس کے پاس ربِّ کریم کی بارگاہ سے کوئی تحفہ یعنی کوئی نئی حکمت نہ آئے۔

دنیا کی مذمت:

﴿14520﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو دنیا کی جُستجُو کرتا ہے دنیا اس پر حکم چلاتی ہے اور جو دنیا سے کنارہ کرتا ہے دنیا اُس کی خدمت کرتی ہے، دنیا کا پیچھا کیا جاتا ہے یہ خود بھی پیچھا کرتی ہے، جو اس کے پیچھے چلے یہ اسے ٹھکرا دیتی ہے، جو اسے ٹھوکر مارے یہ اس کا پیچھا کرتی ہے، دنیا آخرت کا پُل ہے بس اس پر سے گزر جاؤ اس کی تعمیر میں نہ لگو، پُلوں پہ محلّات تعمیر کرنا کوئی عقل مندی نہیں ہے، دنیا دلہن ہے، اس کا چاہنے والا کنگھی کرنے والی نوکرانی ہے، دنیا سے بے رغبتی کے ذریعے اس کے بال نوچے جاتے ہیں، اس کے منہ پہ کالک مَلی جاتی ہے اور اس کے کپڑے پھاڑے جاتے ہیں، جو اس بدشکل کو طلاق دیتا ہے آخرت اس کی بیوی بن جاتی ہے، دنیا عقل مندوں کی طلاق یافتہ ہے، اس کی عِدّت کبھی ختم نہیں ہو گی؛ لہٰذا دنیا کو چھوڑ دو اور اس کا خیال دل سے نکال دو، آخرت کو یاد کرو اُسے کبھی نہ بھولو، دنیا سے اسی قدر لو جس قدر تمہیں آخرت تک پہنچانے کے کام آئے، دنیا سے اتنا نہ لو کہ وہ آخرت کے راستے میں رُکاوٹ بن جائے۔

کامل بخشش تین چیزوں میں ہے:

﴿14521﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ کامل بخشش تین چیزوں میں ہے: (1)... حُسنِ قبول، (2)... علم کی پیروی اور (3)... زائد مال کا خرچ۔ حُسنِ قبول یہ ہے کہ علم حاصل کرنے کی نیت سے سُنو اور ارادے پر نظر رکھو۔ علم کی پیروی یہ ہے کہ کوئی علم کی بات سُنتے ہوئے یوں سر نہ ہلاؤ جیسے تم پہلے ہی سے جانتے ہو کہ یہ طرزِ عمل دل میں تکبر لاتا اور عمل کو برباد کر دیتا ہے۔

﴿14522﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ جو تین خصلتوں سے محروم ہو اس کے آگے عاجزی نہ کرو: (1)... یہ نہ جانتا ہو کہ میں کس لئے پیدا ہوا، (2)... غافل ہو کہ میں کس چیز سے پیدا ہوا اور

(3)...بے خبر ہو کہ کہاں لوٹ کر جانا ہے۔

تین خصلتیں متقین کی علامت ہیں:

﴾14523﴿... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ متقیوں کی علامت تین خصلتیں ہیں: (1)...وہ اللہ پاک کی رضا کو ترجیح دے، (2)...ربِّ کریم کے ڈر کو ساتھی بنائے اور (3)...اپنی خواہش کی مخالفت کرے۔ یعنی اللہ پاک کی مرضی کو اپنی مرضی پر فوقیت دے، کریم ربّ کے ڈر کو ہمہ وقت ساتھ رکھے، تنگی، آسانی، خوشی، رِضامندی اور ناراضی میں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور جو نفسانی خواہش اللہ پاک سے دُور کرے اور ثواب میں کمی لائے ایسی خواہشات کی مخالفت کرے۔

﴾14524﴿... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ربِّ کریم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں: اگر تُو اپنے وجہِ کریم کو ہم سے پھیرے تو ہم "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ" کے واسطے سے تیری رحمت کے طالب ہیں۔

﴾14525﴿... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں: اگر تُو مجھے اپنی قدرت کے شایانِ شان تدبیر کا منہ دِکھائے تو میں اپنی محتاجی کے ساتھ ذلیل ہو کر اس تدبیر کا سامنا کروں گا۔

رونے اور رلانے والے:

﴾14526﴿... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: توبہ کرنے والے کو اس کے گناہ رُلاتے ہیں، دنیا سے بے رغبت کو اس کا پردیسی ہونا رُلاتا ہے اور صدّیق کو ایمان ضائع ہو جانے کا خوف رُلاتا ہے۔

دین سے غفلت کا باعث:

﴾14527﴿... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دنیا کے بارے میں صرف سوچنا ہی تمہیں اپنے ربِّ کریم اور اپنے دین سے غافل کر دیتا ہے، تب کیا حال ہو گا جبکہ تم صرف سوچ سے نہیں بلکہ پورے جسم کے ساتھ دنیا میں مشغول ہو گے؟!

﴾14528﴿... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اپنے ایمان کا تھیلا مضبوطی سے باندھ رکھو کہ ایمان کا چور چوہا اُسے کُتر نہ دے۔

﴿14529﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: سب چیزیں اللہ پاک کی قدرت کے مونہوں سے عارِفین کے سامنے مسکراتی ہیں کیونکہ عارِفین ان چیزوں میں اللہ پاک کی تخلیق کے آثار اور نت نئی خوبیاں دیکھتے ہیں، چنانچہ انہیں ہر چیز میں عبرت دکھائی دیتی اور ہر شے میں یاد دہانی ملتی ہے۔

﴿14530﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ اپنی دُعا میں کہتے ہیں: الٰہی! میرے اعمال کو آخرت کی غنیمت بنادے، میری جان سے دُنیاوی لذتیں دُور کر دے۔

﴿14531﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: پاک ہے وہ ربّ! جو ناپسند چیز کے بدلے پسندیدہ چیز فروخت فرمارہا ہے، یعنی دنیا کے بدلے آخرت عطا فرمارہا ہے۔

﴿14532﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جنت مؤمن کی پیاری ہے لیکن وہ اُسے ناپسندیدہ چیز یعنی دنیا کے بدلے بیچ دیتا ہے۔

خود کو پالیا تو ربِّ کریم کو بھی پالو گے:

﴿14533﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ کوئی کہتا ہے: "میں 20 سال سے اپنے ربِّ کریم کو تلاش کر رہا ہوں۔" افسوس ہے تم پر! تمہارا رب کبھی بھی تمہیں اپنی جان ضائع کرنے پر مجبور نہیں کرے گا، پہلے اپنے آپ کو تلاش کرو، اگر تم نے خود کو پالیا تو رب کو بھی پالیا۔

﴿14534﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حیرت ہے! میرے پاس جو بھی اپنی اُلجھی ہوئی گتھی لاتا ہے میں ایک لمحے میں اس کا سرا ڈھونڈ دیتا ہوں لیکن میرے اپنے دھاگے کا سرا 20 سال سے گم ہے میں آج تک اُسے ڈھونڈ نہیں پایا۔

﴿14535﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: پوری دنیا اللہ پاک کے نزدیک مچھر کے پر برابر حیثیت نہیں رکھتی اور وہ کریم رب اس دنیا میں سے مچھر کے پر برابر بھی تم سے نہیں مانگتا۔

عِلم کا مقصد:

﴿14536﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اے آخرت اور سچائی کا راستہ چاہنے والو! اے دنیا سے بے رغبتی اور عبادتِ الٰہی کے راستے ڈھونڈنے والو! جان لو جو اپنی عقل کو اچھی طرح استعمال نہیں

کرتا وہ اپنے ربّ کی عبادت اچھی طرح نہیں کر سکتا، جو عمل کی آفتوں کو نہیں پہچانتا وہ ان آفتوں سے بچنے کا طریقہ بھی نہیں جانتا، جو کسی چیز کی طلب میں اچھی نیت نہ رکھے وہ اُس چیز کو پالینے کے بعد بھی اُس سے نفع نہیں اٹھا پاتا۔ جان لو! تم لوگ ایک بہت بڑے مُعاملے کے لئے پیدا کئے گئے ہو، عِلْم کا مقصد صرف یہ نہیں کہ علم حاصل کر لیا جائے اور بس! علم کا مقصد یہ ہے کہ علم حاصل کیا جائے پھر اُس پر عمل کیا جائے کیونکہ (عمل کا) ثواب تبھی ملے گا جب کہ علم پر عمل کیا جائے گا۔ کیا تُم نہیں دیکھتے کہ جب علم پر عمل نہ کیا جائے تو یہ عالم کے لئے وبال اور اس کے خلاف حجّت بن جاتا ہے، دھیان رکھو کہیں تم ایسے مسافر نہ بن جانا جنھوں نے دنیا کی لذتوں اور نعمتوں کو تو چھوڑا لیکن ان کی طلبِ آخرت بھی سچی نہ تھی، تو نہ دنیا پاس رہی نہ آخرت ہاتھ آئی، تمہیں جس چیز کی طلب ہے اس کے متعلق غور وفکر کرو کیونکہ جو اپنی طلب کے خطرات سے آگاہ نہیں ہوتا اس کے لئے لاعلمی مشکلات کا سبب بنتی ہے۔ جان لو! جس کے نزدیک مخلوق بے وقعت نہ ہو اس پر رب کی عظمت آشکار نہیں ہوتی، جس کی تلاش، ڈر، جُستجو، شوق اور محبت کے راستے میں نہ ہو وہ اپنی تلاش میں پریشان رہتا ہے، اس کے عمل میں بگاڑ ہوتا، عبادت کی لذت نہیں پاتا اور دنیا سے بے رغبتی کی مسافت طے نہیں کرتا، لہٰذا اللہ پاک سے ڈرو جس کی طرف تمہیں لوٹ کر جانا ہے! اور خیال رکھو کہ کہیں تم اُن لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جنہیں پڑوسی اور دوست تو بھلائی، راہِ خُدا، دنیا سے بے رغبتی اور عبادتِ الٰہی کے نام پہ جانتے ہیں لیکن در حقیقت ان کا حال بالکل مختلف ہے، بے شک اللہ پاک تمہیں لوگوں کے خیال کے مطابق بدلہ نہیں دے گا بلکہ اس کے اَزَلی علم میں تمہارا جو حال ہے اس کے مطابق تمہیں بدلہ دے گا۔ تُم اُن لوگوں میں سے نہ ہونا جو لوگوں کی خاطر ظاہری سُتھرائی کے شیدائی ہیں، اس پر کوئی ثواب نہیں بلکہ سزا ہے، اور وہ لوگ باطنی صفائی کو چھوڑ دیتے ہیں جو کہ اللہ پاک کی رضا کے لئے ہوتی ہے اور جس پر سزا نہیں بلکہ ثواب ملتا ہے۔

﴿14537﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمیں دُنیاوی امیدیں ہاتھ نہیں آتیں، آخرت کے لئے نیک اعمال آگے نہیں بھیجتے، قیامت میں ہمارا کیا حال ہو گا ہم نہیں جانتے۔

لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں:

﴿14538﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ لوگ تین طرح کے ہوتے ہیں: (1)...وہ

آدمی جسے فکرِ آخرت نے دنیاوی زندگی بُھلادی، یہ نیک لوگوں کا درجہ ہے۔ (2)...وہ شخص جو آخرت کے لئے دنیاوی زندگی گزارتا ہے، یہ کامیابوں کا درجہ ہے۔ (3)...وہ جسے دنیاوی فکروں نے آخرت بُھلادی، یہ ہلاکت والوں کا درجہ ہے۔

﴿14539﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نَفْس تمہیں اچھائیوں کی طرف بُلائے تو بھی اپنے نفس سے مانوس نہ ہونا۔

بربادی کا سمندر:

﴿14540﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دُنیا بربادی کا سَمُندر ہے، اس سے کنارہ کشی میں ہی نجات ہے۔

﴿14541﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اے جاہل! اے غافل! اگر تُو قلم چلنے کی آواز سُن لیتا جب وہ لوحِ محفوظ میں تیرا ذِکر لکھ رہا تھا تو تُو خوشی سے مر ہی جاتا۔

﴿14542﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: تجھے غربت محسوس ہوئی تو تُو اپنے ربّ سے بد گمان ہو گیا اور اپنے جیسے محتاج بندے پر بھروسا کر کے مطمئن ہو گیا! پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک چیخ ماری، فرمانے لگے: ہائے میری تجھ سے شَرمساری! جبکہ تُو ملاحظہ فرمائے کہ میری توجہ تیرے غیر کی طرف لپکتی ہے یا میں تیری رِضا کی جستجو میں لاغر و بیمار کیوں نہیں ہو جاتا!

﴿14543﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: محبتِ الٰہی والا اپنی پرواز کے معاملے میں پریشانی کا شکار رہتا ہے، شوق و آرزو کے ڈنک اُسے زخمی کر ڈالتے ہیں۔

عفو و کرم کے مقابلے میں میرے گناہ بہت کم ہیں:

﴿14544﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں: الٰہی! میرے گناہ تیری ممانعت کے مقابلے میں اگرچہ بہت زیادہ ہیں لیکن تیرے عَفْو و کرم کے مقابلے میں تو بہت کم ہیں، الٰہی! میں یہ نہیں کہتا کہ میں آئندہ کبھی بھی گناہ نہیں کروں گا کیونکہ میں اپنی بُری عادتوں اور کمزوری کو جانتا ہوں، الٰہی! اگر تُو مجھ سے محبت فرمائے تو میرے گناہ بخش دے گا اور اگر مجھ سے ناراض ہو تو میری نیکیاں بھی قبول نہ

فرمائے گا۔ آہ! جبکہ میں آہ بھرنے کا بھی حق نہیں رکھتا۔

﴿14545﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: فنا کی زبانیں عالَم غیب میں دنیا پر جو نوحہ کررہی ہیں اُسے لوگ سُن لیں تو ان کے دل غم کے مارے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں، جہنم کی آگ لوگوں پر کیسے بھڑک رہی اور بڑبڑا رہی ہے اسے لوگ سُن لیں تو ڈر کے مارے اُن کے دل پھٹ جائیں۔

زہد کو پیشہ نہیں بلکہ عبادت بناؤ:

﴿14546﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: زُہد کو پیشہ نہ بناؤ کہ اس کے نام پر دنیا کمانے لگ جاؤ، ہاں! زُہد کو اپنی عبادت بناؤ تاکہ اس کے ذریعے آخرت حاصل کرو۔ دنیا والے تمہارا شکریہ ادا کریں اور تمہاری تعریفیں کریں تو ان باتوں کو حقیقت پر محمول نہ کرو بلکہ خُرافات سمجھو۔

﴿14547﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: تم دیکھو گے کہ لوگ اَسباب سے چمٹے ہوتے ہیں لیکن عارِفِین اَسباب پیدا فرمانے والے ربّ سے لَو لگائے ہوتے ہیں، وہ بات کرتے ہیں تو **اللہ** پاک کی عظمت وقدرت، فضل وکرم اور اس کی رحمت کی بات کرتے ہیں، وہ زمانے بھر اسی طرزِ عمل کو اپناتے اور قبر میں بھی یہ عمل ساتھ لے جاتے ہیں۔

دنیا قید خانہ اور موت آزادی کا پروانہ:

﴿14548﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دُنیا جس کے لئے قید خانے کی طرح ہو اس کے لئے موت آزادی کا پروانہ ہوتی ہے۔

﴿14549﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دنیا ربّ کی ہے لیکن اس کے نزدیک دنیا کی کوئی حیثیت نہیں، لہٰذا تمہارے نزدیک بھی دنیا کی کوئی حیثیت نہیں ہونی چاہیے جبکہ یہ تمہاری ہے بھی نہیں۔

﴿14550﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے وسوسے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: اگر دنیا تمہارے لئے قید ہے تو تمہارا جسم دنیا کے لئے قید ہے اور اگر دنیا تمہارا باغ ہے تو تمہارا جسم دنیا کے لئے باغ ہے۔

عبادت گزاروں کی پہچان:

﴿14551﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عَرض کی گئی: آدمی کے ہاتھ میں سرمایہ ہی نہ ہو جو

عبادت کے لئے مددگار ثابت ہو تو وہ آدمی کس طرح عبادت کرے گا؟ فرمایا: عبادت گزار لوگ وہ ہوتے ہیں جن کا مالک ہی اُن کا سرمایہ ہوتا ہے، تقویٰ اُن کا زادِراہ ہے، یادِ الٰہی اُن کا مشغلہ ہے، ان میں سے جو رات کو کھانا کھاتا ہے وہ دن کے کھانے کا لُطف نہیں اُٹھاتا، جو اپنے آقا و مولیٰ کو چھوڑ کر کسی اور چیز میں دل کا سکون تلاش کرے اس کی بے چینی و بے سکونی میں ہی اضافہ ہوتا ہے۔

دو نعمتیں اور عارفین کی نشانیاں:

﴿14552﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر عارِفین کے پاس یہی دو نعمتیں ہوتیں تو اُن کے لئے کافی تھیں: (1)...جب بھی ربِّ کریم کی طرف رُجوع کریں اُسے پائیں۔ (2)...جب چاہیں یادِ الٰہی میں مشغول ہو جائیں۔

﴿14553﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ دو نشانیاں ہیں جو عارفین میں ضرور پائی جاتی ہیں خواہ کچھ بھی ہو جائے اور وہ کسی بھی حال میں ہوں: (1)...میں کیا جانتا ہوں اور کیا عمل کرتا ہوں؟ (2)...اس کے بعد کیا ہو گا؟ گزشتہ کل، آج کا دن اور آئندہ کل کیسے ہو گا؟ عارِف کے دل سے اپنے عمل کی پسندیدگی کا خیال چلا جاتا اور اپنے گناہوں کا خوف اُسے جکڑے رہتا ہے۔

عارف کی نشانی اور عبادت:

﴿14554﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عارِف کی نشانی ہے کہ اس کا جسم نرم، دل دیوانہ، شوق دامن گیر اور وہ ہمیشہ ذِکرِ الٰہی میں مشغول ہو گا۔

﴿14555﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ عارف کی عبادت تین چیزیں ہوتی ہیں: (1)...لوگوں کے ساتھ اچھا طرزِ مُعاشَرت، (2)...ہمہ وقت ربِّ جلیل کی یاد، (3)...تندرُست جسم میں بیمار اور ناتواں دل۔

ذکرِ الٰہی کی کھیتی اور نیکوکاری کی بہار:

﴿14556﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: پاک ہے وہ ذات! جس نے عارِفین کے لئے

اپنی مَعْرِفَت کے ذریعے دنیا کو خوشگوار بنادیا، پاک ہے وہ ذات! جس نے عارفین کی معذرت قبول کر کے اُن کے لئے آخرت کو بھی خوشگوار بنادیا۔ چنانچہ اُنہوں نے معرفتِ الٰہی کی مجلسوں میں یادِ الٰہی کے ذریعے دنیاوی زندگی مزے سے گزاری اور کل پاکیزگی کی کیاریوں میں بیٹھ کر بارگاہِ الٰہی سے عطا ہونے والی مَغْفِرَت کے جام پئیں گے، عارفین کے لئے دنیا میں ذکرِ الٰہی کی کھیتی اور آخرت میں نیکوکاری کی بہار ہے، انہوں نے **اللہ** پاک کے شکر کی سواریوں پر سیر کی بالآخر اس کی ذخیرہ کی ہوئی عطاؤں تک پہنچ گئے، بے شک وہ کرم والا بادشاہ ہے۔

﴿14557﴾... حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عارِف بعض اوقات اپنے رب کی طرف مشغول ہو کر چہروں کے باہمی فخر اور عطاؤں کی مجلسوں سے کنارہ کش ہو جاتا ہے، آزمائشوں کی مجلسوں میں ہم پلہ لوگوں کے مقابلے سے بھی ہاتھ کھینچ لیتا ہے۔

﴿14558﴾... حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: سب سے بڑھ کر بھروسے والی اُمید بندے کی اپنے ربِّ کریم سے اُمید ہے، سب سے سچا گمان بندے کا **اللہ** پاک سے حُسنِ ظن ہے۔

خوشخبری ہے اس کے لئے:

﴿14559﴾... حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اُس بندے کے لئے خوشخبری ہے! جس کی عبادت اس کا پیشہ، فقر اس کی تمنا، علیحدگی اس کی چاہت، آخرت اس کا ارادہ ہے، اس نے ضرورت بھر ہی روزگار کمایا، موت کو اپنی سوچ بنایا، دنیا سے بے رغبتی میں دل کو لگایا، اپنی عزت کو عاجزی سے نیچا دکھایا، اپنی حاجت کو ربِّ کریم ہی کے حُضور سنایا، تنہائیوں میں اسے اپنی خطائیں یاد آتی ہیں تو رخساروں پر آنسو بہتے ہیں، **اللہ** پاک کی بارگاہ میں اپنی بے وطنی کی تکلیف کا کہتا ہے، توبہ کر کے اُس کی رحمت کا سوال کرتا ہے، خوشخبری ہے ایسے شخص کے لئے! جس کی یہ صفات ہوں، جس کی گناہوں پر شرمساری دن رات فریاد کرے، جو رات کے پچھلے پہر بارگاہِ الٰہی میں روئے، رحمٰن سے مُناجات کرے، جنت مانگے اور جہنّم کی آگ سے ڈرے۔ اس کے لئے خوشخبری ہے۔

عقل مند کی پہچان:

﴿14560﴾... حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ عقل مند وہ ہے جس میں تین خصلتیں

ہوں:(1)...عمل میں جلدی کرے،(2)...اُمید کو پیچھے رکھے اور(3)...موت کی تیاری کرے۔

بروزِ قیامت گھاٹے میں رہنے والا:

﴿14561﴾...حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ جس آدمی میں یہ تین باتیں ہوں وہ قیامت کے دن گھاٹے میں ہے:(1)...فُضُولیات کی قینچی سے شب وروز کترے،(2)...اعضاء کو حسرتوں اور اَرمانوں میں لگائے رکھے اور(3)...مدہوشیوں سے جاگے بِنا ہی موت کے گھاٹ اُتر جائے۔

﴿14562﴾...حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: سُبْحٰنَ اللہ! جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ تمہیں **اللہ** والوں سے ملے وہ بہت عظیم ہے، جو ایسا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہے اس کے گناہ نافرمانی میں اتنے بڑے نہیں ہیں جتنی اس کی توحید ایمان کے اعتبار سے بڑی ہے۔

عزت تو اطاعتِ الٰہی میں ہی ہے:

﴿14563﴾...حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بندے کو اپنے آقا و مولیٰ سے جتنی محبت ہوتی ہے **اللہ** پاک اُسے مخلوق کا اتنا ہی محبوب بنا دیتا ہے، بندہ جس قدر اپنے ربّ کے اَحکامات کی تعظیم کرتا ہے اسی قَدر لوگ اس بندے کی تعظیم کرتے ہیں، بندہ اپنے مالک کے احکامات میں جتنا مشغول ہوتا ہے لوگ اس بندے کی طرف اتنی ہی توجہ دیتے ہیں، بندے کا دل **اللہ** پاک کے وعدوں پر جتنا مطمئن ہوتا ہے اس کی زندگی اتنی ہی خوشگوار بنا دی جاتی ہے، بندہ اپنے ربّ کی فرمانبرداری پر جتنی ہمیشگی اختیار کرتا ہے **اللہ** پاک اپنی فرمانبرداری کو اس کے دل میں اتنا ہی پسندیدہ اور شیریں بنا دیتا ہے، بندہ یادِ الٰہی کا جتنا دلدادہ ہوتا ہے **اللہ** پاک اسی قَدر بندے پر اپنی نوازشات کی بارش فرماتا ہے، بندہ مخلوق سے جتنی وحشت محسوس کرتا ہے **اللہ** پاک بندے کو اسی قَدر اپنی عطا سے اُنس دیتا ہے، اگر آدمی کے عمل کا ثواب صرف اسی قدر ہوتا جتنا اُسے دنیا میں عطا کر دیا جاتا ہے تو یہ بھی اس کے عمل کے مقابلے میں بہت تھا، لیکن **اللہ** پاک چاہتا ہے کہ بندے کو بہت زیادہ جزا اور عظیم عطا ملے، جس کا احاطہ شُمار سے باہر ہے، جس تک تمناؤں کی پہنچ نہیں کیونکہ **اللہ** پاک اپنی شان کے لائق ہی عطا فرماتا ہے، بے شک وہ کرم والا بادشاہ ہے۔

میرا مقابل ذرا بھی سمجھدار نہیں:

﴿14564﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: آدمی کی خوش قسمتی ہوتی ہے کہ اس کا مقابل سمجھدار ہو، لیکن میرا مقابلہ تو بالکل ناسمجھ سے ہے۔ عَرض کی گئی: آپ کا مقابل کون ہے؟ فرمایا: میرا نفس، اسے ذرا بھی سمجھ نہیں ہے، وہ دُنیاوی گھر کی گھڑی بھر لذت کی خاطر جنت کو اس کی ابدی نعمتوں اور ہمیشہ قیام کی سہولت سمیت بیچ دیتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: جب تک تم مخلوق کی طرف سے اندھے نہ بن جاؤ تب تک **اللہ** پاک کی مَعرِفت حاصل نہیں کر سکتے۔

﴿14565﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اے ابنِ آدم! جب تو لوگوں سے وحشت محسوس کرے گا تبھی تجھے اپنے رب کا اشتیاق نصیب ہو گا۔

﴿14566﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: توبہ کرنے والے کو ایک ایسا فخر حاصل ہو جاتا ہے جس کے برابر اس کا کوئی فخر نہیں پہنچ سکتا، وہ فخر ہے اس کی توبہ پر **اللہ** پاک کی خوشی۔

وہ محب نہیں بلکہ محبت کا طالب ہے:

﴿14567﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو کہتا ہے کہ میں **اللہ** پاک سے محبت کرتا ہوں وہ ابھی محبت تک نہیں پہنچا، ہاں! وہ محبت کا طالب ضرور ہے، پھر جب وہ محبت تک پہنچ جاتا ہے تو اُسے چُپ لگ جاتی ہے۔

﴿14568﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب **اللہ** پاک بندوں کو اپنے لئے چُن لیتا ہے اور اُنہیں اپنا اُنس نصیب کرتا ہے تو اپنی اچھی نرمی سے اُنہیں مخلوق سے چُھپا دیتا ہے۔ عَرض کی گئی: کیسے چُھپاتا ہے؟ فرمایا: اُنہیں دُنیا والوں سے آخرت کے پردے میں اور آخرت والوں سے دُنیا کے پردے میں چُھپا دیتا ہے۔ یہ مشہور بات ہے۔

﴿14569﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو یہ اشعار کہتے سُنا گیا:

مَجْدُ اِلٰهِكَ يَحْيٰى اِنَّهٗ مَلِكٌ   مُهَيْمِنٌ صَمَدٌ لِلذَّنْبِ غَفَّارٌ

اُشْكُرْهُ لَهٗ جِكْمَا اَتَاكَهَا مِنَنًا   تَتْرٰى نَوَافِقُهَا فِى الدِّيْنِ اٰثَارٌ

ترجمہ: (1)...اے یحییٰ! اپنے **اللہ** پاک کی بزرگی بیان کرو، بے شک وہ حفاظت فرمانے والا، گناہوں کو بخشنے والا، بے نیاز بادشاہ ہے۔(2)...اس کی حکمتوں کا شکر ادا کرو جو اُس نے احسان کرتے ہوئے تمہیں عطا فرمائی ہیں، دین میں آثار ان حکمتوں کے مُوافق ہیں۔

بارگاہِ الٰہی تک پہنچنے میں رکاوٹ:

﴿14570﴾...حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر **اللہ** پاک لوگوں کو اپنی آزمائش کے ذریعے "شگون" نہ دے تو اس کی نعمتیں لوگوں کو ہواؤں میں اُڑادیں۔ جو **اللہ** پاک کی تقسیم پر راضی نہیں ہوتا وہ **اللہ** پاک تک نہیں پہنچ سکتا، جو کسی بھی نعمت سے لُطف اندوز نہ ہوا اُسے مَعْرِفَتِ الٰہی نہیں مل سکتی، جو **اللہ** پاک کے فَضْل وکرم میں حیران وسرگرداں نہ ہوا اُسے محبّتِ الٰہی نصیب نہیں ہوتی۔

﴿14571﴾...حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** والوں نے جب اپنی جانوں کو داؤ پہ لگایا تو اُنہیں قُربِ الٰہی کا انعام ملا، یہ تو خبر کا مزہ ہے، ذرا سوچو! نظر کا مزہ کیسا ہوگا۔

منہ دُکانیں، ہونٹ تالے اور دانت چٹخنی:

﴿14572﴾...حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگوں کے منہ اُن کی دُکانیں ہیں، ہونٹ اِن دُکانوں کے تالے ہیں، دانت ان کے چٹخنی ہیں، جب کوئی آدمی اپنی دُکان کھولتا ہے تو تمہیں پتا چل جاتا ہے کہ وہ عِطْر فروش ہے یا جانوروں کا معالج۔

﴿14573﴾...حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک نے تمہیں سلامتی کے گھر (جنت) کی طرف بُلایا ہے، اب دیکھ لو کہ تم کہاں اُس کی دعوت قبول کرتے ہو، دُنیا میں یا قبر میں جاکر؟ دنیا میں اُس کی دعوت پر لبیک کہو گے تو ضرور سلامتی کے گھر میں داخل ہو جاؤ گے اور اگر قبر میں پہنچ کر دعوت قبول کرو گے تو تمہیں جانے نہیں دیا جائے گا۔

مال ودولت بچھو ہیں:

﴿14574﴾...حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دِرہم بچھو ہے، تمہیں بچھو کا دَم نہیں آتا تو

اُسے ہاتھ میں نہ لو کہ اُس نے تمہیں ڈنک مار دیا تو جان سے جاؤ گے۔

﴿14575﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دُنیا بندوں کے لئے اللہ پاک کی طرف سے زہرِ قاتل ہے، لہٰذا دنیا اتنی تھوڑی ہی لو جتنا دواؤں میں ڈالنے کے لئے زہر لیا جاتا ہے تاکہ تم محفوظ رہو۔

قیدی، گروی اور غُلام:

﴿14576﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کے اَوْلیا اُس کی نعمتوں کے قیدی ہیں، اللہ پاک کے چُنے ہوئے بندے اُس کے فضل و کرم میں گروی ہیں، اللہ پاک کے مُحبّین اُس کے احسانوں کے غُلام ہیں۔ چنانچہ یہ محبت کے غلام ہیں جو کبھی آزاد نہ ہوں گے، فضل و کرم کے گروی ہیں جو کبھی نہ چُھٹیں گے، یہ نعمتوں کے قیدی ہیں جنہیں کبھی رہائی نہ ملے گی۔

دُنیا اور آخرت کے پردیسی:

﴿14577﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مَعْرِفَتِ الٰہی رکھنے والے دنیا میں اللہ پاک کے وحشی بندے ہیں اُنہیں کسی مخلوق سے اُنس نہیں ہوتا، دُنیا سے بے رغبتی رکھنے والے زاہدین دنیا میں پردیسی ہیں اور عارِفین آخرت کے پردیسی ہیں۔

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اے ابنِ آدم! تجھے کیا ہو گیا؟ تُو ہاتھ سے نکل جانے والی اُس چیز پر کفِ افسوس ملتا ہے جسے کوئی مددگار تجھے واپس لاکر نہیں دے گا۔ تجھے کیا ہو گیا؟ تُو اپنے پاس موجود اُس چیز پر خوشی مناتا ہے جسے موت تیرے پاس رہنے نہیں دے گی۔

خالق کی صفات:

﴿14578﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: ہمیں اللہ پاک کے بارے میں بتایئے، وہ کیا ہے؟ فرمایا: یکتا معبود ہے۔ پوچھا: وہ کیسا ہے؟ فرمایا: مالِک و قادِر ہے۔ پوچھا: وہ کہاں ہے؟ فرمایا: اُس کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔ کہا: میں یہ نہیں پوچھ رہا ہوں۔ فرمایا: جو تم پوچھ رہے ہو وہ تو مخلوق کی صِفات ہیں، جو خالق کی صِفات ہیں وہ میں نے تمہیں بتادی ہیں۔

﴿14579﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا: مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو یادِ الٰہی سے رُک جائے، لیکن زیادہ تعجب خیز وہ ہے جو یادِ الٰہی کے بغیر ہی زندہ ہے، وہ آخر ٹکڑے ٹکڑے کیوں نہیں ہو جاتا! پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:

نُدَافِعُ عَيْشَنَا بِالْجُهْدِ جَهْدًا مُدَافَعَةً اِلٰى جَهْدِ الْمَنَايَا

ترجمہ: ہم طاقت وقدرت کے ذریعے مشقت حتّٰی کہ موت تک کی سختی سے اپنی زندگی کا دفاع کرتے ہیں۔

آخرت کے طلب گار کی علامت:

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں کہ عارف کی نشانی دو خصلتیں ہیں: (1)... اپنا حال کسی پر ظاہر نہیں کرتا اور (2)... نہ کوئی اس کے متعلق پوچھتا ہے۔ آخرت کے طلب گار کی علامت یہ ہے کہ وہ **اللہ** پاک کے فیصلے پر راضی اور اس کے وعدوں پر مطمئن رہتا، اخلاص کے ساتھ عمل کرتا، آزمائش پر شکر بجالاتا، ہر گناہ سے توبہ کرتا اور اپنے ارادوں کی جانچ کرتا رہتا ہے۔

﴿14580﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کہتے ہیں: پاک ہے وہ ذات جس نے روحوں کو روحانی و نورانی بنایا، نفسوں کو اِضطراب و خواہشات سے بھرپور بنایا، روحیں اپنے سرچشمے یعنی عِلِّیِّیْن کی طرف مائل ہوتی ہیں اور نفس اپنے قید خانے سِجِّیْن کی طرف جھکتے ہیں۔

محبوب کی یاد اور زندگی کی پریشانی:

﴿14581﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: کچھ لوگ وہ ہیں جو مجلسِ شوق میں، یادِ الٰہی کے قالین پر، مُناجات کے باغات میں، خوشیوں کی کیاریوں اور ہیبت کے محلات کے درمیان، اُنس کے دوڑ والے میدان میں، سمجھداریوں کے سینوں کے ساتھ حکمت کی دلہنوں سے ہم آغوش ہیں، محبت کی آہوں کو روکے ہوئے ہیں، وہ آخرت کے سردار مختلف خوشیوں میں مگن ہیں، اُن کے درمیان محبتِ الٰہی کے جاموں کا دور چلا، محبت نے انہیں جام پلائے، انہیں یہ جام پینے پر غم کی دلیل نے اکسایا، یہ شرابِ محبت اُن کے جگروں میں دوڑتی ہے اور محبوب کی یاد اُن کے سینوں میں برقرار رکھتی ہے، لیکن زندگی کی پریشانی اُنہیں بے قرار بھی رکھتی ہے۔

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کچھ اشعار میں فرماتے ہیں: محبت پر محبت کی خوشی محبت کے ساتھ

بر قرار رہتی ہے، اُس پر تعجب ہے جسے ہم محبت پر ملامت کرتا دیکھتے ہیں، میں تو جب تک زندہ ہوں محبتِ الٰہی کے گرد چکر لگاتا رہوں گا اور تادمِ حیات میرا اُٹھنا بیٹھنا اسی محبت میں رہے گا۔

عاشقِ حقیقی کی عزت افزائی:

حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مزید کچھ اشعار میں فرماتے ہیں: عاشق کی جان محبوب کی طرف جھانکتی ہے، عاشق کا دل محبت سے ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے، عاشق کی عزت افزائی ہے کہ وہ اپنے محبوب کے ساتھ رات کی تنہائی میں شکایت اور آہ وزاری کرے، اپنی نماز کی جگہ میں کھڑے ہو کر اپنی پریشانی کی فریاد کرے اور اس کا دل محبت کی طرف کھنچتا ہو۔

﴿14582﴾... حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے وجد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کچھ اشعار پڑھے (جن کا ترجمہ یہ ہے): ہم نے تیرے معانی کے غیب پر جھوم جھوم کے زمین کو توڑ ڈالا، جو بندہ تیری محبت میں وارفتہ ہو اس کے جھومنے میں تو کوئی عیب نہیں ہے، ہاں! ہم نے زمین کو ٹکڑے کیا جب تیری وادی کا طواف کیا۔

گلدستے کو پانی دینا:

﴿14583﴾... حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے کمرے میں کسی بچے نے ایک گلدستہ رکھ دیا تھا، آپ نے دیکھا وہ گلدستہ مُرجھا گیا تھا۔ چنانچہ آپ نے پانی لیا اور گلدستے کو پانی دینے لگے۔ پوچھا گیا: آپ کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا: میں نے دیکھا کہ گھر والوں نے ان پھولوں کو پانی دینا چھوڑ دیا، پھول مرجھا گئے یہ دیکھ کر میرا دِل بھر آیا، میرے آنسو اُمڈنے لگے، لگتا تھا یہ مُرجھائے سر جھکائے پھول مجھ سے پانی مانگ رہے ہیں، لہٰذا میں نے انہیں سیراب کر دیا۔ حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بھائی اور والد صاحبان انہیں دُنیا کمانے کا کہا کرتے تھے۔ جب آپ نے پھولوں کو سیراب کرنے کی وجہ بتائی تو بھائی نے یہ شعر کہا:

اَتَرْحَمُ اَغْصُنًا ذَبَلَتْ وَلَانَتْ وَلَا تَرْحَمُ اَخَاكَ اِذَا دَعَاكَا؟

ترجمہ: کیا پھول جھک جائیں اور مُرجھا جائیں تو آپ کو پھولوں پر ترس آتا ہے، بھائی بلاتا ہے تو آپ کو بھائی پر رحم نہیں آتا؟!

حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جوابی شعر کہا:

رَاَیْتُ اَخِیْ یُرِیْدُ هَلَاكَ نَفْسِیْ وَنَفْسِیْ لَا تُرِیْدُ لَهٗ هَلَاكَا

ترجمہ: میں دیکھتا ہوں بھائی میری ہلاکت چاہتا ہے لیکن میرا دل بھائی کی بربادی نہیں چاہتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک مرتبہ یہ اَشعار سنائے:

اَمُوْتُ بِدَائِیْ لَا اُصِیْبُ دَوَائِیَا ۔۔۔ وَلَا فَرَجًا مِمَّا اَرٰی مِنْ بَلَائِیَا

اِذَا کَانَ دَاءُ الْعَبْدِ حُبَّ مَلِیْکِہٖ ۔۔۔ فَمَنْ دُوْنَہٗ یَرْجُوْ طَبِیْبًا مُدَاوِیَا

ترجمہ: میں اپنی بیماری محبت میں جان دے دوں گا لیکن کوئی دوا نہ لوں گا نہ اس دکھائی دیتی آزمائش سے جان چھڑاؤں گا۔ آقا کی محبت ہی بندے کی بیماری ہو تو کون اپنے آقا کے سوا کسی طبیب سے لو لگائے؟!

اُمید سے بڑھ کر دینے والی ذات:

اور ایک مرتبہ یہ اَشعار سنائے:

رَضِیْتُ بِسَیِّدِیْ عِوَضًا وَاُنْسًا ۔۔۔ مِنَ الْاَشْیَاءِ لَا اَبْغِیْ سِوَاہُ

فَیَا شَوْقًا اِلٰی مَلِکٍ یَرَانِیْ ۔۔۔ عَلٰی مَا کُنْتُ فِیْہِ وَلَا اَرَاہُ

کَمَا یَسْتَمْطِرُ النَّجْمُ الْعَطَایَا ۔۔۔ فَیُعْطٰی مِنْہُ اَکْثَرَ مَا رَجَاہُ

ترجمہ: میں اس پر راضی ہوں کہ سبھی چیزوں کے بدلے بس آقا و مولیٰ کا قُرب واُنس عطا ہو جائے، مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔ آہ! مجھے اس کریم آقا کا بہت اشتیاق ہے جو میرے ہر حال میں مجھے دیکھتا ہے لیکن مجھے اس کا دیدار نہیں ہوتا۔ ستارہ عطائیں مانگتا ہے تو اسے اُمیدوں سے کہیں زیادہ ملتا ہے۔

ذاتِ باری تعالیٰ کا فضل و کرم:

حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اَشعار بھی کہے ہیں:

اَنَا اِنْ تُبْتُ مَنَّانِیْ ۔۔۔ وَاِنْ اَذْنَبْتُ رَجَّانِیْ

وَاِنْ اَدْبَرْتُ نَادَانِیْ ۔۔۔ وَاِنْ اَقْبَلْتُ اَدْنَانِیْ

وَاِنْ اَحْبَبْتُ وَالَانِیْ ۔۔۔ وَاِنْ اَخْلَصْتُ نَاجَانِیْ

وَاِنْ قَصَّرْتُ عَافَانِیْ ۔۔۔ وَاِنْ اَحْسَنْتُ جَازَانِیْ

حَبِیْبِیْ اَنْتَ رَحْمَانِیْ ۔۔۔ اِصْرِفْ عَنِّیْ اَحْزَانِیْ

اِلَیْکَ الشَّوْقُ مِنْ قَلْبِیْ عَلٰی سِرِّیْ وَاِعْلَانِیْ
فَیَا اَکْرَمُ مَنْ یُرْجٰی وَاَنْتَ قَدِیْمُ اِحْسَانِیْ
وَمَا کُنْتَ عَلٰی ھٰذَا اِلٰہَ النَّاسِ تَنْسَانِیْ
لَدَی الدُّنْیَا وَفِی الْعُقْبٰی عَلٰی مَا کَانَ مِنْ شَانِیْ

ترجمہ: توبہ کروں تو انعام کا وعدہ کرتا ہے، گناہ کروں تو اُمید بندھاتا ہے، پیٹھ پھیروں تو بلاتا ہے، توجہ رکھوں تو قُرب دیتا ہے، محبت کروں تو اُنس دیتا ہے، اخلاص برتوں تو مناجات کی توفیق دیتا ہے، کوتاہی کروں تو درگزر فرماتا ہے، نیکی کروں تو ثواب دیتا ہے۔ میرے پیارے ربّ! تُو مجھ پر کتنا مہربان ہے، مجھ سے غم دُور فرما دے۔ میرا دل پوشیدگی وظاہر میں تیری بارگاہ کا شوق رکھتا ہے۔ جن سے لَو لگائی جائے ان میں سب سے بڑھ کر کرم والے! اے مجھ پر پہلے سے احسان فرمانے والے! اے سب لوگوں کے ربِّ کریم! میرا کوئی بھی حال ہو لیکن دُنیا وآخرت میں مجھے بے آسرا چھوڑ دینا تجھے شایاں نہیں۔

ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اَشعار سُنائے:

تَبَارَکَ ذُو الْجَلَالِ وَذُو الْمَحَالِ عَزِیْزُ الشَّانِ مَحْمُوْدُ الْفِعَالِ
سُرُوْرِیْ بِالسُّؤَالِ لِمَنْ اَرَاہُ فَکَیْفَ اُسَرُّ مِنْہُ بِالنَّوَالِ
فَیَا ذَا الْعِزِّ یَا ذَا الْجُوْدِ جُدْ لِیْ وَغَیِّرْ مَا تَرٰی مِنْ سُوْءِ حَالِیْ

ترجمہ: عظمت والا، تدبیر والا، عزت والا، قابلِ تعریف کاموں والا ربّ بڑی برکت والا ہے۔ میں دیدارِ الٰہی کا سوال کرتا ہوں تو اتنی خوشی ملتی ہے، بھلا! جب یہ نعمت عطا ہوگی تو میری خوشی کا کیا عالَم ہو گا؟! اے عزت والے! جود و کرم والے! مجھ پر جود و کرم فرما اور میری جو بدحالی تُو دیکھ رہا ہے اسے اچھی حالت سے بدل دے۔

پھر مزید کچھ اَشعار سُنائے:

اَشْکُوْ اِلَیْکَ ذُنُوْبًا لَسْتُ اُنْکِرُھَا وَقَدْ رَجَوْتُکَ یَا ذَا الْمَنِّ تَغْفِرُھَا
مِنْ قَبْلِ سُؤْلِکَ لِیْ فِی الْحَشْرِ یَا اَمَلِیْ یَوْمَ الْجَزَاءِ عَلَی الْاَھْوَالِ تَذْکُرُھَا
اَرْجُوْکَ تَغْفِرُھَا فِی الْحَشْرِ یَا اَمَلِیْ اِذْ کُنْتَ سُؤْلِیْ کَمَا فِی الْاَرْضِ تَسْتُرُھَا

ترجمہ: خدایا! تیری بارگاہ میں اپنے گناہوں کی فریاد کرتا ہوں، اپنی نافرمانیوں سے انکار نہیں کرتا، اے احسان والے

ربِّ کریم! اے میری اُمیدوں کے محور! مجھے امید ہے کہ تُو نے (اپنے کلام قرآن مجید میں) ہولناکیاں بیان فرمائیں ان ہولناکیوں والے دن میں اور جزاوحشر کے دن میں تُو مجھ سے گناہوں کا حساب نہیں لے گا بلکہ اس سے پہلے ہی میرے گناہ بخش دے گا۔ اے میری اُمیدوں کے محور! مجھے امید ہے کہ جس طرح تُو دنیا میں میرے گناہ چھپاتا ہے: میدانِ حشر میں بھی پردہ رکھے گا کیوں کہ میں تیری بارگاہ میں یہ دُعا کر رہا ہوں۔

مزید کچھ اَشعار سنائے:

سَلِّمْ عَلَى الْخَلْقِ وَارْحَلْ نَحْوَ مَوْلَاكَا وَاهْجُرْ عَلَى الصِّدْقِ وَالْإِخْلَاصِ دُنْيَاكَا

عَسَاكَ فِي الْحَشْرِ تُعْطِي مَا تُؤَمِّلُهُ وَيُكْرِمُ اللّٰهُ ذُو الْآلَاءِ مَثْوَاكَا

ترجمہ: لوگوں کو خیر باد کہہ دو اور اپنے مولا کی طرف چل دو۔ دنیا کو سچائی اور خُلوص سے چھوڑ دو۔ دُور نہیں کہ محشر میں تمہاری امیدیں پوری ہوں اور نعمتوں والا کریم ربّ تمہیں عزّت والا ٹھکانا عطا فرمائے۔

﴿14584﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: تم اس کی طرح نہ ہونا جسے اپنی موت کے وقت جو کچھ چھوڑا ہے وہ اسے رُسوا کرے اور حشر میں اس کا کیادھرا ذلیل کرے۔

سینوں میں رکھی اُبلتی ہوئی ہانڈیاں:

﴿14585﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دِل گویا سینوں میں رکھی اُبلتی ہوئی ہانڈیاں ہیں، زبانیں ان ہانڈیوں کے ڈونگے ہیں، لہٰذا آدمی کو بولنے دو، دل میں جو میٹھا، کھٹا، شیریں یا تلخ ہوگا وہ زبان کے ڈونگے میں نکل آئے گا، دِل کی ہانڈی تمہیں زبان کا ڈونگا بتادے گا۔

مال داروں سے زیادہ سعادت مند:

﴿14586﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بے شک فُقَرا ذکر پر اغنیا سے زیادہ سعادت مند ہیں کیونکہ وہ اللہ پاک کی قید میں ہیں۔ اگر انہیں فقر کے حصار سے نکال دیا جائے تو تم ان میں سے تھوڑوں کو ذکر پر ثابت قدم پاؤ گے۔

﴿14587﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو تقدیر کی چابیوں کے بغیر روزگار کے دروازے کھولتا ہے وہ مخلوق کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

ہر ایک کو خود سے اچھا سمجھو:

﴿14588﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مخلوق کے بارے میں حُسنِ ظن رکھو اور اپنے بارے میں بُرا گمان رکھو تاکہ پہلے کے سبب سلامتی ہو اور دوسرے کی وجہ سے عمل میں زیادتی ہو۔

﴿14589﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا اِبنِ سَمّاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: (الٰہی!) میرے لئے تیرا یہی اجر کافی ہے کہ تیرے عذاب سے نجات ہو۔

﴿14590﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دنیا والے صرف باتوں کا مزہ لیتے ہیں جبکہ آخرت والے اصل حقیقتوں کی لذت اٹھاتے ہیں۔

آخرت والوں کے سات درجات:

﴿14591﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ آخرت کے طلب گار سات چیزوں کی جُستجُو میں ہوتے ہیں: توبہ، پھر زُہد، پھر رضا، پھر خوف، پھر شوق، پھر محبت اور پھر مَعرِفت۔ توبہ کے ذریعے گناہوں سے پاک ہوئے، زُہد کے ذریعے دنیا سے جان چھڑائی، رِضا کی وجہ سے انہیں بندگی کی چادر اوڑھائی گئی، خوف سے جہنّم کا پُل پار کیا، شوق کے سہارے جنّت کے حق دار بنے، محبّت کے ذریعے نعمتوں کی سمجھ لی اور معرفت کی بدولت بارگاہِ الٰہی تک جا پہنچے۔ یہ معرفت ساتویں سمندر میں ہے۔ **اللہ** والے دنیا و آخرت میں ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔

ربِّ کریم کا خزانہ:

﴿14592﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دُنیا ربِّ کریم کا خزانہ ہے، بھلا! ربِّ کریم اپنے خزانے میں سے کوئی چیز کیوں ناپسند فرمائے گا! جبکہ ہر چیز خواہ پتھر ہو، مٹی ہو یا درخت ہو **اللہ** پاک کی تسبیح کرتی ہے۔ ربِّ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (پ۱۵، بنی اسرائیل: ۴۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی (تعریف کرتی) ہوئی اس کی پاکی نہ بولے۔

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

اِئْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًاؕ قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآىٕعِیْنَ (پ۲۴،حٰمٓ السجدۃ:۱۱)

ترجمۂ کنز الایمان: دونوں حاضر ہو خوشی سے چاہے ناخوشی سے دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے۔

تو جو اطاعت سے حاضر ہوئی مسلمانوں کے دلوں میں وہ ناپسندیدہ نہیں ہونی چاہیے۔ یاد رکھو! گناہ اور مذمت دنیا کی نہیں ہے بلکہ آدمی گناہ کرتا اور لائقِ مذمت کام کرتا ہے۔ کاش! لوگوں کو اس بات کا احساس ہو۔

دنیا کیا ہے اور آخرت کیا ہے؟

﴿14593﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یاد رکھو! دل میں لالچ کے رہتے ہوئے آدمی کا نہ زُہد ٹھیک ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی عبادت یا نیکی کام آتی ہے۔ اگر تم خالص زُہد و عبادت تک رسائی چاہتے ہو تو بس اپنے دل سے یہ لالچ نکال پھینکو اور اللہ پاک رحمت فرمائے آخرت والوں میں سے ہو جاؤ۔ ایک دوسرے کی مدد کرو، صَبر سے کام لو اور اچھی خبریں سناؤ اِنْ شَآءَ اللہ کامیابی تمہارا مقدر ہوگی۔ یاد رکھو! دُنیا سے منہ موڑنا خود کو ذبح کرنا ہے کہ اس کے بعد سبھی کام نسبتاً آسان ہوں گے۔ اگر دُنیا سے منہ موڑ کر خود کو ذبح کر دوگے تو دراصل اپنی حیاتی کا سامان کروگے اور اگر دُنیا کو سینے سے لگا کر خود کو زندہ رکھوگے تو دراصل اپنی ہلاکت کا سامان کروگے لہٰذا اپنے دل سے دنیا کو نکال پھینکو؛ آرام نصیب ہوگا، دُنیا میں بھی سُکون سے رہو گے اور آخرت میں بھی چین میں ہوگے۔ دنیا میں بھی عزّت ملے گی آخرت میں بھی اونچا مرتبہ عطا ہوگا۔ دنیا کے بھی مزے آخرت کی بھی لذّتیں۔ کاش! تمہیں احساس ہوتا۔ خدا کی فرماں برداری میں نفس کو تکلیف دو اس سے پہلے کہ کسی خواہش کے نتیجے میں جسم کو عذاب اُٹھانا پڑے۔ یاد رکھو! قرآنِ کریم نے تمہیں جنّتی دعوت کا پیغام دیا ہے اور تمہیں اس دعوت میں بُلایا ہے، تیز ترین آدمی وہ ہے جو دنیا سے زیادہ منہ موڑے، جنّتی دعوت کی لذّت اُسے ہی زیادہ نصیب ہوگی جو اس دعوت کے لیے خود کو زیادہ بھوکا رکھے اور نفسانی خواہشات سے زیادہ بچتا ہو، بات یہ ہے کہ ہر نیک کام کرنے کے لیے ضرورت ہوتی ہے کہ نیکی کو دو مختلف جہتوں کے درمیان سے پوری کوشش کے ساتھ لایا جائے۔ میں اس بات کی وضاحت کرتا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے، آدمی کا معاملہ بڑا عجیب ہے، آدمی کو سب آسمان و زمین والوں سے ہٹ کر فرماں برداری کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا خوب دھیان رکھو، دنیاوی

معاملات بس ضرورت بھر ہی ہونے چاہئیں، اللہ پاک کی مدد مانگو کہ اللہ پاک زبردست مددگار ہے۔

دنیاوی زندگی کا مقصد:

یاد رکھو! تم دنیا میں اس لیے نہیں ٹھہرائے گئے کہ جہالت کے ساتھ دنیا کے مزے لُوٹو اور آخرت سے غافل رہو بلکہ اس لئے ٹھہرائے گئے ہو تاکہ دانش مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ربِّ کریم کی عبادت کرو، زمانے کو اللہ پاک تک رسائی کی سُواری سمجھتے ہوئے نیک اعمال کرو، تمہیں دنیا و آخرت میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے، دنیا میں بھی آسائشیں دِکھائی دیتی ہیں اور آخرت میں بھی آسائشیں ہیں لیکن ایک کی آسائشیں اپناؤ گے تو دوسری کی آسائشیں ہاتھ نہ آئیں گی، اب دھیان رہے! آسائشوں کا ٹھیک سے انتخاب کرلو جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بادشاہوں سے غلطی ہوئی، انہوں نے آسائش چاہیں مگر غلط طریقے سے۔ دنیا دل کے جتنے قریب ہو گی تم اتنے ہی بارگاہِ الٰہی سے دور ہو جاؤ گے اور جس قدر دُنیا تمہارے دِل سے دُور ہو گی تم اسی قدر بارگاہِ الٰہی سے قریب ہو جاؤ گے۔ جس طرح تم ایک وقت میں دو جگہ نہیں ہو سکتے اسی طرح تمہارا دِل بھی ایک وقت میں دو ٹھکانوں پر نہیں لگ سکتا۔

روزے کی اہمیت و فضیلت:

اگر تمہارے پاس دو دِل ہوں (جو کسی کے پاس نہیں) تو ٹھیک ہے ایک دل دنیا میں لگالو اور ایک آخرت میں اور اگر ایسا نہیں ہے بلکہ تمہارے پاس ایک ہی دِل ہے تو دونوں ٹھکانوں (دنیا و آخرت) میں سے اُسی ٹھکانے سے دِل لگاؤ جو زیادہ اور اعلیٰ نعمتوں والا، آسائشوں والا اور ہمیشہ رہنے والا ہو۔ یاد رکھو! نفس اور خواہشات کو جو چیز سب سے بڑھ کر زیر کرتی ہے وہ مسلسل روزے رکھنا ہے، روزہ عبادتوں کا بچھونا ہے، روزہ دنیا سے بے رغبتی کی چابی ہے، روزہ بھلائی کے پھلوں کا شگوفہ ہے، نیک اعمال والوں کے جسم بھلائی کے درختوں سے بھلائی کے پھل توڑتے رہتے اور کھاتے رہتے ہیں، روزے کا راستہ صدِّیقین کے مرتبے کو جاتا ہے، مرتبۂ صدِّیقین کے راستے میں اعمال کی کھیتی ہے، یہاں کی بوئی تب پھل دے گی اور تخم ریزی کی بہار تب لہلہائے گی جب تم دُنیا کو چھوڑ دوگے اور اگر دُنیا کو تھامے رہوگے تو کوئی پھل اور بہار نہ ملیں گے۔

ترکِ دُنیا کا مطلب:

ترکِ دُنیا کا یہ مطلب نہیں کہ گھر بار، اہل وعیال اور مال و مَتاع کو خیر باد کہہ دیا جائے؛ ترکِ دُنیا کا مطلب یہ ہے کہ تم **اللہ** پاک کی فرماں برداری والے کام کرو اور دُنیاوی چیزیں لیتے اور چھوڑتے وقت **اللہ** پاک کے ثواب واِنعام کو ہی فوقیت دو۔ ترکِ دُنیا کا دُرُست مطلب یہی ہے، جاہل اور جعلی صوفی جو ترکِ دُنیا کا مطلب بتاتے ہیں وہ ٹھیک نہیں۔ یاد رکھو! دُنیا کے مُعاملے میں تمہیں دو ہی صورتیں پیش آسکتی ہیں: (1)...اگر دُنیا تم سے پھیر لی گئی تو تم دنیا کے بوجھ سے بچا لیے گئے اور (2)...اگر دُنیا کو تمہاری طرف بھیج دیا گیا ہے تو اسے اپنے ربِّ کریم کی فرماں برداری میں لگا دو۔ اصل بات یہ ہے کہ دنیا کے معاملے میں اطاعتِ الٰہی بجالاؤ تو دنیا ٹھیک ہو جاتی ہے اور خدا کی نافرمانی کرو تو دُنیا بگڑ جاتی ہے، لہٰذا دُنیا کو بُرا بھلا کہنا چھوڑو، بس اپنے نفس اور اعمال کا دھیان رکھو کہ دنیا ٹھیک کرنے والے کام ہی کیے جائیں۔ جو دنیاوی معاملات میں ربِّ کریم کی فرماں برداری کرے وہ **اللہ** پاک کے یہاں قابلِ تعریف ہے، بندے پر بد دیانتی کا داغ اور اِلزام تبھی ہے جب وہ دُنیاوی مُعاملات میں **اللہ** پاک کی خیانت کرے۔ دنیا **اللہ** پاک کا مال ہے، لوگ ربِّ کریم کے بندے ہیں، خُدا کے یہ بندے خُدا کے مال میں دو طرح کے ہیں: (1)...بد دیانت اور (2)...امانت دار۔ بد دیانتوں کے ہاتھ میں مال آجائے تو ان کی بربادی کا سبب بنتا ہے لیکن مال کو کیا ملامت کریں؟ ہاں! بد دیانتوں نے مال سے جو برتاؤ کیا وہ ضرور لائقِ نفرت ہے۔ یہی مال جب امانت داروں کے ہاتھوں میں آتا ہے تو ان کی عزت اَفزائی اور خَلاصی کا سامان بنتا ہے۔ یہاں بھی مال کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ مال کی شکل میں یہ خُدا کی امانت تھی، انہوں نے امانت داری کا مظاہرہ کیا تو امانت داری نے **اللہ** پاک کے یہاں انہیں عزّت بخشی اور یوں امانت داروں کو مال سے فائدہ مِلا۔ مال کا قُصور نہیں، قصور تمہارا ہے، گناہ جسموں سے ہوتے ہیں لیکن جائدادوں اور دکانوں کے جسم نہیں ہوتے ہیں، جسم تمہارا ہے، اسی سے گناہ کرتے ہو، تم اپنے مال سے جو کرتوت کروگے وہ ربّ کے حضور مال کی نہیں تمہاری عزّت گھٹائے گا۔ مال سے جو عمل کروگے وہ قبر میں ساتھ جائے گا مال ساتھ نہیں دے گا۔ مال سے جو عمل کروگے قیامت کے دن وہ عمل تولا جائے گا مال کا وَزن نہیں ہوگا۔

مجھے راضی رہنے کی توفیق دے:

﴿14594﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں: اے وہ ربّ! جس نے میرے لیے نصیحت کے درخت بوئے، اپنی مُناجات کی نہریں میری طرف بہائیں، لوگوں کے مجمع کو میرے لیے عید کا دن بنایا، ان عیدوں میں میرے لیے تقویٰ و پرہیز گاری کے بازار قائم فرمائے۔ میں تیرے آسرے پر، تیری اُمید سے بھرا دل اور دُعاؤں سے تر زبان لیے تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، میرا دِل گناہوں پر آہیں بھر رہا ہے، میں نافرمانیوں پر ندامتیں لایا ہوں، تو مجھے عطا فرمائے تو میں دل و جان سے قبول کروں اور منع فرما دے تو بھی میں ناراض نہ ہوؤں، تُو مجھے چھوڑ دے تو میں تجھے پکاروں، مجھے بُلائے تو میں سر کے بل آؤں۔ الٰہی! میری چاہتیں پوری فرما دے اور اگر میری چاہتیں پوری نہ فرمائے تو مجھے اپنی چاہتوں پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرما۔

تین بھلائیاں اور تین بُرائیاں:

﴿14595﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: جو موت کو زیادہ یاد رکھے وہ اپنے وقت سے پہلے تو نہ مرے گا، ہاں! اُسے تین بھلائیاں ضرور نصیب ہوں گی: (1)... توبہ کی طرف جلدی، (2)... تھوڑی روزی پر قناعت اور (3)... عبادت میں چُستی۔ جو دُنیا کا لالچ رکھے گا وہ اس سے زیادہ تو نہیں کھا سکتا جتنا خدا نے اس کے نصیب میں لکھا، ہاں! اُس میں تین بُرائیاں آجائیں گی: (1)... تم ہمیشہ اُسے خدا کی عطا پر ناشکری کرتا دیکھو گے، (2)... جس قدر دنیا ملی اُس سے مسلمانوں کی مدد نہ کرے گا اور (3)... جو اللہ پاک نے عطا نہ کیا اُس کی جُستجُو میں یوں منہمک ہو جائے گا کہ نیکیوں سے محروم رہے گا۔

﴿14596﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: لوگوں کو برداشت کرنا آگ برداشت کرنے سے زیادہ سخت ہے۔

گناہ گار سے محبت اور نیکو کار سے نفرت:

﴿14597﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: دل سخیوں سے محبت ہی کرتے ہیں چاہے سخی گناہ گار ہی ہوں اور دل کنجوسوں سے نفرت کرتے ہیں اگرچہ کنجوس نیکو کار ہوں۔

﴿14598﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: رُوئے زمین پر ہر کسی کے دِل میں محتاجی اور لالچ ہوتی ہے، ایمان والے جنّت کی لالچ رکھتے اور ربِّ کریم کے محتاج ہوتے ہیں جبکہ نفاق والے دُنیا کی لالچ رکھتے اور لوگوں کے محتاج ہوتے ہیں۔

تین نصیحتیں:

﴿14599﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: ایک صاحبِ حکمت فرماتے ہیں کہ جس کی صُبْح تین باتوں کے احساس میں نہ ہو اُسے منزل کا سیدھا راستہ نہ ملا: (1)... جیسے **اللہ** پاک نے تمہاری آج کی روزی کسی اور کو نہ دِی یونہی تم بھی خُدا کے سوا کسی کے لیے عمل نہ کرنا۔ (2)... **اللہ** پاک نے جو تمہیں دیا اس میں کسی اور کو تمہارا حصّے دار نہ بنایا یونہی تم بھی **اللہ** پاک کے لیے جو عمل کرتے ہو اس میں کسی اور کو حصّے دار نہ بناؤ یعنی دِکھاوانہ کرو اور (3)... جس طرح **اللہ** پاک نے آج کے دن تمہیں آئندہ کل کا عمل کرنے کا حکم نہیں دیا یونہی تم بھی ناانصافی سے کام لیتے ہوئے آئندہ کل کی روزی نہ مانگو کہ نہ ملے تو شکوہ کرنے لگو۔

﴿14600﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: چیزوں کو رضائے الٰہی کے لیے دیکھو تو اس کا اپنا ہی مزہ ہوتا ہے۔

خدا سے محبت کا جھوٹا دعویدار:

﴿14601﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جھوٹا ہے جو خُدا سے محبت کے دعوے کرتا ہے لیکن خُدا پاک نے جو حدیں مقرر فرمائیں اُن حدوں کا خیال نہیں کرتا۔

﴿14602﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: آدمی لوگوں کے سامنے کسی مرتبے کی ڈینگیں مارتا ہے تو اس مرتبے سے گر جاتا ہے۔

زاہدین اور عارِفین کا عمل:

﴿14603﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: زاہدین سچائی سے عمل کرتے ہیں تو ان کی زبانیں لوگوں کے سامنے قوّت سے بولنے لگتی ہیں اور عارِفین سب کچھ خُدا کو سونپ کر عمل کرتے ہیں تو حیران و ششدر رہ جاتے اور زبانیں لوگوں کے سامنے کچھ کہہ نہیں پاتیں۔

﴿14604﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بعض اوقات زاہد کو دُنیا دے دی جاتی ہے تاکہ جب لوگ کمزور ہوں تو وہ ان کے ساتھ مہربانی کرے۔

﴿14605﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو بارگاہِ الٰہی میں اپنا دل لگائے رکھے اُسے سکون رہتا ہے اور جو اپنے دِل کو لوگوں کے بیچ چھوڑ دے وہ بے چین رہتا ہے۔

تائبین، زاہدین اور صِدِّیقین کی بھوک:

﴿14606﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک نے دُنیا کو آزمائشوں پر اور جنّت کو تقوٰی وپرہیزگاری پر تقسیم فرمایا ہے۔ توبہ والوں کی بھوک آزمائش، زاہدوں کی بھوک تدبیر اور صِدِّیقین کی بھوک عزت افزائی ہے۔ بھوک وہ کھانا ہے جس سے **اللہ** پاک صِدِّیقین کو سیر فرما دیتا ہے، جب بھوک سے پیٹ بھر جاتا ہے تو دانائی کو تقویت ملتی ہے۔ بھوک کی انتہائی قابل عزت حالت وہ ہے کہ دشمن بھی دیکھ کر تم پر ترس کھانے لگے، بھرے پیٹ کی بدترین کیفیت وہ ہے کہ دوست دیکھے تو اُسے بھی تم سے اکتاہٹ ہو۔ غم بندے کو کھانے نہیں دیتا اور خوفِ خُدا گناہ نہیں کرنے دیتا، رب سے وابستہ امیدیں فرائض کی ادائیگی پر طاقت دیتی ہیں، موت کی یاد دُنیاوی چیزوں سے بے توجہ کر دیتی ہے، جو دن کا وقت باقی بچ جائے اس کا مصرف مسلمان بھائیوں سے ملاقات ہے، یہ سب معاملات تبھی ٹھیک رہیں گے جب نیّت ٹھیک ہو۔

سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے تین تین نصیحتوں پر مشتمل سنہری اَقوال

خوفِ خُدا، پرہیزگاری اور مَعْرِفَت:

﴿14607﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ دِل میں تین باتوں سے **خوفِ خُدا** پیدا ہوتا ہے: (1)... عبرت لیتے ہوئے غور وفکر کرنا (2)... فکر مند رہتے ہوئے جنّت کا شوق رکھنا اور (3)... ڈرتے ہوئے جہنّم کو یاد رکھنا۔ **پرہیزگاری** تین باتوں سے پیدا ہوتی ہے: (1)... خودداری (2)... دُرست اعتقادی اور (3)... موت کی توقُّع۔ تین باتوں سے **مَعْرِفَت** کامل ہوجاتی ہے: (1)... اچھی طرح لینا (2)... علم کی پیروی کرنا اور

(3)...خیر خواہی کرنا۔

﴿14608﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ جسے تین چیزیں نہ ملیں اُسے عاجزی کی دولت نہ ملی:(1)...اس بات کا احساس ہو کہ مجھے کس چیز سے پیدا کیا گیا، میں نے کہاں لوٹنا ہے اور میں پیٹ میں کیا ڈال رہا ہوں؟(2)...عاجزی والا وہ ہے جو خود کو زمین پر سب سے زیادہ گنہگار سمجھے اور (3)... مسکینوں کی دوستی کو ترجیح دے۔

دوست کسے بنایا جائے؟

﴿14609﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اُسے ہی دوست بناؤ جس میں تین عادتیں ہوں:(1)...گناہوں کے پھندوں سے تمہیں ہوشیار کرے(2)...بُرائیوں کے گند خانوں کی پہچان کرائے اور (3)... تمہیں بارگاہِ الٰہی کے راستے پر چلائے۔

اُخروی عزت اور آخرت کا حصول:

﴿14610﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اُخروی عزّت تین چیزوں سے ملتی ہے:(1)... سختیاں جھیلنا،(2)... نفس کو نیچا دِکھانا اور (3)...جان پہچان کو ناپسند کرنا۔ جان پہچان ناپسند کرنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں میں اپنی شہرت ہونا پسند نہ کرے، لوگوں کی چاہت نہ رکھے، اکیلا ہو یا لوگوں کے ساتھ ہو بہر حال یادِ الٰہی سے ہی دِل بہلائے۔

﴿14611﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ آخرت تین چیزوں سے ہاتھ آتی ہے:(1)... فرماں برداری،(2)...اچھا سُلوک اور (3)...نافرمانی۔ یعنی **اللہ** پاک کی فرماں برداری کرے، ماں باپ سے اچھا سُلوک کرے اور شیطان کی نہ مانے۔

دین کا شہسوار:

﴿14612﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ دین کا شَہْسوار وہ ہے جس میں تین خوبیاں ہوں:(1)...زبان کا دھیان رکھے،(2)...اس کی لگام تھامے اور (3)... سچی بات کرے۔ زبان کا دھیان یہ

ہے کہ فائدے کی بات ہی کہے۔ لگام تھامنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اعمال کی دوڑ میں ہے لہٰذا عمل **اللہ** پاک کے لیے ہو تو باگیں ڈھیلی چھوڑ دے اور **اللہ** پاک کے سوا کسی کے لیے ہو تو لگام کھینچ لے۔ سچی بات کرنا یہ ہے کہ جب کوئی علم عطا ہو تو اس پر عمل بھی کرے۔ تین چیزیں خوش نصیبی سے ہیں: (1)...روتی آنکھ (2)...جھکی گردن اور (3)...دھیان دیتے کان۔

عبادت کی مٹھاس اور سب سے زیادہ قابل رشک:

عبادت کی مٹھاس اُسی کو عطا ہوگی جس میں تین باتیں ہوں: (1)...ننگے پاؤں رہنے کو فوقیت دے، (2)...بے مَنْصَبی کا لُطف محسوس کرے اور (3)...نَقْلِ مکانی کی راہ دیکھے۔ ننگے پاؤں رہنا غریبی، بے منصبی تنہائی اور نَقْلِ مکانی قبر کی رُخصتی ہے۔ سب سے زیادہ قابلِ رشک وہ ہے جو آخرت کے راستے پر چلے، اَنجام کے مُعاملات ٹھیک رکھے اور گردن چھڑائی کے لیے ہاتھ پاؤں مارے۔

خوشی اور درست راستہ:

﴿14613﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ مجھے تین باتوں میں ہی خوشی ملی: (1)...یادِ خُدا سے لطف اندوزی (2)...خُدا کے بندوں سے نااُمیدی اور (3)...خُدا کے وعدے یعنی روزی پر اطمینان۔

﴿14614﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ جو تین کام کرلے وہ درست راستے پر ہے: (1)...دُنیا کے چلے جانے سے پہلے خود ہی دُنیا کو چھوڑ دے، (2)...قبر میں جانے سے پہلے قبر کو دُرست کرلے اور (3)...خُدا کی بارگاہ میں پیشی سے پہلے خُدا کو راضی کرلے۔

حیرت، خوشی اور غم:

﴿14615﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے تین باتوں پر حیرت، تین باتوں کی خوشی اور تین باتوں کا غم ہے۔ **حیرت کی باتیں:** (1)...حیرت ہے کہ عالم فتنے میں پڑ جائے، (2)...آدمی کو جو ملا اگلوں کی وراثت میں ملا اور پچھلوں کے لیے وراثت میں چھوڑ جائے گا لیکن حساب اِسے دینا پڑے گا حیرت ہے کہ پھر بھی آدمی خوش ہوتا ہے اور (3)...اس پر حیرت ہے جو موت کی چراگاہوں میں خواہشوں پر منہ مارتا ہے۔

خوشی کی باتیں: (1)...**اللہ** پاک نے ابلیس لعین کے مقابلے میں حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کو مدد عطا فرمائی حالانکہ آپ انسان ہیں جبکہ ابلیس لعین فرشتوں کے ساتھ رہتا تھا، (2)...**اللہ** پاک نے ہمیں امتِ محمدیہ میں شامل فرمایا اور (3)...سب سے بڑی خوشی یہ ہے کہ **اللہ** پاک نے اپنی پہچان عطا فرمائی۔ **غم کی باتیں:** (1)...میں نے جو گناہ کیے، (2)...جو دِن برباد کیے اور (3)...سب سے خطرے والی بات بارگاہِ الٰہی کی پیشی ہے، میں نہیں جانتا کہ خدا کے یہاں سے میرے لیے کیا حکم صادِر ہو گا؟! یہ بہت کٹھن وقت ہو گا، جس کا حساب لیا جا رہا ہو گا وہ انتظار کی سولی پر لٹکا ہو گا کہ میں نے غفلت و بے کاری میں جو دِن برباد کیے ان پر کیا مہر لگائی جاتی ہے؟!

وہ راہیانِ طریقت میں سے نہیں:

﴿14616﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو عوام کے سامنے چاندی جیسا اُجلا نہ ہو، مریدوں کے ساتھ سونے جیسا اعلیٰ نہ ہو اور قُربِ خُدا والے عارِفوں کے ساتھ موتی، یاقوت جیسا شفاف نہ ہو وہ حکمتِ الٰہی والے راہیانِ طریقت میں سے نہیں۔

﴿14617﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حسین ترین چیز وہ خوش کلامی ہے جو کسی خوش شکل کی خوش ادا زبان سے سُنی جائے اور حسین ترین چیز وہ پُر معنٰی کلام کے موتی ہیں جنہوں نے حقیقتوں کے گہرے سمندر سے نکل کر کسی ہم دَم کی زبانی اپنا جلوہ دِکھایا۔

درہم و دینار اور موتی و یاقوت:

﴿14618﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں مال ہیں: (1)...چاندی کے درہم، (2)...سونے کے دینار اور (3)...موتی و یاقوت۔ میری نصیحت کی باتیں چاندی کے سکّے، صفاتِ الٰہی کی باتیں سونے کی اشرفیاں اور **اللہ** پاک کی مَعرِفت اور فضل وکَرَم کی باتیں موتی اور یاقوت ہیں۔

مصنفِ کتاب حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابُونُعَیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرامین کثیر وطویل ہیں، ہم مذکورہ بالا ارشادات پر ہی بس کرتے ہیں۔

سَیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی مرویات

﴿14619-20﴾... حضرت سَیِّدُنا عُمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ عَنۡہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ارشاد فرماتے ہیں: اگر **اللہ** پر جیسا چاہیے ویسا توکل کرو تو تم کو ایسے روزی دے جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے جاتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ واپس آتے ہیں۔[1]

بروزِ قیامت امیر وغریب کی تمنا:

﴿14621-22﴾... حضرت سَیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنۡہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ہر امیر وغریب تمنا کرے گا کہ کاش! مجھے دُنیا میں سے خوراک بھر ہی دیا جاتا۔[2]

ایمان کا نچوڑ:

﴿14623-24﴾... حضرت سَیِّدُنا سعید بن جُبَیر رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک پر بھروسا ایمان کا نچوڑ ہے۔

﴿14625﴾... حضرت سَیِّدُنا مکحول شامی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ سے روایت ہے کہ حُضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ 40 دن تک اِخلاص کے ساتھ **اللہ** پاک کی عبادت کرے تو اُس کے دِل سے حکمت کے چشمے (پھوٹیں اور) زبان پر جاری ہوں۔[3]

حضرت سَیِّدُنا سعید بن عباس رازی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ

مشرقی بُزرگوں میں ایک ہستی حضرت سَیِّدُنا ابو عثمان سعید بن عباس رازی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی بھی ہے۔ انہیں رسائی کا یقین تھا، اُصول کی بات کرتے تھے، بے کار چیزوں میں نہ پڑتے تھے، ان کی باتیں سُکون دیتی تھیں، ان کی گفتگو کفایت کرتی تھی، خیالی باتوں کو ٹھکرا دیا تھا، خُدا کی نعمتیں یاد رکھتے، آپ نے اندر کی پاکیزگی پر توجہ دی اور ضمانت والے ربِّ کریم کے لُطف وکَرَم میں آ گئے۔

1... ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب التوکل والیقین، ۴/ ۴۵۲، حدیث: ۴۱۶۴

2... ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب القناعۃ، ۴/ ۴۴۲، حدیث: ۴۱۴۰

3... عیون الاخبار لابن قتیبۃ الدینوری، کتاب العلم والبیان، العلم، ۲/ ۱۳۵

دنیا سے بے رغبتی کا درس:

﴿14626﴾... حضرت سیِّدُنا محمود بن فَرَج رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا سعید بن عباس رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بھائی! میں تمہیں انسانی وجناتی شیطانوں سے ہوشیار رہنے کی تنبیہ کرتا ہوں جیسے رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا ابو ذر غفاری رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو تنبیہ فرمائی۔ یاد رکھو! شیطانوں کا سَرغَنہ اِبلیس ہے، کون تمہیں بربادی کی طرف بُلاتا ہے اور کون نجات کی طرف اس کی پہچان رکھو اور ربِّ کریم سے مدد مانگو، دُنیا کی محبت ہی سب بُرائیوں کی جڑ ہے، کیا تم نے ایسے آدمی کی حالت دیکھی ہے جو دُنیا سے بے رغبتی اور بے توجہی برتنے اور تھوڑی دُنیا پر قناعت کرنے میں **اللہ** پاک کی نافرمانی کرتا ہے؟ دُنیا سے، دُنیا والوں سے اور دُنیا کی طرف بُلانے والوں سے ہوشیار رہو کہ جو دُنیا سے محبّت کرتا ہے وہ زبان سے تو کہتا ہے کہ میں اپنے ربّ کی عبادت کرتا ہوں لیکن اس کا انداز کچھ اور ہی داستان سُنا رہا ہوتا ہے، اس کا دل وارادہ، صبح وشام کو آنا جانا، اس کی فرماں برداریاں، ناراضیاں اور رضا مندیاں بتاتی ہیں کہ یہ دراصل دُنیا کا اور اپنی خواہشوں کا بندہ ہے۔ یاد رکھو! جو علم والے ہیں اُن کے کاندھوں پر رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی امانت کا بوجھ ہے، یہ لوگ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے وارث ہیں، کیا تم نہیں جانتے کہ حضور نبیِّ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے مبارک زمانے میں لوگوں کو بے کار دُنیا سے بے رغبتی اور بے توجہی برتنے کا ارشاد فرمایا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت کے لوگ حرام دُنیا سے جتنا بچتے تھے اس سے کہیں بڑھ کر عُلَما حلال دُنیا سے بھی دامن بچاتے اور ڈرتے تھے کیوں کہ دنیا کو اپنانے والا دُنیا سے بچ نہیں پاتا، دُنیا سے محبت کرنے والا دُنیا کی بُرائیوں سے محفوظ اور دُنیا کی دھوکے بازیوں سے بے خوف نہیں رہ سکتا ہے، دُنیا والوں کو موت سے پہلے ہلاک کرنے والی چیز کا نام دُنیا ہے، یاد رکھو! جو عالم خوفِ خدا رکھتا ہو گا وہ **اللہ** پاک کے نُورِ حق کے سہارے خواہشِ دُنیا والے باطل کو مٹا دے گا لیکن جو عالم دھوکے میں پڑا ہو گا وہ باطل کے اندھیرے سے مغلوب ہو کر چراغِ حق بجھا بیٹھے گا، یاد رکھو! **اللہ** پاک کسی غریب کو امیر کرنا چاہے، کسی امیر کو غریب کرنا چاہے، کسی بے حیثیت کو اونچا مرتبہ عطا فرمانا چاہے یا کسی اونچے مرتبے والے کو بے حیثیت بنانا چاہے تو ربِّ قدیر جو چاہے کرتا ہے لہٰذا خدائی فیصلے میں اُس قادرِ مُطلَق پر غالب آنے کی بے جا کوشش مت کرنا اور کسی بھی معاملے میں اِطاعتِ الٰہی کے بغیر کوئی جستجو نہ

کرنا کہ جو لوگ اِطاعتِ خُداوندی کے بغیر کوئی جستجو کرتے ہیں اُنہیں اپنے راستے میں آنے والی مصیبتوں اور ہاتھ نہ آنے والی چاہتوں کی شکل میں کھلی ہار نصیب ہوتی ہے۔ دھیان رکھو کہ تم پیشوا ہو تو کیسے پیشوا ہو کہ کبھی پوری قوم ایک امام و پیشوا کے باعث نجات پالیتی ہے اور کبھی ایک امام و پیشوا کے پیچھے پوری قوم تباہ ہو جاتی ہے۔

امام و پیشوا دو طرح کے ہیں:

﴿1﴾... **پیشوائے ہدایت:** چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا (پ۲۱، السجدۃ:۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے اُن میں سے کچھ امام بنائے کہ ہمارے حکم سے بتاتے جب کہ اُنہوں نے صبر کیا۔

صَبَرُ کیا یعنی دُنیاوی تکلیفوں پر صبر کیا۔ یہ لوگ تبھی امام و پیشوا بنے جب انہوں نے دُنیاوی مشقتوں پر صبر کیا، امامِ ہدایت باطل والوں کے حق میں دلیل نہیں بن سکتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ ”ہمارے حکم سے بتاتے“ نہ یہ کہ اپنے حکم سے یا لوگوں کے حکم سے بتاتے۔ نیز ارشاد ہوتا ہے:

وَاَوْحَیْنَاۤ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ۝ (پ۱۷، الانبیآء:۷۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے اُنھیں وحی بھیجی اچھے کام کرنے اور نماز برپا (قائم) رکھنے اور زکوۃ دینے کی اور وہ ہماری بندگی کرتے تھے۔

تو یہ امامِ ہدایت تھے، امامِ ہدایت اور اُن کی پیروی کرنے والے ثواب میں شریک ہیں۔

﴿2﴾... **دوزخیوں کے پیشوا** جن کے بارے میں فرمایا گیا:

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ (پ۲۰، القصص:۴۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انھیں ہم نے دوزخیوں کا پیشوا بنایا کہ آگ کی طرف بلاتے ہیں۔

آگ کی طرف بُلانے والے وہی ہیں جو گناہوں کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ پیشواؤں کی باتیں کچھ ان لوگوں کا بیان ہے جو تم سے پہلے ہو گزرے اور یہ ڈر والوں کے لئے نصیحت ہے۔ یاد رکھو! آخرت کا دروازہ کُھلا ہے، اس دروازے میں چلے آؤ! رحمتِ الٰہی تک جا پہنچو گے، تمہیں تو اللہ پاک کی حفاظت و پناہ میں، پردہ ستاری میں، اجر و ثواب میں، رزق و عطا میں اور کفایتِ ربانی کے دامن میں ہونا چاہیے کہ اللہ پاک وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

یاد رکھو! بندوں کا ربِّ کریم سے جو تعلق ہے وہ ربِّ کریم کی فرماں برداری سے ہی ہے، خُدا کی فرماں برداری کرنا بندوں کے لیے بارگاہِ الٰہی تک رسائی کا وسیلہ ہے، **اللہ** پاک نے جس فرماں برداری کو اپنی بارگاہ تک رسائی کا وسیلہ وراستہ قرار دیا ہے اس فرماں برداری سے منہ موڑ کر کسی اور چیز کو وسیلہ نہ بناؤ کہ جزا دینے والا ربِّ قدیر اپنے بندوں کو اُن کے دُنیاوی جاہ ومنصب کا صِلہ نہ دے گا بلکہ اُن کے اعمال کی جزا دے گا۔ یاد رکھو! تمہارے بعد رہ جانے والوں کی ذمے داری تمہارے سر نہیں رکھی گئی لہٰذا یہ ذمے داری اپنے سر اوڑھ کر اپنی بربادی کا سامان مت کرو۔ یاد رکھو! تم سے پہلے والوں نے بھی اپنے بال بچوں کے لیے بہت مال ودولت جمع کیا لیکن نہ یہ دولت بچی نہ وہ بال بچے رہے۔ یاد رکھو! دُنیا میں، دُنیاوی پہناووں، آسائشوں اور لذّتوں میں بہت دل لگتا ہے لیکن خُدا کی قسم! اگر دُنیا کی لذّتیں اور مزے اٹھاتے ہوئے آخرت کی نعمتیں چاہو گے تو نہ لے سکو گے لہٰذا دُنیا سے منہ موڑو تمہیں یقین کی روشنی دِکھائی دے گی، ترکِ دُنیا کی فضیلت وخوشی نظر آئے گی، دُنیا کو حقارت سے دیکھو کہ دُنیا ہے ہی کمتر وفانی، دُنیا سے بہت تھوڑا لیتے ہوئے دُنیا کی تحقیر کرو اور دُنیا سے اُمیدیں گھٹاتے ہوئے ترکِ دُنیا کی مٹھاس محسوس کرو، تم سے پہلے وہ قصے گزرے ہیں جن میں تمہارے لیے درسِ عبرت ونصیحت ہے، غور کرو کہ جس قوم نے بھی **اللہ** پاک کی نافرمانی کی وہ جلد یا بدیر عذاب میں گرفتار ہوئی سوائے اُس قوم کے جسے **اللہ** پاک توبہ کی توفیق عطا فرما کے بچا لے۔ عالِم باعمل بنو کہ کچھ لوگوں کے پاس علم تو تھا لیکن وہ عمل نہیں کرتے تھے نتیجہ یہی ہوا کہ ان کا عمل اُن کے خلاف حجّت بنا۔ علم وعمل دو ایسے ساتھی ہیں کہ جب تک اکٹھے نہ ہو جائیں کام نہیں آتے۔ کم مائیگی اپنا لو اور غریبوں کی کیاری میں گھومو تمہیں دل کا سکون ملے گا، کیا تم نہیں جانتے کہ جہنّم کو خواہشوں سے اور جنّت کو آزمائشوں سے ڈھانپ دیا گیا ہے، وہی انتخاب کرو جو پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انتخاب فرمایا، اُسی کی دعوت پھیلاؤ جس کی دعوت سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دی، تم **اللہ** پاک کے ولی بن جاؤ گے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے امین قرار پاؤ گے اور پرہیزگاروں کے پیشوا بن جاؤ گے۔

عقل مند اور بے وقوف کی پہچان:

یاد رکھو! بندۂ مومن وہ نہیں جو راحت وخوشی میں ہی شکر کرے اور جب کوئی آزمائش آجائے تو دین کو

بھلا بیٹھے، جسے ناپسندیدہ آزمائشوں میں بھلائی نہ ملی اُسے پسندیدہ آسائشوں میں کیا بھلائی ملے گی؟! جو بندۂ مومن ثواب کی اُمید، اچھا گمان اور سچا بھروسا رکھتے ہوئے اور صبر والوں کے لیے ثواب کا جو وعدۂ الٰہی ہے اُس وعدے پر ایمان رکھتے ہوئے آزمائش پر صبر کرتا ہے اُس کے لیے **اللہ** پاک نے آزمائش میں بھلائی رکھی ہے۔ لوگوں کو وہی دعوت دیتے ہوئے بارگاہِ الٰہی کی طرف لاؤ جو دعوت حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دی۔ عاجزی کے راستے سے بلندی پر جاؤ، دین کی عزت حاصل کرو، طریقہ یہ ہے کہ آخرت کی خاطر دُنیا کو چھوڑ دو تمہیں دنیا و آخرت کی عزتیں عطا ہوں گی، بندے کا ایمان تبھی کامل ترین ہوتا ہے جب وہ آخرت کو دُنیا پر فوقیت دیتا ہے، اپنا رُخ دُنیا سے پھیرتے ہوئے حقیقتِ ایمان کا رُخ کرو اور اپنے آپ کو طلبِ آخرت میں لگا دو کہ عقل مند وہی ہے جو اپنے نفس کو نیچا دکھائے اور آخرت کے لیے عمل کرے جبکہ بے وقوف ہے جو (اپنے نفس کو خواہشوں کے پیچھے لگا دے اور) **اللہ** پاک پر آرزوئیں رکھے۔

مومن اور منافق کی ایک پہچان:

﴿14627﴾... حضرت سیِّدُنا سعید بن عباس رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا حاتم اَصم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بندۂ مومن دوسرے کا عُذر ڈھونڈتا جبکہ منافق دوسرے کا عیب ہی ڈھونڈتا ہے۔

سیدنا سعید بن عبّاس رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مَرویات

﴿14628﴾... حضرت سیِّدُنا زُبَیر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا بیان ہے کہ میں رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس سے گزر رہا تھا، آپ نے میرا عمامہ پکڑا، میں پوری طرح آپ کی طرف متوجہ ہو گیا تو ارشاد فرمایا: زُبیر! رِزق کا دروازہ عَرش سے لے کر زمین کی گہرائی میں تہ تک کُھلا ہوا ہے **اللہ** پاک ہر بندے کو اس کے حوصلے اور حاجت کے مطابق رزق عطا فرماتا ہے۔[1]

بروزِ قیامت دنیا کی خواہش:

﴿14629﴾... حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: دُنیا کو قیامت کے دن صورت میں لایا جائے گا، وہ کہے گی: اے میرے ربّ! مجھے سب سے کم

---

[1]... الکامل لابن عدی، ۵/ ۳۰۵، رقم: ۱۰۰۰: عبد اللہ بن محمد بن یحیی بن عروۃ، بدون: وھمتہ

مرتبے والے جنّتی کے ہی حوالے کر دے۔ **اللہ** پاک ارشاد فرمائے گا: تو اِس سے کہیں زیادہ بدبودار ہے، تُو اور تیرے لوگ جہنّم میں جائیں گے۔[1]

﴿14630﴾... حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں: رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے باہمی فخر والوں کی دعوت کھانے سے منع فرمایا۔[2]

حضرت سیِّدُنا حارِث مُحَاسِبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

مشرقی بزرگوں میں ایک ہستی صاحبِ مشاہدہ و مراقبہ اور ہم دَم و ہم نشین حضرت سیِّدُنا ابُوعبدُ اللہ حارث بن اَسد محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بھی ہے۔ آپ حق کے جلووں کا مُشاہدہ و مُراقبہ کرتے تھے، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سُنّتوں پر ہم دَم و ہم نشین تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی کتابیں لکھی ہوئی موجود ہیں، آپ کے اَقوال مُرتّب و مشہور ہیں، آپ کے واقعات دُرُستی سے بیان ہوتے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ضروری عُلُوم پر گہری نظر اور دسترس رکھتے اور فُضولیات سے کنارہ کش و بے تعلق تھے۔ گمراہ مخالفوں کا رَد کرتے اور قریب پھٹکنے نہ دیتے تھے، ارادت مندوں اور توبہ والوں کو سر آنکھوں پر بٹھاتے اور نصیحت فرماتے تھے۔

عقل مندوں کا طریقہ:

کہتے ہیں: عقل مندوں کا طریقہ ہے کہ ضروری چیزوں کو تھام لیتے، غیر افضل چیزیں چھوڑ دیتے اور وہ راستہ چُنتے ہیں جس کا انتخاب پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا۔

﴿14631﴾... حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہمارے گھر آتے اور مجھ سے فرماتے: چلو جنگل کی طرف چلتے ہیں۔ میں عرض کرتا: آپ مجھے خلوت اور گوشہ عافیت سے راستوں، آفتوں اور دل لُبھانے والے نظارے دیکھنے کی طرف بُلاتے ہیں؟ آپ فرماتے: میرے ساتھ چلو اور بے فکر رہو۔ چنانچہ میں آپ کے ساتھ چلا جاتا، یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ہمارے راستے سے سب

1 ...مسند الفردوس، ۵/۴۹۸، حدیث: ۸۸۷۷

2 ...ابو داود، کتاب الاطعمة، باب فی طعام المتباریین، ۳/۴۸۳، حدیث: ۳۷۵۴
الضعفاء للعقیلی، باب السین، ۲/۴۸۸، رقم: ۶۰۳: سلیمان بن الحجاج الطائفی

نامناسب مُعاملات ہٹادیے گئے ہیں ہمیں کسی ناپسندیدہ چیز کا منہ نہیں دیکھنا پڑتا تھا۔ پھر ہم جنگل میں اپنے بیٹھنے کی جگہ پہنچ جاتے تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے: سُوال پوچھو۔ میں کہتا: میرے ذہن میں کوئی سوال نہیں ہے۔ فرماتے: جو دل میں آئے پوچھ لو۔ یہ کہنا ہوتا اور میرے ذہن میں سُوالات کا انبار لگ جاتا تھا۔ میں سبھی سوالات پیش کرتا، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فوری جوابات عطا فرماتے، پھر آپ گھر تشریف لے جاتے اور اُن سوالات وجوابات کی کتابیں تیار فرمالیتے تھے۔

﴿14632﴾... حضرت سَیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں اکثر حضرت سَیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہتا تھا: میری تنہائی میری مانوسی ہے اور آپ راستوں اور لوگوں کو دیکھنے پر مجبور کر کے مجھے وَحشت زدہ کردیتے ہیں۔ حضرت سَیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میرے سامنے کتنی بار "میری مانوسی اور میری وحشت" جیسی باتیں کروگے؟ سُنو! اگر دُنیا کے آدھے لوگ میرے پاس اکٹھے ہوجائیں تو بھی مجھے کسی سے مانوسی نہ ہو، کسی سے میرا دل نہ لگے اور اگر دُنیا کے باقی سبھی لوگ مجھ سے کوسوں دُور چلے جائیں تو بھی مجھے ذرا وحشت نہ ہو۔

آپ کے اور رب کریم کے مابین ایک نشانی:

﴿14633﴾... حضرت سَیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ حضرت سَیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اکثر مالی تنگ دستی میں رہتے تھے۔ ایک دن میں اپنے گھر کے باہر بیٹھا تھا، آپ وہاں سے گُزرے تو میں نے آپ کے چہرے پر شدید بھوک کے آثار دیکھے۔ میں نے کہا: چچا جان! اچھا ہوتا اگر آپ ہمارے گھر تشریف لاتے اور کچھ تناوُل فرماتے۔ فرمایا: ایسا ہے؟ میں نے عَرْض کی: جی ہاں، مجھے بہت خوشی ہوگی۔ چنانچہ آپ میرے ساتھ گھر آگئے۔ میں اپنے چچا کے گھر گیا، اُن کا گھر ہمارے گھر سے کہیں بڑا تھا اور وہاں ہمیشہ بہترین کھانے تیار ہوتے تھے جو اتنی جلدی ہمارے یہاں تیار نہیں ہوسکتے تھے۔ میں چچا کے گھر سے کئی قسم کے کھانے لے آیا اور حضرت سَیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے سامنے پیش کیے۔ آپ نے ہاتھ بڑھا کر ایک لقمہ لیا، منہ میں رکھا، میں نے دیکھا لقمہ منہ میں پھراتے رہے لیکن حلق سے نیچے نہ اُتارا، پھر اٹھے اور باہر تشریف لے گئے، مجھ سے کوئی بات نہ ہوئی۔ اگلے روز ملاقات ہوئی تو میں نے شکوہ کیا: چچا جان! آپ نے میرا دل خوش کیا لیکن پھر دل

بجھا گئے۔ فرمایا: برخوردار! بھوک تو واقعی لگی ہوئی تھی، میں نے بہت کوشش کی کہ تمہارے پیش کیے گئے کھانے میں سے کچھ کھالوں لیکن بات یہ ہے کہ میرے ربِّ کریم کے اور میرے درمیان یہ نشانی طے ہے کہ کوئی کھانا اللہ پاک کو پسند نہیں ہوگا تو مجھے ایک بُو محسوس ہونے لگے گی اور دِل اُس کھانے کو قبول نہیں کرے گا۔ چنانچہ میں وہ لقمہ تمہاری دہلیز پر رکھ کر چلا گیا تھا۔

باپ کے ترکے سے کچھ نہ لینا:

﴿14634﴾... حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا باپ مرا تو اس نے اپنے پیچھے بہت مال چھوڑا تھا، حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو ایک ایک پیسے کی ضرورت تھی لیکن آپ نے باپ کے ترکے میں سے ایک ذرّہ بھی نہیں لیا اور فرمایا: دو الگ الگ دین والوں کو ایک دوسرے کی وِراثت سے کچھ نہیں ملتا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا باپ واقفی تھا۔[1]

﴿14635﴾... حضرت سیِّدُنا ابو علی بن خَیْران فقیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں نے محلّہ "بابُ الطّاق" میں حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو بیچ راستے میں اپنے باپ کو پکڑے ہوئے دیکھا اور وہ فرما رہے تھے: میری ماں کو طلاق دے کہ تیرا دین اور ہے اُن کا دین اور۔

ایک حدیث شریف کی شرح:

﴿14636﴾... حضرت سیِّدُنا اسحاق بن امام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے پوچھا: اس فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا کیا مطلب ہے؟ کہ "بہترین رزق وہ ہے جو بقدرِ کفایت ہو۔"[2] فرمایا: ایک دن میں ایک ہی دن کی خوراک ہو، کل کا خیال دل سے نکال دو۔

تین چیزیں کھو گئیں:

﴿14637﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ہم سے تین چیزیں کھو گئیں، اب لگتا نہیں

---

[1] ...یعنی قرآنِ پاک کے مخلوق ہونے نہ ہونے میں توقف کرتا تھا۔ (تاریخ الاسلام للذھبی، ۵/۱۰۳) امام تاج الدین سُبکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: وہ رافضی تھا۔ (الطبقات الشافعیۃ الکبریٰ، ۲/۲۷۷)

[2] ...مسند احمد، مسند سعد بن ابی وقاص، ۱/۳۶۳، حدیث: ۱۴۷۷

کہ مرتے دَم تک دوبارہ نصیب ہوں: (1)۔۔پاک باز حُسن (2)۔۔دیانت دار خوش کلامی اور (3)۔۔امانت دار دوستی۔

﴿14638﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: علم سے (**اللہ** پاک کا) خوف آتا ہے، دُنیا سے بے رغبتی سکون دیتی ہے اور مَعْرِفَتِ الٰہی سے بارگاہِ الٰہی کی طرف توبہ ورُجُوع کی توفیق ملتی ہے۔

باطن ٹھیک رکھو ظاہر بھی سنور جائے گا:

﴿14639﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو اِخلاص اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے باطن ٹھیک رکھے **اللہ** پاک اس کے ظاہر کو سُنّت کی پیروی اور مجاہدے سے سجادیتا ہے جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ترجمۂ کنزالایمان: اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

(پ۲۱، العنکبوت: ۶۹)

﴿14640﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بندے کے لیے روا نہیں کہ پرہیز گاری کی تلاش میں نکلے اور فرض وواجب پورے نہ کرے۔

﴿14641﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب تم خُدا کے بُلاوے (اَذان) کو ہی نہیں سُنو گے تو بارگاہِ الٰہی کے مُنادی کو کیسے لَبَّیْکَ کہو گے؟! جو خُدا کے سوا کسی چیز پر تکیہ کرلے اس نے **اللہ** پاک کی عظمت نہ پہچانی۔

ظالم، مظلوم، قانع اور لالچی:

﴿14642﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **ظالم** کے لیے ندامت ہے چاہے لوگ تعریفوں کے پُل باندھیں، **مظلوم** کے لیے سلامتی ہے چاہے لوگ انگلیاں اٹھائیں، **قانع** (تھوڑے پر خوش رہنے والا) امیر ہے چاہے بھوکا ہو اور **لالچی** غریب ہے چاہے بہت کچھ رکھتا ہو۔

تقویٰ اور خوف وامید کی بنیاد:

﴿14643﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: فرماں برداری کی بنیاد پرہیزگاری، پرہیزگاری کی بنیاد تقویٰ، تقویٰ کی بنیاد اپنا محاسبہ، اپنے محاسبے کی بنیاد خوف وامید، خوف وامید کی بنیاد خُدائی

وعدوں اور وعیدوں کی مَعْرِفت ہے، اس معرفت کی بنیاد ثواب کی بڑائی اور اس کی بنیاد غور و فکر ہے۔ عربوں کا انتہائی سچا شعر حضرت سیِّدُنا حسان بن ثابت رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا یہ شعر ہے:

وَمَا حَمَلَتْ مِنْ نَاقَةٍ فَوْقَ رَحْلِهَا　　اَعَفَّ وَاَوْفٰى ذِمَّةً مِنْ مُحَمَّدٍ

ترجمہ: کسی اونٹنی نے اپنی کاٹھی پر کسی ایسے کو نہ اُٹھایا جو پیارے آقا محمدِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے زیادہ پاک دامن اور ذِمّے کا پورا ہو۔

محبّت کی ابتدا:

﴿14644﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: محبّت کی ابتدا فرماں برداری ہے، آقا و مولا کے محبّت فرمانے سے بندے میں فرماں برداری پیدا ہوتی ہے کیوں کہ پہلے ربِّ کریم کی طرف سے محبّت ہوتی ہے وہ اس طرح کہ **اللہ** پاک نے اپنی بے نیازی کے باوجود اپنے پیاروں کو اپنی معرفت عطا فرمائی، اُنہیں اپنی فرماں برداری کی راہ دِکھائی اور اپنی محبّت عطا فرمائی، **اللہ** پاک نے محبّت والے بندوں کے دِلوں میں اپنی محبّت کو امانت رکھا، پھر انہیں نُور عطا کیا کہ دِلوں میں نُورِ محبّت کی شدّت سے وہ نور لفظوں میں چھلکنے اور جھلکنے لگتا ہے، پھر **اللہ** پاک نے ان محبّت والوں سے راضی رہتے ہوئے اُنہیں اپنے فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔ چنانچہ **اللہ** پاک نے اوپر تلے کے آسمانوں کو جس مخلوق یعنی نوری فرشتوں کی رہائش گاہ بنایا ہے، آسمانوں کے وہ مکین محبّت والے بندوں سے محبّت کرنے لگے۔ **اللہ** پاک نے اپنی مخلوق میں اُن کا اچھا چرچا پھیلا دیا، اُنہیں پیدا فرمانے سے پہلے اُن کی تعریف فرمائی، اُن کے حمد کرنے سے پہلے اُنہیں صلے اور قبولیت سے نوازا کیوں کہ ربِّ کریم کے علمِ اَزَلی میں تھا کہ ربِّ کریم نے اُن کے لیے جو مقام لکھا ہے اُس مقام تک وہ اُنہیں پہنچائے گا، **اللہ** پاک نے اُن کے اس مُعاملے کی خبر ارشاد فرمادی، پھر **اللہ** پاک نے اُنہیں دُنیا میں یوں بھیجا کہ اُن کے دل اپنے لیے خاص فرما لیے، **اللہ** پاک نے عِلْم و مَعْرِفت والوں کے ظاہری جسم تو لوگوں کے بیچ دے دیے لیکن اُن کے دل غیب کے خزانوں میں رکھ لیے، اب اُن کے دل محبوبِ حقیقی کی ملاقات پر اٹکے ہوئے ہیں، **اللہ** پاک جب اُن محبّت والوں کو اور اُن کے صَدْقے لوگوں کو زندگی دینا چاہتا ہے تو محبّت والوں کی توجہ انہیں لوٹا دیتا ہے، پھر اُنہیں معرفت کے تخت پر بٹھاتا ہے، وہ معرفتِ الٰہی کے فیضان سے روحانی دواؤں کی معرفت لیتے ہیں، معرفتِ الٰہی

کے نُور سے دواؤں کے اُگنے کی جگہیں دیکھ لیتے ہیں، پھر اللہ پاک اُنہیں یہ معرفت عطا فرماتا ہے کہ دوا کہاں سے جوش مارتی اور دِلوں کے علاج کے لیے کیا چیز مدد دیتی ہے، پھر اللہ پاک اُنہیں تکلیفیں ٹھیک کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اللہ پاک نے اُنہیں اپنی بارگاہ میں بُلایا، نرمی سے مانگنے کا حکم دیا اور یہ ضمانت عطا فرمائی کہ جب وہ حاجتیں پیش کریں گے تو اللہ پاک اُن کی دُعا قبول فرمائے گا۔ اللہ پاک نے اُن کی عقلوں میں لَبَّیْک کے خیالات سے نِدا فرمائی، جسے دل کے کان سُنتے ہیں کہ ربِّ کریم فرماتا ہے: اے رہبرو! تمہارے پاس مجھ سے محرومی کا کوئی بیمار آئے تو اُسے دوا دو، میری بندگی سے بھاگا ہوا کوئی آئے تو اُسے میری طرف لوٹا دو، میرے احسانوں، نعمتوں کو بھلایا ہوا کوئی آئے تو اُسے یاد دِلا دو، میں نے تمہیں شرفِ خطاب بخشا کیوں کہ میں حِلْم والا ہوں، جو حِلْم والا ہوتا ہے وہ اُنہیں سے بندگی لیتا ہے جو طبیعت کے نرم ہوتے ہیں، حِلْم والا اپنی محبّت کو خاص رکھتا ہے اور ضائع کرنے والوں کو اس تک رسائی نہیں دیتا کہ محبّت کی ابتدا اُس سے ہوتی ہے اور محبّت اُسی محبوب کے باعث ہوتی ہے۔ اللہ کی محبّت پختہ و مضبوط محبّت ہے، محبّتِ الٰہی یہ ہے کہ دل و زبان یادِ خُدا میں لگے رہیں اور ذاتِ الٰہی سے بہت مانوسی نصیب ہو، بندہ ہر اس مصروفیت کو چھوڑ دے جو یادِ خُدا سے توجہ ہٹائے، اللہ پاک کی نعمتوں، احسانوں کو یاد کرے کہ جو اللہ پاک کا جُود و کرم اور احسان سمجھ لیتا ہے وہ اللہ پاک سے محبّت کرنے لگتا ہے کیوں کہ یہ سمجھ عطا فرما کر اللہ پاک اُس بندے کو یہ احساس عطا فرما دیتا ہے کہ اللہ پاک نے خود ہی اسے مَعْرِفَت عطا فرمائی، اپنے دین کے راستے پر چلایا اور روئے زمین پر اللہ پاک نے جو چیز پیدا فرمائی ہے وہ انسان کے قابو میں دی اور اس چیز سے زیادہ بارگاہِ خُداوندی میں انسان معزز ہے۔ جب معرفت بڑھ جاتی اور پختہ ہو جاتی ہے تو خوفِ خدا جوش مارنے لگتا اور امید کے پاؤں جم جاتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: کس بات کا خوف ہوتا اور کس بات کی اُمید ہوتی ہے؟ فرمایا: گزرے دِنوں میں جو کھویا اس کا خوف دِلوں سے چمٹا رہتا ہے پھر ایک مستقل خوف ہے جو محبّت والوں کے دلوں سے نہیں جاتا ہے وہ یہ کہ عطائے خُداوندی پر ناشکری کے باعث کہیں نعمتیں چھین نہ لی جائیں۔ جب دِلوں پر خوف کا غلبہ ہو جاتا ہے اور مایوسی کے بوجھ سے جانیں تھکنے لگتی ہیں تو رحمتِ خداوندی یاد آتی اور امید جوش مارنے لگتی ہے، لہٰذا محبّت والوں کی اُمید تحقیق ہے، ان کی قربانی وسائل

ہیں، وہ اس کی عبادت سے نہیں تھکتے، وہ اس کے معاملے کے سوا اپنے تمام امور میں اترتے نہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس نے اچھی نظر کے ساتھ ان کی ضمانت لی ہے۔ کیا تم نے اللہ پاک کا یہ فرمان نہیں سنا:

اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ (پ۲۵، الشوریٰ:۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ اپنے بندوں پر لطف فرماتا ہے۔

یہاں تمام نعمتیں لُطف میں داخل ہیں اور لطف خاص طور پر اس سے محبت کرنے والوں کے لئے ہے نہ کہ ساری مخلوق کے لئے اور یہ اس لئے ہے کہ جب کسی بندے کے دل میں محبّتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے تو اس کے دل میں جن وانس اور جنت ودوزخ کی کوئی یاد نہیں رہتی وہ بس اپنے محبوب، اس کے کَرَم اور اس کی نعمتوں میں کھویا رہتا ہے اور اس کے دل میں اس مقدر شر کی یاد باقی رہتی ہے جو اللہ پاک سے محبت کرنے والوں سے دور ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام سے مقدر شر دور ہو گیا۔ چنانچہ آگ بھڑکائی گئی اور دشمن نے آپ کو جلتی آگ کی لپیٹ میں لینے کی دھمکی دی تو عزت وبزرگی والے ربِّ کریم نے اسی جگہ انہیں اپنی قدرت کے آثار دکھائے جس نے اس کی بارگاہ کا رخ کیا اور اسے چھوڑ کر کہیں نہ گیا اسے ربِّ کریم نے اپنی مدد کا جلوہ دکھایا۔

اور اس کے دل میں اس دیدارِ الٰہی اور حجاب کے کھل جانے کی یاد رہتی ہے جس کا اللہ کریم نے اپنے اولیا سے وعدہ فرمایا ہے۔ جنت ودوزخ کے درمیان رُکنے اور شدید گھبراہٹ کے وقت اللہ پاک سے مدد اور بڑے دن کا خوف اولیائے کرام کو غمگین نہیں کرے گا۔

شوق کسے کہتے ہیں؟

حضرت سَیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک قول کے مطابق محبّتِ الٰہی شدتِ شوق کا نام ہے اور درحقیقت شوق دلوں کو معشوق کا مشاہدہ کرنے کی یاد دلاتا ہے۔ اور شوق کی تعریف میں عُلَما کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک دل کا ملاقات کے لئے انتظار کرنے کو شوق کہتے ہیں۔

میں ایک دن حضرت سَیِّدُنا ولید بن شُجاع رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مجلس میں ایک شخص سے ملا اور پوچھا: جس نے شوق یعنی محبت الٰہی کا دعویٰ کیا، اس کا یہ دعویٰ کیسے دُرست ہو سکتا ہے؟ اس نے کہا: جب وہ اپنی ذات کو نفس کی بُری شرارتوں اور زمانہ کی آفتوں سے بچانے والا اور اس پر مہربان ہو تو اس کا دعویٰ درست ہے۔ چنانچہ ایک عالم نے اس بارے میں سچی بات کہی کہ اگر اللہ پاک سے محبت کرنے والے تہمت اور ذلت کی جگہوں سے نہ بچتے تو

اللہ پاک کی طرف سے دلوں پر اترنے والے فُیُوض وبرکات کی چاشنی ان سے چھین لی جاتی۔ پھر میں نے اس شخص سے پوچھا: آپ کے نزدیک شوق کا کیا مطلب ہے؟ تو اس نے کہا: میرے نزدیک محبّتِ الٰہی کے ایک نور کے چراغ کا نام شوق ہے لیکن یہ شوق "اصلی محبت" کے نور سے بڑھ کر ہے۔ میں نے عَرْض کی: اصلی محبت کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: ایمان کی محبت، محبت اصلیہ ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مؤمنین کے ایمان کی محبت کی گواہی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِؕ (پ۲، البقرۃ:۱۶۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔

پس شوق کا نور محبت کے نور سے حاصل ہوتا ہے اور چاہت والے نور سے شوق زیادہ ہو جاتا ہے اور محبت الٰہی چاہت والے نورانی دل میں ہی زور پکڑتی ہے۔

پھر جب اللہ کریم اپنے کسی بندے کے دل میں یہ چراغ روشن کر دیتا ہے تو بندہ کُشادہ دل میں روشنی حاصل کرنے کے لئے اور تیز ہو جاتا ہے اور یہ چراغ امانت دار نگاہ سے اعمال کو دیکھنے سے بالکل گُل ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ اپنے دشمن شیطان سے محفوظ ہو کر کسی عمل سے مطمئن ہو جاتا اور دکھاوا کرنے سے اس کے ضائع ہونے کا خوف نہیں پاتا تو خود پسندی کی آفت آڑے آجاتی اور نفس دعویٰ کرتے ہوئے اطاعتِ الٰہی سے باہر ہو کر آوارہ ہو جاتا ہے اور اللہ پاک کی طرف سے سزائیں جائز و مُباح ہو جاتی ہیں۔

اور جس شخص کے دل میں اللہ پاک نے اپنی محبت رکھی ہے، اس کی شان کے لائق یہ ہے کہ وہ اپنے نَفْس کی لگام امین سلطان کے سپرد کر دے، جس کے سبب وہ اپنی گم شدہ چیز کی طرف بَرْق رفتاری سے لپک کر اسے تلاش کرلے گا۔

جنَّتُ المَاوٰی:

ایک عبادت گُزار خاتون کہتی ہیں: اللہ پاک کی قسم! اگر اللہ کریم اہلِ محبت کو شرف ملاقات سے نواز کر انہیں ایک حالت عطا فرمائے اور وہ اس حالت کو کھو دیں تو ضرور جنت کو ضائع کر بیٹھیں گے۔ ان سے پوچھا گیا: وہ حالت کیا ہے؟ فرمانے لگیں: اپنے آپ کو بکثرت تنہا رکھنا اور وہ اس حالت سے حیرت کریں گے کیونکہ یہ

حالت ان فُیُوض وبرکات کی وجہ سے "جَنَّۃُ الْمَاوٰی" بن جائے گی۔

ایک عابد سے سوال ہوا: ہمیں بتائیں محبّتِ الٰہی کا آپ کے دل میں کیا مقام ہے؟ تو عابد نے سائل سے کہا: مجھ جیسے سے پوچھا جارہا ہے؟ بہرحال نفس کے بغیر دل میں کسی اور چیز کا وزن کرنا ممکن نہیں اور جب نَفْس کسی نیکی کو دل میں لاتا ہے تو ساتھ ہی نفس دل میں کدورت کے اسباب بھی ڈال دیتا ہے۔

خوفِ خدا اولیٰ ہے یا محبتِ الٰہی:

حضرت سیِّدُنا مُضَر قاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: اہلِ محبت کے لئے خوفِ خدا اور محبّتِ الٰہی میں سے کون سا زیادہ مناسب ہے؟ آپ نے فرمایا: میں اس مسئلہ کا جواب نہیں دے سکتا کیونکہ نفس جب کسی چیز کو جان لیتا ہے تو اسے خراب کر دیتا ہے البتہ حضرت سیِّدُنا عَبْدُ العزیز بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھے اس بارے میں درج ذیل اشعار سنائے ہیں:

وَالْخَوْفُ اَوْلٰی بِالْمُسِیْءِ اِذَا تَالَّهُ الْحُزْنُ

وَالْحُبُّ يَحْسُنُ بِالْمُطِيْعِ وَبِالنَّقِيِّ مِنَ الدَّرَنِ

وَالشَّوْقُ لِلنُّجَبَاءِ وَالْاَبْدَا لِ عَنْ ذَوِي الْفِطَنِ

ترجمہ: جب گناہ گار غمگین ہو تو اسے خوفِ خدا زیادہ مناسب ہے۔ محبّتِ الٰہی فرمانبردار شخص میں حُسن پیدا کرتی اور دل کا میل کچیل صاف کرتی ہے۔ سمجھ دار لوگوں کے ہاں اَشراف و اَبدال کے لئے محبتِ الٰہی زیادہ مناسب ہے۔

اسی وجہ سے کہا گیا کہ محبت الٰہی ہی شوق ہے کیونکہ تو محبوب ہی کا مُشتاق ہوتا ہے لہٰذا محبت و شوق کے مابین اس وقت کوئی فرق نہیں جب شوق، محبتِ اصلیہ کی ایک قسم ہو۔

اور ایک قول کے مطابق محبین کی ذات اور گفتگو میں **اللہ** پاک کے شواہد و نشانیوں کو دیکھنے سے محبت الٰہی معلوم ہو سکتی ہے۔

محبت الٰہی کی واضح اور ظاہر علامات:

محبین کو اپنے محبوب سے دائمی لگاؤ کی وجہ سے کثیر فوائد حاصل ہوتے ہیں پھر جب انہیں وِصالِ الٰہی حاصل ہو جاتا ہے تو **اللہ** کریم انہیں مزید فُیُوض وبرکات عطا فرماتا ہے۔ اس کے بعد جب ان کی برکتیں ظاہر

ہوتی ہیں تو وہ محبّتِ الٰہی کو پہچان لیتے ہیں۔ محبّتِ الٰہی کا نہ ظاہری وُجود ہے اور نہ اس کی آنکھوں سے دکھائی دی جانے والی تصویر ہے لہٰذا اس کی فطرت اور خیالی تصویر وماہیت کو جانا جاسکتا ہے۔ محبت کرنے والے کو اس کے اخلاق اور **اللہ** پاک کی طرف سے اس کی زبان پر جاری ہونے والے بکثرت فوائد سے جانا جاسکتا ہے اور اس کے دل میں الہام ہونے والی باتوں سے بھی اسے پہچانا جاسکتا ہے۔ پھر جب اس کے دل میں ان فوائد کے اُصول قرار پکڑ لیتے ہیں تو زبان ان کے جزئیات بیان کرتی ہے۔

نیز دائمی غور وفکر کی وجہ سے انتہائی دُبلا پتلا ہونا، اطاعتِ الٰہی کی وجہ سے بیش بہا قیمت کی سخاوت کرکے لوگوں کی بڑی نگرانی کرنا، خوفِ خدا میں بار بار حد دَرَجہ آگے نکل جانا اور حاصل ہونے والے فوائد اور فُیُوض وبرکات کے مطابق محبت سے بات کرنا یہ سب محبت الٰہی کی سب سے واضح وظاہر علامات ہیں۔

ایک قول کے مطابق محبّتِ الٰہی کے ساتھ خاص کئے گئے لوگوں کے دلوں میں **اللہ** پاک کی طرف سے حاصل ہونے والے فُیُوض وبرکات کا سرایت کرجانا محبت الٰہی کی علامت ہے۔

ایک عالم شاعر کہتے ہیں:

وَلَهٗ خَصَائِصُ يُكَلَّفُوْنَ بِحُبِّهٖ اِخْتَارَهُمْ فِيْ سَالِفِ الْاَزْمَانِ

اِخْتَارَهُمْ مِنْ قَبْلِ فِطْرَةِ خَلْقِهِمْ بِوَدَائِعٍ وَّفَوَائِدٍ وَّبَيَانِ

ترجمہ: **اللہ** پاک کے لئے خصائص ہیں کہ بندے اس کی محبت کے مکلف ہیں، اس نے ان کو کئی زمانے قبل ہی ان کی پیدائش سے بھی پہلے چن لیا اور انہیں عہد وپیمان اور فوائد وبیان دے کر پیدا فرمایا۔

در حقیقت اپنے محبوب کا قُرب حاصل کرنے کے لئے دل کا بخوشی نور حاصل کرنا محبت الٰہی ہے، جب دل بخوشی منور ہو جاتا ہے تو تنہائی میں اپنے محبوب کے ذکر سے لطف حاصل کرتا ہے۔ عموماً بندے کے دل میں محبت الٰہی جوش پیدا کرتی ہے اور اس کے لئے خوف الٰہی لازم ہے، جوش یہی ہے کہ شدید خوفِ الٰہی کے سبب اس کے دل سے ہر گناہ اور نیکی کی خواہش ختم ہو جاتی ہے۔ چنانچہ دل **اللہ** پاک کے ساتھ انتہائی لگاؤ رکھتا ہے اور اس کی نشانی **اللہ** پاک کے سوا ہر چیز کو دل سے نکال دینا ہے۔

جب بندہ خلوت وتنہائی میں اپنے محبوب کے ساتھ مُناجات کرنے سے محبت کرنے لگتا ہے تو مناجات کی

مٹھاس وچاشنی اس کی ساری عقل کو گھیر لیتی ہے یہاں تک کہ وہ دنیا ومافیہا کو سمجھنے سے قاصر ہو جاتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا ضَیْغَم عابد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا قول اسی جانب راہ نُمائی کرتا ہے: ”مخلوق پر تعجب ہے کہ ان کے دل تیرے علاوہ کسی اور کے ذکر سے کیسے روشن ہو سکتے ہیں؟!“

محبتِ الٰہی کا انعام:

﴿14645﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ **اللہ** پاک نے حضرت سیِّدُنا داود عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: اے داود! میری محبت میری مخلوق میں سے ان کے لئے ہے جو روحانی ہو جائیں اور روحانیت کی نشانی یہ ہے کہ وہ غمگین نہ ہوں کیونکہ میں ان کے دلوں کا چراغ ہوتا ہوں۔ اے داود! اپنے دل میں غم نہ ملا ورنہ روحانیوں والی مٹھاس کا حصہ کم ہو جائے گا۔ اے داود! تم روٹی کھانے کی فکر میں ہو اور مجھے حاصل کرنا چاہتے ہو جبکہ تم اپنے گمان میں سب کچھ چھوڑ کر میری طرف مڑے ہو اور میری محبت کا دعویٰ کرتے ہو، تم مجھ سے محبت رکھتے ہو اور بُرا گمان بھی؟ کیا تمہیں میرے اور اپنے درمیان مُعاملے کا علم نہیں کہ تمہارے لئے سات زمینوں سے پردے ہٹا دوں اور تمہیں سات زمینوں کے نیچے وہ کیڑا دکھاؤں جس کے منہ میں شکار ہو پھر بھی تم رزق کے لیے فکر مند ہو؟ اے داود! میرے لئے بندگی کا اقرار کرو میں تمہیں بندگی کا ثواب عطا کروں گا اور وہ ثواب میری محبت ہے۔ اے داود! اس کے لئے عاجزی کرو جس سے تم سیکھتے ہو اور میری ارادت رکھنے والوں پر بڑائی نہ چاہو کیونکہ اگر میرے اہل محبت جان لیتے کہ میرا ارادہ کرنے والوں کا میرے نزدیک کیا مقام ہے تو اَہلِ محبت ان کے لیے فَرش بن جاتے اور میرے طلبگار ان پر چلتے اور محبین ان کے قدموں کو محسوس کرتے۔ اے داود! جب میرے طالب کو دیکھو تو اس کے لئے خادم بن جاؤ اور تکلیف پر صبر کرو مدد تمہارے پاس آئے گی۔ اے داود! تمہارے سامنے دنیا کے نشے میں مبتلا شخص آئے حتّٰی کہ تم اسے دنیا کے نشے سے نکال دو تو میں تمہیں اپنی بارگاہ میں جَھْبَذ (کھرے کھوٹے کو پرکھنے کے ماہر) کا خطاب دوں گا اور جو جَھْبَذ ہو گا تو اسے میری مخلوق میں سے کسی کی محتاجی اور کسی سے وحشت نہ ہو گی۔ اے داود! جو مجھ سے اس حال میں ملے کہ وہ مجھ سے محبت کرنے والا ہو تو میں اسے اپنی جنت میں داخل کروں گا۔

محبین میں سے سچوں کی علامت:

﴿14646﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اہل محبت میں سے سچوں کی علامت اور دنیا میں ان کی اُمید کی انتہا یہ ہوتی ہے کہ ان کے بدن معمولی اور حقیر چیز پر صبر کریں اور ان کی نیتیں دنیا کے فساد سے خالی ہوں۔ ان سچوں میں سے کچھ وہ ہیں جو دنیا میں ہی جلد قبولیت کی صورت میں اکراماتِ الٰہی کے مشاہدے چاہتے ہیں اور آخرت میں ان کی امید کی انتہا یہ ہے کہ وہ انہیں اپنی نظر کرم سے لطف اندوز کرے وہ اس طرح کہ پردے اٹھ جائیں اور وہ اپنے محبوب پروردگار کا دیدار ایسے کریں کہ اسے دیکھنے میں انہیں ذرہ بھی شک نہ ہو، بخدا! اللہ پاک ضرور ان کے ساتھ ایسا کرے گا جب وہ اس سے دیدار چاہیں گے۔

﴿14647﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے ایک عالم نے بتایا کہ اللہ پاک نے ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام کو وحی کی: میری وجہ سے تکلیف برداشت کرنے والے اور میری رِضا کی جستجو میں مصیبتیں جھیلنے والے میری نظروں کے سامنے ہیں۔ تو کیسا لگے گا جب وہ میری جنت میں حاضر ہوں گے اور میں اپنے ہاں ان کی ملاقات چاہوں گا۔ اللہ پاک کے لئے اپنے اعمال خالص کرنے والوں کو قریبی محبوب (باری تعالیٰ) کی طرف سے نگاہِ رحمت کی خوشخبری ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ میں ان کا عمل بھلا دوں گا؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ میں بڑے فضل والا ہوں جو مجھ سے منہ موڑے میں اس پر بھی کرم کرتا ہوں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو میری طرف بڑھے میں ان پر فضل وکرم نہ کروں، میں کسی پر اتنا غضبناک نہیں ہوتا جتنا اس پر ہوتا ہوں جو گناہ کرے پھر اس گناہ کو میرے عفو وکرم کے مقابل بڑا جانے، اگر میں کسی کو عذاب دینے میں جلدی کرتا تو اپنی رحمت سے مایوس ہو جانے والوں کی جلد پکڑ کر لیتا۔ اگر میرے بندے دیکھ لیں کہ میں انہیں دنیا میں ظالموں کے مقابلے میں کتنا پسند کرتا ہوں اور پھر میں نے ان کے لئے کیسی ہمیشہ کی نعمتیں رکھی ہیں تو وہ میرے فضل وکرم میں شک نہ کریں۔ میں اپنے انہی بندوں کو شرفِ قبولیت عطا فرماتا ہوں جو میرے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں۔ اگر میرے بندے دیکھ لیں کہ میں نے کیسے محلات کو بلند کیا تو یہ دیکھ کر ان کی نگاہیں حیرت میں آجائیں پھر وہ مجھ سے پوچھنے لگ جائیں: یہ کس کے لئے ہے؟ میں ان سے کہوں: یہ اس کے لئے ہے جو میری نافرمانی تو کرے لیکن مجھ سے امید نہ توڑے۔ میں دَیَّان یعنی ایسا فیصلہ کرنے والا ہوں جس کی نافرمانی کرنا

حلال نہیں اور مجھے انہیں ذلیل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں جو میرے مقام سے ڈرتے ہیں۔

سب سے بڑی نعمت اور شرف:

﴿14648﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے میرے ایک قابلِ اعتماد دوست نے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے کچھ ساتھیوں کو اپنی مجلس چھوڑنے پر ملامت کی اور فرمایا: اللہ پاک کے ذِکر کی مجلسیں تمہاری مجلسوں سے زیادہ لذیذ ہیں، تمہارے ذکر سے زیادہ اللہ پاک کے ذکر میں تسکین ہے۔ کیا تم تک وہ نہیں پہنچا جو اللہ پاک نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: اے ابراہیم! بے شک تم میرے خلیل ہو، غور کرو میں تم پر مطلع ہوں لہٰذا تمہارے دل کو غیر میں مشغول نہ پاؤں۔ بے شک جسے میں اپنی خُلّت سے نوازتا ہوں اسے آگ میں بھی ڈالا جائے اور وہ میری یاد میں مشغول ہو تو اسے آگ کی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔ جس کے لئے حوروں کے ساتھ جنت کی زیب وزینت اور اس کی نعمتیں ظاہر ہوں اور وہ ان کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھے اور اس میں لگ کر میری یاد سے غافل نہ ہو پھر جب وہ ایسا ہو جائے تو اس پر میرے لُطف وکرم متواتر ہوتے ہیں، میں اسے اپنے سے قریب کرتا اور اسے اپنی محبت عطا کرتا ہوں۔ جسے میری محبت عطا کی گئی اس نے میری رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو کون سی نعمت اس کے برابر ہے؟ اور کون سا شرف اس سے بڑھ کر ہے؟ مجھے میری عزت کی قسم! میں انہیں اپنا دیدار کراؤں گا اور ان کے سینوں کو اپنے دیدار سے ٹھنڈا کروں گا۔

﴿14649﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اگر لوگ اللہ پاک کی محبت کی لذت جانتے تو ان کا کھانا پینا اور حِرص کم ہو جاتی اور ایسا اس وجہ سے ہے کہ ملائکہ اللہ پاک سے محبت کرتے ہیں اور اس کی یاد سے غیر سے بے پرواہ ہوتے ہیں۔

معرفت سے جنت میں داخلے تک:

﴿14650﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: حضرت سیِّدُنا محمد بن حُسَین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ حضرت سیِّدُنا عتبہ غلام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو اللہ پاک کی مَعْرِفت رکھتا ہے اس سے محبت کرتا ہے اور جو اللہ پاک سے محبت کرتا ہے اس کی اطاعت و فرماں برداری کرتا ہے اور جو اللہ پاک کی فرماں برداری کرتا ہے اللہ پاک اس کا اکرام فرماتا ہے اور جس کا اللہ پاک اِکرام فرماتا ہے اسے اپنی جنت میں ٹھہراتا ہے اور

جسے وہ اپنی جنت میں ٹھہراتا ہے اس کے لئے خوشخبری ہے، خوشخبری ہے۔ مُحِبِّ صادِق کا دل جب چاہت کی محبت کے نور سے روشنی حاصل کرتا ہے تو اس کا جسم کمزور ہو جاتا ہے کیونکہ تھوڑی محبت بھی بندے کو بہت کمزور کر دیتی ہے۔ پھر جب بندے پر شوق کے خطرات وارد ہوتے ہیں اور وہ جانتا ہے کہ یہ **اللہ** پاک کی طرف سے ہیں تو اس کے لئے چار صورتیں ہوتی ہیں: اس کی اطاعت قبول ہوتی ہے اور وہ اس کا اجر پاتا ہے۔ یا پھر **اللہ** پاک اسے گناہوں سے دور کر کے دنیا میں اپنی اطاعت میں مشغول کرتا ہے پھر اس کی خطائیں کم ہوتی ہیں یا وہ **اللہ** پاک کی نَظَرِ رحمت سے ایک مقام کو پاتا ہے پھر **اللہ** پاک اپنی مہربانی سے اسے محبین کے درجہ تک پہنچا دیتا ہے اگرچہ وہ اس کا مستحق نہ ہو۔ اگر وہ ان تین صورتوں کو نہ پاسکے تو اِنْ شَآءَ اللہ چوتھی صورت سے یعنی **اللہ** پاک کے لئے مَشَقَّت اُٹھانے کے ثواب سے محروم نہیں رہے گا۔ کریم پَروَرْدگار کے ہاں تھوڑی قربت بھی ایسی ہے جس کی وجہ سے جہنم سے گردنیں آزاد ہوتی ہیں اور جس نے جہنم سے نجات پائی تو اس کے لئے جنت کے علاوہ کوئی مقام نہیں۔ کیا تم نے **اللہ** پاک کے اس فرمان کو نہیں سنا:

فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۞ (پ۲۵، الشوریٰ:۷)

ترجمۂ کنز الایمان: ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں۔

کیا تم کسی کے لئے جنت اور دوزخ کے درمیان بھی کوئی مقام دیکھتے ہو؟ جو محبت الٰہی کی عزت میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اس پر احباب کی جدائی اور پَروَرْدگار کے لئے گوشہ نشینی لازم ہے۔ اگر یہ سُوال کیا جائے کہ تم نے یہ بات کہاں سے کی ہے؟ تو مجھ سے ایک عالم نے بیان کیا کہ حضرت سَیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے ایک دینی بھائی سے کہا: اگر تم یہ چاہتے ہو کہ **اللہ** پاک کے ولی بن جاؤ اور **اللہ** پاک بھی تم سے محبت کرے تو دنیا اور آخرت کو چھوڑ دو، ان دونوں میں رغبت نہ رکھو، اپنی جان کو ان دونوں سے فارغ رکھو اور اپنی توجہ **اللہ** پاک کی جانب کرو **اللہ** پاک تم پر اپنی خاص نظر اور لُطف وکَرَم فرمائے گا۔ مجھے تک یہ روایت پہنچی ہے کہ **اللہ** پاک نے حضرت سَیِّدُنا یحییٰ بن زکریا عَلَیْہِمَا السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: اے یحییٰ! میں نے اپنے ذِمّۂ کرم پر یہ لازم کیا ہے جو بھی بندہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور یہ بات میں اس سے زیادہ جانتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ گفتگو

کرتا ہے اور اس کا دل بن جاتا ہوں جس سے وہ سمجھتا ہے۔ پھر جب وہ اس حال کو پہنچ جاتا ہے تو میں اس کے لئے اپنے سوا کی مشغولیت کو مبغوض کر دیتا، اس کی فکر میں ہمیشہ میں ہی رہوں گا، میں اس کی رات (عبادت میں) جاگنے اور دن (روزے کی) پیاس میں کر دیتا ہوں۔ اے یحییٰ! میں اس کے دل کا ساتھی ہوتا ہوں، اس کی خواہش اور امید کی انتہا ہوتا ہوں، میں اسے ہر دن اور گھڑی بخشش عطا کرتا ہوں پھر میں اسے اپنے قریب کرتا اور میں اس کے قریب ہوتا ہوں۔ میں اس کا کلام سنتا اور اس کے گڑگڑانے کا جواب دیتا ہوں۔ مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم! میں اسے ایسے مقام پر اٹھاؤں گا جہاں انبیاء و مُرسلین عَلَیْہِمُ السَّلَام بھی اسے دیکھ کر رشک کریں گے۔ پھر میں ایک اعلان کرنے والے کو حکم دوں گا اور وہ یہ اعلان کرے گا: یہ فلاں بن فلاں **اللہ** پاک کا ولی، اس کا چُنا ہوا اور مخلوق میں اس کا پیارا ہے۔ **اللہ** پاک نے اسے اپنی زیارت کے لئے بلایا ہے تاکہ اس کا سینہ ربِّ کریم کی زیارت سے ٹھنڈا ہو۔ پھر وہ میرے پاس آئے گا تو میں اپنے اور اس کے درمیان پردے اٹھادوں گا پھر وہ میری طرف جیسے چاہے گا دیکھے گا اور میں کہوں گا: خوش ہو جا۔ مجھے اپنی عزت اور بزرگی کی قسم! میں ضرور تیرے سینے کو اپنے دیدار سے ٹھنڈا کروں گا اور ہر دن اور گھڑی میں تیری بُزرگی کو تازہ کروں گا۔ پھر جب وُفُود بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ ہوں گے تو ربِّ کریم ان سے فرمائے گا: اے میری طرف متوجہ ہونے والو! جب تمہارا حصہ میں ہوں تو دنیا سے جو کچھ تمہارا رہ گیا ہے اس کا تمہیں کوئی نقصان نہیں اور تمہیں کوئی نقصان نہیں جو تم سے دشمنی رکھے جبکہ میں تمہارے لیے سلامتی ہوں۔

سیِّدُنا داؤد عَلَیْہِ السَّلَام کی آواز کا اثر:

﴿14651﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا حُسَین بن احمد شامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ نیک لوگ وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں، اپنے خالق کی راہ چلتے ہیں اور اپنے پَرْوَرْدگار کی اطاعت پر مرتے ہیں۔ یہی ہیں وہ جو عظمت والے ربّ کی زیارت کریں گے۔ مُحِبِّ صادق کی سب سے بڑی اُمید کی انتہا **اللہ** پاک کے وجہِ کریم کی زیارت کرنا ہے۔ یہ نیک لوگ (جنت میں) اپنی مجلسوں میں ربِّ کریم کے دیدار سے بڑھ کر کسی اور چیز سے لطف اندوز نہیں ہوں گے۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ نیک لوگ ربِّ کریم کی زیارت

کے بعد روحانی آوازوں اور حضرت سیِّدُنا داؤد عَلَیْہِ السَّلَام کی زَبُور کی تلاوت سے لُطف اندوز ہوں گے۔ اگر تو حضرت داؤد عَلَیْہِ السَّلَام کو دیکھے تو ان کے لئے جنت کا اونچا منبر آئے گا اور انہیں اس پر چڑھنے کا کہا جائے گا اور ربِّ کریم ان کو اپنی حمد و ثنا سنانے کا فرمائے گا۔ انبیاء، اولیاء، روحانیین اور مُقَرَّبِیْن وغیرہ تمام اَہلِ جنت ان کو سننے کے لئے خاموش ہوں گے۔ پھر حضرت سیِّدُنا داود عَلَیْہِ السَّلَام سُکونِ قلب کے ساتھ اچھے حفظ، ترجیع، آواز کے ٹھہراؤ اور اچھی تقطیع کے ساتھ زبور شریف کی تلاوت کریں گے۔ انہیں آواز کی تیزی اور جھومنے والی آواز سے نوازا گیا۔ انہیں سن کر خوش ہو کر مسکرانے والوں کی داڑھیں ظاہر ہوں گی۔ فرشتوں نے حضرت سیِّدُنا داود عَلَیْہِ السَّلَام کی آواز پر لبیک کہا اور محلات میں پردہ نشینوں کو کھول دیا گیا۔ پھر حضرت سیِّدُنا داود عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنی آواز کو بلند کیا تاکہ سننے والوں کا سُرور مکمل ہو۔ جب ان کی آواز کی تیزی کو سنا گیا تو اَہلِ عِلِّیِّیْن اپنے حجروں سے ظاہر ہوئے اور پردوں کے پیچھے سے پردہ نشین حوریں بھی ان نغمات کے سحر میں مبتلا ہو کر نکلیں۔ نغموں کے سحر سے منبر کی لکڑیاں چرچرانے لگیں، ہوائیں جھوم کر چلنے لگیں، درخت ہلنے لگے، آوازیں گونجنے لگیں اور نغمات آپس میں باتیں کرنے لگے۔ کریم مالک ان کا فہم بڑھادے گا تاکہ وہ نعمتوں سے مکمل طور پر لُطف اندوز ہوں۔ اگر **اللہ** پاک ان کا باقی رہنا نہیں لکھتا تو وہ خوشی کے مارے مر جاتے۔

ایک عابد کی نصیحت:

حضرت سیِّدُنا حُسَیْن بن احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: کیا عُلَما نے زیارت کے دن کی صِفَت کے بارے میں کچھ کہا ہے؟ تو حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصْری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: عبادت گزاروں کی ایک جماعت جمع ہو کر کسی عابد کے گھر گئی اور اس سے کہا: اچھی بات بتائیں اور ہمیں نصیحت کریں۔ اس نے نصیحت کرتے ہوئے یہ اَشعار کہے:

اِقْطَعُوا الدَّهْرَ اِخْوَتِیْ بِمُنَاجَاةِ رَبِّكُمْ

وَاجْعَلُوْا لَكُمْ هَمًّا وَّاحِدًا فَهُوَ اَهْنَأُ لِعَيْشِكُمْ

ترجمہ: میرے بھائی! اپنے ربّ کی مناجات میں زمانے کو چھوڑ دے اور اپنے لئے ایک ہی فکر رکھ۔ اس میں تمہاری زندگی کے لئے بڑی آسانی ہے۔

عابد سے پوچھا گیا: جب ہم ایسا کریں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟ اس نے کہا:

تَرِثُوا الْعِزَّ وَالْمُنَى وَتَفُوْزُوْا بِحَظِّكُمْ

فَلَعَمْرِيْ اِنَّ الْمُلُوْكَ لَفِيْ دُوْنِ مُلْكِكُمْ

ترجمہ: تمہیں عزت اور خواہشات ملیں گی اور تم اپنا حصہ لینے میں کامیاب ہو گے۔ مجھے قسم ہے! بے شک بادشاہ بھی تمہاری بادشاہی سے پیچھے ہوں گے۔

پوچھا گیا: ہم کب دنیا یا آخرت میں بادشاہ ہوں گے؟ عابد نے کہا:

اِنَّمَا تُجْعَلُوْنَ مُلُوْكًا فِي الْاُخْرٰى بِزُهْدِكُمْ

حِيْنَ يُؤْنِسُكُمْ الْعَزِيْزُ عَلٰى قَدْرِ شُكْرِكُمْ

فَتَكُوْنُوْا فِي الْقُرْبِ مِنْهُ عَلٰى قَدْرِ حُبِّكُمْ

ترجمہ: بے شک تم آخرت میں اپنے زُہد کے سبب بادشاہ بنو گے۔ جب تم عزت والے پَروَرْدگار سے اپنے شکر کے مطابق محبت رکھو گے تو تم اس سے جتنی محبت رکھو گے اتنا ہی اس سے قریب ہو گے۔

بارگاہِ الٰہی تک رسائی کا ذریعہ:

عبادت گزار عابد سے بولے: ہم کس چیز کے ذریعے **اللہ** پاک تک پہنچیں؟ عابد نے فرمایا: تم خواہشات میں بڑھتے ہو اور اپنے کاموں کو بھول جاتے ہو، اس کے باوجود ایسی خواہشات کی آرزو کرتے ہو جو تم جیسوں کے لئے ٹھیک نہیں اور یہ اس لئے کہ تم اپنی زندگی کو ٹھیک کرنے میں لگ کر اپنے معبودِ حقیقی سے غافل ہو گئے ہو۔ عبادت گُزاروں نے پوچھا: ہم کیسے اس کی اطاعت پر مدد حاصل کریں؟ فرمایا: اگر تمہیں اس کی محبت کا ایسا جام پلایا جائے جو تمہارے غیروں نے چکھا ہے تو ضرور نرم بستروں پر تمہاری نیند اڑ جائے، راحت وسکون چلا جائے اور مُناجات کے وقت قوت برداشت کم ہو جائے۔ پھر وہ تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر عبادت گزاروں کی طرف توجہ کرتے ہوئے بولے: میرے بھائیو! کل قیامت میں جب تم بزرگ اور یکتا ذات کی زیارت کے لئے عُمدہ اونٹنیوں پر سوار آؤ گے اور تمہارے ساتھ تمہارے نبی ہوں گے تو تم تھکو گے نہیں۔ عبادت گزاروں نے پوچھا: جب زیارت کرنے والے اپنے نبی کے ساتھ اس کی بارگاہ کا قصد کریں گے تو ان زیارت کرنے والوں

کا اپنے پروردگار کے ہاں کیا حال ہوگا؟ عابد نے فرمایا: جب وہ اس کے قریب ہوں گے تو وہ ان کے پاس تجلی فرمائے گا پھر جب مالکِ حقیقی کو دیکھیں گے تو ان کے غم دور ہو جائیں گے، وہ ربّ کا کلام سنیں گے اور ربّ ان کا کلام سنے گا۔ عبادت گزاروں نے پوچھا: جسے **اللہ** پاک اپنی محبت کا جام پلائے اس کی علامت کیا ہے؟ عابد نے فرمایا: اس کی علامت یہ ہے کہ جب وہ آخرت کا ذکر سنتا ہے تو اس کا دل بیدار ہوتا، اس کے تمام اُمور میں آہستگی ہوتی، وہ کثرت سے روزے رکھتا، بہت بیدار رہتا، پاک دامن اور بچنے والا ہوتا ہے۔ اس کا دل عرش میں گھوم رہا ہوتا اور تمام احوال میں **اللہ** پاک ہی ان کی مراد ہوتا ہے۔

قربِ الٰہی تک رسائی کا ذریعہ:

راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا: **اللہ** پاک آپ پر رحم فرمائے! بندہ **اللہ** پاک سے کس چیز کے سبب سب سے قریب ہوتا ہے؟ فرمایا: حضرت سَیِّدُنا محمد بن حُسَیْن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت سَیِّدُنا ابوسلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: بندہ سب سے زیادہ کس چیز کے ذریعے اس کی بارگاہ کے قریب ہوتا ہے؟ فرمایا: اس وقت جب **اللہ** پاک اس کے دل میں اپنے سوا دنیا و آخرت کی چاہت کو ملاحظہ نہ فرمائے۔ اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ بندہ **اللہ** پاک کے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ ہر عمل **اللہ** پاک کے لئے خُلُوص کے ساتھ اور اس کے دشمن سے ڈرتے ہوئے کرتا ہے۔ ایسی صورت میں اگرچہ عمل قلیل ہو لیکن جب اس پر حقیقت تقویٰ کے ساتھ عمل ہو تو وہ مقبول ہوتا ہے جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: پرہیزگاری کے ساتھ ہمیشگی سے نیک عمل کرو اگرچہ وہ کم ہو اور جو مقبول ہو جائے بھلا وہ کم بھی کیسے ہو سکتا ہے؟ یہ اس وجہ سے کہ **اللہ** پاک سے محبت رکھنے والا ایمان کے رکنِ اعظم پر ہوتا ہے جسے کامل کرنا بندے کے لیے ممکن ہوتا ہے اور اس رکن مَعْرِفت کا دعویٰ پسندیدہ نہیں، **اللہ** پاک نے اپنے ایک ولی سے فرمایا: تو نے دنیا سے بے رغبتی اختیار کر کے اپنے لیے راحت و سکون حاصل کیا اور میرے لیے گوشہ نشینی اختیار کر کے میرے سبب عزت والا ہو گیا، کیا تم نے میرے لئے کسی ولی سے دوستی کی یا میرے کسی دشمن سے دشمنی کی؟ اس سے تمہیں معلوم ہوا کہ **اللہ** پاک کے لئے محبت اور **اللہ** پاک کے لئے بُغض رکھنا ربِّ کریم کے نزدیک دنیا سے بے رغبتی اور علیحدگی اختیار کرنے سے زیادہ اجر والا ہے۔

محبین، خائفین، متقین اور متوکلین کا زُہد:

راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا: مجھے محبت کرنے والوں، خوف رکھنے والوں، پرہیز گاری اختیار کرنے والوں اور توکل اپنانے والوں کے زُہد کے بارے میں بتائیں۔ آپ نے فرمایا: عبادت گُزار حساب کی شدت کے خوف سے دنیا کے حلال میں زُہد اختیار کرتے ہیں اور جب ان سے شُکر کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ نعمتوں کے مطابق شُکر ادا نہیں کرتے۔ خوف رکھنے والوں کی ایک جماعت غضبِ الٰہی کے خوف سے حرام سے زُہد اختیار کرتی ہے۔ چنانچہ خوف رکھنے والوں کا زُہد واضح حرام کو چھوڑنا، پرہیز گاروں کا زُہد ہر شُبہ کو چھوڑنا، توکل اپنانے والوں کا زُہد روزی کا جو ذِمہ **اللہ** پاک نے لیا ہے اس سلسلے میں اس کی ذِمہ داری کے پورا ہونے کی تصدیق کرکے پریشان نہ ہونا ہے اور جہاں تک محبت رکھنے والوں کے زُہد کی بات ہے تو اس بارے میں عُلَما کے تین اقوال ہیں: ایک جماعت کا کہنا ہے کہ دنیا میں محبت رکھنے والے کا زُہد سارے کا سارا اس کے حلال اور حرام میں ہے کیونکہ دنیا فی نفسہٖ کم ہے۔ دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ دنیا کے بدلے جنت کے بارے میں زُہد یہ ہے اس بات سے بچا جائے کہ محبوب پَروَرْدگار اس سے یہ کہے: اے محب! کون سی شے تم نے میری لئے چھوڑی ہے؟ وہ کہے: میں نے تیرے لئے دنیا چھوڑی؟ پروردگار فرمائے: دنیا کی کیا قدر ہے؟ وہ کہے: اے میرے رب! دنیا کی قدر مچھر کے پَر برابر ہے۔ اسے اس بات سے **اللہ** پاک سے حیا آئے کہ وہ اپنے رب سے کہے: میں نے تیرے لئے اس چیز کو چھوڑا ہے جس کی قدر مچھر کے پَر برابر ہے لیکن تو جانتا ہے اے میرے رب! میں تیری عبادت صرف اس لئے کرتا ہوں تاکہ تو مجھے جنت عطا کرے اور میں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں چاہتا اور تیری یاد نہ ہو تو جنت بھی کیا ہے؟ دنیا میں محبِ صادق کا زُہد ان بھائیوں سے بچنا ہے جو اسے **اللہ** پاک سے پھیرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس بات کو جانتے ہوئے کہ ان سے صحبت اور ان کو ملنے جلنے سے آفات آئیں گی تو وہ ان سے دور رہتے ہیں۔

﴿14652﴾... حضرت سَیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جسے اپنی نصیحتوں میں **اللہ** پاک کی طرف سے سمجھ عطا نہیں کی گئی وہ کسی دانشور کی نصیحت سے بھی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ جو خوف والے بادشاہ سے امن کی عزت کی طرف نکلتا ہے اس کی خطائیں ہلاکت کی جگہوں کی طرف بڑھ جاتی ہیں۔ پھر اس سے عدالت کا پردہ

کھول دیا جاتا ہے اور عزت کے گواہ اسے رُسوا کرتے ہیں، پھر اسے کوئی اچھی چیز بھی پسند نہیں آتی اور نہ بُری چیز سے منہ موڑنے کا تکلف کرتا ہے، پھر اس کے نفس کو خواہشات کے اچھے منظر کی طرف پھیلا دیا جاتا ہے اور وہ لذیذ راحتوں کی طرف مائل ہوتا ہے تو اس پر نفسانی خواہش غالب آجاتی ہے۔ اس کی قدر و قیمت اپنے مولا کے ہاں کم ہو جاتی ہے، اس کا ایمان عیب دار اور یقین کم ہو جاتا ہے۔

نفس کا پھرنا اور فکر کی مضبوطی:

﴿14653﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے زُہد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ میرے نزدیک دنیا، اس کی لذتوں اور اس کی خواہشات سے کنارہ کشی اختیار کرنا ہے۔ نفس پھر جائے اور فکر مضبوط ہو جائے۔ نفس کا پھرنا یہ ہے کہ اس کا میلان اپنی طبیعت پر واقع ہونے والی چیز کو بھول کر **اللہ** پاک کی پکار کی طرف ہو جائے۔ فکر کی مضبوطی اپنے مولا کی عبادت میں الگ تھلگ ہونا ہے اور اپنے نفس کو دنیا کی خدمت سے بچانا ہے، ایسا شخص دنیا کی خدمت سے پہلو تہی اختیار کرتا ہے **اللہ** پاک سے حیا کرتے ہوئے کہ وہ اسے اپنے سوا کسی اور کا خادم دیکھے۔ وہ اپنے آقا کی خدمت کو لازم پکڑ لیتا ہے اور اپنے رب کو مالک مان کر عزت حاصل کرتا ہے۔ پس اس کے دل سے دنیا چلی جاتی ہے اور وہ جانتا ہے کہ **اللہ** پاک کی خدمت میں اس کے غیر کی خدمت سے منہ موڑنا ضروری ہے۔ چنانچہ **اللہ** پاک اسے عمل کی چادر سے ڈھانپ لیتا اور نفس کی غلامی سے آزاد کر دیتا ہے اور جس ربّ نے اسے عزت عطا فرمائی اس کی خاطر وہ اسے چھوڑ کر دنیا کا خادم نہیں بننا چاہتا۔

پس وہ بغیر مال کے غنی ہو جاتا اور بغیر رشتہ داروں کے طاقتور ہو جاتا ہے، اس کے دل سے حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں، اس کی بصیرت پختہ ہو جاتی ہے اور اس کا حوصلہ خاص ہو جاتا ہے۔ وہ اپنے تصوُّر کے ساتھ اپنی امیدوں کی انتہا تک پہنچ جاتا ہے۔ پس وہ ترقی کر کے بلند ہو جاتا اور حرص کے عذاب اور لالچ کے رنجوں سے نکل کر کشادگی کی راحتوں تک پہنچ جاتا ہے۔

لوگوں کے زُہد میں اختلاف کی وجہ:

آپ سے پوچھا گیا: لوگوں کے زہد میں اختلاف کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: دلوں کی طہارت اور عقلوں کی صحت کے مطابق اس کے دَرَجات ہیں۔ پس لوگوں میں افضل زیادہ عقل مند ہے اور زیادہ عقل مند وہ ہے جسے

اللہ کی طرف سے زیادہ فہم وفراست عطا ہو۔ اللہ کی طرف سے زیادہ فراست والا وہ ہے جو اللہ پاک کی طرف سے زیادہ اچھی طرح قبول کرنے والا ہے۔ اللہ پاک کی طرف سے زیادہ اچھی طرح قبول کرنے والا اللہ پاک کی دعوت کو جلدی قبول کرنے والا ہے۔ اللہ پاک کی دعوت کو جلدی قبول کرنے والا وہ ہے جو دنیا سے زیادہ بے رغبت ہوتا ہے۔ دنیا سے زیادہ بے رغبت آخرت میں زیادہ رغبت رکھنے والا ہے۔ پس اس طرح عقلوں میں اختلاف ہے۔ ہر زاہد اپنی مَعْرِفَت کے مطابق زُہد اختیار کرتا ہے اور اس کی معرفت اس کی عقل کے مطابق ہوتی ہے اور اس کی عقل اس کی قوتِ ایمان کے مطابق ہوتی ہے۔

تو جس کے دل اور ارادوں پر کشفِ آخرت کا علم غلبہ پالیتا ہے۔ اور اسے تصدیق آخرت کی طرف پیش قدمی کرنے پر آگاہ کرتی ہے اور اس کے دل پر دنیا کے عیب واضح ہو جاتے ہیں، ہدایت والی بصیرت دنیا کے بُرے انجام، ترکِ دنیا کر کے اللہ پاک کو اختیار کرنے کی چاہت، دنیا سے کنارہ کشی کے معاملے میں اللہ پاک کی توفیق واضح ہو جاتی ہے تو ایسے توفیق یافتہ بندے کے دل سے دنیا چلی جاتی ہے۔

سچے بندے کی علامت:

آپ سے سچے بندے کی علامت پوچھی گئی تو فرمایا: صادِق کی علامت یہ ہے کہ اس کی زبان دُرُست بات کہے، وہ غمگین رہنے والا ہو، حق کے مطابق بات کرے، اس کا دل ہر گندگی سے پاک ہو اور ہر سانس میں اپنے مولیٰ سے خالص محبت رکھنے والا ہو۔

﴿14654﴾... حضرت سیِّدُنا حارِث بن اسد محاسِبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو شخص مخلوق سے کنارہ کش ہو کر اللہ پاک سے تعلق قائم کر لیتا ہے اس کا ظاہر اہل دنیا کے ظاہر کی طرح اور باطن اپنے رب سے ڈرنے والے جلیل القدر لوگوں کے باطن کی طرح ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے دل کو اپنے رب کی طرف پھیر لیتا ہے۔ چنانچہ وہ مخلوق کی رضامندی کی فکر چھوڑ کر رضائے الٰہی کے ذکر میں مشغول ہو جاتا ہے۔ دنیا میں اس کی زندگی عُمدہ اور گناہوں سے پاک ہو جاتی ہے۔ وہ مخلوق کو اس مقام پر رکھتا ہے جس پر ربِّ کریم نے ان کو رکھا کہ وہ بندے ہیں جو اس کے لئے (ذاتی طور پر) کسی نفع ونقصان کے مالک نہیں۔ پس وہ بندوں کی رضا پر اللہ کی رضا کو ترجیح دیتا ہے، رضائے الٰہی کی طلب میں اپنے نفس پر سختی کرتا اور ہر ایک کو ناراض کر کے اللہ پاک کو راضی کرتا ہے

اگرچہ تمام مخلوق ناراض ہوجائے اور کسی ایک بندے کو بھی راضی کرنے کے لئے **اللہ** پاک کو ناراض نہیں کرتا۔ اس تمام معاملے کی اصل دنیا سے کنارہ کشی اور اس بات کا یقین ہے کہ میں ہر آن ایک نگہبان کی نگاہ میں ہوں۔

دل کو عاجزی والا بنانے کی بات:

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: دل کو عاجزی والا بنانے اور سب سے جلد نصیحت کرنے والی بات یہ ہے کہ بندہ **اللہ** کریم کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے یاد رکھے کہ **اللہ** پاک اسے دیکھ رہا ہے۔ خواہشاتِ نفسانیہ کو سب سے جلد ختم کرنے والی چیز دلوں کا غموں سے بھرا ہونا ہے۔ دنیا سے بے رغبت کرنے میں سب سے کارآمد بات یہ ہے کہ دنیا سے دل لگانے والوں کا مُشاہدہ کرے اور پھر ان سے عبرت پکڑے، آخرت کے پوشیدہ اِنعامات کا سوچے۔ دل میں **اللہ** پاک کی تعظیم کے لئے سب سے جلد ولولہ پیدا کرنے والی چیز زمین و آسمان کی پختہ کاریگری اور محکم تدبیر میں آیات اور دلائل میں غور و فکر کرنا ہے۔ زمین و آسمان کے درمیان پھیلی ہوئی مخلوق میں دلائلِ ناطقہ اور ایسے شواہد ہیں جو واضح کرتے ہیں کہ ان کی تدبیر کرنے والے کی قدرت عظیم اور مشیت نافذ ہے اور وہ اپنی بادشاہت میں غالب ہے۔ دل کو دنیا کی مشغولیت سے سب سے زیادہ خالی کرنے والی چیز غم و اَلَم کے بعد دُکھ درد ہے اور نُفُوس کو ترکِ شہوات پر سب سے زیادہ آمادہ کرنے والی چیز خدائے غالب و کبیر کی ملاقات کا شوق ہے اور عبادات کی منازل میں بلندئ درجات میں مشقتوں کو سب سے زیادہ زائل کرنے والی چیز دل کا محبت رحمٰن کو لازم پکڑنا ہے اور عابدین کے دلوں پر سب سے زیادہ انعام کرنے والی اور انہیں دائمی سُرور بخشنے والی چیز قُربِ الٰہی، دیدارِ الٰہی اور کلامِ الٰہی سننے کا شوق ہے اور مریدوں کے دلوں کو سب سے زیادہ روشن کرنے والی چیز **اللہ** ربُّ الْعٰلَمِیْن کی بارگاہ میں سچی توبہ کرنا ہے۔ پس یہ پرہیزگاروں کی پاکیزگی اور اس کے بعد محبت کرنے والوں کی طہارت کا دَرَجہ ہے اور محبین کی طہارت یہ ہے کہ اپنے محبوب کے معاملے میں دنیا کی ہر چیز سے منہ پھیر لیں۔

پس جب دل **اللہ** پاک کے سوا ہر چیز سے پاک ہوجاتے ہیں تو **اللہ** کریم سے تعلق توڑنے والی ہر چیز کے ذکر سے خالی ہوجاتے ہیں اور راہِ خُداوندی میں آنے والی ہر رکاوٹ ختم ہوجائے گی، **اللہ** پاک کے ساتھ اس کی خوشی پوری ہوجاتی، اس کے دل میں ذکرِ الٰہی خالص ہوجاتا اور اس کے لئے راستے روشن ہوجاتے ہیں۔ اس کے

لئے دنیا اور اہلِ دنیا ایسی آنکھ بن جاتے ہیں جس کے ذریعے وہ ملکوت کے پوشیدہ پردوں میں چھپے مخفی راز دیکھ لیتا ہے۔ پس اس وقت **اللہ** پاک کے ساتھ اس کی مشغولیت مکمل ہو جاتی ہے۔ **اللہ** کریم کی طرف اس کی تڑپ بڑھ جاتی اور اسی سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ پس حُزن و غم اس کے دل کو گھیر لیتے ہیں، محبت اور شوق اس کے دل کو صرف بارگاہِ الٰہی کی طرف لگا دیتے ہیں، شوق قرب چاہنے کا ہوتا ہے اور غم اس بات کا کہ اس کے اور ربِّ کریم کے مابین کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو جائے۔

دنیا سے زہد اختیار کرنے کی وجوہات:

﴿14655﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن عَبْدُ اللہ میمون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا حارِث بن اسد محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: دنیا سے زُہد (بے رغبتی) اختیار کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ درج ذیل پانچ چیزوں کی وجہ سے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی جاتی ہے: (1)...دنیا فتنوں میں مبتلا کرنے والی اور دلوں کو خدا سے غافل کرنے والی ہے۔ (2)... یہ کل بروز قیامت اپنی طرف جھکنے والے کے دَرَجات کم کروا دے گی پس اس کو وہ درجات نہ ملیں گے جو دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے والوں کو ملیں گے۔ (3)...ترکِ دنیا اختیار کرنا عبادت اور جنت کے درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے۔ (4)... قیامت کے دن روکا جانا، وہاں طویل عرصہ ٹھہرنا اور دنیا کی نعمتوں کے شکر کے متعلق پوچھ گچھ ہونا یہ ایسی چیزیں ہیں جو عقل مند طالب آخرت کو دنیا چھوڑ کر اس کے بدلے اس سے بہتر خریدنے پر اُبھارتی ہیں۔ (5)...پانچویں بڑی چیز جس کی وجہ سے دنیا کو چھوڑا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ ربِّ کریم کی محبت میں اس سے موافقت اختیار کرنا کہ جس چیز کو **اللہ** پاک نے حقیر فرمایا بندہ اسے حقیر سمجھے، جسے **اللہ** کریم نے قلیل قرار دیا بندہ اسے قلیل قرار دے، جو ربِّ کریم کو ناپسند ہو بندہ بھی اسے ناپسند کرے اور جس چیز کا چھوڑنا ربِّ کریم کو پسند ہو بندہ اسے چھوڑ دے۔

اگر دنیا کے سبب مذکورہ کسی بات میں کمی نہ آئے اور نہ ہی دنیا بندے کو اطاعتِ خداوندی سے غافل کرے نیز دنیادار اور دنیا سے کنارہ کش دونوں کا آخرت میں ثواب بھی ایک جیسا ہو اس کے باوجود **اللہ** کریم اس بات کا حقدار ہے کہ جسے وہ ناپسند کرے بندہ اسے ناپسند کرے اور اس چیز کو حقیر سمجھے جسے **اللہ** پاک حقیر جانے اور یہی جَلِیْلُ الْقَدْر عَظِیْمُ الشَّان محبین کا زُہد ہے۔

اللّٰہ پاک نے مذکورہ پانچ خصائل پر قرآن پاک اور سُنّتِ نبوی کے ذریعے راہنمائی فرمائی اور بندگانِ خدا میں سے خاص عُلَما و حکما نے بھی یہی بات بیان فرمائی۔

علم، زُہد اور معرفت کا فائدہ:

﴿14656﴾... حضرت سیِّدُنا حارِث محاسبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: علم خوفِ خدا پیدا کرتا، زُہد راحت لاتا اور مَعْرِفَت بارگاہ الٰہی کا شوق پیدا کرتی ہے اور اس امت کے بہترین لوگ وہ ہیں جن کو آخرت دنیا سے اور دنیا آخرت سے غافل نہیں کرتی۔ جس نے مُراقبہ اور اخلاص کے ذریعے اپنا باطن دُرُست کرلیا، اللّٰہ پاک مجاہدہ اور سنت کی پیروی کے ذریعے اس کا ظاہر سنوار دے گا۔ جس نے اپنا باطن سنوارنے کی کوشش کی اللّٰہ کریم اس کے ظاہری مُعاملے کو اچھا فرما دیتا ہے، باطن کی اصلاح کی کوشش کے ساتھ ساتھ جس کا ظاہری معاملہ عمدہ ہو گیا اللّٰہ پاک اسے اپنی طرف کی راہ دکھا دیتا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں خود فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (پ۲۱، العنکبوت: ۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جنھوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔

تصوّف کے سوال و جواب:

﴿14657﴾... حضرت سیِّدُنا حارِث محاسبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: نَفْس کا مُحاسبہ کس طرح کیا جاتا ہے؟ فرمایا: نَفْس کا محاسبہ یوں ہو گا کہ عقل نَفْس کی نگرانی کرے اور نگاہ رکھے کہ نفس کی غلطیاں بڑھ رہی ہیں یا کم ہو رہی ہیں۔ پوچھا گیا: خود احتسابی کہاں سے پیدا ہوتی ہے؟ فرمایا: جب خامی کا اور بے قدری کی کالک کا اندیشہ ہوتا اور زیادہ منافع کی جستجو ہوتی ہے تو خود احتسابی پیدا ہوتی ہے۔ خود احتسابی سے دل کی آنکھیں مزید روشن ہو جاتی ہیں، سمجھداری بڑھتی ہے، حجّت کا ثبوت اور مَعْرِفَت کی وسعت رکھنے میں تیزی بڑھ جاتی ہے اور یہ سب اسی قدر ہوتا ہے جس قدر دل اپنی (نفس کی) نگرانی پر کاربند رہے۔ عَرض کی گئی: دل و عقل خود احتسابی سے پیچھے کب ہٹ جاتے ہیں؟ فرمایا: جب نفسانی چاہتوں اور خواہشوں کا غلبہ ہو، کیوں کہ نفسانی چاہت و خواہش وہ چیزیں ہیں جو عقل، علم اور زبان کو دبا دیتی ہیں۔ حضرت سیِّدُنا حارِث محاسبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: سچائی کیسے پیدا

ہوتی ہے؟ فرمایا: جب اس بات کی معرفت ہو کہ **اللہ** پاک دیکھ اور سُن رہا ہے، منہ سے جو لفظ نکالا، جو وعدہ خلافی کی اور تلافی میں جو تاخیر کی ایسی ذرہ بھر چیزوں کا بھی حساب لیے جانے کا خوف ہو تو سچائی پیدا ہوتی ہے۔ سچائی کی بنیاد معرفت ہے، سچائی سب نیک کاموں کے لیے بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے، بندے میں سچائی کی قوت جتنی زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی وہ نیک کام زیادہ کرتا ہے۔ پوچھا گیا: شکر کیا ہے؟ فرمایا: شکر یہ ہے کہ آدمی یقین رکھے کہ نعمتیں صرف ربِّ کریم کی طرف سے ہیں، آسمان و زمین والی مخلوق پر جو نعمتیں ہیں انہیں ربِّ کریم نے ہی بے نمونے کے پیدا فرمایا ہے اور یہ یقین رکھتے ہوئے اپنی اور دوسروں کی طرف سے ربِّ کریم کا شکر ادا کرے تو یہ شکر کا اعلیٰ درجہ ہے۔

صبر اور برداشت کیا ہے؟

حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: صَبْر کیا ہے؟ فرمایا: بندے کو جس حال میں ربِّ کریم نے رکھنا چاہا بندہ شکوہ واویلا چھوڑ کر اسی حال میں رہے اور بے صبری سے دور رہتے ہوئے خود کو بندگی کے مقام پر رکھے۔ پوچھا گیا: برداشت کیا ہے؟ فرمایا: نَفْس کو مصیبتیں سہنے پر مجبور کرنا، کڑوے گھونٹ بھر لینا، تکلیفیں برداشت کرلینا اور خطاؤں کی آلودگی سے پاکی اور توبہ کی قبولیت کے لیے مشقتیں اُٹھالینا برداشت ہے، کیوں کہ برداشت والے کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ ثواب کی امید میں خطاؤں کی آلودگی سے پاک ہو جائے اور صَبْر والے کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ بلندی کی چوٹیوں تک پہنچ جائے، برداشت والے کو بہت درد محسوس ہوتے ہیں جبکہ صبر والے سے بڑی مشقتیں ہٹ چکی ہوتی ہیں کیوں کہ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ خوش دلی اور کُھلے دل سے عمل کرے اور وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ جانتا ہے کہ ربِّ کریم میرے صبر میں مجھے دیکھ رہا ہے اور میں اپنے مولیٰ کے لیے جس مُعاملے میں صبر کر رہا ہوں میرے پیارے آقا و مولیٰ نے ہی میرے لیے اس معاملے کو پسند فرمایا ہے۔ چنانچہ یہ سب سوچ کر صبر والا بندہ مشقتیں جھیل لیتا ہے۔ اسی بارے میں ایک عقل مند کے شعر ہیں:

رَضِیْتُ وَقَدْ اَرْضٰی اِذَا کَانَ مُسْخِطِیْ　　　مِنَ الْاَمْرِ مَا فِیْہِ رِضٰی مَنْ لَہُ الْاَمْر

وَاَشْجَیْتُ اَیَّامِیْ بِصَبْرٍ حَلَوْنَ لِیْ　　　عَوَاقِبُہُ وَالصَّبْرُ مِثْلُ اِسْمِہٖ صَبْر

ترجمہ: میں راضی ہوں اور جب کسی مُعاملے میں بظاہر ناراض کرنے والی چیز وہ ہو جس میں ہر معاملے کے مالک (ربّ

کریم) کی رضا ہے تو میں (ناراض ہونے کے بجائے) راضی ہو جاتا ہوں، اپنے شب و روز کو اس صبر کے ساتھ زیر رکھتا ہوں جس صبر کے نتیجے میرے لیے بہت میٹھے ہیں یہ اور بات ہے کہ صبر خود اپنے ہم نام (ایلوا) کی طرح کڑوا ہوتا ہے۔

مقامِ رضا تک رسائی کیسے ہوگی؟

حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: رضا کے مقام تک رسائی کیسے ہوگی؟ فرمایا: دل اس بات کا یقین رکھے کہ میرا آقا و مولیٰ اپنے فیصلوں میں عادل ہے اس کی ذات ہر شک وشُبہ سے بالاتر ہے اور یقین رکھے کہ میں اپنے لیے جو چیز پسند کروں گا میرے حق میں اس سے بہتر چیز وہ ہے جو ربِّ کریم میرے لیے پسند فرمائے، تب عقلوں کو روشنی ملے گی، دِلوں کو یقین ملے گا، سینے علم سے روشن ہوں گے اور اُن کے لیے عُلُوم گواہی دیں گے کہ ربِّ کریم نے اپنی مشیت سے وہی فیصلہ فرمایا ہے جسے اپنے علمِ اَزَلی سے وہ جانتا ہے کہ میرے اختیار و محبّت میں میرے بندے کے لیے یہ چیز بہتر ہے۔ دِلوں کو یقین ہوگا کہ سب انصاف اس ربِّ کریم کی طرف سے ہے جس جیسا کوئی نہیں۔ چنانچہ جس پاک پروَردگار کی ذات کے بارے میں اعضاء جانتے ہیں کہ وہ اپنے فیصلوں میں انصاف فرماتا ہے اور اپنے حکم میں ہر شک وشُبہ سے بالاتر ہے اس پاک ذات پر اعتراض کرنے کے لیے کوئی عضو زبان نہ کھولے گا اور یوں ربِّ کریم کے فیصلے سے دل راضی و مطمئن رہے گا۔

تم کیا ہو اور تمہیں کیسا ہونا چاہیے؟

﴿14658﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یاد رکھو! تم جو ہو ذاتِ الٰہی کے طُفَیل ہو، وہی چیز تمہاری ہے جو تمہیں رضائے الٰہی سے ملی، اگر تم حقوقُ اللہ میں **اللہ** پاک سے ڈرتے رہو تو وہ تمہیں اوروں کے شر سے بچائے رکھے گا، بندہ اچھا ہو جاتا ہے تو ربِّ کریم اس کی اچھائی کی برکت سے دوسروں کو بھی اچھا فرما دیتا ہے، بندہ خراب ہو جاتا ہے تو اس کی خرابی سے دوسرے بھی خراب کر دیے جاتے ہیں، تمہاری بُری عادتیں تمہاری اپنی ذات میں تمہاری دشمن ہیں اور تمہاری اچھی عادتیں تمہاری اپنی ذات میں تمہاری دوست ہیں، نفرت کے ساتھ اپنی برائیوں سے لڑو، اپنے دوستوں کو ساتھ ملا کر دشمنوں سے لڑو، اپنی تحمّل مزاجی کو ساتھ لے کر اپنے غصے کا مقابلہ کرو، غور و فکر کے ذریعے اپنی غفلت سے جنگ کرو، ہوشیاری کے ذریعے اپنی لغزش کا مقابلہ کرو، کیوں کہ تمہاری طبیعت میں ڈالی گئی چیزوں اور نفسانی خواہشات سے مقابلہ کروا کے آزمایا

جارہا ہے، عاجزی کا دامن ہاتھ سے جانے نہ دو اور سمجھ لو کہ جو (گندگی بھرے) تم ہو اور جو (مٹی) ہو جاؤ گے اسے یاد رکھنا تمہیں عاجزی اپنانے میں مدد دے گا۔ عاجزی کی مختلف صورتیں ہیں، سب سے اعلیٰ وافضل صورت یہ ہے کہ خود کو کسی سے بہتر نہ سمجھو، جسے دیکھو اسے سچے دل کے ساتھ اپنے سے بہتر سمجھو، جو اچھے لوگ نظر آئیں ان کی بَرَکت کی اُمید رکھو، ان کی دُعا لینے کی جستجو میں رہو اور یقین رکھو کہ ان ہی کی بَرَکت سے بلائیں تم سے ٹلتی ہیں۔ یہ بڑی عاجزی ہے۔ اس سے نچلی عاجزی یہ ہے کہ بندہ دل سے عاجزی اپنائے، جان پہچان والوں کو ناپسند نہ کرے، مخالفت والے کو حقیر نہ سمجھے، جو پاس موجود ہے لیکن قریب نہیں اس کے ساتھ ناانصافی نہ کرے۔ تیسرے درجے کی عاجزی وہ ہے جو بندوں پر فرض وضروری ہے اگر بندے یہ عاجزی چھوڑ دیں تو کامل مومن نہ رہیں گے اور وہ عاجزی ہے بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کرنا۔ یہی عاجزی اس روایت میں بیان ہوئی ہے کہ ”جو بارگاہِ الٰہی کے لئے سجدے میں پیشانی رکھ دے وہ تکبُّر سے بَری ہے۔“[1] ربِّ کریم نے ہمیں اور تمہیں اس عاجزی سے نوازا ہے۔ اللہ پاک سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمہیں سب سے اعلیٰ وافضل عاجزی عطا فرمائے۔

مختصر اور جامع وعظ:

﴿14659﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: میں تم سے جو کہتا ہوں اسے سمجھ لو، اس میں غور وفکر کے لیے اپنی عقل کو دوسری سوچوں سے آزاد کرلو، ہمیشہ اسے اپنے خیالوں میں رکھو، اپنے ذہن سے یہ بات جانے نہ دو، اپنا دماغ حاضر کرو، خُدا کی یاد میں مشغول ہو جاؤ، اس کے سوا ہر کسی کی یاد دل سے نکال پھینکو، ہر خیال دُور کردو، ہم آزمائش وامتحان کے لیے پیدا کیے گئے ہیں، ہمارے لیے جنت یا (مَعَاذَ الله) دوزخ تیار کی گئی ہے۔ عقل والا اس مُعاملے کی خطرناکی کو محسوس کرتا ہے اور اس کی فکریں بڑھ جاتی ہیں۔ یادِ الٰہی میں مشغول رہو جب تک پتا نہیں چل جاتا کہ تمہارا ٹھکانا کیا ہوگا؟! بات یہ ہے کہ بندے نے اپنے آقا کی بات نہیں مانی اپنے مولیٰ کی نافرمانی کی، صبح وشام وہ ناراضی ورضا کے اُمید وخوف میں رہا، نہیں جانتا کہ رضا سے نوازا گیا یا ناراضی میں جا پڑا، لہٰذا یہ سب دیکھ کر اس کی پریشانی بڑھ گئی، تکلیف شدید ہوگئی، غم زیادہ ہو گیا اور یہ تب تک رہے گا جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ بارگاہِ الٰہی میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ توفیق کی جستجو میں ذاتِ الٰہی کی

---

[1] ...مصنف ابن شيبة، كتاب الزهد، يحيى بن جعدة، ٨/٢٢٦، حديث: ٣

طرف ہی رغبت رکھو، اسی سے گناہوں کی مُعافی مانگو، سب کاموں میں اللہ پاک سے مدد مانگو۔ حیرت ہے! کیسے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں اور تمہارے دل سے خوف چلا جاتا ہے جبکہ تم اپنے ربِّ کریم کی نافرمانی کرتے ہو اور موت اپنی تکلیفوں، حلق کے کانٹوں، ہچکیوں اور جھٹکوں کے ساتھ تم پر آئے گی، تصوُّر کرو گویا موت تم پر آتی ہی ہے، تصوُّر کرو گویا تمہیں موت نے ایسا پچھاڑ دیا ہے کہ اب محشر میں ہی اٹھو گے، خالی دل اور پُر جوش عزم کے ساتھ اور اپنے کمزور جسم پر ترس کھاتے ہوئے اس بات کو سوچو اور ہر اس چیز سے منہ موڑ لو جو تمہیں تو پسند ہو لیکن تمہارے آقا و مولیٰ کو پسند نہ ہو، بہت اُمید ہے کہ ربِّ کریم تم سے راضی ہو جائے گا، ربِّ کریم کو مناؤ، اپنی لغزشوں پر اس سے معافی مانگو، اس کے خوف سے روؤ، بہت امید ہے کہ تمہارے آنسوؤں پر رحم کیا جائے گا، مُعاملہ بہت بڑا ہے، موت تم سے نزدیک ہے، تمہارا آقا و مولیٰ تمہاری چھپی اور کھلی باتیں جانتا ہے، اس بات سے ڈرو کہ وہ تمہیں غَضَب و ناراضی کی نگاہ سے دیکھے جبکہ تمہیں پتا بھی نہ ہو، شانِ الٰہی کو بڑا جانو، اس کے دیکھنے کو معمولی نہ سمجھو، اس کے جاننے کو ہلکا نہ جانو، اس سے ڈرتے رہو، اس کی ناراضی میں نہ آؤ کہ نہ تو تم اس کے غضب کو برداشت کر سکتے ہو اور نہ ہی اس کے عذاب کو سہہ سکتے ہو۔

موت کی یاد اور اس کے اثرات:

﴿14660﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: موت کی یاد آپ کے نزدیک کس کا مقام ہے؟ مَعْرِفَت والے کا یا توبہ والے کا؟ فرمایا: شروع میں توبہ والے کا مقام ہے اور آخرِ کار معرفت والے کا مقام ہے۔ عَرض کی گئی: ارشاد فرمائیے آپ نے یہ بات کس طرح فرمائی؟ فرمایا: سُنو! توبہ والا وہ ہے جس کے دل پر یادِ الٰہی غالب آجاتی اور وہ سزا کے ڈر سے لغزشیں چھوڑ دیتا ہے، جب بھی دِل میں موت کی یاد آتی ہے تو اس کی خواہشیں دَم توڑ جاتی ہیں۔ جو معرفت رکھتا ہے وہ موت کو یاد کرتا ہے تو موت سے پیار کرتے ہوئے اور زندگی کے مقابلے میں موت کو ترجیح دیتے ہوئے موت کو یاد کرتا ہے اور بارگاہِ الٰہی و ملاقاتِ الٰہی کے شوق میں، دیدارِ الٰہی کی اُمید میں اور خاص قُربِ الٰہی والے گھر (جنّت) میں قیام کی امید میں معرفت والے بندے کا دل جس دنیا کو بُھلا چکا ہے اس دنیا سے منہ موڑ کر وہ موت کو یاد کرتا ہے کیوں کہ ربِّ کریم کی ذات سے اچھے گمان کا اس بندے کے دل پر غلبہ ہوتا ہے، جیسا کہ شعر ہے:

قَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ اِلٰی لِقَائِھِمْ اَشْوَقُ

ترجمہ: نیک لوگوں کا بارگاہِ الٰہی کی طرف اشتیاق بڑھ گیا جبکہ ربِّ کریم ان کی ملاقات کو زیادہ پسند فرماتا ہے۔

عرض کی گئی: توبہ والے اور معرفت والے کے دل میں موت کی یاد کیسی ہوتی ہے؟ فرمایا: توبہ والے کے دل میں موت کی یاد آتی ہے تو وہ موت کو پسند نہیں کرتا بلکہ اس غرض سے زندہ رہنا چاہتا ہے کہ سامانِ آخرت جمع کرلے، نیکیوں سے سیراب ہوجائے، اپنی حالت سُدھار لے اور بارگاہِ الٰہی کی حاضری وپیشی کے لیے تیاری کرلے، توبہ واستغفار، عبادت وریاضت اور گناہوں سے پاکیزگی اپنا کر دل مطمئن کرنے سے پہلے ہی اچانک موت آجانا اُسے ناپسند ہوتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ نہایت پاکیزہ ہوکر بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو۔ معرفت والے کے دل میں مَوت کی یاد ایسی ہوتی ہے کہ جب اُسے مَوت آنایاد آتا ہے تو دل کی مُراد بَر آتی اور گنہگاروں کی دنیا میں رہنا ناپسند ہوتا ہے، زندگی جلد گزر جانے کو پسند کرتا، لمبی امیدیں نہیں رکھتا، جان بارگاہِ الٰہی کی طرف محتاجی محسوس کرتی ہے اور دل **اللہ** پاک سے ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے، جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ صحابیِ رسول حضرت سیِّدُنا حُذیفہ بن یمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے اِنتقال کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا: بہت ضرورت کے موقع پر بہت پیاری چیز (موت) آگئی۔ جسے ندامت ہوئی وہ کامیاب نہ ہوا۔ اے **اللہ**! اگر یہ بات تیرے عِلْم کے مطابق ہے کہ مجھے زندگی سے زیادہ مَوت پسند ہے تو مَوت کی سختیاں مجھ پر آسان کردے کہ تیری بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں۔

﴿14661﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا فرمان ہے: جو لوٹ آیا وہ پہنچا ہی نہیں تھا، اگر یہ لوگ پہنچ چکے ہوتے تو کبھی لوٹ کر نہ آتے۔ اس فرمان کے بارے میں حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا تو فرمایا: اس فرمان کے کئی مطلب ہوسکتے ہیں۔ عرض کی گئی: کچھ مطالب بیان فرمائیے۔ فرمایا: ہوسکتا ہے حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اس فرمان کے ذریعے بارگاہِ الٰہی کے مسافروں کو ترغیب دلانا چاہتے ہوں تاکہ وہ سُستی کا شکار نہ ہوں، بارگاہِ الٰہی سے ناتا توڑنے سے بچیں، قُربِ الٰہی اور بارگاہِ الٰہی تک رسائی میں اپنی سب کوشش لگادیں۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے فرمان کا مطلب اور اونچا ہو یعنی جو خالص عمل تک پہنچ جائے وہ لغزشوں کی طرف لوٹ کر نہیں آتا۔ یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جو اونچے مرتبوں تک پہنچ گیا ہے وہ قبروں کی وحشت ناکی کی طرف نہیں لوٹے گا۔ یہ بھی ہوسکتا

ہے کہ جس نے ربُّ العالمین کے وعدے پر پختہ اعتماد رکھا، اہلِ یقین کا سہارا لیا اور یقین کی خوشگواری کو پہنچ گیا تو وہ مخلوق کی غلامی کی ذلت کی طرف نہیں لوٹے گا۔ ان معانی کے اعتبار سے سوال کے جواب میں یہ بھی احتمالات ہوسکتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرمان کا مطلب پوچھنے والے شخص نے وہ رات حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس ہی گزاری۔ صبح کو حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا، ایک سُوار کھڑا ہے اور میں اسی مُعاملے میں اُس سے گفتگو کر رہا ہوں۔ اُس سوار نے ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا: جو اخلاص تک پہنچ گیا وہ کوتاہی کی طرف لوٹ کر نہیں آیا۔

اہلِ ایمان پر مصیبتیں کیوں آتی ہیں؟

کسی نے حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا: **اللہ** پاک آپ پر رحمت فرمائے، یہ فرمایئے کہ ایمان والوں پر بارگاہِ الٰہی سے مصیبتیں کیوں آتی ہیں؟ فرمایا: مصیبتوں کی تین وجوہات ہیں: (1)... خراب کاموں والوں کے لیے غضب و سزا ہوتی ہیں، (2)... توبہ والوں کے لیے گناہوں سے پاکیزگی ہوتی ہیں اور (3)... معرفت والوں کے لیے آزمائشیں ہوتی ہیں۔ عَرض کی گئی: ان تین قسم کے افراد کی عبادت کا فرق بھی بتا دیجئے۔ فرمایا: جو خراب کاموں والے تھے اُن کے دلوں سے خوف چلا گیا اور غفلت نے اُنہیں باندھ دیا۔ چنانچہ وہ ناراضی میں جا پڑے۔ جو توبہ والے ہیں وہ آزمائش کی جگہوں میں صبر کے ساتھ رہے یہاں تک کہ مشقت و محنت اُٹھا کر آخرِ کار آزمائشوں سے چھٹکارا پا گئے۔ جو معرفت والے ہیں اُنہوں نے **اللہ** پاک کے فیصلوں پر رضامندی کے ساتھ آزمائش کا استقبال کیا اور اس بات کا یقین رکھا کہ **اللہ** پاک اپنے فیصلے میں انصاف فرمانے والا ہے۔ چنانچہ وہ مصیبت آنے پر خوش ہوئے کیوں کہ ربِّ کریم نے اُن کے حق میں جو بات پسند فرمائی اس کے نتائج کو وہ بخوبی سمجھتے ہیں۔ عَرض کی گئی: اس آیتِ کریمہ کا کیا مطلب ہے؟

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِیْنَ مِنْكُمْ وَ الصّٰبِرِیْنَۙ وَ نَبْلُوَاۡ اَخْبَارَكُمْ ۝

(پ۲۶، محمد: ۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں تمہارے جہاد کرنے والوں اور صابروں کو اور تمہاری خبریں آزمالیں۔

پوچھنے والے نے کہا: کیا اس کا یہ مطلب بنتا ہے کہ اس نے ابھی تک جانا ہی نہیں؟ فرمایا: ہر ہونے والی چیز

کو وہ ہونے سے پہلے ہی جانتا ہے لیکن اس کے فرمان ﴿حَتّٰى نَعْلَمَ ہم دیکھ لیں﴾ کا مطلب ہے کہ ہم جہاد کرنے والوں کو اُن کے جہاد میں اور صبر والوں کو اُن کے صبر میں دیکھ لیں۔ روایت میں ہے کہ **اللہ** پاک نے بنی اسرائیل کے ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام کو وحی فرمائی: جو میری بارگاہ کا رُخ کرتے ہیں میں بہت تکریم سے اُن کا خیر مقدم کرتا ہوں، صبر والے میری خاطر جو صبر کرتے اور مشقت اُٹھانے والے میری رضا کی طلب میں جو مشقتیں اٹھاتے ہیں یہ سب میری نگاہ میں ہے، کیا سمجھتے ہو میں ان کا کوئی عمل ضائع کر دوں گا یا اُن کی کوئی بات بھلاؤں گا؟ یہ ہو ہی کیسے سکتا ہے جبکہ میں جُود و کَرم والا ہوں، جو مجھ سے منہ پھیر کر جاتے ہیں اُن پر بھی اپنے فضل سے جود و کرم فرماتا ہوں تو جو میری بارگاہ کا رُخ کرنے والے ہیں اُن پر میرا کرم کیسا ہوگا۔ حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھنے والے نے کہا: **اللہ** پاک آپ پر رحمت فرمائے! یہ بتایئے آیت میں جو خطاب فرمایا گیا اس سے معرفت و دانش والوں کے دلوں نے کیا فائدہ اٹھایا؟

حضرت سیِّدُنا حارِث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: بارگاہِ الٰہی سے عطا ہونے والی سمجھ داری کے ساتھ انہوں نے خطابِ الٰہی کا یوں استقبال کیا گویا وہ براہِ راست خُدائے پاک سے ہی وہ خطاب سُن رہے ہیں اور اُن کی جانیں اُن کے جسموں سے جتنی نزدیک ہیں اس سے زیادہ رحمتِ الٰہی آزمائش کے وقت اُن سے قریب ہوتی ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے یقین رکھا کہ وہ خدائے پاک کی نگاہ میں ہیں، **اللہ** پاک اُنہیں دیکھ رہا ہے، پھر جب انہوں نے ذاتی اختیار کو اور ذاتی طاقت کی تدبیر سے ملنے والی مالکیت کو اپنے دل سے نکال دیا، خدائے پاک کی پناہ چاہی، اس کے حُضُور بازو بچھا دیے، عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور خُدا کی بندگی میں اُن کے بدن ہر جہاد کے لیے تیار ہو گئے۔ چنانچہ وہ گرے ہوئے تھے، ربِّ کریم نے اُنہیں اٹھایا، اُن کی لغزش کو مُعاف کر دیا، اُنہیں سُستی لانے والی باتوں سے اور بے صبری والی بد عہدی سے محفوظ رکھا، اُنہیں دشمن کی آفتوں، بہکاووں، گمراہیوں اور فریبوں سے کامل طور پر محفوظ خیموں میں رکھا، اُنہیں بہترین معرفت سے نوازا، اپنے کام خُدا کو سونپ دینے کی توفیق دی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے سب مُعاملات **اللہ** پاک پر چھوڑ دیے، اپنی فکریں خدائے پاک کے حوالے کر دیں، قناعت کی ٹھنڈی ہوا، اطمینان بھری خوشگوار زندگی، پُر سکون بھروسا مندی، آزمائش میں مدد دینے والی چیزیں لگاتار عطا ہونے کی انتہائی خوشی، بڑے اور عظیم فائدے اور بصیرت کی بڑھوتری کی آس میں نجات کے

مضبوط قلعے کو اپنائے رکھا اور یقین رکھا کہ ربِّ کریم ان کی چھپی ہوئی باتوں اور پوشیدہ مقصدوں کو جانتا ہے اور اُن کے دلوں میں جو یقین حاصل ہوتا اور اُن کے پوشیدہ خیالوں میں جن چیزوں کی طرف اشارہ ہوتا ہے اُن کا خالق ربِّ کریم ہے۔ چنانچہ ان کی طَلَب بڑھ گئی، محنت میں سُستی کے سب بہانے اُن سے دُور ہوگئے کیوں کہ اُن میں عُذر سے واقفیت ہے۔ یہ لوگ اچھی معرفت کے مقامات، وسیع ہدایت کے احوال اور خوبصورت وخوشنما بصیرت میں ہیں۔ چنانچہ وہ ربِّ کریم پر بھروسے کی عزّت افزائی سے مُعزز ہوئے۔ پوچھنے والے نے کہا: **اللہ** پاک آپ پر رحمت فرمائے! آپ کی وضاحت میرے لیے کافی ہے، آپ نے مجھے وہ باتیں بتائی ہیں جن سے میں واقف نہیں تھا، مجھے وہ چیزیں دِکھادی ہیں جو پہلے میرے سامنے نہیں تھیں، آپ نے عِلْم کی روشنی، فائدہ مند سمجھ داری، یقین کے اضافوں کے ساتھ میرے دل سے جہالت کی تاریکی دُور کردی ہے، مجھے میرے مقام پر پختگی دی ہے، میری رغبت میں اضافہ فرمایا ہے، مجھے تنگ دلی سے راحت بخشی ہے، **اللہ** پاک اپنے فضل ورحمت سے آپ کو راہِ نجات پر چلائے اور درستی کی توفیق عطا فرمائے۔ وہی کام بنانے والا ہے اور اس کی سب خوبیوں پر حمد ہے۔

مراقبہ کیا ہوتا ہے؟

﴿14662﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: خُدا کا دِھیان کرنا کیا ہوتا ہے؟ اور خدا کا دھیان کرنے والا بندہ کیسا ہوتا ہے؟ فرمایا: مراقبہ یعنی خدا کا دھیان کرنا تین طرح کا ہوتا ہے، سمجھ والوں کو کتنی سمجھ ہے اور انہیں کتنی خُداشناسی ہے اس کے فرق کے مطابق ان کے مُراقبوں میں فرق ہوتا ہے۔ اُن تین خصلتوں میں سے **پہلی** خصلت خوفِ خُدا، **دوسری** خُدا پاک سے حیا رکھنا اور **تیسری** محبّتِ الٰہی ہے۔ (1)...جو خُدائے پاک کا خوف رکھتا ہے وہ ربِّ کریم سے بہت ڈرتے گھبراتے ہوئے خُدائے پاک کا دھیان رکھتا ہے۔ (2)...جو ربِّ کریم سے حیا کرتا ہے وہ انتہائی عاجزی وانکساری کے ساتھ خُدا کا دھیان رکھتا ہے۔ (3)...جو ربِّ کریم سے محبت کرتا ہے وہ انتہائی خوشی سرمستی اور خوش دلی سے اور انمٹ اندیشے کے ساتھ ربِّ کریم کا دھیان رکھتا ہے۔ مراقبے والوں کے دل نگاہ رکھنے والے خُدائے پاک کے آگاہ ہونے سے غافل نہیں ہو پاتے ہیں اور وہ دل میں اس بات کا ڈر رکھتے ہیں کہ کہیں ربِّ کریم انہیں مراقبے سے غافل نہ دیکھے۔ مراقبہ کی تین حالوں کے

ساتھ تین خصلتیں ہیں: **پہلی** حالت یہ ہے کہ **اللہ** پاک نے جو کچھ لازم فرمایا اس پر عمل سے پہلے ہی ہوشیاری پر ثابت قدم رہے اور ربِّ کریم نے جس چیز سے منع فرمایا اسے غلطی کا ڈر رکھتے ہوئے چھوڑے رکھے، لہٰذا ربِّ کریم نے جو کچھ لازم فرمایا اس پر عمل کرنے میں اور جن چیزوں سے منع فرمایا کوتاہی کا ڈر رکھتے ہوئے ان سے باز رہنے میں جلدی کرنے کی دُرُستی ان کے سامنے ظاہر ہو گئی۔ چنانچہ اس نے عمل شروع کر دیا اور کوتاہی کا ڈر رکھتے ہوئے عمل کو مکمل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ عمل شروع کرنے سے پہلے جسے غلطی کا اندیشہ لاحق نہ ہو وہ اس پاک پروردگار کا دھیان کیسے کرے گا جس کے لیے عمل کر رہا ہے، جبکہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ ربِّ کریم کا جیسا حکم ہے اور جیسی پسند ہے بندہ اس کے برعکس طریقے پر عمل کر رہا ہو اور جس بندے کے سامنے درستی کی راہ واضح ہو گئی پھر بھی اس نے **اللہ** پاک کی پسند کے مطابق عمل کرنے میں جلدی نہ کی تو اس نے خدا کا دھیان نہ رکھا کیوں کہ جو پاک پروردگار اس پر نگہبان ہے اس کی محبت میں عمل کرنے سے اس نے سستی کی۔ وہ پروردگار اس بندے کو اپنے احکامات بجالانے میں سُستی کرتا دیکھتا ہے، جو اپنے عمل کی تکمیل کے لیے کوشش نہ کرے وہ مضبوط نہیں ہے اور جو ربِّ کریم اسے دیکھ رہا ہے اس کا دھیان کرنے میں وہ کوتاہی برت رہا ہے، کیوں کہ جس کے لیے عمل کرتا ہے اس کے لیے عمل پر قائم رہنے میں اس نے کوتاہی کی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ **اللہ** پاک اس عمل کی تکمیل و پختگی کو پسند فرماتا ہے۔

عمل سات خصلتوں سے کامل ہوتا ہے:

حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ بارگاہِ الٰہی کے مسافر کا عمل و حکمت سات خصلتوں سے کامل ہوتا ہے: (1)... عقل کا حاضر ہونا (2)... ذہانت کا نافذ ہونا (3)... غلطی کے بغیر عمل کا وسیع ہونا (4)... عقل کا خواہش پر غالب ہونا (5)... ربِّ کریم کو راضی کرنے کے لیے بہت فکر مند ہونا (6)... قول و عمل سے پہلے پختگی اپنانا اور (7)... فرماں برداریوں کے ساتھ مل جانے والی مصیبتوں سے بہت ہوشیار رہنا۔

سچے مراقبے کی نشانی:

بارگاہِ الٰہی کے مسافروں میں سب سے کم غفلت والا وہ ہوتا ہے جو ربِّ کریم کا زیادہ مُراقبہ یعنی دھیان کرتا اور ساتھ ہی ساتھ نگاہ رکھنے والے ربِّ کریم کی تعظیم اپناتا ہے، تعظیم والے سچے مراقبے کی نشانی یہ ہے کہ

بندہ عقل کے تقاضوں اور نفسانی خواہش کے تقاضوں میں کامل ذہانت سے فرق سمجھے، عِلْم کی روشنی میں دیکھ کر ثابت قدم رہے، فرماں برداریوں اور فرماں برداری کی ہمشکل بُرائیوں کے درمیان فرق کرے، نگہبان بادشاہ کی نگاہ میں مقامِ قُرب میں مُراقبے کی تکمیل میں مضبوط عزم رکھے، ناراضی کا خوف رکھتے ہوئے ناپسندیدہ چیز سے بہت گھبراتا ہو، خوف زیادہ ہونے کی نشانی یہ ہے کہ ڈرتا رہے کہ کہیں ایسا نہ ہو ماضی میں جو بُرائیاں کی ہیں اُن کی بخشش نہ کی جائے، جو نیکیاں کی ہیں وہ مقبول نہ ہوں اور آئندہ کے لیے ہوشیار رہے کہ کہیں آزمائشوں میں نہ پڑ جائے، جتنی رغبت زیادہ ہوگی اتنا ہی حوصلہ بلند ہوگا، جس چیز کی رغبت ہونی چاہیے اس کی جتنی زیادہ معرفت ہوگی اتنی ہی رغبت بڑھے گی، حوصلہ بلند ہو تو وہ تھکن کا احساس کم اور رضائے الٰہی کی راہ میں آنے والی سختیوں کو ہلکا کردے گا، بلند حوصلوں کے ساتھ مسلسل کوشش کرتا رہے، جو سرگرمی سے کام کرتا ہے وہ مُسْتَعِد رہتا ہے، خوشی مُناجات کے ساتھ پُرجوش ہوتی ہے، نَفْس کو ہلاکتوں میں پڑنے سے روکنے والی اور نجات پر رکھنے والی لگام صَبْر ہے، یقین دلوں کو دنیا کے غموں سے راحت دیتا اور دنیا کے سب فائدے دیتا ہے، حُسنِ ادب عالم کے لیے زینت اور جاہل کے لیے پردہ ہے، جس کی امیدیں کم ہوتی ہیں وہ موت کا ڈر رکھتا ہے اور جو موت سے ڈرتا ہے اُسے موقع ضائع ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، جسے موقع ضائع ہونے کا اندیشہ رہے وہ اشتیاق چھوڑ دیتا ہے اور جو اشتیاق چھوڑ دے وہ کامیابی کا امکان ضائع ہونے سے پہلے ہی جلدی کرتا ہے، لہٰذا بیدار مغزی کو اپنا واعظ، ثابت قدمی کو اپنا کارساز، ہوشیاری کو اپنے لیے انتباہ، معرفت کو اپنا رہنما، عِلْم کو اپنا قائد، صَبْر کو اپنی لگام، بارگاہِ الٰہی کی طرف لپکنے کو اپنا مددگار بناؤ، جسے دنیا سے دل لگا کر اطمینان نہ ملے، دنیاداروں کی سربلندی کے اعزاز کو کافی نہ سمجھے اور محتاجی کو اپنی صفت نہ بنائے اس کا عزم بلند اور دنیا سے اس کا دل بے رغبت ہے۔ جسے گناہوں سے بچے رہنے کی نعمت مل جائے اور نئے فوائد کے مُعاملے میں بارگاہِ الٰہی کی طرف رغبت رکھے وہ بارگاہِ الٰہی کا ایسا مسافر ہے جو اپنے دل کے ساتھ دنیا سے کوچ کرچکا ہے۔ دین کے معاملے میں بروزِ آخرت نفع نقصان دینے والی باتوں پر جو نگاہ رکھے، ربِّ کریم کے آگاہ ہونے کو یاد رکھے، قیامت کا ہولناک منظر اس کی آنکھوں میں رہے، مال جو آفتیں لاتا ہے اُن سے ڈرتا رہے تو اس نے ربِّ کریم سے سچا معاملہ رکھا اور ربِّ کریم نے اُسے جس چیز کی معرفت دی اسے کام میں لانے کا حق ادا کردیا۔ جو ربِّ کریم کی محبت میں اس کے لیے عمل کا

پختہ ارادہ کرلے اور خدا کے لیے اس عزم کو پورا کرے، دل میں جو بُرے خیالات اور فتنوں والے تصورات آتے ہیں اُن سے دامن بچائے تو اس نے اپنے علم پر عمل کیا اور اپنے احوال میں ربِّ کریم کا دھیان رکھا۔

سلامتی کا غار اور حفاظتی تدبیر:

بارگاہِ الٰہی کے مسافر کے لیے سلامتی کا غار اور حفاظتی تدبیر خوفِ خدا ہے، آخرت کی تیاری وہ ڈھال و مددگار ہے جس کے ذریعے پیش آنے والی آفتیں اور نازل ہونے والی مصیبتیں خود سے دور کرسکتا ہے، حفاظتی تدبیر اسے نجات و سلامتی دے گی، صبر اسے رغبت واندیشہ فراہم کرے گا، اگلے گناہوں کی بکثرت یادگاری اسے بہت غم والم میں رکھے گی، فرماں برداریوں میں پیش آنے والی بہت آفتوں کی معرفت کو بڑا سمجھنا اسے احسان فراموشی سے بہت ڈرائے رکھے گا۔

علم پر عمل نصیب کیوں نہیں ہوتا؟

﴿14663﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: مجھے جو علم نہیں ہے اس کا مجھے غم ہوتا ہے لیکن جو علم میں نے حاصل کرلیا ہے اس پر مجھ سے عمل نہیں ہوتا، اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: بات یہ ہے کہ تمہارے پاس موجود علم کی شکل میں جو ربِّ کریم کی عظیم حجت تمہارے سر پر کھڑی ہے تمہیں اس سے ڈر نہیں لگتا، ربِّ کریم نے تم پر جو کچھ لازم فرمایا ہے اسے تم ضائع کرتے ہو، تم نے یہ عزم نہیں کیا کہ جو علم تم حاصل کرتے ہو اسے اپنا کر اس علم کی طرف بڑھو گے جسے تم مزید حاصل کرنا چاہتے ہو، تم پر تو لازم تھا کہ اپنے علم پر عمل کرتے، بارگاہِ الٰہی سے تمہارے سر پر بہت بڑی حجت آچکی ہے کیوں کہ انجانے میں خدائے پاک کا حق ضائع کرنے کے مقابلے میں جانتے بوجھتے خُدائے پاک کا حق ضائع کرنا زیادہ بُرا ہے، جو جاہل ہے وہ جانتے بوجھتے، ربِ کریم کے آگاہ ہونے کو ہلکا سمجھتے اور اس کے آگے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نافرمانی میں نہیں پڑا ہے، ہاں جو علم رکھتا ہے وہ جانتے بوجھتے نافرمانی کررہا ہے اور یوں دل سے خدا کا ڈر کم کرتے ہوئے اس نے ربِّ کریم کا حق ضائع کیا ہے، خُدائے پاک کے دیکھنے کو وہ ہلکا سمجھ رہا، جانتے بوجھتے اس کی ناراضی میں پڑ رہا اور دیکھتے سوجھتے قربِ الٰہی سے محرومی کی آرزو کررہا ہے، اس نے باقی رہنے والی عظیم کے مقابلے میں فنا ہوجانے والی تھوڑی چیز کو ترجیح دی، عذاب سے چھٹکارا پانے کی طرف توجہ نہیں دی، عذابِ جہنم کے راستے

پر آگے بڑھتا رہا، اس کے دل نے جنّت کی کوئی پروا نہیں کی اور اس نے اپنے آپ کو سزا و عقوبت کے حوالے کر دیا۔ میں نے عرض کی: مجھے گالی دی جائے اور بُرا بھلا کہا جائے تو مجھ سے برداشت نہیں ہوتا؟ فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ تمہیں غصہ پینا بھاری لگتا اور دل کی بھڑاس نکالنا آسان لگتا ہے۔ میں نے عرض کی: اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: کیوں کہ تم بُردباری کو ذلت سمجھتے ہو۔ چنانچہ ناک بھوں چڑھا کر بے وقوفی سے کام لیتے ہو۔ میں نے عرض کی: میں غصہ پینے پر کیسے قادر ہو سکتا ہوں؟ فرمایا: نفس کو تھام کر اور اعضاء کو روک کر۔

عزت و زینت اور ذلت و عیب:

میں نے عرض کی: نفس کی روک تھام اور اعضاء کا ضبط کیسے حاصل کروں؟ فرمایا: اس بات کو جانو اور سمجھ لو کہ بُردباری عزت و زینت اور غصہ کرنا ذلت و عیب ہے۔ میں نے عرض کی: میں اس بات کو کیسے سمجھ سکتا ہوں جبکہ میرے دل میں تو اس کے برعکس بات جمی ہوئی ہے کہ اگر میں نے غصہ پیتے ہوئے صبر کیا تو یہ مجھے تکلیف دینے والے کی طرف سے میرے لیے ذلت کا مقام ہو گا، میرے متکبر دل میں یہ بات جڑ پکڑ چکی ہے کہ یوں تو جس نے مجھے گالی دی وہ مجھ پر غالب آ گیا، میں اس سے بدلہ لینے اور دل ٹھنڈا کرنے سے عاجز آ گیا؟ فرمایا: تمہارے دل میں یہ بات اس لیے جم گئی ہے کیوں کہ تم نے اپنی بے وقوفی کی بالکل واضح بدصورتی کو نہیں سمجھا، نہ اپنے اوپر بُردباری کے پردے کا حسن دیکھا اور تمہیں آخرت میں ربِّ کریم جو بدلہ عطا فرمائے گا اس سے بھی غافل رہے۔ میں نے پوچھا: میں ان دو خصلتوں کو کیسے پہچانوں گا؟ فرمایا: بے وقوفی کی بدصورتی اور بردباری ختم ہونے کی علامت تم اس شخص میں دیکھو جو تمہیں گالی دے رہا ہو اور تمہیں غیظ و غصے کے ساتھ تکلیف دے رہا ہو، اس کا رنگ، پھٹی ہوئی نگاہیں، چہرے کا لال سرخ ہونا، آنکھیں پھرنا، شکل بگاڑنا، خود کو کمتر سمجھنا، اس سے جسم سے وقار و اطمینان کا یکسر ختم ہو جانا یہ سب تمہارے سامنے ظاہر ہو جائے گا اور ہر عقلمند اس طرح کے ردِّ عمل والے کو جان لیتا ہے لہٰذا جب تم اس کیفیت میں مبتلا کیے جاؤ تو پھر ان انعامات کو یاد کرنا جو اللہ کریم نے غصہ پینے والوں کے لیے رکھے ہیں یعنی اس کی طرف سے محبت اور بہت زیادہ ثواب۔ یاد رکھو بدلہ لے کر غصہ جلدی ٹھنڈا ہو جاتا ہے مگر اس کا بُرا انجام تمہاری آخرت تک باقی رہتا ہے یونہی غصہ پی جانا بھی جلد ہی تمہیں پُرسکون کر دے گا اور اس کا ثواب بھی تمہاری آخرت کے لیے ذخیرہ ہو جائے گا، عقلمند کے لیے مناسب نہیں

کہ اپنی ذلت پر راضی ہو جائے اس طرح کہ ایک جھلک اسے خوش کر دے اور اس کا چہرہ چمکنے لگے یونہی ایک لفظ اسے اس قدر غضبناک کر دے کہ بے وقوفی کی پرچھائیاں چھا جائیں، چہرہ سیاہ پڑ جائے اور جوڑ جوڑ غصے سے کانپنے لگے، حالانکہ وہ ایک بات ہی ہے جو اپنے کہنے والے کو سامنے والے کی طرف نہیں لوٹاتی، لیکن اس ایک لفظ نے اپنے قائل کو گھیر لیا اور آخرت کے مُعاملے میں اس پر بے وقوفی چھا گئی اس نے اپنے نَفْس کو ہی رُسوا کیا جبکہ وہ نازیبا لفظ جس کو کہا گیا اسے دین و دنیا کا کوئی نقصان نہیں پہنچا، جہاں تک وہ نازیبا لفظ کہنے والے کی بات ہے تو بخدا! وہ تو قابلِ رحم ہے، کیونکہ اس نے اپنے ضمیر کو گراوٹ دی، اپنی قدر و قیمت گھٹا دی اور اپنے رب کی نافرمانی کی، یونہی جس شخص کو برا کہا گیا اس پر شکر لازم ہے کہ اللہ پاک نے اسے اس کے حوالے نہیں کیا اور نہ اسے رسوا کیا کہ اس کا حال بھی اس گالی دینے والے کی طرح ہو جاتا، ساتھ ہی ساتھ اسے یہ حق بھی حاصل ہو گیا کہ فقر و محتاجی یعنی قیامت کے دن اس کا ہاتھ ہو گا اور گالی دینے والے کا گریبان۔

معرفتِ الٰہی والے کو ملنے والا سب سے پہلا تحفہ:

بارگاہِ الٰہی کے مسافر عارف کو سب سے پہلا تحفہ یہ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنی عقل اور رائے کی بیماری اور اس کی دوا پہچان لیتا ہے، قلبِ سلیم دیا جاتا ہے جو رب کے متعلق جاگ رہا ہوتا ہے، بندوں کے عُیُوب سے بے خبر رہتا اور اپنے ذاتی عُیُوب کی چھان بین کرتا ہے۔ بارگاہِ الٰہی کے مسافر کی اُنسیت دل کو یادِ الٰہی میں لگا کر لوگوں سے دوری اختیار کرنے میں ہے، اس مسافر کی سب سے قابلِ عزت صِفت یہ ہے کہ وہ خود کو بُرائی اور بُرے اخلاق سے بچاتا اور ایسے عظیم ارادوں والا ہوتا ہے جن سے اللہ پاک کو راضی کرے، اس کی نیند اڑ جاتی اور بھول پن کم ہو جاتا ہے، عالم ہو تو اپنے علم میں سچا ہو کہ اس سے زیادہ کی مَعْرِفت حاصل کرے تاکہ اچھے طریقے سے اپنے رب کی عبادت کرے اور فکرِ آخرت رکھتے ہوئے طویل خاموشی اختیار کرے، تنہائی پسند ہونا حکمت و دانائی کی مختلف راہوں پر اُبھارتا ہے، دل کی آنکھ سے قیامت کی ہولناکیوں کو دیکھنا دنیا سے خوش ہونے کو ختم کر دیتا اور دل میں عاجزی پیدا کرتا ہے، بندہ آنسو بہاتا اور روزِ قیامت کی بڑی پیشی اور بڑے سوالات کی تیاری کے لیے جی جان سے عمل کرتا ہے۔

مختلف امور میں مدد دینے والی چیزیں:

﴾14664﴿... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہر آفت سے بہت بچی ہوئی چیز بلکہ ایسی چیز

کہ آفتیں اس کے قریب بھی نہ پھٹکیں وہ یہ ہے کہ خُدا کے لیے خیر خواہی کی جائے، کیوں کہ خدا کے لیے بھلائی کرنے والا جب دکھاوے خود پسندی وغیرہ کے ایسے خیال کو قبول کرلے جسے ربِّ کریم پسند نہ فرماتا ہو تو وہ خدا کے لیے خیر خواہی کرنے سے اتنا نکل گیا جتنا اس نے خدا کی ناپسندیدہ چیز کو قبول کیا۔ خواہشات کے بلاووں کے خلاف بہت مدد دینے والی چیز یہ ہے کہ دنیا میں چیزوں کی لذتوں میں پڑ جانے کا جو بہت بُرا انجام ہے اسے یاد رکھا جائے۔ تکلیف دہ چیزوں کو برداشت کرنے میں بہت مدد دینے والی چیز یہ ہے کہ بندہ قربِ الٰہی کے لیے جن تکلیف دہ چیزوں کو برداشت کرتا ہے اس کے بڑے ثواب والے اچھے پھل کو یاد کر لیا جائے اور جس کے لیے تنہائی اور مخلوق سے جدائی مشکل ہے وہ مخلوق سے جدائی اختیار کرنے کے ساتھ اُمور کے انجاموں میں غور و فکر کرے، طویل خاموشی کے ساتھ اپنے رَقیب (نگہبان) کے متعلق سوچے کہ محبوب سے اسے کیا پسندیدہ چیز ملی اور کیا ناپسندیدہ۔ دل کو خواہشات کی نیند سے بہت ہوشیار کرنے والی چیز یہ ہے کہ بارگاہِ الٰہی سے غفلت برتنے سے ہوشیار رہنے کو دل پر لازم کرنے کی طرف پیش قدمی کی جائے۔ بھولنے کو بہت بھگانے والی اور یاد کو بہت جگانے والی چیز یہ ہے کہ مولیٰ کریم کی یاد سے دل کو آباد کرنے پر بہت توجہ رکھی جائے کیوں کہ بندہ جب یادِ الٰہی سے اپنے دل کو آباد کرے گا اور اس چیز کو اپنے دل پر لازم کرلے گا تو اس کا دل اپنے مولیٰ کی یاد سے غافل نہ ہوگا بلکہ یادِ الٰہی میں پُرجوش ہوگا اور بھولنے سے پاک ہو جائے گا۔

اخلاص کس طرح حاصل ہوتا ہے؟

حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: اِخلاص کس طرح حاصل ہوتا ہے؟ فرمایا: تین خصلتوں سے اور اخلاص والے ان میں سے بعض باتوں میں ایک دوسرے سے کم زیادہ طاقت والے ہوتے ہیں۔ دِکھاوے کی طرف لے جانے والی چیزیں ان پر کم یا زیادہ اثر کرتی ہیں، بعض خصلتوں میں وہ اخلاص کے اعتبار سے کمزور ہوتے ہیں اور اس کے دواعی بڑے اور طاقتور ہوتے ہیں۔ سب سے اونچی خصلت جس کے ذریعے اخلاص والا سب مخلصوں سے طاقتور ہوتا اور اندیشے اس پر کمزور ہوتے ہیں وہ یہ ہے کہ ربِّ کریم کی تعظیم، اس کی بُزرگی ماننا اور اس کے مقابلے میں مخلوق کی شان کم ہونے کو تسلیم کرنا کہ لوگ اس لائق نہیں ہیں کہ ربِّ کریم کی فرماں برداری کے ذریعے لوگوں کا قرب حاصل کیا جائے بلکہ بندہ لوگوں کو اسی محتاجی و لاچاری

کے مقام پر ہی سمجھے جہاں خدا نے انہیں رکھا ہے کہ انہیں مولیٰ کریم نے پیدا فرمایا ہے وہ مولیٰ جو نفع نقصان کا مالک ہے اور کسی مخلوق کے لیے چیزوں میں شرکت نہیں رکھی اور نہ یہ اس کی شان کے لائق ہے اور یہ محال ہے کہ قدیم واوّل ذات کے ہوتے ہوئے نوپیدا بندہ ذرّہ برابر چیز یا اس سے بڑی یا چھوٹی چیز کا مالک ہو جائے۔ اگر بندہ اپنے دل سے ربِ کریم کی عظمت کو جانے، بندوں کا جو مقام ہے بندوں کو وہیں رکھے تو اس کا دل مخلوق کی مدح سرائیوں کی طلب سے منہ موڑ لے گا کیوں کہ اسے ان کی حیثیت معلوم ہے اور اس کا دل دنیا وآخرت کے منافع کی طلب میں لوگوں سے پھر گیا، بارگاہِ الٰہی سے عطا ہونے والی تعریف اور بارگاہِ الٰہی کی محبوبیت کی طلب میں اس کا دل آرام پا گیا کیوں کہ اس نے ربِّ کریم کی شان کو جان اور سمجھ لیا کہ دنیا وآخرت میں ربِّ کریم سے ہی کام پڑنا ہے، دنیا وآخرت میں اگر کوئی بھلائی ملے گی تو بارگاہِ الٰہی سے ہی ملے گی، یہ خدا کی شان ہے کہ اس سے اُمید باندھی جائے، اس کے جود وکرم کی آس رکھی جائے۔ اگر بندہ اس خوبی کو اپنا نہ سکے تو دوسری خصلت یہ ہے کہ اس بات کو یاد رکھے کہ ربِّ کریم میرے دل کی باتوں سے تب بھی باخبر ہے جب میں اپنے مولیٰ کی ناراضی مول لے کر کسی کمزور اور غلام بندے کی تعریف کرتے ہوئے اس کمزور بندے کا منظورِ نظر بننا چاہتا ہوں، اپنے سردار سے دُور جا کر ایک لاچار بندے کا قُرب چاہتا ہوں، ہمیشہ زندہ رہنے والے خدائے پاک کے یہاں اپنی قدر گھٹا کر اس کمزور وغلام بندے کی آنکھ میں وُقعت بڑھانا چاہتا ہوں جس نے مر کے گل سڑ جانا ہے۔ جب بندہ اس بات کا دھیان رکھے گا تو اس کا ذہن عاجزی پسند ہو گا، ربِ کریم کی فرماں برداری میں مخلوق کا ارادہ کرنے کی طرف بلانے والے ہر خیال کو قبول کرنے سے اس کی طبیعت دور ہو گی، اگر بندہ اس خصلت پر قادر نہ ہو تو تیسری خصلت یہ ہے کہ اپنے نَفْس پر ترس کھاتے ہوئے اور یہ اندیشہ رکھتے ہوئے نفس کی طرف آئے کہ کہیں ضرورت وحاجت کے دن اس کا عمل برباد نہ ہو اور گھاٹے میں رہ جائے کہ اس کی اچھائیاں ضائع ہو گئی ہوں، اَعمال خسارے میں چلے گئے ہوں، پھر اسے یہ مہلت بھی نہ ملے گی کہ وہ اپنے عمل کو خالص کر لے تو اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر غالب ہو جائیں، بُرائی ہے اس شخص کے لیے جو اپنا عمل لوگوں کے لیے کرے یوں اس کی نیکیاں کمزور اور برائیاں غالب ہو جائیں اور اسے عذابِ الٰہی کا حکم ہو جائے، پھر وہ کَفِ افسوس ملتا رہ جائے کہ کاش! جب اللہ پاک سے غافل ہو کر بندوں کو دکھانے اور اللہ پاک سے دور ہو کر بندوں کے قریب

ہونے کے لیے عمل کیا تھا اس وقت اپنے عمل کو اپنے رب کے لیے خالص کر لیتا تو حساب وعذاب اور بارگاہ الٰہی میں شرمندگی سے بچ جاتا اور نجات یافتہ ہوتا۔

خالق کی اپنے بندے سے محبت کی نشانی:

﴿14665﴾... حضرت سیِّدُنا حارِث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: اس بات کی کیا نشانی ہے کہ اللہ پاک بندے سے محبت فرماتا ہے؟ آپ نے سوال کرنے والے سے پوچھا: یہ جاننے کا شوق تمہیں کیونکر ہوا؟ عرض کی: اللہ پاک کا فرمان ہے:

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ (پ۳، اٰل عمرٰن: ۳۱) ترجمۂ کنزالایمان: لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ۔

میں نے سمجھ لیا کہ محبتِ الٰہی کی نشانی یہ ہے کہ رسولِ خدا کی پیروی کی جائے۔ پھر ربِّ کریم نے یہ ارشاد فرمایا:

یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (پ۳، اٰل عمرٰن: ۳۱) ترجمۂ کنزالایمان: اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

اب حُضُور! یہ فرمائیے کہ اس بات کی کیا نشانی ہے کہ اللہ پاک بندے سے محبت فرماتا ہے؟ حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: تم نے وہ بات پوچھی ہے جس کا اکثر دلوں میں خیال بھی نہیں ہے۔ اللہ پاک کسی بندے سے محبت فرماتا ہے اس کی نشانی یہ ہے کہ اللہ پاک اس کے سب کاموں کی تدبیر اپنے ذِمّۂ کرم پر لے لے۔ چنانچہ بندے کے سب معاملات میں ربِّ کریم ہی اس کے لیے فیصلہ فرمائے، وہ فکریں جن میں نو پید رکاوٹیں سامنے نہیں آتیں اور وہ توقف کی طرف مشیر نہیں ہوتیں کیوں کہ اللہ پاک نے انہیں اپنے ذِمّۂ کرم پر لیا ہوا ہے۔ چنانچہ بندے کے اخلاق بہت فراخ ہوتے اور اعضاء ساتھ دیتے ہیں۔ وہ بندے کو ڈانٹ جھڑک کرتے ہوئے ترغیب دلاتے ہیں۔ پوچھنے والے نے کہا: اس پر دلیل کیا ہے؟ فرمایا:

جب رب کریم محبت فرماتا ہے:

حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان کہ ”اللہ پاک جب کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اس کے لیے اس کے نفس سے ہی ایک نصیحت کرنے والا اور اس کے دل میں سے ہی ایک جھنجوڑنے والا بنا دیتا ہے جو

اسے اچھی باتوں کا حکم دیتا ہے اور بُرائی سے منع کرتا ہے۔"[1] پوچھنے والے نے کہا: اللہ پاک کی بندے سے محبت کی مزید علامتیں بیان فرمائیے۔ فرمایا: دل و اعضاء کا تیزی کے ساتھ فرائض ادا کرنا اور ان کا دھیان رکھنا اللہ پاک کو سب سے زیادہ پسند ہے۔ پھر اس کے بعد نوافل کی کثرت کرنا ہے۔ چنانچہ حُضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: "بندے پر میں نے جو چیز فرض کی ہے سب سے زیادہ اس کی ادائیگی سے بندہ میرا قرب پاتا ہے اور نوافل کے ذریعے میرا قُرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں، جب میں اُسے اپنا محبوب بنالوں تو میں اس کی سماعت ہوتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اُس کی نگاہ ہوتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، وہ مجھ سے دُعا کرے تو میں قبول کرتا ہوں اور مانگے تو اُسے عطا فرماتا ہوں۔"[2] پوچھنے والے نے کہا: اللہ پاک آپ پر رحمت فرمائے۔ مجھے اس دل کے وجود کی نشانیاں بتائیے۔ فرمایا: جوان! وہ دل نرم روی کے رازوں میں قید ہوتے، عِلْمِ مُکاشَفَہ سے آراستہ ہوتے، مشاہدۂ غیب کے دلکش نظاروں، عزت وطاقت کے پردوں اور بلندیوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ یہ وہ دل ہوتے ہیں جن کے کمزور خیال صانع کی اعلیٰ کاریگری کی حیرت میں قید ہوگئے، یہ وہ موقع ہے جب خواہشات آگے بڑھیں اور اعضاء پر امیرانہ منافع مسلسل آنے لگے۔ چنانچہ ان کے نفس راحت کی طرف جھکاؤ سے الگ رہے، پریشانیاں خود پریشان ہوگئیں۔ وہ آسائشوں سے دور بھاگے، ہدایت کے پوشیدہ فائدوں سے آسودہ ہوئے، ولایت کا راستہ جان لیا، بارگاہِ الٰہی سے مہربان کفایت سے سیر کیے گئے۔ بصیرت کی کیاریوں میں چھوڑے گئے، دلوں کو ایسے مقام پر رکھا گیا کہ انہوں نے بنا آنکھوں کے سب کچھ دیکھا۔ بے جلوے کے جھومنے لگے۔ بغیر کسی بات کے ان سے خطاب کیا گیا۔ جوان! مراقبۂ الٰہی، حیا، رضا اور توکل والے محبتِ الٰہی والوں کی یہ صفات ہیں۔ عمل والوں میں وہ نیکوکار، عالموں میں زُہد والے، اعلیٰ صفات میں اہلِ دانش ہیں، نیکوکاروں میں سبقت لے جانے والے، دُعا والے، خالص یادِ الٰہی والے، سوچنے اور عبرت لینے والے اور آزمائشوں و امتحانوں والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ پاک نے اپنی فرماں برداری کی دولت سے نوازا، اپنی پناہ میں ان کی حفاظت فرمائی، اپنی تدبیر سے انہیں سنبھالا۔

---

1 ...قوت القلوب، الفصل الثلاثون: کتاب تفصیل الخواطر... الخ، ۱/۲۰۳، بنحوه، بدون: یأمره وینهاه

2 ...بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، ۴/۲۴۸، حدیث: ۶۵۰۲. کتاب الزهد لابی داود، ص ۳۳، حدیث: ۵

چنانچہ ان کا کوئی ارادہ ڈانوا ڈول نہیں ہوا اور ان کا کوئی حوصلہ کبھی نہیں ٹوٹا، ان کے ارادے سنجیدگی وطلب میں، روحیں نجات اور چھٹکارے میں لگی ہیں، اپنے بہت عمل کو بھی تھوڑا سمجھتے اور اللہ پاک کی تھوڑی نعمتوں کو بھی زیادہ گردانتے ہیں، اللہ پاک ان پر نعمت فرمائے تو شکر بجالاتے اور اگر انہیں محروم رکھا جائے تو صبر کرتے ہیں، قریب ہے کہ خلوتوں کی جگہوں، عبرتوں اور نشانیوں کے مقاموں پر ان کی چیخیں نکل جائیں، ان کے دلوں میں حسرتیں منڈلاتی ہیں، جدائی کا ڈر ان کے دل میں سُلگتا رہتا ہے، ہاں جوان! یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ پاک نے اپنی محبت کا مزہ چکھایا، اپنی مُناجات کی مسلسل مٹھاس عطا فرماکے ان پر انعام فرمایا۔ چنانچہ اس چیز نے انہیں نفسانی خواہشات سے روک دیا، انہوں نے لذتوں سے منہ موڑ لیا، آسمانوں اور زمین کے مالک رب کی بندگی میں لگے رہے، پس آزمائش آنے سے پہلے ہی وہ رِضا پر ثابت قدم ہیں، نفسوں کے اشارے سے الگ تھلگ ہیں، بنیادی جہالت کو نہیں مانتے، ان کی زندگی خوشگوار ہوئی اور ان کی نعمتیں ہمیشہ رہیں، ان کی زندگی آفتوں سے محفوظ ہے، ان کی مالداری ان کے دل میں ہمیشہ جاں گزیں ہے، گویا انہوں نے دل کی آنکھوں سے غیوب کے پردے دیکھے اور چاک کر دیے، ان کی آرزو اور ان کا مطلوب خدا ہی کی ذات ہے، اس نے انہیں اپنی طرف بُلایا تو انہوں نے جوش وخروش، کوشش اور مسلسل پیش قدمی کے ساتھ لبیک کہا۔ جب وہ غالب خدا کے بلاوے کی طرف بڑھے تو کوئی مصروفیات ان کے راستے میں نہیں آئیں۔ جوان! یہ وہ موقع ہے جب ان کے دلوں سے فتنے کے اسباب اپنی آفتوں سمیت مٹ گئے، مَعْرِفَت کے اسباب اپنی سب صفات کے ساتھ جلوہ افروز ہوگئے، بارگاہ کے لیے رغبت ان کی سواری بنی، ڈر ان کا شُتربان ہوا، شوق ان کا نغمہ خواں ہوا، یہاں تک کہ یہ انہیں بندگی کی غلامی میں لے گیا، اب انہیں نیت میں کوئی خلل لاحق نہیں ہوتا ہے۔ عزم میں کوئی کمزوری نہیں آتی، ہوشیاری میں کوئی ناپختگی نہیں آتی، رخصت کا کوئی بہانہ نہیں ہوتا اور دھوکے کے بہکاووں کی طرف میلان نہیں ہوتا۔ پوچھنے والے نے کہا: میں ایسے لوگوں کو محبت کا مِصداق سمجھوں؟ فرمایا: ہاں جوان! یہ محبت کے مصداقوں کی صِفَت ہے۔ عرض کی: ان پر آزمائش کیسی ہوتی ہیں؟ فرمایا: ان کا جاننا آسان ہے لیکن ان سے گُزرنا مشکل ہوتا ہے اللہ پاک ان کی ایمانی قوت کے مطابق ان پر آزمائشیں ڈالتا ہے۔ عرض کی: ان میں سب سے زیادہ سخت آزمائشیں کس پر آتی ہیں؟ فرمایا: جو اُن میں زیادہ مَعْرِفَت والا، زیادہ مضبوط یقین والا اور زیادہ

کامل ایمان والا ہوتا ہے۔ جیسا کہ روایت میں آیا ہے کہ "لوگوں میں سب سے سخت آزمائش والے انبیائے کرام ہیں، پھر ان سے کم مرتبے والے، پھر ان سے کم مرتبہ۔"[1]

نعمت کے چھوٹا یا بڑا ہونے کو نہ دیکھو:

﴿14666﴾... حضرت سیّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کسی نے کہا: مجھ پر اللہ پاک کی بے شمار نعمتیں ہیں، کھلی نعمتیں بھی ہیں اور چھپی بھی، عمومی بھی اور خصوصی بھی، چھوٹی بھی اور بڑی بھی، میرے سب حالوں میں اور میرے سب اسباب کے ساتھ، میرے بدن کے ہر حصے کے ساتھ، میرے اعضاء، میری عقل، میری طبیعت، میری حیات، میری زندگی کے ساتھ اس کی نعمتیں وابستہ ہیں ہر وہ چیز جس سے مجھے پالا پڑتا ہے، میرے دین و دنیا میں ہونے والا ہر فائدہ، مجھ پر آنے والا ہر دن اور رات، سورج اور چاند اور باقی سب چیزیں میرے لیے نعمت ہیں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اکثر نعمتوں کے شکر سے میں غافل ہوں، ہاں کوئی بڑی نعمت آئے مثال کے طور پر مجھ پر بڑی آفت آئے اور پھر اللہ پاک اس آفت کو مجھ سے دُور فرمادے، میری پریشانی ختم فرمادے اور جیسے بہت سامال مجھے عطا فرمادے تو جب ایسی صورت کہ نعمت بہت بڑی ہو تو اس کی گراں قدری اور بڑے فائدے اور اس کے شکر کی طرف توجہ جاتی ہے اور مجھے یاد آتا ہے کہ یہ اللہ پاک کا بڑا فضل ہے۔ میں اس پر اللہ پاک کی حمد و ثنا بجالاتا ہوں، باقی جو نعمتیں ہیں وہ بظاہر چھوٹی ہوتی ہیں، لہٰذا میں بھول جاتا ہوں کہ یہ بھی نعمتیں ہیں، اگر مجھے یاد آئے کہ یہ نعمتیں ہیں تو میں انہیں بغیر عظیم جانے یاد کرتا ہوں، اس پر شکر کا جذبہ شدت سے نہیں اُبھرتا۔ چنانچہ ہوتا یہی ہے کہ میں اکثر نعمتوں کا شکر ادا کرنا بھول جاتا ہوں بس تبھی شکر یاد آتا ہے جب کسی مصیبت سے چھٹکارا ملے یا بڑی فائدہ مند نعمت ہاتھ آئے۔ حضرت سیّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: عام جاہلوں کا یہی طرزِ عمل ہے اور اللہ پاک کے ساتھ مُعاملہ رکھنے میں وہ یہ دیکھتے ہیں کہ اس کی نعمت بڑی یا یا بظاہر چھوٹی ہے حالانکہ اگر ان چھوٹی نعمتوں کو ہی بڑا سمجھ لینا بڑی نعمتوں سے زیادہ فائدہ مند ہے، ہوسکتا ہے کہ بڑی نعمتوں کے پیچھے دین یا دنیا کا نقصان آرہا ہو، ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک نے چھوٹی نعمت سے جو احسان فرمایا وہ بڑی نعمت کے احسان سے گراں ہو کیوں کہ اس چھوٹی نعمت میں بعد کا فائدہ زیادہ ہو، ہوسکتا ہے

[1]... ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الصبر علی البلاء، ۴/۳۶۹، حدیث: ۴۰۲۳

کہ دنیا کی آسائش کی شکل میں بڑی نعمت ملے اور پھر بندے کو سرکشی میں مبتلا کر دے اور اسے یوں غافل کر دے کہ وہ **اللہ** پاک کی نافرمانی کرکے جہنم میں داخل ہو جائے۔ اگر نعمت چھوٹی ہوتی تو اُسے سرکشی میں نہ ڈالتی، اس پر بہت سے حُقُوق لاگو نہ کرتی کہ پھر وہ حقوق ضائع کرنے کا مرتکب ہوتا۔ مثال کے طور پر **اللہ** پاک نے جسے فراخ دستی عطا فرمائی اس پر **اللہ** پاک کے حقوق بڑھ گئے، اس نے وہ حقوق ادا نہیں کیے، فقیر کی عزت نیلام کیے بغیر، واہ واہ حاصل کیے بغیر اور مذمت کے ڈر کے بغیر زکوۃ کے مصارف میں زکوۃ نہیں دی، یونہی رشتہ داروں، پڑوسیوں اور بالکل ظاہر ضرورت والے ضرورت مندوں سے اچھا برتاؤ نہیں کیا وغیرہ وغیرہ۔ یونہی ہو سکتا ہے کہ فراخ دستی سے دین میں نقصان نہ ہو تو دنیا میں نقصان ہو جائے، مال کی کثرت اسے چوروں کے ہاتھوں قتل کروادے۔ یونہی اچھا کھانا ہے اس کی کثرت بعض اوقات نقصان دیتی ہے یہاں تک کہ درد اور بیماریاں لاتی ہے۔ اسے نرینہ اولاد عطا ہو اور وہ لڑکے کے مُعاملے میں **اللہ** پاک کی نافرمانی میں پڑ جائے، دنیا میں بھی نقصان دے سکتا ہے جیسے اس لڑکے کو ہونے والی بیماریوں سے پریشانی ملے، ہو سکتا ہے کہ بڑا ہو جائے تو اسے قید خانوں کے چکر لگوادے، اس کی وجہ سے پڑوسیوں سے جھگڑنا پڑے، یا ان سے دشمنی مول لینی پڑے، یونہی بیماری سے یا جس کی پرواہوتی ہے جیسے اولاد اور گھر والے ان کی وجہ سے ہو سکتا ہے کہ بہت پریشان ہو جائے، بہت دعائیں التجائیں کرے، صَدَقہ کرے اس کا دل روئے، پھر جب **اللہ** پاک اس کی مشکل دور فرمادے اور دوبارہ وہ عافیت کی طرف لوٹ آئے تو ویسے ہی کھیل کود، لذتوں اور نافرمانیوں کی طرف لوٹ آئے **اللہ** پاک کی طرف اس کا گڑگڑانا کم ہو لہٰذا بیماری اس کے دل کے لیے زیادہ دُرُست ہو دین کے لیے زیادہ فائدہ مند ہو اور عافیت کو اگر دین کے معاملے میں نقصان دینے والی چیزوں میں صرف کرتا ہے تو وہ عافیت اس کے لیے بیماری سے زیادہ نقصان دہ ہو۔ تمہارے دل کی تسلی کے لیے یہی کافی ہے کہ اِبْنِ آدم کے بارے میں **اللہ** پاک علیم وخبیر ہے اور وہ ابن آدم کے بارے میں فرماتا ہے:

...﴿1﴾

وَ اِذَاۤ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور اپنی طرف دور ہٹ جاتا ہے اور جب اُسے

دُعَآءٍ عَرِیۡضٍ ﴿۵۱﴾ (پ۲۵، حٰمٓ السجدۃ:۵۱) تکلیف پہنچتی ہے تو چوڑی دُعا والا ہے۔

﴿2﴾...

وَ اِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنۡۢبِہٖۤ اَوۡ قَاعِدًا اَوۡ قَآئِمًا ۚ فَلَمَّا کَشَفۡنَا عَنۡہُ ضُرَّہٗ مَرَّ کَاَنۡ لَّمۡ یَدۡعُنَاۤ اِلٰی ضُرٍّ مَّسَّہٗ ؕ (پ۱۱، یونس:۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب آدمی کو تکلیف پہنچتی ہے ہمیں پکارتا ہے لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے پھر جب ہم اس کی تکلیف دور کر دیتے ہیں چل دیتا ہے گویا کبھی کسی تکلیف کے پہنچنے پر ہمیں پکارا ہی نہ تھا۔

قرآنِ پاک میں ایسی باتیں کئی جگہ ارشاد ہوئی ہیں۔ تم اس مقام پر ہو کہ جب **اللہ** پاک کی نعمتیں تم پر وارد ہوتی ہیں تو تم ان کی قدر دیکھتے ہو کہ تمہیں دین و دنیا میں کیا فائدے ملیں گے تم یہ نہیں دیکھتے کہ انجام کیا ہو گا؟ انجام کار یہ نقصان دیں گی یا نفع؟ کیا تم نے **اللہ** پاک کا یہ فرمان نہیں سُنا؟

اٰبَآؤُكُمۡ وَ اَبۡنَآؤُكُمۡ لَا تَدۡرُوۡنَ اَیُّهُمۡ اَقۡرَبُ لَكُمۡ نَفۡعًا ؕ (پ۴، النسآء:۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا۔

خُدا کی قسم! جب نعمتیں تمہارے پاس آتی ہیں تو تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون سی تمہارے لیے زیادہ فائدہ مند ہے، وہ جو تھوڑی ہے یا وہ جو کثیر ہے، لہٰذا جب تمہارے پاس نعمت آئے تو **اللہ** پاک کی حمد بجالاؤ جس نے تمہیں اس نعمت سے نوازا اور اپنے دین و دنیا کی اس نعمت سے معمولی سی سلامتی کے بارے میں بھی ڈرتے رہو۔ اگر نعمت چھوٹی ہو، تمہارا دل اسے چھوٹا سمجھے تو اس کا انجام کار ذہن میں لاؤ اور یہ کہ اسے **اللہ** پاک نے تمہارے لیے پسند فرمایا ہے، ہو سکتا ہے کہ **اللہ** پاک نے تم پر نگاہِ رحمت فرماتے ہوئے ہی تمہارے لیے تھوڑی نعمت کو اختیار فرمایا اور بڑی نعمت کو اختیار نہیں فرمایا شاید اس لیے کہ اس کے علمِ ازلی میں تھا کہ اگر تمہیں بڑی نعمت ملی اور اس نے تمہیں مزید نعمت عطا فرما دی تو تم اس کی نافرمانی پر اتر آؤ گے اور پھر وہ تم پر غضب فرمائے گا یا وہ نعمت دنیا میں تمہیں ہلاکت میں ڈال دے گی یا تمہیں دین میں کوئی نقصان پہنچا دے گی۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ نعمتوں کے ظاہر کے مطابق کام کرتے ہو اس کے انجام کار کو بھلا دیتے ہو حالانکہ خود تمہاری ذات میں اور دوسروں میں ان چیزوں کے انجام واضح ہو چکے ہیں کہ بڑی نعمتوں میں بہت نقصانات ہوتے ہیں اور جو نعمتیں

چھوٹی سمجھی جاتی ہیں ان میں اکثر سلامتی ہوتی ہے۔ خدا کی قسم! تمہارے مولیٰ نے تمہارے لیے واضح کر دیا ہے کہ بہت سی نعمتوں کا زوال ان نعمت والوں کے حق میں بہت بڑی نعمت تھا اور ان نعمتوں کا باقی رہنا ان کے حق میں بڑی آفت تھا انہی نعمتوں میں وہ لڑکا تھا جسے حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے قتل فرما دیا تھا، بظاہر وہ لڑکا اولادِ نرینہ کی شکل میں بڑی نعمت تھا۔ چنانچہ مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ تھے، آپ کا گزر 10 لڑکوں کے پاس سے ہوا، ان میں جو لڑکا سب سے حسین اور روشن ترین چہرے والا تھا حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے اسے پکڑا اور (قتل کر کے) اس کا چہرہ مُرجھا دیا پھر علیم و خبیر ربِّ کریم نے نعمتوں کے انجام کار نقصان اور انجام کار فائدوں کے بارے میں بتایا۔ چنانچہ اللہ پاک نے قرآنِ مجید میں حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام کا قول بیان فرمایا ہے:

وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَاۤ اَنْ یُّرْهِقَهُمَا طُغْیَانًا وَّ كُفْرًاۚ (پ۱۶، الکھف: ۸۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھاوے۔

اللہ پاک نے حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام کے ہاتھوں اس لڑکے کو قتل کروا کے اس کے ماں باپ سے جہنم میں داخلے کے نقصان کو دور فرمایا۔ حضرت سیِّدُنا مجاہد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم جانتے ہیں کہ جب وہ لڑکا پیدا ہوا تو اس کے ماں باپ بہت خوش تھے پھر جب قتل کیا گیا تو وہ غمگین ہوئے حالانکہ لڑکے کی زندگی میں ان دونوں کی ہلاکت تھی، یونہی سمندر کی گہرائی میں حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے کشتی کا تختہ اکھاڑ دیا، کشتی والے سمجھ رہے تھے کہ یوں کشتی ڈوب جائے گی۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا جیسا کہ قرآنِ پاک میں بیان ہوا:

اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَاۚ (پ۱۵، الکھف: ۷۱)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا تم نے اسے اس لئے چیرا کہ اس کے سواروں کو ڈبا دو۔

حالانکہ حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام نے کشتی کو اس لیے چیرا تھا تاکہ کشتی والوں کو نجات عطا فرمائیں کیونکہ ظالم بادشاہ کے پاس سے ان کا گزر ہو تو وہ کشتی کو صحیح سلامت دیکھ کر ہتھیا نہ لے۔ لڑکے کا قتل دین کے لیے بہتر تھا اور کشتی کا چیر دینا کے لیے بہتر تھا۔ اس سے دلیل پکڑ لو کہ اللہ پاک کی نعمتوں کے چھوٹا بڑا ہونے

سے ان کے فائدوں کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا کیونکہ لڑکے کے بجائے لڑکی ہوتی تو اس کے معاملے میں والدین کی سرکشی کا اندیشہ نہیں ہوتا، یہ بات **اللہ** پاک کے اس فرمان سے بھی واضح ہوتی ہے:

فَاَرَدْنَاۤ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا (۸۱) (پ۱۶، الکھف: ۸۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا کرے۔

اس کی تفسیر میں آتا ہے کہ انہیں بیٹی عطا کی گئی جن کا نکاح ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام سے ہوا اور ان کی نسل سے 70 انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام ہوئے۔

توکل کی دولت عظیم دولت ہے:

﴿14667﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کسی نے پوچھا کہ **اللہ** پاک کا جو فرمان ہے:

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (۲۳) (پ۶، المآئدۃ: ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور **اللہ** ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے۔

اور حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ "اگر تم **اللہ** پر ایسے بھروسا کرو جیسا اس پر بھروسا کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں ایسے روزی دے گا جیسے پرندوں کو رِزْق دیتا ہے وہ صبح بھوکے جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔"[1] **اللہ** پاک آپ کو عزتیں دے۔ یہ فرمائیے کہ **اللہ** پاک نے ایمان والوں کو جس توکل کی دعوت دی ہے اس کا راستہ کیا ہے؟ اور یہ فرمائیے کہ وہ توکل کیا ہے اور لوگ اسے کیسے اپنا سکتے ہیں؟ حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: توکل کے مُعاملے میں لوگ الگ الگ طرح کے ہیں، ان کا ایمان جتنا مضبوط ہوگا اور ان کے علوم جتنے قوی ہوں گے ان کا توکل بھی اس کے اعتبار سے ہوگا۔ پوچھا: ان کے ایمان کی مضبوطی کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: ان کا وعدۂ الٰہی کی تصدیق کرنا اور خدا کی ضمانت پر بھروسا کرنا۔ پوچھا: ہر ایمان والا اپنے عقیدے میں خدا پر بھروسا کرتا ہی ہے اب خاص لوگوں کو عام لوگوں پر فضیلت کیسے دی گئی؟ فرمایا: جس چیز کی وجہ سے خاص لوگوں کو عام لوگوں پر فضیلت دی گئی وہ یہ ہے کہ ان کا دل اضطراب سے خالی و پُرسکون ہوتا ہے، اس میں ہلچل نہیں مچی ہوتی۔ یہ وہ مقام ہے جو ان! جہاں وہ حرص کے عذاب سے

[1]... ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب التوکل والیقین، ۴/ ۴۵۲، حدیث: ۴۱۶۴

آرام میں آگئے، لالچ کی قید سے رہا ہوگئے لمبی اُمیدوں کی گھٹن سے نکل گئے۔ پوچھا: یہ چیز کس وجہ سے پیدا ہوئی؟ فرمایا: دو حالتوں کی وجہ سے۔ پہلی حالت دل کو مَعْرِفَت سے وابستہ رکھنا اور **اللہ** پر بھروسا کرنا اور دوسری حالت مسلسل کوشش کرتے رہنا یہاں تک کہ اس سے خاص لگاؤ ہوجائے اور اسی کو اپنی پسند بنالے۔ پوچھا گیا: توکل آخر کیا چیز ہے اور توکل کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ فرمایا: لوگوں نے اس بارے میں مختلف باتیں کہی ہیں۔ پوچھا: ان میں سے مختصر ا بتائیے۔ فرمایا: ٹھیک ہے۔ توکل یہ ہے کہ غیرِ خُدا سے اُمیدیں ختم کرکے **اللہ** پر بھروسا کرلینا، غذاؤں کے لیے ذاتی تدبیروں کو چھوڑ کر خدا کے ذمے پر مطمئن ہوجانا، رب جو چاہتا ہے دل اس کی موافقت کرے اور بندگی کی طلب میں بیٹھ رہنا اور **اللہ** کی پناہ چاہنا۔ پوچھا: کیا توکل کو لالچیں لاحق ہوتی ہیں؟ فرمایا: ہاں! طبیعتوں کے تقاضے کی وجہ سے کبھی لالچیں لاحق ہوتی ہیں لیکن اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ پوچھا: لالچ ختم کرنے میں کیا چیز مدد دیتی ہے؟ فرمایا: لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے یوں مایوس ہوجانا کہ جسے ساری دنیا حاصل ہو وہ جتنا بے پرواہو گا بندہ اپنے مولیٰ کے وعدے پر اس سے کہیں زیادہ بے پرواہو جائے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابو حازم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا گیا: کیا آپ کے پاس مال ہے؟ فرمایا: میرا سب سے زیادہ مال یہی ہے کہ مجھے اپنے رب پر بھروسا ہے اور لوگوں کے پاس جو کچھ ہے میں اس سے مایوس ہوں۔

دنیا دو چیزیں ہیں:

حضرت سیِّدُنا ابو حازم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے کہ دُنیا دو چیزیں ہیں: ایک چیز میری ہے اور ایک دوسرے کی، جو چیز میری ہے اسے سب آسمان وزمین والوں کی تدبیر سے حاصل کرنا چاہوں تو بھی اپنے وقت سے پہلے میرے پاس نہیں آئے گی اور جو چیز کسی اور کی ہے وہ چاہے ماضی کی تھی تب بھی اس کی اُمید نہیں رکھی اور مستقبل کی ہو تب بھی میں اس کی امید نہیں رکھتا، جس طرح میرا رزق دوسروں کو نہیں دیا جائے گا یونہی دوسرے کا رزق مجھے بھی نہیں دیا جائے گا اب ان دونوں چیزوں میں سے کس میں اپنی عمر برباد کروں؟ ایک بزرگ یہ شعر پڑھتے تھے:

اُتْرُكِ النَّاسَ فَكُلٌّ مُشْغَلَةٍ   قَدْ يَبْخَلُ النَّاسُ بِمِثْلِ الْخَرْدَلَةِ

لَا تَسْئَلِ النَّاسَ وَسَلْ مَنْ أَنْتَ لَهُ

ترجمہ: ہر کام میں لوگوں کو چھوڑ دو، لوگ تو رائی کے دانے میں بھی کنجوسی کرتے ہیں، لوگوں کے آگے ہاتھ نہ پھیلاؤ

بلکہ جس کے بندے ہو اسی سے مانگو۔

توکل کو مضبوط کرنے والی خصلتیں:

پوچھا گیا: کون سی بات ہے جو توکل والے کو مضبوطی دیتی ہے؟ فرمایا: یہ تین خصلتیں ہیں۔ پہلی خصلت ہے **اللہ** پاک سے اچھا گمان رکھنا اور دوسری خصلت **اللہ** پاک سے سب بُرے خدشے دور ہٹادینا اور تیسری وقتوں کو جلدی یا تاخیر کے ساتھ مقرر کرنے میں جو خداوندِ کریم کی تدبیر جاری ہوتی ہے اس پر خدا سے راضی رہنا۔ پوچھا: یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوتا ہے؟ فرمایا: خالص و کامل یقین سے۔ جب یقین کامل ہو جائے تو اسے ہی توکل کہتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ یہ لوگ بلند حالت اور مُعزز مقام پر ہیں جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے فرمایا: عبادت والوں کی جو بھی حالتیں ہیں اُن میں تمہارے یہ استاد جاچکے ہیں اور اسے جان گئے ہیں سوائے اس مبارک توکل کے جسے میں بس سونگھ ہی سکتا ہوں۔ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مقامات سترہ ہیں ان میں سب سے نچلا مقام قبولیت اور سب سے اونچا مقام سچا توکل ہے۔ پوچھا: دل اپنے باطن میں سب سے اچھی چیز کیا دیکھتے ہیں اور لالچوں کے خیالات کی فکر انہیں لاحق ہو جاتی ہے؟ فرمایا: روحوں کے اشارے سے اعضاء کی اپنی لالچ میں جو حرص ہے اس پر بارگاہِ الٰہی سے ملنے والی تنبیہ۔ **اللہ** پاک سے اس بات میں حیا کرنا کہ وہ انہیں غیرِ خدا سے راحت پاتا دیکھے جیسا کہ ایک صاحبِ حکمت کا شعر ہے:

وَمُرِیْدُوْہُ یَسْتَحْیُوْنَ اَنْ یَّرَاھُمْ   یُشِیْرُوْنَ بِالْاَرْوَاحِ نَحْوَ سِوَاہُ

ترجمہ: اس کے چاہنے والے اس بات سے حیا کرتے ہیں کہ وہ انہیں اپنی روحیں اس کے سوا کسی کی طرف متوجہ کرتا دیکھے۔

پوچھا: یہ تو ظاہر اور بیداری کی بات تھی؟ یہ فرمائیے کہ روحوں کو لالچ کے خیالات کی طرف لگائیں تو کیا انہیں خواب میں کوئی تنبیہ کی جاتی ہے؟ فرمایا: حضرت سیِّدُنا مباحی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک دن مجھے کسی دُنیاوی مُعاملے کی لگن ہوئی، نیند آئی اور میں سویا تو خواب میں غیبی آواز سنی کوئی کہہ رہا تھا: جوان! عالی ظرف اور خدا کا مُتلاشی کہ وہ جو کچھ چاہتا ہے اسے اپنے مولیٰ کے پاس مل جاتا ہے پھر بھی وہ اپنا دل بندوں سے لگائے کیا یہ

بات اُسے زیب دیتی ہے؟ اللہ پاک انہیں تنبیہ فرماتا، ثابت قدم رکھتا اور عیب و خلل کے مقامات دکھاتا ہے کہ وہ کامل یقین کی شدت اور بہت سکون کے ساتھ عمل کریں، اللہ پاک پر بھروسا کریں لوگوں پر تکیہ نہ کریں، ان کے مقام میں یوں اضافہ ہو۔ ان کی اپنے مولیٰ کی طرف محتاجی میں پناہ لینے کی خوبصورتی ہے، جو ان ! انہیں برابری کا کہو۔ پوچھا: اللہ پاک کے اس فرمان کا کیا مطلب ہے:

وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

(پ۲۸، الطلاق: ۳)

فرمایا: یعنی اس کا سبب کافی ہے، مراد یہ ہے کہ میرے لیے ہر چیز کے بجائے یہی کافی ہے کہ میں اللہ پاک پر توکل کرلوں۔ پوچھا: وہ کون سے اسباب ہیں جو اس کے توکل کو عیب لگاتے ہیں؟ فرمایا: وہ اسباب جن میں لالچ ہو، دنیا کے لیے مارا ماری ہو اور وہ اسباب جو اسے دائمی سکون سے غافل کرتے، اضطراب بڑھاتے، ضائع ہونے کا اندیشہ بڑھاتے ہیں۔ یہ وہ اسباب ہیں جو بندے کو اپنا بندہ بنالیتے اور اسے تھکا دیتے ہیں یہ ہے جسے کاٹ ڈالنے کا حکم دیا جاتا ہے تاکہ بندہ حقیقی یقین سے لُطف اندوز ہو، بے پروائی کی زندگی پر مطمئن ہو۔ پوچھا: توکل والے کے سکون کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: خدائی رزق کے ذمے کو جو تاخیر والا سمجھے بے چینیاں اسے پریشان کردیتی ہیں اور کاہل کی کمزوری اس رزق کو اس کے وقت سے پیچھے نہیں کرسکتی۔ پوچھا: کیا وہ اس چیز کی کمی محسوس کرے گا جو خدا نے نہیں دی؟ فرمایا: جب خدا نے روکا ہے تو وہ اس کی کمی محسوس نہیں کرے گا کیوں کہ وہ سمجھتا ہے کہ اللہ پاک اس کے لیے اچھا ہی پسند فرماتا ہے، اسے اللہ پاک سے اُمید ہوتی ہے کہ میں نے جو جلدی پانا چاہا تھا اللہ پاک انجام کار مجھے اس کے بدلے اس سے اچھا عطا فرمائے گا۔ گویا وہ اسے قریب دیکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ جس چیز سے محروم کیا گیا وہ اس کی کمی بھی محسوس نہیں کرتا۔ پوچھا: کون سی چیز بندے کو اس حالت کے قریب کرتی ہے؟ فرمایا: اللہ پاک نے اس کے لیے جو اچھی تدبیر فرمائی اسے اچھی طرح سمجھنے سے۔ یہ موقع ہے جب اس نے اپنے دل سے اپنے ذاتی اختیار کو نکال دیا اور اللہ پاک نے اس کے لیے جو پسند فرمایا اس پر وہ راضی ہو گیا۔

معرفت کی باتیں:

﴿14668﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ معرفت و ایمان والے خاص بندوں کی صفات بیان

کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں حق تعالیٰ نے اپنی توحید کا اہل بنایا، اس کی حقیقت کے ادراک کے دعووں کا رد کرنے والا بنایا، ذاتِ الٰہی کے لیے عمل کرنے والا اور اس کی نگاہ میں پلنے والا بنایا، ان پر اپنی طرف سے اپنی محبت ڈال دی، جنہیں اپنے لیے اپنی نگاہ کے سامنے پالا اور جس پر اپنی طرف سے اپنی محبت ڈال دی، اس کا وصف یہ بنایا کہ کسی جگہ اس کا قدم نہ ٹھہرے، ان کے استقرار پر کوئی کفایت والی موافقت نہ ہو، ان کے نفاذ کے عزم پر کوئی باہم مباحثہ نہ ہو، یہ وہ لوگ ہیں کہ جس طرح ان پر علم جاری ہوا یونہی ان پر معرفت جاری ہوئی اور انہیں آخری انتہا تک لے گئی، عقلیں دنگ رہ گئیں اور ذہن پیچھے رہ گئے۔ معرفتیں آشکار ہوئیں، زمانے ختم ہوئے، ان کے لیے مقرر علوم کے ایک لمحے کی تعریف کی طرف جو پہلا قدم بڑھا اس کی صفات بیان کرنے میں خود حیرت بھی حیرتوں کے سمندر میں غوطہ زن ہوئی۔ ہائے! یہ سب اسی کا ہے، اسی کے پاس ہے، پھر بھلا کہاں جاتے ہو؟ کیا جو اس نے پیدا کیا اس کی مہارت تم نے نہیں سنی؟ اس نے جو بیان کیا اس کا انکشاف تم نے نہیں سنا؟ اس نے اپنی خاص وحی کے لیے جسے مختص کیا یہ تم نے نہیں سنا؟

فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰىؕ(۱۰) مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى(۱۱) (پ۲۷، النجم: ۱۰، ۱۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

اس نے ان کے حق میں گواہی دی کہ وہ اسی اکیلے کے بندے ہیں، ان پر کسی اور کی بندگی کا اجرا نہیں ہے جو حوصلے کی کمزوری اور خواہش کے تواتر، نظروں کی دوچاری، خیالات کی آمد اور لفظ کے ساتھ حق گزر جانے کی بات کو اپنے اندر چھپائے ہوئے ہو۔ جو اہلِ حق ہیں وہ ایک بات میں بھی اور لمحے بھر کی ایک دید میں بھی حق سے آگے نہ بڑھیں گے، اس وقت ان کی طرف وحی فرمائی جو وحی فرمائی، انہیں چُنا، لہٰذا انہیں جو ولایت دی اس کی فہم کے لیے انہیں تیار کیا، اس وقت انہوں نے اُٹھایا جو اٹھایا ان کی طرف اُفق اعلیٰ میں وحی فرمائی جو وحی فرمائی اُفق اعلیٰ کے سوا سب جگہیں تنگ پڑ گئیں، مخلوقات اس سے عاجز آگئیں کہ ان کے بارے میں یا اُن پر یہ جاری ہو:

اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰىۙ(۱۶) (پ۲۷، النجم: ۱۶)

ترجمۂ کنزالایمان: جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔

اس کی نظر سے دیکھو جس کی نظر میں اس کے منظور کی نظر سے وہ رہ گیا جسے سدرہ میں دیکھا جب چھانے والا چھایا، جو چھایا اس کے لیے برقرار رہے، اور پہاڑ کی طرف دیکھو جب اس پر تجلّی فرمائی:

جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًاۚ فَلَمَّاۤ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ (پ۹، الاعراف:۱۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بے ہوش پھر جب ہوش ہوا بولا پاکی ہے تجھے میں تیری طرف رجوع لایا۔

اس مقام کے بعد میں تمہارے خواب والے سوال کی طرف آتا ہوں اور سوال میں جو کمی رہ گئی تھی اسے پورا کرتا ہوں اور اس طرف آتا ہوں کہ علم اگر حقیقی نُقُوش کے مطابق ہو تو اُسے چھپانا روا نہیں اور دیکھو کہ اس نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں کیا خبر دی ہے:

وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰىۙ(۱۳) عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى(۱۴) (پ۲۷، النجم:۱۳،۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور انھوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

اس کے پاس وہ کسی مکان کا احاطہ نہیں کرتا بلکہ یہ کَشفِ علم کے وقت کی بات کرتا ہے، دونوں کے رتبوں میں فرق دیکھو، یونہی مَعْرِفت والے مؤمنین کی عقلوں کو فضیلت دی گئی ہے ان میں کچھ وہ ہیں کہ جس سے مُناجات کر رہے ہیں اس کے قرب کا علم رکھتے ہوئے مناجات کے خطاب کی طاقت رکھتے ہیں نچلے مرتبے میں انہیں نہ تو نچلے مرتبے کا علم چھپاتا ہے اور نہ ہی اونچے مرتبے میں اونچے مرتبے کا علم چھپاتا ہے، ان میں کچھ وہ ہیں جو اس بات کی طاقت نہیں رکھتے۔ چنانچہ وہ اسباب کو ہی اپنے تک سمجھ بوجھ پہنچانے کا ذریعہ بناتے اور اسباب سے ہی خطاب کی سمجھ کا ادراک کرتے ہیں اس کی طرف سے جواب یہ ہوگا کہ وہ خدائے پاک کے اس فرمان پر نہ ٹھہرے:

وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَآءُؕ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِیْمٌ(۵۱) (پ۲۵، الشوریٰ:۵۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کسی آدمی کو نہیں پہنچتا کہ **اللہ** اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردۂ عظمت کے اُدھر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ وہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے بے شک وہ بلندی و حکمت والا ہے۔

اور یہ وہ جگہیں ہیں جن کے بارے میں علم کھول کر بیان کرنا مشکل ہوتا ہے، اسے علمی مذاکرے والوں کے حوالے کر دیا جائے یا پھر علم کی راہوں میں مشغول ان خاص لوگوں کے حوالے کر دیا جائے جو اپنے ارادوں سے بری ہوئے ان کے اور ان کی خواہشات کے بیچ رکاوٹ ڈال دی گئی، ذہانت کی ہوائیں انہیں اڑا لے گئیں اور حکمت

کے دریاؤں پر لا چھوڑا، انہوں نے خالص آبِ حیات لیا، کسی دھوکے سے نہیں ڈرتے، کسی آفت کی توقع نہیں رکھتے، کسی انتہا تک پہنچنے کی ہوس نہیں رکھتے بلکہ انتہا ان کے لیے ابتدا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو مخلوق کے باطن میں ظاہر ہوئے اور مخلوق کے ظاہر میں چھپے رہے، وحی خدا کے امین، سِرِّ الٰہی کے محافظ، اس کے حکم کو نافذ کرتے، اس کا حق کہتے اور اس کی فرماں برداری کرتے ہیں:

یُسٰرِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ وَ هُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ﴿۶۱﴾ (پ۱۸، المؤمنون:۶۱)

ترجمۂ کنزالایمان: یہ لوگ بھلائیوں میں جلدی کرتے ہیں اور یہی سب سے پہلے انہیں پہنچے۔

ان کے اُمور کی ابتداؤں میں ہی ان پر لازم شدہ حُقُوق میں حُسنِ ادب کے ساتھ ان کے مُعاملے جاری ہوئے، انہوں نے ہر خیر خواہی ادا کردی، ہر صلہ رحمی پوری کر دی، ان کے دلوں نے خوشی سے اجازت دی کہ ان کے حُقُوق میں سے پہلے حق کے لیے وسیلے کی طلب میں جوش ہو۔ چنانچہ وہ ایسے آگے بڑھے کہ نہ خود بچنا چاہتے ہیں اور نہ بچائے جاتے ہیں، بلکہ انہوں نے یہ دیکھا کہ خرچ کرتے وقت ان پر جو فیض ہوتا ہے وہ خرچ سے پہلے سے زیادہ ہوتا ہے، حق کے اشارے اسی کی طرف مشیر ہیں، حقانی عُلُوم اس کے پاس کثیر ہیں، انہیں مصیبت پر کوئی جُھکانے والی نہیں روکتی، کوئی ڈر انہیں کسی رُکاوٹ پر نہیں روکتا، کتابُ اللّٰہ سے انہوں نے جو محفوظ کیا اس سے تیاری پکڑنے سے کوئی رغبت انہیں پھیرتی نہیں اور وہ اس پر گواہ ہیں۔

کچھ باتیں اللّٰہ والوں کی:

﴿14669﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کسی نے کہا: اللّٰہ پاک آپ پر رحمت فرمائے! یہ فرمایئے کہ بارگاہِ الٰہی سے دل لگانے کی کیا نشانی ہے؟ فرمایا: مخلوق سے دل گھبرانا۔ عرض کی گئی: مخلوق سے دل گھبرانے کی کیا نشانی ہے؟ فرمایا: خلوتوں کے گوشوں کی طرف لپکنا، یادِ الٰہی کی لذّت کے ساتھ تنہائی میں رہنا، یادِ الٰہی کا جتنا اُنس دل میں آئے گا اتنی ہی وحشت دل سے نکل جائے گی جیسا کہ ایک صاحبِ حکمت بزرگ اپنی مناجات میں کہتے ہیں: اے وہ ذات جس نے اپنی یاد سے مجھے اُنس بخشا، مخلوق سے وحشت میں رکھا اور جس ذات سے میری خوشیاں ہیں! میرے آنسوؤں پر رحم فرما۔ اللّٰہ پاک نے حضرت سیِّدُنا داود عَلَیْہِ السَّلَام سے ارشاد فرمایا: ”میری بارگاہ میں دل لگالو اور میرے سوا ہر کسی سے نامانوس ہو جاؤ۔“ ایک عبادت گزار بزرگ رَحْمَۃُ اللہ

عَلَیْہ سے پوچھا گیا: فُلاں بُزرگ کا کیا مُعاملہ ہے؟ فرمایا: ”وہ (بارگاہِ الٰہی سے) مانوس ہوئے، پس (لوگوں سے) نامانوس ہو کے رہ گئے۔“ حضرت سیِّدَتُنا رابعہ بصریہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہَا سے پوچھا گیا: آپ کو یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا: ”اس وجہ سے کہ جس چیز سے میرا واسطہ نہیں تھا میں نے اُسے چھوڑ دیا اور اُس کی بارگاہ میں دل لگالیا جو ہمیشہ رہے گا۔“ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک مرتبہ بارگاہِ الٰہی میں اس خطاب کے ساتھ عَرض معروض کی: ”ہر یادِ خدا کے ساتھ خلوت نشین ہونے والے کو اُنس بخشنے والے اور محبتِ الٰہی میں تنہا رہنے والے کے رفیق۔“

حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک راہب سے فرمایا: تم نے تنہائی اختیار کرنے میں جلدی کی۔ راہب نے کہا: نوجوان! اگر تمہیں تنہائی کی لذت پتا چل جائے تو تم اپنی ذات سے بھی دور بھاگ کر تنہائی کو اپنالو، یہ انتہائی عبادت کی بنیاد ہے، فکریں تنہائی سے میل نہیں کھاتیں۔ حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن زید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اے راہب! تنہائی سے بندے کو کم از کم فائدہ کیا ملتا ہے؟ راہب نے کہا: لوگوں کی آؤ بھگت سے آرام اور ان کے شر سے نجات۔ فرمایا: اے راہب! بندے کو بارگاہِ الٰہی سے دل لگانے کی لذّت کب نصیب ہوتی ہے؟ راہب نے کہا: جب محبت خالص اور مُعاملہ صاف ہو۔ فرمایا: بندۂ خدا! محبت کب خالص ہوتی ہے؟ کہا: جب سب فکریں جمع ہو کر ایک ہی فکر بن جائیں۔ ایک صاحبِ حکمت بزرگ بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں: ”مخلوق پر حیرت ہے! انہوں نے تیری بارگاہ سے منہ موڑ کے اوروں کو کیسے چاہا؟ دلوں پر حیرت ہے! تجھ سے منہ موڑ کر وہ دل دوسروں سے کیسے لگ گئے، خدایا! تُو نے اپنے دوستوں میں سے اُنس والوں کو اُنس بخشا، تیری ذات پر توکل کرنے والوں کو جو تُو نے اپنے ذمے پر لیا ہے اس اعزاز سے انہیں نوازا، اُن کے دلوں میں بھی تُو انہیں دیکھتا ہے اور اُن کے باطنوں میں بھی تُو اُن سے آگاہ ہے۔ تیری نگاہ میں میرا ہر پردہ کُھلا ہے، میں تیری بارگاہ کی طرف لپکتا ہوں، جب تنہائی سے میرا دل گھبراتا ہے تو تیری یاد میرا دل بہلاتی ہے، جب مجھ پر بہت پریشانیاں آجاتی ہیں تو میں تیری بارگاہ سے بھلائی مانگنے آجاتا ہوں، اے سب جہانوں کے مالک۔“ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک مرتبہ فرمایا: ”میں رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کے اُنس سے آیا ہوں۔“ اور جیسا کہ ایک صاحبِ حکمت بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: ”اگر (مخلوق سے) میرا دل بہلنے لگے تو مجھے

وحشت ہونے لگے گی۔ ” حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عرض کی گئی: بارگاہِ الٰہی کے سچے اُنس کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: لوگوں کے ساتھ رہنے سہنے سے دل میں گھٹن ہوگی۔ دل بس یادِ الٰہی کی لذت ہی مانگے گا۔ کہا: اللہ پاک آپ پر رحمت فرمائے! یہ بتائیے کہ اس کی ظاہری نشانی کیا ہے؟ فرمایا: وہ انجمن میں اکیلا ہوگا اور اکیلے میں انجمن آرا ہوگا، قیام پزیر ہوتے ہوئے مسافر لگے گا اور منزل سے دور ہو کر بھی قیام پزیر لگے گا، غائب ہو کر بھی موجود ہوگا اور موجود رہتے ہوئے بھی وہاں نہ ہوگا۔ عرض کی گئی: اس کی وضاحت فرما دیجیے۔ انجمن میں تنہا کا اور تنہائی میں انجمن آرا کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: یادِ الٰہی کے ساتھ خلوت نشین ہوگا، دل و ذہن پر جو مصروفیت چھائی ہے اور یادِ الٰہی کی جو لذت و مٹھاس ہے اس کی وجہ سے فکروں میں مشغول ہوگا، وہ اپنے حال میں اکیلا ہوگا اگرچہ لوگوں کے درمیان ہو، وہ صرف اپنے بدن سے لوگوں کے ساتھ ہوگا جیسا کہ حضرت سیِّدُنا کُمَیل بن زیاد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی روایت میں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: ”علم لوگوں کو معاملے کی حقیقت سے دُور ہٹا کر لے گیا چنانچہ انہوں نے حقیقی یقین کا سامنا کیا اور پھر آسائش والوں نے اُن سے جو وعدے کیے تھے وہ انہیں ہیچ معلوم ہوئے، جاہلوں کو جس سے نامانوسی ہوئی انہیں اُس سے اُنس ہوا، وہ دنیا میں جسموں کے ساتھ رہے لیکن اُن کے دل اونچے مکان پر بلکہ بلندی والے بادشاہ کے یہاں اونچے سے اونچے مقام پر اٹکے ہوئے ہیں۔“ یہ اُس کی صفت ہے جو انجمن میں تنہا ہے۔ عرض کی گئی: تنہائی میں انجمن آرائی کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: وہ ایسی فکر کے ساتھ مجتمع ہے جس فکر نے بہت سی فکروں کو خود میں سمویا ہوا ہے۔ چنانچہ اس نے ان فکروں کو دل میں ایک ہی فکر بنا دیا، پس نفاذِ قدرت کے بارے میں حُسنِ فکر اور عبرت بھرے مشاہدے کے لیے سب فکریں اکٹھی ہو گئیں، لہٰذا وہ اپنی عقل، دل، فکر اور سب خیالوں کے ساتھ بارگاہ میں انجمن آرا ہے، اس کے سب اعضاء حاضر ہیں اور بصیرت، ہوشیاری کا صلہ اور کُشادہ مدد ملنے تک دائمی یادِ خدا کے لیے تیار ہیں، ان میں سے کوئی بھی الگ تھلگ یا غیر فعال نہیں ہے۔ یہ مطلب ہے تنہائی میں انجمن آرائی کا۔ عرض کی گئی: حاضر ہوتے ہوئے غیر حاضر ہونے کا کیا مفہوم ہے؟ فرمایا: وہ اپنے خیال کے اعتبار سے غیر حاضر ہے لیکن دل کے اعتبار سے حاضر و موجود ہے یعنی غائب کا مطلب ہے دیکھنے والوں کی نظروں سے غائب اور اپنے دل کے ساتھ معرفت والوں کی رعایت میں موجود ہے۔

﴿14670﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مُحاسَبہ اور موازنہ چار جگہوں پر ہے: ایمان وکُفر کے درمیان، سچ اور جھوٹ کے درمیان اور توحید و شرک کے درمیان۔

خوف گناہ سے روکتا ہے:

﴿14671﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بندہ گناہوں پر ڈٹا رہنا چھوڑ دے تو یہ اُسے توبہ پر ابھارتا ہے اور خوف کو تھامے رکھنا بندے کو گناہ پر ڈھٹائی چھوڑنے پر اُبھارتا ہے۔

عقل مند کی سوچ:

﴿14672﴾... حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بندگی یہ ہے کہ تم اپنی کوئی ملکیت ہی نہ سمجھو اور یہ یقین رکھو کہ تم اپنے کسی نفع نقصان کے مالک نہیں ہو۔ سر جھکانا یہ ہے کہ جب آزمائش اُترے تو ظاہری یا باطنی کسی تبدیلی کا اظہار کیے بغیر ثابت قدم رہو۔ **اللہ** پاک کے فضل ورحمت کی آس رکھنا "امید" ہے۔ جو تقدیر کے فیصلے پر راضی ہے وہ خود پر سب سے زیادہ قابو رکھتا ہے۔ عقل والوں میں سب سے کامل وہ ہے جو اپنی بے بسی کا اعتراف کرے کہ میں معرفتِ الٰہی کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا۔ عقل کے بارے میں کسی سے کوئی پُرسش نہیں ہے ہاں لوگوں کی پکڑ تو احکامات کے بارے میں ہے۔ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی جوہر ہوتا ہے انسان کا جوہر عقل اور عقل کا جوہر صبر ہے۔ غیبوں کے جھرونکوں میں دل کی حرکات کے ساتھ عمل کرنا اعضاء کے ساتھ عمل کرنے سے بہتر ہے۔

سیِّدُنا حارِث مُحاسِبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرویات

مُصنِّفِ کتاب حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اَصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم نے حضرت سیِّدُنا حارث محاسبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مختلف کتابوں اور مختلف اَقوال واَحوال میں سے مختصر بیان کیا ہے ورنہ آپ تو علم کا گہرا سمندر تھے۔ آپ کی مشہور محدثین سے جو روایات ہیں وہ آپ کی کتابوں میں مُندرَج ہیں ہم ان میں سے یہی چند روایات بیان کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ چنانچہ

سب سے خوبصورت چیز:

﴿14673﴾... حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

ارشاد فرمایا: ”میزان میں جو سب سے وزنی چیز رکھی جائے گی وہ حُسنِ اَخلاق ہے۔“[1]

﴿14674﴾... حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں کے ایک مُعاملے میں حُضُور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مشغولیت رہی اور آپ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا نہیں فرمائیں پھر جب اس مُعاملے کی مشغولیت ختم ہوئی تو ان نمازوں کو یوں ادا فرمایا کہ پہلے والی پہلے ادا فرمائی[2]۔ یہ نمازِ خوف کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔[3]

حضرت سَیِّدُنا علی جُرجانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

مشرقی بُزرگوں میں ایک ہستی خواہشوں سے کنارہ کش رہنے والے، تنہائیوں سے بہرہ ور ہونے والے پُرانے عبادت گزاروں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا علی جرجانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔

سیِّدُنا سری سقطی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کو نصیحت:

﴿14675﴾... حضرت سیِّدُنا سری سقطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں بغداد سے روانہ ہوا، میرا جہاد کی غرض سے عبادان جانے کا ارادہ تھا کہ وہاں رجب، شعبان اور رمضان کے روزے رکھوں گا، راستے میں حضرت سیِّدُنا علی جُرجانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ملے، آپ بڑے زاہدوں میں سے تھے، روزہ افطار کرنے کا وقت قریب آیا، میرے پاس پِسا ہوا نمک اور روٹیاں تھیں۔ میں نے کہا: **اللہ** پاک آپ پر رحمت فرمائے! آیئے تناول فرمایئے۔ فرمایا: تمہارا نمک پِسا ہوا ہے اور تمہارے پاس الگ الگ قسم کا کھانا ہے، تم ہرگز فلاح نہیں پاؤ گے اور محبت والوں کے

---

[1]... ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ما جاء فی حسن الخلق، ۳/ ۴۰۳، حدیث: ۲۰۱۰

[2]... یہ صاحبِ ترتیب کا مسئلہ ہے: صاحبِ ترتیب اُسے کہتے ہیں جس کی چھ سے کم نمازیں قضا ہوئی ہوں۔ (جنتی زیور، ص313) اگر چھ یا چھ سے زیادہ نمازیں قضا ہو گئیں تو وہ صاحبِ ترتیب نہ رہا۔ صاحبِ ترتیب کے لئے مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس کی پانچ نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور چھٹی کا وقت آجائے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلی پانچ نمازیں پڑھ لے، اس کے بعد چھٹی پڑھے۔ (بہار شریعت، حصہ 4، 1/703 ملخصاً) البتہ اگر پہلی پانچ پڑھنے میں چھٹی کا وقت ختم ہو رہا ہو تو پہلی پانچ کی وجہ سے چھٹی قضا نہ کرے بلکہ جتنی پڑھ سکتا ہو اتنی پڑھ لے اور پھر اُس وقت کی نماز ادا کرلے۔ (بہار شریعت، حصہ 4، 1/703 ملخصاً) ”بہارِ شریعت“ میں ہے: (صاحبِ ترتیب کو) قضا نماز یاد نہ رہی اور وقتیہ (جو وقت کی تھی وہ) پڑھ لی، پڑھنے کے بعد یاد آئی تو وقتیہ ہو گئی اور پڑھنے میں یاد آئی تو گئی (یعنی اُس کی وہ نماز نہ ہوئی)۔ (بہار شریعت، حصہ 4، 1/705)

[3]... معجم اوسط، ۱/ ۳۳۳، حدیث: ۱۲۰۸

باغ میں کبھی داخل نہ ہوگے۔ میں نے دیکھا ان کے پاس توشہ دان تھا اس میں جو کے ستو تھے، وہ اس میں سے کچھ پھانک رہے تھے۔ میں نے کہا: آپ ایسا کیوں کررہے ہیں؟ فرمایا: میں نے حساب لگایا ہے کہ چبانے سے لے کر نگلنے تک 70 مرتبہ تسبیح کی جاسکتی ہے، لہٰذا میں نے 40 سال سے کچھ چبا کر نہیں کھایا۔ جب ہم عبادان میں داخل ہوئے تو میں نے کہا: کچھ نصیحت فرمایئے جو میں آپ سے یاد کرلوں۔ فرمایا: ہاں! اِنْ شَآءَ اللہ۔ میری پانچ باتیں یاد کرلو، اگر تم نے انہیں سنبھال لیا تو اس کے بعد جو کچھ نہ سنبھال سکے اس کی کوئی پروا نہیں۔ میں نے کہا: جی ضرور۔ فرمایا: غُربت کو گلے لگاؤ، صبر پر تکیہ کرو، چاہتوں سے دشمنی رکھو، نفسانی خواہش کے برعکس کرو اور اپنے سب معاملات میں بارگاہِ الٰہی کی ہی طرف لپکو۔ میں نے کہا: اگر میں نے یہ چیزیں اپنالیں تو کیا ہوگا؟ فرمایا: **اللہ** پاک تمہیں پانچ چیزیں عطا فرمائے گا: زہد، زہد کے ساتھ قناعت، قناعت کے ساتھ رضا، رضا کے ساتھ مَعْرِفَت اور معرفت کے ساتھ شوق۔ پھر مزید پانچ چیزیں عطا فرمائے گا: سبقت لے جانا، جلدی بڑھنا، ہلکا پن، اچھی خوش خبری اور بارگاہِ الٰہی کی طرف اچھی واپسی۔ یہ **اللہ** پاک کے پیارے ہیں۔ میں نے کہا: آپ میرے لیے کیا کہتے ہیں میں کہاں رہائش اختیار کروں؟ فرمایا: لکام کی طرف چلے جاؤ۔ میں نے کہا: وہاں میرے گزارے کے لیے کوئی ذریعہ ہے؟ اس سوال پر بہت جلال میں آگئے اور فرمایا: گناہ کرتے ہو تو خدا کی طرف لپکتے ہو اور اپنی روزی کے بارے میں اُس کے متعلق شک وشبہ میں پڑتے ہو؟! حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: خدا کی قسم! پھر میں نہیں جانتا کہ وہ سمندر میں چلے گئے یا کیا ہوا۔

حضرت سیِّدُنا جعفر بن نُصَیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ واقعہ کچھ اضافے سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ

﴾14676﴿... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں بغداد سے روانہ ہوا، میرا جہاد کی غرض سے عبادان جانے کا ارادہ تھا، کشتی کے سفر میں حضرت سیِّدُنا علی جُرجانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ میرے ساتھ تھے، افطار کا وقت آیا تو میں نے جو کی دو روٹیاں اور پِسا ہوا نمک نکالا اور حضرت سیِّدُنا ابو الحسن علی جُرجانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا: آیئے! آپ بھی تناول فرمایئے۔ آپ ان روٹیوں اور نمک کو دیر تک دیکھتے رہے، پھر میری طرف متوجہ ہوکر فرمانے لگے: سَری تمہارا نمک پِسا ہوا ہے۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: سَری کبھی کامیاب نہ ہوگے۔ میں نے کہا: وہ کیوں؟ فرمایا: سَری! کیا تم نہیں جانتے کہ جو کی روٹی اور ٹھیکری والا نمک دل کو روشن کرتے ہیں؟ آپ

رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی یہ بات میرے دل میں گردش کرتی رہی۔ پھر عبادان قریب آیا اور ہم جدا ہونے لگے تو میں نے کہا: اللہ پاک آپ پر رحمت فرمائے! کچھ فرمایئے جو میں آپ سے یاد کرلوں۔ فرمایا: ایسا کرو گے ؟ میں نے عرض کی: جی ضرور یاد رکھوں گا۔ فرمایا: سری! مجھ سے پانچ باتیں یاد کرلو۔ اگر تم نے ان کو سنبھالے رکھا اور ان کے علاوہ کچھ بھی نہ سنبھال سکے تو کوئی پروا نہیں۔ میں نے کہا: اللہ پاک آپ پر رحمت فرمائے! مجھے بتایئے وہ باتیں کیا ہیں؟ فرمایا: سری! غریبی کو گلے لگاؤ، صبر کو تکیہ بناؤ، چاہتوں سے دشمنی رکھو، نفسانی خواہش کا اُلٹ کرو اور اپنے سب معاملوں میں خدا کے یہاں گڑگڑاؤ۔ جب تم یہ چیزیں اپنالو گے تو اللہ پاک تمہیں پانچ چیزیں عطا فرمائے گا۔ میں نے کہا: وہ چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا: شکر، رِضا، خوف، اُمید اور آزمائش پر صَبر۔ پھر یہ پانچ چیزیں تمہیں پانچ چیزوں کی طرف لے جائیں گی: پوشیدہ پرہیزگاری، دلوں کی صفائی، دلوں میں کھٹکنے والی چیزوں کا ترک، جن چیزوں سے مطلب نہیں اُن کا ترک اور اعضاء کی حفاظت کے لیے فُضُول چیزوں کا ترک۔ پھر وہ تمہیں پانچ چیزوں سے مدد دیں گی: دلوں کی زندگی، خالص عبرت پکڑنا، بارگاہِ الٰہی کی سمجھ، غفلت سے بیداری اور خدا کی فرماں برداری میں زمین کے ہر ٹکڑے کا تمہاری مدد کرنا۔ پھر اللہ پاک تمہیں پانچ انعامات سے نوازے گا: لُطف و کرم، بُردباری، نرمی، جہاں بھر کے لیے رحم اور آگ کی ہیبت۔ جب تم آگ دیکھو گے تو تمہیں اللہ پاک کی ربوبیت یاد آئے گی۔ اور تمہارے دل پر وہ پانچ چیزیں لاگو کردے گا: سبقت لے جانا، جلد آگے بڑھنا، حرام سے خود کو روکنا، دنیا سے سچی دوری اور پکا ارادہ۔

حضرت سَیِّدُنا قُدَیْم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے پُرانے بُزرگوں میں جو عبادت اور تصوُّف کی حقیقت تک رسائی میں مشہور ہستیاں ہیں ان میں ایک حضرت سیِّدُنا ابوہاشم قُدَیْم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہیں۔

حضرت سیِّدُنا سفیان ثَوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ان کے ہم نشین رہے اور ان کے طریقے کی اور بے آلودگی و وفاداری کی روش تھامے رہنے کی تعریف کی۔ ان کے کلام سے ہمارے پاس وہی محفوظ ہے جو حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بیان کیا ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا سُفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں انجانے میں ریاکاریوں میں پڑا رہا جب تک مجھے حضرت سیِّدُنا ابوہاشم قُدَیْم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت نصیب نہیں

ہوئی۔ پھر جب آپ کی صحبت میسر آئی تو میں نے آپ سے دکھاوے کا ترک سیکھا۔

ایسے علم سے خدا کی پناہ:

﴿14677﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہاشم قُدَیْم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے قاضی شریک بن عبدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو وزیر یحییٰ برمکی کے گھر سے باہر آتے دیکھا، وہ سامنے سے جانے لگے تو حضرت سیِّدُنا ابو ہاشم قدیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کہا: میں ایسے علم سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں جس کا یہ نتیجہ نکلے اور وہ علم سیکھنے والا اس رَوِش پر چلے جو میں دیکھ رہا ہوں۔

﴿14678﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہاشم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میرے والد صاحب نے بیان کیا، میں کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا، دیکھا ایک دیہاتی عورت ایک نابینا دیہاتی آدمی کو لے کر چل رہی تھی اور وہ نابینا یہ اشعار کہہ رہا تھا:

أَنْتَ فِيْ مَوْضِعِ الْبَعِيْدِ قَرِيْبٌ ... مِمَّنْ مُّنِيْبٍ اِلٰى رِضَاكَ يَؤُبُ؟

تَسْمَعُ الصَّوْتَ حَيْثُ لَا يُسْمَعُ الصَّوْتُ ... وَمِنْ حَيْثُ مَا دَعَاكَ تُجِيْبُ

لَيْسَ اِلَّا بِكَ النُّفُوْسُ تَطِيْبُ ... يَا شِفَاءَ السِّقَامِ اَنْتَ الطَّبِيْبُ

كُلُّ وَصْلٍ خِلَافَ وَصْلِكَ زُوْر ... كُلُّ حُبٍّ خِلَافَ حُبِّكَ حُوْبُ

مَنْ يَّرِدْ مِنْ جِنَانِ وَجْهِكَ مَرْعًى ... يَلْقَهُ مِنْ لَّدُنْكَ مَرْعًى خَصِيْبُ

اَوْ حَوٰى قَلْبُهُ الْمَحَبَّةَ اِلَّا ... وَهُوَ لَا شَكَّ عِنْدَكَ الْمَحْبُوْبُ

اَنْتَ رَوْحُ الْقُلُوْبِ اَنْتَ غِنَاهَا ... بِكَ تَحْيٰى وَتَسْتَرِيْحُ الْقُلُوْبُ

بِكَ يَدْنُوْ الْبَعِيْدُ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ... بِكَ يَنْاٰى عَنِ الذُّنُوْبِ الْقَرِيْبُ

ترجمہ: تو دور کی جگہ بھی اس رُجوع لانے والے سے قریب ہے جو تیری رضا کی طرف لوٹنا چاہتا ہو۔ تو آواز سنتا ہے جہاں آواز سنی نہیں جاتی۔ تجھ سے جہاں سے بھی دُعا کریں تو قبول کرلیتا ہے۔ تجھ ہی سے جانیں ٹھیک ہوتی ہیں، اے بیماریوں کو شفا دینے والے تیرے پاس ہی علاج ہے۔ تیری ملاقات کے سوا ہر ملن جھوٹا ہے، تیری محبت کے سوا ہر محبت گناہ ہے۔ جو تیری جنتوں کی کسی چراگاہ میں آئے اسے تیری بارگاہ سے بہت شاداب چراگاہ ملے گی۔ یا اس کے دل پر محبت چھا جائے گی اور بے شک وہ تیرے یہاں محبوب ہے۔ تو دلوں کی راحت اور امیری ہے، تجھ سے ہی دل زندہ اور آرام میں ہیں۔ جو دور ہے وہ تیری

ہی وجہ سے ہر معاملے کے قریب ہوتا ہے اور ہر گناہوں کے قریب آدمی تیری ہی وجہ سے دور ہوتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا شُرَیح بن یُونُس رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

عبادت وبندگی کی حقیقت تک رسائی، خُدائی اور رَبوبیت کی عظمت کے آگے جبیں فرسائی، بارگاہِ الٰہی سے اعلیٰ آداب کا حُصول اور بارگاہِ خداوندی سے شریعت کے بہت آثار کا استفادہ کرنے والے بُزرگ حضرت سیِّدُنا ابو حارث شُریح بن یُونس رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ہیں۔ ان کے بلند احوال نقل کیے گئے ہیں، آپ کی اونچی شانیں ہیں، آپ کی وفات 235 ہجری ہے۔

مسلمانوں کے لیے دعا کرنے کا فائدہ:

﴿14679﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ضَحّاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ جو کہ بہت گریہ وزاری کرنے والے بُزرگوں میں سے ہیں بیان کرتے ہیں: میں نے خواب میں حضرت سیِّدُنا شُریح بن یونس رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو دیکھا تو پوچھا: اے ابو الحارث! ربِّ کریم نے آپ کے ساتھ کیا مُعاملہ کیا؟ فرمایا: اس نے مجھے بخش دیا بلکہ حضرت سیِّدُنا محمد بن بشیر بن عطاء کندی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے محل کے برابر میں مجھے بھی محل عطا فرمایا۔ میں نے کہا: ہمارے نزدیک تو آپ حضرت سیِّدُنا محمد بن بشیر کندی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے بڑے ہیں۔ فرمایا: ایسا نہ کہو، **اللہ** پاک نے ہر مومن مرد وعورت کے عمل میں حضرت سیِّدُنا محمد بن بشیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا حصہ رکھا ہے کیوں کہ جب وہ دُعا کرتے تو یوں کہتے تھے: اے **اللہ**! سب ایمان والوں اور ایمان والیوں کو بخش دے، سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو بخش دے اور ان میں سے جو چلے گئے انہیں بھی بخش دے۔

﴿14680﴾... حضرت سیِّدُنا شُریح بن یونس رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں خواب میں ربِّ کریم کے دیدار سے مُشرَّف ہوا تو ربِّ کریم نے ارشاد فرمایا: شُریح! جو چاہیے مانگو۔ میں نے عرض کی: تیری رحمت بڑی آسانی ہے۔

سانپ نے مینڈک کو چھوڑ دیا:

﴿14681﴾... حضرت سیِّدُنا شُریح بن یونس رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں راستے میں سویا ہوا تھا کہ میں نے ایک مینڈک کی آواز سنی جسے سانپ نے پکڑ لیا تھا، میں نے کہا: میں خدا کے نام پر کہتا ہوں اسے چھوڑ دے تو

سانپ نے مینڈک کو چھوڑ دیا۔

سیِّدُنا شُرَیح بن یُونُس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرویات

﴿14682﴾... حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی (عرب کے دیہاتی) نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی: ہمارے ربّ کا نسب ہمیں بیان فرمایئے۔ اس پر **اللہ** پاک نے سورۂ اِخلاص نازل فرمائی۔[1]

﴿14683﴾... حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو کھانے پر بِسْمِ اللہ پڑھنا بھول جائے وہ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد سورۂ اخلاص پڑھ لے۔[2]

بعد اذان مسجد سے نہ نکلو:

﴿14684﴾... مُؤَذِّن نے تکبیر شروع کی تو اس وقت ایک شخص مسجد سے باہر جانے لگا، حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا: اس نے ابو القاسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی کی۔[3]

ظالم حکمران کا انجام:

﴿14685﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ظالم حکمران کو ہو گا۔[4]

﴿14686﴾... امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم بیان کرتے ہیں کہ رحمتِ عالَم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: سیدھے ہو جاؤ تمہارے دل سیدھے ہو جائیں گے، آپس میں مل جاؤ اور باہم مہربانی سے پیش آؤ۔[5]

---

1 ...مسند ابی یعلی، مسند جابر بن عبد اللہ، ۲/۲۸۷، حدیث: ۲۰۴۰۔ معجم اوسط، ۴/۱۹۳، حدیث: ۵۱۸۷

2 ...عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، باب ما یقول اذا نسی التسمیۃ فی اول طعامہ، ص ۲۰۹، حدیث: ۴۶۱

3 ...مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب النھی عن الخروج... الخ، ص ۲۵۸، حدیث: ۱۳۸۹، ۱۳۹۰

4 ...مسند ابی یعلی، مسند ابی سعید الخدری، ۱/۴۶۴، حدیث: ۱۰۸۳

5 ...معجم اوسط، ۴/۳۵، حدیث: ۵۱۲۱

﴿14687﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص کو کسی الزام میں کچھ وقت کے لیے قید فرمایا یہاں تک کہ وہ اس الزام سے بری ہو گیا۔[1]

اختلاف امت کے وقت کیا کریں؟

﴿14688﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ الرَّحمٰن بن عَمْرو سلمی اور حضرت سیِّدُنا حُجْر بن حُجْر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِما بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت سیِّدُنا عرباض بن ساریہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے پاس حاضر ہوئے، انہیں سلام کیا اور عرض کی: ہم آپ سے ملاقات کرنے، عیادت کرنے اور کچھ فیض لینے حاضر ہوئے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا: ایک مرتبہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف رُخِ انور کر کے ہمیں وہ وعظ فرمایا کہ ہمارے آنسو بہنے لگے اور دل ڈر گئے۔ کسی نے عرض کی: یا رسولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ تو جیسے الوداع کہنے والے کا وعظ ہے، آپ ہمیں کیا نصیحت فرماتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: میں تمہیں **اللہ** پاک سے ڈرنے، سننے اور ماننے کی نصیحت کرتا ہوں اگرچہ کوئی حبشی غلام ہو کہ میرے بعد تم میں سے جو جیے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا، تو میری سنت کو اور میرے ہدایت یافتہ خُلفائے راشدین کے طریقے کو تھامے رہو اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لو، نئی باتوں سے دُور رہو کیوں کہ ہر نئی چیز بدعت ہے[3]۔[2]

---

1 ...عیون الاخبار، کتاب السلطان، باب الاحکام، ۱/۱۴۰

2 ...ترمذی، کتاب العلم، باب ماجاء فی الاخذ...الخ، ۴/۳۰۸، حدیث: ۲۶۸۵

ابو داود، کتاب السنۃ، باب فی لزوم السنۃ، ۴/۲۶۷، حدیث: ۴۶۰۷

3 ... مُحْدَث کے معنٰی ہیں جدید اور نو پید چیز، یہاں وہ عقائد یا بُرے اعمال مُراد ہیں جو حُضُور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی وفات کے بعد دین میں پیدا کئے جائیں۔ بدعت کے لُغوی معنٰی ہیں نئی چیز، ربّ (کریم) فرماتا ہے: بَدِیۡعُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ (پ۱، البقرۃ:۱۱۷، ترجمۂ کنزالایمان: نیا پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا)۔ اصطلاح میں اس کے تین معنٰی ہیں: (۱) نئے عقیدے اسے بدعت اعتقادی کہتے ہیں۔ (۲) وہ نئے اعمال جو قرآن و حدیث کے خلاف ہوں اور حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے بعد ایجاد ہوں۔ (۳) ہر نیا عمل جو حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے بعد ایجاد ہو۔ پہلے دو معنٰی سے ہر بدعت بُری ہے کوئی اچھی نہیں۔ تیسرے معنٰی کے لحاظ سے بعض بدعتیں اچھی ہیں بعض بُری، یہاں بدعت کے پہلے معنٰی مراد ہیں یعنی بُرے عقیدے کیونکہ حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے اسے ضلالت یعنی گمراہی فرمایا۔ گمراہی عقیدے سے ہوتی ہے عمل سے نہیں، بے نمازی گنہگار ہے گمراہ نہیں، اور ربّ (کریم) کو جھوٹا یا حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو اپنی مثل بشر سمجھنا بدعقیدگی اور گمراہی ہے، اور اگر دوسرے معنٰی مراد ہوں تب بھی یہ حدیث

زمزم کا کنواں کیسے ظاہر ہوا؟

﴿14689﴾... حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عبدُ المُطَّلِب رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے خواب دیکھا، کوئی کہہ رہا تھا: نیکی کی کُھدائی کرو۔ آپ نے پوچھا: نیکی کیا ہے؟ کہا: خاص چیز ہے جو لوگوں سے چُھپائی گئی ہے اور آپ کو عطا کی گئی ہے۔ صبح ہوئی تو حضرت سیِّدُنا عبدُ المُطَّلِب رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور یہ خواب بیان کیا، قوم نے کہا: آپ نے پوچھا نہیں کہ وہ نیکی کیا ہے؟ رات ہوئی تو پھر خواب دیکھا، وہ آنے والا آیا اور کہا: کُھدائی کرو۔ پوچھا: کیا کھدائی کروں؟ کہا: زمزم کا کنواں کھودو وہ **اللہ** پاک کی طرف سے برکت اور نفع ہے اور حاجیوں کو اور بہت لوگوں کو سیر اب کرو۔ صبح ہوئی تو آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے قوم کو جمع کیا، قوم والوں نے کہا: آپ نے پوچھا نہیں کہ زم زم کی جگہ کون سی ہے؟ رات ہوئی تو خواب میں وہ آنے والا آیا اور کہا: کھدائی کرو۔ پوچھا: کس جگہ کھدائی کروں؟ کہا: زَم زَم کی جگہ کھدائی کرو۔ پوچھا: زم زم کی جگہ کہاں ہے؟ کہا: گندگی اور خون کے درمیان کوّوں والی جگہ ہے۔ صبح ہوئی تو آپ نے اپنی قوم کو بلایا، قوم والوں نے کہا: یہ خزاعہ کے تھان کی جگہ ہے اور خزاعہ والے آپ کو بلاتے نہیں ہیں۔ حضرت سیِّدُنا عبدُ المُطَّلِب رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے بیٹوں میں حارِث بن عبدُ المُطَّلِب کے سوا کوئی اور موجود نہیں تھا۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبدُ المُطَّلِب رَضِیَ اللہُ عَنْہ اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر اس جگہ تشریف لے گئے، دونوں نے کھدائی کی یہاں تک کہ زمین سے سونے کے دو ہرن بر آمد

اپنے اطلاق پر ہے کسی قید لگانے کی ضرورت نہیں، اور اگر تیسرے معنیٰ مُراد ہوں یعنی نیا کام تو یہ حدیث عام مخصوص البعض ہے کیونکہ یہ بدعت دو قسم کی ہے **بدعتِ حسنہ** اور **سیئہ** یہاں بدعت سیئہ مراد ہے بدعتِ حسنہ کے لئے(مشکوٰۃ) کتاب العلم کی وہ حدیث جو آگے آرہی ہے: "مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً" الحدیث، یعنی جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے وہ بڑے ثواب کا مستحق ہے، بدعتِ حسنہ کبھی جائز، کبھی واجب، کبھی فرض ہوتی ہے اس کی نہایت نفیس تحقیق اسی جگہ **مرقاۃ** اور **اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات** میں دیکھو، نیز شامی اور ہماری (مشہور مفسر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی) کتاب "جَاءَ الْحَق" میں بھی ملاحظہ کرو۔ بعض لوگ اس کے معنیٰ یہ کرتے ہیں کہ جو کام حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے بعد ایجاد ہو وہ بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی، مگر یہ معنیٰ بالکل فاسد ہیں کیونکہ تمام دینی چیزیں، چھ کلمے، قرآن شریف کے 30 پارے، علمِ حدیث اور حدیث کی اقسام اور کتب، شریعت و طریقت کے چار سلسلے، حنفی، شافعی، یا قادری، چشتی وغیرہ، زبان سے نماز کی نیت، ہوائی جہاز کے ذریعے حج کا سفر اور جدید سائنسی ہتھیاروں سے جہاد وغیرہ، اور دنیا کی تمام چیزیں پلاؤ، زردے، ڈاک خانہ، ریلوے وغیرہ سب بدعتیں ہیں جو حضور (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے بعد ایجاد ہوئیں حرام ہونی چاہئیں حالانکہ انہیں کوئی حرام نہیں کہتا۔ (مراٰۃ المناجیح، 1/ 146تا147)

کیے جس کے کانوں میں دو بالیاں بھی پڑی ہوئی تھیں، مزید کھدائی کی یہاں تک کہ سونے چاندی کے زیورات بر آمد ہوئے مزید کھدائی کی یہاں تک کہ لبادے میں لپٹی ہوئی تلواریں بر آمد ہوئیں، پھر مزید کھدائی کی یہاں تک کہ پانی نکل آیا، قوم والے پاس آئے اور بولے: عَبْدُ الْمُطَّلِب! یہ سب مال لے لو اور فائدہ اُٹھاؤ۔ حضرت سَیِّدُنا عَبْدُ الْمُطَّلِب رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا: میرے پاس کالے، سفید اور لال پیالے لاؤ۔ آپ نے کالا پیالہ اپنی قوم کا قرار دیا، لال پیالہ بَیْتُ اللہ شریف کا اور سفید پیالہ اپنے لیے قرار دیا، پھر ان پیالوں سے قُرعہ اندازی کی، کالا پیالہ ہرن پر نکلا۔ چنانچہ وہ سونے کے ہرن قوم کو عطا فرما دیئے، لال پیالہ زیورات پر نکلا وہ زیورات بَیْتُ اللہ شریف کے لیے رکھ دیئے اور تلواریں اپنے پاس رکھ لیں۔

حضرت سیّدنا سَرِی سَقَطِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَہلِ مشرق بُزرگوں میں سے ایک ہستی حضرت سَیِّدُنا ابو الحسن سَری بن مُغَلِّس سَقَطِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ مشہور شخصیت، پیشوائے وقت، خوب راہ نُمائی کرنے والے، قابلِ تعریف عمل والے، پرہیز گار دل اور پوشیدہ وَرَع والے، اپنے نَفْس سے کوچ کرنے اور ربِّ کریم کے حکم پر پورا اُترنے والے تھے۔ آپ سَیِّدُ الطَّائِفَہ حضرت سَیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ماموں اور استاد ہیں۔

ریاکاری کا خوف:

﴿14690﴾... حضرت سَیِّدُنا سَری سَقَطِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر مجھے یہ پتا چلے کہ کوئی شخص میرے پاس آنا چاہتا ہے اور میں اپنی داڑھی کو اپنے ہاتھ سے سیدھا کروں گویا آنے والے کی وجہ سے سنواروں تو مجھے ڈر ہے کہ **اللہ** پاک مجھے اس کے سبب آگ کا عذاب دے گا۔

﴿14691﴾... حضرت سَیِّدُنا سَری سَقَطِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں روزانہ اپنی ناک کو کئی بار دیکھتا ہوں کہ کہیں گناہوں کی وجہ سے میرا چہرہ کالا تو نہیں ہو گیا۔

﴿14692﴾... حضرت سَیِّدُنا سَری سَقَطِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نہیں چاہتا کہ ایسی جگہ اِنتقال کروں جہاں لوگ مجھے جانتے ہوں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا گیا: اے ابو الحسن! ایسا کیوں فرما رہے ہیں؟ فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ اگر میری قبر نے مجھے قبول نہ کیا تو کہیں میں لوگوں کے سامنے رُسوا نہ ہو جاؤں۔

30سال سے نفس کی مخالفت:

﴿14693﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:30 سال سے میرا نَفْس اس بات پر جھگڑ رہا ہے کہ میں کھجور کے شِیرے میں ایک گاجر ڈبو کر کھالوں لیکن میں نے ابھی تک اس کی بات نہیں مانی۔

﴿14694﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:میں نے چاہا کہ ایسا لُقمہ کھاؤں جس میں **اللہ** پاک کی طرف سے پوچھ گچھ نہ ہو اور نہ اس میں مخلوق کا مجھ پر کوئی احسان ہو تو مجھے ایسے لقمے تک کوئی راستہ نہیں ملا۔

﴿14695﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:ہم ایک دن مکہ سے کسی جگہ کے لئے نکلے، جب جنگل میں ٹھہرے تو میں نے بہتے پانی میں سبزی کا ایک گُچھا دیکھا۔ چنانچہ ہاتھ بڑھا کر اسے لے لیا اور کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! میرے خیال میں یہ حلال تھا اور اس میں کسی مخلوق کا بھی کوئی احسان نہیں تھا۔ جب میں نے اسے لے لیا تو کسی دیکھنے والے نے مجھ سے کہا: اے ابوالحسن!۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس کے پاس بھی اس جیسا سبزی کا گچھا تھا، اس نے مجھ سے کہا: وہ دے کر یہ لے لو۔ میں نے کہا: سبزی کا گچھا جو میں نے پہلے لیا ہے اس میں کسی کا احسان نہیں ہے اور جو تم دے رہے ہو یہ بدل ہے، شاید تم مجھ پر احسان کرنا چاہتے ہو اور میں تو وہ چیز چاہتا ہوں جس میں نہ مخلوق کا احسان ہو اور نہ **اللہ** پاک کی طرف سے پوچھ گچھ۔

چار پرہیز گار ہستیاں:

﴿14696﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک وقت تھا جب پرہیز گار یہ چار ہستیاں تھیں:(1)۔ حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ مَرعَشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (2)۔ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (3)۔ حضرت سیِّدُنا یوسُف بن اَسباط رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (4)۔ حضرت سیِّدُنا سُلَیمان خَوَّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ۔ اُنہوں نے پرہیز گاری میں غور و فکر کیا پھر جب اُن پر اُمور تنگ ہوگئے تو انہوں نے مال کی کمی کی طرف سہارا لیا۔

﴿14697﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:میں طَرطُوس کے ایک گھر میں تھا جہاں میرے ساتھ عبادت گُزار نوجوان تھے۔ گھر میں ایک تندور تھا جس میں وہ روٹیاں پکاتے تھے، وہ تندور ٹوٹ گیا تو میں نے اپنے مال سے دوسرا تندور بنادیا مگر انہوں نے اس میں روٹیاں نہیں پکائیں۔

زُہد حلال میں ہی ہوتا ہے:

﴿14698﴾... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا ابُویُوسُف غَسُولی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: حضرت سیِّدُنا ابُویُوسُف غَسُولی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سرحد پر رہتے اور جہاد کرتے تھے۔ جب آپ جہاد کرتے اور ساتھیوں کے ساتھ روم کے شہروں میں داخل ہوتے تو آپ کے ساتھی رومی کھانے اور پھل کھاتے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے: میں یہ نہیں کھاؤں گا۔ کہا جاتا: کیا آپ اس کے حلال ہونے میں شک کرتے ہیں؟ فرماتے: میں اس کے حلال ہونے میں شک نہیں کرتا۔ آپ سے کہا جاتا: تو پھر اس حلال کو کھایئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے: زُہد حلال میں ہی ہوتا ہے۔

﴿14699﴾... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ کمینگی ہے کہ آدمی اپنا دین بیچ کر کھائے۔

﴿14700﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن حُسَین بن حَرْب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو کھانسی تھی، میرے والد ماجد نے دوائی دے کر مجھے ان کے پاس بھیجا، انہوں نے فرمایا: اس کی قیمت کیا ہے؟ میں نے کہا: والد صاحب نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔ فرمایا: انہیں میرا سلام دینا اور کہنا کہ 50 سال سے لوگوں کو ہم سکھا رہے ہیں کہ وہ اپنے دین کے بدلے کچھ نہ کھائیں تو آج کیا ہم اپنے دین کے بدلے کھالیں گے؟

سیِّدُنا سری سَقَطی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی دُعا کی برکت:

﴿14701﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن عَبْدُ الحمید حَلَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے دروازے پر دستک دی، وہ دروازے کی چوکھٹ پر آئے تو میں نے انہیں یہ کہتے سنا: ”اے **اللہ**! جس نے مجھے تجھ سے غافل کیا تو اسے اپنے میں مشغول کر دے۔“ ان کی اس دُعا کی برکت سے میں نے اس طرح 40 حج کئے کہ (شام کے علاقے) حلب سے پیدل گیا اور آیا۔

بڑا بہادر ہونے کی علامت:

﴿14702﴾... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ یہ پانچ چیزیں جس میں ہوں وہ بڑا بہادر ہے: (1)... **اللہ** پاک کے حکم پر ایسی استقامت جس میں ہیر پھیر نہ ہو (2)... ایسی کوشش جس کے ساتھ بھول نہ

ہو(3)... ایسی بیداری جس کے ساتھ غفلت نہ ہو(4)... تنہائی اور لوگوں کے سامنے بھی ایسا مراقبۂ الٰہی ہو جس کے ساتھ ریاکاری نہ ہو اور(5)... موت کی یاد کے ساتھ اس کی تیاری بھی ہو۔

طالب آخرت کے لئے مقامات:

﴾14703﴿... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ آخرت کے طلبگار کے لئے 10 مقامات ہیں: (1)... نوافل کے ذریعے **اللہ** پاک کا محبوب ہونا(2)... اُمّت کی خیر خواہی کرکے بارگاہِ الٰہی میں آراستہ ہونا(3)... قرآن پاک سے دل لگانا(4)... اَحکامِ الٰہی پر قائم رہنا(5)... اس کے حکم کو ترجیح دینا(6)... اس کے دیکھنے سے حیا کرنا(7)... اس کی پسند میں پوری کوشش لگادینا(8)... تھوڑے پر راضی رہنا(9)... گمنامی پر قناعت کرنا۔ (دسویں نہیں ملی)

خوف والے کے لئے 10 مقامات:

﴾14704﴿... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ خوف والے کے لئے 10 مقامات ہیں: (1)... غم طاری رہنا(2)... رنج و غم کا غلبہ(3)... بے چین کردینے والا خوف(4)... زیادہ رونا(5)... رات دن گڑگڑانا (6)... راحت و آرام کی جگہوں سے دور بھاگنا(7)... بے قراری کی کثرت(8)... دل کا ڈرنا(9)... زندگی بے کیف ہونا(10)... غم کو چھپا کر اس کی حفاظت کرنا۔

نفس کا غلام:

﴾14705﴿... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر کوئی انسان ایسے باغ میں جائے جس میں ہر قسم کے درخت ہوں اور ان درختوں پر ہر قسم کے پرندے ہوں جو اسے دیکھ کر یک زبان ہو کر کہیں: "اے **اللہ**! کے ولی! تجھ پر سلام ہو۔" اور اس کا دل یہ سن کر مطمئن ہو جائے تو سمجھو وہ اپنے نفس کا غلام ہے۔

﴾14706﴿... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے اس پر تعجب ہے جو صبح و شام نفع کی تلاش میں جاتا ہے لیکن اپنے نفس کے بارے میں کبھی نفع نہیں اٹھاتا۔

﴾14707﴿... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگ جتنا اپنی اولاد پر شفقت کرتے ہیں اتنی شفقت اگر اپنی جانوں پر کرتے تو انہیں اپنے انجام میں خوشی ملتی۔

﴿14708﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں چاہتا ہوں کہ ساری مخلوق کا غم مجھ پر انڈیل دیا جائے۔

﴿14709﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نفس کی مصروفیت ایسی ہے جو لوگوں سے توجہ ہٹا دیتی ہے۔

وہ دھوکے میں ہے۔۔۔!

﴿14710﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: وہ دھوکے میں ہے جس نے اپنی زندگی کے ایام ٹال مٹول میں گزارے اور وہ بھی دھوکے میں ہے جو صالحین کے مقام کی تمنا کرے۔

عالم کب بُرا ہوتا ہے؟

﴿14711﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک دانشور سے پوچھا گیا: عالم کب بُرا ہوتا ہے؟ فرمایا: جب اس کی عُمْر طویل ہو اور اس کی کتابیں پھیل چکی ہوں پھر اس کے کسی قول کو قبول نہ کیا جائے تو وہ غصے میں آجائے۔

﴿14712﴾... سیِّدُ الطائفہ حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے ایک دن حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کسی کام کے لئے بھیجا، میں نے واپس آنے میں دیر کر دی، جب میں آیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: جب تمہیں کوئی ایسا شخص کسی کام کے لئے بھیجے جو دلوں میں وارِد ہونے والی چیزوں کے بارے میں گفتگو کرتا ہو تو تم اس کے پاس آنے میں دیر نہ کرنا کیونکہ تم اس کے دل کو پریشان کر دوگے۔

﴿14713﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس بات سے بچو کہ تمہاری تعریف پھیلی ہو اور عیب چھپے ہوں۔

﴿14714﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو جعفر سَمَّاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ گوشہ نشین رہنے والے بزرگ تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے میرے اِرد گِرد لوگوں کی کثرت دیکھی تو میرے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور بیٹھنا پسند نہ کیا پھر میری طرف دیکھ کر فرمایا: ابو الحسن! تم بے کار لوگوں کا ٹھکانا بن گئے ہو۔ اتنا کہہ کر لوٹ گئے اور انہوں نے میرے پاس لوگوں کے جمع ہونے کو ناپسند کیا۔

جنت کا سیدھا اور مختصر راستہ:

﴿14715﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں ایسا راستہ جانتا ہوں جو سیدھا جنت کی طرف لے جائے؟ پوچھا گیا: ابوالحسن! وہ کون سا راستہ ہے؟ فرمایا: تم عبادت کا رُخ کرو اور صرف اسی میں لگے رہو حتّٰی کہ تمہیں اس کے علاوہ کوئی کام نہ رہے۔

﴿14716﴾... حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میں ایسا مختصر راستہ جانتا ہوں جو تمہیں جنت کی طرف لے جائے؟ میں نے کہا: وہ کون سا راستہ ہے؟ فرمایا: نہ تم کسی سے کچھ لو، نہ کسی سے کچھ مانگو اور نہ تمہارے پاس کسی کو دینے کے لئے کچھ ہو۔

شکر کا فرض:

﴿14717﴾... حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میں نے دیکھا ہے کہ فوائد رات کی تاریکی میں وارِد ہوتے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جب مجھے فائدہ پہنچانا چاہتے تو مجھ سے سُوال کرتے۔ ایک دن مجھ سے فرمایا: شکر کیا ہے؟ میں نے کہا: نعمت میں نافرمانی نہ کی جائے؟ فرمایا: تم نے بہت اچھی بات کہی اور بہترین جواب دیا۔ حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ شکر کا فرض ہے کہ نعمت میں نافرمانی نہ کی جائے۔

﴿14718﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کسی نے پوچھا: آپ کیسے ہیں؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے شعر میں جواب دیتے ہوئے فرمایا:

مَنْ لَمْ یَبِتْ وَالْحُبُّ حَشْوُ فُؤَادِہٖ ‏ لَمْ یَدْرِ کَیْفَ تَفَتُّتُ الْاَکْبَادِ

ترجمہ: جس کی کوئی رات محبت سے چھلکتے دل کے ساتھ نہ گزری ہو اُسے کیا پتا کہ جگر ٹکڑے ٹکڑے کیسے ہوتا ہے؟!

پانچ کے سوا ساری دنیا فضول ہے:

﴿14719﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ پانچ باتوں کے سوا ساری دنیا فُضُول ہے: (1)... روٹی جو پیٹ بھرے (2)... پانی جو پیاس بجھائے (3)... کپڑا جو سَتْر (شرم گاہ) چھپائے (4)... گھر جس میں بندہ

رہے اور (5)... علم جسے وہ استعمال کرے۔ اور فرماتے ہیں: توکل اپنی طاقت اور قدرت کو چھوڑنے کا نام ہے۔

بندے کو بلند کرنے والی چار چیزیں:

﴿14720﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں بندے کو بلند کرتی ہیں: (1)... علم (2)... ادب (3)... پاک دامنی اور (4)... امانت۔

سب سے بڑا عذاب:

﴿14721﴾... حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو یوں دعا کرتے سنا: اے اللہ! جس چیز کا چاہے تو مجھے عذاب دے مگر اپنے دیدار سے محرومی کا عذاب نہ دینا۔

﴿14722﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: وہ دور ہوا جو اللہ پاک سے دو چیزوں کی وجہ سے دور ہوا اور وہ قریب ہوا جو اللہ پاک سے چار چیزوں کی وجہ سے قریب ہوا۔ جو دو چیزوں کی وجہ سے اللہ پاک سے دور ہوا وہ دو چیزیں یہ ہیں: (1)... فَرض کو ضائع کرکے نَفْل میں پڑنا (2)... ظاہری اَعضاء کا ایسا عمل جس پر دل کی سچائی نہ ہو۔ اور وہ چار چیزیں جن کے سبب قریب ہونے والے قریب ہوتے ہیں وہ یہ ہیں: (1)... اللہ پاک کے دَر کو لازم پکڑنا (2)... عبادت پر کمربستہ رہنا (3)... تکالیف پر صبر کرنا اور (4)... اپنی بُزرگی بیان کرنے سے بچنا۔

صبر کا معنیٰ:

﴿14723﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: صَبْر کا معنیٰ یہ ہے کہ تو زمین کی طرح ہو جائے جو پہاڑوں اور آدمیوں کو اٹھائے ہوئے ہے اور زمین اس بوجھ کا نہ انکار کرتی ہے اور نہ اسے مصیبت سمجھتی ہے بلکہ اسے اپنے مولیٰ کی نعمت اور عطیہ کہتی ہے۔

﴿14724﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے معمول کے مطابق رات کو کچھ نوافل پڑھے اور وہیں اپنے پاؤں پھیلا دیئے۔ ایک آواز آئی: اے سَری! کیا بادشاہوں کی بارگاہ میں یوں بیٹھتے ہیں؟ میں نے اپنے پاؤں سمیٹ لئے اور عَرض کی: الٰہی تیری عزت کی قسم! میں اب کبھی اپنے پاؤں نہیں پھیلاؤں گا۔

﴿14725﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن خلف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک دن میں حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ

اللہ عَلَیْہ کے پاس آیا تو میں نے ان کے کمرے میں نیا کُوزہ ٹوٹا ہوا دیکھا (پوچھا تو) آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میں نے نئے کوزے میں پانی ٹھنڈا کرنا چاہا تو اسے اس برآمدے میں رکھ دیا تاکہ پانی ٹھنڈا ہو جائے اور سو گیا۔ میں نے خواب میں سجی سنوری ایک لڑکی دیکھی، اس نے کہا: اے سری! جو مجھ جیسی سے نکاح کرنا چاہتا ہے کیا وہ پانی ٹھنڈا کرتا ہے؟ پھر اس نے پاؤں سے کوزے کو ٹھوکر مار دی۔ میں نیند سے بیدار ہوا تو کوزہ ٹوٹا پڑا تھا۔

﴿14726﴾... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو شخص ایسے باطنی علم کا دعویٰ کرے جو ظاہری (شرعی) حکم کو توڑتا ہو تو وہ غلطی کرنے والا ہے۔

﴿14727﴾... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بندے کو چاہیے کہ جتنا اسے اپنے پروردگار سے اطمینان اور بے خوفی ہو اس سے بڑھ کر اسے **اللہ** پاک کا خوف ہو۔

﴿14728﴾... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دنیا کی طرف مائل نہ ہونا ورنہ **اللہ** پاک کی جانب سے جو رسی ہے وہ منقطع ہو جائے گی اور زمین پر اکڑ کر نہ چلنا عنقریب زمین ہی تیری قبر ہو گی۔

﴿14729﴾... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنی قوم سے فرمایا: "کیا تمہیں بے حیائیوں کی کثرت ہو جانے پر حیاء نہیں آتی؟" اور فرماتے ہیں: میرا ذکر زیادہ خالص اس وقت ہوتا ہے جب میں تنہائی میں ہوتا ہوں۔

نیک لوگ اور مقربین:

﴿14730﴾... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو **اللہ** پاک کے مُقَرَّب ہوں ان کے دل تقدیرِ الٰہی میں فکر مند رہتے ہیں جبکہ عام نیک لوگوں کے دل خاتمے میں لگے رہتے ہیں۔ عام نیک لوگ کہتے ہیں کہ ہمارا خاتمہ کیسا ہو گا؟ اور مُقَرَّبِین کہتے ہیں: معلوم نہیں **اللہ** پاک نے ہمارے لیے کیا فیصلہ فرمایا ہوا ہو۔

﴿14731﴾... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا ہے کہ فائدے رات کی تاریکی میں ملتے ہیں (یعنی رات میں عبادت کے فائدے)۔

عمل سے زیادہ سخت و مشکل:

﴿14732﴾... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عمل میں خُلُوص رکھنا یہاں تک کہ عمل خالص

ہو جائے یہ عمل سے بھی زیادہ سخت ہے اور عمل خالص ہونے کے بعد اسے بچانا عمل سے بھی زیادہ سخت ہے۔

﴿14733﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عمل کو آفات سے بچانا عمل کرنے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔

﴿14734﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو **اللہ** پاک سے مُناجات میں مشغول ہوتا ہے **اللہ** پاک اسے اپنے ذکر کی مٹھاس اور شیطانی وسوسوں کی کڑواہٹ عطا فرماتا ہے۔

﴿14735﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دوست بناؤ مگر انہیں راز دار نہ بناؤ، بُرے دوستوں سے بچو اور جس طرح اپنے دشمن کے متعلق اندیشہ رکھتے ہو اسی طرح دوست کے بارے میں رکھو۔

میرے لئے کیا بہتر ہے؟

﴿14736﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر مجھے پتا ہو کہ میرا گھر میں بیٹھنا باہر لوگوں کے پاس جانے سے بہتر ہے تو میں باہر ہی نہ نکلوں اور اگر مجھے یہ معلوم ہے کہ میرا تمہارے ساتھ بیٹھنا گھر میں بیٹھنے سے بہتر ہے تو میں گھر میں نہ بیٹھوں لیکن میں گھر میں رہوں تو میرا علم تمہارے پاس آنے کا تقاضا کرتا ہے اور باہر نکلتا ہوں تو حقیقت مجھ سے جھگڑتی ہے تو میں اس کے جھگڑے کے وقت حیا کرتا ہوں اور جب علم مجھ سے تقاضا کرتا ہے تو میں لاجواب ہو جاتا ہوں۔

﴿14737﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو (نیکیوں میں) ٹال مٹول سے کام لیتا ہے قیامت کے دن اسے بہت حسرت ہو گی۔

﴿14738﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے فرمایا: ابو علی! اوروں نے تو ہمیں علم دیا مگر آپ نے ہمیں حکمت عطا کی۔

تکلیف دہ عیادت:

﴿14739﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں طَرطوس میں پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہوا تو کچھ پڑھے لکھے بو جھل قسم کے لوگ میری عیادت کے لئے آئے۔ وہ کافی دیر بیٹھے رہے جس کی وجہ سے مجھے

تکلیف ہوئی پھر انہوں نے مجھے دعا کرنے کا کہا تو میں نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور دعا کی: اے اللہ! ہمیں عیادت کا ادب سکھا۔

حکمت اور بد ہضمی:

﴿14740﴾... ابو بکر عَنْطَشی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: بھوکا رہنے والوں کو بھوک سے کیا ملتا ہے؟ فرمایا: پیٹ بھرنے والوں کو پیٹ بھرنے سے کیا ملتا ہے؟ بھوک والوں کو بھوکا رہنے سے حکمت ملتی ہے اور پیٹ بھرنے والوں کو پیٹ بھرنے سے بد ہضمی کا سامنا ہوتا ہے۔

سیِّدُنا سری سَقَطی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ اور ایک چڑیا:

﴿14741﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن خَلَف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس آیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں اس چڑیا کے بارے میں حیرت انگیز بات نہ بتاؤں جو میرے ہاں آتی اور برآمدے کی مُنڈیر پر بیٹھ جاتی۔ میں اس کے لئے روٹی کا چھوٹا سا ٹکڑا لیتا اور اسے اپنی ہتھیلی میں چورا چورا کرتا تو وہ آکر میری انگلیوں کے کنارے پر بیٹھتی اور چگنے لگتی۔ ایک دن وہ برآمدے میں آئی تو میں نے اس کے لئے روٹی کا ٹکڑا لے کر اپنی ہتھیلی میں چورا کیا مگر وہ جس طرح میرے ہاتھ میں چگنے کے لئے آتی تھی، نہیں آئی۔ میں نے اس راز کے بارے میں غور و فکر کیا کہ وہ مجھ سے مانوس کیوں نہ رہی تو مجھے پتا چلا کہ میں نے عُمدہ قسم کا نمک کھایا تھا۔ چنانچہ میں نے دل میں کہا: میں عمدہ نمک کھانے سے توبہ کرتا ہوں۔ کیا دیکھتا ہوں وہ چڑیا میرے ہاتھ پر آبیٹھی، چورا کھایا اور اُڑ کر چلی گئی۔

حکایت: یتیم پر شفقت کا اِنعام

﴿14742﴾... حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں آج جو کچھ بھی ہوں یہ حضرت سیِّدُنا معروف کرخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی دعا کی بَرَکت ہے۔ میں عید کی نماز پڑھ کر آرہا تھا، میں نے دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا معروف کرخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ ایک بچہ ہے جس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا: حضرت! یہ بچہ کون ہے؟ فرمایا: میں نے چند بچوں کو کھیلتے دیکھا لیکن یہ بچہ ایک طرف شکستہ دل کھڑا تھا۔ میں نے بچے سے پوچھا: تم

بچوں کے ساتھ کیوں نہیں کھیل رہے؟ اس نے بتایا: میں یتیم ہوں، میرے پاس کچھ رقم نہیں کہ میں اخروٹ خرید کر ان بچوں کے ساتھ کھیل سکوں۔ میں نے پوچھا: آپ اس بچے کے لئے کیا کریں گے؟ فرمایا: میں اس کے لئے گٹھلیاں اکٹھی کروں گا جن سے اخروٹ خرید کر اسے دوں گا تاکہ یہ خوش ہو سکے۔ میں نے کہا: آپ یہ بچہ مجھے دے دیں تاکہ میں اس کی حالت بدل سکوں۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نے فرمایا: کیا تم واقعی ایسا کرو گے؟ میں نے کہا: جی بالکل۔ فرمایا: اچھا! اسے لے لو، **اللہ** پاک تمہارا دل غنی کرے۔ اس دعا کی وجہ سے میرے نزدیک دنیا کی حیثیت کم ہو گئی۔ (اس واقعہ کو بیان کرنے والے کہتے ہیں:) یعنی جب انہوں نے یتیم کی حالت بدلی **اللہ** پاک نے حضرت سیِّدُنا معروف کرخی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کی دُعا قبول کر کے ان کا دل غنی کر دیا تو ان کے دل میں دنیا کی کوئی حیثیت نہ رہی۔

دین کا ستون اور بلندی:

﴿14743﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں نیک لوگوں کے اخلاق میں سے ہیں: (1)... فرائض کی بجا آوری (2)... حرام کاموں سے بچنا اور (3)... غفلت نہ کرنا۔ تین چیزیں نیک لوگوں کے اخلاق میں سے ایسی ہیں جن سے بندہ **اللہ** پاک کی رِضا تک پہنچ جاتا ہے: (1)... اِستغفار کی کثرت (2)... عاجزی وانکساری اور (3)... صَدَقات کی کثرت۔ تین چیزیں **اللہ** پاک کو ناراض کرنے والی ہیں: (1)... کھیل کود (2)... مذاق مسخری (3)... غیبت۔ ان نو چیزوں کے بعد دسویں چیز دین کا ستون، دین کی بلندی اور چوٹی ہے اور وہ ہے **اللہ** پاک سے اچھا گمان رکھنا۔

﴿14744﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن عُمَر خَلَقانی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں عید کے دن حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کے ساتھ مسجد سے نکلا تو ایک مُعَزَّز شخص ان سے ملا۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نے اسے مختصر سلام کیا۔ میں نے کہا: یہ فُلاں شخص ہے۔ فرمایا: میں جانتا ہوں۔ میں نے کہا: پھر آپ نے اسے مختصر سلام کیوں کیا؟ فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے روایت ہے: "جب دو مسلمان آپس میں ملتے ہیں تو **اللہ** پاک ان کے درمیان 100 رحمتیں نازل فرماتا ہے جن میں سے 90 رحمتیں زیادہ پرتپاک طریقے سے ملنے والے کے لئے ہوتی ہیں۔"[1] میں نے چاہا کہ اس کے لئے زیادہ رحمتیں ہوں۔

---

[1] ...معجم اوسط، ۵/ ۳۸۰، حدیث: ۷۶۷۲۔ موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب مداراۃ الناس، ۷/ ۵۳۰، حدیث: ۲۵، نحوہ

سَیِّدُنا سَری سقطی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی عاجزی:

﴿14745﴾... حضرت سَیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: میں کسی پر اپنے آپ کو فضیلت نہیں دیتا۔ آپ سے کہا گیا: مخنثوں (ہیجڑوں) پر بھی نہیں؟ فرمایا: مخنثوں پر بھی نہیں۔ اور فرمایا: اگر مجھ سے میرے وِرد کا کوئی حصہ رہ جائے تو میرے لئے کبھی اس کی قضا ممکن نہیں۔

﴿14746﴾... حضرت سَیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو نعمتوں کی قدر نہیں جانتا اس سے نعمتیں چھین لی جاتی ہیں اور اسے پتا بھی نہیں چلتا، جس پر مصائب ہلکے ہو جاتے ہیں وہ اپنا ثواب جمع کرلیتا ہے۔

﴿14747﴾... حضرت سَیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اپنی محتاجی **اللہ** پاک کے سپرد کردو وہ تمہیں لوگوں سے بے پروا کردے گا۔

کون کس کا ترجمان؟

﴿14748﴾... حضرت سَیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اَخلاق وعادات عقل کے ترجمان ہیں، تیری زبان تیرے دل کی ترجمان ہے اور تیرا چہرہ تیرے دل کا آئینہ ہے کیونکہ جو دل میں چھپا ہوتا ہے وہ چہرے سے ظاہر ہو جاتا ہے۔

تین طرح کے دل:

﴿14749﴾... حضرت سَیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ دل تین طرح کے ہیں: (1)... پہاڑ کی طرح مضبوط جسے کوئی شے ہٹا نہیں سکتی (2)... کھجور کے درخت کی طرح جس کی جڑ زمین میں قائم ہے اور ہوا اسے ہلاتی رہتی ہے اور (3)... پَر کی طرح جسے ہوا اِدھر اُدھر پھینکتی رہتی ہے۔

سب سے بڑی طاقت:

سب سے بڑی طاقت یہ ہے کہ تو اپنے نفس پر قابو کرلے، جو اپنے نَفْس کو سدھارنے سے عاجز ہو وہ دوسرے کو سُدھارنے سے زیادہ عاجز ہوگا۔ جو اپنے سے اوپر والے کی اِطاعت کرتا ہے تو نیچے والا بھی اس کی

اطاعت کرتا ہے۔ اپنے بھائی سے شک کی بنیاد پر قطع تعلق نہ کرو اور اسے راضی رکھو۔ مَعْرِفَتِ الٰہی کی علامت میں سے ہے کہ اللہ پاک کے حُقُوق کو ادا کرنا اور جہاں تک ہو سکے اسے اپنی ذات پر ترجیح دینا۔ دھوکا دہی کی ایک علامت اپنے نفس کے عیوب سے اندھا ہونا ہے اور بہت غلطیاں کرنا سچائی کی کمی کی علامت ہے۔

بہترین رِزق:

-بہترین رزق وہ ہے جو پانچ چیزوں سے محفوظ ہو: (1)۔ کمانے میں گناہوں سے (2)۔ ذلت اُٹھا کر اور گڑگڑا کر مانگنے سے (3)۔ اپنے پیشے میں دھوکا دہی سے (4)۔ آلاتِ گناہ کے پیسوں سے اور (5)۔ حق تلفی کے معاملہ سے۔

پانچ سب سے بہترین اَشیاء:

-پانچ اشیاء سب سے بہترین ہیں: (1)۔ گناہوں پر رونا (2)۔ عیبوں کی اِصلاح کرنا (3)۔ بہت غیب جاننے والے پروردگار کی اِطاعت کرنا (4)۔ دلوں سے زنگ دور کرنا اور (5)۔ اپنی خواہشات کو خود پر سوار نہ کرنا۔

-پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کے ہوتے ہوئے دل میں دوسری کوئی چیز نہیں ٹھہرتی: (1)۔ اللہ پاک ہی کا خوف رکھنا (2)۔ اللہ پاک سے ہی امید رکھنا (3)۔ اللہ پاک ہی سے محبت رکھنا (4)۔ اللہ پاک سے ہی حیاء کرنا (5)۔ اللہ پاک سے ہی اُنسیت رکھنا۔

تعریف اور ہلاکت:

﴿14750﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: آدمی پہلے عبادت گُزار بنے پھر عِلْمِ حدیث میں مشغول ہو تو وہ سست پڑ جاتا ہے اور اگر پہلے عِلْمِ حدیث حاصل کرے پھر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو تو کامیاب ہوتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: آدمی اس وقت تک قابلِ تعریف نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے دین کو اپنی خواہش پر ترجیح نہ دے اور اس وقت تک ہلاک نہیں ہوتا جب تک اپنی خواہش کو اپنے دین پر ترجیح نہ دے۔

حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں سنت کے مطابق ہر تین دن کے بعد حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی عیادت کیا کرتا تھا[1]۔ ایک دن میں ان کے پاس آیا تو ان پر جان کَنی کا عالَم (یعنی

[1]... حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں: حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تین دن کے بعد بیمار کی عیادت کرتے۔ (شعب الایمان، ۹/ ۵۳۲، حدیث: ۹۲۱۹) مشہور مفسر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے

آخری وقت) تھا۔ میں ان کے سرہانے بیٹھ کر رونے لگا، میرے آنسو ان کے چہرے پر گرے تو انہوں نے آنکھیں کھولیں اور میری طرف دیکھا۔ میں نے عَرض کی: مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ فرمایا: بُرے لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھنا اور نیک لوگوں کی صحبت کے سبب بھی اللہ پاک سے غافل نہ ہونا۔

﴿14751﴾... حضرت سیّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو سبب پہچان لیتا ہے وہ طلب کو چھوڑ دیتا ہے۔

عبادت گزاروں کا کھانا اور نیند:

﴿14752﴾... حضرت سیّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اَہلِ حقیقت عبادت گُزاروں کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ان کا کھانا مریضوں جیسا ہوتا ہے اور ان کی نیند ایسی ہوتی ہے جیسے ڈوبنے والے کو اُونگھ آجائے۔

تو ریاکار ہے اور تجھے خبر بھی نہیں:

﴿14753﴾... حضرت سیّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھ پر 30 سال سے ایک بیماری پوشیدہ رہی۔ ہم کچھ لوگ تھے جو صبح سویرے جمعہ کو جاتے، سب کی اپنی اپنی مخصوص جگہ تھی جو لوگوں میں مشہور تھی ہم وہاں سے کہیں نہ جاتے تھے۔ جمعہ کے دن ہمارے پڑوس میں ایک شخص کا انتقال ہوگیا، میں نے چاہا اس کے جنازے میں شرکت کروں۔ چنانچہ میں نے اس کے جنازے میں شرکت کی اور مجھے جمعہ کے لئے اپنے وقت سے تاخیر ہوگئی۔ بہر حال میں جمعہ کے لیے گیا اور جب مسجد سے قریب ہوا تو میرے نفس نے مجھ سے کہا: اب لوگ تجھے دیکھیں گے کہ اپنے وقت کے بجائے آج دیر سے آیا ہے۔ مجھے بہت گراں محسوس ہوا تو میں نے اپنے آپ سے کہا: تو 30 سال سے ریاکار ہے اور تجھے خبر بھی نہیں ہوئی۔ چنانچہ میں نے اپنی مخصوص جگہ چھوڑ دی اور مختلف جگہوں پر نماز پڑھنے لگا تاکہ میری کوئی بھی جگہ مشہور نہ ہو۔

﴿14754﴾... حضرت سیّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہ

ہیں: اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ آپ کبھی تیسرے دن بیمار پُرسی کرتے تھے اس سے پہلے لوگوں سے اس بیمار کے حالات پوچھتے رہتے تھے یا یہ مطلب ہے کہ صحابہ تین دن تک اپنا مرض ظاہر ہی نہ کرتے تھے یا یہ مطلب کہ بیمار پُرسی میں تین دن تک کی تاخیر جائز ہے اس سے پہلے عیادت کرنا مستحب، یہ عمل بیان جواز کے لیے ہے اور وہ فرمان (جس میں پہلے دن کا ذکر ہے) استحباب کے لیے یا یہ مطلب ہے کہ معمولی بیماریوں میں تین دن کے بعد بیمار پُرسی کرتے تھے اور سخت میں پہلے دن۔ (مراۃ المناجیح، 2/432)

عَلَیْه کو یہ شعر پڑھتے سنا:

مَا فِی النَّھَارِ وَلَا فِی اللَّیْلِ لِیْ فَرَحٌ　　فَمَا اُبَالِیْ اَطَالَ اللَّیْلُ اَمْ قَصُرَا

ترجمہ: نہ دن میں اور نہ رات میں میرے لئے کوئی خوشی ہے اب مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا رات طویل ہو یا چھوٹی۔

رونق بحال ہوجاتی ہے:

﴿14755﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا دیرانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه سے کہا: کیا وجہ ہے کہ آپ کو سبزہ اچھا لگتا ہے؟ فرمایا: دل جب فکر کے سمندروں میں غوطہ زن ہوں تو آنکھوں پر پردے آجاتے ہیں پھر جب وہ سبزہ دیکھتا ہے تو زندگی کی رونق بحال ہو جاتی ہے۔

﴿14756﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه فرماتے ہیں: شُبہ والی چیزوں کو چھوڑنے والا ہی شہوتوں سے بچنے کی طاقت رکھ سکتا ہے۔

﴿14757﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه فرماتے ہیں: میں جب کسی مقام پر ٹھہرتا ہوں اور جماعت سے نماز پڑھنے کا ارادہ کرتا ہوں تو مجھے خیال آتا ہے کہ لوگ میری طرف آئیں گے۔ پھر میں **اللہ** پاک کی بارگاہ میں دُعا کرتا ہوں: اے **اللہ**! انہیں ایسی عبادت عطا فرما جس کی لذت سے یہ مجھ سے غافل ہو جائیں۔

ہر عمل اللہ پاک کے لئے ہو:

﴿14758﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه کے سامنے عام لوگوں کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: نہ لوگوں کے لئے کوئی عمل کرو، نہ ان کے لئے کچھ چھوڑو اور نہ ان کے لئے کوئی چیز کھولو۔ حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه فرماتے ہیں: ان کے اس فرمان سے مراد یہ ہے کہ تمہارے اَعمال سب کے سب **اللہ** پاک کے لئے ہوں۔

﴿14759﴾... حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه کو فرماتے سنا: جو بھی میرا ذکر بُرائی کے ساتھ کرے میں اسے مُعاف کرتا ہوں البتہ میں اسے معاف نہیں کروں گا جو جان بوجھ کر میرے متعلق کوئی بات کہے جبکہ وہ جانتا بھی ہو میرا عمل اس کے خلاف ہے۔

نیک بندوں سے عقیدت:

حضرت سیِّدُنا حسن بزّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہمارے یہاں (بغداد میں) تھے اور حضرت سیِّدُنا بِشر حافی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی یہاں تھے اور ہم یہ اُمید کرتے تھے کہ اللہ پاک ان کے ذریعے ہماری حفاظت فرماتا ہے پھر ان دونوں کا انتقال ہو گیا اور حضرت سیِّدُنا سری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ باقی رہ گئے اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ اللہ پاک حضرت سیِّدُنا سری سقطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ذریعے ہماری حفاظت فرماتا ہے۔

پاکیزہ غذا کھانے کے حوالے سے شہرت:

﴿14760﴾... حضرت سیِّدُنا ابو علی حسن بزّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سرحد سے واپس تشریف لائے تو میں نے ان سے حضرت سیِّدُنا سری سقطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بارے میں پوچھا۔ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: کیا یہ وہی شیخ ہیں جو پاکیزہ غذا کھانے کے حوالے سے مشہور ہیں؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: سرحد پر جانے سے پہلے جو ان کی رَوِش تھی اب بھی وہی ہے۔

حضرت سیِّدُنا حسن بزّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا سری سقطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حلال وپاکیزہ غذا کھانے، اپنی خوراک کی چھان بین کرنے اور خوب تقویٰ وپرہیز گاری کے حوالے سے اتنے مشہور ہو چکے تھے کہ ان کی یہ شہرت حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ تک جا پہنچی جبھی آپ نے فرمایا کہ "وہی شیخ جو پاکیزہ غذا کھانے کے حوالے مشہور ہیں۔"

﴿14761﴾... حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم حضرت سیِّدُنا سری سقطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ارد گرد بیٹھے تھے کہ آپ ہم سے فرمانے لگے: اے جوانو! میں تمہارے لئے عبرت ہوں، عمل کرو کیونکہ اصل عمل تو جوانی میں ہوتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب رات کی تاریکی چھا جاتی تو حضرت سیِّدُنا سری سقطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نماز پڑھنے لگتے۔ رات کے پہلے حصے میں آپ پر گریہ طاری ہونے لگتی تو اسے دور کرتے پھر طاری ہوتی پھر دور کرتے پھر طاری ہوتی پھر دور کرتے یہاں تک کہ جب آپ پر گریہ کا غلبہ ہو جاتا تو سسکیاں لیتے اور رونے لگتے۔

﴿14762﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں اگر ان کا آدھا دھڑ مر جائے تو بقیہ آدھا دھڑ بھی حرکت میں نہ آئے، میرا گمان ہے کہ میں بھی ان میں سے ہوں۔

﴿14763﴾... حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کسی روایت کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ قبر کے زادِ راہ میں سے نہیں ہے۔

سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مَروِیات

حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے احادیث بھی بیان کی ہیں۔ بڑے اور مشہور محدثین سے روایات کو سنا مگر کثرت سے احادیث بیان کرنے سے رُکے رہے اسی وجہ سے آپ کی روایات کم ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا ہُشَیم، حضرت سیِّدُنا سُفیان بن عُیَیْنَہ، حضرت سیِّدُنا مَروان بن مُعاویہ اور حضرت سیِّدُنا محمد بن فُضَیل بن غزوان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم سے احادیث روایت کیں۔ چنانچہ

﴿14764﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تمہاری قسم میں اس چیز کا اعتبار ہوگا جس کی تصدیق تمہارا ساتھی کرے گا[1]۔[2]

جنگ کے بعد اللہ پاک کی حمد و ثنا:

﴿14765﴾... حضرت سیِّدُنا رِفاعہ بن رافع رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں: غزوۂ اُحد کے دن جب کفار و مشرکین واپس پلٹ گئے تو رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "صفیں درست کرو، میں اپنے ربّ کی توصیف و ثناء بیان کروں۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حمد کی: اے اللہ! سب تعریفیں تیرے لئے ہیں تو جس کے لئے کُشادگی کر دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس سے روک لے اسے کوئی کشادگی دینے والا نہیں۔"[3] راوی

---

1 ...جب کوئی شخص اپنے مدِّ مقابل اور مخالف کے سامنے قسم کھائے تو اس میں توریہ (یعنی ذو معنی بات کرنا) مفید نہیں ہوگا، کیونکہ قسم میں قسم لینے والے کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے بشرطیکہ وہ اس کا مستحق ہو، ورنہ قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے اور اس کے لئے توریہ کرنا جائز ہے۔ نہایہ میں ہے کہ اگر تم کسی کے لئے قسم کھاؤ تو اس طرح کھاؤ جس سے قسم لینے والا تمہاری تصدیق کر دے۔ (مرقاۃ المفاتیح، 6/588، 589)

2 ...ابن ماجہ، کتاب الکفارات، باب من وری فی یمینہ، ۲/۵۵۴، حدیث: ۲۱۲۱

3 ...مسند امام احمد، مسند المکیین، حدیث عبد اللہ الزرقی، ۵/۲۷۸، حدیث: ۱۵۴۹۲

کہتے ہیں: اس کے بعد دعا بھی کی۔

﴿14766﴾... حضرت سیِّدُنا امام شَعْبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدَتُنا فاطمہ بنتِ قیس رَضِیَ اللہُ عَنْہَا اپنے بھائی حضرت سیِّدُنا ضحاک بن قیس رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے پاس آئیں، اس کے بعد راوی نے حدیثِ جَسّاسہ بیان کی[1]۔

﴿14767﴾... حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لوگ بحث کرتے رہیں گے حتّٰی کہ یہ کہا جائے گا کہ مخلوق کو **اللہ** نے پیدا کیا تو **اللہ** کو کس نے پیدا کیا؟[2]

﴿14768﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں: "ایک دن رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمارے پاس تشریف لائے۔ آپ کی دونوں ہتھیلیاں بند تھیں اور یوں لگ رہا تھا کہ ان میں کوئی چیز ہے۔ دائیں ہاتھ کو کھول کر ارشاد فرمایا: یہ **اللہ** پاک کی طرف سے عطا کردہ کتاب ہے۔"[3] آگے مکمل حدیث ذکر کی۔[4]

---

[1]... جسّاسہ والا واقعہ یوں ہے: حضرت سیِّدُنا تمیم داری رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں: وہ قبیلہ لَخْم اور جُذام کے 30 آدمیوں کے ہمراہ کشتی میں سوار ہوئے تو سمندری طوفان کی وجہ سے ایک جزیرے میں جا پہنچے۔ وہاں ایک بہت زیادہ اور موٹے بالوں والا جانور دکھائی دیا کہ بالوں کی زیادتی کی وجہ سے یہ نہیں معلوم پڑتا کہ اس کا اگلا اور پچھلا حصہ کون سا ہے۔ لوگوں نے اس سے کہا: تو کون ہے؟ وہ بولا: میں جساسہ (جاسوس) ہوں۔ تم لوگ کلیسا میں اس شخص کے پاس جاؤ کہ وہ تمہاری خبر کا مشتاق ہے، پھر ہم تیز چلے حتی کہ کلیسا میں داخل ہوگئے تو اس میں ایک بہت بھاری بھر کم آدمی تھا ہم نے اتنا بڑا اور ایسا مضبوط بندھا ہوا آدمی نہ دیکھا تھا، اس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے اور اس کو گھٹنوں سے ٹخنوں تک لوہے سے جکڑا گیا تھا۔ ہم نے کہا: تیری خرابی ہو تو کون ہے؟ وہ بولا: میرے بارے میں تم جان لوگے، تم بتاؤ تم کون ہو؟ ہم نے کہا: ہم عرب کے لوگ ہیں، ہم کشتی میں سوار ہوئے تو (سمندری طوفان کی وجہ سے) ہم ایک مہینا سمندری سفر میں رہے پھر ہم اس جزیرہ میں داخل ہوئے تو ہم کو بڑے بالوں والا جانور ملا، وہ بولا: میں جساسہ ہوں، اس کلیسا کی طرف جاؤ تو ہم دوڑتے ہوئے تیری طرف آگئے۔ ہماری بات سن کر اس نے کہا: مجھے ناخواندہ لوگوں کے نبی کے متعلق خبر دو؟ ہم نے کہا: وہ مکہ سے تشریف لے گئے اور مدینہ قیام پذیر ہوئے۔ بولا: کیا عرب نے ان سے جنگ کی؟ ہم نے کہا: ہاں، وہ نبی عرب کے آس پاس کے علاقوں پر غالب آگئے ہیں اور عرب نے ان کی اطاعت کرلی ہے۔ بولا: عرب کے لیے ان کی اطاعت کرنا بہتر ہے۔ میں تمہیں اپنے متعلق بتاتا ہوں کہ میں مسیح دجال ہوں، قریب ہے کہ مجھے نکلنے کی اجازت دی جائے تو میں 40 دن میں ساری زمین کا چکر لگاؤں گا سوائے مکہ اور مدینہ کے کہ وہ دونوں بستیاں مجھ پر حرام ہیں۔ (مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب قصۃ الجساسۃ، ص ۱۲۰۲، حدیث: ۷۳۸۶ ملخصاً)

[2]... مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الوسوسۃ فی الایمان... الخ، ص ۷۶، حدیث: ۳۵۱، ۳۵۰

[3]... ترمذی، کتاب القدر، باب ما جاء ان اللہ کتب... الخ، ۴/ ۵۵، حدیث: ۲۱۴۸

[4]... مکمل حدیث یوں ہے: "حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

حضرت سیّدنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اَصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جنہیں **اللہ** پاک نے اپنے خالص ذکر کے ساتھ چُن لیا، اطاعت کے سامان کے ساتھ ان کی مدد فرمائی پھر انہیں اپنے چھپے ہوئے راز پر مطلع فرمایا، ان سب لوگوں کا ذکر کثیر اور طویل ہے، کیونکہ ہر زمانہ میں **اللہ** پاک کی طرف سبقت کرنے والے لوگ رہے ہیں جنہیں **اللہ** پاک نے اپنا لذت والا یہ فرمان سنایا تو انہوں نے سبقت کے لئے تیاری کر لی۔

چنانچہ فرمانِ باری ہے:

فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِیْعًا (پ۶، المآئدۃ: ۴۸) ترجمۂ کنزالایمان: تو بھلائیوں کی طرف سبقت چاہو تم سب کا پھرنا **اللہ** ہی کی طرف ہے۔

ان میں سے کچھ کے ذکر کا احاطہ حضرت سیّدنا ابو سعد احمد بن محمد بن زیاد بن اَعرابی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنی کتاب ”طبقاتِ نُسّاک“ میں کر دیا ہے۔ بعد والے جو ان کا ذکر اور نام جاننا چاہتے ان کے لئے یہ کتاب کافی ہے۔ مجھ سے کہا گیا کہ میں ان میں سے کچھ بُزرگوں کا تذکرہ کر دوں اور ان کے اَحوال واقوال ذکر نہ کروں۔ میں **اللہ** پاک سے مدد چاہتے ہوئے ان میں سے بعض بُزرگوں کا تذکرہ کرتا ہوں تاکہ میری کتاب میں ان کا ذکر بھی شامل ہو جائے۔ **اللہ** پاک ہی بہترین مددگار ہے اور طاقت و قوت اسی کی طرف سے ہے۔

حضرت سیّدنا ابراھیم بن شَمّاس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے جن کا تذکرہ نہیں ہوا ایک ہستی حضرت سیّدنا ابراہیم بن شَمّاس سَمَرقندی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں، آپ نے بغداد میں رہائش اختیار کی۔ آپ ہر وقت عبادتِ الٰہی کرنے میں مشہور اور محبّتِ الٰہی میں سرگرداں رہنے والے جانے جاتے تھے۔ آپ نے حدیث بھی روایت کی۔ چنانچہ

باہر تشریف لائے۔ آپ کی دونوں ہتھیلیاں بند تھیں اور یوں لگ رہا تھا کہ ان میں کوئی چیز ہے۔ جب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے پاس پہنچے تو اپنے دائیں ہاتھ کو کھول کر ارشاد فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم: یہ رحمٰن و رحیم کی طرف سے عطا کردہ کتاب ہے جس میں تمام جنتیوں، ان کے آباء واجداد اور قبائل کے نام ہیں اور آخر میں ان کی کل تعداد کا ذکر ہے تو اب ان میں کچھ زیادتی ہو سکتی نہ کمی۔ پھر بائیں ہاتھ کو کھول کر ارشاد فرمایا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم: یہ رحمٰن و رحیم کی طرف سے عطا کردہ کتاب ہے جس میں تمام جہنمیوں، ان کے آباء واجداد اور قبائل کے نام ہیں اور آخر میں ان کی کل تعداد کا ذکر ہے تو اب ان میں کچھ زیادتی ہو سکتی نہ کمی۔“ (شرح اصول عقائد اھل السنۃ، الجزء الرابع، ۱/ ۵۳۲، حدیث: ۱۰۸۸)

﴿14769﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نہیں دیکھتے کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کو کیسی بادشاہت دی گئی ہے؟ اس سے ان کا خُشُوع (خوفِ خدا) ہی بڑھا اور وہ اپنے رب سے خُشُوع کی وجہ سے آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھاتے تھے۔[1]

حضرت سَیِّدُنا محمد بن عَمْرو مَغرِبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سَیِّدُنا محمد بن عمرو مَغربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ رغبت کے ساتھ عبادت میں اپنے معبود کے مشاہدے میں مشغول ہوتے اور عیش کرنے والے لوگوں سے دور رہتے۔

﴿14770﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو زُرعہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سَیِّدُنا محمد بن عَمْرو مَغربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر 18 دن گزر جاتے کہ آپ اس دوران نہ کوئی چیز چکھتے، نہ کھاتے اور نہ ہی پیتے اور میں نے مصر میں آپ سے زیادہ نیک کوئی نہیں دیکھا۔

پورا رمضان صرف دو بار کھانا:

﴿14771﴾... حضرت سَیِّدُنا ابراہیم بن ابو ایوب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سَیِّدُنا محمد بن عَمْرو مغربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پورے رمضان میں صرف دو مرتبہ سادہ سا کھانا کھاتے تھے، یعنی پندرہ دن بعد ایک بار کھاتے۔

سیدُنا محمد بن عَمْرو مَغرِبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرویات

حضرت سَیِّدُنا محمد بن عمرو مَغربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کثیر احادیث روایت کیں۔ چنانچہ

تین دینار صدقے کے عوض 300 دینار:

﴿14772﴾... حضرت سَیِّدُنا عبدُ الرحمٰن بن یزید بن جابر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت سَیِّدُنا ابو اُمامہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی باندی نے بتایا کہ حضرت سَیِّدُنا ابو اُمامہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ صدقہ کرنا پسند فرماتے اور اس کے لئے مال بھی رکھتے۔ مانگنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے خواہ پیاز کی گٹھی یا ایک کھجور یا کھانے کی تھوڑی چیز دے کر اسے لوٹاتے۔ ایک

[1]... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الزھد، کلام سلیمان بن داود علیھما السلام، ۸/۱۱۸، رقم: ۵ عن سلمان بن عامر الشیبانی
الزھد لابن المبارک، ما رواہ نعیم بن حماد فی نسختہ، فی خشوع سلیمان، ص ۴۷، حدیث: ۱۲۶

دن آپ کے پاس مانگنے والا آیا، مال دیتے رہنے کی وجہ سے آپ فقیر ہو گئے تھے اور آپ کے پاس اس وقت صرف تین دینار تھے۔ مانگنے والے نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے ایک دینار اسے دے دیا۔ پھر کچھ دیر بعد دوسرا سائل آیا تو دوسرا دینار اُسے دے دیا۔ کچھ دیر گزری تھی کہ ایک اور سائل آگیا، آپ نے تیسرا دینار اسے دے دیا۔ باندی کہتی ہیں: مجھے یہ دیکھ کر غصہ آیا اور میں نے کہا: آپ نے ہمارے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔ انہوں نے میری بات پر کوئی توجہ نہیں دی، لیٹ گئے اور قیلولہ کرنے لگے۔ ظہر کی اذان ہوئی تو میں نے آپ کو جگایا، آپ نے وضو کیا اور نماز کے لئے مسجد چلے گئے۔ مجھے آپ پر رحم آیا کہ آپ روزہ دار ہیں تو میں نے آپ کے لئے قرض لے کر رات کا کھانا تیار کیا، چراغ روشن کیا اور آکر آپ کا بستر ٹھیک کرنے لگی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ وہاں سونا پڑا ہوا ہے، میں نے اسے گنا تو وہ تین سو دینار تھے۔ میں نے دل میں کہا: آج جو انہوں نے کیا انہیں یقین تھا کہ اندر اور مال بھی موجود ہے۔ عشاء کے بعد آپ تشریف لائے۔ دستر خوان اور چراغ دیکھا تو مسکرائے اور فرمایا: یہ بھلائی اللہ پاک کی طرف سے ہے۔ میں آپ کے سر پر کھڑی رہی یہاں تک کہ آپ نے کھانا کھالیا تو میں نے عرض کی: اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے! آپ نے مال ایسی جگہ رکھا ہوا ہے جہاں ضائع ہونے کا اندیشہ ہے، مجھے بتا دیتے تو میں محفوظ جگہ رکھ دیتی۔ فرمانے لگے: کون سا مال؟ میں نے تو کچھ بھی نہیں رکھا تھا۔ میں نے بستر اٹھا کر انہیں دکھایا، تو (اس غیبی مدد کو) دیکھ کر بہت حیران اور خوش ہوئے۔ چنانچہ میں اٹھی، اپنا زُنار کاٹا اور اسلام لے آئی۔

حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحمٰن بن زید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں نے بعد میں اس باندی کو دیکھا کہ وہ حمص کی جامع مسجد میں عورتوں کو قرآن وحدیث اور فرائض کی تعلیم دے رہی تھی اور انہیں دین کے مسائل سکھارہی تھی۔

حَظِیْرَۃُ الْقُدُس کے مکین:

﴿14773﴾... حضرت سیِّدُنا ابو اِدریس خَولانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے ربّ! جس دن تیرے سایۂ عَرش کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا اس دن تیرے عرش کے سائے میں کون ہو گا؟ ربِّ کریم نے ارشاد فرمایا: جن لوگوں کا میں چرچا کرتا ہوں اور وہ میرا ذکر کرتے ہیں اور جو میری رضا کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں یہی لوگ میرے عرش کے سائے میں ہوں

گے جس دن اُس کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! تیرے بندوں میں تیرے چنے ہوئے کون ہیں؟ ربِّ کریم نے ارشاد فرمایا: ہر پرہیزگار دل اور صاف ہاتھوں والے، رشتہ داری نبھانے والے، زمین پر آہستہ چلتے ہیں، درست بات کہتے ہیں، پہاڑ ٹل جاتے ہیں لیکن وہ (حق بات سے) نہیں ٹلتے۔ حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے عَرْض کی: اے میرے پَروَرْدگار! حظیرۃُ القُدُس (یعنی جنت) میں تیرے قُرب میں کون ہوگا؟ **اللہ** پاک نے فرمایا: وہ بندے جن کی آنکھیں زنا کے لئے نہیں اٹھتیں (یعنی بدنگاہی نہیں کرتے)، اپنے مالوں میں سود نہیں ملاتے، اپنے فیصلوں پر رشوت نہیں لیتے، ان کے دلوں میں حق اور ان کی زبانوں پر سچ ہوتا ہے۔ یہی لوگ میرے حظیرۃُ القُدُس میں رہیں گے۔

﴿14774﴾... اُمّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدِّیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا فرماتی ہیں: رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رات میرے پہلو میں تھے۔ پھر اٹھ گئے تو مجھے آپ کے لئے گھبراہٹ ہوئی، میں نے آہٹ سنی تو نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے بھی وضو کیا اور آپ کے پیچھے آکر نماز پڑھنے لگی۔ نماز کے بعد رات کے جتنے حصے تک ربِّ کریم نے چاہا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دعا مانگی۔ اسی دوران ایک نور آیا جس سے پورا گھر روشن ہوگیا اور جتنا **اللہ** پاک نے چاہا وہ نور رہا پھر چلا گیا۔ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دعا مانگنے میں مصروف رہے جتنا ربِّ کریم نے چاہا۔ پھر ایک نور آیا، اس نور کی روشنی پہلے آنے والے نور سے بہت زیادہ تھی یہاں تک کہ اگر میرے گھر میں رائی کا دانہ ہوتا اور میں اسے اٹھانا چاہتی تو اُٹھا لیتی۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے دُعا مکمل کی تو میں نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ کیسا نور تھا جو میں نے دیکھا؟ ارشاد فرمایا: اے عائشہ! واقعی تم نے اس نور کو دیکھا ہے؟ میں نے عَرْض کی: جی ہاں، یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے ربّ سے اپنی امت کے بارے میں سوال کیا تو اس نے مجھے ایک تہائی اُمّت عطا کردی، میں نے اس کی حمد کی اور شکر ادا کیا۔ پھر میں نے بقیہ امت کے بارے میں سوال کیا تو اس نے مجھے دو تہائی امت عطا کردی، میں نے اس کی حمد کی اور اس کا شکر ادا کیا۔ پھر میں نے اس سے تیسرے تہائی کا سوال کیا تو اس نے مجھے وہ بھی عطا کردی۔ چنانچہ میں نے اس کی حمد کی اور اس کا شکر ادا کیا۔[1]

[1]... ابو داود، کتاب الجھاد، باب فی سجود الشکر، ۳/۱۱۷، حدیث: ۲۷۷۵، عن سعد بن ابی وقاص، بتغیر

حضرت سَیِّدُنا بَشِیر طَبَرِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک شام کے رہنے والے حضرت سَیِّدُنا بشیر طَبَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ آزمائش میں ڈالے گئے تو اس میں کامیاب ہوئے اور مصیبت میں مبتلا ہوئے تو سلامت رہے۔

غلاموں کو بھی آزاد کر دیا:

﴿14775﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو عَمرو کِندی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: رومیوں نے حضرت سَیِّدُنا بشیر طبری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تقریباً 400 بھینسوں پر حملہ کیا اور لے گئے۔ میں، حضرت سَیِّدُنا بشیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور ان کا ایک بیٹا سوار ہوئے اور چل پڑے، راستے میں ہمیں حضرت سَیِّدُنا بشیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے غلام ملے جن کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں اور بھینسیں ان ہی کے حوالے تھیں۔ غلاموں نے کہا: اے ہمارے آقا! بھینسیں ہاتھ سے نکل گئی ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: تم بھی ان کے ساتھ چلے جاؤ، تم **اللہ** پاک کے لئے آزاد ہو۔ بیٹے نے یہ دیکھا تو کہا: ابا جان! آپ نے ہمیں غریب کر دیا ہے۔ حضرت سَیِّدُنا بشیر طبری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: بیٹا! چپ ہو جاؤ بے شک میرے رب نے میرا امتحان لیا ہے اور میں چاہتا ہوں اس امتحان میں بڑھ چڑھ کر پورا اُتروں۔

حضرت سَیِّدُنا خُزَیْمہ بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سَیِّدُنا ابو محمد خُزَیمہ بَصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ پر ہر حال میں قضائے الٰہی پر رِضا کا غلبہ رہتا اور آپ نے فَقْر کی حالت میں زندگی بسر کی۔

میرا معاملہ اللہ ہی کے سپرد ہے:

﴿14776﴾... حضرت سَیِّدُنا خُزَیمہ بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک نبی عَلَیْہِ السَّلَام کسی آدمی کے پاس سے گزرے، اس کے گھر والوں نے مصیبت کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا تھا۔ نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے **اللہ** پاک کی بارگاہ میں عَرض کی: اے پروردگار! یہ تیرا بندہ ہے اگر تُو چاہے تو اس کا حال بدل دے۔ **اللہ** پاک نے ان کی طرف وحی فرمائی: اس سے پوچھو کیا یہ پسند کرتا ہے کہ میں اس کا حال بدل دوں؟ نبی عَلَیْہِ السَّلَام نے اس شخص سے کہا: اے شخص! کیا تم پسند نہیں کرتے تمہارا یہ حال بدل دیا جائے؟ اس نے کہا: کیا میں خدا کے حضور خود سے فیصلہ کروں؟

میرا معاملہ اسی کے سپرد ہے۔

حضرت سیِّدُنا قادِم دَیلَمِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا قادِم دَیلمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور ان کے ہم زمانہ بُزرگوں کی صحبت پائی۔ آپ نے خُشُوع و خُضُوع کو اپنا راستہ بنایا۔

اللہ پاک سے راضی رہنے والا کون؟

﴿14777﴾... حضرت سیِّدُنا قادِم دَیلمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: **اللہ** پاک سے راضی رہنے والا کون ہے؟ فرمایا: جو یہ نہ چاہتا ہو کہ مجھے جو مقام ملا ہے اس کے علاوہ کوئی اور مقام دیا جاتا۔

نصیحت کے لئے یہی کافی ہے:

﴿14778﴾... حضرت سیِّدُنا قادِم دَیلمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے بخارا کے ابو الحسن نامی ایک عابد نے یہ بیان کیا کہ ایک دن مجھ سے کسی راہب نے کہا: تجھے واسطہ اس خوفِ خدا کا جس کے سبب **اللہ** پاک کا ارادہ کرنے اور اس کے لیے عمل کرنے والوں کے جوڑ جدا ہو گئے اور **اللہ** پاک کی جنت اور اس کی مہمانی میں پہنچنے کی امید پر ان امیدواروں کی جفاکشی اور تھکاوٹ دور ہونے کی امید کا واسطہ چلے جاؤ۔ میں نے اس راہب سے کہا: مجھے نصیحت کرو۔ راہب نے کہا: اگر ہم نصیحت حاصل کریں تو نصیحتیں ہم میں اور تم میں جمع ہیں۔ میں نے کہا: وہ کیسے؟ راہب نے کہا: بدن کا قوی ہونے کے بعد کمزور ہونا اور سختی کے بعد اعضاء کا نرم پڑنا۔ میں نے کہا: میرا سُوال تو اس بارے میں نہیں تھا۔ یہ سُن کر وہ رونے لگا اور کہا: گُزرتے وقت کے ساتھ حالات کا بدلنا اور ساتھ ہی عمروں کا ختم ہونا اور اَعمال کا منقطع ہونا یہی نصیحت کے لئے کافی ہے۔

حضرت سیِّدُنا اَحمد بن عُمَر حِمْصی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا احمد بن عُمَر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ لَہو ولَعِب اور مزامیر سے دور رہنے والے تھے اور ثابت قدمی اور صَبْر کے ذریعے آپ کو تقویت دی گئی۔

علم، جہالت اور پرہیز گاری کی علامت:

﴿14779﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن عمر حمصی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا محمد بن مُبارَک صُوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میں نے ایک راہب سے کہا: آدمی کب اللہ پاک سے حقیقی لگاؤ تک پہنچتا ہے؟ فرمایا: جب اس سے محبت خالص ہو اور بندے اور رب کے درمیان کا مُعاملہ بالکل خالص ہو۔ میں نے پوچھا: یہ کیسے ہو گا؟ کہا: جب آدمی کی ساری فکر اللہ پاک کی اطاعت و فرماں برداری میں ہو۔ میں نے پوچھا: ایسا کیسے ہو گا؟ کہا: جب تمام فکریں ایک ہی فکر بن جائیں۔ پوچھا: اے راہب! کم کھانے پر کیسے مدد حاصل کی جائے؟ کہا: کمانے میں غور و فکر اور لباس میں نظر کرنے سے۔ میں نے راہب سے کہا: مجھے مختصر سی نصیحت کرو۔ کہا: حلال کھاؤ اور جہاں چاہو سو جاؤ۔ میں نے پوچھا: راحت کا طریقہ کیا ہے؟ کہا: خواہش کی مخالفت۔ میں نے پوچھا: آدمی کو راحت کب ملے گی؟ کہا: جنت میں پہلا قدم رکھتے وقت۔ میں نے پوچھا: اللہ پاک کی طرف جو راستہ ہے میں اسے کیسے طے کروں؟ کہا: راتوں کو عبادت اور دن میں روزے رکھ کر۔ میں نے پوچھا: علم کی علامت کیا ہے؟ کہا: خوف اور شفقت۔ میں نے پوچھا: جہالت کی علامت کیا ہے؟ کہا: حرص اور رغبت۔ میں نے پوچھا: پرہیز گاری کی علامت کیا ہے؟ کہا: شبہات کی جگہوں سے دور بھاگنا۔ میں نے پوچھا: اس عبادت خانے میں تمہیں کس چیز نے روک رکھا ہے؟ کہا: مجھے یہ بات پتا چلی ہے کہ جو زمین پر چلتا ہے وہ ٹھوکر کھا کر گرتا بھی ہے لہٰذا میں عقل مندوں کی طرح گھبرایا اور زمین والوں کے فتنہ سے بچنے کے لیے آسمان والے پَروَردگار کی پناہ کو قلعہ بنالیا۔ وجہ یہ ہے کہ زمین والے عقلوں کے چور ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ وہ میری عقل چوری کرلیں گے۔ میں نے پوچھا: تم اس عبادت خانے میں کہاں سے کھاتے ہو؟ کہا: ہر باریکی کو جاننے والے پروردگار کی طرف سے ملنے والے بیج کو اُگاتا ہوں اور اس سے خوراک حاصل کرتا ہوں۔ پھر اپنی داڑھوں کی طرف اشارہ کرکے کہا: جس نے یہ چکی بنائی ہے وہ اسے پیسنے کے لئے غلہ بھی دیتا ہے۔ آخر میں کہا: جسے اللہ پاک سے اچھے گمان کی توفیق دی گئی اسے راحت عطا کی گئی۔

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن جُنَید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے علم حاصل کرنے والے ایک بڑی عمر کے شخص نے کسی کے یہ اشعار سنائے:

وَمَا عَاشِقُ الدُّنْيَا بِنَاجٍ مِّنَ الرَّدٰى   وَلَا خَارِجٌ مِّنْهَا بِغَيْرِ غَلِيْلٖ

وَكَمْ مَلِكٍ قَدْ صَغَّرَ الْمَوْتُ قَدْرَهُ　　　فَأُخْرِجَ مِنْ ظِلٍّ عَلَيْهِ ظَلِيْلِ

ترجمہ: دنیا کا عاشق ہلاکت سے نجات نہیں پاتا اور دنیا سے نہ جاتے ہوئے بھی دنیا کا پیاسا ہوتا ہے۔ کتنے ہی بادشاہ ہیں جن کی شان و شوکت کو موت نے مٹی میں ملا دیا تو وہ گھنی چھاؤں سے نکال دیئے گئے۔

حضرت سیِّدُنا بِشْر بن بَشَّار مُجاشعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا بِشْر بن بَشَّار مُجاشعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سیر و سیاحت کرنے والے اور عبادت گزاروں میں مشہور تھے۔

تین عبادت گزاروں کی نصیحت:

﴿14780﴾... حضرت سیِّدُنا بِشْر بن بَشَّار مجاشعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں بَیْتُ الْمَقْدِس میں تین عبادت گزاروں سے ملا۔ میں نے ان میں سے ایک سے کہا: مجھے کوئی نصیحت کرو۔ اس نے کہا: تقدیر تمہیں جہاں ڈالے وہیں رہو۔ یہ بات تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس طرح تمہارا دل فارغ اور تمہاری فکر کم رہے گی۔ خبردار تقدیر کے فیصلے پر ناراض نہ ہونا ورنہ **اللہ** پاک تم سے ناراض ہو جائے گا اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہوگی۔ میں نے دوسرے عبادت گزار سے کہا: کوئی نصیحت کرو۔ اس نے کہا: میں نصیحت کرنے والا نہیں کہ تمہیں نصیحت کروں۔ میں نے کہا: ہو سکتا ہے مجھے آپ کی نصیحت سے فائدہ ہو۔ اس نے کہا: اب جبکہ تم بضد ہو تو مجھ سے یہ نصیحت یاد کر لو: اپنے پَروَرْدگار کی رضا اس کی منع کردہ چیزوں کو چھوڑنے میں تلاش کرو یہ تمہیں اس کی بارگاہ کے قریب لے جائے گی۔ میں نے تیسرے سے کہا: مجھے نصیحت کرو۔ وہ رو پڑا اور تیزی سے اس کے آنسو بہنے لگے، پھر اس نے کہا: بیٹا! اپنے کسی بھی کام میں اس کی تدبیر کے سوا کچھ تلاش مت کرنا ورنہ ہلاک ہونے والوں کے ساتھ ہلاک اور گمراہ ہونے والوں کے ساتھ گمراہ ہو جاؤ گے۔

حضرت سیِّدُنا مجاھد صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا مجاہد صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ ذکرِ الٰہی سے دل لگانے والے اور غیر کے ذکر سے وحشت محسوس کرنے والے تھے۔

قرآن، دعا، فرشتے اور اللہ پاک:

﴿14781﴾... حضرت سیِّدُنا مجاہد صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کو اپنا ساتھی بنالو، لوگوں سے ایک طرف ہو جاؤ اور فقر کو اپنالو۔ قرآن جس سے گفتگو کرنے والا ہو، دُعا جس کی قاصد ہو، فرشتے جس کے ہم نشین ہوں اور اللہ پاک جس کا انیس ہو تو ایسے شخص کے بارے میں تم ضائع ہونے کا خوف نہ کرو۔

حضرت سیِّدُنا اَبُو الْاَبْیَض رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو الْاَبْیَض رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ مخلوق سے منہ موڑ کر الگ تھلگ رہنے والے تھے۔ آپ کے پاس جو ہوتا صدقہ کرتے یا قرض دے دیتے، اپنے فرائض وواجبات ذمہ داری سے ادا کرتے۔

دنیا سے بچنے کی صورت:

﴿14782﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حَفْص جَزَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو ابیض رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عبادت گزار اور پرہیز گار تھے، انہوں نے اپنے ایک دوست کو خط بھیجا جس میں لکھا: تم پر سلام اور اللہ پاک کی رحمت ہو اور میں تمہارے ساتھ اللہ پاک کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ امابعد! تمہیں دنیا میں صرف ایک نفس کی مشقت میں ڈالا گیا ہے، اگر تم نے اسے ٹھیک کر لیا تو کسی اور کا فساد تمہیں نقصان نہیں دے گا۔ جان لو! تم دنیا سے ہرگز نہیں بچ سکتے جب تک یہ پروانہ کرو کہ تم دنیا کا سُرخ وسیاہ کہاں سے کھا رہے ہو۔

حضرت سیِّدُنا احمد مَیْمُونی اور حضرت سیِّدُنا احمد مَوْصِلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا

ان بزرگوں میں سے حضرت سیِّدُنا احمد میمونی اور حضرت سیِّدُنا احمد مَوصِلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا بھی ہیں۔ آپ دونوں حضرات شام کے عبادت گزاروں میں سے تھے، دونوں میں بھائی چارہ تھا اور دونوں نے مشتاقینِ دیدارِ باری تعالیٰ کا جام پی رکھا تھا۔

اے امت محمدیہ کے گروہ علما!

﴿14783﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد میمونی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرت سَیِّدُنا احمد مَوْصِلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس آیا اور کہا: میں آپ کے لیے ایک بات لے کر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا: بتاؤ کیا بات ہے یا تو توفیقِ الٰہی سے میں اس پر عمل کر لوں گا یا پھر ایک چیخ ماروں گا اور مر جاؤں گا۔ میں نے عَرض کی: مجھے حضرت سَیِّدُنا ابو عالیہ رِیاحی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے یہ بات پہنچی، انہوں نے فرمایا: میں نے ایک کتاب میں ایسی بات پڑھی جس سے میری نیند اڑ گئی اور میری خواہش ختم ہو گئی وہ یہ کہ اے اُمّتِ محمدیہ کے گروہ عُلَما! گھر کے لیے تیار ہو جاؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ جب میں نے کہا: اے اُمّتِ محمدیہ کے گروہ عُلَما! تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا رنگ پیلا پڑ گیا پھر سرخ ہو گیا پھر سیاہ ہو گیا اور پھر آپ پر بے ہوشی طاری ہونے لگی تو میں نے کہا: اس گھر کے لیے تیار ہو جاؤ جس کی زمین زرد زبرجد کی ہے اور اس پر جنت کے درختوں کی پھلوں سے لدی ہوئی شاخیں لٹکی ہوئی ہیں۔ جب آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر پوری طرح بے ہوشی طاری ہو گئی تو میں انہیں چھوڑ کر چلا آیا۔

حضرت سَیِّدُنا عَرِیف یمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سَیِّدُنا عَرِیف یمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بے رُخی اور کسی کو کمتر سمجھے بغیر دوستوں اور لوگوں سے علیحدگی اختیار کی۔

رحمتِ الٰہی پھرنے کی نشانی:

﴿14784﴾... حضرت سَیِّدُنا عَرِیف یمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بندے سے **اللہ** پاک نے اپنی نظرِ رحمت پھیر دی اس کی نشانی یہ ہے کہ وہ بندے کو غیر نفع بخش کاموں میں مشغول کر دے۔

حضرت سَیِّدُنا عَرْفَجَہ کوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سَیِّدُنا عرفجہ کوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ فرمانبرداروں اور عبادت گزاروں میں مشہور و معروف تھے۔

رات کے امام:

﴿14785﴾... حضرت سَیِّدُنا خلف بن تمیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کوفہ میں ایک عبادت گزار نوجوان تھا جسے

عَرفَجہ کہا جاتا تھا۔ وہ رات بھر نماز میں مشغول رہتا۔ ایک رات اس کے کسی ساتھی نے اس سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ نوجوان نے اپنی بوڑھی والدہ سے اجازت چاہی تو والدہ نے اجازت دے دی۔ بڑھیا کا بیان ہے: رات کو میں سو رہی تھی کہ خواب میں کچھ نوجوان میرے پاس آکر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: اے عرفجہ کی ماں! ہمارے رات کے امام کو آپ نے کیوں اجازت دی؟

حضرت سیِّدُنا عَمرو بَجلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا عَمرو بن جَرِیر بَجلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ مجذوب تھے پھر لوگوں میں محبوب ہو گئے۔

توبہ کا سبب:

﴿14786﴾... حضرت سیِّدُنا رجاء بن عیسٰی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت سیِّدُنا عَمرو بن جریر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو میری توبہ کا کیا سبب ہوا؟ میں نوعمر دوستوں کے ساتھ کوفہ سے نکلا اور جب میں نے گناہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو غیب سے کسی کہنے والے کو سنا:

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِیْنَةٌۙ (۳۸) (پ۲۹، المدثر: ۳۸) ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے۔

حضرت سیِّدُنا مُحمد بن اَبُو الْقاسم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا محمد بن ابو القاسم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں جو بنو ہاشم کے آزاد کردہ ہیں۔ آپ ذکرِ الٰہی سے دل لگانے والوں میں سے تھے اور لوگوں میں آپ کی دُعا کی قبولیت مشہور تھی۔

سرکش بادشاہ کو وعظ و نصیحت:

﴿14787﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن محمد بن سُفیان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھ سے حضرت سیِّدُنا محمد بن ابو القاسم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جن کی عُمر 100 سال کے قریب پہنچ گئی تھی یہ بیان کیا کہ ایک عبادت گُزار نے کسی سرکش بادشاہ کو وعظ و نصیحت کی۔ اس سرکش نے عبادت گزار کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے۔ عبادت گزار کو اُٹھا کر اس کے عبادت خانے لایا گیا تو اس کے ساتھی اس سے تعزیت کرنے آئے۔ عبادت گزار نے ان سے کہا: مجھ

سے تعزیت نہ کرو بلکہ مجھ پر اللہ پاک نے جو کرم کیا اس کی مبارک باد دو۔ پھر کہا: الٰہی! میں نے عجائبات کو دیکھتے ہوئے رغبتوں والی منزلت میں صبح کی۔ الٰہی! تو اُس سے بھی اپنی نعمتوں کے ذریعے محبت رکھتا ہے جو تیرا نافرمان ہے پھر وہ تیرا کیسا محبوب ہو گا جسے تیرے لیے تکلیف پہنچائی گئی۔

حضرت سیِّدُنا سِبَاع مَوْصِلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا سِبَاع مَوْصِلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کا اُنسیت کے باغوں سے نفع اٹھانے میں عُمدہ حصہ تھا۔

محبت الٰہی تک پہنچانے والا عمل:

﴿14788﴾... حضرت سیِّدُنا مَضاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت سیِّدُنا سباع موصلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: اے ابو محمد! زُہد زاہدین کو کہاں تک پہنچاتا ہے؟ فرمایا: اللہ پاک کی محبت تک۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن سِبَاع نُمَیْری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا محمد بن سِباع نُمَیری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کا ذکر مشہور تھا اور آپ اللہ پاک کی چاہت رکھنے والوں میں سے تھے۔

چار ہزار سال تک ولیمے کا کھانا:

﴿14789﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن سِباع نُمَیری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام شام کے ایک علاقے میں سفر فرما رہے تھے کہ گرج چمک کے ساتھ سخت بارش شروع ہو گئی، آپ نے کوئی پناہ گاہ تلاش کرنا شروع کی تو آپ کو دور ایک خیمہ دکھائی دیا، آپ اس کی طرف تشریف لے گئے، دیکھا کہ وہاں ایک عورت ہے۔ یہ دیکھ کر آپ وہاں سے پلٹ آئے پھر ایک غار میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک شیر تھا، آپ نے اس پر ہاتھ رکھا اور بارگاہِ الٰہی میں عَرْض گزار ہوئے: الٰہی تو نے ہر چیز کو پناہ دی ہے اور میرے لئے کوئی پناہ گاہ نہیں بنائی۔ ربِّ جلیل نے ان کی طرف وحی فرمائی: تیری پناہ گاہ میرے پاس میری رحمت کا ٹھکانا ہے۔ میں قیامت کے دن 100 حوروں سے جنہیں میں نے اپنے دستِ قُدرت سے بنایا ہے تیرا نکاح کروں گا اور چار ہزار

سال تک تیرے ولیمے کا کھانا کھلاؤں گا جن میں سے ایک دن دنیا کی تمام عُمْر کے برابر ہو گا اور میں ایک پکارنے والے کو حکم دوں گا کہ وہ یہ پکارے: کہاں ہیں دنیا میں زُہد (بے رغبتی) اختیار کرنے والے؟ وہ چلیں اور دنیا سے زُہد رکھنے والے عیسیٰ بن مریم کی شادی میں شرکت کریں۔

حضرت سیِّدُنا مسکین بن عُبَیْد صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه

ان بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا مسکین بن عُبَیْد صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه بھی ہیں۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه کی صحبت اختیار کی اور توحید و زُہد میں ان کے طریقے کو اپنایا۔

زُہد کی اقسام:

﴿14790﴾... حضرت سیِّدُنا مسکین صوفی، حضرت سیِّدُنا مُتوکّل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا سے روایت کرتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه نے فرمایا کہ زُہد کی تین اقسام ہیں: فرض، مستحب اور سلامتی والا زُہد۔ حرام سے بچنا فرض زُہد، حلال سے بچنا مستحب زُہد اور مشتبہ چیزوں سے بچنا سلامتی والا زُہد ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو اَیُّوب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه

ان بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو ایوب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه بھی ہیں جو بنو ہاشم کے آزاد کردہ ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه نے کئی دانا عبادت گزاروں کی صحبت اختیار کی اور ان سے آخرت کا توشہ لیا۔

﴿14791﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ایوب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه بیان کرتے ہیں: کسی نے کہا ہے کہ جو دنیا کی طرف نگاہِ عبرت کے بغیر دیکھے اس کی غفلت کی مقدار اس کے دل کی بصارت مٹ جاتی ہے اور جس کے دل کو **اللہ** پاک عبرت کے چراغوں کی روشنی سے منور کرے اسے فکری پریشانی نہیں ہوتی جس کی فکر پریشان نہ ہو اس کی عبرت کے چراغ نہیں بجھتے۔

محنت دو طرح کی ہے:

حضرت سیِّدُنا ابو اَیُّوب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه فرمایا کرتے تھے: وقتِ ضرورت کے لئے جمع کردہ چیز کو ایثار کرنے سے بچنا اور راحت و آرام کی طرف مائل نہ ہونا۔ جان لو! محنت دو طرح کی ہے: آدھی محنت تکلیف دہ فکر ہے

اگرچہ تو اپنے نفس کو آسودہ حالی اور عیش کی منازل میں رکھے۔ دنیا کے لئے اور آخرت کے لئے عمل کرنے والے آسودگی کے لئے کوشاں ہیں لہٰذا تو ان دو فریقوں سے علیحدہ نہ ہونا۔ یاد رکھو! ان دو فریقوں میں سے تیرے لائق یہی ہے کہ تو آخرت کے لئے عمل کرنے والوں کی اقتدا کرنے والا ہو۔ ان کی کوشش اس کے لئے ہوتی ہے جو ان کے رب کے پاس ہے اور وہ اپنی جانوں کو خوب محنت کے ساتھ تکلیف دہ فکر میں لگاتے ہیں اور اپنے بدنوں کے ذریعے ایسے اعمال بجالاتے ہیں جو ان کے اعضاء کے لئے مشقت والے ہوتے ہیں۔ اگر تو ان کا راستہ چاہتا ہے تو اپنی فکر جمع کر تا کہ تیری عقل حاضر رہے پھر وہ عقل آسمان اور زمین کی بادشاہی میں گھومے پھرے اور چکر لگائے۔ جان لے! دل کی ساخت ایسی ہے جو دشمن کو روک نہیں سکتی اور دشمن بھی ایسا ہے جو اس سے لڑنے سے عاجز نہیں ہے۔ تمہیں ایسے مُنصِف دیئے گئے ہیں جو تمہاری بیماری بھی جانتے ہیں اور علاج بھی۔ تمہاری بیماری کا سبب بنانے والا اور شفا کے ذرائع کو تم سے دور کرنے والا بھی **اللہ** پاک ہی ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو عبد اللہ بَرّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا اَبُو عَبْدُ اللہ بَرّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ مشہور عبادت گزاروں میں سے تھے اور آپ کا شمار معتبر بزرگوں میں ہوتا تھا۔

بروزِ قیامت اونچے درجات والے:

﴿14792﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُو عَبْدُ اللہ بَرّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو ہر حال میں **اللہ** پاک سے راضی رہتے ہیں قیامت کے دن ان سے اونچا درجہ کسی کا نہ ہوگا۔ جس شخص کو رِضا کی نعمت دی گئی وہ افضل درجات تک پہنچ گیا۔ جو حقیقی زُہد اختیار کرتا ہے اس کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے اور جو آخرت کے ثواب کو نہیں پہچانتا اس پر تمام احوال بھاری ہو جاتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا احمد بن موسٰی ثَقَفِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا احمد بن موسٰی ثَقَفِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ شاعر اور ادیب تھے پھر آپ صابر اور صاحب بصیرت ہوگئے۔ دنیا سے تعلق کو خیر آباد کہا، آخرت کی جانب متوجہ ہوئے اور اس کے زادِ راہ کے عاشق ہوگئے۔ دنیا اور اس کے دھوکے میں پڑے لوگوں کی مذمت کے بارے میں آپ نے

اشعار کہے ہیں۔

غور کرو تم کس گھر میں ہو؟

﴿14793﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو بکر قُرشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا احمد بن موسیٰ ثقفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھے یہ اشعار سنائے:

جَهُوْلٍ لَيْسَ تَنْهَاهُ النَّوَاهِي ۔۔۔ وَلَا تَلْقَاهُ اِلَّا وَهُوَ سَاهِي

يُسَرُّ بِيَوْمِهٖ لَعِبًا وَلَهْوًا ۔۔۔ وَلَا يَدْرِي وَفِيْ غَدِهٖ الدَّوَاهِي

مَرَرْتُ بِقَصْرِهٖ فَرَاَيْتُ اَمْرًا ۔۔۔ عَجِيْبًا فِيْهِ مُزْدَجِرٌ وَنَاهِي

بَدَا فَوْقَ السَّرِيْرِ فَقُلْتُ مَنْ ذَا ۔۔۔ فَقَالُوْا ذٰلِكَ الْمَلِكُ الْمُبَاهِي

رَاَيْتُ بِبَابِهٖ سُوْدَ الْجَوَارِي ۔۔۔ يَنُحْنَ وَهُنَّ يَكْسِرْنَ الْمَلَاهِي

تَبَيَّنْ اَيَّ دَارٍ اَنْتَ فِيْهَا؟ ۔۔۔ وَلَا تَسْكُنْ اِلَيْهَا وَادْرِ مَا هِي

ترجمہ: بے وقوف کو باز رکھنے والی چیزیں باز نہیں رکھتیں اور تم اس سے ملوگے تو اسے غفلت میں پڑا دیکھو گے۔ وہ اپنا دن لَہو ولَعِب میں مشغول کر کے خوش ہو جاتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ کل اس کے لئے مصیبت ہے۔ میں ایک محل کے پاس گزرا تو میں نے اس میں ایک عجیب معاملہ دیکھا کہ اس میں ایک دھمکانے والا اور منع کرنے والا تھا۔ تخت کے اوپر کوئی ظاہر ہوا تو میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ فخر کرنے والا بادشاہ ہے۔ پھر میں نے (کچھ عرصہ بعد) اس کے دروازے پر سیاہ لونڈیاں بھی دیکھیں جو نوحہ کر رہی تھیں اور انہوں نے لَہو ولَعِب کے آلات توڑ دیئے تھے۔ غور کرو تم کس گھر میں ہو؟ اس سے مانوس نہ ہونا اور یہ جان رکھنا کہ یہ دنیا کیا ہے؟

حضرت سَیِّدُنا ابو مُحْرِز طُفَاوِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سَیِّدُنا ابو مُحْرِز طُفاوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ عبادت میں مشغول ہوئے اور گزشتہ بزرگوں کے قافلے میں جا ملے۔

آخرت کی چاہت نجات کی امید:

﴿14794﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو مُحْرِز طُفاوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب عقل مندوں پر اعلیٰ گھر کی منزلت

واضح ہوئی تو انہوں نے بلند اعمال کے ذریعے بلندی حاصل کی۔ انہوں نے یہ جانا کہ کسی چیز کو اس کی کثرت کے ساتھ ہی حاصل کیا جاسکتا ہے تو انہوں نے اپنے پاس موجود کثیر سرمایہ خرچ کرڈالا۔ بخدا! انہوں نے اس دن کی کشادگی کے لئے جس دن کوئی طالب محروم نہ ہوگا اور اپنے رب کے ہاں راحت کی امید کے لیے اپنی جان لگادی۔

حضرت سیِّدُنا ابو مُحرِز طُفاوِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگوں نے دنیا کے لئے تکلیف اٹھائی اور انہوں نے اس میں اپنی قسمت سے زیادہ نہیں پایا حالانکہ انہوں نے اس کے لئے آخرت سے منہ موڑا جبکہ آخرت کی چاہت سے بندوں کو نجات کی اُمید ہوتی ہے۔

حضرت سیدنا خُثَیم عِجلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک عبادت گُزار حضرت سیِّدُنا خُثَیم بن جَحْشَہ عِجلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کو دنیا کے دھوکے پر تنبیہ کی گئی تو آپ نے دنیا سے اعراض کیا اور آپ کے لئے آخرت کی حقیقت آشکار ہوئی تو آپ نے اس کے لئے جلدی کی۔ آپ نے دنیا داروں کو وعظ و نصیحت اور دنیا کی مذمت کی۔

دنیا کی مذمت:

﴿14795﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر خُثَیم بن جَحْشَہ عِجلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اَشعار کہے:

يَا خَاطِبَ الدُّنْيَا عَلَى نَفْسِهَا   اِنَّ لَهَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ خَلِيْلَ

مَا اَقْتَلَ الدُّنْيَا لِخُطَّابِهَا   تَقْتُلُهُمْ قُدْمًا قَتِيْلًا قَتِيْلَ

تَسْتَنْكِحُ الْبَعْلَ وَقَدْ وُطِّنَتْ   فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ مِنْهُ بَدِيْلَ

وَاِنِّيْ لَمُغْتَرٌّ وَاِنَّ الْبَلَا   يَعْمَلُ فِيْ جِسْمِيْ قَلِيْلًا قَلِيْلَ

تَزَوَّدُوْا لِلْمَوْتِ زَادًا فَقَدْ   نَادٰى مُنَادِيْهِ الرَّحِيْلَ الرَّحِيْلَ

ترجمہ: اے اپنی جان کے لئے دنیا کا رشتہ مانگنے والے، یاد رکھ ہر دن اس دنیا کا ایک یار ہے۔ دنیا اپنا رشتہ مانگنے والے کا کیسا قتل کرتی ہے!؟ انہیں قتل ہونے والوں کے سامنے بُرے طریقے سے مار ڈالتی ہے۔ یہ دنیا اپنے شوہر سے مباشرت چاہتی ہے جبکہ دوسری جگہ اس سے وطی ہو چکی ہوتی ہے۔ میں ضرور دھوکے میں ہوں اگر مصیبت میرے جسم میں تھوڑی تھوڑی بڑھتی رہے۔ موت کے لئے زادِ راہ باندھ لو کہ اب اعلان کرنے والے نے کوچ کا اعلان کر دیا ہے۔

حضرت سیِّدُنا حسن بن ابو جعفر حَفَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک قرآن کی تعلیم دینے والے حضرت سیِّدُنا حسن بن ابو جعفر حَفَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ محنت اور مجاہدے میں ان کی تائید کی گئی اور عبادت گُزار جنات سے اُنسیت کے ذریعے ان کی مدد کی گئی۔

جنات کا دعا میں شریک ہونا:

﴿14796﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عمران تمّار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں ایک دن فجر سے پہلے مسجد حَفَری گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ مسجد کا دروازہ بند ہے اور حضرت سیِّدُنا حسن حَفَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیٹھے دعا مانگ رہے ہیں۔ مسجد میں رونے والوں کا شور پھیلا ہوا ہے اور ایک جماعت حضرت سیِّدُنا حسن حَفَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی دُعا پر آمین کہہ رہی ہے۔ میں مسجد کے دروازے پر بیٹھ گیا یہاں تک کہ وہ دُعا سے فارغ ہوئے، اُٹھے اور اذان کہی پھر مسجد کا دروازہ کھولا۔ میں مسجد میں داخل ہوا تو میں نے وہاں کسی کو نہیں دیکھا۔ صبح ہوئی اور لوگ چلے گئے تو میں نے حضرت سیِّدُنا حسن حَفَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عَرض کی: اے ابو سعید! بخدا! میں نے عجیب معاملہ دیکھا۔ انہوں نے پوچھا: کیا دیکھا؟ میں نے جو دیکھا اور سُنا تھا وہ ان سے بیان کر دیا۔ انہوں نے فرمایا: وہ نصیبین کے جن ہیں جو ہر رات آتے، میرے ساتھ ختم قرآن میں شریک ہوتے اور پھر چلے جاتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا حازِم حَنَفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا حازِم حنفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ ذکر سُن کر مدہوش ہو جاتے اور آپ کا سر زخمی ہونے کی وجہ سے بندھا ہوتا۔

ذکرِ الٰہی کے وقت وجد میں آجاتے:

﴿14797﴾... حضرت سیِّدُنا خالد بن سفر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: جب حضرت سیِّدُنا حازِم حنفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دیوار کے پاس **اللہ** پاک کا ذکر کرتے تو اپنا سر دیوار میں دے مارتے یہاں تک کہ آپ کا سر لَہُولُہان ہو جاتا۔ میں نے آپ کے زخمی سر پر کپڑے کا ٹکڑا بندھا ہوا دیکھا۔ ایک دن میں نے حضرت سیِّدُنا حازِم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو حضرت سیِّدُنا سُلیم مُقرِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس دیکھا۔ اسی دوران حضرت سیِّدُنا سُلیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ایک شخص پڑھنے

آیا تو آپ نے اس سے کہا: یہاں سے فوراً اُٹھ جاؤ کیونکہ دیوار کے پاس حضرت سیِّدُنا حازم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ موجود ہیں، وہ قرآن سنتے ہی اپنا سر دیوار میں مارنے لگتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا قَیس بن سَکَن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا قیس بن سَکَن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے اپنے نَفْس کو قید اور زبان کو قابو میں رکھا۔

زبان ایک درندہ ہے:

﴿14798﴾... حضرت سیِّدُنا قیس بن سکن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: آپ گفتگو کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا: میری زبان ایک دَرِندہ ہے میں ڈرتا ہوں کہ اسے چھوڑوں گا تو مجھے کاٹ کھائے گا۔

حضرت سیِّدُنا حَکَم بن اَبان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا حکم بن اَبان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اپنے بلند رُتبہ کے ساتھ مجاہدہ کرنے والے اور تیرنے والوں کے ساتھ **اللہ** پاک کی تسبیح کرنے والے تھے۔

اَہلِ یمن کے سردار:

﴿14799﴾... حضرت سیِّدُنا اسحاق بن ضَیف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے اَہلِ عَوف کے مشائخ کو یہ کہتے سنا کہ حضرت سیِّدُنا حکم بن اَبان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اَہلِ یمن کے سردار تھے۔ رات کو نماز میں مشغول ہوتے جب نیند کا غلبہ ہوتا تو دریا میں کود جاتے اور کہتے: میں مچھلیوں کے ساتھ **اللہ** پاک کی تسبیح کروں گا۔

حضرت سیِّدُنا ابواِسحاق تَیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق تیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ دُنیا کے دھوکے کو جاننے والے، دنیا سے دور بھاگنے والے، دنیا سے بے رغبت ہونے والے، دنیا کی مذمت کرنے والے اور دنیا کا وصف بیان کرنے والے تھے۔

دنیا اور اہل دنیا:

﴿14800﴾... حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عُبَید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق قرشی تیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھے یہ اَشعار سنائے:

تُنَافِسُ فِي الدُّنْيَا وَنَحْنُ نَعِيْبُهَا ... وَقَدْ حَذَّرَتْنَاهَا لَعَمْرِيْ خُطُوْبُهَا

وَمَا نَحْسَبُ الْاَيَّامَ تَنْقُصُ مُدَّةً ... عَلٰى اَنَّهَا فِيْنَا سَرِيْعٌ دَبِيْبُهَا

كَاَنِّيْ بِرَهْطٍ يَحْمِلُوْنَ جَنَازَتِيْ ... اِلٰى حُفْرَةٍ يُحْثٰى عَلَيَّ كَثِيْبُهَا

وَكَمْ ثَمَّ مِنْ مُسْتَرْجِعٍ مُتَوَجِّعٍ ... وَنَائِحَةٍ يَعْلُوْ عَلَيَّ نَحِيْبُهَا

وَبَاكِيَةٍ تَبْكِيْ عَلَيَّ وَاِنَّنِيْ ... لَفِيْ غَفْلَةٍ عَنْ صَوْتِهَا مَا اُجِيْبُهَا

اَيَا هَادِمَ اللَّذَّاتِ مَا مِنْكَ مَهْرَبٌ ... تُحَاذِرُ نَفْسِيْ مِنْكَ مَا سَيُصِيْبُهَا

وَاِنِّيْ لَمِمَّنْ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَالْبِلَا ... وَيُعْجِبُهُ رَوْحُ الْحَيَاةِ وَطِيْبُهَا

فَحَتّٰى مَتٰى حَتّٰى مَتٰى وَاِلٰى مَتٰى ... يَدُوْمُ طُلُوْعُ الشَّمْسِ بِيْ وَغُرُوْبُهَا؟

ترجمہ: ہم دنیا میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہم اسے عیب بھی لگاتے ہیں۔ میری جان کی قسم! اس دنیا کے مصائب نے ہمیں اس سے ڈرادیا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے ایام مدت کو کم کریں گے جبکہ ہماری تیز رفتاری اس میں رینگنے والے کیڑے کی طرح ہو۔ گویا ایک جماعت کے ساتھ لوگ مجھے قبر کے گڑھے کی طرف لے جارہے ہیں اور مجھ پر ٹیلے سے مٹی ڈالی جارہی ہے۔ کتنے ہی مجھ پر دُکھ درد کا اظہار کرنے والے ہیں اور نوحہ کرنے والی مجھ پر واویلا کررہی ہے۔ رونے والی مجھ پر رو رہی ہے اور میں اس کی آواز سے غفلت میں پڑا ہوں کہ میں اسے جواب نہیں دے پارہا۔ اے لذتوں کو ختم کرنے والی! تجھ سے کوئی بھاگنے والا نہیں۔ تو میری جان کو اس چیز سے ڈراتی ہے جو عنقریب اسے پہنچے گی۔ میں ان میں سے ہوں جو موت اور مصیبت کو ناپسند کرتا اور روح کی بقا و تازگی کو پسند کرتا ہے۔ آخر کب تک پھر کب تک اور کہاں تک سورج مجھ پر طلوع اور غروب ہوتا رہے گا؟

حضرت سیِّدُنا ابوکریمہ عبدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو کریمہ عبدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اپنے اوقات کو اہمیت

دینے والے اور اوقات ضائع ہونے پر تڑپ جانے والے تھے۔

﴿14801﴾... حضرت سیِّدُنا عیسیٰ بن ہُذیل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے شام کے عبادت گزاروں میں سے حضرت سیِّدُنا ابوکریمہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: اے آدمی! تیری بقیہ دُنیاوی عمر کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

حضرت سیِّدُنا علی بن ثابِت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا علی بن ثابت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ عمل کرنے والوں میں سے تھے اور مریدین کو بھاری اَعمال اور بے جا مشغولیت ترک کرنے پر اُبھارتے تھے۔

﴿14802﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن مُعاویہ اَزرق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ **اللہ** پاک کے لئے عمل کرنے والے حضرت سیِّدُنا علی بن ثابت زَیّات رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر تم سے ہو سکے کہ دنیا و آخرت میں ایک جیسی زندگی نہ جیو تو ضرور ایسا کرنا۔

حضرت سیِّدُنا سُلَیمان بن حَیّان اَحمر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو خالد سلیمان بن حَیّان اَحمر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ خوب واضح روایت کرنے والے اور اپنے پیاروں کو بہت زیادہ نصیحت کرنے والے تھے۔

صِدِّیقین کی اللہ پاک سے حیا:

﴿14803﴾... حضرت سیِّدُنا حجاج بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو خالد احمر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھے خط لکھا جس میں تحریر تھا: جان لو! صِدِّیقین اس بات پر **اللہ** پاک سے حیا کرتے ہیں کہ آج بھی اسی دَرَجہ میں ہوں جس پر کل تھے۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن مُعاوِیہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا محمد بن معاویہ صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے ایک دانشور کی نصیحت کو لازم پکڑا تو آپ نکھرے اور آپ کو عافیت دی گئی۔

﴿14804﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن معاویہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک دانا (عقل مند) کچھ نوجوانوں کے پاس سے گزرا جو باغ میں ہری گھاس پر بیٹھے تھے۔ اس دانش مند نے ان سے کہا: اے زندوں کی جماعت! تم مُردوں

کی گزر گاہ پر کیوں ٹھہر گئے ؟ نوجوانوں نے کہا: ہم عبرت حاصل کرنے بیٹھے ہیں۔ دانا نے کہا: میں تمہیں اس کی پناہ میں دیتا ہوں جس نے تمہیں مُردوں کے زمانے میں زندگی عطا فرمائی ہے تو جس نے تمہیں زندگی عطا فرمائی ہے تم اس سے پھر کر کسی اور کی طرف مائل نہ ہونا۔

حضرت سیِّدُنا مُغِیث اَسْوَد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا مغیث اسود رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ بہترین واعظ اور خوب نصیحت کرنے والے تھے۔

﴾14805﴿... حضرت سیِّدُنا مغیث اَسْوَد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: روزانہ غور و فکر کے ساتھ قبروں کی زیارت کرو، ہر روز اپنے ذہنوں میں جنت کی کامل بھلائیوں کا خیال کرو، پوری توجہ کے ساتھ جنت اور دوزخ کی طرف پھیرے جانے والوں کے متعلق سوچو۔ اپنے دلوں اور بدنوں کو جہنم کی آگ، گُرزوں اور اس کے درجوں کا احساس دلاؤ۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن صالح تَیْمِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا محمد بن صالح تیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ حاضر دل والے اور وافر عقل والے تھے۔

شانِ باری تعالٰی:

﴾14806﴿... حضرت سیِّدُنا محمد بن صالح تیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک عالم نے یہ آیت تلاوت کی:

وَ فِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ۙ﴿۲۰﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین والوں کو۔

(پ۲۶، الذٰریٰت: ۲۰)

اور فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آسمان و زمین اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے یہ سب وہ نشانیاں ہیں جو تیری راہ بتلاتی ہیں اور تیرے حق میں اُن باتوں کی گواہی دیتی ہیں جو تُو نے اپنی شان میں ارشاد فرمائیں، یہ سب تیری طرف سے حجّت تمام کرتی ہیں، تیرے ربّ ہونے کا اعتراف کرتی ہیں، تیری قدرت کے آثار اور تیری تدبیر کے نشانوں سے نشان زدہ ہیں، جیسا کہ تُو نے اپنی مخلوق پر تجلّی فرمائی اور دلوں پر اپنی اس معرفت کی مہر

لگادی جس نے ان دلوں کو ذہنی ناامانوسی سے نجات بخشی اور ذہن کو بلادلیل اندازے لگانے سے محفوظ رکھا، یہ دل تیری ذات کا اعتراف کرتے ہوئے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ صفات تیرا احاطہ اور سوچیں تیرا ادراک نہیں کرسکتیں اور جو تیری ذات کے متعلق غور کرے اس کے پاس تیری ذات کا اعتراف کرنے اور تجھے یکتا ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

حضرت سیِّدُنا علی بن حسن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا علی بن حسن بن موسٰی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ حکمتوں کا سرچشمہ اور عمل کرنے والوں کے واقعات بیان کرنے والے تھے۔

فکر کو کھولنے والی شے اور مہربانی کی چادر:

﴿14807﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن حسن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ ایک عالم سے پوچھا گیا: کون سی چیز فکر کو کھولتی ہے؟ فرمایا: یکسوئی۔ کیونکہ بندہ جب یکسو ہو تو غوروفکر کرتا ہے، جب غوروفکر کرتا ہے تو نظر کرتا ہے، جب نظر کرتا ہے تو بصیرت سے کام لیتا ہے پھر جب بصیرت سے کام لیتا ہے تو عمل کرتا ہے اور یوں وہ عمل کی طرف منتقل ہونے والا ہو جاتا ہے۔ پوچھا گیا: یہ منتقلی کیسے ہوتی ہے؟ فرمایا: فضائل میں رغبت اسے منتقل کرتی ہے یہاں تک کہ وہ اس کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے جہاں **اللہ** پاک اسے اپنے لُطف وکرم کا ذائقہ چکھاتا اور اپنی مہربانی کی چادر پہناتا ہے۔ پوچھا گیا: مہربانی کی چادر کیا ہے؟ فرمایا: خُشُوع، وقار، سکینہ، بھلائی اور عاجزی۔ جب بندہ اس حال میں پہنچ جاتا ہے تو یہ چیز اسے ربِّ کریم کی تعظیم تک پہنچاتی ہے پھر جب وہ **اللہ** پاک کی تعظیم کرنے لگتا ہے تو **اللہ** پاک اسے اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے، اسے اسباب میں منتقل کرتا ہے پھر اسے عمل میں لگاتا ہے۔ ربِّ کریم ہی ہے جو ایک رات کی غوروفکر پر سال بھر کا ثواب عطا فرماتا اور سال بھر کے غوروفکر پر ایک رات کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا خَطَّاب عابِد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا خطّاب عابِد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ خطاؤں سے بچنے والے اور راحتوں سے دور رہنے والے تھے۔

﴿14808﴾... حضرت سیِّدُنا خطاب عابد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بندہ کوئی گناہ کرتا ہے جو اس کے اور اللہ پاک کے درمیان ہوتا ہے پھر اس کے دوست اس سے ملنے آتے ہیں تو اس گناہ کا اثر اس پر دیکھتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا ابو جعفر مِحْوَلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک رونے والے، فریاد کرنے والے اور بھروسا کرنے والے حضرت سیِّدُنا ابو جعفر مخولی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اہلِ بغداد کے بڑے عارِفین میں سے ہیں۔ بغداد کے علاقے بابِ مخول میں سکونت کی وجہ سے آپ کو مخولی کہا گیا۔ آپ کا حال بلند اور قول ٹھیک تھا۔

﴿14809﴾... حضرت سیِّدُنا ابو جعفر مخولی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: الٰہی! میں تجھ سے اپنے بدن کی فریاد کرتا ہوں جسے تیری نعمتوں سے غذا دی گئی پھر بھی وہ تیری نافرمانیوں پر کمر بستہ رہتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عُمَر صوفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا عمر صوفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے بے سر و سامان جنگلوں کو طے کیا اور روتے ہوئے اپنے مولا سے مُعافی چاہی۔

بھلا! گناہ گار بھی سوار ہو کر آتا ہے:

﴿14810﴾... حضرت سیِّدُنا اسحاق بن عَبّاد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں حضرت سیِّدُنا عُمَر صوفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا: آپ سواری پر آئے ہیں یا پیدل؟ فرمایا: بھلا گناہگار بھی اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں سوار ہو کر آئے گا۔

حضرت سیِّدُنا عَبّاس مَجْنُون رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا عباس رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں جو مجنون کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ شوقِ الٰہی میں مگن، مخلوق سے چھپے ہوئے، اپنے محبوب پروردگار کے لیے شب بیداری میں مشغول اور لوگوں سے ملنے سے بچنے والے تھے۔

60 سال سے عبادت میں مشغول:

﴿14811﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ مُبارک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں لبنان کے ایک پہاڑ پر چڑھا وہاں ایک

شخص کو دیکھا۔ اس نے اُونی جبہ پہن رکھا تھا جس کی آستینیں جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی تھیں اور جبہ پر لکھا تھا: نہ بیچا جائے، نہ خریدا جائے۔ اس نے خُشُوع کا تہبند، قناعت کی چادر اور توکل کا عمامہ پہن رکھا تھا۔ اس نے مجھے دیکھا تو ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا، میں نے اسے **اللہ** پاک کا واسطہ دیا تو وہ سامنے آیا، میں نے کہا: تم عبادت کرنے والوں کی جماعت میں سے ہو، تنہائی پر صبر کرتے ہو اور اس ویرانے کی وحشت کو ترجیح دیتے ہو۔ یہ سُن کر وہ ہنس پڑا اور اپنی آستین سر پر رکھ کر یہ اشعار کہنے لگا:

يَا حَبِيْبَ الْقُلُوْبِ مَنْ لِّيْ سِوَاكَا ارْحَمِ الْيَوْمَ مُذْنِبًا قَدْ اَتَاكَا

اَنْتَ سُؤْلِيْ وَبُغْيَتِيْ وَسُرُوْرِيْ قَدْ اَبَى الْقَلْبُ اَنْ يُّحِبَّ سِوَاكَا

يَا مُنَايَ وَسَيِّدِيْ وَاعْتِمَادِيْ طَالَ شَوْقِيْ مَتٰى يَكُوْنُ لِقَاكَا

لَيْسَ سُؤْلِيْ مِنَ الْجِنَانِ نَعِيْمًا غَيْرَ اَنِّيْ اُرِيْدُهَا لِاَرَاكَا

ترجمہ: اے دلوں کے محبوب! میرا تیرے سوا کون ہے؟ آج کے دن اس گناہگار پر رحم فرما جو تیرے در پر آیا۔ تو ہی میری فرمائش، تو ہی میری چاہت اور تو ہی میری خوشی ہے۔ دل اس بات کا انکاری ہے کہ وہ تجھے چھوڑ کر کسی اور سے محبت کرے۔ اے میری خواہش، اے میرے سردار اور اے میرے اعتماد! میرا شوق بڑھ گیا ہے کہ کب تجھ سے ملاقات ہوگی؟ میں تجھ سے جنت کی نعمتوں کا سوال نہیں کرتا، جنت کی طلب تو صرف اس لیے ہے کہ وہاں تیرا دیدار کر سکوں۔

پھر وہ مجھ سے غائب ہو گیا اور میں ایک سال تک اس جگہ دیکھا کرتا تاکہ اس سے مل سکوں مگر نہ دیکھ پایا۔ حضرت سیّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے غلام مجھے ملے تو میں نے ان سے اس شخص کے بارے میں پوچھا اور اس کا حلیہ بیان کیا۔ وہ رونے لگے اور کہا: ہائے! دوبارہ ملاقات کا شوق کب پورا ہوگا؟ میں نے ان سے پوچھا: وہ شخص کون تھا؟ کہا: وہ حضرت سیّدُنا عباس مجنون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ تھے جو مہینے میں دو مرتبہ درخت کے پھل یا پھر نباتات میں سے کچھ کھا لیتے ہیں اور 60 سال سے عبادت میں مشغول ہیں۔

حضرت سیّدُنا شَدّاد مَجْذُوم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیّدُنا شَدّاد مجذوم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ رضائے الٰہی پر راضی رہنے والے عبادت گزار مشہور تھے۔

جماعت میں حاضری سے محرومی پر افسوس:

﴿14812﴾... حضرت سیِّدُنا مخلد بن حُسَین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: بصرہ میں ایک شخصیت تھی جنہیں شدَّاد کہا جاتا تھا۔ انہیں کوڑھ کی بیماری ہوئی تو انہوں نے تنہائی اختیار کرلی، حضرت سیِّدُنا حَسَن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے کچھ شاگرد ان کی عیادت کے لئے آئے اور کہا: آپ اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اچھا ہوں، جب سے بیماری میں گھرا ہوں مجھ سے رات کی عبادت نہیں چھوٹی البتہ اس کا افسوس ہے کہ میں جماعت کی حاضری پر قادر نہ ہو سکا۔

حضرت سیِّدُنا ابو سعید بَراقِعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو سعید بَراقعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ مُلکِ شام کے بڑے عارِفین میں سے تھے۔

نماز، قرآن اور ذکر میں مٹھاس تلاش کرو:

﴿14813﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید براقعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی روایت میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نماز، قرآن اور ذکرِ خدا میں مٹھاس تلاش کرو۔ اگر ان میں مٹھاس پاؤ تو اس پر قائم رہو اور خوش ہو جاؤ اور اگر ان میں مٹھاس نہ پاؤ تو جان لو کہ تم پر دروازہ بند ہے۔

حضرت سیِّدُنا کریم ابو ہاشِم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا کریم ابُوہاشم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ مال تقسیم کرنے والے، بخل سے دور اور غصہ پی جانے والے تھے۔

﴿14814﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہاشم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کے کچھ بندے ہیں جو اپنے سامان کے بقدر خرچ کرتے ہیں اور کچھ بندے وہ ہیں جو **اللہ** پاک سے اچھا گمان رکھ کر خرچ کرتے ہیں اور یہ تو یہی ہیں۔

انتہا کو پہنچنے والے لوگ:

﴿14815﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہاشم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم نے اس مُعاملے میں غور کیا تو اس کی انتہا کو وہی

لوگ پہنچے جو لوگوں سے الگ رہتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا مسعود جَھْمِی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا مسعود بن حارث جہمی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بھی ہیں۔ آپ عبادت گزار اور اچھامجاہدہ کرنے والے تھے۔

﴿14816﴾... حضرت سیِّدُنا سلیمان بن موسیٰ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه ایک شخص سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا مسعود بن حارث رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو اِنتقال کے بعد ان کے بھائی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا: آپ کے ربِّ کریم نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: مجھے اپنا بہت قُرب عطا کیا اور مجھ سے فرمایا کہ اے مسعود! تم جب دنیا کے راستوں میں بھی گھومتے رہے میں تم سے راضی رہا (یعنی تمہاری زندگی میں)۔

حضرت سیِّدُنا زُھَیْر بَابِی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه

ان بزرگوں میں سے نرمی سے دعوت دینے والے حضرت سیِّدُنا ابو عبدُ الرحمٰن زُہیر بابی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بھی ہیں۔ آپ پر صبر اور یقین کا غلبہ تھا۔ چنانچہ مدد اور قوت سے آپ کو پختگی دی گئی۔

یقین اور صبر کی مثال:

﴿14817﴾... حضرت سیِّدُنا زُہیر بن نُعَیم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں کہ بے شک اس (تصوّف) کا مُعاملہ دو چیزوں سے پورا ہوتا ہے: صَبر اور یقین۔ اگر یقین ہو اور اس کے ساتھ صبر نہ ہو تو یہ معاملہ مکمل نہیں ہوتا یونہی صبر ہو اور اس کے ساتھ یقین نہ ہو تو بھی مکمل نہیں ہوتا۔ حضرت سیِّدُنا ابو دَرْداء رَضِیَ اللهُ عَنْه نے ان دونوں کی مثال دیتے ہوئے فرمایا: یقین اور صبر کی مثال ان دو تکبُّر کرنے والوں کی طرح ہے جو زمین کھود رہے ہیں ان میں سے ایک بیٹھ جائے تو دوسرا بھی بیٹھ جائے۔

سونے کے ستونوں سے زیادہ پسند:

﴿14818﴾... حضرت سیِّدُنا عبدُ العزیز بن یُوسُف رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: میں نے بصرہ سے کوچ کا اِرادہ کیا تو میں پہلے حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن سعید رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے پاس آیا اور انہیں اَلْوِداع کہا پھر میں حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحمٰن

بن مہدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس آیا اور انہیں الوداع کہا اس کے بعد میں حضرت سَیِّدُنا زُہَیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس آیا اور انہیں الوداع کہا اور ان سے کہا: کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں مگر وہ حاجت بہت ہی سخت ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ پاک سے ڈرو۔ بخدا! آدمی اللہ پاک سے ڈرے تو یہ مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ یہ سارے ستون میرے لئے بدل کر سونے کے ہو جائیں۔ میں مُڑ کر جانے لگا تو انہوں نے مجھے واپس بلایا اور فرمایا: ایک حاجت اور بھی ہے، قاضی کے پاس نہ جانا اور نہ اس کے پاس جانا جو قاضی کے پاس جاتا ہو۔ مجھے اس شہر میں رہتے ہوئے 50 سال ہو گئے ہیں مگر میں نے کسی قاضی اور کسی حاکم کے چہرے کو نہیں دیکھا۔

دین کے بدلے دنیا طلبی کی مذمت:

﴿14819﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن عاصم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں حضرت سَیِّدُنا زُہَیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ چل رہا تھا اور میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں تھا۔ چلتے ہوئے ہم ایک (مانگنے والے) نابینا شخص کے پاس پہنچے جو قرآن پڑھ رہا تھا۔ حضرت سَیِّدُنا زُہَیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس کی قراءت سُنی تو ٹھہر گئے اور اسے دیکھ کر فرمایا: تمہیں اس کی قراءت دھوکے میں نہ ڈالے۔ بخدا! بخدا! یہ فعل گانے اور سارنگی بجانے سے بھی بُرا ہے۔ آپ جلال میں آگئے لہٰذا اس دن میں آپ سے کچھ نہ پوچھ سکا۔ کچھ دنوں کے بعد آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ قبیلہ بنی قُشَیر آئے۔ میں کھڑا ہوا، آپ کو سلام کیا اور عرض کی: حضرت! آپ نے فلاں دن مجھ سے یہ یہ بات کہی تھی۔ ایسا لگا گویا وہ منظر آپ کے سامنے ہے، مجھ سے فرمایا: ہاں میرے بھائی! آدمی کا گانے باجے کے ذریعے مالِ دنیا طلب کرنا دین کے بدلے دنیا طلب کرنے سے بہتر ہے۔ پھر (بطورِ عاجزی) فرمایا: مجھے نہیں لگتا میں نے کبھی ایک لمحہ بھی اللہ پاک پر توکل کیا ہو۔

حضرت سَیِّدُنا احمد بن عاصم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت ہے: حضرت سَیِّدُنا حُصَین بن جمیل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا زُہَیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: اگر تم اس بات کی قدرت رکھتے ہو کہ خود کو اللہ پاک کے ہاں کتے سے بھی زیادہ ذلیل سمجھو تو ایسا ہی کرو۔

حکایت: مُردوں کے درمیان زندہ بچہ

حضرت سَیِّدُنا احمد بن عاصم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: ہمارے پاس خط آیا، اس وقت اصفہان میں وبا اور بھوک پھیلی ہوئی تھی۔ خط میں تھا کہ مرنے والوں کی کثرت ہو گئی ہے۔ حضرت سَیِّدُنا حُصَین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھ سے

کہا: ابو یحییٰ! آؤ ہم حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی طرف چلتے ہیں اور انہیں اس خط کے بارے میں بتاتے ہیں، شاید وہ ان کے لئے کوئی دُعا کریں۔ میں ان کے پاس آیا اور کثیر اموات کے متعلق بتایا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: لوگ کم مر رہے ہوں تو خود مطمئن مت ہو جانا اور زیادہ اموات ہو رہی ہوں تو اس کی کثرت سے خوف زدہ بھی نہ ہونا۔ مجھے حضرت سیِّدُنا مَعْدِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک شخص کے حوالے سے بیان کیا جس کی کنیت ابو بُغَیْل تھی، اس نے طاعون کا زمانہ پایا تھا۔ وہ کہتا ہے: ہم طاعون کے زمانے میں مختلف قبیلوں میں گھومتے اور مُردوں کو دفن کرتے۔ جب موتیں زیادہ ہو گئیں تو ہم میں سب کو دفن کرنے کی طاقت نہ رہی، پھر جس گھر میں لوگ مر چکے ہوتے ہم جا کر اس کا دروازہ بند کر دیتے۔ اسی طرح ہم ایک گھر میں گئے، تمام اَہْلِ خانہ کو دیکھا کوئی بھی زندہ نہ تھا۔ چنانچہ ہم نے اس کا دروازہ بند کر دیا۔ طاعون کی وبا دور ہوئی تو ہم پھر قبیلوں میں گھومنے لگے اور ان دروازوں کو کھولنے لگے جنہیں ہم نے بند کیا تھا۔ اسی دوران ہم نے اس دروازے کو بھی کھولا جسے ہم نے چھان بین کر کے بند کیا تھا کہ یہاں کوئی زندہ نہیں ہے، کیا دیکھتے ہیں کہ گھر کے درمیان ایک صاف ستھرا اور سر پر تیل لگا ہوا چھوٹا سا بچہ بیٹھا ہوا ہے، ایسا لگ رہا ہے کہ ابھی اسے ماں کی گود سے لیا گیا ہے۔ ہم کھڑے اس بچے کو دیکھ رہے تھے اور تعجب کر رہے تھے۔ اسی دوران دیوار کے ایک سوراخ سے ایک کُتیا داخل ہوئی اور بچے کو اپنے قریب کر لیا، بچہ بھی اس کی طرف لپکا اور اس کا دودھ پینے لگا۔ حضرت سیِّدُنا مَعْدِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: پھر وہ وقت بھی آیا کہ میں نے اس لڑکے کو بصرہ کی مسجد میں دیکھا، وہ اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑے ہوئے تھا۔

حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اکثر اس شعر کو بطورِ مثال بیان کرتے:

حَتّٰی مَتٰی اَنْتَ فِیْ دُنْیَاكَ مُشْتَغِلٌ　　　وَعَامِلُ اللهِ عَنْ دُنْیَاكَ مَشْغُوْلُ

ترجمہ: آخر کب تک تو اپنی دنیا میں مصروف رہے گا جبکہ عبادت کرنے والا تیری دنیا سے بے پرواہ ہے۔

حضرت سیِّدُنا احمد بن عاصم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا باہلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مجھے یہ بات پہنچی ہے، وہ کہتے ہیں: حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (کی بینائی جانے کے بعد) میں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر چلایا۔ جب اُن سے جُدا ہونے لگا تو میں نے عرض کی: مجھے نصیحت کیجئے۔ انہوں نے فرمایا: کسی آدمی کا تمہیں معلوم ہو جو اپنے ساتھ بھی انصاف نہیں کرتا تو ہو سکے تو اسے دیکھو بھی نہیں۔

بینائی چلے جانے پر صبر:

حضرت سیِّدُنا احمد بن عاصم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: آخری عمر میں حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی بینائی چلی گئی تھی۔ آپ کی بینائی جانے کے بعد ایک دوست آپ سے ملا اور سلام کیا، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے پوچھا: کون ہے؟ اس دوست نے اِنَّا لِلّٰہ پڑھا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا (کیونکہ اسے آپ کے نابینا ہونے کا علم نہیں تھا)۔ حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اس کا رونا دیکھا تو اس سے کہا: اے میرے بھائی! میرے پاس کپڑے کا ٹکڑا ہو جس میں ایک روپیہ ہو اور وہ گر جائے تو اس کا گم جانا میرے لیے بینائی چلے جانے سے زیادہ سخت ہے۔

حضرت سیِّدُنا احمد بن عاصم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: مجھے معلوم ہوا کہ حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیمار ہوئے تو قاضی یحییٰ بن اَکْثَم ان کی عیادت کرنے کے لئے آئے۔ حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو بتایا گیا کہ قاضی یحییٰ آئے ہیں، آپ نے فرمایا: مجھے قاضی سے کیا غرض؟ اگر یہ بَصْرہ کی زمین کے کسی باغ کا مالی ہوتا تو یہ اس کے لئے قاضی بننے سے بہتر تھا۔

والدین کے لئے بیٹے کی دُعا کا فائدہ:

حضرت سیِّدُنا احمد بن عاصم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھ سے کہا: کیا تمہارے والد ہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ کہا: والدہ ہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَر! اصل کے بعد فرع کب تک باقی رہے گی؟ اے میرے بھائی! تم اپنے والدین کے لئے دعا کرو اور گڑگڑاؤ۔ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ **اللہ** پاک بیٹے کی دعا کی وجہ سے والدین کو یوں بلندی عطا فرماتا ہے۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے اپنے ہاتھ بلند کر دیئے۔

حضرت سیِّدُنا احمد بن عاصم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عبدُالرحمٰن بن عُمَر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے مجھے بتایا: ہمارے پاس ایک دن فرقہ قدریہ کے خبیثوں میں سے ایک شخص آیا اور حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے کہا: اے ابو عبدُالرحمٰن! مجھے پتا چلا ہے کہ تم زِندیق (بے دین) ہو۔ حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میں زندیق تو نہیں ہاں بُرا آدمی ہوں۔

﴾14820﴿... ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے پوچھا: اے ابو عبدُالرحمٰن! آپ کا تعلق کس

سے ہے؟ آپ نے فرمایا: ان لوگوں میں سے جنہیں اللہ پاک نے اسلام کی نعمت عطا کی۔ اس شخص نے کہا: میری مراد نسب ہے۔ یہ سن کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی:

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىٕذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ (پ۱۸، المؤمنون: ۱۰۱)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جب صُور پھونکا جائے گا تو نہ ان میں رشتے رہیں گے اور نہ ایک دوسرے کی بات پوچھے۔

دیوار یا ستون سونے کا ہونے سے زیادہ پسندیدہ:

﴿14821﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عاصم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا: کیا آپ کی کوئی حاجت ہے؟ فرمایا: ہاں۔ میں نے کہا: کیا؟ فرمایا: اللہ پاک سے ڈرو، بخدا! تم اللہ پاک سے ڈرو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ یہ دیوار سونے کی ہو جائے۔

﴿14822﴾... حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ پاک میری بینائی لوٹا دے مجھے اس سے زیادہ پسند یہ ہے کہ کوئی آدمی توبہ کر لے۔ مسجد کا ستون میرے لیے سونے کا بن جائے مجھے اس سے زیادہ پسند یہ ہے کہ کوئی بندہ توبہ کر لے۔

مزید فرماتے ہیں: میرا لوگوں کے ساتھ 50 سال سے اُٹھنا بیٹھنا ہے اور میں نے جس کو بھی دیکھا وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہے یہاں تک کہ وہ غلطی کرتا ہے تو چاہتا ہے لوگ بھی غلطی کریں۔ کوئی مجھے کہے "فلاں نے غلطی کی ہے" یہ سننا میرے لیے پڑوس سے آنے والی گانے باجے کی آواز سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔

حضرت سیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے ایک شخص سے سنا جس نے حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ پاک کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں ایمان والوں کے مقابلے میں بے ایمانوں جیسا ہوں۔ حضرت سیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے یہ بات 10 اللہ والوں سے ذکر کی تو ان میں سے کوئی رو پڑا، کوئی چیخا، کوئی کپکپایا اور کوئی حیران رہ گیا۔

حضرت سیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: میں چاہتا ہوں کہ یہ مخلوق اللہ پاک کی اطاعت کرنے لگ جائے اور اس کے بدلے میرا جسم قینچیوں سے کاٹ دیا جائے۔

حضرت سیِّدُنا عبْدُ اللہ بن عبْدُ الغفار کرمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا زُہیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

کے پاس ان کی بینائی چلے جانے کے بعد آیا۔ آپ چھت سے گر گئے تھے، چہرہ زخمی اور حالت خراب تھی۔ میں نے ان سے کہا: اے ابو عبدُالرحمٰن! آپ کیسے ہیں؟ فرمایا: جو حالت ہے وہ تم دیکھ رہے ہو۔ مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ میں اس مخلوق سے زیادہ طاقتور ہوں، یہ دنیا ہے جو چاہے کرے۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن اِسحاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ربِّ کریم سے ملنے کے لئے کمربستہ، کریم ربّ کی جدائی سے محتاط اور سبقت کے لئے تیار رہنے والے حضرت سیِّدُنا ابُو عَبْدُ اللہ محمد بن اسحاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اپنے اوقات کو ضائع کرنے سے بچتے تھے اور اگر کوئی گھڑی ضائع ہو جاتی تو اس کے ضائع ہونے پر روتے، حسرت کرتے اور تڑپتے تھے۔

دن تیروں کی طرح ہیں:

﴿14823﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن اسحاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک دانا (عقل مند) کا بیان ہے کہ دن تیروں کی طرح ہیں اور لوگ اس کے نشانے پر ہیں اور زمانہ روز تمہاری طرف تیر پھینکتا ہے، اس کے دن اور رات تم میں کمی لا رہے ہیں یہاں تک کہ یہ کمی تمہارے تمام جسم پر چھا گئی ہے پھر دنوں کے جلد گزرنے کے ساتھ بدن کی سلامتی کیسے ممکن ہے؟ ایام کے گُزرنے نے تمہارے اندر جو نقصان کیا ہے اسے اگر ظاہر کر دیا جائے تو تمہارے لئے ہر آنے والا دن آزمائش کا باعث ہو جائے گا اور ایک ایک گھڑی گزارنا مشکل ہو جائے گا لیکن **اللہ** پاک کی تدبیر ہر تدبیر سے بلند ہے کہ انسان ان آفات کے باوجود انہیں بھول کر دنیاوی لذات سے فائدہ اٹھاتا ہے حالانکہ جب کوئی عقلمند ان لذات کو کھلتا ہے تو ان کا ذائقہ ایلوے سے بھی زیادہ کڑوا ہوتا ہے، یہ لذتیں کمتر چیز سے بھی کمتر ہیں۔ وصف بیان کرنے والا اس دنیا کے ظاہری اَفعال دیکھ کر اس کے عُیُوب بیان کرنے سے عاجز ہے اور اس دنیا کے عجائبات اس قدر کثیر ہیں کہ کوئی واعِظ بھی اس کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ ہم **اللہ** پاک سے دُرُستی پر رہنے کی دعا کرتے ہیں۔

دنیا اور اس کے باقی رہنے کی مقدار:

﴿14824﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن اسحاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک عاقل سے کسی نے دنیا کا حال اور اس کے باقی رہنے کی مقدار پوچھی تو اس نے کہا: "دنیا اس تھوڑی مدت کا نام ہے جس میں تم پلک جھپکتے ہو کیونکہ جو

گزر چکا ہے وہ آنے والا نہیں اور جو آنے والا ہے اس کے متعلق علم نہیں۔ دن آتا ہے اور چلا جاتا ہے، رات آکر اس کا ماتم کرتی ہے۔ ساعتیں یوں ہی گزرتی چلی جاتی ہیں اور حوادثات انسان پر آتے رہتے ہیں جو انسان میں تبدیلی اور نقصان کا باعث بنتے ہیں اور زمانہ جماعتوں میں تفریق ڈالتا، شیرازہ بکھیرتا اور اِقتدار کو ایک سے دوسرے کی طرف منتقل کرتا ہے۔ دُنیا میں امید تو لمبی ہوتی ہے لیکن عمر چھوٹی ہوتی ہے۔ **اللہ** پاک کی طرف ہی تمام کاموں کا پھرنا ہے۔ "قبیلہ عبدُالقیس کے ایک شخص کا قول ہے کہ "تم کہاں کو جارہے ہو؟ بلکہ کہاں تمہیں لے جایا جائے گا؟ موت کا نغمہ سنانے والا سانسوں کے پیچھے جلدی سے تیار کھڑا ہے، وہ روحوں کو دارِ فنا (دنیا) سے نکال کر دارِ بقا (آخرت) کی جانب جمع کرنے والا ہے اور نعمتوں سے لطف اندوز ہونے والے جسموں کو خراب کرنے میں جلدی کرنے والا ہے۔"

﴿14825﴾... حضرت سیّدُنا ابراہیم بن جُنَید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں نے حضرت سیّدُنا محمد بن حسین بُرجلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی کتاب کی پُشت پر یہ اَشعار دیکھے:

مَوَاعِظُ رُهْبَانٍ وَذِكْرُ فِعَالِهِمْ وَاَخْبَارُ صِدْقٍ عَنْ نُفُوْسٍ كَوَافِرِ

مَوَاعِظُ تَشْفِيْنَا فَنَحْنُ نَحُوْزُهَا وَاِنْ كَانَتِ الْاَنْبَاءُ عَنْ كُلِّ كَافِرِ

مَوَاعِظُ بِرٍّ تُوْرِثُ النَّفْسَ عِبْرَةً وَتَتْرُكُهَا وَلْهَاءَ حَوْلَ الْمَقَابِرِ

مَوَاعِظُ اِنْ تَسْاَمِ لَدَى النَّفْسِ ذِكْرُهَا تُهَيِّجُ اَحْزَانًا مِنَ قَلْبٍ ثَائِرِ

فَدُوْنَكَ يَا ذَا الْفَهْمِ اِنْ كُنْتَ ذَا نُهًى فَبَادِرْ فَاِنَّ الْمَوْتَ اَوَّلُ زَائِرِ

ترجمہ: راہبوں کی نصیحتیں، ان کے افعال اور کافر لوگوں سے سچی خبریں ہمارے لئے ایسی نصیحتیں ہیں جو ہمیں تسلی دیتی ہیں اور ہم انہیں جمع کرتے ہیں اگرچہ یہ خبریں کسی بھی کافر سے ہوں۔ نیک نصیحتیں نفس میں عبرت پیدا کرتی ہیں اور نفس کو قبروں کے گرد بدحواس کر کے چھوڑتی ہیں۔ اگرچہ نفس ان نصیحتوں کے ذکر سے اکتا جائے جو شعلے دل میں غموں کا اشتعال دلاتی ہیں۔ خبردار! اے سمجھ والے! اگر تو باز آنے والا ہے تو جلدی کر بے شک موت تیری سب سے پہلے زیارت کرنے والی ہے۔

حضرت سیّدُنا عَبْدُاللہ بن فَرَج عابد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ایک شخص نے پوچھا: یہ راہب حکمت بھری گفتگو کرتے ہیں حالانکہ یہ کفر اور گمراہی والے ہیں تو ایسا کیوں ہے؟ فرمایا: یہ بھوکا رہنے کی سوغات ہے کہ انہیں

تمہارے ذریعہ سے بھی کچھ نفع دیا گیا ہے۔

حضرت سیِّدُنا قاسِم بن مُحَمَّد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا قاسم بن محمد بن سَلَمہ صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اپنے نفس کی حفاظت کرنے والے اور ترکِ دنیا کا کہنے والے تھے۔

بھلائی میں اعلیٰ منصب پر فائز:

﴿14826﴾... حضرت سیِّدُنا قاسم بن محمد بن سَلَمہ صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ملک شام کے کسی گرجا گھر میں ایک راہب نے مجھ سے کہا: محبت کرنے والوں کا عزم وہمت اپنے ارادوں تک پہنچنا ہوتا ہے اور خوف رکھنے والوں کا عزم وہمت خوف سے بے خوفی تک پہنچنا ہوتا ہے۔ یہ دونوں بھلائی پر ہیں لیکن پہلے والے اپنے بدنوں کو زیادہ تھکانے والے اور بھلائی میں اعلیٰ منصب پر فائز ہیں۔

﴿14827﴾... حضرت سیِّدُنا قاسم بن محمد بن سَلَمہ صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابوصفوان شامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مکہ مکرمہ میں مجھے یہ بیان کیا کہ کچھ لوگ ایک راہب کے پاس گزرے جس کی کمر عبادت وریاضت کی وجہ سے جھک گئی تھی۔ لوگوں نے اسے پکارا۔ راہب نے اپنے عبادت خانے سے جھانکا، لوگوں نے اسے دیکھا تو اس کی حالت ایسی تھی گویا کہ (کمزوری کی وجہ سے) اس سے روح نکال دی گئی ہو۔ لوگوں نے کہا: کس لئے عمل کرتے ہو اور کیوں اپنے نفس کو تھکاتے ہو؟ راہب نے کہا: طمع اور امید کی وجہ سے۔ لوگوں نے پوچھا: کیا تم سے اس دوران وقفہ بھی ہوا ہے؟ راہب نے کہا: ہاں۔ لوگوں نے پوچھا: ایسا کیوں ہوا؟ کہا: مایوسی، ناامیدی اور اس خوف کے نہ ہونے کے سبب جو عمل پر مددگار ہوتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: آدمی کیسے عبادت پر پابند اور چست ہو سکتا ہے؟ راہب نے کہا: جب محبت دل پر غالب آجائے تو محبوب سے ملاقات کے بغیر کوئی راحت ولذت نہیں ہوتی۔

حضرت سیِّدُنا یزید بن یزید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے اچھے عبادت گزار اور خوب حمد کرنے والے حضرت سیِّدُنا یزید بن یزید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔

﴿14828﴾... حضرت سیِّدُنا یزید بن یزید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے سجدوں میں دعا کرتے کہ الٰہی! ہم نے اپنی جانوں کو

گناہوں کی گندگیوں سے آلودہ کر دیا ہے تو ہمیں مغفرت کے ذریعے پاک فرمادے۔

حضرت سیِّدُنا خادِم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے حضرت سیِّدُنا خادِم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ خادم و مخدوم، دنیا سے کنارہ کش رہنے والے اور جو کچھ پاس موجود ہے اسی پر قناعت کرنے والے تھے۔

﴿14829﴾... حضرت سیِّدُنا آدم بن ابو ایاس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک نوجوان مجھ سے (حدیث) لکھا کرتا تھا۔ اس نے مجھ سے نقل کرنے لئے ایک رجسٹر مانگا اور اسے نقل کیا۔ مجھے اس کے بارے میں بدگمانی ہوئی۔ پھر وہ رجسٹر لے کر آیا تو پرانا اور بوسیدہ لباس پہنے ہوئے تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے اس پر ترس آیا اور میں نے اس کے لئے کچھ رقم کا حکم دیا۔ اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، میں نے بہت اصرار کیا مگر وہ نہ مانا۔ پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے لے کر دریا کی طرف آگیا۔ اپنی آستین سے ایک پیالہ نکالا اور دریا کے پانی سے بھرا اور مجھ سے کہا: پیو۔ میں نے پیا تو وہ شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: جس کی خدمت میں یہ کچھ ہو وہ تمہاری رقم کا کیا کرے گا؟ پھر وہ غائب ہو گیا اور میں نے اسے نہ دیکھا۔

حضرت سیِّدُنا فَرار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا فَرار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ غفلت اور (دنیا کے) دھوکے میں پڑنے کے خوف سے کسی ایک جگہ نہ ٹھہرتے تھے۔

﴿14830﴾... حضرت سیِّدُنا عَمرو بن عثمان مکی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں ایک شخص سے ملا جو مصر کی ایک بستی سے دوسری بستی گھومتا رہتا تھا۔ میں نے کہا: کیا وجہ ہے کہ میں تمہیں ایک جگہ ٹھہرے ہوئے نہیں دیکھتا؟ اس نے کہا: وہ کیسے ایک جگہ ٹھہر سکتا ہے جو مطلوب ہو؟ میں نے اس سے کہا: کیا تم ہر جگہ اس کے قبضہ قدرت میں نہیں ہو؟ اس نے کہا: کیوں نہیں! مگر میں خوف کرتا ہوں کہ کسی جگہ کو وطن بنالوں پھر اس میں دھوکے میں پڑے لوگوں کے ساتھ **اللہ** پاک میری بھی پکڑ فرمالے۔

حضرت سیِّدُنا دَیْلمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا دَیْلمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کو قید میں ڈال کر اذیت دی گئی

اور سولی چڑھایا گیا، آپ محترم و مُعزز تھے۔

﴿14831﴾... حضرت سیِّدُنا ولید بن مُسلم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: مسلمانوں نے کافروں کے خلاف جہاد کیا جس میں حضرت سیِّدُنا دیلمی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بھی تھے۔ رومیوں نے انہیں قید کر لیا اور بادبان[1] کی لکڑی پر سولی چڑھایا۔ مسلمانوں نے انہیں سولی چڑھا دیکھا تو رومیوں پر زبردست حملہ کیا اور اس کشتی کو پکڑ لیا جس میں آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو سولی چڑھایا گیا تھا، آپ کو سولی سے اُتارا تو آپ زندہ تھے۔ آپ نے لوگوں سے کہا: مجھے پانی لا کر دو تاکہ میں نہالوں۔ لوگوں نے کہا: آپ کیوں نہانا چاہتے ہیں؟ فرمانے لگے: میں جنابت میں ہوں کیونکہ جب سولی دی جانے لگی تو مجھے اونگھ آگئی۔ میں نے خود کو ایک نہر پر دیکھا جہاں خوبصورت دوشیزائیں بھی تھیں۔ میں نے ان میں سے ایک کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کے ساتھ مباشرت کی تو جنبی ہو گیا۔

حضرت سیِّدُنا اُمَیَّہ بن صامِت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا اُمَیَّہ بن صامت رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بھی ہیں۔ آپ عبادت گزار، مصائب میں ثابت قدم، اپنے نَفْس پر عتاب کرنے والے اور اپنے شیطان کو مصیبت میں ڈالنے والے تھے۔

خوف کے سبب گریہ:

﴿14832﴾... حضرت سیِّدُنا خیر نسّاج رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا اُمَیَّہ بن صامت صوفی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے ساتھ تھا۔ آپ نے ایک لڑکے کو دیکھا تو یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا كُنْتُمْ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ (پ۲۷، الحدید: ۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں ہو اور **اللہ** تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔

پھر فرمایا: **اللہ** پاک کے قید خانہ سے فرار کیسے ممکن ہے جبکہ اس نے فرشتوں کو اس کا محافظ بنایا ہے جن کے بارے میں وہ فرماتا ہے:

مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ

ترجمۂ کنزالایمان: (اس پر) سخت کرّے فرشتے مقرر ہیں جو

[1]... کشتی کی رفتار تیز کرنے اور اس کا رُخ موڑنے کے لئے جو کپڑا لگاتے ہیں اُسے بادبان کہتے ہیں۔ (فیروز اللغات، ص172)

مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۝۶ اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔

(پ۲۸، التحریم: ۶)

اے اللہ! تو بڑی برکت والا ہے اس لڑکے کی طرف میرے دیکھنے کی وجہ سے تو نے مجھے کتنی بڑی آزمائش میں ڈالا۔ میں اس لڑے کو دیکھنے کو ایسی آگ سے تشبیہ دیتا ہوں جو ہوا کے دن کسی سرکنڈے[1] پر گرے تو سب جلا دے کچھ بھی باقی نہ چھوڑے۔ میری آنکھوں نے جو جرم کیا اس کی آفت دل پر آنے سے میں اللہ پاک سے اس کی مُعافی چاہتا ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ میں اس کے تاوان سے نجات نہ پاسکوں اور نہ اس کے گناہ سے خلاصی پاسکوں اگرچہ میں قیامت کے دن 70 صدّیقین کا عمل لے کر آؤں۔ پھر اتنا روئے کہ ایسا معلوم ہوا آپ کی روح نکل جائے گی، آپ روتے ہوئے کہہ رہے تھے: اے میری نگاہ! مصیبت کی طرف دیکھنے کی وجہ سے میں تجھے ضرور رونے میں مشغول رکھوں گا۔

حضرت سیِّدُنا بِلال بن وزیر رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا بِلال بن وزیر رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه بھی ہیں۔ آپ اِعتدال کی راہ اپنانے والے اور اپنے علیم وخبیر مولیٰ کی پناہ لینے والے تھے۔

تو بلال کو بخش دے:

﴿14833﴾... حضرت سیِّدُنا خیر نسّاج رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا بلال بن وزیر صوفی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے ساتھ تھا۔ آپ نے ایک لڑکے کو دیکھا تو یہ آیت مقدسہ تلاوت کی:

وَ اِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ فَاِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِیْدٌ عَلٰى مَا یَفْعَلُوْنَ۝۴۶

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر ہم تمہیں دکھادیں کچھ اس میں سے جو انہیں وعدہ دے رہے ہیں یا تمہیں پہلے ہی اپنے پاس بلالیں بہرحال انہیں ہماری طرف پلٹ کر آنا ہے پھر اللہ گواہ ہے ان کے کاموں پر۔

(پ۱۱، یونس: ۴۶)

پھر فرمایا: اے اللہ! تو ہمارے اَفعال پر گواہ ہے، ہمارے اعمال کا نگہبان ہے، ہمارے اُمور کو جاننے والا

---

[1]... ایک قسم کی گھاس جس سے قلم وغیرہ بناتے ہیں۔

ہے، ہماری سرگوشی سننے والا ہے اور تو ہر چیز پر نگہبان ہے۔ دیکھنے والوں نے اپنے سینوں میں جو راز اور باطنی خواہشات چھپائی ہوئی ہیں تجھے اس کا علم ہے۔ تو حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ دلوں پر جو خطرہ گزرتا ہے اور سینوں میں جو ظاہر اور چھپا ہے وہ تجھ سے چھپ نہیں سکتا اور تو دلوں کی باتوں کو جانتا ہے لہٰذا ابدال سے جو بد نگاہی کا کام سرزد ہوا تو اسے بخش دے۔

حضرت سیِّدُنا مُحارِب بن حَسّان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا مُحارِب بن حسّان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بھی ہیں۔ آپ بہادروں کے بہادر، عیب اور گھاٹے سے محفوظ، یقین اور ایمان کے قلعہ میں پناہ لینے والے تھے۔

گناہ سے تین چیزوں نے روک رکھا ہے:

﴿14834﴾... حضرت سیِّدُنا خیر نسّاج رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا مُحارِب بن حسّان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے ساتھ مسجد خیف میں تھا اور ہم حالتِ اِحرام میں تھے۔ ہمارے پاس اہلِ مغرب کا ایک خوبصورت لڑکا آکر بیٹھا۔ حضرت سیِّدُنا محارب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اس کو غور سے دیکھتے رہے، ان کا دیکھنا مجھے بُرا لگا، لڑکے کے جانے کے بعد میں نے ان سے کہا: تم احرام کی حالت میں، حُرمت والے مہینے، حُرمت والے دن، حُرمت والے شہر اور مشعر حرام کے پاس مسجد حرام کے اندر ہو۔ میں نے دیکھا تم اس لڑکے کو ایسے دیکھ رہے تھے جیسے فتنے میں پڑے دیکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا: اے شہوانی دل اور آنکھ والے تم مجھ سے یہ کہہ رہے ہو، کیا تم جانتے نہیں کہ مجھے شیطان کے جال میں پڑنے سے تین چیزوں نے روک رکھا ہے۔ میں نے کہا: **اللہ** پاک آپ پر رحم فرمائے! وہ تین چیزیں کیا ہیں؟ کہا: (1)...ایمان کا پردہ (2)...اسلام کی پاک دامنی اور (3)...میرے نزدیک سب سے عظیم، میرے سینے میں سب سے بلند تر اور میرے نفس میں سب سے بڑی **اللہ** پاک سے حیا کرنا ہے کہ وہ مجھ سے ایسے کام دیکھے جو اسے ناپسند ہو اور میں اس کام سے چمٹا ہوں، یہ کہہ کر آپ بے ہوش ہو گئے اور ہمارے پاس لوگ جمع ہو گئے۔

حضرت سیِّدُنا ابو عَمرو مَرْوَزِی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه

اَہلِ مشرق بُزرگوں میں سے ایک دانا شخصیت حضرت سیِّدُنا ابو عمرو مَروَزی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بھی ہیں۔ آپ اپنے مُعاملے کو سننے اور جاننے والے پَروَردگار کی طرف سپرد کرنے والے تھے۔

اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہ کی تین صفات:

﴿14835﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو عَمْرو مَرْوَزِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اولیائے کرام کی تین صفات ہیں:(1)...ہر چیز میں **اللہ** پاک کی طرف رُجُوع کرنا(2)...ہر چیز میں **اللہ** پاک کا محتاج ہونا اور(3)...ہر چیز میں **اللہ** پاک پر بھروسا رکھنا۔

حضرت سَیِّدُنا اِبراهیم بن سعد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان ہی بُزرگوں میں سے نشانیوں سے مشہور و معروف اور کرامات سے موصوف حضرت سَیِّدُنا ابراہیم بن سعد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔

پانی پر چلنا:

﴿14836﴾... حضرت سَیِّدُنا ابُوحارِث اَوْلاسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں اَوْلاس کے قلعہ سے سَمُنْدر کی طرف جانے کے لئے نکلا تو ایک دوست نے مجھ سے کہا: میں نے آپ کے لئے انڈہ بنایا ہے وہ کھا کر جائیں۔ میں بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ کھانا کھایا پھر میں ساحِلِ سَمُنْدر کی طرف آگیا۔ دیکھا تو وہاں حضرت سَیِّدُنا ابراہیم بن سعد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (پانی پر) کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: مجھے اس بات میں شک نہیں کہ وہ مجھ سے یہی کہیں گے کہ میرے ساتھ پانی کے اوپر چلو، اگر انہوں نے مجھ سے یہی کہا تو میں ضرور اُن کے ساتھ پانی کے اوپر چلوں گا۔ ابھی میرے دل میں یہ بات جمی نہیں تھی کہ انہوں نے سلام پھیر دیا اور کہا: اے ابو حارِث! آؤ اور دل میں جو خیال ہے اس کے مطابق پانی پر چلو۔ میں نے کہا: بِسْمِ اللہ! وہ پانی کے اوپر چلنے لگے میں بھی ان کے پیچھے ہولیا۔ چلتے ہوئے میرا پاؤں دھنس گیا تو انہوں نے میری جانب متوجہ ہو کر کہا: اے ابو حارِث! انڈے نے تمہارا پاؤں پکڑ لیا ہے۔

﴿14837﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو حارِث اَوْلاسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں ایامِ حج کے علاوہ مکۂ مکرّمہ سے شام جانے کے اِرادے سے نکلا۔ ایک پہاڑ پر پہنچا وہاں تین لوگ تھے جو آپس میں دنیا کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے جب وہ گفتگو سے فارغ ہوئے تو انہوں نے **اللہ** پاک سے یہ عہد کیا کہ سونے اور چاندی کو ہاتھ بھی نہیں

لگائیں گے۔ میں نے اُن سے کہا: میں بھی اس میں تمہارے ساتھ ہوں۔ انہوں نے کہا: جیسے تمہاری مرضی۔ پھر وہ کھڑے ہوئے تو ان میں سے ایک نے کہا: میں فُلاں شہر کی طرف جارہا ہوں۔ دوسرے نے کہا: میں فُلاں شہر کی طرف جارہا ہوں۔ میں اور آخری شخص بچا۔ اس نے مجھ سے پوچھا: تمہارا کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا: میں شام جانا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: میں لُکام پہاڑ پر جانا چاہتا ہوں۔ یہ کہنے والے حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن سعد عَلَوی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه تھے۔ ہر ایک نے دوسرے کو الوداع کہا اور ہم جدا ہوگئے۔ ایک عرصہ گزر گیا، میں اس انتظار میں رہا کہ میرے پاس ان کا خط آئے گا۔ میں اس وقت اُولاس میں تھا، میں لاشعوری طور پر سَمُندر کی طرف چل پڑا ابھی درختوں کے درمیان چل رہا تھا کہ اچانک میری نظر ایک شخص پر پڑی جو (پانی پر) نماز پڑھ رہا تھا، جب میں نے اسے دیکھا تو میرا دل تڑپ اٹھا اور مجھ پر اس کی ہیبت چھاگئی۔ جب اسے میرا احساس ہوا تو اُس نے سلام پھیرا اور میری طرف متوجہ ہوا۔ میں نے دیکھ کر تھوڑی ہی دیر میں پہچان لیا کہ وہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن سعد رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه ہیں۔ انہوں نے مجھے ڈانٹا اور کہا: چلے جاؤ اور تین دن تک تم مجھے اپنی صورت نہ دکھانا اور نہ ہی کچھ کھانا تین دن بعد میرے پاس آنا۔ میں نے ایسا ہی کیا اور تین دن کے بعد آیا تو وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے میری موجودگی کا احساس کیا تو اپنی نماز مختصر کی پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے سمندر پر کھڑا کردیا اور اپنے ہونٹوں کو حرکت دینے لگے۔ میں نے دل میں کہا: وہ پانی پر چلنا چاہتے ہیں اور اگر انہوں نے ایسا کیا تو میں بھی ان کے ساتھ چلوں گا۔ کچھ ہی دیر گزری تو دیکھا سارے سمندر میں مچھلیاں پھڑکنے لگیں، اپنے سروں کو اٹھائے اور منہ کھولے ہماری جانب آگئیں۔ میں نے جب انہیں دیکھا تو دل میں کہا: اس وقت اُولاس میں رہنے والا ابوبشر مچھیرا کہاں ہے؟ میرا یہ کہنا ہی تھا کہ مچھلیاں چھٹنے لگیں ایسا لگ رہا تھا گویا ان کے درمیان پتھر سے آڑ کردی گئی ہو۔ حضرت ابراہیم بن سعد رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه میری جانب متوجہ ہوئے اور کہا: یہ تم نے کیا ہے؟ میں نے کہا: میں نے تو دل میں ایسا ایسا کہا ہے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: واپس چلے جاؤ اس سَمُندر میں تمہارا مطلوب نہیں۔ تم ٹیلوں اور پہاڑوں پر چلے جاؤ وہاں جاکر جتنا ہوسکے خود کو چھپالو اور دنیا کو کم سمجھو یہاں تک کہ **اللہ** پاک کا حکم آجائے کیونکہ میں اس میں ہی تمہارا مطلوب خیال کرتا ہوں۔ پھر وہ مجھ سے غائب ہوگئے اور میں نے انہیں نہ دیکھا یہاں تک کہ ان کا وصال ہوگیا۔ ان کے خُطوط میرے پاس آتے رہتے تھے۔

اُن کے وِصال کے بعد ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے دل میں بندر گاہ سے باہر نکلنے کے لئے خواہش نے انگڑائی لی حالانکہ مجھے کوئی کام نہیں تھا، میں نے خود سے کہا: میں دل کو مجبور نہیں کروں گا ورنہ وہ مجھے غمگین کردے گا۔ چنانچہ میں نکل پڑا اور جب سَمُنْدر کے کنارے مسجد میں پہنچا تو وہاں مجھے ایک سیاہ فام شخص دکھائی دیا۔ وہ میری طرف آیا اور کہا: کیا تم ابو حارث ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: اللہ پاک تمہیں تمہارے بھائی ابراہیم بن سعد کے انتقال پر صبر اور اس پر اجر عطا فرمائے۔ اس شخص کا نام واضح تھا اور وہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن سعد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اُس نے مجھے ایک خط دیتے ہوئے کہا کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن سعد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے وصیت کی تھی کہ یہ خط تم تک پہنچاؤں۔ اس خط میں لکھا تھا: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اے میرے بھائی! جب تجھے کوئی محتاجی، بیماری یا تکلیف پہنچے تو اللہ پاک سے مدد چاہنا اور اللہ پاک کی رِضا حاصل کرنا۔ اللہ پاک تم پر باخبر ہے، وہ تمہارے دل کی بات اور جس حال میں تم ہو اسے جانتا ہے۔ تمہارے لئے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ اس کا حکم تم پر نافذ ہو۔ اگر تم راضی ہوئے تو اس میں تمہارے لئے بڑا ثواب اور قیامت کی شدید ہولناکی سے اَمن ہے۔ تم اپنی خوشی اور ناراضی میں اس پر قادر نہیں کہ جو مُقَدَّر میں ہے اس سے تجاوز کر جاؤ یا جو رِزق تمہارے نصیب میں ہے اس سے بڑھ جاؤ یا جو کچھ تمہارے نصیب میں لکھا ہے اس سے سبقت کر جاؤ یا موت کا جو وقت مُقَرَّر ہے اس سے آگے بڑھ جاؤ۔ کیا تم ان اَفعال میں سے اپنے عَزْم سے کسی فعل کو حیلہ سازی کر کے ختم کر سکتے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی طاقت ہے جس کے بل بوتے پر ان میں سے کسی مُعاملے کو آنے پر تم خود سے اسے دور کر سکو؟ کیا ان میں سے کسی کو وقت سے پہلے لا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ بخدا! اللہ پاک کا حکم تم میں نافذ ہو کر رہے گا خواہ تم چاہو یا نہ چاہو۔ اگر اپنی مرضی کی طرف تم کوئی راہ نہ پاؤ تو صبر سے کام لو اور اس سے شکوہ نہ کرو کہ وہ شکوہ کا اہل نہیں بلکہ اس نے ہمیں جو نعمتیں دی ہیں ان کے بدلے تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کا شکر ادا کیا جائے اور ہمیشہ اس کی تعریف کی جائے۔ اس نے جتنا عطا کیا اور جتنی عافیت دی وہ اس سے بہت زیادہ ہے جتنا اس نے روکا اور آزمائش میں مبتلا کیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ ہم سے زیادہ ہماری بھلائی کی جگہ جانتا ہے۔ جب اُمور تمہیں پریشان کریں تو اپنے صَبْر پر بھروسا رکھو، اپنے غم کے ساتھ اس کی طرف پناہ ڈھونڈو اور اپنی پریشانی کی اسی سے فریاد کرو۔ تمہاری رغبت اس کی ذات میں ہونی

چاہیے۔اسے سست خیال کرنے یا اس سے بُرا گمان رکھنے سے بچو کیونکہ ہر چیز کا کوئی سبب ہے اور ہر سبب کا ایک وقت مُقرّر ہے۔ **اللہ** پاک کی خاطر اور **اللہ** پاک کی راہ میں جو غم و فکر ہے اس سے جلدی یا دیر میں رہائی ملتی ہے۔ جو یہ جانتا ہے کہ وہ **اللہ** پاک کی نظر میں ہے وہ اس بات سے حیا کرتا ہے کہ **اللہ** پاک اسے کسی اور سے اُمید کرتا دیکھے۔ جو یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ **اللہ** پاک کی نظر میں ہے وہ اُمور میں اپنے نفس کے لئے اختیار چھوڑ دیتا ہے۔ جو یہ یقین رکھتا ہے **اللہ** پاک نفع اور نقصان دینے والا ہے وہ مخلوق کا خوف اپنے دل سے نکال دیتا ہے اور **اللہ** پاک کے قُرب کا مراقبہ کرتا ہے اور چیزوں کو ان کے اَصلِ مَخزن (یعنی بارگاہِ الٰہی) سے حاصل کرتا ہے۔ تم اپنے دل کو مخلوق کے خوف اور امید سے بچانا، کسی کو اپنا راز بتانے سے بچنا، کسی سے اپنی پریشانی کا شکوہ نہ کرنا، کسی کے بھائی چارے پر مکمل اعتماد نہ کرنا، کسی کے لئے ایسا راحت والا نہ بننا کہ وہ تم سے اپنے شکوے کرتا پھرے۔ بے شک دنیا کا غنی (اس کے مقابلے میں) اپنی غنا (دولت مندی) میں فقیر ہے اور دنیا کا منگتا اپنے فَقْر میں ذلیل ہے۔ دنیا دار عالم اپنے علم میں جاہل اور عمل میں فاسق ہے اور دنیا کے عالموں میں تھوڑے ہیں جنہیں **اللہ** پاک نے اس سے محفوظ رکھا ہے۔

حضرت سَیِّدُنا ابو مُحرِز رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے عقل مندوں کے راستوں پر چلنے والے حضرت سَیِّدُنا ابو مُحرِز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نَفس اور دلوں کے خطرات کی نگہبانی کرنے والے تھے۔

﴿14838﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو مُحرِز طُفاوِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب عقل مندوں پر اعلیٰ گھر کی منزلت واضح ہوئی تو انہوں نے بلند اعمال کے ذریعے بلندی حاصل کی۔ وہ سمجھ گئے کہ کسی کو چیز حاصل کرنے کے لیے اس کی قیمت سے زیادہ مال کی ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے پاس موجود کثیر سرمایہ خرچ کر ڈالا۔ بخدا! انہوں نے اپنے ربّ کے ہاں راحت کی امید اور اس دن کی کُشادگی کے لیے اپنی جان لگا دی جس دن کوئی طالب محروم نہ ہوگا۔

حضرت سَیِّدُنا ابو مُحرِز طُفاوِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگوں نے دنیا کے لئے تکلیف اٹھائی اور انہوں نے اس میں اپنی قسمت سے زیادہ نہیں پایا حالانکہ انہوں نے اس کے لئے آخرت سے منہ موڑا جبکہ آخرت کی چاہت سے بندوں کو نجات کی اُمید ہوتی ہے۔

حضرت سیِّدُنا داود بن ھِلال رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے حضرت سیِّدُنا داود بن ہِلال نصیبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ دنیا والوں سے الگ ہو کر پہاڑوں اور ٹیلوں میں بسیرا کرنے والے، بلند ہو کر آخرت کی طرف متوجہ ہونے والے اور دُنیا کے فضول کاموں سے دور رہنے والے تھے۔

نیک لوگوں کے لئے خوشخبری:

﴿14839﴾... حضرت سیِّدُنا داود بن ہِلال رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے صحیفوں میں لکھا تھا: اے دنیا! تو ان نیک لوگوں کے نزدیک کتنی حقیر ہے جن کے سامنے تو بناؤ سنگار اور زینت اختیار کرتی ہے۔ میں نے ان کے دلوں میں تیرا بُغض اور تجھ سے منہ موڑنا ڈال دیا ہے۔ میں نے کوئی مخلوق ایسی نہیں پیدا کی جو میری نظر میں تجھ سے زیادہ ذلیل ہو۔ تیری ہر حالت حقیر ہے اور تو (ہر گھڑی) ختم ہوتی جا رہی ہے۔ میں نے جس روز مخلوق کو پیدا کیا تھا تیرے متعلق اسی روز فیصلہ کر دیا تھا تو کسی کے پاس ہمیشہ نہیں رہ سکتی اور نہ کوئی شخص تیرے لئے ہمیشہ رہ سکتا ہے اگرچہ تجھے پانے والا کتنا ہی بخیل اور لالچی ہو۔ ان نیک لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو میری مخلوق میں سے میرے فرمانبردار ہیں، ان کے دل میری رِضا پر راضی ہیں اور میرے سامنے اپنے دلوں سے سچائی اور استقامت ظاہر کر رہے ہیں۔ ان کے لئے خوشخبری ہے کہ جب وہ اپنی قبروں سے نکل کر گروہ در گروہ میری طرف آئیں گے تو ان کے سامنے نور چلتا ہو گا، فرشتے انہیں گھیرے ہوئے ہوں گے یہاں تک کہ میں انہیں وہاں تک پہنچا دوں گا جس کے وہ امیدوار ہیں (یعنی جنت)۔

حضرت سیِّدُنا مِسْکِین صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا مِسکین بن عُبَید صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ غموں کے ساتھی، ائمہ اور اپنے مسلمان بھائیوں کے کلام کو نقل کرنے والے ہیں۔

غم دو طرح کے ہیں:

﴿14840﴾... حضرت سیِّدُنا مسکین صوفی حضرت سیِّدُنا مُتوکِّل بن حسین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا سے روایت کرتے ہیں

کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن اَدْہَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: غم دو طرح کے ہیں۔ ایک غم وہ ہے جو تیرے لئے ہے اور دوسرا غم وہ ہے جو تجھ پر ہے۔ تیرے لئے تو آخرت اور اس کی بھلائی کا غم ہے اور تجھ پر جو غم ہے وہ دنیا اور اس کی زیب وزینت کا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عباس بن مُؤَمَّل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو ولید عباس بن مُؤَمَّل صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ امتحان میں ڈالے گئے تو آپ نے اپنی آزمائش میں صبر کیا اور کامیابی پائی۔ آپ کی راحت رونے اور غم میں تھی اور آپ کا ٹھکانا قبرستان تھا۔

غم تو آخرت کا ہونا چاہئے نہ کہ دنیا کا:

﴿14841﴾... حضرت سیِّدُنا زید حِمْیَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عباس بن مُؤَمَّل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے خلیفہ ہارون رشید کو نیکی کی دعوت دی تو اس نے ایک عرصہ تک انہیں قید رکھا۔ حضرت سیِّدُنا عباس بن مُؤَمَّل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دورانِ قید ایک دن میں سو رہا تھا کہ میرے خواب میں کوئی آیا اور کہا: "کتنے ہی غمگین ایسے ہیں جو کل قیامت کے دن ایسی خوشی میں ہوں گے جو ان کے دنیا کے سارے غموں کو بھلا دے گی۔" میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور کچھ ہی دن گزرے تھے کہ اللہ پاک نے میرے لئے کشادگی فرمادی اور مجھے قید خانہ سے نجات عطا فرمائی۔ اس سے میرے دوستوں اور میرے اہل وعیال کو بہت خوشی ہوئی۔ مزید فرماتے ہیں: ایک خواب میں نے یہ بھی دیکھا کہ کوئی آیا اور کہا: "غمگین لوگوں کو کل قیامت کے دن اپنے پروردگار کے ہاں طویل خوشی کی خوشخبری سنادو۔" بخدا! میں نے جان لیا کہ غم تو آخرت کی بھلائی کا ہونا چاہیے نہ کہ دنیا کے لئے۔

حضرت سیِّدُنا مُغِیث اَسْوَد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا مُغِیث اَسْوَد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے ہمیشہ رہنے والی اور سب سے عمدہ کو ترجیح دی اور آپ کو قابلِ تعریف اور زیادہ نَفْع مند چیز کی محبت دی گئی۔

تمہارا غم تو غیر کے لئے ہے:

﴿14842﴾... حضرت سیِّدُنا فَیَّاض بن محمد بن سِنان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے بنو اُمیہ کے آزاد کردہ نیک

لوگوں میں سے حضرت سیّدنا مُغیث اَسود رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ ایک پُرانی خانقاہ میں موجود راہب نے مجھ سے پوچھا: میں تمہیں کیوں بہت غمگین دیکھ رہا ہوں؟ میں نے اس سے کہا: میری دوری بڑھ گئی ہے، سفر بہت طویل اور سفر کی راہ شدید کٹھن ہے۔ راہب نے کہا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ میں نے تو یہ گمان کر لیا تھا کہ تم اس کی زمین پر اس کے عبادت گزاروں میں سے ہو۔ میں نے کہا: تمہیں کیا چیز بُری لگی؟ راہب نے کہا: میں نے یہ خیال کیا تھا کہ تم اپنے نَفس کی خاطر غمگین ہو لیکن تمہارا غم تو غیر کے لئے ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ راہِ خدا کے مسافر کا غم رات اور دن کی گھڑیوں میں تازہ رہتا ہے۔ اس کی خوشی کی گھڑیاں وہی ہوتی ہیں جب اس کے غم میں وقفہ آتا ہے۔ وہ ہمیشہ روتا اور غمگین رہتا ہے، اسے زمین پر قرار نہیں آتا اور تم اسے محبت میں دیوانہ دیکھو گے، وہ اپنے دین کو لے کر اِدھر اُدھر بھاگتا رہتا ہے، اس کی پریشانی بڑھ چکی ہوگی، اس کا عزم آخرت اور شر سے بچتے ہوئے نجات کے راستے کے ذریعے وہاں تک پہنچتا ہے۔ پھر راہب نے آہ نکالی اور اس کے آنسو بہنے لگے، وہ روتا رہا یہاں تک کہ اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔

حضرت سیّدنا قَلانِسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیّدنا اَبُوْعَبْدُ اللہ قلانِسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اپنے عہد کو پورا کرنے والے تھے اور ہلاکت کی جگہوں سے حق تعالیٰ آپ کو بچانے والا تھا۔

حکایت: عہد کی پاسداری

﴿14843﴾... حضرت سیّدنا اَبُوْعَبْدُ اللہ قلانِسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں کشتی میں سفر کر رہا تھا کہ سفر کے دوران کشتی طوفان میں گھر گئی تو کشتی والے گڑگڑا کر دُعا کرنے اور نذریں ماننے لگے۔ کشتی والوں نے مجھ سے کہا: اے بندۂ خدا! ہم سب **اللہ** پاک سے عہد کر رہے ہیں اور نذریں مانگ رہے ہیں کہ وہ ہمیں نجات دے تم بھی کوئی نذر مانو اور **اللہ** پاک سے عہد کرو۔ میں نے اُن سے کہا: میں دنیا سے دور ہوں، میں نذر مان کر کیا کروں گا؟ لوگوں نے مجھ سے اصرار کیا تو میں نے کہا: میں **اللہ** پاک کے لئے یہ نذر مانتا ہوں کہ اس نے مجھے نجات دی تو میں ہاتھی کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ لوگوں نے کہا: یہ کیسی نذر ہے؟ کیا کوئی مسلمان ہاتھی کا گوشت بھی کھاتا ہے؟ میں نے کہا: میرے دل میں یہی بات آئی اور **اللہ** پاک نے اسے میری زبان پر جاری کر

دیا۔ طوفان میں کشتی ٹوٹ گئی اور کشتی والوں کی ایک جماعت کے ساتھ میں بھی ساحلِ سَمُنْدر پر جا پہنچا۔ ہم نے کچھ دنوں تک وہاں کھانے کی کوئی چیز نہ چکھی۔ ایک دن ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہاتھی کا ایک بچہ آیا۔ لوگوں نے اسے پکڑ کر ذبح کر دیا اور اس کا گوشت کھانے لگے۔ انہوں نے مجھے بھی اس کا گوشت پیش کیا تو میں نے کہا: میں نذر مان چکا ہوں اور **اللہ** پاک سے یہ عہد کر چکا ہوں کہ میں ہاتھی کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ انہوں نے مجھے دلیل پیش کی کہ تم اس وقت مجبوری کی حالت میں ہو اور تمہارے لئے اس مجبوری میں اپنا عہد چھوڑنا بھی جائز ہے۔ میں نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور اپنے عہد پر قائم رہا۔ لوگوں نے پیٹ بھر کھایا اور سو گئے۔ وہ سوئے ہوئے تھے اسی دوران ہتھنی اپنا بچہ ڈھونڈتے ہوئے اور اس کے نشان تلاش کرتے ہوئے آئی۔ وہ سونگھتے سونگھتے اپنے بچے کی ہڈیوں تک پہنچ گئی اور اسے سونگھا پھر ہماری طرف آئی اور میں اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک ایک کو سونگھنے لگی اور جس سے بھی اس نے گوشت کی بو سونگھی اسے اپنے پاؤں سے کچل کر مار ڈالا یہاں تک کہ اُن سب کو مار ڈالا جنہوں نے اس کے بچے کا گوشت کھایا تھا۔ پھر وہ میری جانب آئی اور مجھے سونگھنے لگی لیکن اسے مجھ سے گوشت کی بو نہ آئی تو واپس مُڑی اور اپنی سونڈ سے اشارہ کیا کہ مجھ پر سُوار ہو جاؤ مگر میں سمجھ نہ پایا تو اس نے اپنی دُم اور پاؤں اٹھا کر اشارے سے بتایا۔ میں سمجھ گیا کہ وہ چاہتی ہے میں اس پر سوار ہو جاؤں۔ چنانچہ میں اس پر سوار ہو گیا اور نرم جگہ پر جم کر بیٹھ گیا۔ وہ تیزی کے ساتھ مجھے لے کر چلی یہاں تک کہ اس نے مجھے دوراتوں میں کھیتی اور درختوں والی جگہ تک پہنچا دیا۔ وہاں پہنچ کر اس نے مجھے اشارہ کیا کہ میں اُتر جاؤں پھر اس نے مجھے اُتارنے کے لئے اپنی ٹانگوں کو سمیٹا تو میں اتر گیا اور وہ پہلے سے زیادہ تیز چلتے ہوئے واپس چلی گئی۔ میں نے وہاں کھیتی، درخت اور لوگوں کو دیکھا۔ لوگ مجھے اپنے سردار کے پاس لے گئے، اس کے ترجُمان نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اسے سارا قصہ سنا دیا۔ اس نے مجھ سے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ ایک رات میں تم نے کتنی مَسافت طے کی ہے؟ میں نے کہا: مجھے نہیں معلوم۔ اس نے کہا: تم نے ایک رات میں آٹھ دن کی مَسافت طے کی ہے۔ میں وہاں کچھ وقت رہا اور پھر ایک سُواری پر واپس لوٹ آیا۔

حضرت سیِّدُنا شِبْل مَدَرِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا شِبْل مَدَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ پر لُطف وکَرَم فرمایا گیا تو

آپ کامیاب ہوئے۔

حکایت: چیل گوشت لے اڑی

﴿14844﴾... حضرت سیِّدُنا ابو مُوسیٰ طویل بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: حضرت سیِّدُنا شِبْل مدری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو گوشت کی خواہش ہوئی تو آپ نے گوشت لیا۔ ایک چیل آکر جھپٹی اور گوشت لے اُڑی۔ آپ نے روزے کی نیت کر لی اور مسجد کی طرف لوٹ گئے۔ حضرت سیِّدُنا شِبْل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے گھر کے سامنے اس چیل سے دوسری چیل غالب آنے کے لئے لڑنے لگی۔ گوشت چیل سے چھوٹ کر حضرت سیِّدُنا شِبْل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زوجہ (بیوی) کی گود میں جاگرا۔ وہ اٹھیں اور گوشت لے جاکر پکایا۔ حضرت شِبْل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ افطار کے لئے گھر آئے تو زوجہ نے ان کے سامنے گوشت رکھا۔ انہوں نے پوچھا: یہ گوشت کہاں سے آیا؟ زوجہ نے دو چیلوں کے لڑنے کا واقعہ سنایا جسے سن کر آپ رو پڑے اور فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ پاک کے لئے ہیں جو شِبْل کو نہ بھولا جبکہ شِبْل اسے بھول جاتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن دِینار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو محمد عَبْدُ اللہ بن دینار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے رازوں کی حفاظت کی تو انوارِ قُدسیہ سے آپ کی حفاظت کی گئی۔

﴿14845﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابنِ دینار جُعفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عَرض کی: مجھے نصیحت کیجئے۔ فرمایا: اپنی خلوت میں اللہ پاک سے ڈرنا، نماز کے اوقات کا خیال رکھنا اور ایک مرتبہ بھی غیر محرم کے لیے اپنی پلکیں مت اٹھانا۔ ایسا کرنے سے تم اپنی ہر حالت میں اللہ پاک کے مُقرّب ہو جاؤ گے۔

حضرت سیِّدُنا مُساور مغربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا مُساوِر مَغْرِبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ جنگل بیابان میں رہنے والے تھے۔

40 سال سے گفتگو نہ کی:

﴿14846﴾... حضرت سیِّدُنا مُساوِر بن لَبیب مغربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں ایک راہب کی خانقاہ کے پاس

ٹھہرا۔ لوگوں کا کہنا تھا کہ اس راہب نے 40 سال سے کوئی بات نہیں کی اور نہ ہی اپنی خانقاہ سے نکلا ہے۔ میں وہاں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ اس نے مجھے اپنی خانقاہ سے جھانکا تو میں اسے کلام کرنے پر آمادہ کرنے لگا مگر اس نے کوئی گفتگو نہ کی۔ میں نے اس سے کہا: میں تجھے اس کی بزرگی کا واسطہ دیتا ہوں جس کے لئے تو نے کلام کرنا چھوڑا ہے، مجھ سے گفتگو کر۔ وہ بے ہوشی والے شخص کی طرح ایک جانب جھکا پھر گھبرا کر متوجہ ہوا اور کہا: پوچھو اور مختصر بات کہو۔ میں نے کہا: کب سے تم اس مُعاملے میں ہو؟ اس نے کہا: ایک دن ہوا ہے۔ میں نے کہا: ایسا کیسے ہے؟ اس نے کہا: میں نے سنا لوگ کہتے ہیں: ”گزشتہ کل، آج، آنے والا کل۔“ میں نے اپنے مُعاملے میں غور کیا تو مجھے وہ نہیں دیا گیا جو انہیں دیا گیا پھر میں نے غور کیا تو گزشتہ کل مجھ سے چلا گیا، آج کا دن میرے لئے ہے اور آنے والے دن کے بارے میں معلوم نہیں میں اسے پا سکوں گا یا نہیں۔ اتنا کہہ کر وہ اندر چلا گیا۔

حضرت سیِّدُنا فَرَج بن سعید رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو روح فَرَج بن سعید صوفی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے پیشواؤں اور اَوتاد بزرگوں کے طریقے کو لازم پکڑا اور ان سے وہ باتیں نقل کیں جن سے عبادت گُزاروں نے اپنا روحانی علاج کیا۔

اِسْتِدْراج (خدا کی طرف سے ڈھیل) کیا ہے؟

﴿14847﴾... حضرت سیِّدُنا فَرَج بن سعید حضرت عثمان بن عمّار رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا سے روایت کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا حمّاد بن زید رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا کہ حضرت سیِّدُنا ایوب سختیانی، حضرت سیِّدُنا یونُس بن عُبَید، حضرت سیِّدُنا ابنِ عَون اور حضرت سیِّدُنا ثابت بُنانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم ایک گھر میں جمع ہوئے تو حضرت سیِّدُنا ثابت بُنانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اے لوگو! وہ شخص کیسا ہے جو اللّٰہ پاک سے دُعا کرے تو اللّٰہ پاک اس کی دعا قبول فرما لے؟ حضرت سیِّدُنا ابنِ عَون رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: یہ اس کے نفس کے لیے ایک آزمائش ہے۔ حضرت سیِّدُنا ثابت بنانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اس کی وجہ سے وہ اللّٰہ پاک کے کئے پر خود پسندی میں مبتلا ہو سکتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا یونُس بن عُبَید رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اللّٰہ پاک کے کئے پر جو بھی بندہ خود پسندی میں مبتلا ہوتا ہے وہ اِسْتِدْراج (اللّٰہ پاک کی طرف سے ڈھیل) میں ہے۔ حضرت سیِّدُنا ایوب سختیانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اِسْتِدْراج کی کیا علامت

ہے؟ حضرت سیِّدُنا یُونُس بن عُبَید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: جب اللہ پاک کے ہاں کسی بندے کا مرتبہ ہو، بندہ اس مرتبہ کی حفاظت کرے اور اس پر قائم رہتے ہوئے اللہ پاک کا شکر ادا کرے تو ربِّ کریم اُسے اس سے بلند رُتبہ عطا فرما دیتا ہے اور اگر وہ شکر کو ضائع کر دے تو اس کا شکر کو ضائع کرنا اللہ پاک کی طرف سے ڈھیل ہوتی ہے۔ چنانچہ جس بندے کو ڈھیل دی گئی ہے وہ اپنے اور اللہ پاک کے درمیان معاملے میں سُستی کا شکار ہے اس پر لازم ہے کہ اس ڈھیل اور چھوٹ کو پہچانے اور خود پسندی کو دور کرے۔ ایسے بندے کے دل میں جب شکر کا تھوڑا حصہ ڈالا جائے تو وہ شکر اسے اس بات پر اُبھارتا ہے کہ وہ جائزہ لے کہ یہ نعمت جو اسے ملی ہے کہاں سے آئی ہے جب وہ سچائی سے یہ جان لیتا ہے تو عاجزی وانکساری کرتا ہے، جب وہ عاجزی کرتا ہے تو اللہ پاک اس کے گناہ مُعاف فرما دیتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا حماد بن زید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابنِ عُمَر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے اِستِدراج کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ”شکر کو ضائع کرنے والوں کے ساتھ یہ اللہ پاک کی خفیہ تدبیر ہے۔“ یہ سن کر تمام حضرات نے رونا شروع کر دیا پھر حضرت سیِّدُنا ایوب سختیانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور عرض کی: اے ظاہر وپوشیدہ کو جاننے والے! اگر تو توفیق نہ دے تو ہمیں کوئی توفیق نہیں، اگر تو قوت نہ دے تو ہم میں کوئی قوت نہیں۔ حضرت سیِّدُنا یُونُس بن عُبَید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کہا: اے ابو بکر! آپ کی دُعا کے صدقے ہی ہم اس قوت کا ذائقہ چکھتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا ایوب سختیانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے ساتھیوں میں مُستَجابُ الدَّعوات (یعنی وہ جس کی دعا قبول ہو) کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔

حضرت سیِّدُنا ابو الیمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک بھلائی کے ساتھی حضرت سیِّدُنا ابو الیمان جبر بن سلیمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔

یہی اسمِ اعظم ہے:

﴿14848﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمارے یہاں ایک بُزرگ تھے جن کے بارے میں لوگوں کا گمان تھا کہ وہ اِسمِ اَعظم جانتے ہیں۔ میں ان کے پاس آیا اور کہا: چچا جان! مجھے معلوم ہوا کہ آپ اِسمِ اعظم جانتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: بھتیجے! کیا تم اپنے دل کی پہچان رکھتے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: جب تم اپنے دل کی رقت اور اسے بارگاہِ الٰہی کی طرف متوجہ دیکھو تو اللہ پاک سے اپنی حاجت مانگو یہی اِسمِ اَعظم ہے۔

حضرت سیِّدُنا حَیَّان اَسْوَد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا حَیَّان اَسْوَد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔

مخلوق پر تعجب ہے:

﴿14849﴾... حضرت سیِّدُنا حَیَّان اَسْوَد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ہاں ایک شخص تھا جو 13 سال سے دن رات میں ایک ہزار رکعتیں پڑھتا رہا یہاں تک کہ وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گیا۔ جب وہ عصر کی نماز پڑھتا تو قبلہ رو ہو کر اِحْتِبا[1] کر کے بیٹھ جاتا اور کہتا: ❀-مخلوق پر تعجب ہے کہ وہ کیسے اللہ پاک سے بدل چاہتے ہیں، ❀-مخلوق پر تعجب ہے کہ ان کے دل کیسے اللہ پاک کے ذکر کو چھوڑ کر دوسرے کاموں میں لگے ہیں، ❀-مخلوق پر تعجب ہے کہ وہ کیسے اللہ پاک کے سوا کسی اور سے مانوس ہیں۔ یہ کہہ کر وہ مغرب تک خاموش رہتا۔

حضرت سیِّدُنا ابُو الْفَضْل ہاشِمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابُو الْفَضْل ہاشمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔

دل کی بات جان لی:

﴿14850﴾... حضرت سیِّدُنا ابُو العباس بن مَسْرُوق طُوسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا ابُو الفضل ہاشمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس آئے، وہ بیمار تھے۔ حضرت سیِّدُنا ابو الفضل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عیال دار بھی تھے اور کمائی کا کوئی ظاہری سبب بھی نہیں تھا۔ حضرت سیِّدُنا ابو العباس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب میں اُن کے پاس سے اٹھا تو میں نے دل میں کہا: یہ حضرت کہاں سے کھاتے ہوں گے؟ انہوں نے پکار کر کہا: اے ابو العباس! یہ گھٹیا خیال نکال دو اللہ پاک کے پوشیدہ کَرَم بھی ہوتے ہیں۔

حضرت سیدُنا اِبْراھیم مَغْرِبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابراہیم مغربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔

---

[1]... اِحتبا کی صورت یہ ہے کہ آدمی سرین کو زمین پر رکھ دے اور گھٹنے کھڑے کر کے دونوں ہاتھوں سے گھیر لے اور ایک ہاتھ کو دوسرے سے پکڑ لے اس قسم کا بیٹھنا تواضع اور انکسار میں شمار ہوتا ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ 16، 3/432)

﴿14851﴾... حضرت سَیِّدُنا ابراہیم بن ولید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سَیِّدُنا ابراہیم مغربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس آیا۔ آپ کو خچر نے لات ماردی تھی جس کی وجہ آپ کے پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اگر دنیا کے مصائب نہ ہوتے تو ہم ضرور اللہ پاک کے پاس مُفْلِس ہو کر پیش ہوتے۔

حضرت سَیِّدُنا ابوتُراب رَمْلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سَیِّدُنا ابوتُراب رَمْلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔

سچائی و خُلُوص کا پھل:

﴿14852﴾... حضرت سَیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن محمد رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک سال حضرت سَیِّدُنا ابوتُراب رَمْلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مکہ مکرمہ سے نکلے تو اپنے ساتھیوں سے فرمایا: تم بڑے راستے سے جاؤ اور میں تبوک کے راستے سے جاتا ہوں۔ ساتھی بولے: گرمی شدید ہے۔ فرمایا: ایسا ہی کرو اور تم رَملہ میں میرے فُلاں دوست کے پاس ٹھہرنا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھی رملہ پہنچے اور اس دوست کے پاس جاکر ٹھہرے۔ اس نے ان کے لئے چار گوشت کے ٹکڑے بھونے پھر جب ان ٹکڑوں کو ان کے سامنے رکھا تو چیل آئی اور ایک ٹکڑا لے اُڑی۔ ساتھیوں کا بیان ہے کہ ہم نے کہا: اس میں ہمارا رِزق نہیں تھا پھر ہم نے باقی کھالیا۔ دو دن بعد حضرت سَیِّدُنا ابوتُراب رملی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جنگل سے نکل کر آئے تو ہم نے ان سے کہا: کیا آپ نے راستے میں کچھ پایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں البتہ ایک دن کسی چیل نے بھنا ہوا گرم گوشت کا ٹکڑا میری طرف پھینکا۔ ہم نے کہا: ہم ناشتہ کر رہے تھے کہ چیل ہمارے سامنے سے گوشت کا ٹکڑا لے اُڑی۔ حضرت سَیِّدُنا ابوتُراب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: خُلُوص کا یہی پھل ہوتا ہے۔

ایک سعادت مند شہید

ان بُزرگوں میں سے ایک ہستی سعادت مند شہید کی بھی ہے۔ آپ ہتھیار بند، نعمتیں عطا کرنے والے اور بزرگی والے پَروَردگار کے دیدار کے مشتاق تھے۔

بہادُر مجاہِد:

﴿14853﴾... حضرت سَیِّدُنا مَیْسَرَہ خادم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم ایک جنگی لشکر میں شریک تھے کہ ہمارا دشمن

سے مقابلہ ہو گیا۔ میں نے اپنے قریب ایک نوجوان دیکھا جو لوہے سے ہتھیار بند تھا۔ اس نے دشمن کے دائیں جانب والے حصے پر حملہ کیا اور اسے منتشر کر دیا پھر بائیں جانب والے حصے پر حملہ کیا اور تتر بتر کر دیا پھر لشکر کے درمیان والے حصے پر حملہ کیا اور اسے بھی بکھیر کر رکھ دیا پھر وہ کہنے لگا:

اَحْسِنْ بِمَوْلَاكَ سَعِيْدُ ظَنًّا ۔۔۔ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتَ لَهٗ تَمَنّٰى

تَنَحَّ يَا حُوْرَ الْجِنَانِ عَنَّا ۔۔۔ مَا لَكِ قَاتَلْنَا وَلَا قُتِلْنَا

لٰكِنْ اِلٰى سَيِّدِكُنَّ اشْتَقْنَا ۔۔۔ قَدْ عَلِمَ السِّرَّ وَمَا اَعْلَنَّا

ترجمہ: اے سعید! اپنے آقا اور مولا کے بارے میں اچھا گمان کر اور یہ وہی ہے جس کی تو تمنا کرتا تھا۔ اے جنت کی حور! مجھ سے دور ہو ہم نہ تو تیرے لئے لڑتے ہیں اور نہ ہی تیرے لئے قتل ہوتے ہیں۔ البتہ ہمیں تیرے مولا کا اشتیاق ہے جو چھپا اور ظاہر جانتا ہے۔

اس نے پھر حملہ کیا اور لڑنے لگا یہاں تک کہ اس نے ایک تعداد کو قتل کر دیا پھر وہ اپنی صف میں لوٹ آیا تو دشمن اس پر جھپٹ پڑے۔ اس نے ان پر حملہ کرتے ہوئے یہ اَشعار کہے:

قَدْ كُنْتُ اَرْجُوْ وَرَجَائِیْ لَمْ يَخِبْ ۔۔۔ اَنْ لَا يَضِيْعَ الْيَوْمَ كَدِّیْ وَالطَّلَبْ

يَا مَنْ مَلَا تِلْكَ الْقُصُوْرَ بِاللُّعَبْ ۔۔۔ لَوْلَاكَ مَا طَابَتْ وَلَا طَابَ الطَّرَبْ

ترجمہ: میں نے اُمید کی ہے اور میری امید نامراد نہیں۔ آج کے دن کی میری کوشش اور جستجو رائیگاں نہیں جائے گی۔ اے وہ ذات جس نے ان (جنتی) محلات کو آسائشوں سے آراستہ کیا ہے اگر تو نہ ہو تو نہ کوئی لُطف اور نہ کوئی خوشی خوشگوار ہے۔

پھر اس نے تیسری مرتبہ حملہ کیا اور یہ اَشعار کہنے لگا:

يَا لُعْبَةَ الْخُلْدِ قِفِیْ ثُمَّ اسْمَعِیْ ۔۔۔ مَالَكِ قَاتَلْنَا فَكُفِّیْ وَارْجِعِیْ

ثُمَّ ارْجِعِیْ اِلَى الْجِنَانِ فَاَسْرِعِیْ ۔۔۔ لَا تَطْمَعِیْ لَا تَطْمَعِیْ لَا تَطْمَعِیْ

ترجمہ: اے جنتی حور ٹھہر جا اور سن ہم تیرے لئے نہیں لڑتے اب باز بھی آ جا اور لوٹ جا۔ جلدی سے جنت کی طرف واپس چلی جا۔ تو میری خواہش مند نہ ہو، نہ ہو، نہ ہو۔

پھر اس نے حملہ کیا اور لڑنے لگا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔

حضرت سیِّدُنا سَیَّار نِباجِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے گریہ وزاری اور مُناجات کرنے والی ایک شخصیت حضرت سیِّدُنا سیَّار نِباجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔

﴿14854﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن مَسروق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا سیَّار نِباجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جو کہ 60سال خوفِ خدا میں آنسو بہاتے رہے فرماتے ہیں: میں ایک رات اپنا وِرد وادا کئے بغیر سو گیا۔ خواب میں دیکھا گویا جنت میں داخل ہو گیا ہوں اور وہاں موتی وجواہرات پر نہر جاری ہے جس کے کنارے تیز خوشبو والی مشک کے ہیں۔ کنارے پر موتی کے گنبد اور سونے وجواہرات کی شاخیں ہیں۔ ساحل پر کچھ لڑکیاں یہ کہہ رہی ہیں: پاک ہے وہ ذات جس کی ہر جگہ تسبیح کی جاتی ہے، وہ ذات پاک ہے، پاک ہے، پاک ہے۔ میں نے ان سے کہا: تم کون ہو؟ وہ کہنے لگیں: ہم رحمٰن کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں۔ میں نے اُن سے کہا: تم کن کے لئے ہو؟ وہ کہنے لگیں:

بَرَانَا اِلٰهُ النَّاسِ رَبُّ مُحَمَّدٍ ... لِقَوْمٍ عَلَى الْاَقْدَامِ بِاللَّيْلِ قُوَّمِ

يُنَاجُوْنَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ اِلٰهَهُمْ ... وَتَسْرِيْ هُمُوْمُ الْقَوْمِ وَالنَّاسُ نُوَّمِ

ترجمہ: خالقِ کائنات اور ربِّ محمد نے ہمیں اس قوم کے لئے بنایا ہے جو رات کھڑے ہو کر عبادت کرتی ہے۔ وہ اپنے معبود پروردگارِ عالَم سے مناجات کرتے ہیں اور لوگوں کے غم زائل ہو جاتے ہیں جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا اَحمد بن رَوْح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا احمد بن رَوْح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ مصیبت آنے پر اپنے پروردگار سے مدد چاہنے والے تھے۔

﴿14855﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن رَوْح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اشعار کہے:

اِذَا حَلَّتِ الْبَلْوٰى صَرَخْتُ بِسَيِّدٍ ... بِهٖ تُدْفَعُ الْبَلْوٰى وَيَنْكَشِفُ الضُّرُّ

اُؤَمِّلُ مَوْلًى لَا يُخَيِّبُ عَبْدَهٗ ... لَهُ الْعِزُّ وَالْاٰلَاءُ وَالْخَلْقُ وَالْاَمْرُ

ترجمہ: جب مصیبت آتی ہے تو میں پروردگار کو پکارتا ہوں۔ اسی کے ذریعے مصیبتیں ٹلتیں اور تکلیف دور ہوتی ہے۔ میں ایسے آقا و مولا سے امید لگاتا ہوں جو اپنے بندے کو محروم نہیں کرتا۔ اسی کے لئے عزت، نعمتیں، پیدا کرنا اور حکم ہے۔

قاضی حُسَین بن عبدُ الرحمٰن کے والد کہتے ہیں: مجھے حضرت سیِّدُنا احمد بن رَوح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے کسی دوست کے یہ اشعار سنائے:

اَلُوْذُ بِبَابِ مَنْ اَدْعُوْهُ فَرْدًا وَاٰمُلُ اَنْ اُقَرَّبَ مِنْ حَبِيْبِي

اِذَا نَامَتْ عُيُوْنُ النَّاسِ طُرًّا قَرَعْتُ الْبَابَ بِالْقَلْبِ الْكَئِيْبِ

ترجمہ: میں ایسے کے در کی پناہ پکڑتا ہوں جسے میں ایک پکارتا ہوں اور میں یہ اُمید کرتا ہوں کہ اپنے محبوب سے قریب ہو جاؤں گا۔ جب سب لوگ سو جاتے ہیں تو میں غمگین دل سے اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہوں۔

حضرت سیِّدُنا جابِر رَحَبِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا جابر رَحَبِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کے احوال بلند تھے اور آپ پر خدا کی طرح طرح کی مہربانیاں تھیں۔

پانی پر چلنا:

﴿14856﴾... حضرت سیِّدُنا ابو جعفر خَصّاف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت سیِّدُنا جابر رحبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ چل رہا تھا، آپ نے مجھ سے فرمایا: آؤ مقابلہ کرتے ہیں تم یہاں سے جاؤ اور میں وہاں سے جاتا ہوں۔ میں پل پر چلنے لگا اور جب دور پہنچا تو مڑا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت سیِّدُنا جابر رحبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پانی پر چل رہے ہیں اور ان کے پاؤں سے پانی کے چھینٹے ایسے اُڑ رہے ہیں جیسے کوئی زمین پر چل رہا ہو تو اس کے پاؤں سے گرد و غبار اڑتا ہے۔ جب وہ مجھ سے ملے تو میں نے کہا: کون ایسے کر سکتا ہے؟ میں پُل پر چل رہا ہوں اور آپ پانی پر چل رہے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: کیا تم نے مجھے واقعی دیکھا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: تم نیک آدمی ہو۔

گمنام شخصیت

ان بُزرگوں میں سے ایک شخصیت حق تعالیٰ سے دل لگانے والی اور مخلوق سے دور رہنے والی بھی ہے۔ آپ کا نام معلوم نہیں جبکہ چرچا بلند ہے۔

﴿14857﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عُبَید بُسْرِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے لُکام پہاڑ میں ایک شخص سے پوچھا کس چیز نے تمہیں یہاں بٹھائے رکھا ہے؟ اس نے کہا: تم نے ایسی چیز کے متعلق پوچھا جسے طلب کے باوجود پا نہیں سکو

گے اور اگر اس تک پہنچ بھی گئے تو اس پر قائم نہیں رہ سکو گے۔ میں نے کہا: مجھے اس کے بارے میں بتاؤ۔ کہا: میں جانتا ہوں میرا بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر بیٹھنا جنّتوں کی سب نعمتوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ میں نے کہا: کیسے؟ اس نے کہا: آہ! میں سمجھتا تھا کہ میں کامیابی تک پہنچ گیا ہوں اور مخلوق سے دُور جا چھپا ہوں لیکن دیکھتا ہوں کہ میں تو اپنی بات میں بہت جھوٹا ہوں۔ اگر میں ربِّ کریم کا سچا محبّت کرنے والا ہوتا تو کسی کو میرا پتا نہ چلتا۔ میں نے کہا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ محبّتِ الٰہی والے **اللہ** پاک کی زمین میں اس کے خلیفہ ہوتے ہیں، اُس کی مخلوق سے اُنس رکھتے اور انہیں ربِّ کریم کی فرماں برداری کی ترغیب دِلاتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا ابو عُبَیْد بُسری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سُن کر وہ مجھ پر چِلّائے اور کہنے لگے: اے دھوکے میں پڑے آدمی اگر تُو محبّت کی خوشبو سونگھ لیتا اور اس قُرب کے پیچھے چھپی لذات کو تیرا دِل دیکھ لیتا تو پھر تجھے کچھ اور دیکھنے کی ضرورت نہ رہتی۔ پھر کہا: اے آسمان اور اے زمین! گواہی دو کہ میرے دل پر کبھی جنّت و دوزخ کا خیال بھی نہیں گُزرا، اگر میں سچ کہہ رہا ہوں تو (خدایا) مجھے مَوت دے دے۔ حضرت سیِّدُنا ابو عُبَیْد بُسری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: خُدا کی قسم! یہ کہنے کے بعد ان کے منہ سے مجھے اور کوئی لفظ سنائی نہیں دیا اور ان کی رُوح پرواز کر گئی۔ مجھے ڈر ہوا کہ لوگ سمجھیں گے میں نے انہیں قتل کیا ہے۔ چنانچہ میں انہیں وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا، راستے میں کچھ لوگ ملے، پوچھنے لگے: اس نوجوان کا کیا ہوا؟ میں نے کوئی واضح جواب نہیں دیا۔ انہوں نے کہا: واپس چلو، **اللہ** پاک نے اسے اپنی بارگاہ میں بُلا لیا ہے۔ چنانچہ میں نے ان لوگوں کے ساتھ مل کر نوجوان کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ پھر میں نے کہا: یہ نوجوان کون تھا اور آپ لوگ کون ہیں؟ فرمانے لگے: تم پر رحمت ہو، یہ وہ ہستی تھے جن کی برکت سے بارش ہوتی تھی، ان کا دِل حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَلِیْلُ اللہ عَلَیْہِ السَّلَام کے دل پر تھا، کیا آپ نے ان کی زبانی یہ نہ سُنا کہ دوزخ کا خیال بھی ان کے دل پر کبھی نہ گزرا، بھلا! حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے سوا کوئی ایسا ہو سکتا ہے؟! میں نے کہا: آپ حضرات کون ہیں؟ فرمایا: ہم مخصوص سات اَبدال ہیں۔ میں نے کہا: مجھے کچھ سکھائیے۔ فرمایا: مشہور ہونے کی خواہش نہ رکھو اور نہ یہ چاہو کہ تمہارا اُن لوگوں میں شمار ہو جو مشہور ہونے کی خواہش نہیں رکھتے۔

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بُزرگوں میں سے ہیں، **اللہ** پاک پر بھروسا کرنے والے اور بارگاہِ الٰہی تک پہنچنے کے لئے تیاری کرنے

والے حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اخلاص سے لُطف اندوز ہوئے اور وفا کو سچا کر دکھایا۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا یُوسُف بن اَسباط رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے فیض حاصل کیا، شُبہات سے منہ موڑ کر انہیں دور کیا۔ آپ نے انطاکیہ کی سرحد پر رہائش اختیار کی۔

﴾14858﴿ ... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سیِّدُنا یُوسُف بن اَسباط رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اس بات سے بچنا کہ تم بُرے عُلَما میں سے ہو جاؤ۔

﴾14859﴿ ... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ مَرعَشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: تم کیسے فلاح پاسکتے ہو جبکہ دنیا تمہیں اس سے بھی زیادہ پیاری ہو جسے تم لوگوں میں سب سے زیادہ چاہتے ہو؟ اگر تم اپنے افضل ترین عمل پر بھی عذابِ الٰہی سے بے خوف ہو گئے تو تم ہلاکت میں ہو۔

حضرت سیِّدُنا فضل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک ادب کی بنیاد یہ ہے کہ آدمی اپنی قدر پہنچانے۔

مناجات کی حلاوت سے محرومی:

﴾14860﴿ ... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ”احمق پر غصہ نہ کرنا ورنہ تمہارا غم بڑھ جائے گا۔“

مزید فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک عالم نے بارگاہِ خداوندی میں عَرض کی: اے میرے ربّ! میں تیری کتنی نافرمانی کرتا ہوں لیکن تو مجھے سزا نہیں دیتا۔ **اللہ** پاک نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کو وحی فرمائی کہ اس سے کہو: میں تجھے کتنی بار سزا دیتا ہوں لیکن تجھے اس کا احساس نہیں ہوتا، کیا میں نے تجھے اپنی مُناجات کی حلاوت (مٹھاس) سے محروم نہیں کر دیا؟

چار چیزیں:

﴾14861﴿ ... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابنِ سَمّاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: سب سے پاکیزہ چیز کیا ہے؟ فرمایا: خواہشات چھوڑنا۔ مجھ سے حضرت سیِّدُنا حُذَیفہ مَرعَشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: کوئی شخص دل کی سختی سے بڑھ کر کسی مصیبت میں مبتلا نہیں ہوا۔ اور مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ یہ چار چیزیں ہیں: (1)... تیری آنکھ (2)... تیری زبان (3)... تیری نفسانی خواہش اور (4)... تیرا دل۔ اپنی آنکھوں کا

دھیان رکھ اور ان سے اس چیز کی طرف نہ دیکھ جو تیرے لئے حلال نہیں۔ اپنی زبان کا خیال رکھ اور اس سے ایسی بات نہ کر جس کے متعلق اللہ پاک جانتا ہو تیرے دل میں اس کے خلاف ہے۔ اپنے دل پر نظر رکھ کہ اس میں دھوکا اور کسی مسلمان کے بارے میں کینہ نہ ہو۔ اپنے نفس پر نگاہ رکھ کہ وہ کوئی بُری خواہش نہ رکھے۔ جب تک تم میں یہ چار چیزیں نہ ہوں تو اپنے سر پر راکھ ڈالو۔

غضبِ الٰہی سے امن:

﴿14862﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے نفس کو ملامت کرتا ہے تو اللہ پاک اسے اپنے غضب سے امن عطا فرماتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اَشعار کہے:

أَفٍ لِدُنْيَا أَبَتْ تُوَاتِيْنِي ... إِلَّا بِنَقْضِيْ لَهَا عُرَى دِيْنِيْ

عَيْنِيْ لِحَيْنِيْ تُدِيْرُ مُقْلَتَهَا ... تَطْلُبُ مَا سَرَّهَا لِتُرْدِيَنِيْ

ترجمہ: دنیا پر افسوس ہے میرے پاس تبھی آتی ہے جب میں اپنے دین کے سب بندھن توڑ دوں۔ میری آنکھ میری موت کے لئے دیکھ رہی ہے جو اسے خوش کرتا ہے اسے چاہ رہی ہے تاکہ مجھے برباد کرے۔

﴿14863﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حکمت کی باتوں میں لکھا ہے کہ جو اپنی قدر و منزلت سے کم پر راضی ہوتا ہے لوگ اس کی حیثیت سے بڑھ کر اسے اونچا کرتے ہیں۔

اور فرماتے ہیں: جو تمہارے ساتھ بھلائی کرتا ہے اس کی تو مانتے نہیں ہو بھلا اس کے ساتھ بھلائی کیسے کرو گے جو تمہارے ساتھ بُرائی سے پیش آئے؟

صدق کی اہمیت و فضیلت:

﴿14864﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کوئی حال صدق سے مستغنی نہیں ہوتا اور صدق تمام احوال سے مستغنی ہوتا ہے۔ اگر بندہ اپنے اور اللہ پاک کے درمیان تعلق میں حقیقی طور پر سچا ہو جائے تو وہ ضرور غیب کے خزانوں پر مطّلع ہو جائے اور ضرور آسمان و زمین میں امین بن جائے۔

مزید فرماتے ہیں: بندہ حق تعالیٰ سے مانوس نہیں ہوتا اس لئے لوگوں کے دل اس سے مانوس نہیں ہوتے

اگر وہ **اللہ** پاک سے محبت کرے اور حق کو لازم پکڑے تو ہر کوئی اس سے محبت کرے۔ کسی نے پوچھا: میں کیسے اپنے احوال میں حق کو لازم پکڑوں؟ فرمایا: اپنی طرف سے لوگوں کے ساتھ انصاف کرو اور اپنے سے بھی کمتر سے حق قبول کرلو۔

حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: باطل کی طرف زیادہ دھیان دینا دل سے اطاعت و فرمانبرداری کی مٹھاس ختم کر دیتا ہے اور جو یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی زندگی زندہ ہو کر گزارے وہ اپنے دل سے لالچ نکال دے۔

زیادہ نَفع مند خوف:

﴾14865﴿... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اسی چیز کا غم کر جو کل تجھے نقصان پہنچائے گی اور اس چیز پر خوش نہ ہو جو کل تجھے خوش نہیں کرے گی۔ زیادہ نَفع مند وہ خوف ہے جو تجھے گناہوں سے روکے اور جو وقت تو نے ضائع کیا اس پر تیرے غم کو بڑھا دے نیز بقیہ زندگی کے معاملے میں غور و فکر کو تجھ پر لازم کر دے۔

﴾14866﴿... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: مجھے حضرت سیِّدُنا مُوسٰی بن طَرِیف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ میں نے حضرت سیِّدُنا یُوسُف بن اَسباط رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: 40 سال ہو گئے میرے دل میں جو بھی چیز کھٹکی میں نے اسے چھوڑ دیا۔

﴾14867﴿... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت سیِّدُنا یوسف بن اَسباط رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: عمل کی خرابی اور اس کی دُرُستی کو سیکھو، میں 23 سال سے یہی سیکھ رہا ہوں۔

﴾14868﴿... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ غرور میں مبتلا اور اکڑ رہا ہے تو اسے نصیحت نہ کرو کیونکہ اس میں نصیحت قبول کرنے کی کوئی جگہ نہیں۔

حضرت سیِّدُنا یُوسُف بن اَسباط رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک شخص کے ہاتھ میں رجسٹر دیکھا تو فرمایا: تم جتنا چاہو خود کو سنوار لو لیکن **اللہ** پاک تمہاری ذلت اور بڑھا دے گا۔

صادق کی تین خصلتیں:

﴿14869﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ صادِق کو تین خصلتیں دی جاتی ہیں: (1)۔ حَلاوت (2)۔ ملاحت اور (3)۔ خوف۔

﴿14870﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا یُوسُف بن اَسباط رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیمار تھے، اس وقت میں آپ کے پاس ہی تھا کہ ایک طبیب آیا اور آپ کو دیکھ کر کہنے لگا: آپ کو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا: میں تو ایسا خوف چاہتا ہوں گویا قیامت قائم ہو گئی ہے۔

سیِّدُنا عبد اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرویات

حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خُبَیق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کثیر لوگوں سے احادیث روایت کیں ہیں۔ جن روایات میں آپ منفرد ہیں وہ یہاں بیان ہوتی ہیں۔ چنانچہ

﴿14871﴾... حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی ازواج کے پاس باری باری تشریف لے جاتے اور سب کا ایک ہی غسل فرماتے۔[1]

﴿14872﴾... حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ صادِق و مَصْدُوق (سچے اور جن کی تصدیق کی گئی) رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر کوئی اپنی ماں کے پیٹ میں 40 دن نُطفہ کی صورت میں رہتا ہے۔[2]

ایک مہینے کی خوراک ایک صاع:

﴿14873﴾... حضرت سیِّدُنا ابوذر غفاری رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں: حُضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عہدِ مبارک میں (ہر ماہ) میری خوراک صرف ایک صاع[3] تھی اور اب میں ساری زندگی اس مقدار پر اضافہ نہیں کروں گا۔

1... مسلم، کتاب الحیض، باب جواز نوم الجنب... الخ، ص ۱۳۱، حدیث: ۷۰۸

2... بخاری، کتاب التوحید، باب ولقد سبقت... الخ، ۴/ ۵۶۰، حدیث: ۷۴۵۴

3... صاع ایک پیمانہ ہے اور ایک صاع 4 کلو میں 160 گرام کم کا ہوتا ہے۔ (فیضان رمضان، ص 316)

صبح مومن، شام کافر:

﴿14874﴾... حضرت سیِّدُنا نعمان بن بشیر رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں: ہم نے نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت پائی اور ہم نے انہیں فرماتے سنا: بے شک قیامت سے پہلے فتنے ہوں گے۔ آدمی صبح مومن اور شام کافر ہو گا، شام مومن اور صبح کافر ہو گا، لوگ دنیا کے تھوڑے سامان کے بدلے اپنا دین بیچیں گے۔(1)

(اس حدیث کے راوی) حضرت سیِّدُنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! میں نے ان کو دیکھا ہے، ان کی صرف شکلیں ہیں جن میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں، صرف جسم ہیں ان میں سمجھ بوجھ کچھ نہیں، کمینے اور لالچی ہیں۔ دو درہموں کے ساتھ صبح اور دو درہموں کے ساتھ شام کرتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بکری کی قیمت کے بدلے اپنا دین بیچ ڈالتا ہے۔

خدا اور رسول کی محبت نجات کا ذریعہ:

﴿14875﴾... حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آیا اور کہا: یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! قیامت کب ہو گی؟ ارشاد فرمایا: یہ تو ہو کر رہے گی تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کی: میں نے اس کی تیاری کے لیے کوئی بڑا عمل نہیں کیا، ہاں میں **اللہ** پاک اور رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے محبت رکھتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تیرے لئے وہی ہے جو تو نے گمان کیا اور تو ان کے ساتھ ہے جن سے تجھے محبت ہے۔(2)

﴿14876﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آیا اور کہا: یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آدمی راہِ خدا میں جہاد کرتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ دنیا کا سامان حاصل کرے۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔ حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نکلے اور جاکر لوگوں کو اس کی خبر دی۔ لوگوں نے اس بات کو بڑا سمجھا اور کہا: شاید تم نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بات سمجھ نہیں پائے۔ حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ واپس لوٹے اور دوبارہ جاکر پوچھا تو آپ

(1)... مسند امام احمد، مسند الکوفیین، حدیث النعمان بن بشیر، ۶/ ۳۸۴، حدیث: ۱۸۴۳۲

(2)... مسند امام احمد، مسند انس بن مالک، ۴/ ۵۹۳، حدیث: ۱۴۰۱۳

نے ارشاد فرمایا: اس کے لئے کوئی اجر نہیں، اس کے لئے کوئی اجر نہیں، اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔ (1)

آدمی کے اِسلام کی خوبی:

﴿14877﴾... حضرت سیِّدُنا امام زَیْنُ الْعابدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے فائدہ چیز کو چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی خوبیوں میں سے ہے۔ (2)

اولیاء کی اس جماعت کا تذکرہ جنہیں اللہ پاک نے مخلوق سے مخفی رکھا ہے

حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اَصْفَہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مخلوق میں **اللہ** پاک کے ایسے اولیا بھی ہیں جنہیں **اللہ** پاک نے مخلوق سے اوجھل رکھا ہے، ان کے نام، نَسَب کی شہرت اور تذکرہ کو چھپا دیا ہے، انہیں ملکوں کے باشندوں کے لئے امان بنایا ہے اور ان کی قسموں کی بدولت لوگوں سے ہلاکت والی چیزیں دور کرتا ہے۔

مستجاب الدَّعوات بزرگ:

﴿14878﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن مُنکَدِر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں آدھی رات کے وقت منبر کے پاس بیٹھا دعا میں مشغول تھا کہ اچانک میں نے ایک شخص کو سر ڈھانپے ایک ستون کے پاس بیٹھے دیکھا، وہ بارگاہِ الٰہی میں عَرض کر رہا تھا: اے میرے رب! تیرے بندے شدید قحط میں مبتلا ہیں۔ اے رب! میں تجھ پر قسم اٹھاتا ہوں تُو انہیں سیر اب کر دے۔ کچھ دیر ہی گزری تھی کہ بادل چھا گئے اور برسنے لگے۔ یہ بہت مشکل تھا کہ حضرتِ سیِّدُنا محمد بن مُنکَدِر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر کوئی نیک شخص مخفی رہ جاتا۔ آپ فرمانے لگے: یہ بُزرگ مدینہ طیبہ میں رہتے ہیں اور میں انہیں جانتا تک نہیں۔ جب امام نے (نمازِ فجر کا) سلام پھیرا تو وہ شخص منہ چھپائے چل دیا۔ میں بھی پیچھے ہو لیا، وہ وعظ و نصیحت کے لئے کہیں نہ ٹھہرا حتّٰی کہ حضرتِ سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے

(1)... ابوداود، کتاب الجهاد، باب فیمن یغزو ویلتمس الدنیا، ۳/ ۲۰، حدیث: ۲۵۱۶

(2)... ترمذی، کتاب الزهد، ۴/ ۱۴۲، حدیث: ۲۳۲۵

محلے میں داخل ہو گیا، ایک جگہ پہنچ کر چابی نکالی اور تالا کھول کر گھر میں داخل ہو گیا۔ میں واپس لوٹ آیا، اگلے روز کام سے فارغ ہونے کے بعد میں وہاں آیا تو میں نے گھر سے لکڑی چیرنے کی آواز سنی، سلام کے بعد داخلے کی اجازت چاہی تو اجازت مل گئی، میں نے دیکھا کہ وہ استعمال کے لئے پیالے بنا رہا تھا، میں نے کہا: "اللہ پاک تمہیں برکات سے نوازے تمہاری صبح کیسی رہی؟" اس نے جواب دینے کے بجائے اپنے کام کو ترجیح دی، جب میں نے یہ معاملہ دیکھا تو کہا: اے بھائی! گزشتہ رات تم نے اللہ پاک کو جو قسم دی وہ میں نے سنی، کیا تمہارے پاس خرچ وغیرہ کے لئے کچھ نہیں جو تمہیں اس کام سے بے نیاز کر کے آخرت کی تیاری کے لئے فارغ کر دے؟ اس نے کہا: نہیں! لیکن آپ اس کا ذکر کسی سے نہ کرنا اور میرے مرنے تک یہ بات کسی کو نہ بتانا۔ اے ابنِ مُنکَدِر! آپ میرے پاس نہ آنا کیونکہ اگر آپ میرے پاس آئیں گے تو آپ کی وجہ سے لوگوں میں میری شہرت پھیلے گی۔ میں نے کہا: میں تم سے ملنا پسند کرتا ہوں۔ کہا: مسجد میں ملتے رہنا۔ وہ شخص "فارس" کا رہنے والا تھا۔ حضرتِ سیّدُنا محمد بن مُنکَدِر رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے کسی سے ان کا تذکرہ نہ کیا یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا۔

حضرت سیّدُنا ابنِ وَہب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں: مجھے خبر ملی ہے کہ وہ بزرگ اس محلے سے چلے گئے، کسی نے انہیں نہ دیکھا اور نہ ہی یہ پتا چلا کہ وہ کہاں گئے، اہلِ محلہ کہنے لگے: اللہ پاک ہمارے اور محمد بن منکدر کے درمیان فیصلہ فرمائے انہوں نے ہمارے درمیان سے ایک نیک شخص کو نکال دیا۔

بارش سے سیراب کرنے والے بزرگ:

﴿14879﴾... حضرت سیّدُنا عَبَیْدُ الله بن عُبَیْد بن عُمَیر رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: میں اپنے والد کے ساتھ ایک بستی سے دوسری بستی کی طرف جانے کے لئے نکلا تو ہم راہ بھول گئے۔ ابھی ہم اسی حال میں تھے کہ ایک شخص کو کھڑے نماز پڑھتے دیکھا۔ ہم اس کے قریب ہوئے وہاں حوض سوکھ چکا تھا اور پانی کا مشکیزہ بھی خالی تھا۔ ہم اس کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگے جب وہ فارغ نہ ہوا تو میرے والد اس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے شخص! ہم راستہ بھول گئے۔ اس نے اپنے ہاتھ سے راستے کی طرف اشارہ کیا۔ میرے والد نے اس سے کہا: کیا تم نے اپنے مشکیزے میں پانی نہیں رکھا؟ اس نے اشارے سے بتایا: نہیں۔ ابھی ہم وہاں سے ہٹے نہیں کہ بادل آیا اور برسنے لگا اور وہ سوکھا حوض بھی پانی سے بھر گیا۔ ہم وہاں سے چلے اور جس بستی تک جانا تھا وہاں پہنچ

گئے۔ ہم نے بستی والوں کو اس شخص کے بارے میں بتایا تو انہوں نے کہا: یہ وہ شخص ہے جس جگہ ہوتا ہے وہاں والے بارش سے سیر اب ہوتے ہیں۔ مجھ سے میرے والد نے کہا: تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں کتنے ہی نیک بندے ہیں جنہیں ہم نہیں جانتے۔

گدڑی کا لعل:

﴿14880﴾... حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ کافی عرصے تک بصرہ میں بارش نہ ہوئی، ہم لوگ کئی مرتبہ بارش کی دعا کرنے کے لئے نکلے لیکن بارش کے آثار ظاہر نہ ہوئے۔ پھر میں، حضرت عطا سُلمی، حضرت ثابت بُنانی، حضرت یحییٰ بکاء، حضرت محمد بن واسع، حضرت ابو محمد سختیانی، حضرت حبیب فارِسی، حضرت حسّان بن ابو سِنان، حضرت عُتبہ غُلام اور حضرت صالح مُرّی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ بارش کی دعا کرنے نکلے، جب ہم بصرہ کی عید گاہ میں پہنچے تو مدرسے کے بچے بھی ہمارے ساتھ دُعا میں شرکت کے لئے آگئے۔ ہم سب نے نمازِ استسقاء ادا کر کے دعا مانگی لیکن قبولیتِ دعا کے اثرات ظاہر نہ ہوئے یہاں تک کہ آدھا دن گُزر گیا، لوگ واپس چلے گئے، صرف میں اور حضرت سیِّدُنا ثابت بُنانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عید گاہ میں باقی رہ گئے۔ جب رات کا وقت ہوا تو میں نے ایک پتلی پنڈلیوں اور بڑے پیٹ والے خوب روسیاہ شخص کو دیکھا جس نے اون کا جوڑا پہن رکھا تھا، میں نے اندازہ لگایا تو اس کا لباس دو درہم کا تھا۔ وہ پانی کے پاس آیا، وضو کیا، محراب کے پاس آکر مختصر دو رکعتیں ادا کیں، اس کا قیام، رُکوع اور سُجُود برابر تھا پھر آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور بارگاہِ خُداوندی میں عرض کی: اے میرے معبود! اے میرے آقا و مولیٰ! جس میں تیرا کوئی نقصان نہیں اُس معاملے میں تو کب تک اپنے بندوں کو خالی لوٹاتا رہے گا؟ کیا تیرے پاس نعمتیں ختم ہو گئیں یا تیرے خزانے خالی ہو گئے؟ میں تجھے اُس محبت کی قسم دیتا ہوں جو تو مجھ سے فرماتا ہے! ابھی ہم پر بارش برسا۔

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ابھی اس کی بات پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور ایسی بارش شروع ہوگئی جیسے مشکوں کا منہ کھل گیا ہو۔ جب ہم وہاں سے نکلے تو پانی ہمارے گھٹنوں تک پہنچ گیا تھا۔ میں اور حضرت ثابت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس سیاہ فام سے تعجب کرنے لگے۔ وہ مڑ کر جانے لگا تو ہم نے اس کا پیچھا کیا، جب اس سے سامنا ہوا تو میں نے اس سے کہا: اے سیاہ فام شخص! کیا تمہیں ایسی بات

کرتے ہوئے شرم نہیں آتی ؟ اس نے پوچھا: میں نے کیا کہا ہے ؟ میں نے کہا: تم کہہ رہے تھے کہ اے اللہ پاک ! تجھے مجھ سے جو محبت ہے اس کے طفیل بارش نازل فرما، تمہیں کیا پتا کہ وہ تم سے محبت فرماتا ہے ؟ یہ سن کر اس نے کہا: اے وہ شخص جو اپنے نفس کی وجہ سے غفلت کا شکار ہے ! ایسی ہمتوں سے دور ہو جاؤ جسے تم نہیں جانتے، کہاں میں اور کہاں اس کا یہ کرم کہ اس نے مجھے ایمان اور اپنی معرفت کی دولت سے نواز، کیا تم دیکھتے نہیں کہ اسے اپنی شان کے لائق مجھ سے جو محبت ہے اسی کے سبب یہ معاملہ ظاہر فرمایا ہے، جبکہ میں تو اس سے اپنی طاقت کے مطابق محبت کرتا ہوں۔ پھر وہ جلدی جلدی چلنے لگا تو میں نے اس سے کہا: اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے ! آہستہ چلیے۔ اس نے جواب دیا: میں ایک غلام ہوں اور مجھ پر میرے مجازی مالک کی اطاعت فرض ہے۔ وہ چلتا گیا اور ہم دور سے اس کا پیچھا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ ایک غلام بیچنے والے کے گھر میں داخل ہو گیا۔ آدھی رات گزر چکی تھی اور بقیہ آدھی رات گزارنا ہم پر مشکل ہو رہا تھا۔ صبح ہوئی تو ہم اس غلام فروش کے پاس گئے اور اس سے کہا: اللہ پاک تم پر رحم فرمائے ! کیا تمہارے پاس کوئی ایسا غلام ہے جسے ہماری خدمت کے لئے ہمیں بیچ دو۔ اس نے جواب دیا: جی ہاں ! میرے پاس بیچنے کے لئے 100 غلام ہیں۔ وہ ایک ایک کر کے مختلف غلاموں کو ہمارے سامنے پیش کرتا رہا اور ہم کہتے رہے کوئی اور دکھاؤ یہاں تک کہ اس نے ہمیں 90 غلام دکھا دیئے۔ اس نے کہا: ابھی میرے پاس ان کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ ہم اس کے گھر سے لوٹتے ہوئے گھر کے پچھلے حصے میں ایک شکستہ حجرے میں داخل ہوئے دیکھا تو وہاں وہی سیاہ فام شخص سو رہا تھا اور وہ وقت قیلولہ کا تھا۔ اسے دیکھ کر میں نے کہا: ربِّ کعبہ کی قسم ! یہی میرا مطلوب ہے۔ میں دوبارہ اس غلام فروش کے پاس آیا اور اس سے کہا: مجھے یہ سیاہ فام غلام بیچ دو۔ اس نے کہا: اے ابو یحییٰ ! یہ غلام منحوس ہے، رات رونے دھونے اور دن نماز پڑھنے اور سونے میں گزارنے کے سوا اس کا کوئی کام نہیں ہے۔ میں نے جواب دیا: میں نے تم سے یہی غلام لینا ہے۔ غلام فروش نے اسے بلایا تو وہ اونگھتا ہوا آیا۔ اس نے کہا: جتنی رقم کے بدلے چاہو اسے لے لو لیکن میں اس کے تمام عُیُوب سے بَری ہوں گا۔ میں نے اس کی بات قبول کر کے غلام کو 20 دینار کے عوض خرید لیا اور اس سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے ؟ اس نے جواب دیا: مَیمُون۔ میں نے گھر جانے کے لئے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر چلنے لگا۔ چلتے ہوئے اس نے مجھ سے پوچھا: اے میرے مجازی مالک ! آپ نے مجھے کیوں خریدا ہے ؟ میں

مخلوق کی خدمت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ میں نے کہا: اے میرے پیارے! میں نے آپ کو اس لئے خریدا ہے تاکہ سر آنکھوں پر بٹھا کر میں خود آپ کی خدمت کروں۔ اس نے پوچھا: وہ کیوں؟ میں نے کہا: کیا تم گزشتہ رات عید گاہ میں ہمارے ساتھ نہیں تھے؟ اس نے کہا: کیا آپ دونوں کو میرا معاملہ پتا چل گیا؟ میں نے جواب دیا: ہاں! میں وہی ہوں جس نے تم سے گفتگو کی تھی۔

حضرت سیّدُنا مالک بن دینار رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: پھر وہ میرے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ جب مسجد کے پاس پہنچا تو وہ مجھ سے اجازت لے کر مسجد میں داخل ہوا، پاؤں کشادہ کئے اور دو رکعت نماز ادا کی پھر آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے میرے معبود اور میرے آقا! میرے اور تیرے درمیان جو راز تھا تو نے اسے مخلوق پر ظاہر کر دیا اور میرا پردہ کھول دیا ہے، بھلا اب میری زندگی پُرسکون کیسے ہو سکتی ہے جبکہ میرے اور تیرے تعلق پر غیر بھی مطّلع ہو گیا ہے۔ میں تجھے تیری قسم دیتا ہوں کہ اسی وقت میری روح قبض فرمالے۔ اتنا کہہ کر وہ سجدے میں چلا گیا۔ میں اس کے پاس آیا اور کچھ دیر انتظار کیا، اس نے سجدے سے سر نہ اٹھایا، اسے ہلا کر دیکھا تو اس کا انتقال ہو چکا تھا۔ میں نے اس کے ہاتھ پاؤں سیدھے کئے تو وہ مسکرا رہا تھا، اس کی سیاہ رنگت سفید ہو گئی تھی اور اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح جگ مگ کر رہا تھا۔ اتنے میں ایک نوجوان مسجد کے دروازے سے داخل ہوا اور اس نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ، **اللہ** پاک ہمارے بھائی میمون کے مُعاملے میں ہمارے اور تمہارے اجر و ثواب کو زیادہ فرمائے، یہ کفن لے لو اور اس میں کفن دینا، کفن دے کر وہ چلا گیا، میں نے کبھی ایسا کپڑا نہ دیکھا تھا۔ پھر ہم نے اسے غسل و کفن دیا اور جنازہ پڑھ کر دفنا دیا۔

حضرت سیّدُنا مالک بن دینار رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: آج تک ان کے مزار کے وسیلے سے بارش کی دعا اور حاجتیں مانگی جاتی ہیں۔

متوکل نوجوان:

﴿14881﴾... حضرت سیّدُنا محمد بن مُبارَک صُوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: ہم حج کے لئے نکلے اور ہمارے ساتھ ایک نوجوان تھا جس کے پاس نہ سفر کا خرچ تھا اور نہ سُواری۔ میں نے اس سے کہا: پیارے! سواری اور سفر کے خرچ کے بغیر کیسے سفر کرو گے؟ اس نے مجھ سے کہا: کیا آپ کو قرآن پڑھنا آتا ہے۔ میں نے کہا: ہاں اور یہ

پڑھا: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ کٓہٰیٰعٓصٓ ﴿۱﴾ یہ سن کر اس نے ایک ہچکی لی اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پھر افاقہ ہوا اور فرمایا: اے نادان! تم جانتے ہو تم نے کیا پڑھا ہے؟ ”کاف“ کافی سے ہے، ”ھا“ ھادی سے ہے، ”عین“ علیم سے ہے اور ”صاد“ صادق سے ہے۔ جب وہ میرے لئے کافی ہے، مجھے ہدایت دینے والا ہے، میرے حال کو جاننے والا ہے اور سچا ہے تو میں سفرِ خرچ اور سواری کا کیا کروں گا؟ پھر اس نے پیٹھ پھیرتے ہوئے یہ کہا:

یَا طَالِبَ الْعِلْمِ هَاهُنَا وَهُنَا	وَمَعْدِنُ الْعِلْمِ بَيْنَ جَنْبَيْكَا
اِنْ كُنْتَ تَرْجُو الْجِنَانَ تَسْكُنُهَا	فَمَثِّلِ الْعَرْضَ نُصْبَ عَيْنَيْكَا
اِنْ كُنْتَ تَرْجُو الْحِسَانَ تَخْطُبُهَا	فَاَسْبِلِ الدَّمْعَ فَوْقَ خَدَّيْكَا
وَقُمْ اِذْ قَامَ كُلُّ مُجْتَهِدٍ	وَادْعُوْهُ كَيْمَا يَقُوْلَ لَبَّيْكَا

ترجمہ: اے علم کو یہاں وہاں ڈھونڈنے والے علم کی کان تو تمہارے اندر ہے۔ اگر تم جنت میں رہنا چاہتے ہو تو آخرت کی پیشی کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو۔ اگر تم خوبصورت چہرے والی حوروں کو نکاح کا پیغام دینا چاہتے ہو تو اپنے چہرے پر آنسو بہاتے رہو۔ جب عبادت میں کوشش کرنے والا کھڑا ہو تو تم بھی عبادت کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور اسے پکارو وہ تمہاری پکار پر لبیک کہے گا۔

زادِ سفر اور سواری کے بغیر حج کا سفر:

﴿14882﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الفیض ذُوالنُّون مصری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: میں بنی اسرائیل کے میدان تیہ میں تھا اور میرا حج کا ارادہ تھا۔ میرے سامنے ایک خوبصورت لڑکا حج کے ارادے سے پیدل چل رہا تھا۔ اس کے پاس نہ سواری تھی اور نہ سفر کا خرچ۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا: اِنَّا لِلّٰہ! اگر اس لڑکے کے پاس یقین ہے تو ٹھیک ورنہ یہ ہلاک ہو جائے گا۔ میں اس سے ملا اور کہا: اے نوجوان۔ اس نے کہا: جی۔ میں نے کہا: اس جگہ اور اس وقت تم سواری اور سفر کے خرچ کے بغیر سفر کر رہے ہو؟ اس نے میری طرف دیکھا اور کہا: اے شیخ! اپنا سر اٹھاؤ کیا تم اپنے علاوہ کسی کو دیکھتے ہو؟ میں نے کہا: اے میرے پیارے! جیسا تم چاہو سفر کرو۔

کرامت: زمین کا سمٹنا

﴿14882﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الفیض ذُوالنُّون مصری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: ایک سال میں حج کے ارادہ سے بَیْتُ اللہ کی طرف روانہ ہوا اور راستہ بھول گیا۔ میرے پاس نہ پانی تھا اور نہ سفر کا خرچ۔ میں ہلاکت میں

پہنچ گیا اور زندگی سے مایوس ہو گیا۔ میرے سامنے بہت سے درخت آئے اور وہاں میں نے ایک عبادت گاہ بھی دیکھی جو نئی بنی ہوئی تھی۔ میں ٹھنڈی رات کی خوشگوار ہوا کے انتظار میں ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گیا۔ سورج غروب ہوا تو ایک نوجوان عبادت گاہ کی طرف آیا جس کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا اور جسم کمزور تھا۔ اس نے اپنے پاؤں سے زمین کے ایک ٹیلے کو ٹھوکر ماردی۔ ٹھوکر مارتے ہی ایک صاف میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا اس نے پانی پی کر وضو کیا اور جا کر عبادت گاہ میں کھڑا ہو کر عبادت کرنے لگا۔ میں بھی چشمہ کے پاس آیا اور اس کا پانی پیا۔ وہ پانی میٹھا تھا، ایسا لگ رہا تھا اس میں حجازی جَو کے ستو ڈالے گئے ہوں اور اس کی مٹھاس مصری کی طرح تھی۔ میں پانی پی کر سیر ہوا اور وضو کیا پھر اس عبادت کرنے والے نوجوان کے پاس آیا اور اس کے ساتھ نماز پڑھنے لگا یہاں تک کہ صبح کی کرن چمکی۔ جب اس نے صبح نمودار ہوتی دیکھی تو اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اونچی آواز سے کہا: رات اپنے اندر کی چیزوں کے ساتھ چلی گئی اور میں اپنی خواہش کے مطابق تیری عبادت بھی نہ کر سکا اور نہ تیری مُناجات کی مٹھاس کا آدھا حصہ پا سکا۔ الٰہی وہ نقصان میں ہے جو تیرے غیر کے لئے اپنے بدن کو تھکاتا ہے اور اپنی ہمت کو تیرے سوا سے لگاتا ہے۔ پھر وہ نوجوان جانے لگا تو میں نے اسے پکار کر کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو رغبت کی لذت عطا فرمائی اور آپ سے تھکاوٹ کی اُکتاہٹ دور کی! مجھ پر رحمت کی نظر کیجئے اور مجھے ذلت سے امن عطا کیجئے۔ میں ایک مسافر ہوں، خانہ کعبہ کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ میرے پاس سُواری اور سفر کا خَرچ نہیں، میں ہلاکت میں پڑا ہوں اور زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں۔ اس نے مجھ سے کہا: اے بے کار شخص! چپ ہو جا کیا اس کی طرف جانے والے اس تک پہنچے بغیر راہ طے کر سکتے ہیں؟ اگر اس سے تیرا مُعاملہ ٹھیک ہو تو تیرے لئے اس کی راہنمائی بھی ٹھیک ہو جائے گی۔ پھر اس نے مجھ سے کہا: میرے پیچھے چلو۔ میں اس کے پیچھے چلنے لگا، دیکھا زمین ہمارے قدموں کے نیچے سے سمٹنے لگی یہاں تک کہ میں نے حاجیوں کو دیکھا اور ان کی پکار سنی۔ اس نے کہا: یہ مکہ مکرمہ ہے پھر وہ کہنے لگا:

وَمَنْ عَامَلَ اللهَ بِتَقْوَاهُ وَكَانَ فِي الْخَلْوَةِ يَرْعَاهُ

سَقَاهُ كَأْسًا مِنْ صَفَا حُبِّهٖ تُسْلِيْهِ لَذَّةَ دُنْيَاهُ

فَأَبْعَدَ الْخَلْقَ وَأَقْصَاهُمْ وَانْفَرَدَ الْعَبْدُ بِمَوْلَاهُ

ترجمہ: جو اللہ پاک کے ساتھ تقویٰ والا معاملہ رکھے اور تنہائی میں بھی اس کی رعایت کرے تو اللہ کریم اسے اپنی خالص محبت کا ایسا جام پلائے گا جو دنیا کی لذت کو ختم کر دے گا، مخلوق کو بندے سے بہت دور کر دے گا اور بندہ اپنے آقا و مولا سے تنہائی کا لطف اٹھائے گا۔

کرامت: مچھلیوں کے منہ میں موتی

﴿14884﴾... حضرت سیِّدُنا ابوالفیض ذُوالنُّون مِصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم مکہ مکرّمہ جانے کے لئے کشتی میں سوار ہوئے تو ہمارے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا جس نے پھٹے پُرانے کپڑے پہن رکھے تھے۔ کشتی میں کوئی چیز چوری ہوگئی تو لوگ اس غریب نوجوان کی طرف شک کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ میں نے اس سے کہا: لوگ تم پر تہمت لگا رہے ہیں۔ اس نے کہا: کیا وہ مجھ پر شک کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ اس نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور کہا: الٰہی میں تجھے قسم دیتا ہوں تو سمندر کی ہر مچھلی کو موتی کے ساتھ نکال۔ اتنا کہنا تھا کہ میں نے دیکھا سمندر کی ہر مچھلی منہ میں موتی لئے ظاہر ہوئی۔ پھر اس نے خود کو سمندر میں پھینک دیا اور نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

﴿14885﴾... حضرت سیِّدُنا ثابِت بُنانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں میدانِ عرفات میں کھڑا تھا کہ دو نوجوانوں کو دیکھا جنہوں نے اون کا جبہ پہن رکھا تھا۔ ایک نے دوسرے سے کہا: اے دوست کیسے ہو؟ دوسرے نے کہا: اے پیارے! لبیک۔ پہلے والے نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ ربّ جس کی خاطر ہم آپس میں چاہت اور محبت رکھتے ہیں کیا وہ کل قیامت میں ہمیں عذاب دے گا؟ میں نے کسی کو کہتے سنا جسے کان سن رہے تھے اور آنکھیں نہ دیکھ پا رہی تھیں، وہ کہہ رہا تھا: ایسا نہیں ہوگا، ایسا نہیں ہوگا۔

فضا میں چلنے والی عورت:

﴿14886﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُو عَبْدُ اللہ مَغْرِبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حج کے لئے نکلا اور تبوک کے جنگل پہنچا۔ وہاں میں نے ایک عورت کو دیکھا جس کے نہ ہاتھ تھے نہ پاؤں اور نہ ہی آنکھیں تھیں۔ میں نے اسے دیکھ کر تعجب کیا اور کہا: اے اللہ کی بندی! تو کہاں سے آئی ہے؟ اس نے کہا: اس کی طرف سے۔ میں نے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا: اس کی طرف۔ میں نے کہا: سُبْحٰنَ اللہ! تم اس حالت میں تبوک کے جنگل میں ہو جہاں تمہارا کوئی مددگار بھی نہیں۔ اس نے مجھ سے کہا: اپنی آنکھیں بند کرو۔ میں نے آنکھیں بند کیں پھر اس نے کہا:

آنکھیں کھولو۔ میں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ میں اس کے پاس ہوں اور وہ کعبہ کے پردوں سے لپٹی ہوئی ہے پھر اس نے کہا: اے ابوعبدُ اللہ! تم ایسے کمزور سے تعجب کرتے ہو جسے طاقتور ذات نے اٹھایا ہے۔ پھر وہ گویا زمین وآسمان کے درمیان چلنے لگی۔

حکایت: درندے کے ذریعے مدد

حضرت سیِّدُنا شیخ شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا یہ حال تھا کہ گھر سے کسی ایسے کام کے علاوہ نکلتے ہی نہیں تھے جس کے بغیر چارہ نہ ہو، ایک دن ایک فقیر آپ کے پاس آیا اس وقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ آپ نے اپنی قمیص اُتار کر اسے دے دی۔ فقیر چلا گیا، حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر وجد کی کیفیت غالب آئی تو آپ باہر نکل آئے اور بیابان میں گھومنے لگے۔ گھومتے گھومتے آپ ایک کنوئیں میں گر پڑے۔ آپ نے چیخنا چاہا پھر آپ کو وہ عہد یاد آیا کہ آپ نے اللہ پاک سے عہد کر رکھا ہے کہ کسی مخلوق سے مدد نہیں مانگیں گے۔ ابھی کنوئیں میں تھے کہ دو آدمی راستے سے گزرے۔ ایک نے دوسرے سے کہا: اے بھائی یہ کنواں راستے کے درمیان ہے انجان آدمی اس میں گر سکتا ہے۔ جاؤ تم میرے پاس بانس لے آؤ اور میں پتھر اور مٹی لے آتا ہوں۔ چنانچہ دونوں نے کنویں کا منہ بند کیا اور چلے گئے۔ حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ جب وہ کنویں کو بند کرنے لگے تو میں نے بشری کمزوری کے سبب چاہا ان سے بات کروں کہ وہ پہلے مجھے نکالیں پھر اس کنویں کو بند کریں۔ مگر پھر مجھے اس عہد نے روک دیا جو میرے اور میرے مولا کے درمیان تھا۔ میں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: میرے مولا! مجھے تیری عزت کی قسم میں تیرے غیر سے مدد نہیں مانگوں گا۔ میں اسی حال میں تھا کہ رات کا ایک پہر گزرا تو کنوئیں کے سرے سے کوئی مٹی ہٹانے لگا، ایسا لگ رہا تھا کوئی انسان کھود رہا ہے۔ میں نے کسی کو کہتے سنا: اپنا سر نہ اٹھانا تاکہ تم پر مٹی نہ گرے۔ پھر اس نے مجھے پکارا: ابو حمزہ! میری ٹانگ پکڑ لو، میں نے اس کی ٹانگ پکڑ لی جو چھونے میں کُھردری تھی۔ پھر جب میں اوپر پہنچ گیا اور کنوئیں سے نکل کر زمین پر آیا تو دیکھا وہ ایک بہت بڑا درندہ ہے۔ اس نے میری جانب توجہ کی تو میں نے کسی کہنے والے کو کہتے سنا: ابو حمزہ! ہم نے تمہیں ہلاکت کے ذریعہ ہلاکت سے بچایا۔ پھر وہ مجھ سے پیٹھ پھیر کر جنگل کی طرف چلا گیا اور میں یہ اشعار کہنے لگا:

اَهَابُكَ اَنْ اُبْدِيَ اِلَيْكَ الَّذِيْ اُخْفِيْ وَطَرْفُكَ يَدْرِيْ مَا يَقُوْلُ لَهُ طَرْفِيْ

نَهَانِيْ حَيَائِيْ مِنْكَ اَنْ اَكْشِفَ الْهَوٰى وَاَغْنَيْتَنِيْ بِالْفَهْمِ مِنْكَ عَنِ الْكَشْفِ

تَرَاءَيْتَ لِيْ بِالْغَيْبِ حَتّٰى كَاَنَّمَا تُبَشِّرُنِيْ بِالْغَيْبِ اَنَّكَ فِيْ كَفِّيْ

اَرَاكَ وَبِيْ مِنْ هَيْبَتِيْ لَكَ وَحْشَةٌ فَتُؤْنِسُنِيْ بِالْعَطْفِ مِنْكَ وَبِاللُّطْفِ

وَتُحْيِيْ مُحِبًّا اَنْتَ فِي الْحُبِّ حَتْفُهٗ وَذَا عَجَبٌ كَوْنُ الْحَيَاةِ مِنَ الْحَتْفِ

ترجمہ: جس راز کو چھپاتا ہوں اسے تیرے سامنے ظاہر کرنے سے مجھے ڈر لگتا ہے تیری نگاہ جانتی ہے جو میری نگاہ اس سے کہتی ہے۔ شرم وحیا نے مجھے اس بات سے روک دیا کہ تجھ پر عشق کا اظہار کروں لیکن تونے خود ہی عشق کو جاننے کے سبب مجھے اظہارِ عشق کی فکروں سے بے نیاز کردیا۔ پھر تونے اپنا غائبانہ دیدار کرواکر مجھے اس طرح خوش کردیا گویا تو بالکل سامنے ہے، میں تیری ہیبت کی وجہ سے وحشت میں ہونے کے باوجود تجھے دیکھتا ہوں اور تو مجھے اپنے لُطف وکرم سے اُنسیت دیتا ہے اور جو تیری محبت میں قتل ہو تو اسے زندہ رکھتا ہے اور یہ بڑی عجیب بات ہے کہ موت کے ساتھ ساتھ زندگی بھی پائی جائے۔

﴿14887﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن محمد ناقد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک شیخ نے بتایا: میں شام کے ایک ساحل پر تھا تو وہاں ایک نوجوان تھا جس پر دو پُرانی چادریں تھیں۔ میں اسے دیکھنے لگا تو اس نے مجھ سے کہا: جو تم دیکھ رہے ہو شوق اور محبت کی شدت نے مجھے اس حال تک پہنچادیا ہے۔ میں نے اس سے کہا: مجھے کچھ اور بتاؤ۔ اس نے یہ اشعار کہے:

مَا قَرَّ لِيْ جَنْبٌ عَلٰى مَضْجَعٍ كَمْ يَلْبَثُ الْجَنْبُ عَلَى الْجَمْرِ

وَاللهِ لَا زِلْتُ لَهٗ عَاشِقًا وَاِنْ اَمُتْ اَذْكُرْهُ فِي الْقَبْرِ

ترجمہ: میرے پہلو کو بستر پر قرار نہیں تو وہ انگاروں پر کیسے ٹھہرے گا۔ بخدا! میں ہمیشہ اس کا عاشق رہوں گا اور اگر مر گیا تو قبر میں بھی اس کو یاد کروں گا۔

اس نے یہ کہا اور مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔

کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا:

﴿14888﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر جوہری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں عَسْقَان میں سبز قلعہ پر نگہبان تھا۔ میرے

پاس سے ایک شخص گزرا جس پر پھٹا ہوا اُونی جُبّہ تھا۔ میں نے کھڑے ہو کر اسے سلام کیا، گلے ملا اور اسے اپنے پاس بٹھایا پھر اس سے علم کے مختلف فنون پر گفتگو کرنے لگا۔ اس کے پاؤں میں جوتے نہ تھے تو میں نے اس سے کہا: آپ اپنے ساتھیوں سے جوتے کیوں نہیں مانگتے تا کہ آپ کو ننگے پاؤں نہ چلنا پڑے۔ اس نے مجھ سے کہا: اے میرے بھائی:

لَرَدُّ اَمْسِ مِنِّيْ بِالْحِبَالِ وَحَبْسُ عَيْنِ الشَّمْسِ بِالْعِقَالِ

وَنَقْلُ مَاءِ الْبَحْرِ بِالْغِرْبَالِ اَهْوَنُ عَلَيَّ مِنْ ذُلِّ السُّؤَالِ

وَاقِفًا بِبَابِ مِثْلِيْ اَرْتَجِيْ مِنْهُ النَّوَالِ

ترجمہ: میں رسی سے گزشتہ کل کو پھیروں اور سورج کو رسی سے باندھوں، سمندر کے پانی کو چھلنی سے منتقل کروں یہ میرے لئے مانگنے کی ذلت سے زیادہ آسان ہے کہ میں اپنے جیسے کے دروازے پر کھڑا ہوں اور اس سے بخشش کی امید چاہوں۔

پھر وہ مجھے شہر کے دروازے سے نکال کر ایک تراشی ہوئی چٹان تک لے آیا جس پر لکھا تھا: خود محنت کر کے کھا اگر تیرا یقین کمزور ہے تو اپنے مولا سے مانگ وہ تیری مدد کرے گا۔

گھٹیا پن:

﴿14889﴾... حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں مُباح (حلال) چیزوں کی طلب میں نکلا کہ ایک آواز میرے کانوں سے ٹکرائی۔ میں اس کی طرف گیا تو وہاں ایک شخص کو دیکھا جو بحرِ عشق میں غوطہ لگا کر غم کے ساحل پر آیا تھا۔ وہ اپنی دُعا میں کہہ رہا تھا: الٰہی! تو جانتا ہے اور میں بھی یہ جانتا ہوں کہ تو جانتا ہے بے شک استغفار کے ساتھ گناہ کرتے رہنا گھٹیا پن ہے۔

حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ حکایت حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے تذکرے میں آچکی ہے اور بعد والی حکایت بھی اسی جیسی ہے۔

رحمتِ الٰہی کی امید رکھنے والا:

﴿14890﴾... حضرت سیِّدُنا حیدرہ بن عُبَیدہ بن عُبَید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ ہم ایک عبادت گزار کی عیادت کرنے گئے تو ہم نے اس سے کہا: آپ کیسا محسوس کر رہے ہیں؟ اس نے کہا: گناہ بہت، جان کمزور، نیکیاں

تھوڑی، سفر طویل اور انتہا سنگین مُعاملہ ہے۔ ہم نے ان سے کہا: کیا آپ کے پاس زادِراہ میں سے وہی ہے جو آپ نے ذکر کیا؟ اس نے کہا: میری اُمید کریم آقا سے ہے۔ پھر کہا: اے اللہ پاک! مصیبتوں میں تجھ سے امید رکھنے والے کو محروم نہ کرنا اور ندامتوں کے دن جب دل نکل پڑیں تو حیرت اور حسرتوں میں اس پر رحم فرمانا۔ پھر وہ کلمہ شہادت پڑھنے لگا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

عزت کرو عزت کی جائے گی:

﴿14891﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عَمرو بن علاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: جو اپنے سے بڑے کے فضل کو پہچانتا ہے اس سے کم مرتبے والا اس کے فضل کو پہچانتا ہے اور اگر وہ اپنے سے بڑے کے فضل کا انکار کرے تو اس کے فضل کا بھی انکار ہوتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو عَمرو رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا سَری بن جابر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حبشیوں کے شہر میں داخل ہوئے۔ فرماتے ہیں: میں نے ایک حبشیہ عورت کو دیکھا کہ وہ چاول پیس رہی تھی اور روتے ہوئے کچھ کہہ رہی تھی جسے میں سمجھ نہیں پایا۔ میں نے کہا: کاش! میں اس کا مطلب جان لیتا۔ میں ایک شیخ سے ملا اور اس سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ کہہ رہی تھی:

رَمَقْتُ بِعَيْنَيَّ يُمْنَةً ثُمَّ يُسْرَةً ... فَلَمْ اَرَ غَيْرَ اللهِ يَأْمَلُهُ قَلْبِي

فَجِئْتُ بِإِدْلَالٍ اِلٰى مَنْ عَرَفْتُهُ ... فَبِالْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ يَغْفِرُ لِيْ ذَنْبِي

اَيَادِيْكَ لَا تُحْصٰى وَاِنْ طَالَ عَهْدُهَا ... وَاِحْسَانُكَ الْمَبْذُوْلُ فِي الشَّرْقِ وَالْغَرْبِ

ترجمہ: میں نے اپنی آنکھوں سے دائیں بائیں دیکھا مگر اللہ پاک کے سوا کسی کو نہ دیکھا جس سے میرا دل امید لگائے۔ تو میں ناز کرتے ہوئے اس کی طرف آئی جسے میں پہچانتی ہوں کہ فضل اور احسان کے ساتھ وہ میرے گناہ معاف فرمائے گا۔ تیری نعمتوں کا شمار نہیں اگرچہ وہ قدیم ہوں اور تیرا احسان مشرق و مغرب میں پھیلا ہوا ہے۔

حاجت پوری ہونے میں دیر کی وجہ:

﴿14892﴾... حضرت سیِّدُنا ابو خالد بن سُلَیم عامری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ گزشتہ زمانے کے راہبوں میں سے ایک راہب نے اللہ پاک سے کوئی حاجت مانگی۔ اس کی حاجت پوری ہونے میں دیر

ہوئی تو اس نے اپنا سر اٹھایا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: میرے آقا اور میرے مولا! تو نے مجھے بہت ہی تنگ قید خانہ میں قید کر دیا ہے اور مجھے اکیلا کر دیا ہے کہ تیرے علاوہ میں کسی سے بات چیت نہیں کر سکتا۔ اب میری راحت صرف تیرے پاس ہے۔ الٰہی! میرے گمان تیرے بارے میں درست ثابت ہوئے، میں نے ایک اور حاجت کا بھی تجھ سے گمان رکھا ہے اس کا کیا ہوا حالانکہ تو میرے گمان کو پورا فرماتا ہے؟ اسے پکار کر کہا گیا: اپنی حاجت لے، اس کلام کی وجہ سے ہی تیری حاجت کو روکا گیا۔ یہ سن کر وہ راہب بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کئی دن تک ہوش میں نہ آیا۔ ہوش میں آنے کے بعد اس نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: الٰہی! کیا یہ سب کچھ تو گناہ گاروں کے ساتھ بھی کرتا ہے۔ اتنا کہنے کے بعد وہ چیخ مار کر گر پڑا اور اس کا انتقال ہو گیا۔

﴿14893﴾... حضرت سیّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: یمن میں مجھے ایسے شیخ کے بارے میں بتایا گیا جس نے عبادت میں لگے رہنے والوں پر نُمایاں مقام حاصل کیا، مجھے ان کی دانائی اور حکمت کے بارے میں بھی بتایا گیا اور ان کی عاجزی و شفقت کے متعلق میں بھی بتایا گیا۔ میں حج کے لئے نکلا اور حج سے فارغ ہو کر ان کا کلام سننے اور ان کی نصیحت سے فائدہ اٹھانے ان کے پاس آیا۔ میں ان کے دروازے پر کئی روز کھڑا رہا یہاں تک کہ ان تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ ہمارے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا جس کا چہرہ بغیر بیماری کے زرد تھا، آنکھیں بغیر مرض کے چُندھیا تھیں اور جسم بغیر بیماری کے کمزور تھا۔ وہ خلوت پسند اور تنہائی سے مانوس تھا۔ تم اسے دیکھ لو تو ایسا لگے گویا ابھی اسے کوئی مصیبت پہنچی ہے۔

متقین کی منازِل:

حضرت سیّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: وہ شیخ ایک دن نمازِ جمعہ کے لئے نکلے تو ہم سب لوگ ان کے پیچھے چل پڑے تاکہ ان سے گفتگو کر سکیں۔ نوجوان جلدی سے ان کی طرف بڑھا اور سلام کر کے مصافحہ کیا۔ شیخ نے اسے مرحبا کہا اور اس سے خندہ پیشانی سے ملے۔ نوجوان نے کہا: **اللہ** پاک نے اپنے فضل وکَرَم سے آپ اور آپ جیسے لوگوں کو دلوں کے اَمراض کا طبیب اور گناہوں کے درد کا مُعالج بنایا ہے۔ میرا زخم بگڑ گیا اور بیماری طویل ہو گئی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اپنے کسی مرہم کے ساتھ کرم فرمائیں اور نرمی کے ساتھ میرا علاج فرمائیں۔ شیخ نے اس نوجوان سے کہا: جو پوچھنا چاہتے پوچھو؟ نوجوان نے پوچھا: **اللہ** پاک سے خوف کی

علامت کیا ہے؟ شیخ نے کہا: تم اللہ پاک کے سوا ہر چیز سے بے خوف ہو جاؤ۔ یہ سن کر وہ نوجوان ایسے تڑپنے لگا جیسے مچھلی شکاری کے جال میں تڑپتی ہے۔ شیخ اس کے سامنے کھڑے تھے پھر اس نوجوان نے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ پڑھا اور اپنا ہاتھ چہرے پر پھیر کر کہا: اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے! بندے کے لئے اللہ پاک کا خوف کب ظاہر ہوتا ہے؟ شیخ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! جب آدمی اپنی جان کو دنیا میں بیمار کی طرح رکھے اور بیماری کے بڑھنے کے خوف سے ہر کھانے سے پرہیز کرے۔ نوجوان نے کہا: آہ! آپ نے سزا کے ساتھ تکلیف بھی دے دی۔ شیخ نے فرمایا: نہیں بلکہ میں نے اچھی دوائی دی اور نرمی سے علاج کیا۔ نوجوان کچھ دیر خاموش رہا اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا پھر اس نے اپنا ہاتھ چہرے پر پھیرا اور کہا: اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے! اللہ پاک سے محبت کرنے والے کی علامت کیا ہے؟ شیخ گھبرا کر کانپنے لگے اور ان کے آنسو موتیوں کی لڑی کی طرح چہرے پر گرنے لگے۔ پھر شیخ نے فرمایا: اے نوجوان! بے شک محبت کا درجہ اونچا، خوبصورت اور بلند و بالا ہے۔ نوجوان نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ اسے میرے لئے واضح کریں۔ شیخ نے فرمایا: بے شک اللہ پاک سے محبت کرنے والوں کے دل چیر دیئے گئے تو انہوں نے دلوں کے نور سے خدائے بُزرگ و برتر کی عظمت کو دیکھا۔ ان کے بدن دنیاوی اور دل آسمانی ہیں، ان کی روحیں پردے میں اور عقلیں نورانی ہیں جو کھلی آنکھوں سے ملائکہ کی صفوں کے درمیان چلتی ہیں۔ تحقیق اور بیان کے ساتھ ان اُمور کا مشاہدہ کرتی ہیں۔ اللہ پاک سے محبت کرنے والوں نے اپنی طاقت بھر اللہ پاک کی عبادت کی اور جنت (کے حُصُول) یا دوزخ (کے عذاب سے بچنے) کے لئے اللہ پاک کی عبادت نہ کی۔ نوجوان نے یہ سنا تو ایک چیخ ماری پھر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ہم نے اسے ہلایا تو وہ دنیا سے رخصت ہو چکا تھا۔ شیخ اس پر جھکے، آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور روتے ہوئے کہنے لگے: خوف رکھنے والوں کی موت اسی طرح ہوتی ہے، یہی عبادت کے لئے خوب کوشش کرنے والوں کا دَرَجہ ہے اور یہی متقین کی منازل ہیں۔

حکایت: راہِ نجات کا پوچھنے والی عورت

﴿14894﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ملکِ شام کے قبرستان کے گنبد نُما مکان میں تھا جس کا کوئی دروازہ نہیں تھا سوائے ایک چادر کے جسے میں نے وہاں لٹکایا ہوا تھا۔ میں وہاں تھا کہ ایک عورت آئی اور اس نے دیوار پر ہاتھ مارا۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا: میں ایک

بھٹکی ہوئی عورت ہوں، میری راستے کی طرف راہ نمائی کرو، اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے!۔ میں نے کہا: اللہ پاک تم پر رحم فرمائے! کس راستے کے بارے میں پوچھ رہی ہو؟ وہ روتے ہوئے کہنے لگی: اے احمد! میں نجات کے راستے کا پوچھ رہی ہوں۔ میں نے کہا: ہائے افسوس! ہمارے اور نجات کے راستے کے درمیان دُشوار گُزار گھاٹیاں ہیں اور وہ گھاٹیاں تیز چلنے، مُعاملات کو دُرُست کرنے اور ان مُعاملات کو ختم کرنے سے طے ہوں گی جو دین و دنیا کے مُعاملے سے غافل کرنے والے ہیں۔ وہ عورت بہت زیادہ روئی پھر بولی: اے احمد! پاک ہے وہ ذات جس نے تجھے سلامت رکھا، ٹوٹ کر بکھرنے نہ دیا اور تیرے دل کی حفاظت کرکے اسے پھٹنے سے بچایا۔ پھر وہ بے ہوش ہو کر گر گئی۔ میں نے کسی عورت سے کہا: دیکھو اسے کیا ہو گیا ہے؟ عورتیں اسے دیکھنے لگیں تو اس کے کپڑوں سے اس کی وصیت ملی (جس کا مضمون تھا:) مجھے میرے ان ہی کپڑوں میں کفن دینا اگر اللہ پاک کے ہاں میرے لیے کچھ بھلائی ہے تو وہ اسے ہی میرے لیے سعادت والا کر دے گا اور اگر کوئی اور معاملہ ہوا تو میری ہلاکت ہے۔ میں نے پوچھا: اسے کیا ہوا ہے؟ عورتوں نے اسے حرکت دی تو وہ انتقال کر چکی تھی۔ میں نے خدمت گزاروں سے پوچھا: یہ کس کی لڑکی ہے؟ انہوں نے بتایا: قریشی عورت ہے اسے کوئی تکلیف تھی جو اسے کھانا بھی نہیں کھانے دیتی تھی۔ یہ کہتی تھی کہ مجھے اپنے اندر ایک تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ ہم اسے شام اور عراق کے طبیبوں کو دکھاتے تھے لیکن یہ کہتی تھی: مجھے گوشہ نشین مُعالج احمد بن ابو حواری کے پاس جانے دو! میں اسے اپنی بیماری بتاؤں گی! شاید اس کے ہاتھوں مجھے آرام آجائے۔

مجھے اس پر حیرت ہے۔۔۔!

﴿14895﴾۔۔۔ حضرت سیِّدُنا وُہَیب بن وَرد رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: ایک دن میں روم کی سرزمین پر چل رہا تھا میں نے پہاڑ کے اوپر سے غیبی آواز سُنی۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: مجھے اس پر حیرت ہے جو تجھے جانتا ہے وہ کیسے تیرے علاوہ کسی اور سے اُمید لگاتا ہے؟ پھر اس نے یہی بات دُہرائی اور اس کے بعد کہا: اے میرے ربّ! مجھے اس پر حیرت ہے جو تجھے جانتا ہے کیسے تیرے علاوہ کسی اور سے مدد چاہتا ہے؟ پھر تیسری مرتبہ وہی بات دُہرائی پھر کہا: مجھے اس پر حیرت ہے جو تجھے جانتا ہے کیسے تیرے غیر کو راضی کرکے تیرے ناراضی والے کام کے درپے ہوتا ہے۔ میں نے اسے پکار کر کہا: کیا تم جن ہو یا انسان؟ اس نے کہا: میں انسان ہوں، تم اپنی جان کو

غیر ضروری کاموں کے بجائے ضروری کاموں میں لگاؤ۔

اسلام پر موت مانگنا:

﴿14896﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن حسن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: مَصِّیْصَہ نامی بستی میں ایک شخص تھا۔ اس کا نچلا دھڑ مفلوج ہو گیا تھا، ایسا لگ رہا تھا اس کے جسم کے ایک حصے میں ہی روح باقی رہ گئی ہے۔ وہ سوراخ والی چارپائی پر پڑا رہتا تھا۔ اس کے پاس کوئی آیا اور کہا: اے ابو محمد! آپ کی صُبح کیسی گزری؟ کہا: دنیا کی سلطنت اس کی طرف ختم ہونے والی ہے اور میری اس سے ایک ہی حاجت ہے کہ وہ مجھے اسلام پر موت عطا کرے۔

قرآن پاک کے ذریعے گفتگو کرنے والی عورت:

﴿14897﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن داود وَاسِطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں عرفات میں کھڑا تھا کہ ایک عورت کو یہ کہتے سنا: جسے **اللہ** پاک ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے **اللہ** پاک گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں نے اس سے کہا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں راہ بھٹکی ایک عورت ہوں۔ میں اپنے اونٹ سے اُتر پڑا اور اس سے کہا: تیرا قصہ کیا ہے؟ اس نے کہا:

وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔

میں نے اپنے دل میں کہا: حَرُورِی عورت ہو گی جبھی میرے کلام کی طرف نظر نہیں کر رہی۔ میں نے اس سے کہا: تم کہاں سے آئی ہو۔ اس نے کہا:

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا (پ۱۵، بنی اسرائیل: ۱)

ترجمۂ کنزالایمان: پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصا (بیت المقدس) تک۔

میں نے اسے اپنے اونٹ پر سُوار کیا اور اسے لے کر مقدسیوں کے کجاوں کی طرف چل پڑا درمیان میں پہنچا تو میں نے کہا: اے عورت میں تمہارے لئے کسے آواز دوں؟ اس نے کہا:

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ (پ۲۳،ص:۲۶) ترجمۂ کنزالایمان: اے داؤد بیشک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ (پ۱۶،مریم:۷) ترجمۂ کنزالایمان: اے زکریا ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ (پ۱۶،مریم:۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام لو۔

میں نے اے داؤد!، اے زکریا! اور اے یحییٰ! کہہ کر پکارا تو کجاوں کے درمیان سے تین نوجوان نکل کر میری طرف آئے اور عورت کو دیکھ کر بولے: ربِّ کعبہ کی قسم! یہ تو ہماری والدہ ہیں جو تین دن سے لاپتہ تھیں۔ انہوں نے اس عورت کو اونٹ سے اتارا تو وہ کہنے لگی:

فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ (پ۱۵،الکہف:۲۰) ترجمۂ کنزالایمان: تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر شہر میں بھیجو۔

نوجوان گئے اور کھجوریں، پستہ اور اخروٹ خرید لائے اور مجھے قبول کرنے کا کہا تو میں نے قبول کر لیا۔ پھر میں نے ان سے پوچھا: کیا وجہ ہے یہ عورت عام لوگوں کی طرح گفتگو کیوں نہیں کرتی؟ وہ بولے: ہماری والدہ 30 سال سے اس خوف سے قرآن کے علاوہ کچھ نہیں بولتیں کہ کہیں وہ قرآن پاک سے ہٹ کر گفتگو کریں تو غلطی نہ کر جائیں۔

زَخلہ عابدہ کی مُناجات:

﴿14898﴾... حضرت سیِّدُنا ابوسُلَیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے زَخلہ عابدہ کو عرفات میں دیکھا کہ وہ کہہ رہی تھی: اے مخلوق کے آقا و مولا! مجھے گناہوں نے بوجھل کر دیا ہے اور ایام نے مجھے جلدی کے ساتھ اُٹھا دیا ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں میں غم کا سرمہ ڈال دیا ہے اور مجھے تیرے عہد کی قسم! کبھی ہنسی سے لُطف اندوز نہ ہوں گی جب تک یہ نہ جان لوں کہ میں کہاں ٹھہروں گی؟ اور میرا ٹھکانا کہاں ہو گا؟ پھر جب اس نے دعا کے لئے لوگوں کے ہاتھ دراز ہوتے دیکھے تو کہنے لگی: اے میرے ربّ! ان لوگوں کو اس مقام پر آگ کے خوف نے کھڑا کیا ہے۔ اے نیک لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک! لوگ تجھ سے بخشش چاہ رہے ہیں اور

تیرے فضل سے امیدیں باندھ رہے ہیں تو اطاعت کی زینت کو میرا شعار بنا دے، اپنی رضا کو میرا اوڑھنا بنا دے، میرے دل کو اپنے خوف سے رنگ دے اور مجھے اپنی ناراضی سے بچا۔ جب امام روانہ ہوا تو اس نے اپنا ہاتھ چہرے پر رکھا اور کہا: لوگ چلے گئے مگر میرا دل تجھ سے مایوس نہ ہوا۔ پھر اس نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئی۔

﴿14899﴾... حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ دریائے نیل کے کنارے جا رہا تھا کہ ایک لڑکی کو دعا کرتے سنا، وہ یوں دعا کر رہی تھی: اے وہ ذات جو بولنے والوں کی زبان کے پاس ہے! اے وہ ذات جو ذکر کرنے والوں کے دلوں کے پاس ہے! اے وہ ذات جو حمد کرنے والوں کی فکر کے پاس ہے! اے وہ ذات جو ظالموں اور متکبروں کی پکڑ فرماتی ہے! اے امید والوں کی امید! جو کچھ میں کر چکی ہوں وہ تو جانتا ہے۔ اتنا کہہ کر اس نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

دو دل:

﴿14900﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ فارِس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: مجھے ایک اعرابی نے نجد میں بتایا کہ میرا ایک پڑوسی تھا۔ وہ بیمار ہوا تو میں نے اس کی عیادت کی اور کہا: اے ابو نُجَید! کیسا محسوس کر رہے ہو؟ اس نے کہا: میں سن رہا ہوں کہ موت کا نغمہ سنانے والے نے گانا شروع کر دیا ہے، کوچ کرنے والے نے اعلان کر دیا ہے، میرا نفس دنیا کا مشتاق اور حریص ہے جو مجھے پکار سننے نہیں دیتا، مجھے دعوت دینے والے کی پکار پر لبیک کہنے سے لمبی امید کے ذریعے باز رکھتا ہے، مجھے دوڑانے والے یعنی میرا بڑھاپا اور میری بیماری مجھے مایوس کر رہے ہیں اور مجھے دھوکا دینے والیاں یعنی میری حرص اور میری اُمید مجھے لالچ دلا رہی ہیں۔ میں دو دلوں کی طرح ہوں: ایک دل وہ ہے جو موت کو ناپسند کرتا ہے اور دُنیا میں ٹھہرنا چاہتا ہے اور دوسرا دل وہ ہے جو کوچ کرنا چاہتا ہے اور منتقل ہونے کا دلدادہ ہے۔ یاد رہے حق باطل پر غالب آتا ہے جیسے جاہل کی بے وقوفی پر بُردبار کی بردباری غالب آتی ہے پھر وہ کہنے لگا:

صَاحَ بِیَ الشَّیْبُ لَا مُقَامَ ... وَبَیَّنَ الرِّجْعَۃَ السِّقَامُ

صَوْتَانِ قَدْ اَزْعَجَا وَحَثَّا ... عُمْرِیْ وَرَاعَنِی الْحِمَامُ

لَا اَمِنَ الدَّهْرَ وَالْمَنَایَا ... اِذْ کُلُّ عُمْرٍ لَہُ انْصِرَامُ

ترجمہ: بڑھاپے نے مجھے چیخ کر کہا یہاں تیرے ٹھہرنے کی جگہ نہیں اور بیماری نے لوٹنا واضح کر دیا۔ (بڑھاپے اور بیماری

کی) دو آوازوں نے بے چین کر دیا اور میری عمر پر مٹی ڈال دی اور موت نے بھی مجھے ڈرا دیا۔ میں گردشِ زمانہ اور ہلاکتوں سے امن میں نہیں کیونکہ ساری عمر گزر ہی جاتی ہے۔

اس کی جزا دو جنتیں:

﴿14901﴾... حضرت سیِّدُنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عُمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے دور میں ایک نوجوان تھا جو عبادت کرتا رہتا اور اکثر مسجد میں ہوتا۔ ایک لڑکی کو اس سے عشق ہو گیا تو وہ اس کے پاس آئی اور سرگوشی میں اسے کچھ کہا۔ اس نوجوان نے خود کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: اے میرے نفس! تو اس سے بات کر کے اللہ پاک سے اس حال میں ملنا چاہتا ہے کہ تو نے زِنا کیا ہو پھر ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا۔ اس کا چچا آیا اور اسے اُٹھا کر گھر لے گیا جب اس نوجوان کو ہوش آیا تو کہا: اے چچا! امیر المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے ملنا اور انہیں میرا سلام کہنا اور پوچھنا کہ جو اپنے ربّ کے حُضُور کھڑا ہونے سے ڈرے اس کی جزا کیا ہے؟ اتنا کہہ کر ایک چیخ ماری اور انتقال کر گیا۔ حضرت سیِّدُنا عُمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اس کی جزا دو جنتیں ہیں، اس کی جزا دو جنتیں ہیں۔

ایک سیاہ فام عارِف:

﴿14902﴾... حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں مصر کے مضافات میں تھا کہ میں نے ایک سیاہ فام شخص کو دیکھا جس کی پنڈلیاں بہت ہی پتلی تھیں۔ میں اس کے قریب ہوا اور سلام کیا۔ اس نے کہا: اے ذُوالنُّون! تم پر بھی سلام ہو۔ میں نے اس سے کہا: اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے! آپ نے کیسے مجھے پہچان لیا جبکہ آج سے پہلے میں آپ سے نہیں ملا؟ اس نے کہا: اے بے کار شخص! عارفین کی حرکات کے ساتھ مَعرِفت مُتَّصِل ہوئی تو میں نے تجھے محبوب پروردگار کی معرفت کے ذریعے پہچان لیا۔ پھر وہ کہنے لگا:

اِنَّ عِرْفَانَ ذِی الْجَلَالِ لَعِزٌّ ۔۔۔ وَبَہَاءٌ وَبَہْجَۃٌ وَسُرُوْرُ

وَعَلَی الْعَارِفِیْنَ اَیْضًا بَہَاءٌ ۔۔۔ وَعَلَیْہِمْ مِنَ الْجَلَالَۃِ نُوْرُ

فَہَنِیْئًا لِمَنْ اَطَاعَکَ رَبِّیْ ۔۔۔ فَہُوَ فِی الْخَیْرِ کُلِّہٖ مَغْمُوْرُ

لَیْسَ لِلْخَائِفِیْنَ غَیْرُکَ رَبِّیْ اَنْتَ سُؤْلِیْ وَمُنْیَتِیْ یَا غَفُوْرُ

ترجمہ: بے شک بُزرگی والے پروردگار کی مَعْرِفَت ضرور عزت، رونق، خوبصورتی اور خوشی ہے۔ عارفین پر بھی یہ مَعْرِفَت اسی طرح خوبصورتی ہے اور ان پر بزرگی والے پروردگار کی طرف سے نور ہے۔ اے میرے ربّ! اسے مبارک ہو جو تیری اطاعت کرتا ہے وہ مکمل خیر میں چھپا ہوا ہے۔ اے میرے رب! ڈرنے والوں کا تیرے سوا کوئی نہیں۔ اے بخشنے والے تو ہی میرا مقصد اور میری خواہش ہے۔

سَیِّدُنا ابو عامر اور ایک اپاہج بزرگ:

﴿14903﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو عامر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں مسجدِ نبوی میں بیٹھا تھا کہ ایک سیاہ فام لڑکا میرے پاس ایک خط لے کر آیا۔ میں نے دیکھا تو اس میں لکھا تھا: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم، **اللہ** پاک آپ کو رات کی فکر سے نفع مند کرے، آپ کو اُنسیت کے آنسو سے بہرہ مند کرے اور آپ کو خلوت کی محبت کے ساتھ خاص کرے۔ میں آپ کا مسلمان بھائی ہوں، مجھے شہر میں آپ کے آنے کا پتا چلا تو مجھے اس سے خوشی ہوئی اور میں نے چاہا آپ کی زیارت کروں مگر میرے لئے اس میں رکاوٹ آگئی۔ میں نے عذر کا نکلنا کِتَابُ اللہ سے تلاش کیا تو میں نے پایا کہ **اللہ** پاک نے مجھے تین چیزیں عطا کی ہیں۔ اس نے مجھ سے اہل و عیال کی مشقت کو دور کر دیا، مجھے آپ کی مجلس کا شوق عطا کیا اور آپ کی گفتگو سننے کا اشتیاق عطا فرمایا۔ یہ شوق اور اشتیاق ایسا ہے کہ اگر میرے اوپر ہو تو میں اس سے سایہ حاصل کروں اور اگر میرے نیچے ہو تو میں اسے اٹھاؤں۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ مجھ پر مہربانی کر کے مجھے اپنی زیارت سے مستفید فرمائیں۔ والسلام

حضرت سَیِّدُنا ابو عامر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں اس سیاہ فام لڑکے کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ ایک کھلے شکستہ گھر تک پہنچا۔ لڑکے نے مجھ سے کہا: یہاں ٹھہریں میں آپ کے لئے اجازت لے کر آتا ہوں۔ میں کھڑا رہا یہاں تک کہ وہ لڑکا دوبارہ نکل کر آیا اور مجھ سے کہا: اندر آجائیں۔ میں داخل ہوا دیکھا تو گھر کا دروازہ کھجور کی ٹہنی کا تھا اور وہاں ایک اَدھیڑ عُمر شخص قبلے کو منہ کیا ہوا تھا۔ تم اسے دیکھو تو تقویٰ اور پرہیزگاری کے سبب تکلیف میں مبتلا خیال کرو گے اور خشیت کی وجہ سے غمگین سمجھو گے کیونکہ اس کے چہرے پر غم ظاہر تھے۔ آنکھیں رونے کی وجہ سے زخمی اور پلکیں بیمار تھیں۔ میں نے اسے سلام کیا تو اس نے میرے سلام کا جواب

دیا پھر اس نے حرکت کی مگر کھڑا نہ ہو پایا کیونکہ وہ اپاہج، نابینا اور بیمار تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: **اللہ** پاک آپ کی عقل کو غموں سے لطف اندوز کرے اور آپ کے دل سے گناہوں کے میل کو دھوڈالے۔ کب سے میری جان کو آپ کا اشتیاق اور میرے دل کو آپ سے ملنے کا شوق تھا۔ مجھے ایک زخم ہے لوگ اس کی دوا اور طبیب اسے ٹھیک کرنے سے عاجز آگئے ہیں۔ آپ اس زخم کا عُمدہ تریاق سے علاج کریں اگرچہ دوا کتنی کڑوی ہو میں اس کی ناگواری پر صبر کرلوں گا اس ڈر سے کہیں بڑی مصیبت نہ پہنچ جائے۔

حضرت سیِّدُنا ابُو عامر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے اس کا خوبصورت کلام سنا اور میں نے ایسا منظر دیکھا جس نے مجھے پریشان کردیا تو میں دیر تک سر جھکائے خاموش رہا پھر میں نے کلام کرتے ہوئے کہا: اے شیخ! اپنے دل کی نگاہ کو آسمان کی بادشاہی میں ڈالو اور اپنے ایمان کی حقیقت کے ساتھ جنّتُ المأویٰ کا تصوُّر لاؤ عنقریب تم اس میں وہ دیکھو گے جو **اللہ** پاک نے اپنے اولیاء کے لئے تیار کیا ہے پھر تم اپنے دل سے بھڑکتی آگ کو دیکھو تو دیکھو گے بدبختوں کے لئے کیا تیاری ہے۔ ان دونوں منزِلوں میں کتنی دوری ہے اور ان دونوں گھروں میں کتنا فرق ہے۔ کیا یہ دونوں فریق موت میں برابر نہیں؟ یہ سن کر وہ آہیں بھرنے اور لمبے لمبے سانس لینے لگا پھر مڑا اور کہا: آپ کی دوائی میری بیماری تک پہنچ گئی ہے اور میں جانتا ہوں میری شفا آپ کے پاس ہے۔ **اللہ** پاک آپ پر رحم فرمائے! مزید بتائیں۔ میں نے کہا: وہ ذات تیری چھپی باتیں جانتی ہے اور تیرے پوشیدہ اُمور پر مُطّلع ہے۔ یہ سنناتھا کہ اس نے ایک چیخ ماری اور گرپڑا اور اس کا انتقال ہوگیا۔ ایک لڑکی آئی جس نے اونی جوڑا پہنا ہوا تھا اور سجدوں کی وجہ سے اس کی بھنوئیں اور ناک زخمی ہوچکے تھے۔ اس نے مجھے دیکھا تو کہا: اے عارِفین کے دلوں کو ہدایت دینے والے اور اے غمگین لوگوں کے غموں کو حرکت دینے والے! آپ نے بہت اچھا کیا۔ پَروَردگارِ عالَم کی قسم! میں آپ کا یہ کھڑا ہونا نہیں بھولوں گی۔ یہ بُزرگ میرے والد تھے، یہ ہر وقت نماز ہی میں مشغول رہے یہاں تک کہ اپاہج ہوگئے، رونے کی کثرت کی وجہ سے ان کی آنکھیں ضائع ہوگئیں۔ یہ **اللہ** ربُّ العزت سے اُمید رکھتے تھے کہ آپ سے ملاقات ضرور ہوگی۔ اور فرمایا کرتے تھے: میں نے ایک مرتبہ حضرت ابُو عامر واعظ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا کلام سنا تھا تو ان کی پُراثر باتوں نے میرے مُردہ دل کو زندہ کردیا، اگر دوبارہ کبھی میں نے ان کا کلام سن لیا تو میں ان کی باتیں سن کر ہلاک ہو جاؤں گا۔

حضرت سیِّدُنا ابو عامر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: چند راتوں کے بعد میں نے ان بزرگ کو خواب میں دیکھا کہ گویا وہ جنت کے ایک باغ میں ہیں۔ میں نے ان سے کہا: اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ وہ اشعار میں کہنے لگے:

اَنْتَ شَرِيْكِيْ فِي الَّذِيْ نِلْتُهُ مُسْتَأْهِلًا ذَاكَ اَبَا عَامِرٍ

وَكُلُّ مَنْ اَيْقَظَ ذَا غَفْلَةٍ فَنِصْفُ مَا يُعْطَاهُ لِلْاٰمِرِ

مَنْ رَدَّ عَبْدًا اٰبِقًا مَرَّةً كَانَ كَالْمُجْتَهِدِ الصَّابِرِ

ترجمہ: اے ابو عامر میں نے رونے چلانے کی بدولت جو پایا ہے اس میں تم بھی میرے شریک ہو۔ ہر وہ جو غفلت والے کو بیدار کرے جو اجر بیدار ہونے والے کا ہے اس کا آدھا نیکی کا حکم دینے والے کے لئے بھی ہے۔ جو مولا سے بھاگے غلام کو ایک مرتبہ بھی واپس لوٹائے گا گویا وہ صبر کرنے والے عبادت گزار کی طرح ہے۔

بزرگوں کی دعا:

﴿14903﴾... حضرت سیِّدُنا ابو قُرَّہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک تابعی بزرگ نے دعا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ! تو نے مجھے بن مانگے عطا کیا تو پھر کیسے مجھے اس سے محروم کرے گا جو میں تجھ سے مانگ رہا ہوں۔ اے اللہ! میں تجھ سے سُوال کرتا ہوں کہ تو اپنی عظمت کو میرے دل میں آباد کر دے اور مجھے اپنی محبت کا ایک جام پلا دے۔

﴿14904﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک تابعی بزرگ نے یوں دعا کی: اے اللہ! میرے دل کو اپنے خوف اور خشیت میں مار اور اپنی محبت و ذکر میں زندہ رکھ۔

﴿14905﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن ہِشام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک شخص مسجدِ خیف میں منیٰ کی ایک رات میں کھڑا ہوا اور پکارا: اے پروردگارِ عالَم! خطا کرنے والے تیری رحمت کی طمع کرتے ہوئے، تجھ سے اُمید لگاتے اور توبہ کرتے ہوئے تیری جانب آتے ہیں تو ہمارے اور ان کے حق میں مغفرت قبول فرما اور ہمیں اور انہیں نامراد نہ لوٹا۔

﴿14906﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن جُنَید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ ایک عبادت گُزار کہتے ہیں: اپنے دلوں کو اللہ پاک کے ذکر سے زندہ کرو، خشیت سے اسے مارو، محبّتِ الٰہی سے منوّر کرو اور شوقِ الٰہی سے اسے خوش کرو۔

جان لو تم محبت کے ساتھ بلند ہو گے، مغفرت کے ساتھ ڈرو گے، شوق کے ساتھ رغبت کرو گے، حُسنِ نیت کے ساتھ نفسانی خواہش پر غلبہ حاصل کرو گے اور خواہشات کو چھوڑنے کی وجہ سے تمہارے اَعمال صاف ہو جائیں گے حتّٰی کہ تم بلند جنتوں میں آسمانی بادشاہی کے وارث ہو جاؤ گے۔ تم میں سے جو راحت چاہتا ہے اسے چاہیے کہ اَہلِ محبت کی منازِل میں عمل کرے۔ اَہلِ محبت کے اَخلاق میں سے دن اور رات کی گھڑیوں میں دل و زبان سے کثرت سے **اللہ** پاک کا ذکر کرنا ہے۔ اگر زبان رک جائے تو دل سے ذکر کرے کیونکہ دل کا ذکر زیادہ بلیغ اور نفع مند ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن جُنَید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک عبادت گزار نے فرمایا: میں نے **اللہ** پاک کو غیور پایا ہے کہ وہ مجھے ان سب سے روک دیتا ہے جن سے میں امید کرتا ہوں۔ البتہ جب میرا دل اس کی چاہت میں تسبیح کرتا ہے تو وہ اپنے ذکر کو میری زبان پر جاری کر دیتا ہے۔ہائے شوق، ہائے شوق۔ یہ کہتے ہوئے وہ عبادت گزار بے ہوش ہو کر گر پڑا۔

خدا سے اُمید رکھو غیر سے نہیں:

﴿14907﴾... حضرت سیِّدُنا سعید بن عبدُالرحمٰن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا یزید بن ہارون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مجلس میں تھا۔ ایک سفر سے میرا کچھ خرچہ ختم ہو گیا تو مجھ سے ایک مُحَدِّث نے پوچھا: تمہیں جو پریشانی پہنچی ہے اس میں کس سے اُمید لگاتے ہو؟ میں نے کہا: حضرت سیِّدُنا یزید بن ہارون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے۔ اس نے کہا: پھر نہ تو تمہاری حاجت پوری ہو گی اور نہ ہی تمہاری طلب کامیاب ہو گی۔ میں نے کہا: آپ کیسے جانتے ہیں؟ کہا: میں نے پڑھا ہے کہ **اللہ** پاک فرماتا ہے: مجھے میری عزت، بزرگی، جُود و کَرَم اور میرے بلند مقام کی قسم! جو بھی میرے غیر سے اُمید لگائے گا میں ضرور اس کی اُمید کو ناامیدی سے کاٹ دوں گا، ضرور اسے لوگوں کے ہاں ذلت کا لباس پہناؤں گا، میں ضرور اسے اپنے قُرب سے دور کر دوں گا اور اپنے وِصال سے دور کر دوں گا۔ کیا سختیوں میں میرے غیر سے اُمید لگاتے ہو حالانکہ سختیاں میرے ہاتھ میں ہیں، فقر میں میرے غیر کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہو جبکہ دروازوں کی چابیاں میرے ہاتھ ہیں۔ لوگوں کے دروازے بند ہیں اور میرا دروازہ اس کے لئے کھلا ہوا ہے جو مجھے پکارے۔ بھلا کون ہے جو مصیبتوں میں مجھ سے آس لگائے اور میں اسے ناامید

کر دوں؟ کون ہے جو بڑے جرم میں مجھ سے امید لگائے اور میں اسے مایوس کر دوں؟ کون ہے جو مجھے پکارے اور میں اس کے لئے دروازہ نہ کھولوں؟ میں نے اپنے بندوں کی امیدیں خود سے وابستہ رکھیں اور غیر سے اُنہیں کاٹ دیا۔ میں نے اپنے بندوں کی اُمیدیں اپنے پاس ذخیرہ کیں مگر وہ میری حفاظت پر راضی نہ ہوئے۔ میں نے اپنے آسمانوں کو ان کی تسبیح سے بھر دیا جو میری تسبیح سے اکتاتے نہیں اور میں نے انہیں حکم دیا کہ وہ میرے اور میرے بندوں کے درمیان دروازوں کو بند نہ کریں مگر بندوں نے مجھ پر بھروسا نہ کیا۔ جسے میری طرف سے کوئی مصیبت پہنچی کیا وہ جانتا نہیں کہ اس مصیبت کو میری اجازت کے علاوہ کوئی دور نہیں کر سکتا۔ کیا بات ہے میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنی اُمیدوں کے ساتھ مجھ سے اعراض کئے ہوئے ہے؟ کیا وجہ ہے کہ میں اسے دیکھتا ہوں وہ مجھ سے غافل ہے؟ میں نے اسے اپنے جود وکَرم سے وہ عطا کیا جس کا اس نے مجھ سے سُوال نہ کیا پھر جب میں نے اس سے وہ لے لیا تو اس نے مجھ سے وہ دوبارہ نہیں مانگا بلکہ میرے غیر سے مانگنے لگا۔ میں ہی بن مانگے پہلے سے عطیہ دیتا ہوں پھر مانگا جائے تو بھی اپنے سائل کو نامراد نہیں لوٹاتا۔ کیا میں بخیل ہوں کہ بندے مجھے بخیل ٹھہراتے ہیں؟ کیا دنیا اور آخرت میرے لئے نہیں؟ کیا فضل اور رحمت میرے ہاتھ نہیں؟ کیا جود وکرم میرے پاس نہیں؟ کیا میں امیدوں کا ٹھکانا نہیں؟ میرے علاوہ کون امیدیں پوری کر سکتا ہے؟ امید کرنے والے جو مجھ سے امید کرتے ہیں کیا میں انہیں وہ دیتا نہیں؟ اگر میں اپنے آسمان اور زمین والوں سب کو جمع کر دوں پھر میں ان میں سے ہر ایک کو اس کی مثل سوچ دوں جو میں نے سب کو دی ہے پھر ان سے کہوں: مجھ سے امید کرو۔ پھر ہر ایک کو اس کی امید کے مطابق عطا کروں تو میرے خزانے میں ذرہ بھر کمی نہ ہو گی۔ کیسے اس بادشاہی میں کمی ہو سکتی ہے جسے میں قائم کرنے والا ہوں؟ میری رحمت سے نااُمید ہونے والوں کے لئے بدحالی ہے اور بُرائی ہے جو میری نافرمانی کرے اور مجھ سے نہ ڈرے۔

قرآن کی آیت سن کر انتقال:

﴿14908﴾... حضرت سیِّدُنا منصور بن عَمّار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میں حج کے لئے گیا تو کوفہ کے ایک محلے میں قیام کیا، ایک مرتبہ میں انتہائی سخت اندھیری رات میں باہر نکلا تو رات کے آخری پہر ایک چیخنے والے کی چیخ سنی جو یوں بارگاہِ الٰہی میں عَرض کر رہا تھا: "اے اللہ! تیری عزت وجلال کی قسم! تیری نافرمانی سے میرا ارادہ تیری

مخالفت کا نہ تھا، میں نے فقط تیری نافرمانی ہی کی، میں تیری سزا اور پکڑ سے غافل نہیں ہوں، مجھ سے ایک خطا سرزد ہوئی، میری بد بختی نے اس پر میری مدد کی اور تیری پردہ پوشی سے میں دھوکے میں رہا، میں نے جان بوجھ کر تیری نافرمانی کی، اپنی جہالت سے تیری مخالفت کی، اب مجھے تیرے عذاب سے کون بچائے گا؟ اگر تو نے مجھ سے اپنا تعلق توڑ لیا تو تیرے ساتھ میرا تعلق کون بحال کروائے گا؟ ہائے جوانی! ہائے جوانی۔" حضرت سیِّدُنا منصور بن عمّار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب وہ فارغ ہوا تو میں نے یہ آیتِ مُقَدَّسہ تلاوت کی:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلٰٓىٕكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَاۤ اَمَرَهُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۝

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اس پر سخت کرّے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کا حکم نہیں ٹالتے اور جو انہیں حکم ہو وہی کرتے ہیں۔

(پ۲۸، التحریم: ۶)

اس کے بعد میں نے ایک تیز آواز سنی پھر کوئی حرکت محسوس نہ ہوئی، میں وہاں سے چلا گیا، دوسرے دن جب اسی راستے سے لوٹا تو میں نے ایک جنازہ دیکھا اور ایک کمزور سی بڑھیا کو دیکھا، وہ مجھے پہچانتی نہ تھی، میں نے اُس سے میت کے بارے میں پوچھا تو وہ بولی: گزشتہ رات میرا بیٹا نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک شخص اس کے پاس سے گزرا اسے وہی جزا ملے جس کا وہ مستحق ہے، اس نے قرآنِ پاک کی ایک آیت طیبہ تلاوت کی جسے سُن کر میرے بیٹے کا پِتّا پھٹ گیا اور اس کی موت واقع ہو گئی۔

خوفِ خدا رکھنے والا جوان:

﴿14909﴾... حضرت سیِّدُنا منصور بن عمّار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک رات میں باہر نکلا، مجھے گمان ہوا کہ دن نکل آیا ہے جبکہ ابھی صُبح تھی، میں ایک بلند چبوترے پر بیٹھ گیا، اچانک میں نے ایک جوان کی آواز سنی جو روتے ہوئے دُعا کر رہا تھا کہ "اے اللہ! تیرے جلال کی قسم! تیری نافرمانی سے میرا ارادہ تیری مخالفت کا نہ تھا، میں نے اپنی جہالت سے تیری نافرمانی کی اور میں تیری سزا و پکڑ سے غافل نہیں ہوں، نہ تیرے عذاب کو ٹال سکتا ہوں اور نہ ہی تیرے دیکھنے کو ہلکا سمجھتا ہوں، میرے نفس نے مجھے خطا و نافرمانی پر اکسایا اور میری بد بختی نے اس

پر میری مدد کی، تیری پردہ پوشی سے میں دھوکے میں رہا، اپنی جہالت سے میں نے تیری نافرمانی و مخالفت کی، اب تیرے عذاب سے مجھے کون بچائے گا؟ دوزخیوں کو آگ میں دھکیلنے والے فرشتوں سے مجھے کون چھڑائے گا؟ اگر تو نے مجھ سے تعلُّق توڑ لیا تو تیرے ساتھ میرا تعلق کون بحال کروائے گا؟ ہائے خرابی میرے لئے! جب ہلکے بوجھ والوں سے کہا جائے گا کہ پُل صراط سے گزر جاؤ اور بھاری بوجھ والوں کو کہا جائے گا کہ جہنَّم میں گر جاؤ، کاش! مجھے معلوم ہو جاتا کہ میں بھاری بوجھ والوں کے ساتھ گر جاؤں گا یا ہلکے بوجھ والوں کے ساتھ پُل صراط آسانی سے پار کر جاؤں گا اور نجات حاصل کر لوں گا، میرے لئے خرابی ہو میری عمر لمبی ہو رہی اور گناہ بڑھ رہے ہیں، میرے لئے خرابی ہو بڑھاپے کی طرف بڑھنے کے باوجود خطائیں زیادہ ہو رہی ہیں، میرے لئے ہلاکت ہو میں کب توبہ کروں گا، کب بارگاہِ الٰہی کی طرف رُجُوع کروں گا، مجھے اپنے رب سے حیا بھی نہیں آتی۔“

حضرت سیِّدُنا منصور بن عمّار رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب میں نے نوجوان کا کلام سنا تو اپنا منہ اس کے دروازے پر رکھ کر یہ پڑھا: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

(پ۲۸، التحریم: ۶)

پھر سخت مضطرب آواز سنی اور خاموشی چھا گئی، میں نے کہا: یہاں ضرور کوئی آزمائش ہے۔ چنانچہ میں دروازے پر نشانی لگا کر اپنے کام سے چلا گیا، جب دوسرے دن لوٹا تو ایک جنازہ دیکھا اور ایک بُڑھیا کو دیکھا جو روتی ہوئی کبھی اندر جاتی اور کبھی باہر آتی، میں نے اس سے کہا: اے **اللہ** کی بندی! اس میت سے تیرا کیا رِشتہ ہے؟ اس نے کہا: ”مجھے چھوڑ دو، مجھ پر غم کو تازہ نہ کرو۔“ میں نے کہا: میں مسافر ہوں مجھے اس کے بارے میں بتاؤ۔ اس نے کہا: ”بخدا! اگر تم مسافر نہ ہوتے تو میں تمہیں کبھی بھی نہ بتاتی، یہ میرا بیٹا ہے، رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے غلاموں میں سے ہے، جب اس پر رات چھا جاتی تو محراب میں کھڑا ہو کر اپنے گناہوں پر روتا تھا، یہ کھجور کے پتوں کی چیزیں بنا کر بیچا کرتا تھا، اپنی کمائی کو تین حصوں میں تقسیم کرتا، ایک تہائی مجھے کھلاتا، ایک تہائی مساکین پر صدقہ کر دیتا اور ایک تہائی سے اپنی اِفطاری کا اہتمام کرتا، گزشتہ رات ایک شخص اس کے

پاس سے گزرا اللہ پاک اسے بہترین جزا دے اس نے میرے بیٹے کے پاس ان آیاتِ مبارکہ کی تلاوت کی جن میں آگ کا تذکرہ تھا پس یہ مسلسل تڑپتا اور روتا رہا حتّٰی کہ انتقال کر گیا، اللہ کریم کی اس پر رحمت ہو۔" حضرت سیِّدُنا منصور بن عمّار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ خوفِ خدا رکھنے والوں کی صِفَت ہے کہ ہر وقت ان پر خوف کا غلبہ رہتا ہے۔

منتخب پیشواؤں کی جماعت کا تذکرہ

حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اَصْفَہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ابھی ہم نے ان بزرگ ہستیوں کے احوال میں کچھ کا تذکرہ کیا جنہیں اللہ پاک نے مخلوق سے اوجھل رکھا، اپنی محبت سے خاص کیا اور ان کے لئے ایسی نشانیاں نہ بنائیں جن کی وجہ سے ان کی اِقتدا کی جاتی۔ اب ہم دوبارہ ان میں سے بعض کے تذکرے کی طرف آتے ہیں جنہیں حق تعالٰی نے پیشوائی، تعلیم، دینِ حق کی طرف دعوت اور لوگوں کو سمجھانے کے لئے مُقرَّر کیا ہے۔ انہیں اللہ پاک نے انبیائے کرام کا خلیفہ اور منتخب پیشوا بنایا ہے۔ ہم ان میں سے ایک جماعت کے تذکرہ پر اکتفا کرتے ہیں اور اللہ پاک بہترین مددگار اور توفیق دینے والا ہے۔

اِنْ شَآءَ اللہ ہم اللہ پاک کی مدد چاہتے ہوئے ان لوگوں کی جماعت کے تذکرے کی طرف لوٹتے ہیں جو پیشوائی کے لئے مقرر ہوئے، پیشوا ہونے سے ان کی شہرت ہوئی، (گناہوں کے) میل سے پاک کئے گئے، اَغیار سے دور رکھے گئے، بڑوں اور نیکوں کی صحبت سے تربیت دیئے گئے۔ انہوں نے اَئِمّۂ دین سے اِتّباعِ آثار کا اِکتساب کیا، انوار سے ان کی تائید کی گئی، اَسرار کی رنگینی سے ان کی حفاظت کی گئی، نکھرے اَذکار سے انہیں خاص کیا گیا، شریر لوگوں کی باتوں سے اور بوجھل لوگوں کو ملاحظہ کرنے سے انہیں بچایا گیا۔

حضرت سیِّدُنا سہل بن عبدُ اللہ تُستَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان منتخب پیشواؤں میں سے عاجزی کرنے والے شیخ، خیر خواہی کرنے والے امانت دار، پختہ فضل کے ساتھ گفتگو کرنے والے حضرت سیِّدُنا ابو محمد سہل بن عَبْدُ اللہ بن یُونُس بن عیسٰی بن عَبْدُ اللہ بن رُفَیع رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے اپنے ماموں حضرت سیِّدُنا محمد بن سَوَّار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے تربیت پائی اور حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے حَرَم میں ملاقات کی۔ آپ کا عام کلام اَعمال کو سُدھارنے اور اَحوال کو باطنی

اَمراض سے نکھارنے پر ہے۔

چھ اُصول:

﴿14910﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ تُستری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اُصول چھ ہیں: (1)...**اللہ** پاک کی کتاب کو تھامنا (2)...رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت کی پیروی کرنا (3)... حلال کھانا (4)... کسی کو تکلیف نہ دینا (5)... گناہوں سے بچنا اور توبہ کرنا اور (6)... حُقُوق ادا کرنا۔

﴿14911﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ تُستری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو حُضُور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اقتدا کرتا ہے اس کے دل میں کسی چیز کا اختیار نہیں ہوتا اور وہ اپنے دل میں اس کے علاوہ نہیں پاتا جو **اللہ** پاک اور اس کا رسول چاہے۔

﴿14912﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ تُستری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: کیا اقتدا کرنے والا اس چیز کو اِختیار کر سکتا ہے جو اسے اچھی لگے؟ فرمایا: نہیں کیونکہ سنت اور اس کا اعتقاد اپنے نام کی طرح ہے اور سنت چار چیزوں سے خالی نہیں: (1)...استخارہ (2)... مشورہ چاہنا (3)... مدد چاہنا اور (4)... توکُّل۔ پھر زمین اس کے لئے پیشوا اور آسمان اس کے لئے عِلْم اور عبرت ہوتا ہے۔ اس کی زندگی اس کے حال میں ہوتی ہے اور اس کا حال مزید ہوتا ہے جو کہ شکر ہے۔

مقتدا و پیشوا:

﴿14913﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ تُستری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو بندہ اپنے دین کے مُعاملے میں **اللہ** پاک کے حکم کی طرف متوجہ ہو، اس پر عمل کرے اور اسے تھام لے اور اُمور کے بگاڑ، زمانے کے فساد اور لوگوں کے اِختلاف اور تفریق کے وقت ان چیزوں سے بچے جن سے **اللہ** پاک نے منع فرمایا ہے تو **اللہ** پاک اسے ایسا پیشوا بناتا ہے جس کی پیروی کی جاتی ہے اور اسے راہ نُما اور ہدایت یافتہ کرتا ہے۔ وہ اپنے زمانے میں دین کو دُرُست رکھتا اور نیکی کا حکم دینے اور بُرائی سے منع کرنے کے معاملہ کو قائم کرتا ہے جو اس زمانے میں غریبُ الوطن اور اجنبی ہو چکا ہوتا ہے اسی کے متعلق رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اسلام

غریبُ الوطنی میں شروع ہوا اور جیسے شروع ہوا ویسے ہی (غریبُ الوطنی کی حالت میں) لوٹ جائے گا۔“[1]

جو بندہ بھی کسی طریقے میں داخل ہوتا ہے اور اس میں داخل ہونے سے پہلے اس کی نیت **اللہ** پاک کے لئے ہوتی ہے تو پہلے سے اس اچھی نیت کی وجہ سے **اللہ** پاک اس کے باطن سے جہل نکال دیتا ہے خواہ وہ چاہے یا نہ چاہے۔ جہالت کو وہی جانتا ہے جو عالم، فقیہ، زاہد، عابد اور دانا ہو۔

نفس کے دھوکے سے چھٹکارے کا طریقہ:

حضرت سیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: آدمی اپنے نَفْس اور اپنے دشمن کے دھوکے سے کیسے خلاصی حاصل کرے؟ فرمایا: اپنے اور **اللہ** پاک کے درمیان جو حال ہے اسے پہچانے اور اس پہچان کے بعد اپنے نَفْس کو قرآن وسنت پر پیش کرے اور معاملات میں سنت کی پیروی کرے۔

مخلوق پر خدا کی طرف سے سات چیزیں:

حضرت سیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ مخلوق پر خُدا کی طرف سے یہ سات چیزیں ہیں جنہیں وہ اپنے نفسوں کے لئے لازم کریں: (1،2)۔ سب سے پہلے نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے منع کرنا ہے اور یہ دونوں فَرض ہیں۔ (3)۔ پھر سنت (4)۔ پھر ادب (5)۔ پھر ترہیب (ڈر) (6)۔ پھر ترغیب (7)۔ پھر رخصت۔ جو ان سات کو اپنے نَفْس پر لازم نہ کرے اور ان پر عمل نہ کرے تو اس کا ایمان کامل نہیں، عقل پوری نہیں، اس کی زندگی پر لُطف نہیں اور وہ اپنے ربّ کی اِطاعت کی لذت نہیں پاتا۔

تین طریقوں پر عبادت:

﴿14914﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عبدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میرے بھائیو جان لو! عبادت گُزار تین طریقوں پر **اللہ** پاک کی عبادت کرتے ہیں: (1)۔ خوف (2)۔ اُمید اور (3)۔ قُرب۔ ان میں سے ہر ایک کی علامت ہے جس سے اس کی پہچان ہوتی ہے اور ایسی گواہی ہے جو اس کے تمام پہلو کی گواہی دیتی ہے۔ خوف رکھنے والے کی علامت یہ ہے کہ وہ جس سے خوف رکھتا ہے اس سے خَلاصی میں مشغول ہوتا ہے پھر وہ ڈرتا رہتا ہے یہاں تک کہ

[1] ...مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ان الاسلام بدا غریبا... الخ، ص۸۰، حدیث: ۳۷۲

خلاصی حاصل کرلیتا ہے، جب وہ خوف سے خلاصی حاصل کرلیتا ہے تو مطمئن ہو جاتا اور سکون میں آجاتا ہے۔ یہ خوف رکھنے والے کی علامت ہے۔ اُمید والا جنت، اس کی نعمتوں کی طلب اور اس کی بادشاہی کی امید رکھتا ہے۔ وہ کثیر کی طلب میں تھوڑا دیتا ہے پھر اپنی جان لگاتا ہے۔ دوسرا کوئی اس سے پہلے جنت کی طرف سبقت کر جائے اس بات سے ڈرتا ہے لہٰذا وہ خرچ کرنے میں خوب کوشش کرتا اور دنیا سے بچتا ہے تاکہ کل قیامت میں اسے کھڑا نہ ہونا پڑے جس کی وجہ سے اس پر سبقت ہو جائے۔ یہ امید والے کی علامت ہے۔ جہاں تک عارِف کی بات ہے جو اللہ پاک کی مَعْرِفت اور اس کا قُرب چاہتا ہے تو وہ پہلے مال خرچ کر کے خالی ہو جاتا ہے پھر اپنے نَفْس کو بیچتا، اس کے بعد روح کو مُباح کر دیتا ہے۔ اگر جنت اور دوزخ نہ بھی ہوں تو بھی وہ راہِ حق سے نہ کسی طرف مائل ہو، نہ زائل ہو اور نہ ہی سست پڑے۔ یہ عارف کی علامت ہے۔ اب اے عقل والو! دیکھو کس قوم سے تمہارا تعلق ہے؟ کیا مُردے ہو جن میں کوئی زندگی نہیں یا پھر نہ مُردہ ہو نہ زندہ یا ہمیشہ کی زندگی کے ساتھ زندگی چاہتے ہو۔ تمہارا بُرا ہو! بے شک خوف رکھنے والا ایک ہی زندگی کے ساتھ زندہ ہوتا ہے، امید والے کی دو زندگیاں ہوتی ہیں اور عارف کی تین۔ یہ وہ زندگی ہوتی ہے جس میں موت نہیں ہوتی۔ خوف والے کی زندگی اس وقت ہوتی ہے جب وہ جہنم کی آگ سے مامون ہوتا ہے تو وہ ایک حیات کے ساتھ زندہ ہو جاتا ہے پھر حیاتِ ثانی کے ساتھ اس کی تکمیل ہوتی ہے اور وہ جنت میں بلاحساب داخل ہوتا ہے۔ امید والا عذاب اور حساب دونوں سے مامون ہوتا ہے۔ وہ جنت کی طرف بلاحساب سابقین کے ساتھ جاتا ہے یوں اس کے لئے دو امان ہوتی ہیں۔ جہاں تک عارِف کی بات ہے تو ایک امان اس کی جہنم کی آگ سے ہوتی ہے اور دوسری یہ ہے کہ وہ رحمٰن کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہے۔ امید والا جنت کی طرف جاتا ہے جبکہ عارف رحمٰن کی طرف سبقت کرتا ہے تو عارف کے لئے تین زندگیاں ہوتی ہیں۔ لہٰذا دیکھو کہ تم کس قوم سے ہو؟ عارفین کے طریقے پر چلو اور اپنے ربِّ کریم کے لئے کمتر ہدیہ کے لئے راضی نہ ہو۔ جس قدر تم ہدیہ دو گے اسی قدر تمہارا اکرام ہو گا اور تمہیں قُرب ملے گا اور جس قدر تمہیں قُرب ملے گا اسی قدر تم نعمتوں سے لُطف اندوز ہو گے۔ نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی طاقت اللہ پاک ہی کی طرف سے ہے۔

نو اَوصاف اور اسلام و ایمان کے اَخلاق:

﴿14915﴾... حضرت سَیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بندے کو چاہیے کہ سب سے پہلے تین

اخلاق کے ساتھ متصف ہو اور اس میں عقل کا اکتساب بھی ہے: (1)... سختی برداشت کرے (2)... ہر معاملے میں نرمی رکھے اور (3)... نفسانی خواہش کی طرف مائل نہ ہو۔ پھر تین مزید احوال بھی ہیں: (1)... عِلْمِ عالی (2)... حِلْم اور (3)... عاجزی حاصل کرنا۔ پھر مزید تین اوصاف بھی ہیں: (1)... مَعْرِفت حاصل کرنا اور معرفت والوں کا اخلاق سکینہ اور وقار ہے۔ (2)... صِیانت (بچنا) اور (3)... اِنصاف۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ بھی فرمایا: اِسلام اور ایمان کے اَخلاق میں سے حیا، تکلیف دور کرنا، بھلائی کرنا اور خیر خواہی کرنا ہے نیز اسی میں بندگی کے احکام بھی داخل ہیں۔

دین کے اَرکان اور ان کی علامات:

حضرت سیِّدُنا سہل تُستَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ دِین کے اَرکان چار ہیں: (1)... صِدق (2)... یقین (3)... رضا اور (4)... محبت۔ صِدق کی علامت صَبر، یقین کی علامت خیر خواہی، رِضا کی علامت خلاف نہ کرنا اور محبت کی علامت اِیثار ہے جبکہ صَبر صِدق کی گواہی دیتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: جاہل مُردہ، بھولنے والا نیند میں، گناہ گار نشے میں اور اِصرار کرنے والا ندامت میں ہے۔

خواہشات سے چھٹکارا:

﴿14916﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جہالت سے علم کی طرف نکلنا، بھولنے سے یاد کی طرف جانا، نافرمانی چھوڑ کر اِطاعت کی طرف آنا اور گناہوں پر اِصرار سے توبہ کی طرف جانا خواہشات سے چھٹکارا ہے۔

تقویٰ کی تکمیل:

﴿14917﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **اللہ** پاک کے اس فرمان:

وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًاۙ(۲) (پ۲۸، الطلاق: ۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو **اللہ** سے ڈرے **اللہ** اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا۔

کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جو اپنے دعویٰ میں **اللہ** پاک سے ڈرتا ہے وہ طاقت اور قوت کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی قوت و طاقت سے براءت کا اظہار کرکے **اللہ** پاک کی طاقت و قوت کی طرف لوٹتا ہے جو اس کے لئے نجات کی راہ نکالتا ہے۔ اسے وہاں سے روزی دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان نہیں ہوتا اور جو **اللہ** پاک پر

بھروسا کرے وہ اس کے لئے کافی ہے۔ تقویٰ مُتَّقی کے لئے ہی دُرست ہے اور تقویٰ کی تکمیل مُتوکِّل کے لئے ہی ہوتی ہے جیسا کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾ (پ۶، المآئدۃ: ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تمہیں ایمان ہے۔

اگر تم اس بات کی تصدیق کرتے ہو کہ اللہ پاک کے سوا کوئی دفع کرنے اور نفع دینے والا نہیں تو اللہ ہی پر بھروسا کرو کیونکہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ (پ۲۲، الفاطر: ۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ جو رحمت لوگوں کے لئے کھولے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ روک لے تو اس کی روک کے بعد اس کا کوئی چھوڑنے والا نہیں اور وہی عزّت و حکمت والا ہے۔

دین کے ارکان:

﴿14918﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو محمد سہل بن عَبْدُ اللہ تُستری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دین کے ارکان خیر خواہی کرنا، رحم کرنا، سچ بولنا، انصاف کرنا، مہربانی کرنا اور حُضُور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اقتدا کرنا اور مرتے دم تک اس پر اللہ پاک کی مدد چاہنا ہے۔

ایمان کی حقیقت:

﴿14919﴾... حضرت سَیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک قوم حُضُور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس آئی تو آپ نے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا: مؤمنین۔ ارشاد فرمایا: ہر قول کی ایک حقیقت ہوتی ہے، تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے کہا: خوشحالی میں شُکر کرنا اور مصیبت میں صَبْر کرنا۔ حُضُور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ لوگ فقہاء اور عُلَما ہیں قریب تھا کہ یہ اپنی فقاہت و سمجھداری سے انبیا ہوتے۔ پھر ارشاد فرمایا: اگر مُعاملہ ایسا ہی ہے جیسا تم کہتے ہو تو جس میں تمہیں رہنا نہیں وہ عمارت نہ بناؤ اور جو تمہیں کھانا نہیں وہ جمع نہ کرو اور اس اللہ پاک سے ڈرو جس کی طرف تمہیں لوٹنا ہے۔[1]

---

[1] ... الزھد الکبیر للبیھقی، باب الورع والتقوی، ص۳۵۳، حدیث: ۹۷۰

ایک حدیث شریف کی شرح:

حضرت سیِّدُنا سہل تُستری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: بزرگوں نے اس فرمان "جس میں تمہیں رہنا نہیں وہ عمارت نہ بناؤ" کی وضاحت یوں فرمائی ہے: **لمبی امیدنہ باندھو۔** اس فرمان "جو تمہیں کھانا نہیں وہ جمع نہ کرو" کی شرح یوں کی ہے: **حرص نہ کرو۔** اس قول "اس **اللہ** پاک سے ڈرو جس کی طرف تمہیں لوٹنا ہے" کی تشریح مُراقبہ سے کی ہے کہ **اپنے دل میں خوفِ خدا رکھو۔**

دل کے کھلنے میں تین رکاوٹیں:

﴿14920﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد سہل بن عَبْدُ الله تُستری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: **اللہ** پاک اس بندے کا دل نہیں کھولتا جس میں تین چیزیں ہوں: (1)...باقی رہنے کی چاہت (2)...مال کی محبت اور (3)...کل کا غم۔

﴿14921﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد سہل بن عَبْدُ الله تُستری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے پوچھا گیا: درویش کب اپنے نفس سے راحت حاصل کرتا ہے؟ فرمایا: جب وہ وقت کو اس وقت سے الگ نہ سمجھے جس میں وہ ہے۔

﴿14922﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن احمد رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: میں نے اپنے ساتھیوں سے سنا ہے کہ حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ الله رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے کلام سے پہلی بات یہ یاد کی گئی کہ نَفْس کی چاہت میں خواہشات کی پیروی پر **اللہ** پاک نیکیاں برباد نہیں کرتا اور نہ اپنے جود و کرم سے نیکیاں روکتا ہے البتہ ان پر یہ حرام کر دیتا ہے کہ وہ اپنے دلوں میں اس میں سے کچھ پائیں جو صِدِّیقین اپنے دلوں میں پاتے ہیں سوائے ضرورت کی حالت میں۔ یہ اس وجہ سے کہ **اللہ** پاک اس بات سے بلند تر ہے کہ وہ ضرورت کی حالت کے سوا نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والے کو دل کی پانے والی باتوں میں سے کچھ عطا کرے۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن احمد رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو یہ بات عجیب لگی تو کہا: اے میرے بھائی! یہ کیا ہے؟ فرمایا: حق ہے جو مجھ پر لازم ہوا ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابراہیم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے کہا: وہ کیسے؟ فرمایا: حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا انتقال ہو گیا ہے۔ پوچھا: کب؟ فرمایا: کل۔

﴿14923﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ الله رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: لوگوں کی بُری اور گھٹیا عادتوں کی تفتیش نہ کرو بلکہ اپنے بارے میں اسلامی اَخلاق کی تفتیش اور چھان بین کرو یہاں تک کہ تم فرمانبردار ہو جاؤ اور

تمہارے دل میں اور تمہارے نزدیک تمہارے حال کی قدر بڑھ جائے۔

دِلوں میں راحت پیدا کرنے والی باتیں:

﴿14924﴾... حضرت سَیِّدُنا سہل بن عَبْدُ الله تُستری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک نے حضرت سَیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے ارشاد فرمایا: اے آدم! میں **اللہ** ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ جس نے میرے فَضْل کے علاوہ کی اُمید رکھی اور مجھ سے عَدْل کے سوا کا خوف کیا اس نے میری مَعْرِفَت نہ پائی۔ اے آدم! میرے بندوں میں سے کچھ میرے چنے ہوئے، میرے خاص اور بہترین لوگ ہیں جنہیں میں نے تیری پیٹھ میں ٹھہرایا ہے۔ مخلوق کے درمیان وہ میری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ میں انہیں اپنی بُزرگی کے ساتھ عزت دوں گا، انہیں اپنے وِصال کا قُرب عطا کروں گا، انہیں اپنی کرامت اور بُزرگی سے عطا کروں گا اور ان کے لئے اپنا فَضْل مُباح کردوں گا۔ میں ان کے دلوں کو اپنی کتابوں کے خزانے بناؤں گا اور انہیں اپنی رحمت سے ڈھانپ لوں گا۔ میں انہیں اپنی مخلوق کے درمیان امان بناؤں گا تو ان کے سبب بارش برساؤں گا، زمین میں کھیتی اُگاؤں گا اور بلائیں دور کروں گا۔ وہ میرے اولیا اور میرے پیارے ہیں۔ ان کے دَرَجات اونچے اور مقامات بلند ہیں۔ ان کے ارادے مجھ سے جڑے ہوں گے اور ان کے عزائم دُرُست ہوں گے۔ ان کی فکریں ہمیشہ میری غیبی بادشاہت میں لگی ہوں گی، اُن کے دل میرے ذکر میں گِروی رہیں گے پھر میں انہیں اپنی محبت کے بدلے اُنسیت کے پیالے سے سیراب کروں گا تو ان کا شوق میری طرف بڑھے گا اور میں ان کی ملاقات کا زیادہ مُشتاق ہوں۔ اے آدم! جو میری مخلوق میں سے مجھے طَلَب کرتا ہے مجھے پالیتا ہے اور جو میرے غیر کو طلب کرتا ہے وہ مجھے نہیں پاتا۔ اے آدم! ان کے لئے سعادت ہے، پھر ان کے لئے سعادت ہے، پھر ان کے لئے سعادت اور اچھا ٹھکانا ہے۔ اے آدم! یہ وہ لوگ ہوں گے جب میں ان کی طرف نظر فرماؤں گا تو میری بارگاہ میں جو ان کی بزرگی ہے اس کی وجہ سے گناہ گاروں کے گناہ مجھے ہلکے لگیں گے۔

(راوی) حضرت سَیِّدُنا محمد بن احمد نیشاپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے ابو محمد! **اللہ** پاک آپ پر رحم فرمائے! ہمیں اس طرح کی باتیں مزید بتائیں کیونکہ اس سے دلوں کو راحت نصیب ہوتی اور دلوں میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ حضرت سَیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اچھا۔ **اللہ** پاک نے حضرت سَیِّدُنا داوٗد عَلَیْہ

السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: ”اے داؤد! جب تم میرے کسی طالب کو دیکھو تو اس کی ضرورت پوری کرنے والے بن جاؤ۔“ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا داؤد عَلَیْہِ السَّلَام اپنی خوش اِلحانی میں فرمایا کرتے: ”وہ لوگ کتنے اچھے ہیں، کاش! میں انہیں دیکھتا۔ اے کاش! میرے سر پر ان کے قدم ہوتے۔“ یہ کہنے کے بعد حضرت سَیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ کا چہرہ گندمی رنگ سے سُرخ یا پیلا ہو گیا اور وہ فرمانے لگے: اللّٰہ پاک نے اپنے نبی اور خلیفہ کو اس کی ضرورت پوری کرنے والا بنایا جو اس کا طالب ہو اگر تو سمجھے۔ میرا نہیں خیال کہ تو اللّٰہ پاک کے اولیا اور اس کے طالبین کی قدر سمجھ سکتا ہے۔ اگر تو ان کی قدر سمجھتا تو ان کی قُربت، ان کی مجلس، ان کی بھلائی اور خدمت کو غنیمت جانتا اور ان کی دیکھ بھال کرتا۔

وہ جس کا اَنیس ربِّ کریم ہے:

﴿14925﴾... حضرت سَیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللّٰہ رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بندہ جب دنیا سے خالی ہو جائے، اپنے نفس سے بھاگ کر اللّٰہ پاک کی طرف چلا آئے اور اس کے دل سے مخلوق کا اثر ہٹ جائے تو اسے کوئی چیز پسند نہیں آتی اور اللّٰہ پاک کے سوا کبھی کسی چیز سے اسے سکون نہیں ملتا پھر اللّٰہ پاک اس کی وحشت دور کرنے والا، اُسے ادب و اخلاق سکھانے والا، اُس کی نگہبانی و حفاظت کرنے والا، اُس کا ہم نشین اور انیس ہوتا ہے تو بندہ اسی سے مناجات کرتا، اُسی کو پکارتا، اُسی سے اُنسیت حاصل کرتا، اسی کی طرف رغبت رکھتا اور اسی سے راحت حاصل کرتا ہے۔ اللّٰہ پاک فرماتا ہے: اس کے لئے سعادت ہے جسے میں نے پیدا کیا اس نے مجھے پہچانا، میں نے اسے دعوت دی تو اس نے میری دعوت قبول کی، میں نے اسے حکم دیا تو اس نے میری اطاعت کی، میں نے اُسے رزق دیا تو اس نے میری حمد کی، میں نے اسے عطا کیا تو اس نے میرا شکر ادا کیا، میں نے اسے مصیبت میں مبتلا کیا تو اس نے میری خاطر صَبْر کیا اور میں نے اسے عافیت دی تو اس نے میرا ذِکر کیا اور میری تعریف و توصیف کی۔

علم، عمل، اِخلاص اور علم و عمل کا شکر:

﴿14926﴾... حضرت سَیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللّٰہ تُستری رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عِلْم کے سوا ساری دنیا جہالت، عمل کے بغیر سارا علم وبال، اخلاص کے بنا سارا عمل غُبار کے بکھرے ہوئے ذرے ہیں اور اخلاص والے عمل میں بھی تم ڈرتے رہو یہاں تک کہ تمہیں پتا لگ جائے کہ عمل قبول ہوا یا نہیں۔

﴿14927﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ تُستری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: علم کا شکر عمل ہے اور عمل کا شکر علم کی زیادتی ہے۔

شیطان کو مسلط کر دیا جاتا ہے:

﴿14928﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: کوئی دل اور نَفْس ایسا نہیں جس پر **اللہ** پاک دن اور رات کی گھڑیوں میں مطلع نہ ہو۔ جس دل اور نفس میں **اللہ** پاک اپنے علاوہ کی حاجت دیکھتا ہے اس پر شیطان کو مُسَلَّط کر دیتا ہے۔

کون کس کا قبلہ ہے؟

﴿14929﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: **اللہ** پاک نیت کا، نیت دل کا، دل بدن کا، بدن اعضاء کا اور اعضاء دنیا کا قبلہ ہیں۔

﴿14930﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ روٹی سے پیٹ بھر لے گا وہ بھوکا ہے۔

غفلت کی اصل اور گناہ کا وبال:

﴿14931﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: پیٹ بھرنا غفلت کی اصل ہے۔

﴿14932﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: آدمی گناہ پر ڈٹا رہتا ہے تو اس کی تمام نیکیوں میں نفسانی خواہش کی آمیزش رہتی ہیں اور جب تک وہ ایک گناہ پر بھی ڈٹا ہوا ہے اس کی نیکیاں خالص نہیں ہو سکتیں۔ نیز وہ اپنی نفسانی خواہش سے خلاصی نہیں پا سکتا جب تک وہ اپنے نَفْس کی ان تمام چیزوں سے نکل نہ جائے جن کو وہ پہچانتا ہے کہ یہ **اللہ** پاک کو ناپسند ہیں۔

﴿14933﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے اس آیت مبارکہ کا معنیٰ پوچھا گیا:

وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ ترجمۂ کنزالایمان: اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔

(پ۱۵، بنی اسرائیل: ۸۰)

تو فرمایا: یہ (مددگار غالب) زبان ہے جس کا بولنا تیری ذات سے ہے غیر سے نہیں۔

﴿14934﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس عِلْم سے افضل کسی کو کوئی چیز عطا نہیں کی گئی جس کی وجہ سے اللہ پاک کی طرف محتاجی بڑھے۔

﴿14935﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب رات کی تاریکی تم پر چھا جائے تو تم دن کے بارے میں نہ سوچو حتّٰی کہ تمہاری رات تمہارے لئے سلامت رہے اور تم اس میں اللہ پاک کا حق ادا کرو اور اپنے نفس کی خیر خواہی چاہو پھر جب صبح ہو تو تب بھی ایسا کرو۔

﴿14936﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ تُسْتَرِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں صَبر کی دو قسمیں ہیں: (1)...دنیا والے دنیا کے لئے صبر کرتے ہیں حتّٰی کہ اس میں سے پالیتے ہیں اور (2)...آخرت والے اپنی آخرت پر صبر کرتے ہیں حتّٰی کہ اس میں سے پالیتے ہیں۔

﴿14937﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کوئی چیز بندے کے لیے اس وقت ہی کامل ہو سکتی ہے جب اس کا علم خشیت تک پہنچ جائے، عَمَل تقوٰی و پرہیز گاری سے مل جائے، پرہیز گاری اخلاص کے ساتھ جڑ جائے، اِخلاص مُشاہدے کے ساتھ مل جائے اور مُشاہدہ اللہ پاک کے سوا ہر شے سے براءت کے ساتھ جڑ جائے۔

غفلت، بیداری اور موت:

﴿14938﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کمزوری غفلت، خشیت بیداری اور دل کی سختی موت ہے۔

﴿14939﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس نے توکل میں طعن کیا اس نے ایمان میں طعن کیا اور جس نے کسب حلال میں طعن کیا اس نے سنت میں طعن کیا۔

﴿14940﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عَرْض کی گئی: بندے کے لئے اللہ پاک کی طرف سے آزمائش کیا ہے۔ فرمایا: بندہ اپنے نام کی طرح عَبْد ہے اور بندہ اللہ کے لئے اور اللہ بندے کے لئے ہے۔ جب بندے سے کوئی نئی چیز صادِر ہوتی ہے تو وہ تیسری چیز ہوتی ہے اور وہی حجاب ہوتی ہے تو بندے کا ابتلا

اللہ پاک کی طرف سے بھی ہے اور اپنے نَفْس کے سبب بھی ہے۔

مقامِ عبودیت اور مقامِ صدق:

﴿14941﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ بندوں کے لئے چار چیزیں ایسی ہیں جنہیں اللہ پاک نے اپنے ذِمَّۂ کرم پر لیا ہے: (1)...جو اللہ پاک سے ڈرے گا اللہ پاک اسے امان دے گا (2)...جو اس سے امید رکھے گا وہ اپنی امید کو پہنچ گا۔ (3)...جو نیکیوں کے ذریعے اس کا قُرب حاصل کرے گا وہ اس کی نیکیاں قبول کرے گا اور ایک کے بدلے 10 کا ثواب عطا کرے گا۔ (4)...جو اس پر تَوَکُّل کرے گا وہ اس کا توکل قبول فرمائے گا، اسے نفس کے سپرد نہیں کرے گا اور اس کے مُعاملے کی ذمہ داری خود لے گا۔

حضرت سیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: وہ کون سا عمل ہے جسے آدمی کرتا رہے یہاں تک کہ اپنے نفس کے عیبوں کو جان لے؟ فرمایا: آدمی اپنے نفس کے عیب اُس وقت تک نہیں جان سکتا جب تک اپنے تمام احوال میں نفس کا محاسَبہ نہ کرے۔ عرض کی گئی: وہ کون سا مرتبہ ہے جس پر فائز ہونے والا مقامِ عُبُودِیت پر فائز ہوتا ہے؟ فرمایا: جب تدبیر چھوڑ دے۔ عرض کی گئی: وہ کون سا مرتبہ ہے جس پر فائز ہونے والا مقامِ صِدْق پر فائز ہوتا ہے؟ فرمایا: جب اللہ پاک کے حکم اور منع کرنے کے معاملے میں اس پر توکل کرے۔

بندے کی آزمائش کی دو صورتیں:

﴿14942﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کی طرف سے بندے کو پہنچنے والی آزمائش دو طرح کی ہوتی ہے، کبھی آزمائش رحمت اور کبھی سزا ہوتی ہے۔ رحمت والی آزمائش بندے کو اللہ پاک سے اپنی محتاجی کا اظہار کرنے اور تدبیر چھوڑنے پر اُبھارتی ہے اور سزا والی آزمائش بندے کو اپنے اختیار اور تدبیر پر عمل کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ منقول ہے کہ آزمائش و ابتلا کی مثال مرض اور بیماری کی طرح ہے۔ ایک شخص 100 سال بیمار رہتا ہے مگر اس مَرض میں مرتا نہیں اور دوسرا شخص ایک گھڑی بیمار ہوتا ہے اور مر جاتا ہے، یوں ہی ایک بندہ 100 سال اللہ پاک کی نافرمانی کرتا ہے مگر اس کا خاتمہ اچھا ہوتا ہے اور وہ نجات پا جاتا ہے جبکہ دوسرا شخص آخری گھڑی میں ایسا نافرمانی والا کلمہ کہہ جاتا ہے جو اسے کُفر کی جانب لے جاتا ہے تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ لہٰذا خطرہ عظیم، مشقت دائمی اور آزمائش سخت ہے۔

مرض سے زیادہ شدید:

مزید فرماتے ہیں: غصہ بدن میں مرض سے زیادہ شدید ہوتا ہے کہ جب کوئی غصہ کرتا ہے تو مرض کے مقابلے میں غصہ کی وجہ سے زیادہ گناہ صادِر ہوتے ہیں۔

﴿14943﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے: تم پر ہر نعمت میری طرف سے ہے جب تم نے اسے پہچان لیا تو میں نے اسے تمہارے لئے شکر بنادیا اور ہر گناہ تمہاری جانب سے ہے جب تم نے اسے جان لیا تو میں نے اسے بخشش بنادیا۔

﴿14944﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کے خزانوں میں توحید سے بڑا خزانہ کوئی نہیں۔

گناہوں اور اطاعت کی مٹی:

﴿14945﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: گناہوں کی مٹی اُمید، اس کا بیج حرص، پانی جہالت اور اس کا ساتھی (گناہوں پر) اِصرار کرنے والا ہے۔ اطاعت کی مٹی مَعْرِفت، اس کا بیج یقین، پانی علم اور اس کا وہ ساتھی سعادت مند ہے جو اپنے اُمور **اللہ** پاک کے سپرد کردے۔

یقین، صِدق اور پرہیز گاری سے محروم:

﴿14946﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو بُرا گمان رکھتا ہے وہ یقین سے محروم ہوتا ہے، جو بے فائدہ گفتگو کرتا ہے وہ صِدق سے محروم ہوتا ہے اور جو فُضُول کاموں میں مشغول ہوتا ہے وہ پرہیز گاری سے محروم ہوتا ہے اور جو ان تینوں چیزوں سے محروم ہوتا ہے وہ ہلاکت میں پڑتا ہے اور اسے دشمنوں والے رجسٹر میں لکھ دیا جاتا ہے۔

﴿14947﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جاہل ہی مخلوق کی غلطیوں پر مطلع ہوتا ہے اور کسی کے پوشیدہ عیب پر مطلع ہو کر ملعون شخص ہی اسے ظاہر کرتا ہے۔

﴿14948﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو خدمت کرتا ہے اس کی خدمت

ہوتی ہے۔ اس کا معنٰی ہے جو تدبیر اور اختیار چھوڑتا ہے اسے توفیق ملتی ہے اور جسے توفیق نہیں ملتی وہ تدبیر نہیں چھوڑتا۔ ساری کی ساری کُشادگی اس میں ہے کہ ہم اپنے لیے اللہ پاک کی تدبیر میں راضی رہیں اور ساری کی ساری بدبختی اس میں ہے کہ ہم اپنی تدبیر خود کریں۔ ہم سلامتی اُسی وقت پاسکتے ہیں جب تدبیر کے معاملے میں قبر والوں کی طرح ہو جائیں۔

ایمان کی زبان اور فصاحت:

﴿14949﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایمان کی زبان توحید، اس کی فصاحت عِلْم اور اس کی دُرُست بصیرت عقل کے ساتھ یقین ہے۔

﴿14950﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نیت ناموں کا نام ہے اور طاعتوں کے کئی نام ہیں اور نیت اخلاص کو کہتے ہے۔ جس طرح ظاہر کا حکم فعل سے ثابت ہوتا ہے اسی طرح باطن کا حکم نیت سے ثابت ہوتا ہے۔ جو اپنی نیت کو نہیں جانتا وہ اپنا دین نہیں جانتا اور جو اپنی نیت کو ضائع کردے وہ حیران رہتا ہے۔ بندہ عِلْمِ نیت کی حقیقت کو اُسی وقت پہنچتا ہے جب اللہ پاک اسے اہلِ صدق کے دیوان میں داخل کردیتا ہے اور وہ عِلْمِ کتاب، عِلْمِ آثار اور عِلْمِ اِقتدا کا عالم ہو جائے۔

مومن وہ ہے جو...!

﴿14951﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مومن وہ ہے جو اپنے رب سے ڈرے، اپنا محاسَبہ کرے اور آخرت کی تیاری کرے۔

قیامت تک فرض ہجرت:

﴿14952﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہجرت قیامت تک فرض ہے۔ جہالت سے عِلْم کی طرف، غفلت سے یادِ الٰہی کی طرف، نافرمانی سے اطاعت کی طرف اور گناہ پر اِصرار سے توبہ کی طرف۔

﴿14953﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو بے فائدہ کاموں میں پڑا رہتا ہے دشمن (شیطان) اس سے اپنی حاجت نیند اور بیداری دونوں حالتوں میں پالیتا ہے۔

﴿14954﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم اپنی دنیا کو اپنے دشمنوں کے پاس چھوڑ دو اور اپنا راز اپنے پیاروں کے پاس رکھو۔

اللہ پاک کا پیارا کون؟

﴿14955﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایسا نہیں ہے جو **اللہ** پاک کی اطاعت والا عمل کرے تو وہ **اللہ** کا پیارا ہو جائے بلکہ جو **اللہ** پاک کی منع کردہ چیزوں سے بچتا ہے وہ **اللہ** کا پیارا ہو جاتا ہے اور گناہوں سے صِدّیق و مُقَرَّب ہی بچتا ہے اور جہاں تک اچھے اعمال کی بات ہے تو اسے نیک اور بد دونوں ہی بجالاتے ہیں۔

﴿14956﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مخلوق **اللہ** پاک کا کھاتی ہے لیکن اس کی عبادت میں غیر کو شریک کرتی ہے۔

عقل کیا ہے؟

﴿14957﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عقل کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی مشقت اور تکلیف برداشت کرنا۔

﴿14958﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس پر دنیا میں راستہ تنگ ہوا آخرت میں کُشادہ ہو گا اور جس پر دنیا میں کشادہ ہوا آخرت میں تنگ ہو گا۔

﴿14959﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: روٹی میں **اللہ** پاک کا ایک راز ہے۔ میں نے 10ہزار سے زیادہ عبادت گُزاروں سے اس راز کے بارے میں پوچھا مگر کسی نے بھی مجھے روٹی کا راز نہیں بتایا۔

﴿14960﴾... ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا۔ اے ابو محمد! آپ مجھے کس کے پاس بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: ایسے کے پاس جو تمہارے ساتھ اپنے اعضاء سے کلام کرے نہ کہ اپنی زبان سے (یعنی صرف زبان سے نہ بولے، عمل بھی کرے)۔

بڑی بادشاہت کا مستحق:

﴿14961﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُاللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو سردار اور بڑا بننے سے کنارہ کش ہو جائے، ایک **اللہ** کا ہو کر رہ جائے اور اس کی بندگی کا اعتراف کر کے اس کی عبادت بجالائے تو وہ **اللہ** پاک سے ہمیشہ کی زندگی میں بڑی بادشاہت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ جو **اللہ** پاک سے اس کی سرداری میں جھگڑے **اللہ** پاک اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ لوگ مال داری کو محبوب رکھتے ہیں جبکہ **اللہ** پاک غنی ہے اور لوگ فقیر ہیں۔ لوگ حکمرانی چاہتے ہیں جبکہ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے:

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ (پ۸، الاعراف: ۵۴) ترجمۂ کنزالایمان: سُن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا۔

لوگ بقا چاہتے ہیں جبکہ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (پ۲۷، الرحمٰن: ۲۶) ترجمۂ کنزالایمان: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے۔

لوگ دنیا کو پسند کرتے ہیں اور **اللہ** پاک دنیا کو ناپسند کرتا ہے۔ لوگ دنیا کا ارادہ کرتے ہیں اور **اللہ** پاک دنیا کا ارادہ نہیں چاہتا یوں لوگ **اللہ** پاک سے اس کی سرداری میں جھگڑتے اور اپنی چاہت و پسند کے سبب اس سے دشمنی کرتے ہیں۔

گناہ و اطاعت کی زمین، بیج اور پانی:

حضرت سیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں: اُمید ہر گناہ کی زمین، حرص ہر گناہ کا بیج اور ٹال مٹول ہر گناہ کا پانی ہے۔ ندامت ہر اطاعت کی زمین، یقین ہر اطاعت کا بیج اور عمل ہر اطاعت کا پانی ہے۔ جتنا تم اپنی دنیا کو گراؤ گے اتنا تم اپنی آخرت بناؤ گے۔ جتنا تم اپنے نفس، نفسانی خواہش اور اپنی شہوت کی مخالفت کرو گے اتنا تم اپنے مولا کو راضی کرو گے۔ جتنا تم اپنے دشمن شیطان اور اس کی دشمنی کو جانو گے اتنا تم اپنے رب کو پہچانو گے۔

﴿14962﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُاللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس کا عمل **اللہ** پاک کے لئے ہوتا ہے تو یہ چیز اس کے دل سے **اللہ** پاک کے سوا ہر شے کی یاد صاف کر دیتی ہے۔

توکل کی حقیقت:

﴿14963﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُاللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بے شک لوگ عمل کے سبب جنت میں

داخل ہوں گے مگر وہ بغیر عمل کے داخل ہونے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ نیز آپ سے توکل کی حقیقت کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: توکل کو بھولنا۔

﴿14964﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک نے لوگوں کو بھوکا رکھا تو وہ دوری میں پڑ گئے تو اُس نے انہیں قرب سے محروم کر دیا۔

﴿14965﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مولا کے دَر کو لازم پکڑنا یہ ہے کہ بندہ اپنے مولائے کریم سے ایمان پر ثابت قدمی اور مضبوطی طلب کرے۔

ایک آیت مبارکہ کی تفسیر:

﴿14966﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اس فرمانِ باری تعالیٰ:

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ (پ۸، الانعام: ۱۲۰) ترجمۂ کنزالایمان: اور چھوڑ دو کُھلا اور چھپا گناہ۔

کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: کُھلے گناہ سے مراد گناہ کا اِرتکاب ہے اور چھپے گناہ سے مراد گناہ سے محبت رکھنا ہے۔

﴿14967﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عقیدہ یہ ہے کہ **اللہ** پاک کی طرف جہالت کی نسبت نہیں کر سکتے اور نہ ہی اُس کی طرف ظلم کی نسبت کر سکتے ہیں اور ہم اس پَروَردگار سے پلک جھپکنے یا اس سے بھی کم بے پروا نہیں۔

حجت، تقویٰ اور عمل کی اصل:

﴿14968﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک ہی حقیقی مدد گار ہے، رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہی اصل حجت و دلیل ہیں، تقویٰ ہی اصل زادِ راہ ہے اور عمل پر صبر ہی حقیقی عمل ہے۔

زندگی چار طرح کی ہے:

﴿14969﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ زندگی چار طرح کی ہے: (1)...ملائکہ کی زندگی اطاعت میں ہے (2)...انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی زندگی علم اور انتظارِ وحی میں ہے (3)...صدّیقین کی

زندگی اقتدا میں ہے اور (4)... سارے لوگوں کی زندگی خواہ عالم ہو یا جاہل، زاہد ہو یا عابد کھانے اور پینے میں ہے۔

کس کے لئے کیا ہے؟

﴿14970﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ الله رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: تحقی انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے لئے، بقدرِ کفایت روزی صدِّیقین کے لئے، خوراک مؤمنین کے لئے، علامت جانوروں کے لئے ہے۔ نشانیاں اور معجزات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے لئے، کرامات اولیا کے لئے ہیں۔ اعانت و مدد مرید کے لئے اور قدرت واختیار خاص اولیا کے لئے ہے اور جس کا دل آخرت کی یاد سے غافل ہوتا ہے وہ شیطانی وسوسوں کا نشانہ بنتا ہے۔

﴿14971﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ الله رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: **اللہ** پاک بندوں کو ان کے دنیاوی معاملات میں کافی ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَیْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (پ۲۴، الزمر: ۳۶) — ترجمۂ کنزالایمان: کیا **اللہ** اپنے بندوں کو کافی نہیں۔

اور وہ بندوں سے آخرت کی غلامی چاہتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (پ۲، البقرۃ: ۱۹۷) — ترجمۂ کنزالایمان: اور توشہ (سفر کا خرچ) ساتھ لو کہ سب سے بہتر توشہ پرہیزگاری ہے۔

قیامت میں برتری و فضیلت کیسے ہوگی؟

﴿14972﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ الله رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں کہ زندگی کی ابتدا تین چیزوں میں ہے: یقین، عقل اور روح۔ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِیَّایَ فَارْهَبُوْنِ ۝ (پ۱، البقرۃ: ۴۰) — ترجمۂ کنزالایمان: اور خاص میرا ڈر رکھو۔

یہ **اللہ** پاک کے ازلی علم کا اور اس کی خفیہ تدبیر اور مہلت دینے کا مقام ہے۔

وَ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ۝ (پ۱، البقرۃ: ۴۱) — ترجمۂ کنزالایمان: اور مجھی سے ڈرو۔

یہ یقین اور اس کی مَعْرِفَت کا مقام ہے۔ نیز فرمایا: لوگ جتنا تقویٰ و پرہیزگاری سے قریب ہوتے ہیں اتنا ہی یقین اور اصل یقین حاصل کرتے اور ممنوعات سے دور رہتے ہیں اور ممنوعات سے دور رہنا خواہشاتِ نفسانی سے دور رہنا ہے لہٰذا بندے خواہشات نفسانی سے دوری کی مقدار یقین کو حاصل کرتے ہیں۔ قیامت میں لوگوں

کے درمیان برتری اور فضیلت بھی یقین کی مقدار سے ہو گی، چنانچہ میزانِ عمل میں جس کا یقین جتنا وزنی ہو گا اتنا ہی فضیلت میں وہ دوسرے سے بڑھ کر ہو گا۔ ایسا بندہ اللہ پاک سے غافل ہوتا ہے جو اس تصوُّر کے ساتھ عبادت نہ کرے کہ گویا وہ اللہ پاک کو دیکھ رہا ہے یا اللہ پاک اسے دیکھ رہا ہے۔ جس قدر بندے کو مشاہدہ ہوتا ہے اسی قدر وہ ابتلا (آزمائش) کو پہچانتا ہے اور جتنا ابتلا کو پہچانتا ہے اتنا حفاظت کی طلب کرتا ہے اور جس قدر بندہ حفاظت کو طلب کرتا ہے اُسی قدر اُس کے اللہ پاک کی طرف محتاج ہونے کا اظہار ہوتا ہے اور بندہ اسی محتاجی کی مقدار نفع اور نقصان کو پہچانتا اور اس کے علم، فہم اور بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے۔

تین نصیحتیں:

﴿14973﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں مجھ سے یاد کر لو اور انہیں اپنے اوپر لازم کر لو: (1)... پیٹ بھر کر نہ کھاؤ (2)... اپنے عمل سے نہ اکتاؤ کہ تم جہاں بھی ہو اللہ پاک تمہیں دیکھ رہا ہے اور (3)... اپنی حاجت کو اس کے سامنے رکھو اور اس کی بارگاہ میں جان دو۔

خیر اور خوفِ خدا سے خالی دل:

﴿14974﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ دو چیزیں بندے کے دل سے اللہ پاک کا خوف لے جاتی ہیں: (1)... دعوٰی (2)... گناہ۔ گناہ والے کا مُعاملہ یہ ہے کہ جب تو اُسے خوف دلائے اور ایمان کے ذریعے اس پر حجت قائم کرے تو وہ ضرور اطاعت، عاجزی اور خوف کا اقرار کرے گا جبکہ دعوٰی کرنے والا نہ کبھی حق کا اقرار کرے گا اور نہ کبھی خوف کے سبب اطاعت کرے گا۔ دعوی کرنے والے کے دل سے بڑھ کر کوئی دل خیر سے خالی اور اللہ پاک کے خوف سے دور نہیں۔

ہلاکت اور خیر کی بنیاد:

﴿14975﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہلاکت کی بنیاد دعوٰی ہے اور خیر کی بنیاد اس کی ذات کی طرف محتاجی ہے۔

﴿14976﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ دعوٰی کرنے کا حکم اس وقت لگے

گا جب اس کے ساتھ یہ تین چیزیں ہوں: (1)...اپنے نَفْس کو سُتھرا بتانا حالانکہ اس کی ممانعت ہے (2)...اپنے اوپر اللہ پاک کی نعمتوں سے ناواقف ہونا اور (3)...اپنے حال سے بے خبر ہونا۔

سنہری باتیں:

﴿14977﴾...حضرت سیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ٭امیدوں میں کمی کر کے زُہد کی مٹھاس حاصل کرو، ٭حقیقی ناامیدی کے ذریعے لالچ کے اسباب ختم کرو، ٭ذکر کرنے والوں کی مجلسوں کو اختیار کر کے دل کی نرمی حاصل کرو، ٭گناہوں سے ہمیشہ دور رہ کر دل کا نور حاصل کرو، ٭طویل غور وفکر سے غم کا دروازہ کھولو، ٭تمام احوال میں اللہ پاک کے لئے سچائی کے ساتھ آراستہ ہو جاؤ اور حکمِ الٰہی پر عمل میں جلدی کر کے اللہ پاک سے محبت رکھو، ٭ٹال مٹول سے بچو کہ یہ ایسا سمندر ہے جس میں ہلاک ہونے والے غرق ہوتے ہیں، ٭غفلت سے بچو کیونکہ اس میں دل سیاہ ہو جاتا ہے، ٭جس میں سستی عذر نہیں اس میں سستی کرنے سے بچو کیونکہ یہ ندامت والوں کا ٹھکانا ہے، ٭انتہائی ندامت اور کثیر استغفار سے گزشتہ گناہوں پر توبہ کرو، ٭بہت زیادہ شکر کر کے نعمتوں میں اضافہ کرو اور نعمتوں کے زوال کے خوف سے ہمیشہ شکر ادا کیا کرو۔

شیطان پر سب سے زیادہ بھاری چیز:

﴿14978﴾...حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: کون سی چیز شیطان پر سب سے زیادہ بھاری ہے؟ فرمایا: عارفین کے دلوں کا اشارہ۔ پھر یہ شعر کہا:

قُلُوْبُ الْعَارِفِیْنَ لَهَا عُیُوْنٌ تَرٰی مَالَا یَرَاهُ النَّاظِرُوْنَا

ترجمہ: عارفین کے دلوں کے لئے آنکھیں ہیں، وہ اُسے بھی دیکھ لیتی ہیں جسے دیکھنے والے نہیں دیکھ سکتے۔

﴿14979﴾...حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: درویش کب اپنے نفس سے راحت حاصل کرتا ہے؟ فرمایا: جب وہ وقت کو اس وقت سے الگ نہ سمجھے جس میں وہ ہے۔

﴿14980﴾...حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ پاک نے کچھ خاص بندوں کو پیدا فرمایا تاکہ وہ انہیں راز کی باتیں بتائے اور وہ خاص لوگوں کو یہ باتیں بتائیں۔ (پھر اُن سے ارشاد فرمایا:) اے بندو! اگر تم یہ نہ کر سکو تو مجھ سے مُناجات اور باتیں کرتے رہو، پھر اگر تم سے یہ بھی نہ ہو سکے تو میرے ارشادات

سنتے رہو اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو میری رحمت کو دیکھتے رہو اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو میرے دروازے پر پڑے رہو اور اپنی حاجتیں میرے حُضُور لاؤ کہ میں سب سے بڑھ کر کرم کرنے والا ہوں۔

بندوں پر رَبِّ کریم کا سب سے کم درجہ حق:

﴿14981﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ پھر فرمایا: حرکت اور سکون میں آدمی کو اپنے حال کا علم ہو، وہ موت کے وقت جانتا ہو کہ اس کے اور اللہ پاک کے درمیان کیا حال ہے؟ کیونکہ اللہ پاک ہی مُنْعِمِ حقیقی (یعنی نعمتیں دینے والا حقیقتاً وہی) ہے تو پتا ہو کہ انعام فرمانے والے کا شکر کیسے ادا ہو؟ اور بندوں پر رب تعالیٰ کا سب سے کم دَرَجہ حق یہ ہے کہ وہ اُس کی عطا کردہ نعمتوں میں اس کی نافرمانی نہ کریں نیز بندہ جانتا ہو کہ اس کے اور مخلوق کے درمیان کس طرح کا حال ہے؟ کیا یہ حال رحم دلی و خیر خواہی والا ہے یا مکر و فریب والا ہے؟

کھانے کی فکر ہو مگر قبر کی نہ ہو...!

﴿14982﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو اس حال میں صبح کرے کہ اسے یہ فکر لگی ہو کہ کیا کھانا ہے؟ اور اسے اپنی قبر کی فکر نہ ہو کہ قبر میں اس کا کیا بنے گا؟ تو اگر وہ رات کو پورا قرآن پڑھتا اور دن کو 500 سو رکعتیں ادا کرتا ہو تب بھی اس کے لئے اس کی صبح منحوس ہے کیونکہ اسے اپنے پیٹ کی فکر ہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ (پ۲، البقرۃ: ۲۳۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور جان لو کہ اللہ تمہارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو۔

یعنی تمہارے دل میں جو چھپا ہے جس پر تم نے ابھی عمل نہیں کیا اور عنقریب تم اسے کرو گے اس بارے میں اللہ پاک سے ڈرو۔ نیز آپ نے فرمایا: اللہ پاک سے فریاد کرو کہ وہی حکم دینے والا، شان والا، حفاظت کرنے والا اور توفیق دینے والا ہے۔ اور اللہ پاک کا فرمان ہے:

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (پ۲۶، محمد: ۱۹)

ترجمۂ کنز الایمان: تو جان لو کہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔

کیونکہ اللہ پاک کے سوا کوئی نفع دینے والا اور مصیبت دور کرنے والا نہیں۔

دنیا سے آخرت کی پہچان:

﴿14983﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نفس کی پہچان دشمن کی پہچان سے زیادہ پوشیدہ ہے اور دشمن کی پہچان دنیا کی پہچان سے زیادہ واضح ہے۔ جب بندہ دشمن (شیطان) کو پہچان لیتا ہے تو اپنے ربِّ کریم کو پہچان لیتا ہے، جب اپنے نفس کو پہچانتا ہے تو بارگاہِ الٰہی میں اپنا مقام بھی پہچان لیتا ہے، جب اپنی عقل کو پہچانتا ہے تو اپنے اور ربِّ کریم کے درمیان اپنے حال کو پہچان لیتا ہے، جب علم کو پہچانتا ہے تو بارگاہِ الٰہی تک پہنچنے کو پہچان لیتا ہے اور جب دنیا کو پہچانتا ہے تو آخرت کو پہچان لیتا ہے۔

﴿14984﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دو ہی چیزیں ہیں نعمت اور مصیبت۔ **اللہ** پاک نے لوگوں کو اپنی جس مَعْرِفَت کی طرف بلایا وہ نعمت ہے اور انہیں ان کے نفسوں کے ساتھ اور ان کی مخالفت میں مبتلا فرمایا یہ مصیبت ہے۔

چھ چیزیں:

﴿14985﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ **اللہ** پاک کے لئے اس کی مخلوق میں تین چیزیں ہیں: (1)... مَعْرِفَت (2)... احسان اور (3)... حکم۔ تین چیزیں **اللہ** پاک کی طرف سے بندوں کے لئے ہیں: (1)... نیکیاں بڑھانا (2)... گناہوں کو مُعاف کرنا اور انہیں نہ بڑھانا (3)... موت تک توبہ کا دروازہ کھلا رکھنا۔

اہلِ معرفت کی ہمت تین چیزوں کی طرف:

﴿14986﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ اَہلِ معرفت کی ہمت ان تین چیزوں کی طرف ہوتی ہے جب تک ان کا مُعاملہ ٹھیک رہے: (1)... نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِقتدا کرنا اور اقتدا سے مراد طلب گار ہونا ہے (2)... **اللہ** پاک سے مدد چاہنا (3)... مرتے دم تک ان پر صبر کرنا۔

﴿14987﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ جس بنیادی شے کی طرف میں دعوت دیتا ہوں وہ میرا یہ قول ہے: اُس دن سے ڈرو جس کے بعد کوئی رات نہیں اور اس موت سے ڈرو جس کے بعد کوئی (دنیاوی) زندگی نہیں۔ وَالسَّلَام

نفس بت اور روح شریک ہے:

﴿14988﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نفس بت ہے اور روح شریک تو جو اپنے نفس کے آگے جھکا وہ گویا کسی بت کے آگے جھکا اور جو اپنی روح کے آگے جھکا وہ گویا کسی شریک کے آگے جھکا۔ لہٰذا جس نے **اللہ** پاک کو ترجیح دی، اخلاص کے ساتھ اس کی عبادت کی، اور اپنی دنیا کو ڈھا دیا اور اپنی روح میں روح کے ساتھ، **اللہ** پاک کے آگے جھکا اسی نے **اللہ** پاک کی عبادت کی اور اسے ترجیح دی۔

مُردہ سانس:

﴿14989﴾... حضرت سیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: سانسوں کا بھی شمار ہے۔ ہر سانس جو **اللہ** کے ذکر کے بغیر نکلتا ہے وہ مُردہ ہے اور ہر سانس جو **اللہ** کے ذکر کے ساتھ نکلتا ہے وہ ذکرِ الٰہی سے معمور ہے۔

صِدِّیقین کے اَخلاق:

﴿14990﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: صِدِّیقین کے اَخلاق میں سے ہے کہ وہ سچی یا جھوٹی **اللہ** پاک کی قسم نہیں کھاتے، نہ وہ غیبت کرتے ہیں اور نہ ان کے پاس کسی کی غیبت ہوتی ہے، وہ پیٹ بھر کر نہیں کھاتے، جب وعدہ کرتے ہیں تو اس کا خلاف نہیں کرتے، جب گفتگو کرتے ہیں تو استثنائی صورتوں کا خیال رکھتے ہیں اور وہ کبھی ہنسی مذاق نہیں کرتے۔

﴿14991﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: تدبیر اور اختیار کو چھوڑ دو کیونکہ یہ دونوں زندگی کو تلخ بناتی ہیں۔

﴿14992﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جان لو! زمانے والے جس فساد میں مبتلا ہیں اس کی وجہ سے موجودہ زمانے میں کوئی اُس وقت تک نجات نہیں پا سکتا جب تک اپنے نفس کو بھوک، صبر اور مجاہدے کے ذریعے ذبح نہ کر ڈالے۔

تین خصلتیں:

﴿14993﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ عقل و حکمت والے ان جیسی تین

خصلتیں لانے سے مایوس ہو چکے ہیں:(1)۔ توبہ کی ہمیشگی (2)۔ سنت کی پیروی اور (3)۔ مخلوق کو تکلیف نہ دینا۔

نعمت سے افضل:

﴿14994﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نعمت پر حمد کرنا نعمت سے افضل ہے اور جس نعمت کے ساتھ حمد کا الہام ہو وہ پہلی والی نعمت سے افضل ہے کیونکہ شکر مزید نعمت کو لازم کرتا ہے۔

﴿14995﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: رُکاوٹ و حجاب کی ابتدا دعوٰی ہے، لوگ جب دعوٰی کرتے ہیں تو محروم کر دیئے جاتے ہیں۔

﴿14996﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو **اللہ** پاک کی رحمت کو اپنے قریب دیکھتا ہے **اللہ** پاک اس کے دل سے اپنے سوا ہر چیز کو دور کر دیتا ہے اور جو اس کی مرضی طلب کرتا ہے وہ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور جو اپنے دل کو سلامت رکھتا ہے **اللہ** پاک اس کے اعضاء کی ذمہ داری لیتا ہے۔

﴿14997﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک جسے بھی عبادت کے لئے آسانی عطا فرماتا ہے تو اسے عبادت کے لئے فراغت بھی عطا فرماتا ہے اور جسے فراغت عطا فرماتا ہے اس سے رِزق کی یہ مشقت دور کر دیتا ہے کہ وہ کہاں سے اُسے حاصل کرے اور اگر ایسا نہیں کرتا تو اسے اپنے ہاں مقام عطا کرتا ہے اور یہ بندہ ہر حال میں اور ہر حال پر اُسے ترجیح دیتا ہے۔ جو بندہ **اللہ** پاک کو ترجیح دیتا ہے **اللہ** پاک اسے دنیا (کے فتنوں) سے بچالیتا ہے اور اسے اپنے غیر کے حوالے نہیں کرتا۔

﴿14998﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر بندہ جائز چیز کی دعا کرتے وقت **اللہ** پاک کی طرف اپنی محتاجی کا اظہار نہیں کرتا تو **اللہ** پاک فرشتوں سے ارشاد فرماتا ہے: اگر یہ میرا کلام برداشت کرنے کی طاقت رکھتا تو میں اسے لَبَّیْکَ سے جواب دیتا۔

﴿14999﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کے ہاں مومن کی عزت و شان اس سے بڑھ کر ہے کہ وہ اسے وہاں سے روزی دے جہاں سے اسے گمان ہو بلکہ مومن کسی جگہ سے رزق کی طَمَع رکھتا ہے مگر وہ اسے اس سے روک دیتا ہے اور اسے وہاں سے روزی دیتا ہے جہاں سے اسے گمان نہیں ہوتا۔

﴿15000﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ اِخلاص اُسی وقت دُرست ہوتا ہے

جب ان سات چیزوں کو چھوڑ دیا جائے: گمراہی، شرک، کُفر، نفاق، بدعت، ریاکاری اور وعید۔

کھانا پانچ قسم کا ہے:

﴿15001﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ کھانا پانچ قسم کا ہے: (1)... ضروری کھانا (2)... جس سے زندگی کی بقا ہو (3)... بقائے بدن کے لیے ضروری خوراک (4)... مقررہ کھانا (5)... ناداروں والا کھانا جبکہ چھٹا کھانا وہ ہے جس میں کوئی بھلائی نہیں اور وہ ناجائز کی آمیزش والا کھانا ہے اور جو رزق کے اہتمام میں نہیں پڑتا وہ دنیا اور اس کی آفات سے بچ جاتا ہے۔

یقین کی ابتدا:

﴿15002﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ یقین کی ابتدا مُکاشفہ ہے جیسا کہ (حضرت سیِّدُنا مولا مشکل کشا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم کا) فرمان ہے: "اگر میرے سامنے سے پردے ہٹ جائیں تو بھی میرے یقین میں اضافہ نہ ہو۔" مکاشفہ کے بعد معاینہ ہے پھر مُشاہدہ ہے۔

﴿15003﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یقین آگ ہے، زبان سے اِقرار چراغ کی بتی ہے اور عمل اس کا تیل ہے۔

آدمی کی سعادت:

﴿15004﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مشقت کی کمی، حال کی تخفیف، نمازوں میں آسانی اور طاعت کی لذت پانا آدمی کی سعادت میں سے ہیں۔

﴿15005﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ذکر کی لذتوں کا پوچھا گیا تو فرمایا: جب دل پُر ہو جاتا ہے تو پاکیزہ و لطیف ہو جاتا ہے۔

﴿15006﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو اپنی نیکی کو نفسانی خواہش سے نہ ملائے اس کا دل مُشاہدہ کرتا اور عمل خالص ہو جاتا ہے۔

خوش بخت ہے وہ...!

﴿15007﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: خوشخبری ہے اس بندے کے لئے جو اپنے

نفس کو اس بات کے علم کا قیدی بنائے کہ اللہ پاک اسے دیکھ رہا ہے، اُس پر متوجہ ہے پھر بندہ اپنے مقام ایمان پر نظر رکھے یہاں تک کہ یہ مقام اُسے مقام قرب پر فائز کردے، اُس کا علم رسائی حاصل کرلے، اُس کی زبان ذکر الٰہی سے تر رہے اور اُس کے اعضاء عبادت میں لگے رہیں حتّٰی کہ خدائی مدد اسے پہنچ جائے۔

عقل کی جڑ اور اس کا پھل:

﴿15008﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: بندہ کس طرح اپنی عقل کو پہچان سکتا ہے؟ فرمایا: جب بندہ غموں میں پڑا ہو اس وقت اسے اپنی عقل کا پتا چلتا ہے اور عقل کی پہچان اور اس کی تکمیل اس کے بعد ہوتی ہے۔ نیز فرمایا: عقل کی جڑ خاموشی، اس کا پھل عافیت، اس کا باطن راز چھپانا اور اس کا ظاہر حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اقتدا ہے۔

﴿15009﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: فرائض پر ایمان لانا اور ان کا علم ہونا فرض ہے، ان پر عمل کرنا فرض ہے اور ان میں اخلاص ہونا بھی فرض ہے اور سنتوں پر ایمان لانا اس لحاظ سے فرض ہے کہ یہ سنت ہے اور سنت کا علم ہونا سنت ہے اور اس پر عمل کرنا بھی سنت ہے جبکہ اس میں اخلاص کا ہونا فرض ہے اور ایمان کے ساتھ اخلاص یہ ہے کہ عمل کیا جائے۔

مؤمنین کے تین مقامات:

﴿15010﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: وہ مؤمنین جن کے ساتھ اللہ پاک نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے ان کے تین مقامات ہیں: (1)...وہ جو ایمان لائے اور کوئی نیک عمل نہ کرسکے ان کے لئے بھی جنت ہے۔ (2)...جو ایمان لائے، کوئی گناہ نہ کیا اور نیک اعمال بجالائے، انہی کی شان میں فرمایا گیا: قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَۙ(۱) (پ۱۸، المؤمنون: ۱) ترجمۂ کنزالایمان: بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے۔ (3)...جو ایمان لائے، پھر گناہ کئے، اس کے بعد توبہ کی اور ٹھیک رہے، یہ اللہ پاک کے پیارے ہیں ان کے لئے بھی جنت ہے۔

چوتھے وہ ہیں جو ایمان لائے اور اچھے بُرے کام کئے ان کی حقیقت میزانِ عمل میں واضح ہوگی اور یہ اللہ پاک کی مشیت میں ہیں۔

﴿15011﴾... حضرت سیّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کے مُنَزَّہ و مُبَرَّا ہونے کے سبب

اُسے مَعدوم وغیر موجود مت سمجھ لینا اور جن آیات میں تشبیہ دی گئی ہے انہیں دیکھ کر اللہ پاک کے لیے جسم ثابت مت کرنا۔ اللہ پاک مخلوق کے لئے جیسے چاہتا ہے تجلی فرماتا ہے۔

﴿15012﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنے کا ثواب اللہ پاک کا دیدار ہی ہے اور جنت تو اعمال کا ثواب ہے۔

﴿15013﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اول حق اللہ پاک ہے اور آخری حق وہ ہے جس سے اللہ پاک کی رضا چاہی جائے۔

گناہ کے ساتھ 100 نیکیاں:

﴿15014﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مومن کوئی گناہ کرتا ہے حتّٰی کہ اس کے ساتھ 100 نیکیاں کما لیتا ہے۔ حضرت سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: ابو محمد! ایسا کیسے ہوتا ہے؟ فرمایا: ہاں دوست! مومن کوئی گناہ نہیں کرتا مگر اس پر عذاب کا خوف رکھتا ہے، اگر ایسا نہ ہو تو وہ مومن نہ ہو اور گناہ پر اس کے عذاب کا خوف رکھنا نیکی ہے۔ گناہ کرنے کے بعد مومن اللہ پاک سے مغفرت کی اُمید رکھتا ہے، ایسا نہ ہو تو وہ مومن نہ ہو اور اللہ پاک سے مغفرت کی اُمید رکھنا نیکی ہے۔ مومن گناہ کے بعد توبہ پر بھی ایمان رکھتا ہے، اگر ایسا نہ ہو تو وہ مومن نہ ہو اور گناہ سے توبہ پر ایمان رکھنا بھی نیکی ہے۔ مومن اس بات کو بھی ناپسند رکھتا ہے کہ کوئی اس کے گناہ پر مطلع ہو، اگر ایسا نہ ہو تو وہ مومن نہ ہو اور گناہ پر مطلع ہونے کو ناپسند کرنا بھی نیکی ہے۔ مومن گناہ پر مرنے کو ناپسند کرتا ہے، اگر ایسا نہ ہو تو وہ مومن نہ ہو اور گناہ پر مرنے کو ناپسند کرنا بھی نیکی ہے۔ یہ پانچ نیکیاں در حقیقت 50 نیکیاں ہیں کیونکہ ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہے جیسا کہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ (پ۸، الانعام: ۱۶۰)

ترجمۂ کنزالایمان: جو ایک نیکی لائے تو اس کے لئے اس جیسی دس ہیں۔

یوں یہ 100 نیکیاں ہو جائیں گی اور تمہارا ایسے گناہ کے بارے میں کیا خیال ہے جسے 100 نیکیاں گھیرے ہوئے ہوں۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ (پ۱۲، ھود: ۱۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر ایک لومڑی 100 کتوں کے درمیان ہو تو کیا وہ اسے چیر پھاڑ نہیں ڈالیں گے؟

پھر حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ رونے لگے اور فرمایا: یہ بات جاہل لوگوں کو نہ بتانا ورنہ وہ اس پر تکیہ کرلیں گے اور دھوکے میں پڑ جائیں گے کیونکہ یہ گناہ مومن بندے کے خلاف حجت ہے اور نیکیاں اس کے حق میں ہیں اور جو اُس کے خلاف حجت ہے **اللہ** پاک چاہے تو اس پر پکڑ فرمائے اور وہ سزا دینے میں عَدل کرنے والا ہے اور جو اُس کے حق میں ہے اُس پر **اللہ** پاک اس کی پکڑ نہیں کرے گا بلکہ اسے اس کا پورا ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ کچھ عرصہ بعد ہو۔ کون ہے جو جہنم کی آگ پر ایک گھڑی بھی صبر کر سکے؟ ہاں اس گناہ سے توبہ میں جلدی کرو یہاں تک کہ تم سزا سے بچ جاؤ اور **اللہ** پاک کے پیارے بن جاؤ کیونکہ **اللہ** پاک توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

صغیرہ اور کبیرہ گناہ کی مثال:

﴿15015﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مرض، بیماریاں، غم اور مصائب یہ سب صغیرہ گناہوں کے لئے کفارہ ہیں اور جہاں تک کبیرہ گناہوں کی بات ہے تو یہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔ کبیرہ گناہ کی مثال ایسے ہے جیسے کپڑوں پر سیاہی لگ جائے جو داغ دور کرنے والے صابن سے ہٹتی ہے یا سرکہ اور اُشنان (ایک قسم کی گھاس) وغیرہ سے دور ہوتی ہے۔ صغیرہ گناہ کی مثال کھجور کے شیرے کی طرح ہے جو کپڑے کو لگ جائے تو تھوک اور تھوڑے پانی سے بھی صاف ہو جاتا ہے۔ حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: ابو محمد! کیا یہ روایت نہیں کیا گیا کہ مصائب کفارہ ہیں اور اجر کا باعث ہیں؟ آپ ہنس پڑے اور فرمایا: اے دوست! جب مصائب کے ساتھ صبر اور ثواب کی اُمید ہو تو اس وقت مصائب کفارہ اور اجر دونوں ہوں گے اور اگر مصائب پر صبر نہ کیا جائے تو یہ کفارہ ہوں گے مگر ان میں اجر و ثواب نہ ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ مصائب تیرے غیر کا فعل ہیں اور غیر کے فعل پر تجھے ثواب نہیں ملتا اور صبر کرنا اور ثواب کی امید رکھنا تیرا فعل ہے جس پر تجھے اجر و ثواب ملے گا۔

محبت اصل میں خوف ہے:

﴿15016﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: محبت اصل میں خوف ہے کیونکہ کفار نے

اللہ پاک سے محبت کی تو اُن کی محبت بے خوفی بن گئی اور مؤمنین کی محبت خوف بن گئی۔

دنیا کی اصل اور فرع:

﴿15017﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: دنیا کی اصل جہالت ہے اور اس کی فَرْع کھانا، پینا، لباس، خوشبو، عورتیں، مال، باہم فخر کرنا اور مال کی زیادتی میں مقابلہ کرنا ہے۔ ان سب کا نتیجہ گناہ ہیں اور گناہوں کی سزا اصرار (ڈٹے رہنا) ہے، اصرار کا نتیجہ غفلت ہے اور غفلت کا انجام اللہ پاک پر جری ہونا ہے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا: جو بندہ پرہیز گار نہیں بنتا اور نہ اپنے عمل میں پرہیز گاری لاتا ہے اس کے اعضاء گناہ میں پڑ جاتے ہیں اور دل شیطان کے قبضہ واختیار میں چلا جاتا ہے۔ پس اگر وہ اپنے علم پر عمل کرتا ہے تو اس کا علم اسے پرہیز گاری پر اُبھارتا ہے پھر جب وہ پرہیز گاری اختیار کرتا ہے تو اس کا دل اللہ پاک کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

دلیل، ناصح اور قیدی:

نیز فرمایا: علم، دلیل، عقل ناصح اور نفس ان دونوں کے درمیان قید ہے۔ دنیا پیٹھ پھیر کر جانے والی اور آخرت آنے والی ہے اور دشمن اس میں شکست کھاتا ہے تو بندہ اللہ پاک کے ہاں خالص ہو جاتا ہے۔ بادشاہوں کو مُلُوک اس لئے کہا گیا کہ وہ اپنے نفسوں کے مالک ہوئے تو انہیں زیر کیا، اقتدار سے ان پر غالب آئے اور کامیابی حاصل کرتے ہوئے انہیں قیدی بنایا۔ عارفین اپنے نفسوں کے مالک ہوتے اور ان پر غالب رہتے ہیں جبکہ غافلوں کے نفس اُن کے مالک بن جاتے ہیں جو رنگ برنگی خواہشات، اپنی چاہتوں تک پہنچنے اور اقوال واحوال اور تمام اَفعال میں انہیں اپنی پیروی میں لگا کر ان پر غالب آجاتے ہیں۔ وہ نفس سے چھٹکارا نہیں پاسکتا جو اپنے نفس کا اسیر ہو، نفس کے دھوکے میں پڑا ہو اور اس کے زیر تسلط ہو نیز اس پر نفسانی خواہشات کا غلبہ ہو سوائے اُس کے جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا تو جب بندہ نفس کی حقیقی مَعْرِفَت حاصل کر لیتا ہے تو وہ اپنے خالق کی معرفت بھی پالیتا ہے۔ پھر معرفت نفس بندے پر حق رَبُوبِیَّت کے ساتھ بندگی کی شرط کو لازم کرتی ہے اور وحدانیت نفس کو اُس کا حق عطا کرتی ہے۔

﴿15018﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بے شک اللہ پاک کسی بستی یا شہر والوں کو دیکھتا ہے اور یہ ارادہ فرماتا ہے کہ انہیں اپنی تقسیم میں سے کچھ حصہ عطا کرے تو علما اور زاہدوں کے دلوں میں

اس کی کوئی جگہ نہیں پاتا تو ان پر یہ احسان فرماتا ہے کہ انہیں اپنی عبادت میں مشغول کر دیتا ہے۔

عِلمِ خشیت، عِلمِ وَرَع اور عِلمِ مُراقبہ کا اُٹھنا:

﴿15019﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگوں میں بہت سی چیزیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ پرہیز گاری چھوڑنے کے سبب ان سے خُشوع یعنی عاجزی و انکساری چِھن جاتی ہے، کلامی ابحاث کو ظاہر کرنے کی وجہ سے ان سے علم چلا جاتا ہے، نوافل میں بہت زیادہ کوشش کے سبب فرائض کو ضائع کر دیتے ہیں، عہد کو توڑا جاتا ہے، امانت میں خیانت کی جاتی، علم اٹھالیا جاتا ہے، آخر زمانے میں جو لوگ صلاح کی طرف منسوب ہوں گے ان سے عِلمِ خشیت، عِلمِ وَرَع اور عِلمِ مُراقبہ اُٹھ جائے گا۔ عِلمِ خشیت کے بدلے وہ دنیا کے وسوسوں میں پڑ جائیں گے، عِلمِ وَرَع کی جگہ انہیں دشمن کے وسوسے گھیر لیں گے اور عِلمِ مُراقبہ کی جگہ وہ حدیثِ نَفْس[1] اور وسوسوں میں آ جائیں گے۔ حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: ابو محمد! ایسا کیوں ہو گا؟ فرمایا: علم والوں میں توکل، محبت الٰہی اور مقامات کے دعوے ظاہر ہو جائیں گے، تم دیکھو کہ ان میں سے کوئی 20 سال تک نماز پڑھے اور روزے رکھے گا مگر وہ سود کھاتا ہو گا، اپنی زبان کو غیبت سے نہیں بچائے گا، اپنی آنکھ کی حفاظت نہیں کرے گا اور جن چیزوں سے اللہ پاک نے منع کیا ہے وہ اپنے اعضاء کو اُن سے نہیں روکے گا۔

اسلامی و ایمانی اخلاق کی پہچان:

﴿15020﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ اسلامی و ایمانی اَخلاق یہ ہیں: (1)...حیا (2)...تکلیف نہ دینا (3)...بھلائی کرنا (4)...خیر خواہی کرنا اور اسی میں عبادت کے احکام بھی ہیں۔

دنیا والے تین طرح کے ہیں:

﴿15021﴾... حضرت سیِّدُنا سہل عَبْدُ اللہ تُستری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ دنیا والے تین طرح کے ہیں: عِبَاد (بندے)، رِجَال (مرد) اور فِتْیَان (نوجوان)۔ تینوں کے متعلق اللہ پاک کے یہ فرامین ہیں:

﴿1﴾...

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى

ترجمۂ کنزالایمان: اور رحمٰن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ

[1]... حدیث نفس: دل میں اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا تَرَدُّد ہو۔ (بریقہ محمودیہ، 2/141)

الْاَرْضِ هَوْنًا (پ۱۹، الفرقان:۶۳) چلتے ہیں۔

﴿2﴾...

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ (پ۱۸، النور:۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا اور نہ خرید و فروخت۔

﴿3﴾...

اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ (پ۱۵، الکہف:۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: وہ کچھ جوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے۔

﴿4﴾...

سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ (پ۱۷، الانبیاء:۶۰)

ترجمۂ کنزالایمان: ہم نے ایک جوان کو انھیں برا کہتے سنا۔

دل کا کھلنا کیا ہے؟

حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عرض کی گئی: دل کا کُھلنا کیا ہے؟ فرمایا: وحی الٰہی کو قبول کرنا۔ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (پ۲۳، الزمر:۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یادِ خدا کی طرف سے سخت ہوگئے ہیں۔

یہ دل کی سختی والے وہ لوگ ہیں جو طاقت و قوت، اپنی چاہت و ارادے اور **اللہ** پاک سے مستغنی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ دل مارا مارا پھرتا ہے، جب تو "**اللہ**" کہتا ہے تو وہ رُک جاتا ہے۔ دنیا میں قابلِ تعریف و پسندیدہ مسجدیں ہیں جن میں فرشتے ہمارے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور دنیا میں قابلِ مذمت و ناپسندیدہ چیزیں پیٹ اور شرم گاہ ہیں جن میں کافر ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے: اے میرے بندے! گناہ نہ کر۔ بندہ کہتا ہے: میں ضرور کروں گا۔ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے: اگر تجھ سے گناہ ہو جائے تو میری جانب رُجوع (یعنی توبہ کر) تاکہ میں تیری طرف متوجہ ہوں۔ بندہ کہتا ہے: میں نہیں کروں گا۔ اصل تو پیٹ اور شرم گاہ ہے۔ ربِّ کریم ارشاد فرماتا ہے: تو اپنی جگہ رہ میں تیرے پاس آتا ہوں۔ بندہ کہتا ہے: تو کیسے میری طرف

آئے گا؟ ارشاد فرماتا ہے: بھوک، فقر اور لباس کی تنگی کے ذریعے۔

چار طبیعتوں پر انسانی تخلیق:

حضرت سیّدنا سہل بن عبدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ **اللہ** پاک نے انسان کو چار طبیعتوں پر پیدا فرمایا ہے: (1)۔ جانوروں والی طبیعت (2)۔ شیطانی طبیعت (3)۔ سحر والی طبیعت اور (4)۔ ابلیسی طبیعت۔

-**جانوروں کی طبیعت** میں سے پیٹ اور شرم گاہ ہے، **اللہ** پاک کا ارشاد ہے:

ذَرْهُمْ یَاْكُلُوْا وَ یَتَمَتَّعُوْا (پ۱۴، الحجر: ۳) ترجمۂ کنزالایمان: انہیں چھوڑو کہ کھائیں اور برتیں۔

-**شیطانی طبیعت** میں سے کھیل کود، زینت، ایک دوسرے پر مال کی زیادتی چاہنا اور آپس میں بڑائی مارنا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِؕ (پ۲۷، الحدید: ۲۰) ترجمۂ کنزالایمان: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا۔

-**سحر والی طبیعت** میں سے مکر اور دھوکا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُؕ (پ۹، الانفال: ۳۰) ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور **اللہ** اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔

نیز فرماتا ہے:

یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْۚ (پ۵، النسآء: ۱۴۲) ترجمۂ کنزالایمان: (بے شک منافق لوگ) اپنے گمان میں **اللہ** کو فریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کرکے مارے گا۔

-**ابلیسی طبیعت** میں سے نافرمانی اور تکبُّر کرنا ہے، **اللہ** پاک کا فرمان ہے:

اِلَّاۤ اِبْلِیْسَؕ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ٘ (پ۱، البقرۃ: ۳۴) ترجمۂ کنزالایمان: سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا۔

اللہ پاک بندوں سے تسبیح، تقدیس، حمد اور شکر کے ساتھ بندگی چاہتا ہے حتّٰی کہ وہ شیطانی طبیعت میں سے لہو و لعب سے محفوظ ہو جائیں۔ **اللہ** پاک قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ یُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ یَسْجُدُوْنَ۠ (۲۰۶) (پ۹، الاعراف:۲۰۶)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک وہ جو تیرے رب کے پاس ہیں اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بولتے اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں[1]۔

اور فرماتا ہے:

یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ (۲۰) (پ۱۷، الانبیاء:۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: رات دن اس کی پاکی بولتے ہیں اور سستی نہیں کرتے۔

سحر والی طبیعت سے **اللہ** پاک اپنے پیارے اور آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اقتدا، خیر خواہی، رحم دلی، سچائی، انصاف، مہربانی، **اللہ** پاک سے اِستعانت اور مرتے دَم تک ان پر صَبْر کا مطالبہ فرماتا ہے۔

ابلیسی طبیعت سے **اللہ** پاک دعا، گریہ وزاری اور التجا کے ذریعے بندگی چاہتا ہے۔ چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّیْ لَوْ لَا دُعَآؤُكُمْ (پ۱۹، الفرقان:۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ تمہاری کچھ قدر نہیں میرے رب کے یہاں اگر تم اسے نہ پوجو۔

بندے **اللہ** پاک کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر اور اُس کا سہارا لے کر ہی **ابلیسی طبیعت** سے نجات پا سکتے ہیں۔ چنانچہ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے:

---

[1]...یہ آیت سجدہ ہے اور آیت سجدہ یا اس کا ترجمہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ، **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ 1250 صفحات پر مشتمل کتاب **بہارِ شریعت جلد اول صفحہ 728** پر صَدْرُ الشَّرِیْعَہ، بَدْرُ الطَّرِیْقَہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نقل فرماتے ہیں: "آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ سجدہ واجب ہونے کے لئے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔" اور صفحہ 730 پر فرماتے ہیں: "فارسی یا کسی اور زبان میں آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہو گیا، سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ اسے نامعلوم ہو تو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ تھا اور آیت پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیت سجدہ ہونا بتایا گیا ہو۔"

نوٹ: مزید تفصیل کے لئے **بہارِ شریعت** کے مذکورہ مقام کا صفحہ 726 تا 739 کا یا **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کے مطبوعہ 49 صفحات پر مشتمل رسالے "**تلاوت کی فضیلت**" کا مطالعہ کیجئے۔

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ۪ (پ۴، اٰل عمرٰن:۱۰۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کی رسّی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا (فرقوں میں بٹ نہ جانا)۔

نیز فرماتا ہے:

وَ مَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۠ (۱۰۱) (پ۴، اٰل عمرٰن:۱۰۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جس نے اللہ کا سہارا لیا تو ضرور وہ سیدھی راہ دکھایا گیا۔

حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مزید فرماتے ہیں: مَعْرِفَت، اِقْرار، ایمان، عمل، خوف، رجا، حُبِّ الٰہی، شوق، جنت اور جہنم۔ معرفت خوف ہے، اِقرار اُمید و رَجا ہے، ایمان خوف ہے، عمل بھی رَجا ہے، خوف ڈر ہے، حُبِّ الٰہی رجا ہے اور شوق خوف کے بعد ہے۔

نیز فرمایا: دو چیزیں ہیں، نعمت اور مصیبت۔ اللہ پاک نے لوگوں کو اپنی جس معرفت کی طرف بلایا وہ نعمت ہے اور انہیں ان کے مُعاملات میں اور نفس کی مخالفت میں مبتلا فرمایا یہ مصیبت ہے۔

اللہ پاک ہمارے قریب ہے:

حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ پاک ہمارے ساتھ ہے، ہمارے قریب ہے تو ہم پر بھی لازم ہے کہ ہم بھی اُس کے ساتھ ہوں، اس کو ترجیح دیں اور اُس کی اطاعت کریں۔ ہمارا اسے ترجیح دینا یہ ہے کہ اس کے بارے میں جو ہمارا علم ہے ہم اس کی تصدیق کریں۔ پھر فرمایا: گناہگار رحمتِ علم میں زندگی گزارتے ہیں اور اطاعت گزار رحمتِ قُرب میں زندگی گزارتے ہیں۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہی کا قول ہے کہ اللہ پاک نے بندوں کو نہ اُن کے لئے پیدا کیا اور نہ دوسروں کے لئے بلکہ اپنی بادشاہی کے لئے پیدا کیا ہے اور بادشاہی ولایت اور غلبہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (۵۶) (پ۲۷، الذّٰریٰت:۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی (اسی لئے) بنائے کہ میری بندگی کریں۔

مزید فرماتے ہیں: بندے کسی نہ کسی کی عبادت ضرور کرتے ہیں تو جو اللہ پاک کی عبادت نہیں کرتا وہ لازمی

طور پر کسی اور کو پوجتا ہے، جو **اللہ** پاک کی اطاعت نہیں کرتا وہ ضرور کسی اور کی بات مانتا ہے اور جو **اللہ** پاک سے دوستی نہیں رکھتا وہ لازماً **اللہ** پاک کے سوا کسی اور کو دوست بناتا ہے۔ یوں ہی تمام اشیاء ہیں، **اللہ** پاک نے انہیں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ **اللہ** پاک سے آگے کوئی حد نہیں کیونکہ ہر حد کی انتہا اس کی طرف ہوتی ہے۔ **اللہ** پاک سے بڑھ کر کوئی نہیں اور وہ ہر شے سے بڑھ کر ہے، وہی بزرگی اور شان والا ہے۔

اصل غذا کیا ہے؟

﴿15022﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن محمد بن سالم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا سہل بن عبْدُ اللہ تُستری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آکر عرض کی: اے اُستاد! اصل غذا کیا ہے؟ فرمایا: ہمیشہ ذکر کرنا۔ اس شخص نے کہا: میں اس بارے میں نہیں پوچھ رہا بلکہ میں تو انسانی جان کے قائم رکھنے والی شے کے بارے میں پوچھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے بندے! چیزیں **اللہ** پاک ہی کے سبب قائم ہیں۔ اس شخص نے عرض کی: میری مراد یہ نہیں بلکہ میں تو اس کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جس کے بغیر چارہ نہیں۔ آپ نے فرمایا: اے جوان! **اللہ** پاک کے بغیر بھی کوئی چارہ نہیں۔

دل کا عرش تک پہنچنا:

﴿15023﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عبْدُ اللہ تُستری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے نفس کے راز کے متعلق سُوال ہوا تو فرمایا: نفس کا ایک راز ہے اور یہ راز اس کی مخلوق میں سے فرعون کے علاوہ کسی پر ظاہر نہ ہوا تو فرعون نے یہ کہہ دیا: ”اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ (پ۳۰، النّٰزعٰت: ۲۴) ترجمۂ کنزالایمان: میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں۔“ اور نفس کے لئے سات آسمانی اور سات زمینی حجابات ہیں۔ بندہ جب بھی اپنے نفس کو ایک زمین میں دفن کرتا ہے تو اس کا دل ایک آسمان تک بلند ہو جاتا ہے اور جب وہ نفس کو تحتُ الثَّریٰ میں دفن کر دیتا ہے تو اس کا دل عرش تک پہنچ جاتا ہے۔

﴿15024﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دل نازک ہے، اس میں تھوڑی سی چیز بھی اثر کر جاتی ہے لہٰذا دل کو مذموم خیالات سے بچاؤ کیونکہ دل پر تھوڑا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے۔

﴿15025﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کے سوا ہر چیز وسوسہ ہے۔

﴿15026﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اس قول ”مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ“ یعنی

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے ربِّ کریم کو پہچان لیا" کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: جس نے اپنے ربِّ کریم کے لئے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے ربِّ کریم کو اپنے نفس کے لئے پہچان لیا۔

طہارت کی تین صورتیں:

﴿15027﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُاللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ طہارت کی تین صورتیں ہیں: (1)...علم سے جہل کی طہارت (2)...ذکر سے بھول کی طہارت اور (3)...اطاعت سے معصیت کی طہارت۔

خاصوں کا جرم عامیوں کے جرم سے بڑھ کر ہے:

﴿15028﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُاللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کے ہاں خاص لوگوں کا جرم عام لوگوں کے جرم سے بڑھ کر ہے۔ خاص لوگوں کا جرم غَیْرُاللہ سے سکون حاصل کرنا اور اس کے سوا کسی اور سے اُنسیت چاہنا ہے۔ ابتدائی طور پر اعضاء عقل سے اُنسیت حاصل کرتے ہیں، پھر عقل علم سے انسیت حاصل کرتی ہے، پھر بندہ **اللہ** پاک سے انسیت حاصل کرتا ہے۔ جو غیر میں دلچسپی رکھتا ہے اس کی ربِّ کریم کے ہاں کوئی قدر نہیں ہوتی۔ دل کی سختی کے علاوہ ہر عقوبت (یعنی سزا) طہارت ہے کیونکہ دل کی عقوبت سختی ہے۔

﴿15029﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُاللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اے مسلمانوں کی جماعت! تمہیں زبان سے اقرار اور دل سے یقین عطا کیا گیا ہے اور بلاشبہ **اللہ** پاک کے مثل کوئی شے نہیں اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔ بے شک اُس نے ایک دن (یعنی روزِ محشر) مقرر فرمایا ہے جس میں تمہیں اٹھائے گا اور وہ تم سے تمہارے ذرّوں کے برابر اعمال کے متعلق بھی پوچھے گا۔ بھلائی پر تمہیں جزا دے گا اور بُرائی پر اگر چاہے تو سزا دے گا اور چاہے تو مُعاف کر دے گا۔ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ نَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْــٴًـاؕ-وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَاؕ (پ۱۷، الانبیاء: ۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم عدل کی ترازوئیں رکھیں گے قیامت کے دن تو کسی جان پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر کوئی چیز رائی کے دانہ کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے۔

رائی کے دانے کو اگر توڑا جائے تو اس کا کچھ حصہ بھی ایک شے ہے۔ ربِّ کریم ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ

ترجمۂ کنزالایمان: بُرائی اگر رائی کے دانہ برابر ہو پھر وہ پتھر

فِیۡ صَخۡرَۃٍ اَوۡ فِی السَّمٰوٰتِ اَوۡ فِی الۡاَرۡضِ یَاۡتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیۡفٌ خَبِیۡرٌ ﴿۱۶﴾ (پ۲۱، لقمٰن:۱۶) کی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ اسے لے آئے گا بیشک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے۔

نجات کا حیلہ:

حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ الله رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه سے عرض کی گئی: اے ابو محمد! نجات کا حیلہ کیسے ہو؟ آپ نے فرمایا: اسے نیک اور رضا والے اعمال سے مضبوط و مستحکم کرلو۔ عرض کی گئی: ہم اسے نیک اعمال کے ذریعے کیسے مضبوط و مستحکم کر سکتے ہیں؟ فرمایا: اس کے لئے پانچ چیزیں ضروری ہیں: (1)...حلال کھانا اور حلال پہننا، ان دونوں کے ذریعے تم فرائض کی ادائیگی کرتے ہو۔ (2)...اللہ پاک کی منع کردہ تمام چیزوں سے اپنے اعضاء کی حفاظت کرنا۔ (3)...اللہ پاک کے حُقُوق ادا کرنا جیسا اس نے تمہیں ان کا حکم دیا ہے۔ (4)...تکلیف نہ دینا تاکہ قیامت میں تمہارے اعمال ہاتھ سے چلے نہ جائیں بلکہ تمہارے لئے تمہارے اعمال سلامت رہیں۔ (5)...اللہ پاک سے مدد چاہنا اور لوگوں کے مال سے مایوس ہونا۔

پانچ خصلتوں کے لئے 10 چیزیں ضروری ہیں:

آپ سے عرض کی گئی: بندے کو یہ خصلتیں کیسے مل سکتی ہیں؟ فرمایا: اس کے لئے 10 چیزیں ضروری ہیں، جن میں سے بندہ پانچ کو چھوڑ دے اور پانچ کو اختیار کرے۔ **جن پانچ کو چھوڑنا ہے وہ یہ ہیں:** (1)...دشمن شیطان کے وسوسوں کو چھوڑ دے، انہیں قبول نہ کرے اور عقل جس کی نصیحت کرے اس کی پیروی کرے جبکہ اس میں اللہ پاک کی رضا ہو۔ (2)...دنیا کے لئے اہتمام نہ کرے۔ (3)...دنیا داروں کے لئے دنیا پر خوش نہ ہو۔ (4)...نفسانی خواہش کا اتباع چھوڑ دے اور اپنے احوال میں سے ہر حال پر اللہ پاک کو ترجیح دے اور (5)...گناہ اور گناہ پر مدد حاصل کرنے کو چھوڑ دے۔ **جن پانچ چیزوں کو اختیار کرنا ہے وہ یہ ہیں:** (1)...اطاعت میں مشغول ہو اور اس میں رغبت رکھے۔ (2)...جہل اور اس پر قائم رہنے سے بچے۔ (3)...دنیا کی کسی شے سے اتنا قریب نہ ہو کہ اس پر دنیا دار ہونے کا حکم لگا دیا جائے۔ (4)...جہالت کی جگہ علم طلب کرے اور (5)...علم پر عمل کرے۔

ان 10 کو سمجھنے کے لئے پانچ چیزیں ضروری ہیں:

عرض کی گئی: بندہ اسے سمجھے کیسے؟ کیسے اسے جانے؟ اور کیسے اس پر عمل کرے؟ فرمایا: **اس کے لئے پانچ**

چیزیں ضروری ہیں:(1)۔اپنے نفس کو نہ تکلیف دے، نہ تھکائے۔(2)۔اپنی عمر مال جمع کرنے میں نہ لگائے، آخر کار مال میراث ہو جائے گا اور اپنے نفس کو ایسی چیز کے بنانے میں نہ تھکائے اور مشغول نہ کرے جس نے بالآخر ختم ہو جانا ہے۔(3)۔ایسے کھانے میں رغبت نہ رکھے جس کا انجام بدبودار اور گندگی کا ڈھیر ہونا ہے۔(4)۔بہت سارے دوست نہ بنائے کیونکہ انہوں نے آخر مٹی ہونا ہے۔(5)۔اپنی چاہت اور محبت اس **اللہ** واحد قہار کے لئے خالص رکھے جو اَزلی ہے، ہمیشہ سے زندہ، اوروں کو قائم رکھنے والا اور جو چاہے کرنے والا ہے۔

عَرض کی گئی: اس پر کیسے اور کس طریقے سے تقویت حاصل ہو؟ فرمایا: اپنے ایمان کے ساتھ۔ عرض کی گئی: ایمان کے ساتھ کیسے؟ فرمایا: اس یقین کے ساتھ کہ وہ **اللہ** کا بندہ اور **اللہ** پاک اس کا مولا، شاہد، اسے اور اس کے دل کی پوشیدہ باتوں کو جاننے والا اور نگہداشت رکھنے والا ہے۔ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے:

اَفَمَنْ هُوَ قَآىٕمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْۚ (پ۱۳، الرعد: ۳۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیا وہ جو ہر جان پر اس کے اعمال کی نگہداشت رکھتا ہے۔

اور یہ یقین رکھے کہ نفع اور نقصان اس کے ہاتھ میں ہے، وہ اس کی خوشی، مُسَرَّت اور غم پر قادِر ہے اور وہ اس پر مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔ یہ پانچ چیزیں ہیں جو ضروری ہیں اور ان کے علاوہ بھی پانچ ہیں جو ضروری ہیں۔ اپنے دل کو صِرف اسی کے مُشاہدے میں مشغول رکھنا اور اس پر قائم رہتے ہوئے اپنے ضمیر پر مُطَّلع ہونا۔ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُۚ (پ۲، البقرۃ: ۲۳۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جان لو کہ **اللہ** تمہارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو۔

پھر پروردگار کو اپنے دل کے قریب دیکھنا، اس سے حیا کرنا، اس سے خوف کرنا، اس کی اُمید رکھنا، اس سے محبت کرنا، اسے ترجیح دینا، اس سے اِلتجا کرنا، اپنے فقر و فاقہ کا اس کے سامنے اِظہار کرنا اور اپنے تمام اَحوال میں اسی کا ہو کر رہنا۔

یہ تمام وہ باتیں ہیں جن کا مخلوق کے لئے جاننا ضروری ہے۔ **اللہ** پاک نے انہی چیزوں کے ساتھ حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو بھیجا، انہی کے لئے کتاب نازل کی اور ان کے متعلق ہمارے پیارے نبی پاک صَلَّی اللہ

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، صحابۂ کرام اور تابعین عظام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے احادیث و آثار موجود ہیں۔ان حضرات نے دنیا سے کوچ کرنے تک انہی باتوں پر عمل کیا اور اسی پر قائم رہے، کوئی جاہل ہی ان کا انکار کر سکتا ہے۔

کرامت: زمین سونا ہو گئی

﴿15030﴾... حضرت سَیِّدُنا محمد بن حسن بن موسٰی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے دادا کو کہتے سنا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے (حاکم خراسان) یعقوب بن لیث کو اَہواز کے کسی قَصْبَہ میں قبض ہو گئی۔ طبیب اکٹھے ہوئے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ یعقوب بن لیث سے حضرت سَیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ذکر ہوا تو اس نے انہیں بلانے کا کہا۔ آپ تشریف لائے اور یعقوب بن لیث کے سر کے پاس آکر بیٹھ گئے اور دُعا کی: اے **اللہ**! تو نے اسے گناہ کی ذلت دکھائی ہے اب تو اسے اطاعت کی عزت بھی دکھا۔ اسی وقت قبض دور ہو گئی۔ یعقوب بن لیث نے مال اور کپڑے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں بھیجے مگر آپ نے قبول نہ کیے اور واپس کر دیئے۔ جب آپ واپس تُستر تشریف لائے تو آپ کے ایک رفیق نے کہا: آپ اس مال کو قبول کر لیتے اور فُقرا میں بانٹ دیتے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: زمین کی طرف دیکھو۔ اس نے زمین کی طرف دیکھا تو اس کے سامنے ساری زمین سونا تھی۔ پھر حضرت سَیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: جس کا **اللہ** پاک کے ساتھ یہ حال ہو وہ یعقوب بن لیث کے مال کو زیادہ نہیں سمجھتا۔

﴿15031﴾... حضرت سَیِّدُنا ابُو العباس خَواص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ایک ساتھی کہتے ہیں: میں چاہتا تھا کہ حضرت سَیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اَسرار میں سے کسی چیز پر واقف ہو جاؤں۔ چنانچہ میں نے حضرت سَیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھیوں سے آپ کی خوراک کے بارے میں پوچھا مگر کسی نے مجھے کچھ نہ بتایا۔ میں ایک رات آپ کی مجلس میں پہنچا، دیکھا تو آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے اتنا طویل قیام کیا کہ میں سمجھا آپ رُکوع نہیں کریں گے۔ اسی دوران ایک بکری نے آکر مسجد کے دروازے کو ٹکر ماری، میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ آپ نے جب دروازے کی حرکت سنی تو رکوع و سجدہ کر کے سلام پھیرا اور اُٹھ کر دروازہ کھولا۔ بکری آپ کے قریب آکر کھڑی ہو گئی۔ آپ نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور مسجد کے طاق سے ایک پیالہ لے کر اس میں دودھ دوہ لیا اور بیٹھ کر اسے پیا پھر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور فارسی میں اسے کچھ کہا تو وہ جنگل میں

چلی گئی اور آپ واپس اپنی نماز کی جگہ آ گئے۔

حضرت سیِّدُنا ابوالحسن بن سالم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میری کئی سال سے حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پہچان رہی۔ آپ اکیلے رات بھر قیام کرتے اور صبح تک مُناجات میں مصروف رہتے۔

گناہ سے صرف صدیق ہی بچتا ہے:

﴿15032﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اچھے اعمال تو نیک اور گناہگار دونوں کرتے ہیں جبکہ گناہ سے صرف صدیق ہی بچتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں: جو شخص بندوں اور **اللہ** پاک کے درمیان باتوں پر مُطَّلَع ہونا چاہے وہ غافل ہے۔

دو طرح کی آزمائش:

﴿15033﴾... حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کی طرف سے بندے کو پہنچنے والی آزمائش اور مصیبت دو طرح کی ہے: ایک آزمائش رحمت اور دوسری سزا ہے۔ رحمت بننے والی آزمائش بندے کو **اللہ** پاک سے اپنی محتاجی کا اظہار کرنے اور تدبیر چھوڑنے پر اُبھارتی ہے اور سزا بننے والی آزمائش بندے کو اپنے اختیار اور تدبیر پر عمل کے لیے آمادہ کرتی ہے۔

سیِّدُنا سہل بن عبد اللہ تُسْتَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرویات

﴿15034﴾... حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جہاد فرماتے اور آپ کے ساتھ اَنصار کی کچھ عورتیں ہوتیں جو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔[1]

﴿15035﴾... حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت اُمِّ سُلَیم رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو لے کر جہاد میں جاتے اور ان کے ساتھ کچھ عورتیں ہوتیں جو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتیں۔[2]

---

1 ...مسلم، کتاب الجھاد و السیر، باب غزوۃ النساء مع الرجال، ص۷۷۶، حدیث:۴۶۸۰

ترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء فی خروج النساء فی الحرب، ۳/۲۰۹، حدیث:۱۵۸۱

2 ...ترمذی، کتاب السیر، باب ما جاء فی خروج النساء فی الحرب، ۳/۲۰۹، حدیث:۱۵۸۱

مولا علی کی فضیلت:

《15036》... حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حُضُور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مجھے علی کے متعلق پانچ چیزیں دی گئی ہیں: (1)...میرے ستر کو چھپائے گا (2)...میرا قرض ادا کرے گا (3)...محشر کے طویل قیام میں میری ٹیک بنے گا (4)...حوضِ کوثر پر میری مدد کرے گا اور (5)...مجھے یہ خوف نہیں کہ یہ ایمان کے بعد کُفر کی طرف لوٹے گا اور شادی کے بعد بدکاری کرے گا۔[1]

مصنف کتاب حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اَصْفَہانی شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابنِ مُظَفَّر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے یہ حدیث ہمیں اسی طرح بیان کی اور فرمایا: اس حدیث کے راوی حضرت سہل زاہد سے مراد حضرت سہل بن عَبْدُ اللّٰہ تُستَری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ہیں۔ میں نے کہا: کیا اس سے مراد ہمارے شہر کے حضرت ابو طاہر سہل بن عَبْدُ اللّٰہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ تو نہیں؟ انہوں نے اس کا انکار کیا اور کہا: حضرت سہل بن عَبْدُ اللّٰہ تستری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ہی مراد ہیں۔

حضرت سیِّدُنا سہل بن عبد اللّٰہ بن فرحان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

لوگوں سے پوشیدہ ان بندوں میں سے ایک پاک اور پاک کرنے والی ہستی حضرت سیِّدُنا ابو طاہر سہل بن عَبْدُ اللّٰہ بن فرحان اَسْفَہر دیری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ اسفہر دیر اَصفہان شہر کا ایک قصبہ ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ دعا کرتے تو قبول ہوتی۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا احمد بن عاصِم اَنطاکی، حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حَواری، حضرت سیِّدُنا ابو یوسف غَسُّولی، حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللّٰہ بن خُبَیق اور ان جیسے دیگر بزرگوں رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم سے مُلکِ شام میں ملاقات کی، شام کے ایک سرحدی علاقے میں مدتوں مقیم رہے اور مصر و شام میں کثیر احادیث مبارکہ لکھیں۔

مقبول الدعا:

ہمارے شہر والے مصائب اور آزمائشوں میں آپ کی دعاؤں کا سہارا لیتے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو پاک کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ (جسمانی) صفائی کے لئے حمام میں داخل ہوئے تو کسی برہنہ شخص پر نظر پڑ گئی۔

---

[1] ...الضعفاء للعقیلی، ۲/۱۷۳، رقم: ۴۴۱: خلف بن مبارک کوفی، بتغیر قلیل
فضائل الصحابة لامام احمد، فضائل علی، ۲/۶۶۱، حدیث: ۱۱۲۷، بتغیر ثوث: جامعه ام القری

آپ نے اپنے ربِّ کریم سے دعا کی کہ وہ آپ کو صفائی کے مُعاملے میں کافی ہو اور حمام میں داخلے سے بچائے۔ چنانچہ دعا کے بعد آپ کے (بغل وناف کے نیچے والے) بال جھڑ گئے اور دوبارہ نہیں اُگے۔ آپ کی ملکیت میں اخروٹ کا ایک درخت تھا جو ہر سال بہت پھل دیتا تھا۔ اس درخت سے ایک آدمی گر پڑا تو آپ نے اس مُعاملے کو بہت بڑا سمجھا اور دعا کی: اے اللہ! اسے سکھا دے۔ وہ درخت سوکھ گیا اور اس کے بعد پھل دار نہ ہوا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی دعاؤں کی قبولیت کے واقعات کثیر اور مشہور ہیں، ہم صرف اسی پر اِکتفا کرتے ہیں۔ جہاں تک آپ کے بلند حال کا بیان ہے تو اس میں آپ کے ذکر کی ہمیشگی، مشاہدہ، حضوری، عالَمِ غیب سے حق کے خطاب، نفسانی خواہشات اور اس کی پیروی سے علیحدگی، لوگوں کو دیکھنے اور ان سے ملنے سے دوری مشہور اور معروف ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بارے میں یہ سب کچھ ہمارے مشائخ میں سے آپ کے دوستوں اور آپ کی زیارت کرنے والوں نے بیان کیا ہے۔ آپ کو فقہ شافعی پھیلانے کے سبب جاہلوں کے ہاتھوں تکلیف اٹھانا پڑی کیونکہ آپ نے سب سے پہلے فقہ شافعی میں حضرت سیِّدُنا حَرملہ بن یحییٰ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی کتاب "مختصر" حفظ کی۔ چونکہ وہ لوگ اہلِ عراق کے مذہب پر تھے اس وجہ سے انہوں نے اسے بہت بڑا سمجھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ان کی تکالیف پر صبر کیا اور اس بارے میں اللہ پاک سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے ان سے تعارُض (بحث ومباحثہ) نہ کیا یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے قابلِ تعریف اور ہدایت یافتہ رخصت ہو گئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات 276ھ میں حضرت سیِّدُنا ابو محمد سہل بن عَبْدُ اللہ تُستری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات سے پہلے ہوئی۔

سیِّدُنا اَبُو طاہِر سہل بن عبد اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرویات

دعا کی قبولیت کا ایک وقت:

﴿15037﴾... حضرت سیِّدُنا ابواُمامہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے اور دُعا قبول ہوتی ہے۔ جو شخص کسی تکلیف یا مصیبت میں مبتلا ہو تو وہ مُؤَذِّن (کی اذان) کا انتظار کرے، جب وہ اَللہُ اَکْبَر کہے تو اَللہُ اَکْبَر کہے، جب وہ توحید و رسالت کی گواہی دے تو یہ بھی گواہی دے، جب وہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہے تو حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہے، جب وہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے تو یہ بھی حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کہے پھر (جب اذان ختم ہو جائے تو) یہ دُعا مانگے: "اَللّٰھُمَّ رَبَّ

هٰذِهِ الدَّعْوَةِ الصَّادِقَةِ الْحَقِّ الْمُسْتَجَابِ لَهَا دَعْوَةَ الْحَقِّ وَكَلِمَةَ التَّقْوٰى اَحْيِنَا عَلَيْهَا وَاَمِتْنَا عَلَيْهَا وَابْعَثْنَا عَلَيْهَا وَاجْعَلْنَا مِنْ خِيَارِ اَهْلِهَا مَحْيَا وَّمَمَاتًا یعنی اے **اللہ** اے اس حق وسچ دعوت کے رب! اے اس دعوتِ حق اور پرہیز گاری کے کلمہ کو قبول کرنے والے! تو ہمیں اسی پر زندہ رکھ، اسی پر موت عطا کر، ہمیں اسی پر اٹھا، ہمیں زندگی میں اور موت کے بعد اس کے اچھے عاملوں میں شامل فرما۔" یہ دُعا مانگنے کے بعد **اللہ** پاک سے اپنی حاجت کا سُوال کرے۔[1]

جو دل میں آئے وہ کھانا:

﴿15038﴾... حضرت سیِّدُنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ بات فضول خرچی میں سے ہے کہ تمہارے جی میں جو آئے وہ کھاؤ[2]۔[3]

اللہ پاک کے پڑوسی:

﴿15039﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں: رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: **اللہ** پاک قیامت کے دن ارشاد فرمائے گا: میرے پڑوسی کہاں ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے: کسے یہ لائق ہے کہ وہ تیرا پڑوسی ہو؟ **اللہ** پاک ارشاد فرمائے گا: میری مسجد آباد کرنے والے میرے پڑوسی ہیں۔[4]

حضرت سیِّدُنا احمد بن مَسروق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

لوگوں سے پوشیدہ بندوں میں سے حق سے مانوس اور مخلوق سے دور رہنے والے حضرت سیِّدُنا ابو عباس

---

1 ...عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، باب کیف مسالۃ الوسیلۃ، ص۳۶، حدیث: ۹۹

مستدرک، کتاب الدعاء... الخ، اجابۃ الاذان والدعاء بعدہ، ۲/۲۳۳، حدیث: ۲۰۳۸

2 ... کھانے پینے کی مقدار میں حد سے بڑھ جانا اسراف وفضول خرچی ہے۔ کیفیت میں حد سے بڑھ جانا مَخِیلہ (بڑائی) یا تکبر ہے، اسی لیے عُلَماء فرماتے ہیں: لَا خَيْرَ فِي سَرَفٍ اور لَا سَرَفَ فِي الْخَيْرِ یعنی اِسراف میں بھلائی نہیں اور بھلائی میں اسراف نہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ دل ونفس کی ہر خواہش پوری کرنا اسراف ہے کہ جو دل چاہے وہ ہی کھائے پیے اور فخر کی نیت سے اچھے کھانا مخیلہ ہے۔ (مراۃ المناجیح، 6/127)

3 ...ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب من الاسراف ان تاکل کل ما اشتھیت، ۴/۳۹، حدیث: ۳۳۵۲، عن انس بن مالک

4 ...الفوائد الشھیر بالغیلانیات، باب المتزاورین فی اللہ، ۲/۸۸۷، حدیث: ۱۰۹۵

احمد بن محمد بن مَسروق طُوسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ بغداد کے رہنے والے تھے اور آپ نے حضرت سیِّدُنا حارِث مُحاسِبی، حضرت سیِّدُنا محمد بن منصور طُوسی، حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی اور حضرت سیِّدُنا محمد بن حسین بُرجُلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کی صحبت پائی۔

﴿15040﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن مَسروق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو تدبیر چھوڑتا ہے وہ راحت سے رہتا ہے۔

بغداد کے ولی:

﴿15041﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے خواب میں ابدالوں کا ایک گروہ دیکھا تو پوچھا: کیا بغداد میں بھی اللہ پاک کے اولیا میں سے کوئی ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! اللہ پاک سے اُنسیت رکھنے والوں میں سے ابو العباس بن مَسروق بھی ہیں۔

توکل کیا ہے؟

﴿15042﴾... حضرت سیِّدُنا ابو علی حسین بن یحییٰ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابنِ مسروق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے توکل کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: اپنے حُقُوق کی فکر چھوڑ کر فرائض میں مشغول ہو جانا اور تم پر جو دوسروں کے واجبات بنتے ہیں وہ حقداروں کے حوالے کر کے بَرِیُ الذِّمَّہ ہو جانا توکل ہے۔

﴿15043﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ مسروق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے تصوُّف کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: اپنے رازو نیاز کو غیر ضروری چیزوں سے خالی کر لینا اور اسے ضروری چیزوں سے وابستہ رکھنا تصوُّف ہے۔

﴿15044﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن مسروق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عقل کے متعلق ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھ سے کہا: اے ابو احمد! جو اپنی عقل کے ذریعے اپنی عقل کے لیے اپنی عقل سے نہیں بچتا وہ اپنی عقل کی وجہ سے ہلاک ہوتا ہے۔

سیِّدُنا جُنَید بغدادی کی صحبت:

﴿15045﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ مَسروق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ بغداد کی ایک گلی سے گزرا تو کسی نے یہ شعر پڑھا:

مَنَازِلٌ كُنْتَ تَهْوَاهَا وَتَأْلَفُهَا أَيَّامَ كُنْتَ عَلَى الْأَيَّامِ مَنْصُوْرًا

ترجمہ: وہ گھر جن سے تمہیں اُلفت ومحبت تھی اور وہ دن جب تم زمانے پر غالب تھے۔

یہ سُن کر حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه خوب روئے پھر فرمایا: اے ابو العباس! اُلفت اور اُنسیت کی مَنازِل کتنی پاکیزہ اور مخالفت کے مقامات کتنے وحشت ناک ہیں۔ میں راہِ طریقت کی ابتدا میں وِصال کی خواہش لیے اسی شوق میں رہا اور میری یہی انتھک کوشش اور عملی اقدام رہا کہ خطرات کا سامنا کروں اور اب میں درمیانی وقفے کے دنوں میں اپنے گزرے ہوئے اوقات پر کَفِ افسوس مل رہا ہوں۔

حضرت سیِّدُنا ابنِ مسروق رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: جس کی خوشی حق کے بغیر ہو تو وہ خوشی غموں کا باعث ہے اور جس کی اُنسیت ربّ کی عبادت میں نہ ہو وہ اپنی اُنسیت میں بھی وحشت میں ہوتا ہے۔

﴿15046﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ مَسروق رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: مَعْرِفت کے درخت کو فکر کے پانی سے، غفلت کے درخت کو جہالت کے پانی سے، توبہ کے درخت کو نَدامت کے پانی سے، محبت کے درخت کو اِنفاق، مُوافقت اور ایثار کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔ اگر تمہیں معرفت کی خواہش ہو اور اس سے پہلے ارادت کے مدارج کو مضبوط نہ کرو تو تم جہالت میں ہو اور اگر تم مقامِ توبہ کی دُرُستی سے پہلے ارادت طلب کرو تو اپنے مطلوب سے غفلت میں ہو۔

سیِّدُنا احمد بن مَسروق رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کی مرویات

مُصَنِّفِ کتاب حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبد الله اصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابنِ مَسروق رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه نے کثیر احادیث روایت کی ہیں اور ہم نے ان سے روایت کرنے والی ایک جماعت سے ملاقات کی ہے۔

تہائی مال میں وصیت نافذ کرنا:

﴿15047﴾... حضرت سیِّدُنا عمران بن حُصَین رَضِیَ اللهُ عَنْه فرماتے ہیں: ایک شخص نے موت کے وقت چھ غلاموں کو آزاد کر دیا، اس کے پاس سوائے ان کے اور کوئی مال نہ تھا۔ حُضور نبی کریم صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ان غلاموں کے درمیان قُرعہ ڈالا تو دو کو آزاد کر دیا اور چار کو غلام برقرار رکھا۔[1]

[1] ...مسلم، کتاب الایمان والنذور، باب من اعتق شرکا لہ فی عبد، ص ۷۰۳، حدیث: ۴۳۳۵

﴿15048﴾... حضرت سَیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے منبر شریف پر بیان کیا کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس کی کوئی اچھی یا بُری نیت ہوتی ہے اللہ پاک اُسے اُسی طرح کی ایک چادر پہنا دیتا ہے جس سے اس کی پہچان ہوتی ہے۔[1]

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے:

﴿15049﴾... حضرت سَیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک کے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کُفر ہے[2]۔[3]

﴿15050﴾... حضرت سَیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک نے لوگوں کو نفع پہنچانے کے لیے اپنے بعض بندوں کو نعمتوں سے خاص کیا ہے۔ یہ نعمتیں اس وقت تک ان کے پاس رہتی ہیں جب تک وہ انہیں لوگوں پر خرچ کرتے ہیں اور جب وہ خرچ کرنا چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ پاک یہ نعمتیں ان سے لے کر دوسروں کو عطا فرما دیتا ہے۔[4]

قیامت میں شدید ترین عذاب:

﴿15051﴾... حضرت سَیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حُضُور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بے شک روزِ قیامت لوگوں میں سخت ترین عذاب اس کو ہوگا جس نے حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو بُرا کہا، پھر اس کو جس نے میرے صحابہ کو برا کہا اور پھر اس کو جس نے مسلمانوں کو بُرا کہا۔[5]

---

1 ...الکامل لابن عدی، ۳/ ۲۷۱، رقم: ۵۰۵: حفص بن سلیمان ابو عمر الاسدی
معجم اوسط، ۶/ ۳۶، حدیث: ۵۷۰۲ عن جندب بن سفیان

2 ...کُفر یا بمعنی کُفرانِ نعمت یعنی ناشکری ہے، ایمان کا مقابل یعنی بلا قصور مسلمان کو بُرا کہنا اور بلا قُصُور اس سے لڑنا بھڑنا ناشکری ہے یا کفار کا سا کام ہے یا اسے مسلمان ہونے کی وجہ سے مارنا پیٹنا یا ناجائز جنگ کو حلال سمجھ کر کرنا کفر و بے ایمانی ہے۔
(مراٰۃ المناجیح، 6/ 448)

3 ...بخاری، کتاب الایمان، باب خوف المومن... الخ، ۱/ ۳۰، حدیث: ۴۸

4 ...کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، جزء: ۳، ۲/ ۲۳۲، حدیث: ۸۱۳۸

5 ...معجم اوسط، ۳/ ۲۸۵، حدیث: ۴۶۰۲، بتغیر

والدین کے فرمانبردار اور نافرمان سے خطاب:

﴿15052﴾... اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے روایت ہے کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ماں باپ کے نافرمان سے کہا جاتا ہے کہ جو چاہے نیک عمل کر میں تجھے نہیں بخشوں گا اور فرمانبردار سے کہا جاتا ہے: جو چاہے عمل کر میں تجھے بخش دوں گا۔[1]

خرچ کرنے کی ترغیب:

﴿15053﴾... حضرت سیّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں: حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ بات پہنچی کہ حضرت زبیر رَضِیَ اللہُ عَنْہ خرچ نہیں کرتے تو آپ نے اُن کا عمامہ پکڑ کر انہیں اپنی جانب کھینچا اور فرمایا: اے عوّام کے بیٹے! میں تمہاری طرف اور ہر عام و خاص کی طرف **اللہ** پاک کا رسول ہوں، **اللہ** پاک فرماتا ہے: "خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا، روک مت ورنہ تجھ پر طلب کرنا مشکل ہو جائے گا۔" بے شک آسمان میں ایک دروازہ کُھلا ہوا ہے جس سے ہر آدمی کا رزق اس کے خرچ یا صَدَقے اور نیت کے مطابق اُترتا ہے۔ جو خرچ میں کمی کرتا ہے اس پر کمی کر دی جاتی ہے اور جو خرچ میں فراخی کرتا ہے اس پر فراخی کی جاتی ہے۔

(راوی فرماتے ہیں:) اس کے بعد حضرت سیّدُنا زُبَیْر رَضِیَ اللہُ عَنْہ خوب خرچ کرتے تھے۔[2]

حضرت سیِّدُنا محمد بن مَنصور رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

انہی بزرگوں میں سے ایک حضرت سیّدُنا محمد بن منصور طُوسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں، آپ کا دل یقین سے معمور اور محبّتِ الٰہی کی امید میں مَسرور تھا اور اُس کے سوا ہر شے سے کنارہ کش تھا۔

﴿15054﴾... حضرت سیّدُنا محمد بن منصور طُوسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خواب میں مصطفےٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دیدار کیا تو عرض کی: مجھے ایسی چیز کا حکم دیجئے جسے میں لازم کرلوں۔ ارشاد فرمایا: تم یقین کو لازم پکڑو۔

---

1 ...مسند الفردوس، ۵/ ۳۵۷، حدیث: ۸۴۳۹

2 ...نوادر الاصول، الاصل الخامس عشر والمائۃ، ۱/ ۴۷۷، حدیث: ۶۸۵

5 چیزیں سعادت مندی سے ہیں:

﴿15055﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن منصور رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: حضرت سیِّدُنا فُضَیل بن عیاض رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں سعادت مندی سے ہیں: دل میں یقین، دین میں پرہیز گاری، دنیا سے کنارہ کشی، حیا اور علم۔

جاہل کی پہچان:

﴿15056﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن منصور طوسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ چھ چیزیں ایسی ہیں جن سے جاہل کی پہچان ہوتی ہے: (1)...بلا وجہ غصہ کرنا (2)...بے فائدہ گفتگو کرنا (3)...بے موقع نصیحت کرنا (4)...راز کھولنا (5)...ہر کسی پر بھروسا کرنا اور (6)...دوست دشمن کی پہچان نہ رکھنا۔

مومن کی علامتیں:

﴿15057﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن منصور طوسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ مومن کی چار علامتیں ہیں: اس کا کلام ذکر، خاموشی غور و فکر، اس کا دیکھنا عبرت کے لئے اور اس کا علم بھلائی ہوتا ہے۔

﴿15058﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن منصور طوسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بندہ مرتبہ یقین کا مستحق نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تَحْتُ الثَّرٰی تک اپنے اور عرش کے درمیان تمام اسباب منقطع کر دے۔ وہی اس کی مراد ہو غیر نہ ہو اور وہ اللہ پاک کو اس کے سوا ہر چیز پر ترجیح دے۔

حرص کا غلام:

﴿15059﴾... حضرت سیِّدُنا حسین بن عبد الرحمٰن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا محمد بن منصور رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھے یہ اشعار سنائے:

كَفَلْتُ لِطَالِبِ الدُّنْيَا بِهَمٍّ ... طَوِيْلٍ لَا يُؤَوَّلُ اِلَى انْقِطَاعِ

وَذُلٍّ فِي الْحَيَاةِ بِغَيْرِ عِزٍّ ... وَفَقْرٍ لَا يَدُلُّ عَلَى اتِّقَاعِ

وَشُغْلٍ لَيْسَ يُعْقِبُهُ فَرَاغٌ ... وَسَعْيٍ دَائِمٍ مَعَ كُلِّ سَاعٍ

وَحِرْصٍ لَا يَزَالُ عَلَيْهِ عَبْدًا ... وَعَبْدُ الْحِرْصِ لَيْسَ بِذِي اقْتِنَاعٍ

ترجمہ: (1)...دنیا کے طالب کے لئے میری ضمانت ہے کہ وہ ایسی طویل پریشانی میں پھنسا ہوا ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگی (2)...اور دنیا کی زندگی میں بغیر عزت ایسی ذلّت وفقر میں پڑا ہوا ہے جو فائدہ مند نہیں (3)...اور ایسی مشغولیت میں مبتلا ہے جس کے بعد فراغت نہیں اور ہر سعی ومحنت کرنے والے کے ساتھ دائمی محنت میں پڑا ہوا ہے (4)...اور ایسی حرص میں مبتلا ہے جس کا وہ غلام ہے اور حرص کے غلام کا دل نہیں بھرتا۔

حقیقی زندگی:

﴿15060﴾...حضرت سیِّدُنا محمد بن منصور طوسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

اِنَّمَا الدُّنْيَا وَاِنْ سَرَّتْ قَلِيْلٌ مِّنْ قَلِيْل
لَيْسَ يَخْلُوْ اَنْ تَبَدَّى لَكَ فِيْ زِيٍّ جَمِيْل
ثُمَّ تَرْمِيْكَ فِي الْمَاْمَنِ بِالْخَطْبِ الْجَلِيْل
اِنَّمَا الْعَيْشُ جِوَارُ اللهِ فِيْ ظِلٍّ ظَلِيْل

ترجمہ: دنیا تو قلیل ہی قلیل ہے اگرچہ تجھے بھلی لگے۔ یہ بعید نہیں کہ وہ تیرے سامنے اچھی شکل میں آئے۔ پھر تجھے امن وسکون سے نکال کر مشقتوں اور پریشانیوں میں ڈال دے۔ بلاشبہ حقیقی زندگی گھنے سایوں میں **اللہ** پاک کے جوارِ رحمت میں ہوگی۔

سیِّدُنا محمد بن منصور رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرویات

حضرت سیِّدُنا محمد بن منصور رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کثیر احادیث روایت کیں۔ چنانچہ

﴿15061﴾...حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ'' کہنے والوں میں سے بعض لوگ گناہوں کے سبب جہنم میں داخل ہوں گے۔ لات وعُزّٰی کو ماننے والے (یعنی بت پرست) ان سے کہیں گے: تمہارے ''لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہ'' کہنے نے تمہیں کچھ نفع نہ دیا، تم بھی ہمارے ساتھ دوزخ میں ہو۔ **اللہ** کریم غضب فرمائے گا اور مسلمانوں کو جہنم سے نکال کر نہرِ حیات میں ڈال دے گا تو یہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے جیسے چاند گہن کے ہٹنے سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔ پھر یہ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور ان کا نام جَھَنَّمِیِّیْن رکھا جائے گا۔

ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے کہا: کیا آپ نے یہ حدیث رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

سے سنی ہے؟ فرمایا: میں نے رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ "جو مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔" ہاں! میں نے یہ حدیث رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سنی ہے۔[1]

خرابی والا شر قریب آگیا:

﴿15062﴾... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا اُمِّ حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فرماتی ہیں: ایک دن رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے پاس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ عرب کی خرابی ہے اس شر سے جو قریب آگیا، آج یاجوج ماجوج کی دیوار اس کے برابر کھل گئی۔ یہ فرماکر اپنے انگوٹھے اور اس سے ملی ہوئی انگلی کا حلقہ بنالیا۔ میں نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا ہم ہلاک کردیئے جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہوں۔ ارشاد فرمایا: ہاں! جب خباثت بڑھ جائے۔[2]

ظہر سے پہلے چار رکعتیں:

﴿15063﴾... حضرت سیِّدُنا اَیُّوب اَنصاری رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ چار رکعتیں کیا ہیں جو آپ زوال کے وقت پڑھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: اس وقت آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پس یہ دروازے بند نہیں ہوتے یہاں تک نمازِ ظہر ادا کرلی جائے لہٰذا میں پسند کرتا ہوں کہ کوئی نیک عمل آگے بھیج دوں۔[3]

﴿15064﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر چمڑا دباغت[4] سے پاک ہوجاتا ہے۔[5]

---

1 ... معجم اوسط، ۵/۲۶۹، حدیث: ۷۲۹۳

2 ... مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب اقتراب الفتن... الخ، ص۱۱۷۹، حدیث: ۷۲۳۵، ۷۲۳۶ بتغیر قلیل عن زینب بنت جحش

معجم اوسط، ۵/۲۷۷، حدیث: ۷۳۱۹

3 ... معجم اوسط، ۱/۵۶۶، حدیث: ۲۰۸۳

4 ... دباغت کی یہ صورتیں ہیں: کھاری نمک وغیرہ کسی دوا سے پکایا جائے یا فقط دھوپ یا ہوا میں سکھالیا جائے کہ تمام رطوبت خشک ہوکر بدبو جاتی رہے۔ (بہار شریعت، حصہ 2، 1/402)

5 ... ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب لبس جلود المیتۃ اذا دبغت، ۴/۱۶۳، حدیث: ۳۶۰۹

﴿15065﴾... اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: جب زمین میں بُرائی پھیل جائے تو اللہ پاک زمین والوں پر اپنا سخت عذاب بھیجتا ہے۔ میں نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اگرچہ ان میں نیک لوگ بھی ہوں؟ فرمایا: ہاں! اگرچہ ان میں نیک لوگ بھی ہوں، لوگوں کو پہنچنے والا عذاب انہیں بھی پہنچے گا پھر وہ اللہ پاک کی رحمت کی طرف لوٹ جائیں گے۔[1]

﴿15066﴾... اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ حضرت بَرِیرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا ایک غلام کے نکاح میں تھیں، جب یہ آزاد ہوئیں تو رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کا مُعاملہ ان کے ہاتھ میں دے دیا (یعنی شوہر کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کا انہیں اختیار دیا)۔[2]

گناہگاروں کے لئے شفاعت:

﴿15067﴾... حضرت سیّدُنا ابو اُمامہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں اپنی امت کے بُرے لوگوں کے لئے کیا ہی اچھا انسان ہوں۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: اور اپنی امت کے نیک لوگوں کے لئے آپ کیسے ہیں؟ ارشاد فرمایا: میری امت کے نیک لوگ تو اپنی نیکیوں اور بھلائیوں کے ذریعے جنت میں داخل ہوں گے جبکہ بُرے لوگ میری شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔[3]

بہتان کا عذاب:

﴿15068﴾... حضرت سیّدُنا ابنِ عُمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: جس نے یہ کہا "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ وَ سُبْحٰنَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ" تو اس کے لئے ہر حرف کے بدلے 10 نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو کسی باطل جھگڑے میں مدد کرے تو وہ توبہ کرنے تک اللہ پاک کی ناراضی و غضب میں رہتا ہے اور جس کی سِفارش اللہ پاک کی حدود میں سے کسی حد کے لیے رکاوٹ بنی اُس نے

[1]... العقوبات لابن الدنیا، اسباب العقوبات وانواعہا، ص۱۹، حدیث:۳

[2]... معجم اوسط، ۱/۵۹۸، حدیث: ۲۰۹۰

[3]... معجم اوسط، ۳/۳۲۳، حدیث: ۹۱۲۵

اللہ پاک کا اس کے حکم میں مقابلہ کیا اور جو کسی مومن مرد یا عورت پر بہتان لگائے تو اللہ پاک قیامت میں اس وقت تک اسے دوزخیوں کے پیپ اور خون میں رکھے گا جب تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نہ نکل آئے اور وہ نکل نہیں سکے گا۔(1)

﴿15069﴾... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنی ازواج کو اختیار دیا اور انہیں طلاق نہ دی۔(2)

حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه

مخلوق سے پوشیدہ لوگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو تُراب عَسکر بن حُصَین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بھی ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا نام عسکر بن محمد بن حسین حُصَینی نَخْشَبی ہے۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا حاتم اَصَم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی صحبت پائی اور حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ عطّار بصری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے ملاقات کی۔ آپ توکل، سیاحت اور شجاعت میں معروف تھے۔ 245ھ میں جنگل میں آپ کا وصال ہوا اور وہیں درندوں نے آپ کو کھالیا۔ حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن ابی عاصم نبیل، حضرت سیِّدُنا اَبُو عَبْدُ اللہ بن جَلَّاء اور حضرت سیِّدُنا ابو عبیدہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِم نے آپ کی صحبت پائی۔

﴿15070﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نخشبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا حاتم اصم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو فرماتے سنا: لوگوں کی صحبت میں اسی طرح رہو جس طرح آگ کے قریب رہتے ہو، آگ سے فائدہ حاصل کرو اور اس سے بچو کہ وہ تمہیں جلائے۔

زُہد کے تین قوانین:

﴿15071﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نخشبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا حاتم اصم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو فرماتے سنا: زُہد ایک نام ہے اور زاہد شخص ہے۔ زُہد کے تین قوانین ہیں: (1)... معرفت کے ساتھ صبر (2)... توکُّل پر استقامت اور (3)... عطائے الٰہی پر رضامندی۔

1 ...معجم اوسط، ۵/ ۳۲، حدیث: ۴۳۹۱

2 ...مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان ان تخییر... الخ، ص ۶۰۲، حدیث: ۳۶۸۴، ۳۶۸۶

تفصیل:

"معرفت کے ساتھ صبر" یہ ہے کہ جب کوئی مصیبت نازل ہو تو دل سے جان لو کہ **اللہ** پاک تمہیں اس حال پر دیکھ رہا ہے، صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو بلکہ صبر کے ثواب کے ادراک کی بھی کوشش کرو۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ نفس کو صبر پر آمادہ کرو اور جان لو کہ ہر چیز کا ایک وقت ہے اور یہ دو طرح ہو گا یا تو کُشادگی وآسانی ہوگی یا موت آجائے گی، اگر یہ دونوں چیزیں تمہارے پیشِ نظر ہوئیں تو عارف وصابر ہو گے۔

"توکل پر استقامت" زبان کے اقرار اور دل کی تصدیق کا نام توکل ہے۔ جب بندہ اقرار و تصدیق کر لیتا ہے کہ بلاشبہ **اللہ** کریم ہی رزق عطا فرمانے والا ہے تو وہ اِستقامت پالیتا ہے۔ استقامت دو معنیٰ پر ہے: پہلا تم جان لو ایک چیز تمہاری ہے جو تمہیں مل کر ہی رہے گی لہٰذا تمہیں پُر اعتماد و پُر سکون رہنا چاہئے۔ دوسرا جو چیز تمہاری نہیں، غیر کی ہے تو اس کی لالچ ہی نہ رکھو۔ ان دونوں کے سچے ہونے کی علامت یہ ہے کہ تم عطا کی گئی چیز میں ہی مشغول رہو۔

"عطائے الٰہی پر رضامندی" عطا دو طرح کی ہوتی ہے، ایک عطا وہ ہے جو تمہاری خواہش کے مطابق ہے اس کے متعلق تم پر ربِّ کریم کا شکر واجب ہے اور دوسری عطا وہ ہے جو تمہاری خواہش کے خلاف ہے تو اس کے متعلق صبر و رضا سے کام لینا تم پر ضروری ہے۔

چار جلیل القدر بزرگوں میں سے پہلے:

﴿15072﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ بن جَلَّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے 500 سے زیادہ بزرگوں سے ملاقات کی مگر ان میں چار کی طرح کسی کو نہ پایا اور ان چار میں سے پہلے نمبر پر حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخشَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہیں۔ آپ کا جنگل میں انتقال ہوا اور دَرِندوں نے آپ کو کھالیا۔ آپ اپنے ساتھیوں سے کہتے: اے لوگو! تم تین چیزوں سے محبت کرتے ہو مگر وہ تمہارے لیے نہیں ہیں: (1)... تم خود سے محبت کرتے ہو جبکہ تم **اللہ** کریم کے لیے ہو (2)... تم روح سے محبت کرتے ہو حالانکہ وہ بھی **اللہ** پاک کے لیے ہے اور (3)... تم مال سے محبت کرتے ہو حالانکہ وہ وارثوں کے لیے ہے۔ تمہیں دو چیزوں کی چاہت ہے لیکن انہیں حاصل کر نہیں سکتے: (1)... خوشی اور (2)... راحت لیکن حقیقت میں یہ دونوں جنت میں مُیَسَّر ہوں گی۔

﴿15073﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے گرمیوں کے ایک دن حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ادہم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دیکھا، آپ نے بالوں سے بنا جبہ الٹا پہن رکھا تھا اور اپنی ٹانگوں کو پہاڑ کی طرف بلند کیے لیٹے ہوئے تھے، آپ فرمارہے تھے: بادشاہ خوشی وراحت کی تلاش میں راستہ بھول گئے۔

﴿15074﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ایک شخص نے کہا: کیا آپ کو کوئی حاجت ہے؟ فرمایا: جس دن مجھے تم اور تم جیسے لوگوں سے حاجت ہو گی تو مجھے **اللہ** پاک کی طرف حاجت نہ رہے گی۔

نیز فرمایا: جس چیز نے صادقین کو غیر خدا سے شکوہ کرنے سے روکا ہے وہ **اللہ** پاک کا خوف ہے۔ غنا کی حقیقت یہ ہے کہ تو اپنے جیسے لوگوں سے بے نیاز ہو جائے اور فقر کی حقیقت یہ ہے کہ تو اپنے جیسے لوگوں کا محتاج ہو جائے۔

﴿15075﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا حاتم اَصَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: میری چار بیویاں اور نو بچے ہیں مگر کبھی شیطان نے مجھے ان کے رزق کے بارے میں وسوسہ نہیں ڈالا۔

زُہد کی بنیاد، وسط اور آخر:

﴿15076﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کیا کہ ایک شخص حضرت سیِّدُنا حاتم اصم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس آیا اور کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! زُہد کی بنیاد، وسط اور آخر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: **اللہ** پاک پر اعتماد زُہد کی بنیاد، صبر اس کا وسط اور اخلاص اس کا آخر ہے۔

سیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرویات

حضرت سیِّدُنا ابو تراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ چنانچہ

﴿15077﴾... حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنے مریضوں کو کھانے اور پینے پر مجبور نہ کرو کہ انہیں ان کا رب کھلاتا اور پلاتا ہے[1]۔[2]

[1] ...اس پر حاشیہ روایت نمبر 14488 کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

[2] ...ابن ماجہ، کتاب الطب، باب لاتکرھوا المریض علی الطعام، ۳/۹۱، حدیث: ۳۴۴۴، عن عقبۃ بن عامر

﴿15078﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ عُمَر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کاش! میرے لئے مکھن اور دودھ سے تربتر گندم کی چھوٹی روٹی ہوتی۔ ایک شخص اُٹھا اور یہ لے آیا۔ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اس سے پوچھا: یہ کس چیز میں رکھی تھی؟ عرض کی: گوہ کے چمڑے سے بنے مشکیزے میں۔ تو آپ نے اسے تناول نہ فرمایا۔ (1)

﴿15079﴾... حضرت سیِّدُنا جُندب بن سفیان رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو لوگوں کو سنانے کے لیے عمل کرے گا اللہ پاک اس کی ذلت لوگوں کو سنائے گا اور جو لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کرے گا اللہ پاک اُس کے عیب لوگوں کو دکھائے گا۔ (2)

نعمتِ الٰہی کا دشمن:

﴿15080﴾... حضرت سیِّدُنا وَہب بن مُنَبِّہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ پاک نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی طرف وحی فرمائی: اے موسیٰ! جو میں نے اپنا فضل اور نعمت لوگوں کو دی ہے اس پر لوگوں سے حسد نہ کرنا کیونکہ حسد کرنے والا میری نعمت کا دشمن، میرے فضل سے بھٹکا ہوا اور لوگوں کے درمیان میری تقسیم سے ناراض ہے اور جو ایسا ہو وہ مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں۔

﴿15081﴾... حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بیان کیا کہ میں نے عَرفات میں 56 بار وقوف کیا۔ آخری مرتبہ جب وقوف کیا تو اگلے دن میں نے عرفات میں بہت بھیڑ دیکھی اور بہت سے لوگوں کو خُشوع، عاجزی وانکساری اور دعا کرتے دیکھا۔ یہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی اور میں نے کہا: اے اللہ! ان بندوں میں سے جس کا حج تو نے قبول نہیں کیا میں نے اپنے حج کا ثواب اسے دیا۔ پھر ہم نے کوچ کیا اور لوگوں کے ساتھ رات گُزاری۔ رات میں نے خواب میں کسی کہنے والے کو کہتے سنا: ”تم مجھ پر سخاوت کرتے ہو حالانکہ میں سب سے بڑھ کر کریم ہوں۔ مجھے میری عزت اور بزرگی کی قسم! جس نے بھی اس میدانِ عَرفات میں وقوف کیا میں نے اسے بخش دیا۔“ مجھے اس خواب سے خوشی ہوئی۔ پھر جب حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے

---

(1) ... ابن ماجہ، کتاب الاطعمۃ، باب الخبز الملبق بالسمن، ۴/ ۴۳، حدیث: ۳۳۴۱

(2) ... مسلم، کتاب الزھد والرقائق، باب من اشرک فی عملہ غیر اللہ، ص۱۲۱۹، حدیث: ۷۴۷۶

میری ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا: اگر تمہارا خواب سچا ہے تو تم صرف 40 دن زندہ رہو گے۔

راوی کہتے ہیں: جب اکتالیسواں دن آیا تو لوگ حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن معاذ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس آئے اور کہا: ابو تراب کا انتقال ہو گیا ہے۔ پھر ہم اُٹھے اور لوٹ آئے، **اللہ** پاک کی ان پر رحمت ہو۔

عراقی عارِفین کی ایک جماعت کا تذکرہ

حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اب عراقی عارفین کے اکابر کا ذکر ہو گا اور ہم ان کے کلام اور واقعات کو چھوڑ کر صرف تذکرے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ان میں وہ بھی ہیں جن کی تصانیف ہیں جیسے حضرت سیِّدُنا ابو سعید خَرّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور ان کے ہم مرتبہ لوگ۔ کچھ وہ بھی ہیں جن کے اصحاب اور شاگردوں کی کثرت پھیلنے کے سبب **اللہ** پاک نے ان کے ذکر کو بلند کیا۔ ہم پر اور ان سب پر **اللہ** پاک کی رحمت ہو۔

حضرت سیِّدُنا ابو اِسحاق آجُرِّی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان عراقی عارفین کے بڑوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق آجُری بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی نشانیاں عجیب اور کرامات لطیف تھیں۔

کرامت: چادر آگ میں نہ جلی

﴿15082﴾... حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق آجُرِّی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس ایک یہودی بانس کی قیمت میں سے کچھ کا تقاضا کرنے آیا۔ آپ نے اس سے گفتگو کی۔ اس نے آپ سے کہا: مجھے ایسی چیز دکھائیں جس سے میں اسلام کے شَرَف اور فَضْل کو اپنے دین کے مقابلے میں پہچان لوں حتّٰی کہ اسلام لے آؤں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: کیا تم واقعی اسلام لے آؤ گے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے اس سے کہا: اپنی چادر دو۔ اس نے دی تو آپ نے اس کی چادر پر اپنی چادر لپیٹ کر آگ میں ڈال دی پھر خود بھی آگ میں داخل ہو گئے اور چادر لے کر باہر نکل آئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی چادر صحیح سالم تھی جبکہ اس کے اندر موجود یہودی کی چادر جل کر کالی ہو چکی تھی۔ یہ دیکھ کر یہودی اسلام لے آیا۔

﴿15083﴾... حضرت سیِّدُنا عَبدون زَجاج رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: مجھے حضرت سیِّدُنا ابراہیم آجری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کہا: اے لڑکے! تو اپنی فکر سے ذرہ برابر بھی **اللہ** پاک کی طرف رُجوع کرے تو یہ ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا قاسِم جریری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان عراقی عارفین کے بڑوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا قاسم جریری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اپنے حال میں مشغول اور دنیا کے سازوسامان سے دور تھے۔ حضرت سیِّدُنا بشر حافی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آپ سے ملاقات کی ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مسلم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا قاسم جریری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیمار ہوئے تو حضرت سیِّدُنا بشر حافی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عیادت کرنے آئے دیکھا کہ آپ کے سر کے نیچے اینٹ ہے اور جس بستر پر آپ لیٹے ہوئے ہیں وہ پرانا اور پھٹا ہوا ہے۔ حضرت سیِّدُنا بِشر حافی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ وہاں سے نکلے تو پڑوسیوں نے کہا: ہم 30 سال سے ان کے پڑوس میں ہیں لیکن انہوں نے کبھی ہم سے کسی چیز کا سُوال نہیں کیا۔

حضرت سیِّدُنا ابویعقوب زَیَّات رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

عراقی عارفین کے بڑوں کے ہم زمانہ حضرت سیِّدُنا ابویعقوب زَیّات رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اپنے وقت کو غنیمت جاننے والے، اپنے آپ میں مشغول رہنے والے، اپنے خطرات پر نظر رکھنے والے اور اپنی خلوت میں مصروف رہنے والے تھے۔ عبادت گُزاروں کی جماعت آپ کے حال کی تعظیم کیا کرتی تھی۔

توکل کا حق ادا کردیا:

﴿15084﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابویعقوب زَیّات رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے دروازے پر دستک دی اور میرے ساتھ میرے ساتھیوں کی ایک جماعت بھی تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کہا: کیا تمہیں **اللہ** پاک کے ذکر میں مشغولیت نہیں جو تمہیں میرے پاس آنے سے باز رکھے۔ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: جب ہم اپنی مشغولیت چھوڑ کر آہی گئے ہیں تو اب ہم یہاں سے نہیں ہٹیں گے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے دروازہ کھولا تو میں نے توکل کے بارے میں ایک سوال پوچھا۔

آپ کے پاس ایک ہی درہم تھا وہ بھی آپ نے نکال کر دے دیا اور مجھے جواب دیا، یوں آپ نے توکل کا حق ادا کر دیا پھر فرمایا: میں اس بات سے **اللہ** پاک سے حیا کرتا ہوں کہ میں تمہیں جواب دوں اور میرے پاس کچھ ہو۔ میں نے ان سے کہا: آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جسے ہر علم سے حصہ ملا ہو اور حق اور مخلوق کی صفات کے حوالے سے بھی اس کا قیام اچھا ہو۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: یہ اگر تم ہو تو ٹھیک ورنہ نہیں۔

ایک دن آپ نے کسی مرید سے کہا: کیا تم نے قرآن پاک حفظ کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: خدایا تیری مدد! راہِ ارادت کا مسافر قرآن پاک حفظ نہ کرے ایسے ہے جیسے چکوترا ہو جس میں خوشبو نہ ہو، کیسے تم لُطف اندوز ہو گے؟ کیسے تم تَرَنُّم سے پڑھو گے؟ کس طرح تم اپنے رب سے مُناجات کرو گے؟ کیا تم جانتے نہیں عارفین کی زندگی تو اپنے آپ اور غیروں سے نغمات سننا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو جعفر بن کوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

عراقی عارفین کے بڑوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو جعفر بن کوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔

﴿15085﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الحسن بن مِقْسَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: وہ بڑی شان کے مالک تھے۔ اپنے زمانے والوں سے عبادت و ریاضت اور کثرتِ اَوراد میں فائق ہوئے۔ بغداد کے اکثر عبادت گُزاروں نے آپ سے ادب حاصل کیا۔ شریفانہ آداب اور اچھے اخلاق آپ سے منقول چلے آرہے ہیں۔

﴿15086﴾... ایک دن حضرت سیِّدُنا ابو جعفر بن کوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس سیِّدُ الطائفہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دراہم کی ایک تھیلی لے کر آئے۔ حضرت سیِّدُنا ابو جعفر بن کوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں۔ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اگرچہ آپ کو اس کی حاجت نہیں لیکن اس کے لینے میں ایک مسلمان کی خوشی ہے۔ انہوں نے وہ تھیلی لے لی۔ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا: **اللہ** پاک آپ پر رحم فرمائے! آدمی اس علم کے بارے میں گفتگو کرے جس پر خود مکمل طور پر عمل پیرا نہ ہوا ہو، اس کا خاموش رہنا زیادہ بہتر ہے یا کلام کرنا؟ وہ کچھ دیر سر جھکائے خاموش رہے پھر میری جانب سر اٹھا کر کہا: اگر وہ تم ہو تو کلام کر سکتے ہو۔

حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو جعفر

بن کوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سَیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ بَرَاثی زاہد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور ان کے شاگردوں سے تربیت حاصل کی۔

متقی وپرہیزگار میاں بیوی:

﴿15087﴾... حضرت سَیِّدُنا حکیم بن جعفر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم حضرت سَیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ بن ابو جعفر زاہد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس جایا کرتے اور آپ مقام بَراث میں رہتے تھے۔ آپ کی زوجہ عبادت گزار تھیں جنہیں جوہرہ کہا جاتا تھا۔ حضرت سَیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کھجور کے پتوں کی بنی نجرانی ٹوکری پر بیٹھتے اور دوسری ٹوکری پر ایک ہی کمرے میں ان کے سامنے قبلہ کی جانب منہ کرکے ان کی زوجہ بیٹھتیں۔ ایک دن میں ان کے پاس آیا تو دیکھا کہ آپ زمین پر بیٹھے ہیں، نیچے کچھ نہیں۔ ہم نے کہا: اے اَبُوعَبْدُ اللہ! ٹوکری کا کیا ہوا جس پر آپ بیٹھتے تھے؟ فرمانے لگے: گزشتہ رات جوہرہ نے مجھے جگایا اور کہا: کیا روایت میں یہ نہیں کہا گیا کہ "زمین آدمی سے کہتی ہے: تو میرے اور اپنے درمیان پردہ رکھتا ہے، کل تو میرے اندر ہوگا۔" میں نے کہا: تم نے ٹھیک کہا۔ وہ بولی: یہ ٹوکری نکال دو ہمیں اس کی حاجت نہیں۔ میں کھڑا ہو گیا اور بخدا اسے نکال دیا۔

حضرت سَیِّدُنا ابوہاشم زاهد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

عراقی عارفین کے بڑوں میں سے ایک حضرت سَیِّدُنا ابوہاشم زاہد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ حق کی طرف آنے والے، مخلوق سے الگ ہونے والے اور حق کے سوا سے کنارہ کشی اختیار کرنے والے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حضرت سَیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ بن ابو جعفر بَراثی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ہم عصر ہیں۔

وحشت کا نشان:

﴿15088﴾... حضرت سَیِّدُنا ابوہاشم زاہد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک نے دنیا کو وحشت کا نشان دیا ہے تاکہ یہ اپنے چاہنے والوں کے لئے انسیت ہو لیکن دوسروں کے لئے نہ ہو اور اطاعت گزار اس سے اعراض رکھیں۔ چنانچہ **اللہ** پاک کی معرفت رکھنے والے دنیا میں وحشت زدہ جبکہ آخرت کی طرف مشتاق رہتے ہیں۔

﴿15089﴾... حضرت سَیِّدُنا حکیم بن جعفر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا ابوہاشم زاہد رَحْمَۃُ اللہ

عَلَیْہ نے حضرت قاضی شریک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو وزیر یحییٰ بن خالد برمکی کے محل سے نکلتے دیکھا تو فرمایا: میں ایسے علم سے پناہ مانگتا ہوں جو نفع نہ دے۔

محل اور جھونپڑی:

﴿15090﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہاشم زاہد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: سوئیوں سے پہاڑ کھودنا دلوں سے تکبُّر نکالنے سے زیادہ آسان ہے۔ مزید فرماتے ہیں: اگر دنیا محل اور باغ ہوتی اور آخرت جھونپڑی تو پھر بھی آخرت اس بات کی حق دار تھی کہ اسے دنیا پر ترجیح دی جائے کیونکہ آخرت باقی رہنے والی اور دنیا فنا ہونے والی ہے۔

حضرت سیِّدُنا عباس بن مُساحِق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

عراقی عارفین کے بڑوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا عباس بن مساحق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ محبَّتِ الٰہی میں ڈوبے ہوئے اور اپنے محبوب پروردگار کی طرف رختِ سفر باندھنے والے تھے۔

محبین الٰہی کی شان:

﴿15091﴾... حضرت سیِّدُنا وضاح بن حکیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا عباس بن مساحق مخزومی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پر انتہائی بوسیدہ جُبّہ دیکھا تو کہا: اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے! میں آپ پر یہ کیا بوسیدہ لباس دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے کہا: تمہیں اس لباس میں کیا چیز ناپسند ہے؟ میں نے کہا: اس کی انتہائی بوسیدگی۔ فرمایا: اے ابنِ حکیم! کیا اس لباس میں اللہ پاک کی طرف پہنچنا ممکن نہیں؟ بخدا! اللہ پاک سے محبت رکھنے والے اس سے بھی سخت حالت میں دنیا سے گئے ہیں۔ آدمی پر کیا حَرَج ہے کہ وہ اللہ پاک سے محبت رکھنے والا ہو اور اس پر لوہے کا جُبّہ ہو۔ خدا کی قسم! اے ابنِ حکیم! اللہ پاک سے محبت رکھنے والوں نے اس کی اطاعت اور اس کی طرف شوق کی مٹھاس چکھ لی تو ان کے دل دنیا سے مطمئن نہیں ہوتے اب وہ دنیا کی طرف نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کے دھوکے کو جاننے کے بعد وہ اس کی طرف لوٹنے کی طمع نہیں رکھتے جب سے انہوں نے اللہ پاک کا یہ فرمان سنا ہے:

اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ ترجمۂ کنزالایمان: جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود

زِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ (پ۲۷، الحدید: ۲۰) اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا۔

بخدا! انہوں نے اپنی آرام گاہوں کو خیر آباد کہا، اپنے گھر کے بستروں کو چھوڑ دیا، اپنے مولا کی طرف رختِ سفر باندھ کر چل پڑے اور انہوں نے بدنوں کو اپنی عبادت گاہوں اور دلوں کو اپنے درجات میں لگا دیا۔

حضرت سیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ عُمَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

عراقی عارفین کے بڑوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دنیا سے کنارہ کش اور دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرنے والے تھے۔

حساب تجھ پر جبکہ مال وارثوں کے لئے:

﴿15092﴾... حضرت سیِّدُنا عُمَر بن عَبْدُ اللہ عُمَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے دروازے پر یہ لکھا دیکھا:

اِعْمَلْ فَاَنْتَ مِنَ الدُّنْيَا عَلٰى حَذَرٍ ۔۔۔ وَاعْلَمْ بِاَنَّكَ بَعْدَ الْمَوْتِ مَبْعُوْثُ

وَاعْلَمْ بِاَنَّكَ مَا قَدَّمْتَ مِنْ عَمَلٍ ۔۔۔ مُحْصٰى عَلَيْكَ وَمَا جَمَعْتَ مَوْرُوْثُ

ترجمہ: عمل کر تو دنیا سے خطرے میں ہے اور جان لے تجھے موت کے بعد اٹھنا ہے۔ پھر یہ بھی جان لے کہ تو نے جو عمل کیا ہے اس کا تجھے حساب دینا ہے اور تیرا جمع کیا ہوا مال وراثت ہے۔

﴿15093﴾... حضرت سیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ عمری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس کی ضمانت نہیں دی گئی اس کے بارے میں تم نے اچھا گمان رکھا یونہی اس کے بارے میں بھی اچھا گمان رکھو جس کی ضمانت دی گئی۔

حضرت سیِّدُنا علی بن مَعْبَد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

عراقی عارفین کے بڑوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا علی بن معبد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ انہیں مٹی کو معمولی سمجھنے کی وجہ سے عتاب کیا گیا اور دُرستی کی تنبیہ کی گئی۔

پرائی دیوار سے مٹی لینے پر تنبیہ:

﴿15094﴾... حضرت سیِّدُنا ہارون بن کامل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا علی بن معبد رَحْمَۃُ

اللہ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: میں نے ایک تحریر لکھی پھر میں نے دیوار سے مٹی لی تو میرے دل میں (پرائی دیوار سے مٹی لینے کے بارے میں) فکر پیدا ہوئی، میں نے کہا: مٹی ہی تو لی ہے، مٹی کی کیا قیمت ہے؟ جب رات کو سویا تو خواب میں دیکھا گویا کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے: عنقریب وہ جان لے گا جو یہ کہتا ہے کہ مٹی کی کیا قیمت ہے؟

گمنام شخصیت

عراقی عارفین کے بڑوں میں سے ایک گمنام شخصیت بھی ہے۔ جو لوگوں اور تعریف کرنے والوں سے دور رہنے والے تھے کیونکہ وہ اس ذات سے اُنسیت رکھنے والے تھے جس سے محبت اور اخلاص رکھنا سب سے زیادہ لائق ہے۔

﴿15095﴾... حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں لُکا پہاڑ کی سیر کر رہا تھا کہ ایک جنگل سے گزرا جہاں بہت سے درخت اور پودے تھے۔ میں وہاں کھڑے ہو کر اس کے پھولوں کی خوبصورتی، اَطراف کی ہریالی، پرندوں کی چہچہاہٹ، چھوٹے پتھروں اور کنکروں پر گرتے پانی کی آواز، وحشی جانوروں کے غول سے زمین سے اُڑنے والی مٹی اور درختوں سے خاک اڑانے والی تیز ہواؤں کی آواز سن کر تعجب کر رہا تھا۔ ابھی میں اسی میں مشغول تھا کہ ایک آواز میرے کانوں سے ٹکرائی جس سے میرے آنسو نکل پڑے اور رنج و غم کی آگ بھڑک اُٹھی۔ میں اس آواز کی طرف بڑھتا گیا یہاں تک کہ پہاڑ کے دامن میں ایک غار تک جا پہنچا۔ وہ آواز اس غار سے آرہی تھی۔ میں نے اس میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں ایک خلوت نشین عبادت گزار ہے اور کہہ رہا ہے: پاک ہے وہ ذات! جس نے مشتاقوں کے دل اپنی بارگاہ کی اطاعت کے باغوں کے پھول میں مگن کر دیئے۔ پاک ہے وہ ذات! جس نے عقل مندوں کی عقلوں کو سمجھ عطا کی تو وہ اس کے سوا غیر پر اعتماد نہیں کرتے۔ پاک ہے وہ ذات! جس نے اہلِ محبت کے نفسوں کو محبت کے حوضوں پر پہنچا دیا۔ پھر وہ عبادت گُزار رُکا تو میں نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم! اے غم کے دوست، رنج کے ساتھی اور اے وہ شخص جو گھر والوں کے نہ ہونے اور صبر و تسلی کی طویل جُدائی سے بھی مانوس ہے۔ انہوں نے مجھے جواب دیتے ہوئے کہا: وَعَلَیْکُمُ السَّلَام! تم ایسے شخص کی جگہ کیسے پہنچے جس نے لوگوں کے سُوالات کے ڈر سے خود کو تنہا رکھا ہے اور وہ بناوٹی کلام چھوڑ کر اپنے نفس کے محاسبہ میں مشغول ہے۔ میں نے کہا: مجھے آثار کی کھوج اور نصیحت و عبرت کی رغبت نے آپ کی طرف

پہنچایا ہے۔ انہوں نے کہا: اے جوان! اللہ پاک کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کے دلوں میں محبت کے چقماق (ماچس) نے عشق کی آگ جلائی ہے۔ ان کی روحیں شدتِ اشتیاق سے اللہ پاک کی طرف ملکوت میں سیر کرتی ہیں اور جبروت کے پردوں میں جو کچھ ان کے لئے جمع ہے وہ دل کی نگاہوں سے اسے دیکھ رہے ہیں۔ میں نے کہا: اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے! مجھے ان کی صفت بیان کیجئے۔ فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو رحمتِ الٰہی کے پہلو میں پناہ گزین ہیں۔ پھر کہا: میرے مولا! مجھے بھی ان لوگوں میں سے کر دے اور مجھے بھی ان جیسے اعمال کی توفیق دے۔ انہوں نے جس کا ارادہ کیا اسے پالیا کیونکہ تو نے ان کی تربیت فرمائی اور تو نے ان کی عقلوں کو تائید عطا کی۔ میں نے کہا: اللہ پاک آپ پر رحم فرمائے! کیا آپ مجھے نصیحت نہیں کریں گے جو میں یاد رکھوں؟ فرمایا: اللہ پاک سے اس کی ملاقات کے شوق میں محبت رکھو کہ وہ ایک دن اپنے اولیا کو اپنے جمال کی تجلی دکھائے گا۔ پھر انہوں نے کچھ اشعار کہے:

قَدْ كَانَ لِيْ دَمْعٌ فَاَفْنَيْتُهُ وَكَانَ لِيْ جَفْنٌ فَاَدْمَيْتُهُ

وَكَانَ لِيْ جِسْمٌ فَاَبْلَيْتُهُ وَكَانَ لِيْ قَلْبٌ فَاَضْنَيْتُهُ

وَكَانَ لِيْ يَا سَيِّدِيْ نَاظِرٌ اَرٰى بِهِ الْخَلْقَ فَاَعْمَيْتُهُ

عَبْدُكَ اَضْحٰى سَيِّدِيْ مُدْنِفًا لَوْ شِئْتَ قَبْلَ الْيَوْمِ دَاوَيْتَهُ

ترجمہ: میں نے اپنے آنسو فنا کر دیئے اور اپنی پلکوں کو خون آلود کر دیا۔ اپنے جسم کو بوسیدہ کر دیا اور دل کو تھکا دیا۔ میرے مولا! میری آنکھیں تھیں جس سے مخلوق کو دیکھتا تھا میں نے اسے اندھا کر دیا۔ میرے مولا! تیرا بندہ مرنے کے قریب ہو گیا ہے تو اگر چاہے تو آج کا دن ختم ہونے سے پہلے ہی اس کا علاج کر دے۔

پھر یہ اشعار کہے:

مُدَامِعِيْ مِنْكَ قَرِيْحَاتٌ بِالْخَوْفِ وَالْوَجْدِ نَضِيْجَاتٌ

اَقْلَقَهَا زَمْزَمُ نَبَاتِ الْهَوٰى اَجْفَانُهَا مَرْضٰى صَحِيْحَاتٌ

طُوْبٰى لِمَنْ عَاشَ وَاَجْفَانُهُ مِنَ الْمَعَاصِيْ مُسْتَرِيْحَاتٌ

ترجمہ: میری آنکھوں کے آنسو تیرے سبب سے زخمی ہیں، خوف اور وجد کے ساتھ وہ پک گئے ہیں۔ ان آنسوؤں نے

خواہش کی کھیتی کو حرکت دی ہے جن کی پلکوں کا مرض ہی تندرستی ہے۔ مبارک ہو اسے جس نے زندگی گزاری اور اس کی پلکیں گناہوں سے راحت میں رہیں۔

حضرت سیِّدُنا علی بن رَزین رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ

عراقی عارفین کے بڑوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابوالحسن علی بن رَزِیْن رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ بھی ہیں جو ایک ہی جگہ رہنے والے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کھانے پینے سے دور رہنے والے اور مشاہدے میں مقبول و مستغرق تھے۔ آپ سے حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن شَیْبان رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کے استاد حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ الله مَغْرِبی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نے تربیت حاصل کی۔

﴿15096﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ الله مَغْرِبی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرے ایک شیخ تھے جن کی صحبت میں بیٹھتا تھا۔ وہ ہر چار ماہ میں پانی کا ایک گھونٹ پیتے تھے۔ یہ شیخ حضرت سیِّدُنا علی بن رزین رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ تھے جنہوں نے 120 سال عُمر پائی اور 225 ہجری میں انتقال فرمایا۔

حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیْم احمد بن عبد الله اصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا اَبُو عَبْدُ الله محمد بن اسماعیل مغربی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا علی بن رزین رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کے شاگرد ہیں۔ حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ الله رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نے بھی 120 سال عُمر پائی اور 299 ہجری میں انتقال فرمایا۔ ان کا مزار اپنے استاد حضرت سیِّدُنا علی بن رزین رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کے ساتھ طورِ سینا پہاڑ پر ہے۔ یہ بات کہی گئی ہے حضرت سیِّدُنا ابراہیم خوّاص رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نے توکل کی راہ حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ الله رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ سے حاصل کی۔ وہ ان کے اور حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن شَیْبان رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ کے استاد تھے۔ یہ بات مجھ سے حضرت سیِّدُنا ابوبکر طُوسی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ نے 358 ہجری میں مکہ مکرمہ میں بیان کی۔

خاص بندوں کی تین منازل:

﴿15097﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ الله مَغْرِبی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ **اللہ** پاک کے خاص بندوں کی تین منزلیں ہیں: (1)... جنہیں **اللہ** پاک مصائب سے بچا کر خاص کرتا ہے تاکہ ان کی پریشانی ان کے صَبْر کو نہ گھیر لے کہ وہ اس فیصلے کے بارے میں دلوں میں تنگی پائیں یا اس کے فیصلے کو ناپسند کرنے لگیں۔ (2)... جنہیں

گناہگاروں کے پاس رہنے یا ان سے ملنے سے محفوظ رکھ کر خاص کرتا ہے تاکہ ان کے دل اور سینے جہان والوں کے لئے سلامت رہیں۔ (3)...وہ جن پر مصائب وآلام انڈیل دیئے جاتے ہیں اور صبر ورِضا کے ذریعے ان کی مدد ہوتی ہے۔ جتنے مصائب بڑھتے ہیں اتنا ہی اس کے فیصلے کے متعلق ان کی محبت ورضا بڑھتی ہے۔ **اللہ** پاک کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں وہ ایسی نعمتوں کے ساتھ خاص کرتا ہے جو خاص ان کے لئے ہوتی ہیں، انہیں ظاہر وباطن کا بھرپور علم دیتا اور ان کے ذکر کو لوگوں سے اوجھل رکھتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ مغربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

يَا مَنْ يَعُدُّ الْوِصَالَ ذَنْبًا   كَيْفَ اعْتِذَارِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ

اِنْ كَانَ ذَنْبِيْ اِلَيْكَ حُبِّيْ   فَاِنَّنِيْ مِنْهُ لَا اَتُوْبُ

ترجمہ: اے وہ جو وصال کو گناہ شمار کرتا ہے، گناہوں سے میرا عذر کیسے ہو؟ اگر میرا گناہ تیری محبت ہے تو میں اس گناہ سے توبہ نہیں کرتا۔

حضرت سیِّدُنا عَمرو نیشاپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

عراقی عارفین کے بڑوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو حَفْص عَمرو بن سَلْمہ نیشاپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کا نام عُمر بھی ذکر کیا گیا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ محققین میں سے ایک ہیں جن کی جواں مردی کامل اور مروت جامع تھی۔ آپ سے نیشاپور کے عام اکابر نے تربیت حاصل کی۔ ان میں حضرت سیِّدُنا ابو عثمان نیشاپوری اور حضرت سیِّدُنا شاہ کرمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا بھی شامل ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ اَبِیوَردی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت میں رہے اور آپ کا شمار حضرت سیِّدُنا احمد بن خِضْرَوَیہ مَروزی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھیوں میں ہوتا ہے۔ 264 یا 266 ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔

کفر کے قاصد:

﴿15098﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حَفْص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس طرح بخار موت کا قاصد ہے یوں ہی گناہ کُفر کے قاصد ہیں۔

نبوت وولایت کی قوت:

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ دل کی حاضری اور بارگاہِ الٰہی کی حُرمت کی تعظیم کرتے ہوئے ذکر کرتے تھے۔ جب آپ ذکر کرتے تو آپ کو وَجد آجاتا پھر جب افاقہ ہوتا تو فرماتے: ہمارا ذکر محققین کے ذکر سے کتنا دور ہے! میرا انہیں خیال کہ جو غفلت چھوڑ کر دل کی حاضری کے ساتھ **اللہ** پاک کا ذکر کرے وہ ذکر کے بعد زندہ رہ سکتا ہے سوائے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے کیونکہ نبوت کی قوت کے ساتھ ان کی تائید ہوتی ہے اور سوائے خواص اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللہ کے کیونکہ ولایت کی قوت کے ساتھ ان کی تائید ہوتی ہے۔

﴿15099﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن حمدان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو حفص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لوہار تھے۔ ایک دن آپ کا غلام لوہے کی بھٹی میں آگ بھڑکا رہا تھا کہ آپ نے آگ میں ہاتھ ڈال کر لوہا نکالا۔ یہ دیکھ کر غلام پر غشی طاری ہوگئی۔ چنانچہ آپ نے دکان چھوڑ دی اور عبادت ہی میں لگ گئے۔

﴿15100﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حفص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے عمل چھوڑا تو اس کی طرف دوبارہ رجوع کرلیا لیکن عمل نے مجھے چھوڑا تو میں اس کی طرف رجوع نہ کرسکا۔

سچے فقیر کی تعریف:

﴿15101﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حفص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس کے افعال اور اَحوال ہر وقت قرآن وسنت کے مطابق نہ ہوں اور نہ وہ اپنے خطرات کے بارے میں فکر مند ہو تو اسے مردانِ خدا میں شمار نہ کرو۔

مزید فرماتے ہیں: سچے فقیر کی تعریف یہ ہے کہ وہ ہر وقت حکمِ الٰہی میں ہو اور جب اس کے پاس کوئی ایسا آئے جو اسے حکمِ الٰہی سے پھیرے وہ اس سے وحشت محسوس کرے اور اسے دور کرے۔

جواں مردی کی تعریف:

﴿15102﴾... حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحمٰن بن حسین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو حفص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس بغداد کے مشائخ جمع ہوئے اور آپ سے جواں مردی کے بارے میں پوچھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: تم بتاؤ تم بھی زبان اور بیان رکھتے ہو؟ سیِّدُ الطائفہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اسقاطِ رویت

اور ترکِ نسبت جواں مردی ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابو حفص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: آپ نے خوب کہا لیکن میرے نزدیک جواں مردی یہ ہے کہ خود انصاف کرو مگر اپنے ساتھ انصاف کا مطالبہ ہرگز نہ کرو۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میرے ساتھیو! کھڑے ہو جاؤ ابو حفص آدمیوں سے بہت آگے بڑھ چکے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا ابو حفص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں دنیا کو ذلیل سمجھنے کی وجہ سے اس دنیا کے سبب کسی پر بخل نہیں کرتا اور نہ میں اس دنیا کے سبب اپنی جان پر بخل کرتا ہوں کیونکہ میں اس دنیا کو حقیر جانتا ہوں۔

ظاہری آداب باطنی آداب کی علامت ہیں:

﴿15103﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حفص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دنیا کو محتاجِ دنیا کی طرف پھینک دینا سخاوت ہے جبکہ تیرا بارگاہِ الٰہی کی طرف حاجت مند ہونا **اللہ** پاک کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: ظاہری آداب کا حسن باطنی آداب کی علامت ہے جیسا کہ حُضُور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (ایک شخص کے متعلق جب وہ اپنی داڑھی سے نماز میں کھیل رہا تھا) فرمایا: اگر اس کے دل میں خُشُوع ہوتا تو اس کے اعضاء میں بھی خشوع ہوتا۔

مرد کون ہیں؟

﴿15104﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حفص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: مرد کون ہیں؟ فرمایا: اپنے عہدوں کی پاسداری کرتے ہوئے **اللہ** پاک کے لئے قیام کرنے والے۔ چنانچہ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے:

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ۚ (پ۲۱، الاحزاب: ۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچّا کر دیا جو عہد **اللہ** سے کیا تھا۔

بندگی کی تعریف:

﴿15105﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حفص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے بندگی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: جو تمہارا ہے اسے چھوڑ دینا اور جس کا تجھے حکم ملا ہے اس کا التزام کرنا بندگی ہے۔

حضرت سیِّدُنا حَمدُون بن اَحمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

حضرت سیِّدُنا ابو حُفص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مُعاصرین میں سے اور نیشاپور کے شُیوخ میں سے ایک نیک بزرگ

حضرت سیِّدُنا ابو صالح حمدون بن احمد بن عُمَارہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت اختیار کی۔ آپ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مذہب کے فقیہ اور صوفیہ کی جماعتِ ملامتیہ[1] کے شیخ تھے۔

سلف صالحین کا کلام زیادہ نفع مند کیوں ہوتا ہے؟

﴿15106﴾... حضرت سیِّدُنا حمدون بن احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: کیا وجہ ہے کہ سَلَف صالحین کا کلام ہمارے کلام سے زیادہ نفع مند ہے؟ فرمایا: اس وجہ سے کہ ان کا کلام اسلام کی عزت، لوگوں کی نجات اور رحمٰن کی رِضا کے لئے ہوتا تھا اور ہمارا کلام عزتِ نفس، دنیا کی طلب اور مخلوق سے واہ واہ لینے کے لئے ہوتا ہے۔

ایک دن حضرت سیِّدُنا ابو القاسم مُنادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا حمدون بن احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ایک مسئلہ پوچھا۔ آپ نے ان سے فرمایا: میں تمہارے سوال میں شان و شوکت اور عزتِ نفس دیکھ رہا ہوں۔ تم یہ گمان کرتے ہو اس سُوال کے ذریعے تم اس حال تک پہنچ گئے ہو جس کے متعلق تمہیں یہ خبر دی جائے کہ ضعف، فقر، عاجزی اور التجا کا طریقہ کہاں ہے؟ میرے نزدیک جس نے یہ بھی سوچا کہ اس کا نفس فرعون کے نفس سے بہتر ہے تو اس نے تکبر کا اظہار کیا۔

تھکاوٹ تو فضول چیزوں میں ہے:

ایک دن حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن منازل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا حمدون بن احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا: مجھے نصیحت کیجئے؟ فرمایا: اگر تم یہ استطاعت رکھتے ہو کہ دنیا کی کسی چیز کے بارے میں غصہ نہ کرو تو ایسا ہی کرو۔ جس نے اس حال میں صبح کی اسے حلال روزی کمانے کی فکر نہیں اور اسے یہ فکر نہیں گزشتہ کل اس نے کیا

---

[1]... صوفیائے کرام میں سے ملامتیہ وہ حضرات ہیں جو اپنے باطن کی اصلاح کرتے ہیں، اپنے خیر کو ظاہر نہیں کرتے اور اپنے شر کو بھی نہیں چھپاتے اور وہ نہیں چاہتے کہ ان کے احوال اور اعمال میں سے کسی پر کوئی مطلع ہو۔ (عوارف المعارف، ص۴۸) اس میں وہ لوگ داخل نہیں جو شریعت کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہیں اور خود کو ملامتیہ قرار دیتے ہیں ان کے متعلق عظیم صوفی بزرگ خواجہ شمس العارفین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ماضی کے ملامتی شرعی حدود سے تجاوز نہیں کرتے تھے اور آج کے ملامتی شریعت کے باغی ہیں۔ (فیضان شمس العارفین، ص۳۴)

کیا اور اس کے ساتھ کیا ہوا؟ تو وہ ہر چیز کی طرف فارغ ہے۔ مزید فرمایا: کفایت شعاری تجھے مشقت اور تھکاوٹ کے بغیر آسانی کی طرف لے جائے گی اور تھکاوٹ تو فضول چیزوں میں ہے۔

ہمیشگی سے عمل کرنے کا طریقہ:

﴿15107﴾... حضرت سیِّدُنا حمدون بن احمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: ہمیشگی سے عمل کرنے کا طریقہ کیسے حاصل ہو؟ فرمایا: فرقہ قدریّہ جیسے خوف (کہ وہ کہتے ہیں: گناہ کبیرہ والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس کا خوف) اور فرقہ مُرجیہ جیسی اُمید (کہ وہ کہتے ہیں مومن خواہ کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو جہنم میں نہیں جائے گا ایسی امید) کرتے ہوئے۔ پھر فرمایا: جو مصیبت میں واویلا کرتا ہے وہ اپنے رب پر تہمت رکھتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: اس سے کمتر کوئی نہیں جو فانی دنیا کے لئے زینت اختیار کرتا اور ایسے کی تعریف کرتا ہے جو اس کے نفع و نقصان کا مالک نہیں۔

علما کون ہیں؟

﴿15108﴾... حضرت سیِّدُنا حمدون بن احمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: عُلَما کون ہیں؟ فرمایا: اپنے علم پر عمل کرنے والے، اپنی رائے کو چھوڑنے والے، سَلَف صالحین کی سیرت کی اقتدا کرنے والے اور **اللہ** پاک کی کتاب اور اپنے نبی حضرت سیِّدُنا محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت کی پیروی کرنے والے۔ ان کا لباس خشوع، ان کی زینت پرہیزگاری، ان کا زیور خشیت، ان کا کلام **اللہ** پاک کا ذکر یا نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے منع کرنا ہے اور ان کی خاموشی **اللہ** پاک کی نعمتوں میں غور و فکر کرنا ہے۔ ان کی نصیحت مخلوق کے لئے پھیلی ہوتی ہے اور لوگوں کے عُیُوب ان کے ہاں چھپے ہوتے ہیں۔ یہ حضرات دنیا سے اعراض کرتے ہوئے دنیا میں ہی مخلوقِ خدا سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں اور آخرت کی رغبت انتہائی حرص کے ساتھ کرتے ہیں۔

ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا حمدون رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو بُرا بھلا کہا تو آپ خاموش رہے اور فرمایا: اے میرے بھائی! اگر تم مجھ میں ہر بُرائی بھی نکال لو تو جتنی میں اپنی بُرائی کرتا ہوں اتنی تم نہیں کرسکتے۔ پھر فرمایا: ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا اسحاق حَنْظَلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو بُرا بھلا کہا تو آپ نے برداشت کیا اور فرمایا: ہمارے علم نے (بدلہ لینے کے بارے میں) کچھ نہیں سکھایا۔

بندہ بندگی سے کب نکلتا ہے؟

حضرت سیِّدُنا حمدون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: تم بندے ہو جب تک اپنی خدمت کے لئے کسی کو طلب نہ کرو اور جب تم نے کسی خادم کو طلب کیا تو تم بندگی سے نکل گئے۔ مزید فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے واقعہ میں لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں اور حضرت سیِّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی ذات میں بھی نشانی ہے جو سب نشانیوں سے بڑی ہے اور وہ نفس کے مکر اور دھوکے کو جاننا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ — ترجمۂ کنزالایمان: بیشک نفس تو بُرائی کا بڑا حکم دینے والا ہے۔

(پ۱۳، یوسف: ۵۳)

مزید فرماتے ہیں: اللہ پاک نے انسانی طبیعت کی حقیقت کے بارے میں خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "(اے انسان!) اگر میں تمہیں اپنی ملکیت میں سے رحمت کی انواع اور بھلائی کے خزانے بھی دے دوں تو بھی تم پر تمہاری طبیعت کی بُرائی لالچ اور بخل میں غالب آجائے۔ یہی بات قرآن پاک میں یوں ہے:

قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآىٕنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِؕ-وَ كَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا۠ (پ۱۵، بنی اسرائیل: ۱۰۰)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو انہیں بھی روک رکھتے اس ڈر سے کہ خرچ نہ ہو جائیں اور آدمی بڑا کنجوس ہے۔

سیِّدُنا حَمْدُون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی حدیث پاک

قیامت کے چار سوالات:

﴿15109﴾... حضرت سیِّدُنا ابو برزہ اسلمی رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن آدمی اس وقت تک اپنے قدم نہ ہٹا سکے گا جب تک اس سے چار سُوالات نہ پوچھ لئے جائیں: (1)... عمر کس میں گزاری؟ (2)... جسم کس میں لگایا؟ (3)... مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا؟ اور (4)... اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟[1]

---

[1] ...ترمذی، کتاب صفة القیامة، باب فی القیامة، ۴/۱۸۸، حدیث: ۲۴۲۵، بتغیر قلیل

حضرت سیِّدُنا محمد بن فَضْل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: متاخرین کی حکمائے مشرق کی جماعت میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو عبد اللہ محمد بن فَضْل بن عباس بَلْخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اصل میں بلخ کے ہیں اور رہائش سمرقند میں اختیار کی۔ حضرت سیِّدُنا احمد بن خَضْرَوِیہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت میں رہے اور حضرت سیِّدُنا قُتَیْبَہ بن سعید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور ان کے طبقے کے لوگوں سے کثیر احادیث سنیں۔

چار چیزیں اسلام لے جاتی ہیں:

﴿15110﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن فضل بلخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: رحمٰن نیک اور بد سب کے ساتھ احسان فرماتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ چار چیزیں اسلام لے جاتی ہیں: (1)۔ علم پر عمل نہ کرنا (2)۔ جس کا علم نہیں اس پر عمل کرنا (3)۔ جس کے بارے میں علم نہیں اسے سیکھنا نہیں اور (4)۔ لوگوں کو علم سیکھنے سے روکنا۔

اپنے دل تک پہنچنے کا راستہ:

اور فرماتے ہیں: دنیا تیرا پیٹ ہے اور جتنا تو پیٹ کے بارے میں زُہد اختیار کرے گا اتنا ہی دنیا کے بارے میں زُہد اختیار کرے گا۔ نیز فرماتے ہیں: اس پر تعجب ہے جو جنگل، بیابان اور وادیاں اس لئے طے کرتا ہے تاکہ اپنے گھر اور کُنبہ تک پہنچ جائے کیونکہ اس سیر میں انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے آثار ہیں مگر وہ اپنے نفس اور خواہش کو طے کر کے کیوں نہیں آتا تاکہ اپنے دل تک پہنچ جائے کہ اس میں اس کے رب کے آثار ہیں۔

چھ چیزوں سے جاہل کی پہچان:

﴿15111﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن فضل بلخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اپنے نَفْس کو ایسی منزل پر رکھو جس کی طرف اسے حاجت نہ رہے اور وہ اس کے لئے ضروری بھی ہو کیونکہ جو اپنے نفس کا مالک ہوا اس نے عزت پائی اور جس کا مالک اس کا نفس ہوا وہ ذلیل ہوا۔ مزید فرماتے ہیں کہ چھ چیزیں ایسی ہیں جس سے جاہل کی پہچان ہوتی ہے: (1)۔ بلاوجہ غصہ کرنا (2)۔ بے فائدہ کلام کرنا (3)۔ بے موقع نصیحت کرنا (4)۔ راز کھولنا (5)۔ ہر ایک پر بھروسا کرنا اور (6)۔ اپنے دوست اور دشمن کی پہچان نہ رکھنا۔

نیز فرماتے ہیں: عارف اپنے گزر بسر کے سامان کو دن بدن دور کرتا ہے اور ایک ایک دن کر کے اپنا گزارہ کرتا ہے۔

سیِّدُنا محمد بن فَضل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی حدیث پاک

﴿13-15112﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر نبی کو ایسے معجزات عطا کئے کہ (انہیں دیکھ کر) لوگ ایمان لائے۔ مجھے جو معجزہ دیا گیا وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ پاک نے مجھ پر نازل کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میری پیروی کرنے والے سب سے زیادہ ہوں گے۔[1]

حضرت سیِّدُنا حکیم محمد بن علی ترمذی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

متأخرین حکمائے مشرق کی جماعت میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابُوعَبْدُاللہ محمد بن علی بن حسن ترمذی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ حضرت سیِّدُنا ابوتُراب نخشبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت میں رہے اور حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن جَلّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ملاقات کی۔ آپ کی تصانیف مشہور ہیں، آپ نے احادیث لکھیں اور آپ کا طریقہ مستقیم تھا۔ آپ فرقہ مُرجیہ[2] وغیرہ مخالفین کا رد کرتے تھے اور آثار کی پیروی کرنے والے تھے۔

دل کی تروتازگی اور خشکی و سختی کا باعث:

﴿15114﴾... حضرت سیِّدُنا حکیم ترمذی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مَعْرِفَت کا نور دل میں ہوتا ہے اور اس کی چمک سینے کے اندر دل کی آنکھوں میں ہوتی ہے۔ اللہ پاک کے ذکر سے دل تروتازہ اور نرم ہوتے ہیں اور شہوات ولذات کے ذکر سے دل خشک اور سخت ہوتے ہیں۔ جب دل اللہ پاک کے ذکر سے پھر کر شہوات کے ذکر میں پڑتے ہیں تو ان کی مثال اس درخت کی طرح ہے جس کی تازگی اور نرمی پانی سے ہوتی ہے اور جب اس پانی کو روک دیا جائے تو اس کی رگیں سوکھ جاتی اور ٹہنیاں کمزور ہو جاتی ہیں۔ پھر اسے پانی نہ دیا جائے اور شدید

[1] ...مسلم، کتاب الایمان، باب وجوب الایمان...الخ، ص۸۳، حدیث: ۳۸۵

[2] ...مرجیہ وہ گمراہ فرقہ ہے جو کہتا ہے جب ایمان ہو تو گناہ کوئی نقصان نہیں دیتا جیسے کفر میں نیکی کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ (التعریفات للجرجانی، باب المیم، ص۱۳۶)

گرمی اسے پہنچے تو اس کی ٹہنیاں بھی سوکھ جاتی ہیں۔ اب ٹہنی کو کھینچا جائے تو ٹوٹ جاتی ہے اور وہ درخت کاٹنے کے لائق رہ جاتا ہے پھر وہ آگ کا ایندھن بن جاتا ہے۔ اسی طرح دل جب خشک اور اللہ پاک کے ذکر سے خالی ہو جاتا ہے تو اسے نفس کی حرارت اور شہوت کی آگ پہنچتی ہے اور ارکان اسے طاعت سے روکتے ہیں۔ اب تُو اس دل کو کھینچے تو ٹوٹ جاتا ہے اور جہنم کا ایندھن بننے کے لائق ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ دل رحمت سے تر و تازہ ہوتے ہیں اور دل میں جو نور ہوتا ہے اسی نور کے بقدر اللہ پاک کی رحمت بھی ہوتی ہے اور یہی وہ اصل ہے۔ بندہ جب تک ذکر میں ہوتا ہے بارش کی طرح رحمت اس پر ہمیشہ برستی رہتی ہے۔ پھر جب قحط پڑتا ہے تو اس وقت سینہ خشک سالی والے سال کی طرح ہو جاتا ہے جس میں شہوات کا جلانا جھلسا دینے والی گرم ہواؤں کی طرح ہوتا ہے اور اَرکان نیک اعمال سے مُعَطَّل رہتے ہیں۔ تو اللہ پاک مُوَحِّدِین پر رحمت کرتے ہوئے انہیں پانچ نمازوں کی طرف بُلاتا ہے (تاکہ ان سے قحط دور ہو)۔

اللہ پاک نے موحدین کے لئے نماز میں عبادت کے مختلف رنگ رکھے ہیں تاکہ بندہ ہر قول اور فعل میں سے اس کی عطا سے کچھ پائے۔ یہ نماز موحدین کی دلہن ہے جسے ربُّ العالمین نے دن میں پانچ مرتبہ رکھا ہے تاکہ موحدین پر گناہوں کا کوئی گرد و غبار نہ رہے۔ اللہ پاک نے موحدین کو اس لئے اختیار فرمایا تاکہ ان کے ذریعے قیامت کے دن میدانِ محشر میں فرشتوں پر فخر فرمائے کیونکہ حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کی اولاد کی تخلیق اس نے اپنے دَسْتِ قدرت سے محبت کے ساتھ ظاہر فرمائی اور ملائکہ کی تخلیق اپنے دستِ قدرت سے کُن کے ذریعے فرمائی کہ فرمایا: ہو جا تو وہ ہو گیا۔ اس کی آدمیوں کی محبت سے یہ بات بھی ہے کہ وہ بندوں کی توبہ سے خوش ہوتا ہے۔ اس نے بندوں کی تخلیق کے ساتھ شہوات اور شیاطین کو بھی پیدا فرمایا تاکہ بندوں کے ذریعے قیامت میں فخر فرمائے۔ وہ فرمائے گا: "اے میرے فرشتوں کی جماعت! تمہاری اچھائیاں تم سے (بغیر تکلیف کے) نکلتی ہیں، نور سے میں نے تمہیں پیدا کیا اور تم بلند مملکت میں میری عظمت، میری حجت اور میری سلطنت کا مُعایَنہ کرتے ہو۔ تمہیں شہوات سے علیحدہ اور شیاطین سے دور رکھا گیا ہے جبکہ آدمی سے اچھائیاں صادر ہوتی ہیں حالانکہ وہ دنیا میں اپنے شہوانی نفسوں اور شیاطین کے گھیرے میں ہے۔ آدمی کو میں نے مٹی سے پیدا کیا اس وجہ سے آدمی میرے گھر اور پڑوس کے لائق ٹھہرا۔

آدمی کے عیب دار ہونے کے لئے یہی کافی ہے:

﴿15115﴾... حضرت سیِّدُنا حکیم ترمذی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: آدمی کے عیب دار ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ اسے وہ چیز خوش کرے جو اسے نقصان دے۔ مزید فرماتے ہیں: دنیا میں کوئی بوجھ بھلائی سے زیادہ بھاری نہیں کیونکہ جس نے تیرے ساتھ بھلائی کی اس نے تجھے قید کر دیا اور جس نے تیرے ساتھ بے رُخی برتی اس نے تجھے آزاد کر دیا۔

﴿15116﴾... حضرت سیِّدُنا حکیم ترمذی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو بندگی کے اَوصاف سے جاہل ہوتا ہے وہ ربوبیت کے اوصاف سے زیادہ جاہل ہوتا ہے۔

بادشاہوں کی دلہن اور زاہدوں کا آئینہ:

﴿15117﴾... حضرت سیِّدُنا حکیم ترمذی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دنیا بادشاہوں کی دلہن اور زاہدوں کا آئینہ ہے کہ بادشاہ دنیا کی زینت سے آراستہ ہوتے ہیں اور زاہدین اس کی طرف دیکھتے ہیں تو اس کی آفتوں کو دیکھ کر اسے چھوڑ دیتے ہیں۔

﴿15118﴾... حضرت سیِّدُنا حکیم ترمذی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مخلوق کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: ظاہراً کمزوری ہے اور دعوی لمبا چوڑا ہے۔

﴿15119﴾... حضرت سیِّدُنا حکیم ترمذی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: تم اپنا غور و فکر اس کے لئے رکھو جس کی نظر تم سے غائب نہیں، تم اس کا شکر بجالاؤ جس کی نعمتیں تم سے منقطع نہیں اور تم عاجزی اس کے لئے کرو جس کے ملک اور سلطنت سے تم نکل نہیں سکتے۔

سیِّدُنا حکیم ترمذی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی حدیث پاک

﴿15120﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْكَؕ

(پ۹، الاعراف: ۱۴۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔

پھر کہا: اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ! مجھے مرنے سے پہلے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ خشک چیز دیکھے تو ریزہ ریزہ ہو جائے اور تر چیز دیکھے تو بکھر جائے۔ بے شک مجھے جنتی لوگ دیکھیں گے جن کی نہ آنکھیں مریں گی اور نہ جسم بوسیدہ ہوں گے۔ (1)

حضرت سیِّدُنا ابوبکر ورَّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

مشرق کے متأخرین حکما کی جماعت میں سے ایک دانشور حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن عمر ورَّاق بلخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ صوفیائے کرام کے مُعاملات میں آپ کی کتابیں ہیں اور آپ نے حدیث روایت کی۔

﴿15121﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن ورَّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نعمت کا شکر ادا کرنا احسان کا مشاہدہ کرنا ہے۔

دل کے لئے چھ چیزیں اور ان کی تفصیل:

﴿15122﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر ورَّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ دل کے لئے چھ چیزیں ہیں: (1)... حیات (2)... موت (3)... صحت (4)... بیماری (5)... بیداری (6)... نیند۔ دل کی حیات ہدایت، موت گمراہی، صحت طہارت اور صفائی، بیماری کُدُورت و دُنیاوی تعلق اور نیند غفلت ہے۔ ان میں ہر ایک کی علامت ہے۔ حیات کی علامت خوف و رغبت اور عمل کرنا ہے اور اس کا عکس مردہ دلی کی علامت ہے۔ صحت کی علامت لذت اور اس کا عکس بیماری کی علامت ہے۔ دل کے جاگنے کی علامت سُننا اور دیکھنا اور اس کا عکس سونے کی علامت ہے۔

﴿15123﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر ورَّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو زُہد کے بغیر علمِ کلام پر اکتفا کرتا ہے وہ زندیق ہو جاتا ہے۔ جو علمِ کلام اور فقہ کے بغیر زُہد پر اِکتفا کرتا ہے وہ بدعتی ہو جاتا ہے۔ جو زہد اور پرہیز گاری کے بغیر صرف علمِ فقہ پر اِکتفا کرتا ہے وہ فاسق ہو جاتا ہے اور جو ان تمام اُمُور میں ماہر ہوتا ہے وہ نجات پاتا ہے۔

﴿15124﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر ورَّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس ایک شخص آیا اور کہا: میں فُلاں سے ڈرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اس سے نہ ڈرو کیونکہ جس سے تم ڈرتے ہو اس کا دل بھی اسی کے قبضہ میں ہے جس سے تم امید لگاتے ہو۔

---

1 ...نوادر الاصول، الاصل الخامس والمائة، ۱/۳۳۱، حدیث: ۴۳۵

طمع کا باپ، پیشہ اور انتہا:

﴿15125﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر وَرّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر طَمع سے کہا جائے کہ تمہارا باپ کون ہے؟ تو وہ کہے گی: جو نصیب میں ہے اس میں شک کرنا۔ اگر کہا جائے کہ تمہارا پیشہ کیا ہے؟ تو کہے گی: ذلت کمانا اور اگر کہا جائے کہ تمہاری انتہا کیا ہے؟ تو کہے گی: محرومی۔

﴿15126﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر وَرّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: آدمی اس وقت تک یقین کا مستحق نہیں ہو سکتا جب تک اپنے اور عَرش کے درمیان تَحْتَ الثَّرٰی تک ہر سبب کو منقطع نہ کر دے حتّٰی کہ اللہ پاک ہی اس کی مراد ہو غیر نہ ہو اور وہ اللہ پاک کو ماسوا پر ترجیح دے۔ یقین ایسا نور ہے جس کے ذریعے بندہ اپنے احوال میں روشنی حاصل کرتا ہے پھر وہ یقین اسے مُتَّقِین کے دَرَجات تک پہنچا دیتا ہے۔

سیِّدُنا ابوبکر وَرّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرویات

سب سے بڑی خیانت:

﴿15127﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک کے نزدیک سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کے پاس خلوت (تنہائی) میں جائے، بیوی اس کے پاس خلوت میں آئے اور پھر وہ اپنی بیوی کا راز ظاہر کر دے۔[1]

سب سے بدتر مرد:

﴿15128﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ پاک کے نزدیک سب سے بدتر وہ مرد ہو گا جو اپنی بیوی کے پاس خلوت میں جائے اور بیوی اس کے پاس خلوت میں آئے پھر وہ اپنی بیوی کا راز ظاہر کر دے۔[2]

---

1 ...مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم افشاء سر المراۃ، ص۵۷۹، حدیث: ۳۵۴۳

2 ...مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم افشاء سر المراۃ، ص۵۷۹، حدیث: ۳۵۴۲

حضرت سیِّدُنا شاہ بن شجاع کرمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

مشرق کے متاخرین حکما کی جماعت میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابوالفوارس شاہ بن شُجاع کرمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ دُنیاوی حاجات سے دور رہنے والے اور دنیا کے سازو سامان سے بچنے والے تھے۔ آپ کا تعلق شاہی خاندان سے تھا مگر آپ نے راہِ سلوک کے لئے کمر کسی، اس میدان میں آگے بڑھے اور شوق و اشتیاق کے ساتھ ثابت قدم ہوئے۔ آپ حضرت سیِّدُنا ابوتُراب نخشبی اور حضرت سیِّدُنا ابو عُبَید بُسری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کی صحبت میں رہے۔ آپ جواں مردی میں تیز اور مروت میں بڑے تھے۔

عارف کی مصروفیت:

﴿15129﴾... حضرت سیِّدُنا شاہ کرمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ عارف کی مصروفیت تین چیزوں میں ہوتی ہے:(1)...اپنے معبود کی طرف اُنسیت کے ساتھ نظر کرنے اور اس کے احسانات اور فوائد کو ملاحظہ کرنے میں۔ (2)...نعمتوں کا اعتراف کرتے ہوئے اس کا شکر بجالانے میں اور (3)...اس کی بارگاہ کی طرف رُجوع اور توبہ کرنے میں۔

﴿15130﴾... حضرت سیِّدُنا شاہ کرمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو اپنے ربّ کو پہچانتا ہے وہ اس کے عفو کی طمع اور اس کے فضل کی اُمید رکھتا ہے۔

محبتِ اولیا محبتِ الٰہی کی علامت ہے:

﴿15131﴾... حضرت سیِّدُنا شاہ کرمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جواں مردی آزاد لوگوں کی طبیعت میں سے اور کمینگی گھٹیا لوگوں کی عادت میں سے ہے۔ اولیاءُ اللہ کی محبت سے بڑھ کر کوئی عبادت نہیں کیونکہ ان کی محبت اللہ پاک کی محبت کی علامت ہے۔

فراست میں ماہر:

﴿15132﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عَمْرو بن نُجید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا شاہ کرمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فہم و فراست میں ماہر تھے، ایسا نہ ہوتا کہ آپ فراست میں غلطی کرتے۔ آپ فرماتے ہیں: جو شخص حرام سے اپنی

نظروں کی حفاظت کرے، نفسانی خواہشات سے رُکے، مراقبہ کی ہمیشگی سے اپنے باطن کی تعمیر کرے، اپنے ظاہر کو اتباعِ سنت میں ڈھالے اور اپنے آپ کو حلال کھانے کا عادی بنائے تو اس کی فراست غلطی نہیں کرتی۔

﴾15133﴿... حضرت سیِّدُنا شاہ کرمانی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: جو مخلوق کو اپنی نگاہ سے دیکھتا ہے مخلوق کے ساتھ اس کی خُصُومَت بڑھ جاتی ہے اور جو مخلوق کی طرف خدا کی دی ہوئی نگاہ سے دیکھتا ہے تو ان کے مُعاملے میں ان کا عذر قبول کرلیتا ہے اور مخلوق کے ساتھ اس کی مشغولیت کم ہو جاتی ہے۔

روحانی معالج:

﴾15134﴿... حضرت سیِّدُنا شاہ کرمانی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه اپنے اصحاب سے فرماتے: جو کچھ دلوں میں ٹھانا ہوا ہے اسے ظاہر کرو۔ پھر ہر ایک کا اپنی دوا سے علاج کرتے اور فرماتے: وہ شخص عقل مند نہیں جو طبیب سے اپنی بیماری چھپائے۔

﴾15135﴿... حضرت سیِّدُنا شاہ کرمانی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: جو اپنی پسند میں تمہاری صحبت اور موافقت اختیار کرے اور اپنی ناپسند میں تمہاری مخالفت کرے وہ اپنے نفس کا ساتھی ہے اور جو اپنے نفس کا ساتھی ہو وہ دنیا کی راحت چاہتا ہے۔

باطل کی طرف جھکنے کی علامت:

﴾15136﴿... حضرت سیِّدُنا شاہ کرمانی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: فضول اور بے کار لوگوں کے قریب ہونا باطل کی طرف جھکنے کی علامت ہے۔

﴾15137﴿... حضرت سیِّدُنا شاہ کرمانی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: فضیلت اہلِ فضل کے لئے ہے جب تک وہ اپنی فضیلت کو کچھ نہ سمجھیں اور جب اپنی فضیلت کو کچھ سمجھنے لگیں تو ان کے لئے کوئی فضیلت نہیں۔ ولایت اہلِ ولایت کے لئے ہے جب تک وہ اپنی ولایت کو کچھ نہ سمجھیں اور جب وہ اپنی ولایت کو کچھ سمجھنے لگیں تو ان کے لئے کوئی ولایت نہیں۔ اپنے نفس پر خود پسندی کرنے والا اپنے ربّ سے پردے میں ہے۔

کبوتر کا تعزیت کرنا:

﴾15138﴿... حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ الله محمد بن احمد رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا ابو محمد سہل بن عَبْدُ الله تُستری رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک کبوتر ہمارے سامنے آکر گر پڑا۔ میں نے اسے ہٹانا چاہا تو

حضرت سیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اسے کچھ کھلاؤ، پلاؤ۔ میں کھڑا ہوا اس کے لئے روٹی چورا کی اور پانی رکھا۔ اُس نے روٹی کھائی، پانی پیا اور اُڑ گیا۔ میں نے حضرت سیِّدُنا سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: اس پرندے کا کیا معاملہ ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: اَبُوْعَبْدُ اللہ! کرمان میں میرے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے تو یہ مجھ سے تعزیت کرنے آیا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ یہ حضرت سیِّدُنا شاہ بن شجاع کرمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے بارے میں کہہ رہے ہیں جو ابدال ہیں۔ میں نے وہ تاریخ اور وقت لکھ لیا۔ کرمان والوں میں سے کچھ لوگ ہمارے پاس آئے اور حضرت سیِّدُنا شاہ کرمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تعزیت کی۔ انہوں نے حضرت کی وفات کا جو دن اور وقت ذکر کیا وہ وہی وقت تھا جس میں کبوتر آ کر ہمارے سامنے گرا تھا۔

﴾15139﴿... حضرت سیِّدُنا شاہ کرمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اشعار ذکر کئے:

وَاللهِ مَا اللهُ يَبْدُوْ لَكُمْ وَبِكُمْ ... وَاللهِ وَاللهِ مَا هٰذَا هُوَ اللهُ

فَهٰذِهٖ اَحْرُفٌ تَبْدُوْ لَكُمْ وَبِكُمْ ... اِذَا تَبَغَّتَتْ مَعْنَاهَا هُوَ اللهُ

ترجمہ: جو کچھ تمہارے ذہنوں میں اور تمہارے سامنے آتا ہے وہ خدا نہیں ہے، بخدا! نہیں ہے۔ یہ تو بس ظاہری الفاظ ہیں، ہاں! ان لفظوں کی مراد پر تم غور کرو تو وہ مراد خدا کی ذات ہے۔

حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

مشرق کے متأخرین حکما کی جماعت میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابویعقوب یوسف بن حسین رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ لوگوں سے الگ تھلگ رہنے والے، رب سے ڈرتے ہوئے زیورِ اخلاص سے مزین ہونے والے، دنیاوی زیب وزینت اور بناوٹ کو چھوڑنے والے اور متلون مزاجی اور دُنیاوی نفع سے جُدائی اختیار کرنے والے تھے۔ آپ یکتا و بے مثل اور غُلو کرنے والوں پر شدت اختیار کرنے والے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری، حضرت سیِّدُنا ابوتراب نخشبی اور حضرت سیِّدُنا ابوسعید خرّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کی صحبت اختیار کی۔

﴾15140﴿... حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** والوں نے جب یہ جانا کہ **اللہ** پاک انہیں دیکھ رہا ہے تو انہیں اس کے سوا کسی اور کی رعایت کرنے سے حیا آئی۔ جو **اللہ** پاک کو حقیقی معنیٰ میں یاد کرتا ہے وہ غیر کا ذکر بھول جاتا ہے، جو اس کے ذکر میں ہر چیز کے ذکر کو بھول جاتا ہے ہر چیز اس کی محافظ ہوتی

ہے کیونکہ ہر چیز سے اللہ پاک اس کا عوض ہوتا ہے۔

معرفت کا راستہ:

《15141》... ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا: مجھے معرفت کا راستہ بتائیں۔ فرمایا: حق کی اتباع کے بعد تم اپنے احوال میں یہ سچا تصوُّر رکھو کہ اللہ پاک کو دیکھ رہے ہو۔ خود سے اس بلندی پر مت چڑھو جس پر تمہیں چڑھایا نہ جائے ورنہ تمہارے قدم پھسل جائیں گے کیونکہ خود سے چڑھوگے تو گر جاؤگے اور تمہیں چڑھایا جائے گا تو نہیں گروگے اور تمہیں جس چیز کی امید ہے اس پر یقین کو مت چھوڑنا۔

《15142》... حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھ سے ایک شخص نے کلام میں مقابلہ کیا اور کہا: تم اپنے علم کی مراد کو نہیں پہنچ سکتے جب تک توبہ نہ کرلو۔ میں نے اسے جواب دیتے ہوئے کہا: اگر توبہ میرے دروازے کو کھٹکھٹائے تو میں اسے اجازت نہیں دوں گا کیونکہ میں نہیں سمجھتا کہ صرف توبہ کے ذریعے اپنے رب کے ہاں نجات حاصل کر سکتا ہوں۔ اگر سچ اور اخلاص دونوں میرے غلام ہوں تو میں ان سے بے پروا ہو کر انہیں بیچ دوں کیونکہ اگر میں اللہ پاک کے ہاں اس کے غیبی علم میں سعادت مند اور مقبول ہوا تو اپنے پیچھے گناہ نہیں چھوڑوں گا اور اگر اس کے نزدیک بدبخت اور محروم ہوا تو میری توبہ، میرا اخلاص اور میری سچائی مجھے سعادت مند نہیں بنادیں گے۔ بلاشبہ مجھے اللہ پاک نے بغیر عمل اور سفارش کے انسان بنایا ہے اور مجھے اس دین کی طرف ہدایت دی جو اس کا پسندیدہ ہے۔ (چنانچہ قرآن پاک میں ہے:)

وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَؕ (پ۵، النساء: ۱۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔

(ایک اور مقام پر ہے:)

وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُۚ (پ۳، آل عمران: ۸۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اسلام کے سوا کوئی دین چاہے گا وہ ہرگز اس سے قبول نہ کیا جائے گا۔

اگر میں آزاد اور عقل مند ہوں تو میرا اس کے فضل و کرم پر اعتماد کرنا میرے لئے اپنے افعال اور صفات

پر اعتماد کرنے سے زیادہ اولیٰ ہے کیونکہ اس کے فضل و کرم کا اپنے افعال کے ساتھ مقابلہ کرنا اس کریم اور فضل کرنے والی ذات کے ساتھ معرفت کی کمی پر دلالت کرتا ہے۔

سرکشیاں دو ہیں:

﴿15143﴾... حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ سرکشیاں دو ہیں: (1)... علم کی سرکشی (2)... مال کی سرکشی۔ عبادت تجھے علم کی سرکشی سے بچائے گی اور مال سے بے رغبتی تجھے مال کی سرکشی سے بچائے گی۔

رضائے الٰہی تک پہنچنے کے ذرائع:

﴿15144﴾... حضرت سیِّدُنا یُوسُف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ادب سے علم کا فہم اور سمجھ بوجھ حاصل ہوتی ہے اور علم سے عمل دُرُست ہوتا ہے، عمل سے حکمت ملتی ہے، حکمت سے زُہد کی سمجھ بوجھ اور توفیق نصیب ہوتی ہے، زُہد سے دنیا چھوٹ جاتی ہے اور دنیا کے چھوٹنے سے آخرت کی رغبت حاصل ہوتی ہے اور آخرت کی رغبت سے **اللہ** پاک کی رضا ملتی ہے۔

﴿15145﴾... حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب **اللہ** پاک تجھے دیکھے کہ تو ایسی چیز کی طلب میں پڑا ہوا ہے جس سے اُس نے تجھے منع کیا ہے تو جان لے کہ تو عذاب میں ہے۔

﴿15146﴾... حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک نے جو تجھے اطاعت کی توفیق دی اس احسان کو دیکھنے سے بھول جانا عمل میں خود پسندی پیدا کرتا ہے۔

﴿15147﴾... حضرت سیِّدُنا یُوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے مخلوق کی آفات میں نظر کی تو جان لیا کہ یہ آفتیں کہاں سے آئی ہیں۔ میں نے صوفیا کی آفت نوجوان لڑکوں کی صحبت، مخالف ذہن لوگوں سے میل جول اور عورتوں سے نرم مزاجی میں دیکھی ہے۔

اشعار سُن کر رو پڑے:

﴿15148﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الحسین دَرّاج رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس حضرت سیِّدُنا یُوسُف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا خط پہنچا۔ خط میں ان کے کلام کی خوبصورتی دیکھ کر مجھے انہیں

دیکھنے کا شوق ہوا۔ چنانچہ میں بغداد سے ان کی زیارت کی نیت سے نکل پڑا۔ رَے کے علاقے میں پہنچا تو ان کے گھر کا پتا پوچھا۔ لوگوں نے کہا: تمہیں اس زندیق شخص سے کیا کام ہے؟ میں نے پھر ان کے بارے میں پوچھا حتّٰی کہ مجھے ان کے بارے میں پتا چل گیا۔ میں ان کے پاس حاضر ہوا اور جب میری نظر اُن پر پڑی تو ہیبت زدہ ہو گیا۔ ان کے سامنے قرآن پاک رکھا تھا جس سے پڑھ رہے تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: بغداد سے۔ پوچھا: کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا: آپ کی زیارت کے لئے۔ فرمایا: اگر تمہیں کوئی شخص حلوان یا قرقیس یا ہمدان کے علاقے میں یہ پیشکش کرے کہ تم میرے پاس رہو میں تمہارے لئے گزر بسر کا بندوبست کرتا ہوں جو تمہارے لئے کافی ہو۔ پھر وہ تمہارے لئے لونڈی اور گھر خریدے تو کیا یہ چیزیں تمہیں میری زیارت سے روکیں گی؟ میں نے کہا: میں اس میں مبتلا نہیں ہوا اور اگر ایسا کچھ ہو جائے تو میں نہیں جانتا اس وقت کیا کروں گا؟ فرمایا: میں تمہیں **اللہ** کی پناہ میں دیتا ہوں، تم ایک عقل مند ہو اب تم بات کرو۔ میں نے کہا: جی ٹھیک ہے۔ فرمایا: مجھے ترنُّم سے کچھ سناؤ۔ میں نے یہ اشعار سنائے:

رَاَيْتُكَ تَبْنِيْ دَائِبًا فِيْ قَطِيْعَتِيْ ۔۔۔ وَ لَوْ كُنْتَ ذَا حَزْمٍ لَهَدَمْتَ مَا تَبْنِيْ

كَاَنِّيْ بِكُمْ وَ اللَّيْتُ اَفْضَلُ قَوْلِكُمْ ۔۔۔ اَلَا لَيْتَنَا كُنَّا اِذَا اللَّيْتُ لَا يُغْنِيْ

ترجمہ:(1)۔۔میں تجھے ہمیشہ اپنی زمین پر عمارت بناتے دیکھتا ہوں، تو اگر عقل مند ہوتا تو اپنی بنائی ہوئی عمارت گرا دیتا۔

(2)۔۔گویا میں تمہارے سامنے ہوں اور تمہاری سب سے بہتر بات تمنا کرنا ہے کہ "سنو! کاش ہم ایسے ہوتے" حالانکہ اب تمنا کرنا کچھ فائدہ نہ دے گی۔

یہ سن کر وہ اتنا روئے کہ سامنے موجود قرآن پاک بھی گیلا ہو گیا۔ پھر فرمایا: بیٹا! کیا میں رے والوں کو اس بات پر ملامت کروں کہ وہ کہتے ہیں: یوسُف بن حسین زندیق ہے۔ میں کل سے قرآن پاک پڑھ رہا ہوں لیکن رویا نہیں اور تم نے یہ دو اشعار کہے تو رو پڑا۔ اب دیکھ لو کیا ہوا ہے۔

﴿15149﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے ساتھی حضرت سیِّدُنا ابو الحسن علی بن ہارون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی طرف حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے جوابی خط میں پڑھا: جس کی لگام ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے، کمر بند ٹوٹ جائے اور وہ خطرات کے جنگلوں

میں مارا مارا پھرے اس سے سعادت کے احکام منہ موڑ لیتے ہیں اور وہ یہ گُنگناتا ہے:

كَيْفَ السَّبِيْلُ اِلٰى مَرْضَاةِ مَنْ غَضِبَا　　مِنْ غَيْرِ جُرْمٍ وَّلَمْ نَعْرِفْ لَهٗ سَبَبَا

ترجمہ: اس کی رضا کی طرف راہ کیسے ہوگی جو بغیر جرم کے غضب ناک ہے اور میں اس کا کوئی سبب بھی نہیں جانتا۔

اور میں کہتا ہوں:

لَتَعْرِفُ نَفْسِيْ قُدْرَةَ الْخَالِقِ الَّذِيْ　　يُدَبِّرُ اَمْرَ الْخَلْقِ وَهُوَ شَكُوْرُ

وَاَشْكُرُ نُعْمٰى فِي السِّرِّ وَالْجَهْرِ دَائِبًا　　وَاِنْ كَانَ قَلْبِيْ فِي الْوَثَاقِ اَسِيْرُ

ترجمہ: (1)...میرے نفس کو اس خالق کی قدرت جان لینی چاہیے جو مخلوق کے مُعاملے کی تدبیر فرماتا ہے اور قدر فرمانے والا ہے۔ (2)...میں باطن اور ظاہر میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں اگرچہ میرا دل رسی میں بندھا ہوا ہے۔

رضا والے اعمال کی توفیق:

﴿15150﴾...حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا کہ مخلوق کے یہ اعمال نہیں جس سے تو راضی ہوتا ہے اور نہ یہ جس سے تو ناراض ہوتا ہے۔ بے شک وہ ایک قوم سے راضی ہوا تو انہیں رِضا والے اعمال میں لگادیا اور ایک قوم سے ناراض ہوا تو انہیں ناراضی والے اعمال میں لگادیا۔ میں کبھی ان اشعار کو بطورِ مثال بیان کرتا ہوں:

يَا مُوْقِدَ النَّارِ فِيْ قَلْبِيْ بِقُدْرَتِهٖ　　لَوْ شِئْتَ اَطْفَاْتَ عَنْ قَلْبِيْ بِكَ النَّارَ

لَا عَارَ اِنْ مُتُّ مِنْ شَوْقٍ وَّمِنْ حَزَنٍ　　عَلٰى فِعَالِكَ بِيْ لَا عَارَ لَا عَارَ

ترجمہ: (1)...اے میرے دل میں اپنی قدرت سے آگ بھڑکانے والے اگر تو چاہے تو میرے دل سے آگ بجھادے۔ (2)...تیرے مجھ پر جو احسانات ہیں میں اس شوق اور غم میں مر بھی جاؤں تو کوئی عار نہیں، کوئی عار نہیں، کوئی عار نہیں۔

﴿15151﴾...حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو الفیض ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا کہ جسے اپنی حیثیت معلوم نہیں ہوتی وہ اپنی عزت گنوا بیٹھتا ہے۔

﴿15152﴾...حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃ

اللہ علیہ کو فرماتے سنا: دنیا کا دھوکا عُلَما کی زبان پر بولتا ہے اور اہلِ علم کے دلوں کو دنیا کے فتنے مارتے ہیں۔ تم جاہل کو حیران یا عالم کو فتنے میں مبتلا دیکھو گے۔ اے وہ ذات! جس نے میری سماعت کو اپنے عجائبات جاننے کا برتن بنایا ہے اور میرے دل کو منبع۔ اے وہ ذات! جس نے مجھ پر اپنی نعمتیں کرکے احسان فرمایا، مجھے تیری رسی کو مضبوطی سے تھامنے والا، تیرے جود وکرم کو پکڑنے والا اور تجھ سے ملنے والا بنا۔ جس طرح تو نے میری تخلیق کو کامل کیا اسی طرح میرے دل میں اپنی مَعرِفت کی ہمیشگی کے ساتھ اپنی نعمت کو مجھ پر کامل کر۔ میرے لئے اس میں دُرُستی عطا فرما جو مجھے تیری طرف پہنچائے۔ مجھ پر جو تیری نعمتیں ہیں اس درستی کے ساتھ انہیں مجھ سے ملا۔ مجھے شکر کی ہدایت دے حتّٰی کہ میں اپنے دل میں تیرے مقام کی قدر ومنزلت جان لوں۔ اے بُزرگی، کرم، جمال اور نور والے میرے دل سے اپنی محبت دور نہ کر۔ اول اور آخر تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں۔

کس کی صحبت اِختیار کی جائے؟

﴿15153﴾... حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: میں کس کے پاس بیٹھوں؟ فرمایا: لوگوں میں سے ایسے کے پاس بیٹھو جس کی ہیبت تم پر قہر ڈھائے، اس کا دیکھنا تمہیں ظاہر وباطن میں خوف زدہ کرے اور وہ تمہیں تمہارے نفس کے متعلق اس چیز کے بارے میں بتائے جس کے متعلق وہ تجھ سے زیادہ جانتا ہے یا اسی طرح فرمایا۔ البتہ ان کے کلام نے مجھے ایسے لوگوں کی صحبت میں پہنچا دیا جن کی ہیبت مجھ پر واقع ہوئی۔

﴿15154﴾... حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: امن والوں کی مجلس کہاں ہے؟ فرمایا: قدرت والے بادشاہ کے ہاں سچے مقام میں۔

﴿15155﴾... حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: میں کس کی صحبت اختیار کروں؟ فرمایا: ایسے کی صحبت اختیار نہ کرنا جو تمہارے بغیر دھوکا کھا جائے۔ میں نے یہ بات حضرت سیِّدُنا طاہر مَقْدِسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بتائی تو انہوں نے فرمایا: میں تمہیں مخلوق کی مکمل صحبت اختیار کرنے سے منع کرتا ہوں۔

﴿15156﴾... حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک دوست دُور دراز کی مسافت سے حضرت

سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زیارت کے لئے آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا:

مَا بُعْدَ طَرِيْقٍ اَدّٰى اِلٰى صَدِيْقٍ وَلَا ضَاقَ مَكَانٌ مِنْ حَبِيْبٍ

ترجمہ: اس مسافت میں دوری نہیں جو دوست کی طرف طے کی جائے اور دوست سے مکان تنگ نہیں ہوتا۔

صانع کی صنعت میں نظر کرنا:

﴿15157﴾... حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ کسی نے حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: کیا وجہ ہے کہ جب آپ کسی گناہ گار کو دیکھتے ہیں تو اس سے بُغض نہیں رکھتے، نہ اس کے فعل کو قبیح قرار دیتے ہیں اور نہ اسے چھوڑتے ہیں؟ فرمایا: میں جب صانِع (بنانے والے) کی صَنْعَت (بناوٹ) کو دیکھتا ہوں تو مجھے مصنوع شے ہلکی محسوس ہوتی ہے۔

خالق تک پہنچنے کا راستہ:

﴿15158﴾... حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا فَتْح بن شُخْرُف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا کہ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: جو مخلوق سے امیدیں ختم کرتا ہے خالق تک پہنچ جاتا ہے۔ بندہ ہرگز اپنے محبوب پروردگار تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ان امیدوں کو ختم نہ کردے جو اس کے اور پروردگار کے درمیان ہیں۔ جو **اللہ** پاک سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنا برتن اس کے سامنے پھینک ڈالے، اخلاص اختیار کرے، تیار رہے، صبر اختیار کرے اور اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر فرمانبرداری کرے اور پھر اپنے نفس کے خطرے کو اس کے سپرد کرے۔

محبتِ الٰہی چار طریقوں پر ہے:

﴿15159﴾... حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: عبادت گُزار حضرت سیِّدُنا محمد بن یحییٰ سَرَخْسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو یزید بسطامی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: **اللہ** پاک کی محبت چار طریقوں پر ہے۔ ایک طریقے کا تعلق اس کی ذات سے ہے اور وہ اس کا احسان ہے۔ دوسرے طریقے کا تعلق تجھ سے ہے اور وہ تیری چاہت ہے۔ تیسرے طریقے کا تعلق اس کے لئے ہے اور وہ تیرا ذکرِ الٰہی کرنا ہے اور چوتھے طریقے کا تعلق اس کے اور تیرے درمیان ہے اور وہ عشق ہے۔

حضرت سَیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ بات حضرت سَیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بتائی تو انہوں نے فرمایا: یہ کمال ہے۔ زاہد کہتا ہے: میں کیسے کروں گا؟ عارف کہتا ہے: میرے ساتھ کیسا ہو گا؟ پھر فرمایا: ایک قوم اس کے جمال اور جلال میں گم ہے۔

مَردوں کا اونچا مقام:

﴿15160﴾... حضرت سَیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: مردوں کے 19 مقامات ہیں۔ پہلا مقام اجابت اور سب سے اونچا مقام توکل ہے۔

﴿15161﴾... حضرت سَیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: لوگ اس چیز کے دشمن ہوتے ہیں جسے نہیں جانتے، جس چیز سے منع کیا جائے اس سے حسد کرنے لگتے ہیں اور جسے اپنی حیثیت معلوم نہیں ہوتی وہ اپنی عزت گنوا بیٹھتا ہے۔

﴿15162﴾... حضرت سَیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس ایک دن کوئی شخص آیا اور کہا: اے ابُو الفیض! مجھے نصیحت کیجئے۔ فرمایا: میں تمہیں کیا نصیحت کروں؟ اگر تم ان لوگوں میں سے ہو جنہیں علمِ الٰہی میں سچی توحید کے ساتھ تائید حاصل ہے تو تمہارے لئے تمہاری پیدائش کے دن سے لے کر آج کے دن تک انبیا، مُرسلین اور صدِّیقین کی دُعا سبقت لے گئی ہے اور یہ میری نصیحت سے بہتر ہے اور اگر تم ان میں سے نہیں ہو تو ہرگز تمہیں پکار فائدہ نہیں دے گی۔

﴿15163﴾... حضرت سَیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: ہم نے مَشَقَّت سے غلامی چاہی تو اب اس کے لئے جُھکنا ضروری ہو گیا۔

لوگ دنیا سے محبت کیوں کرتے ہیں؟

﴿15164﴾... حضرت سَیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: لوگ دنیا سے محبت کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا: اس لئے کہ **اللہ** پاک نے دنیا کو ان کے رِزق کا مقام بنایا تو لوگوں کی نگاہیں اسی کی طرف دراز ہو گئیں۔

﴿15165﴾... حضرت سَیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

نے فرمایا: دوست عُذر سننے سے پہلے ہی مُعاف کر دیتا ہے۔ اور فرمایا: جس پر تمہارا دل مطمئن ہو اس پر بھی اپنا راز فاش نہ کرو۔

بُرے اَخلاق اور اِخلاص کی علامت:

﴿15166﴾... حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: لوگوں میں سے ہمیشہ غمگین رہنے والا کون ہے؟ فرمایا: اُن میں سب سے زیادہ بُرے اَخلاق والا۔ پوچھا گیا: بُرے اَخلاق کی علامت کیا ہے؟ فرمایا: کثرت سے اختلاف کرنا۔ مزید فرمایا: آزاد لوگوں کے دل رازوں کی قبریں ہیں۔

﴿15167﴾... حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ایک دن پوچھا گیا: بندہ نجات کیسے پا سکتا ہے؟ فرمایا: نجات اخلاص میں ہے کہ جب بندہ اخلاص اختیار کرتا ہے تو نجات پاتا ہے۔ پوچھا گیا: اخلاص کی علامت کیا ہے؟ فرمایا: جب تمہارے عمل میں مخلوق کی تعریف کی چاہت اور مذمّت کا خوف نہ ہو تو تم اِنْ شَآءَ اللہ مخلص ہو۔

سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرویات

﴿15168﴾... حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حُضُور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی طرف تین پرندے ہدیہ کئے گئے۔ آپ نے ایک پرندہ تناول فرمایا اور دو پرندے خادم نے رکھ دیئے اور اگلے دن آکر آپ کی بارگاہ میں پیش کئے۔ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا میں نے تمہیں منع نہ کیا تھا کہ کل کے لئے کچھ بچا کر نہ رکھنا۔ بے شک **اللہ** پاک ہر آنے والے دن کا رزق لاتا ہے۔[1]

سیِّدُنا امام احمد عَلَیْہِ الرَّحْمَہ سے ملاقات:

حضرت سیِّدُنا یوسف رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں (عباسی خلیفہ) مُتَوَکِّل کے دورِ حکومت میں امام ابو عَبْدُ اللہ احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس آیا۔ آپ نے مجھ سے میرے شہر کے بارے میں پوچھا، حاجت

---

1 ...مسند امام احمد، مسند انس بن مالک، ۴/ ۳۹۳، حدیث: ۱۳۰۴۲

معلوم کی اور آنے کا مقصد دریافت کیا۔ میں نے کہا: میں آپ سے حدیث سننے آیا ہوں۔ فرمایا: کیا تم تک یہ بات نہیں پہنچی کہ مجھے حدیث بیان کرنے سے منع کر دیا گیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، مجھے یہ بات پہنچی ہے لیکن آپ مجھے ایسی چیز بتائیں جس کے ذریعے میں آپ کو یاد رکھوں اور آپ کے لئے دعائے رحمت کروں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے مذکورہ حدیث بیان کی پھر فرمایا: اے صوفی! اس حدیث کا تعلق تمہارے گھرانے سے ہے۔ انہوں نے مجھ سے (خُراسان کے شہر) رے کے شیوخ کے بارے میں پوچھا اور فرمایا: اللہ پاک حضرت سیِّدُنا ابو زُرعہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی حفاظت فرمائے اُن کی کیا خبر ہے؟ میں نے کہا: خیریت سے ہیں۔ فرمایا: پانچ لوگوں کے لئے میں ہر نماز کے بعد دُعا کرتا ہوں: اپنے والدین، سیِّدُنا امام شافعی اور سیِّدُنا امام ابو زُرعہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم۔ پانچویں شخصیت کا بھی انہوں نے ذکر کیا لیکن میں ان کا نام بھول گیا۔

﴿15169﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جو ایسی چیز خریدتا ہے جس کی اسے حاجت نہیں قریب ہے کہ وہ ایسی چیز بیچ ڈالے جس کی اسے حاجت ہو۔

حضرت سیِّدُنا سعید بن اسماعیل حِیری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

عراقی عارِفین کی جماعت میں سے ایک ہستی حضرت سیِّدُنا ابو عثمان سعید بن اسماعیل بن سعید حیری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بھی ہے۔ آپ خوش بیان عارِف اور سراپا نصیحت عبادت گزار تھے۔ آپ حکمتوں کو بڑی شگفتگی کے ساتھ بیان کرتے، اِرادت مندوں پر مہربان اور ہمیشہ سمجھانے والے تھے۔ انہیں اعلیٰ آداب سکھاتے، شریعت کی پابندی کا درس دیتے، حق کی طرف داری میں کھنچے چلے جاتے اور نفسانی خواہشات سے دور اور پاک رہتے۔

"رازی" مقام پیدائش کے اعتبار سے کہلاتے ہیں۔ آپ اپنے شیخ شاہ کرمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ حضرت سیِّدُنا ابو حفص نیشاپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ کو اپنی صحبت میں قبول کیا اور اپنے پاس ہی روک لیا، آپ وہیں مقیم ہو گئے اور انہوں نے آپ کو اپنا داماد بھی بنالیا۔ آپ قابل تعریف اَخلاق والے اور دوستوں میں اضافہ کرنے والے تھے۔ آپ کی برکتیں اور آثار نیشاپور والوں میں باقی رہے، یہیں 298 ہجری میں آپ کا وصال ہوا جیسا کہ حضرت سیِّدُنا ابو عُمر بن حمدان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھے بیان کیا، وہ آپ کی نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے تھے۔ آپ کو حیرہ کے قبرستان میں آپ کے استاد محترم حضرت سیِّدُنا ابو حفص

نیشاپوری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ میں نے 371 ہجری میں ان دونوں بزرگوں کے مزارات کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

حکمت کی بات کرنا سنت ہے:

﴿15170﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عَمرو بن حمدان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو عثمان سعید بن اسماعیل رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو فرماتے سنا: قول ہو یا فعل بندے کے حق میں سنت یہ ہے کہ وہ حکمت والی بات کرے اور یہ معاملہ خواہشِ نفس کا ہے کہ بندہ بدعت والی بات کرے کیونکہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ (پ۱۸، النور: ۵۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر رسول کی فرمانبرداری کروگے راہ پاؤگے۔

﴿15171﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن فضل بَلْخی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: اللہ پاک نے حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو اپنی عبادت کے طریقوں سے آراستہ فرمایا تھا اور انہیں لوگوں کے لیے اس لیے ظاہر فرمایا تاکہ وہ ان کو عبادت کے آداب سکھائیں۔

﴿15172﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عَمرو بن نُجَید رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو فرماتے سنا: 40 سال ہوگئے اللہ پاک نے مجھے جس حال میں بھی رکھا میں نے اُسے ناپسند نہیں کیا اور اگر وہ کسی اور حالت میں لے گیا تو اُس پر ناراض نہیں ہوا۔

﴿15172﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن احمد بن عثمان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا: دوستوں کی مُوافقت کرنا اُن پر مہربانی کرنے سے بہتر ہے۔

چار باتوں سے دل کی اِصلاح اور آدمی کا کمال:

﴿15174﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عَمرو بن حَمدان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کہتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو احمد بن حَمدان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی تحریر پڑھی، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو فرماتے سنا: دل کی اصلاح چار باتوں سے ہوتی ہے: اللہ پاک کے لیے عاجزی وانکساری، اللہ پاک کا محتاج رہنا، اللہ پاک سے ڈرنا اور اللہ پاک سے اُمید رکھنا۔

﴿15175﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ آدمی اُس وقت کامل ہوتا ہے جب اُس کا دل اِن چار چیزوں میں برابر ہو جائے:(1)...منع کرنے (2)...عطا کرنے (3)...عزت ملنے اور (4)...ذلت پانے میں۔

دشمنی کے اسباب اور لاعلاج مرض:

﴿15176﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عثمان سعید بن اسماعیل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ دشمن تین چیزوں کی وجہ سے بنتے ہیں:(1)...مال کی لالچ (2)...لوگوں میں عزت کی لالچ اور (3)...لوگوں میں مقبول ہونے کی لالچ کے سبب۔

مزید فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کا خوف تجھے **اللہ** پاک تک پہنچادے گا، تکبُّر اور خود پسندی تجھے **اللہ** پاک سے الگ کر دے گی اور تمہارا لوگوں کو حقیر جاننا ایسا مرض ہے جس کا علاج نہیں۔

﴿15177﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دنیا پر خوش ہونا تیرے دل سے **اللہ** پاک کی فرحت کو ختم کر دے گا، غیرِ خدا سے ڈرنا تیرے دل سے خوفِ خدا کو مٹادے گا اور **اللہ** پاک کو چھوڑ کر کسی اور سے امید لگانا تیرے دل سے **اللہ** کریم کی امید ختم کر دے گا۔

گناہ ذلت میں ڈالتے ہیں:

﴿15178﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عثمان سعید بن اسماعیل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک مَعْرِفت دے کر جسے عزت سے نوازے اُس پر لازم ہے کہ وہ گناہ کر کے خود کو ذلیل مت کرے۔

﴿15179﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بھلائیوں سے جُڑے رہنے کی اصل امیدوں کی کمی ہے۔

﴿15180﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب تک تو اپنی چاہت اور خواہش کے پیچھے لگا رہے گا قیدی رہے گا اور اگر تو نے مُعاملات کو **اللہ** کریم کے سپرد کر دیا تو راحت و سکون پاجائے گا۔

﴿15181﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: وفات کے وقت جب حضرت سیِّدُنا ابو عثمان سعید بن اسماعیل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی طبیعت بگڑی تو آپ کے صاحبزادے نے اپنی قمیض پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دی۔ اُس وقت آپ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا: بیٹا! ظاہر میں سنت کی خلاف ورزی کرنا دل میں باطنی ریاکاری ہوتی ہے۔

مختلف صحبتوں کے حقوق:

﴿15182﴾... حضرت سیِّدُنا حسین وَرَّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے صحبت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: **اللہ** پاک کی صحبت اچھے ادب کو اختیار کرنا، ہمیشہ اُس سے ڈرنا اور یہ تصوُّر رکھنا کہ وہ دیکھ رہا ہے۔ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبت اُن کی سنت کا اتباع اور ظاہری علم کی پیروی کرنا ہے۔ اولیاءُاللہ کی صحبت یہ ہے کہ ان کی عزت و تکریم کی جائے۔ بیوی بچوں کی صحبت کا تقاضا یہ ہے کہ اُن کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آیا جائے۔ دوستوں کی صحبت کی شرط یہ ہے کہ اُن کے ساتھ ہمیشہ ہنسی خوشی و بے تکلفی رہنی چاہیے بشرطیکہ کوئی گناہ نہ ہو اور جاہلوں کی صحبت یہ ہے کہ اُن کے لیے دُعا کی جائے اور اُن پر مہربانی کی جائے۔ اے بندے! خود پر **اللہ** کریم کی نعمت دیکھ کہ اُس نے تجھے اُس مصیبت سے عافیت میں رکھا جس میں دوسروں کو مبتلا کیا ہے۔

﴿15183﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن احمد بن یُوسُف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: **اللہ** پاک کی عزت کے ساتھ عزت حاصل کرو تاکہ ذلت نہ اٹھاؤ۔

اللہ پاک کا سب سے بڑا دروازہ:

﴿15184﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: عقلمند وہ ہے جو خطروں اور اندیشوں کے وُقُوع سے پہلے ہی ان کے لیے تیار رہے اور تَفْوِیْض (سپردگی) یہ ہے کہ جس چیز کا علم نہ ہو وہ اُس کے جاننے والے کے سپرد کر دی جائے اور تَفْوِیْض رِضا کا مُقَدَّمہ ہے جبکہ رضا **اللہ** پاک کا سب سے بڑا دروازہ ہے اور ذِکرِ کثیر یہ ہے کہ جب تو اُس کا ذکر کرے تو یہ یاد رکھے کہ تو اُس کے ذکر تک محض اُس کے حکم اور اُس کے فَضْل سے پہنچا ہے۔

﴿15185﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حسین وَرَّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عرض کی گئی: عقلمند یہ کیسے کر سکتا ہے کہ خود پر ظلم کرنے والے کو ملامت نہ کرے۔ فرمایا: وہ جان لے کہ اسے مجھ پر **اللہ** پاک نے مُسَلَّط کیا ہے۔

خوش بختی اور بد بختی کی علامت:

﴿15186﴾... حضرت سیِّدُنا محفوظ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا

گیا: خوش بختی اور بد بختی کی کیا علامت ہے؟ تو آپ نے فرمایا: خوش بختی کی علامت یہ ہے کہ تو اللہ پاک کی اطاعت کرے اور اس بات سے ڈرتا رہے کہ کہیں دھتکار نہ دیا جائے اور بد بختی کی پہچان یہ ہے کہ تو اللہ پاک کی نافرمانی کرے اور یہ امید لگائے کہ تجھے قبولیت کی سند مل جائے گی۔

سیِّدُنا سعید بن اسماعیل رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کی مرویات

﴿15187﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُاللہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو فوت ہو گیا اور اُس کے ذمہ رمضان کے روزے تھے تو اُس کی طرف سے اُس کا ولی ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔[1]

﴿15188﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُاللہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان کا کوئی روزہ توڑا پھر اس کی قضا کئے بغیر مر گیا تو اس کے ذِمّہ ہر دن کے حساب سے مسکین کو ایک مُد دینا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خَرَّاز رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه

عراقی عارفین کی جماعت میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو سعید خَرّاز احمد بن عیسٰی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ مشہور کامل عارف، اچھی گفتگو والے، قابلِ ذکر کتابوں کے مصنف ہیں اور آپ کے جوابات مشہور ہیں۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اور آپ جیسے بُزرگوں کی صحبت پائی۔ آپ کی برکتیں آپ کے اصحاب اور پیروکاروں کو خوب ملیں اور آپ فنا و بقا کے علم میں کلام کرنے والوں کے سردار ہیں۔

﴿15189﴾... حضرت سیِّدُنا عباس بن احمد رَملی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کہتے کہ حضرت سیِّدُنا ابو سعید خَرّاز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: دل میں مَعْرِفَت دو وجہوں سے آتی ہے: (1) خالص سخاوت سے اور (2) (عبادت میں) طاقت و قوت خرچ کرنے سے۔

علیحدگی پختگی کے ساتھ ہونی چاہیے:

﴿15190﴾... حضرت سیِّدُنا شیخ ابو بکر دَقّاق رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو سعید خَرّاز رَحْمَۃُ

[1] ...ترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی الکفارۃ، ۲/۱۷۲، حدیث: ۷۱۸ بتغیر قلیل

[2] ...معجم اوسط، ۳/۲۶۲، حدیث: ۴۵۳۱

اللّٰہ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: چیزوں سے اچھی طرح اور پختگی کے ساتھ علیحدگی اختیار کروگے تو آنے والی چیزوں کے لیے تمہارے دل فارغ رہیں گے کیونکہ جو کسی شے کو پختگی کے ساتھ نہیں چھوڑتا وہ کسی نہ کسی وقت اُس کی طرف واپس لوٹ آتی ہے کیونکہ وہ کچھ نہ کچھ اُس سے جُڑا ہوا ہوتا ہے اور تمہاری اگلی چیزیں تمہاری پچھلی چیزوں کو بھلا دیتی ہیں۔

دو زبانیں ظاہری و باطنی:

﴿15191﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید خزاز رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بے شک **اللّٰہ** پاک نے اپنے اولیا کی روحوں میں اپنے ذکر کی لذت اور اپنے قُرب تک پہنچنا پہلے ہی رکھ دیا اور اُن کے بدنوں کے لیے وہ نعمت پہلے ہی مقرر کردی جسے اپنی ضرورت کے تحت انہوں نے حاصل کرنا ہے اور اُس نے اُن کے لیے ہر حقیقت کا بھرپور حصہ رکھا ہے پس ان کے بدنوں کی زندگی فائدہ پہنچانے والوں جیسی اور روحوں کی زندگی **اللّٰہ** والوں جیسی ہوتی ہے۔ اُن کی دو زبانیں ہوتی ہیں ایک باطنی زبان جو لوگوں کو مخلوقات میں خالق کی تخلیق سمجھاتی ہے اور دوسری ظاہری زبان جو بندوں کو مخلوق کا علم سکھاتی ہے، ظاہری زبان اُن کے جسموں سے بات کرتی ہے جبکہ باطنی زبان اُن کی روح سے سرگوشی کرتی ہے۔

علم اور معرفت:

﴿15192﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر دَقّاق رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت سیِّدُنا ابو سعید خزّاز رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ اونگھ سے بیدار ہوئے تو فرمایا: ابھی اس ہلکی نیند میں جو مجھ پر گزرا وہ لکھ لو، بے شک **اللّٰہ** پاک نے علم کو اپنی ذات کے لیے راہ نما بنایا ہے تاکہ اُس کی پہچان ہو اور حکمت کو اپنی طرف سے لوگوں کے لیے رحمت بنایا ہے تاکہ اُس کی اُنسیت حاصل ہو۔ پس علم **اللّٰہ** پاک کی طرف لے جانے والا ہے اور معرفت **اللّٰہ** کریم کی پہچان کرواتی ہے، علم کے ذریعے تم معلومات تک پہنچو گے جبکہ معرفت کے سبب تم بھلائیوں تک پہنچ جاؤ گے اور علم سیکھنے سے آتا ہے جبکہ معرفت بکوشش پہچاننے سے حاصل ہوتی ہے لہٰذا معرفت حق تعالیٰ کی پہچان سے ملتی ہے اور علم مخلوق کی پہچان سے حاصل ہوتا ہے، اس کے بعد فوائد و برکات جاری ہوجاتے ہیں۔

﴿15193﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید خزاز رَحْمَۃُ اللّٰہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہر وہ باطن (یعنی طریقت کی بات) جو ظاہر (یعنی

شریعت) کے مخالف ہو وہ باطل ہے۔

نادر علوم اور انوکھی خبریں:

《15194》... حضرت سَیِّدُنا ابو سعید خرّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عارِفین کے پاس بڑے خزانے ہیں جن کو وہ نادِر عُلوم اور انوکھی خبروں میں بیان کرتے ہیں وہ ان پر ہمیشہ والی زبان سے گفتگو کرتے اور لازوال عبارت کے ساتھ ان کی خبریں دیتے ہیں۔

《15195》... حضرت سَیِّدُنا ابو سعید خرّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: محبت کرنے والا ہر شے میں اپنے محبوب سے دل بہلاتا ہے، اسے کسی شے میں محبوب سے صبر نہیں آتا، وہ اُس کے افعال کی پیروی کرتا ہے اور اُس کی خبر گیری نہیں چھوڑتا۔ پھر آپ نے ہمیں یہ اشعار سنائے:

أُسَائِلُكُمْ عَنْهَا فَهَلْ مِنْ مُّخْبِرٍ　　فَمَا لِيْ بِنُعْمٍ مُّذْ نَأَتْ دَارُهَا عِلْمُ

فَلَوْ كُنْتُ أَدْرِيْ أَيْنَ خَيَّمَ أَهْلُهَا؟　　وَأَيَّ بِلَادِ اللهِ إِذْ ظَعَنُوْا أَمُّوْا؟

إِذًا لَّسَلَكْنَا مَسْلَكَ الرِّيْحِ خَلْفَهَا　　وَلَوْ أَصْبَحَتْ نُعْمٌ وَّمِنْ دُوْنِهَا النَّجْمُ

ترجمہ: (1)...میں تم سے اُس کا پتا پوچھتا ہوں، کیا کوئی پتا بتانے والا ہے، جب سے اُس کا گھر دور ہوا ہے تب سے مجھے نعمتوں سے غرض نہیں رہی۔ (2)...اگر میں جان لوں کہ اُس کے گھر والوں کے خیمے کہاں ہیں اور وہ کس شہر کا قصد کر کے وہاں چلے گئے؟ (3)...تو ہم ہوا کی مانند اڑتے ہوئے اُس کے پیچھے پہنچ جائیں چاہے نعمتیں ختم ہو جائیں اور ستارے پیچھے رہ جائیں۔

ربِّ کریم تک پہنچانے والے مقامات:

《15195》... حضرت سَیِّدُنا ابو الحسن رَمْلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت سَیِّدُنا ابو سعید خرّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عَرْض کی: ہمیں **اللہ** پاک تک لے جانے والے راستے کی ابتدائی باتوں سے آگاہ کیجئے تو آپ نے فرمایا: سب سے پہلے توبہ ہے پھر آپ نے اس کی شرائط ذکر کیں۔ فرمایا: پھر بندہ مقامِ توبہ سے مقامِ خوف کی طرف منتقل ہوتا ہے اور مقامِ خوف سے مقامِ رَجا (یعنی اُمید) کی طرف جاتا ہے اور مقامِ رَجا سے مقامِ صالحین تک پہنچتا ہے اور مقامِ صالحین سے مقامِ مریدین کی طرف منتقل ہوتا ہے پھر ان کے مقام سے مقامِ مطیعین (یعنی اطاعت والوں کے مرتبے) کی طرف جاتا ہے اور اطاعت والوں کے مقام سے اہلِ محبت کے مقام تک پہنچتا ہے پھر اہل

محبت کے مقام و مرتبہ سے مقربین کے مقام پر فائز ہو جاتا ہے اور بزرگوں نے ہر مقام کے لیے 10 شرائط بیان کی ہیں جب بندہ ان کو اپنانے کی کوشش کرتا، اُس پر ثابت قدم ہو جاتا ہے اور دل اس سرزمین پر اتر جاتے ہیں جہاں نعمتوں پر مسلسل متوجہ رہتے ہیں، اللہ پاک کے احسانات اور عطاؤں میں غور و فکر کرتے ہیں تو پھر دل یادِ الٰہی میں خلوت نشین ہو جاتے اور روحیں محض اُسے جاننے کی خاطر اُس کی بارگاہِ عزت کی بادشاہی میں گھومتی، معرفت کے حوضوں پر اُترتی، اُس کی طرف پہنچتی، اس کے دروازے کو کھٹکھٹاتی اور اُس کی محبت میں اُس کی طرف ہی دیکھتی رہتی ہیں۔ کیا تم نے کسی صاحب حکمت کے یہ اشعار نہیں سنے:

أُرَاعِيْ سَوَادَ اللَّيْلِ اُنْسًا بِذِكْرِهٖ وَشَوْقًا اِلَيْهِ غَيْرَ مُسْتَكْرِهِ الصَّبْرِ

وَلٰكِنْ سُرُوْرًا دَائِمًا وَّتَعَرُّضًا وَّقَرْعًا لِبَابِ الرَّبِّ ذِي الْعِزِّ وَالْفَخْرِ

ترجمہ: یادِ الٰہی سے دل بہلاتے، بارگاہِ الٰہی کا شوق رکھتے، صبر کو ناپسند نہ کرتے ہوئے، دائمی خوشی، مستقل مزاجی کے ساتھ اور عزت و فخر والے پروردگار کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے میں رات کی تاریکی گزارتا ہوں۔

پس ان بندوں کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ وہ قُرب میں آجاتے ہیں انہیں دور نہیں کیا جاتا اور ان درجات و منازل پر فائز کیا جاتا ہے جن سے نیچے نہیں اُتارا جاتا، ان کے دل روشن و مُنوَّر کر دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ جنت کے نظارے کر سکیں جہاں انہوں نے قیام کرنا ہے پس وہ ٹکٹکی باندھ کر اپنے معبود (کی رحمت) کے جلووں کو دیکھتے ہیں۔ وہ جس کی پناہ پکڑتے ہیں اُس سے عزت پاتے ہیں۔ وہ پڑاؤ کرتے ہیں تو انہیں روانہ نہیں کیا جاتا۔ وہ اس کی بارگاہ کو اپنا وطن بنا لیتے ہیں تو وہاں سے نہیں جاتے۔ یہی اولیا کرام ہیں، یہی باعمل ہیں، یہی منتخب و چُنے ہوئے اور یہی مُقرَّب بندے ہیں۔ اب وہ اس مقامِ قُرب سے کہاں جائیں جہاں وہ بے خوف ہیں اور وہ جہاں ٹھہرے ہوئے ہیں وہاں مقامِ عزت میں ہیں۔ یہ بدلہ ہے ان کے عملوں کا تو ایسے انعامات کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔

حجاب اور رُکاوٹ کیا ہے؟

﴿15197﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید خَرّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کے سوا تجھ سے جو چیز بھی چلی جائے وہ بڑی آسان ہے اور اللہ پاک کے سوا تیرا جو بھی حصہ ہے وہ بہت تھوڑا ہے۔

آپ نے یہ بھی فرمایا: اللہ پاک سے خوش ہونے والے لوگ چار طبقوں میں بٹے ہوئے ہیں کیونکہ چار ہی باتیں ہیں: (1)... دینے والا (2)... پانے والا (3)... دینے کا عمل اور (4)... دی جانے والی چیز۔ چنانچہ کچھ لوگ دینے والے سے خوش ہوتے ہیں اور کچھ پانے والے یعنی اپنی ذات سے، کچھ دینے کے عمل سے اور کچھ دی گئی شے سے خوش ہوتے ہیں۔ اے بندے! جو دیا گیا اس میں تیری خوشی دینے والے سے اور لذتوں میں تیری خوشی لذتیں پیدا کرنے والے سے جُڑی ہونی چاہیے اور تیری نعمتوں پر خوشگواری نعمتوں کے بجائے نعمت دینے والے پر ہونی چاہیے کیونکہ نعمت دینے والے کے ذکر کے وقت نعمت کو یاد رکھنا حجاب و رُکاوٹ ہے اور نعمت دینے والے کو دیکھتے وقت نعمت پر دھیان رکھنا بھی ایک طرح کا حجاب و پردہ ہے۔

سیّدُنا ابو سعید خَزَّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی حدیث پاک

بد اخلاقی اور بد ترین:

﴿15198﴾... اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے مروی ہے کہ رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: بد اخلاقی نُحُوست ہے اور تم میں بد ترین وہ ہے جس کے اخلاق زیادہ بُرے ہوں۔[1]

حضرت سیّدُنا احمد نُوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

عراقی عارفین کی جماعت میں سے ایک عظیم ہستی حضرت سیّدُنا ابو الحسین احمد بن محمد المعروف احمد نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ہے۔ آپ تصوُّف کے ایک بڑے امام ہیں، رواں دواں زبان کے مالک اور اللہ کریم کی طرف متوجہ رہنے والوں کے اَسرار کو خوب بیان کرنے والے ہیں۔ آپ نے حضرت سیّدُنا احمد بن ابو حواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ملاقات کی اور حضرت سیّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت پائی اور ابنِ بغوی کے نام سے بھی پہچانے جاتے ہیں۔

﴿15199﴾... حضرت سیّدُنا ابو سعید اعرابی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آپ کی آزمائش اور غلامُ الخلیل کے فتنہ والے دور میں آپ کے دوستوں سے غائب ہو جانے کو بیان کیا کہ آپ نے رَقّہ نامی علاقے میں چند سال ایسے گزارے

[1]... جامع صغیر، ص ۲۹۰، حدیث: ۴۷۰۳

کہ لوگوں سے کنارہ کشی اختیار کرلی پھر ایک طویل مدت کے بعد بغداد کی طرف لوٹے مگر پھر آپ کو اپنے لوگوں، ہم نشینوں اور معاصرین میں سے کوئی نہ ملا اور بینائی کی کمزوری اور جسم و قوت میں کمی کے سبب آپ کی گفتگو بہت کم ہوگئی تھی۔

دوستوں سے بوجھ اٹھالیا جاتا ہے:

﴿15200﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سفیان محمد بن احمد اور حضرت سیِّدُنا محمد بن علی قُحْطُبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کہتے ہیں: تصوُّف کی گفتگو کے ماہر صوفی بُزرگ حضرت سیِّدُنا ابو الحسین نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حج کے دنوں کے علاوہ ایک بار مکہ سے واپس تشریف لائے تو ہم نے بغداد سے باہر جاکر آپ کا استقبال کیا۔ ہم نے آپ کا چہرہ کافی بدلہ ہوا دیکھا تو عرض کی: اے ابو الحسین! چہروں کی رنگتیں بدلنے سے رازواسرار بھی بدل جاتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ایسا نہیں ہے، بے شک حق تعالیٰ اپنے دوستوں کے دلوں سے ہر بوجھ اور کمزوری اٹھالیتا ہے۔ پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

أَخْرَجَنِيْ مِنْ وَّطَنِيْ كَمَا تَرٰى صَيَّرَنِيْ

صَيَّرَنِيْ كَمَا تَرٰى أَسْكُنُ قَفْرَ الدِّمَنِ

إِذَا تَغَيَّبْتُ بَدَا وَإِنْ بَدَا غَيَّبَنِيْ

وَافَقْتُهُ حَتّٰى إِذَا وَافَقَنِيْ خَالَفَنِيْ

يَقُوْلُ لَا تَشْهَدُ مَا تَشْهَدُ أَوْ تَشْهَدُنِيْ

ترجمہ: (1)...اس نے مجھے اپنے وطن سے نکالا جیسا تو میرا حال بدلا ہوا دیکھ رہا ہے۔ (2)...اس نے میرا حال بدلا جیسے تو دیکھ رہا ہے۔ میں لوگوں کی چھوڑی ہوئی غیر آباد زمین پر سُکونت اختیار کرتا ہوں۔ (3)...جب میں غائب ہوتا ہوں تو وہ ظاہر ہوتا ہے اور جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو میں غائب ہوجاتا ہوں۔ (4)...میں نے اس سے موافقت کی یہاں تک کہ جب اس نے میری موافقت کی تو میری مخالفت کی۔ (5)...وہ کہتا ہے تم جو گواہی دیتے ہو اس کی گواہی نہ دو یا میری گواہی دو۔

رازوں کو اٹھالیا اور خوبیوں کو مٹادیا:

﴿15201﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الحسن بن مقسم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: حضرت سیِّدُنا احمد نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جب حرم شریف سے واپس لوٹے تو دیکھا گیا کہ (جسم تو بے حد کمزور ہوچکا ہے) بس خیالات ہی باقی رہ گئے ہیں۔ ایک

شخص نے آپ سے عرض کی: کیا رازو اسرار کو بھی وہی شے پہنچتی ہے جو صفات وخوبیوں کو پہنچتی ہے؟ فرمایا: نہیں۔ بے شک حق تعالٰی نے اسرار کی طرف توجہ فرمائی تو انہیں اٹھالیا اور خوبیوں کو توجہ نہ دی تو انہیں مٹادیا۔ پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

أَهٰكَذَا صَيَّرَنِي أَزْعَجَنِي عَنْ وَطَنِي

غَرَّبَنِي شَرَّدَنِي شَرَّدَنِي غَرَّبَنِي

حَتّٰى إِذَا غِبْتُ بَدَا وَإِنْ بَدَا غَيَّبَنِي

وَاصَلَنِيْ حَتّٰى إِذَا وَاصَلْتُهُ فَاصَلَنِي

يَقُوْلُ لَا تَشْهَدُ مَا تَشْهَدُ أَوْ تَشْهَدُنِي

ترجمہ: (1)...کیا اس طرح اس نے میرا حال بدلا؟ کہ اس نے مجھے میرے وطن سے ہٹایا۔ (2)...اس نے مجھے شہر بدر کیا اور وطن سے دور کیا، اس نے مجھے وطن سے نکالا اور غریبُ الوطن کیا۔ (3)...یہاں تک کہ جب میں غائب ہوا تو وہ ظاہر ہوا اور جب وہ ظاہر ہوا تو اس نے مجھے غائب کر دیا۔ (4)...وہ مجھ سے ملا یہاں تک کہ جب میں اس سے ملنے لگا تو اس نے مجھ سے علیحدگی اختیار کی۔ (5)...وہ کہتا ہے تم جو گواہی دیتے ہو اس کی گواہی نہ دو یا پھر دو تو میری گواہی دو۔

اپنی جان پر ساتھیوں کو ترجیح:

﴾15202﴿... حضرت سیِّدُنا عُمَرُ البَنّاء بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مکہ مکرمہ میں یہ بیان کیا کہ جب غلامُ الخلیل کا فتنہ شروع ہوا اور صوفیائے کرام کو بے دینی کی طرف منسوب کیا گیا تو خلیفہ نے صوفیا کو گرفتار کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ ایک گروہ کے ساتھ حضرت سیِّدُنا احمد نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بھی گرفتار کرکے خلیفہ کے سامنے پیش کیا گیا، خلیفہ نے سب کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اُس وقت سب سے پہلے آپ جلاد کی طرف بڑھے تاکہ وہ آپ کی گردن اڑا دے۔ جلاد نے آپ سے کہا: اپنے ساتھیوں سے پہلے قتل ہونے کے لیے آپ کو کس چیز نے ابھارا۔ آپ نے فرمایا: میں نے ان لمحات میں اپنی زندگی پر ان کی زندگی کو ترجیح دی۔ یہ سن کر جلّاد اور حاضرین آپ کے قتل سے رک گئے اور اس مُعاملے کو خلیفہ کے سامنے پیش کیا، اُس نے یہ معاملہ قاضِیُ القُضاۃ یعنی چیف جسٹس کے حوالے کر دیا، ان دنوں عہدہ قضا پر اسماعیل بن اسحاق فائز تھا۔ حضرت سیِّدُنا احمد نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

کو اُس کے پاس لے جایا گیا۔ اس نے آپ سے عبادات، طہارت اور نماز کے مسائل پوچھے، آپ نے اُسے سب کے جوابات دیئے۔ پھر آپ نے اُس سے فرمایا: ان چیزوں کے بعد **اللہ** پاک کے کچھ بندے ایسے ہیں جو **اللہ** کریم کے لیے سنتے، اسی کی خاطر دیکھتے، اسی کی خاطر کچھ واپس کرتے، اُسی کے لیے کھاتے اور اُسی کی خاطر پہنتے ہیں۔ جب اسماعیل نے آپ کی یہ گفتگو سنی تو بہت دیر تک روتا رہا۔ پھر خلیفہ کے پاس جا کر کہا: اگر صوفیائے کرام کا یہ گروہ بے دین ہے تو پھر روئے زمین پر ایک بھی مُوَحِّد (ایک خدا کو ماننے والا) نہیں ہے۔ اس پر خلیفہ نے سب کو چھوڑنے کا حکم دے دیا اور اُس بادشاہ نے آپ سے پوچھا: یہ صوفیا کھاتے کہاں سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جن اَسباب سے رزق حاصل کئے جاتے ہیں ہم انہیں نہیں پہچانتے ہاں ہم تدبیر کرنے والے لوگ ہیں۔

آپ کا فرمان ہے: جو اُس کی ٹھنڈک تک پہنچتا ہے وہ اُس کے قرب سے اُنسیت پاتا ہے اور جو اُس کی محبت تک رسائی حاصل کرتا ہے وہ اپنے بندوں میں سے اُسے چن لیتا ہے۔

کرامت: سوکھا ہاتھ دُرست ہو گیا

﴿15203﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر بن زُبَیر ہاشمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیِّدُنا ابوالحسین نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پانی میں اُترے تو ایک چور آیا اور آپ کے کپڑے لے کر بھاگ گیا۔ آپ نہر کے بیچ میں جا کر رُک گئے، ابھی آپ تھوڑی دیر ہی ٹھہرے ہوں گے کہ وہ چور آپ کی طرف واپس آ گیا، کپڑے بھی اُس کے پاس تھے، اس نے کپڑے سامنے رکھ دیئے مگر اس کا سیدھا ہاتھ سوکھ چکا تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے دُعا کی: اے میرے پروردگار! اس نے میرے کپڑے لوٹا دیئے تو اس کا ہاتھ لوٹا دے۔ پس **اللہ** پاک نے اُس کا ہاتھ ٹھیک کر دیا اور وہ چلا گیا۔

نفس کو سزا:

﴿15204﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن عبدُالرحیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: ایک دن میں حضرت سیِّدُنا احمد نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ کے دونوں پاؤں پھٹے ہوئے ہیں۔ میں نے حقیقتِ حال دریافت کی تو فرمایا: میرے نفس نے مجھ سے کھجور کھانے کا مطالبہ کیا، میں نے اسے بار بار منع کیا مگر وہ نہ مانا۔ چنانچہ میں باہر گیا اور کھجور خرید کر اپنے نفس کو کھلائی تو میں نے اُس سے کہا: اب کھڑا ہو کر نماز پڑھ مگر اس نے انکار کیا تو

پھر میں نے نذر مانی کہ اگر میں 40 دن تک زمین پر بیٹھوں تو مجھ پر **اللہ** پاک کے لیے فُلاں شے لازم ہے۔ پھر میں (علاوہ نماز کے) اتنے دنوں تک نہیں بیٹھا۔

کرامت: مچھلی نکل آئی

﴿15205﴾... حضرت سیِّدُنا ابوالحسین نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرے دل میں ان کرامات کے متعلق ایک بات آئی تو میں نے بچوں سے ایک بانس لیا اور دو کشتیوں کے بیچ کھڑا ہوگیا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: تیری عزت کی قسم! اگر تو نے میرے لیے تین رطل کے برابر ایک مچھلی نہ نکالی تو میں خود کو اس پانی میں ڈبو دوں گا۔ فرمایا: اتنا عرض کرنا تھا کہ میرے لیے ایک مچھلی باہر نکل آئی جو تین رطل کے برابر تھی۔ یہ بات حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا: ان کے لئے یہ ہونا چاہیے تھا کہ اُن کے لیے کوئی بڑا سانپ نکلتا اور انہیں ڈس لیتا (یعنی آپ نے بلاضرورت کرامت ظاہر کرنے کو ناپسند فرمایا)۔

﴿15206﴾... حضرت سیِّدُنا ابوالحسین نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نااہل کا خرقۂ صوفیا پہننا اس طرح ہے جو پیوند موتی کو ڈھانپنے والا تھا وہ اب کسی سڑے ہوئے مُردار پر پڑا ہوا کوڑا کرکٹ ہو گیا ہے۔

ایک نے مرض چھپایا، دوسرے نے بتایا:

﴿15207﴾... حضرت سیِّدُنا فارس جمّال رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک بار حضرت سیِّدُنا ابوالحسین نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو ایک مَرض ہوگیا اور حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ایک بیماری میں مبتلا ہوگئے۔ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تو اپنے مرض کا لوگوں کو بتادیا مگر حضرت سیِّدُنا ابوالحسین نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے چُھپایا۔ آپ سے عرض کی گئی: آپ نے اپنے مرض کا نہیں بتایا جیسا کہ آپ کے رفیق حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتادیا تو آپ نے فرمایا: ہم ایسے بندے نہیں ہیں کہ کسی بلا (آزمائش) میں مبتلا ہوں تو اس پر شکوہ کرتے پھریں۔ پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

اِنْ كُنْتُ لِلسُّقْمِ اَهْلًا فَاَنْتَ لِلشُّكْرِ اَهْلًا

عَذِّبْ فَلَمْ تُبْقِ قَلْبًا يَقُوْلُ لِلسُّقْمِ مَهْلًا

ترجمہ: اگر میں بیماری کے لائق ہوں تو شکر تیرے ہی شایانِ شان ہے۔ تو اس بیماری کی تکلیف بڑھا پھر کوئی دل باقی

نہیں رہے گا کہ وہ بیماری سے کہے: ٹھہر جا۔

پھر یہی سوال حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ہم شکوہ کرنے والے نہیں بلکہ ہمارا ارادہ یہ تھا کہ ہم اپنے اندر قدرتِ الٰہی کے جاری چشمے کو ظاہر کر دیں۔ پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

أُجِلُّ مَا مِنْكَ يَبْدُوْ لِاَنَّهٗ عَنْكَ جَلَّا

وَاَنْتَ يَا اُنْسَ قَلْبِيْ اَجَلُّ مِنْ اَنْ تُجَلَّا

اَفْنَيْتَنِيْ عَنْ جَمِيْعِيْ فَكَيْفَ اَرْعَى الْمَحَلَّا

ترجمہ: تیری بارگاہ سے جو بھی معاملے آئے میں اس کی تعظیم کرتا ہوں کیونکہ وہ تیری بارگاہ سے ظاہر ہوا ہے۔ اے میرے دل کی راحت! تیری شان اس سے بے نیاز ہے کہ تیری بزرگی بیان کی جائے۔ تو نے مجھے میری ذات سے ہی جدا کر دیا تو میں کیسے اپنے ٹھہرنے کی جگہ کی دیکھ بھال کر سکتا ہوں۔

فرماتے ہیں کہ جب یہ بات حضرت سیِّدُنا شیخ شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو پہنچی تو آپ نے یہ اشعار پڑھے:

مِحْنَتِيْ فِيْكَ اَنَّنِيْ لَا اُبَالِيْ بِمِحْنَتِيْ

يَا شِفَائِيْ مِنَ السَّقَامِ وَاِنْ كُنْتَ عِلَّتِيْ

تُبْتُ دَهْرًا فَمُذْ عَرَفْتُكَ ضَيَّعْتُ فِيْكَ تَوْبَتِيْ

قُرْبُكُمْ مِثْلُ بُعْدِكُمْ فَمَتٰى وَقْتُ رَاحَتِيْ؟

ترجمہ: میری سختی اور مصیبت جب تیرے متعلق ہے تو مجھے اپنی سختی کی پروا نہیں۔ اے میری بیماری سے شفا! اور اگرچہ تو میری بیماری ہے۔ جب سے میں نے تجھے پہچانا ہے میں زمانے سے توبہ کر رہا ہوں اور میں نے اپنی توبہ تجھ میں کھو دی ہے۔ جب تیرا قُرب تیری دوری کی طرح ہے تو پھر میری راحت کا وقت کب ہو گا؟

یاد رکھنے کی 10 باتیں:

﴿15208﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد مُرْتَعِش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو الحسین نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے ایک مرید کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: 10 باتیں ہیں اور یہ کیا خوب ہیں، تم ان کو یاد کر لو اور اپنی پوری کوشش کے ساتھ ان پر عمل کرنا: (1)... اگر تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جو اللہ پاک کے ساتھ ایسی حالت کا

دعویٰ کرتا ہے جو اُسے علمِ شریعت کی حد سے نکال رہی ہو تو ہرگز اُس کے قریب مت جانا۔(2)۔اگر کسی ایسے شخص کو دیکھو جو اپنے جیسوں سے ہٹ کر دوسروں کی طرف مائل ہو اور ان سے میل جول رکھے تو بالکل بھی اُس کے قریب مت جانا۔(3)۔اگر کسی ایسے شخص کو دیکھو جسے مقام و مرتبہ میں راحت ملتی ہو اور وہ اسی کو شاندار کام سمجھتا ہو تو اُس کے بھی قریب مت جانا اور اُس سے کوئی فائدہ مت اُٹھانا اگرچہ وہ تمہیں فائدہ پہنچائے اور اُس کی خاطر کسی کامیابی کو خراب مت کرنا۔(4)۔اگر کوئی درویش دُنیا کی طرف لوٹ جائے تو تم بھوکے مر جانا مگر اُس کے قریب مت جانا، اُس پر نرمی مت کرنا اگرچہ وہ تیرے ساتھ نرمی سے پیش آئے کیونکہ اُس پر نرمی تیرے دل کو 40 دنوں کے لیے سخت کر دے گی۔(5)۔اگر کسی ایسے شخص کو دیکھو جو اپنے علم کو کافی سمجھتا ہے تو اُس کی جہالت سے بے خوف مت ہونا۔(6)۔اگر کسی ایسے شخص کو دیکھو جو کسی باطنی حالت کا دعویدار ہو مگر نہ تو ظاہر شریعت کی پاسداری اُس پر راہ نمائی کرے اور نہ ہی اُس کی گواہی دے تو اُس کے دین میں شک کرو۔(7)۔اگر کسی ایسے شخص کو دیکھو جو اپنے نفس سے راضی ہو اور اپنے وقت سے راحت محسوس کرتا ہے تو جان لو کہ وہ دھوکے میں ہے، اس سے بہت زیادہ بچ کر رہنا۔(8)۔اگر کسی ارادت مند کو دیکھو کہ نظمیں اور غزلیں سنتا اور خوشحالی کی طرف مائل ہے تو اُس کے خیر کی اُمید نہ رکھنا۔(9)۔اگر کسی درویش کو محفلِ سماع میں (موجود ہوتے ہوئے بھی دل کے ساتھ) حاضر نہ دیکھو تو اس پر شک کرو اور جان لو کہ وہ اپنے راز کو بگاڑنے اور اپنے ارادے کو منتشر کرنے کی وجہ سے اس سماع کی بَرَکت سے محروم ہو گیا اور (10)۔اگر کسی کو دیکھو کہ اپنے دوست احباب اور شاگردوں کے معاملے میں بے فکر ہے اور ان کے ساتھ کمالِ اخلاق سے پیش آنے کا دعویٰ رکھتا ہے تو اُس کی عقل و سمجھ کے کمزور ہونے کی گواہی دینا۔

﴾15209﴿... حضرت سیِّدُنا علی بن عبدُ الرحیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابوالحسین نوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو خانہ کعبہ کے سامنے ہونٹ ہلاتے دیکھا، گویا کچھ مانگ رہے ہیں۔ پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

كَفٰى حَزَنًا اَنِّيْ اُنَادِيْكَ دَائِبًا ... كَاَنِّيْ بَعِيْدٌ اَوْ كَاَنَّكَ غَائِبُ

وَاَسْاَلُ مِنْكَ الْفَضْلَ مِنْ غَيْرِ رَغْبَةٍ ... وَلَمْ اَرَ مِثْلِيْ زَاهِدًا فِيْكَ رَاغِبُ

ترجمہ: (1)۔غم کے لیے یہی کافی ہے کہ میں تجھے جانفشانی سے پکار رہا ہوں گویا میں دور ہوں یا گویا تو غائب ہے۔(2)۔میں

بغیر خواہش کے تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں اور مجھ جیسا بے رغبت دیکھنے کو نہیں ملے گا جو تیری رغبت رکھتا ہے۔

محبت کیسے بڑھتی رہتی ہے؟

﴿15210﴾... حضرت سیِّدُنا عثمان بن محمد عثمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے نیشاپور میں حضرت سیِّدُنا ابو محمد عَبْدُاللہ بن محمد رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو حضرت سیِّدُنا ابوالحسین نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی باتیں سنائیں، آپ نے فرمایا: حقائق سے آگاہ لوگوں کا اعلیٰ ترین مقام ان کا لوگوں سے الگ ہو جانا ہے، محبت کرنے والوں کا راستہ اپنے محبوب سے لُطف اندوز ہونا ہے، امیدواروں کی راہ جس کی امید ہے اُس سے امید لگائے رکھنا ہے، فانی بندوں کا طریقہ اپنے محبوب و مطلوب میں فنا ہونا ہے، مقامِ بقا پر فائز لوگوں کا راستہ اپنے محبوب کی بقا کے ساتھ باقی رہنا ہے اور جو فنا و بقا سے آگے بڑھ گیا تو پھر فنا ہے نہ بقا۔ یہ بھی فرمایا کہ بے شک محبوب سے محبت محبوب کی خوشگوار باتوں سے بڑھتی رہتی ہے۔

﴿15211﴾... حضرت سیِّدُنا عثمان بن محمد عُثمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو محمد عَبْدُاللہ بن محمد رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو بتایا کہ حضرت سیِّدُنا ابوالحسین نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اشعار پڑھے:

كَادَتْ سَرَائِرُ سِرِّيْ اَنْ تُسِرَّ بِمَا ... اَوْلَيْتَنِيْ مِنْ سُرُوْرٍ لَا اُسَمِّيْهِ

فَصَاحَ لِلسِّرِّ سِرٌّ مِنْكَ يَرْقُبُهُ ... كَيْفَ السُّرُوْرُ بِسِرٍّ دُوْنَ مُبْدِيْهِ

وَاَقْبَلَ السِّرُّ يُغْنِيْ الْكُلَّ عَنْ صِفَتِيْ ... وَاَقْبَلَ الْحَقُّ يُغْنِيْنِيْ وَيُغْنِيْهِ

ترجمہ:(1)... عنقریب میرے دل کے راز ان خوشیوں سے خوش ہو جائیں گے جو تم نے مجھے دیں اور میں انہیں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔(2)... تیرا چھپا ہوا راز جو میرے راز پر نگاہ رکھے ہوئے تھا وہ چیخ اٹھا اس راز کا کیسا سُرور ہے جسے ظاہر کرنے والا کوئی نہیں۔(3)... یہ راز آگے بڑھا اور مجھے میری پہچان سے بے پروا کر دیا اور حق آگے بڑھا تو اس نے مجھے اور راز کو بھی بے پروا کر دیا۔

شعر کا جواب شعر میں:

﴿15212﴾... حضرت سیِّدُنا ابوالحسن قنّاد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنی ابتدائی عمر میں حضرت سیِّدُنا احمد نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو یہ شعر لکھ کر بھیجا:

اِذَا کَانَ کُلُّ الْکُلِّ فِی النُّوْرِ فَانِیًا ۔۔۔ اَبِنْ لِیْ عَنْ اَیِّ الْوُجُوْدَیْنِ اُخْبِرُ؟

ترجمہ: جب بندہ سارے کا سارا ہی ایک نور میں فنا ہو جائے تو پھر مجھے بتاؤ میں دو وُجُود (ایک فنا ہونے والا اور ایک جس میں فنا ہو گیا) میں سے کس کی خبر دوں؟

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھے فوراً یہ جوابی شعر بھیجا:

اِذَا کُنْتَ فِیْمَا لَیْسَ بِالْوَصْفِ فَانِیًا ۔۔۔ فَوَقْتُكَ فِی الْاَوْصَافِ عِنْدِیْ تَحَیُّرٗ

ترجمہ: جب تم کسی ایک وَصْف میں فنا نہیں ہو تو تمہارا تمام اوصاف میں فنا ہونا میرے نزدیک حیران کن ہے۔

راز اور اس کے تین اوصاف:

﴿15213﴾... حضرت سیِّدُنا ابو علی حسن بن احمد صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا احمد نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خط لکھا اور دَرْجِ ذَیل اَشعار میں "راز" اور اس کے تین اوصاف کے متعلق سُوال کیا:

یُنَاجِیْكَ سِرٌّ سَائِلٌ عَنْ ثَلَاثَۃٍ ۔۔۔ سَرَائِرُھُمْ کَتْمٌ وَ اِعْلَانُھُمْ سَتْرٌ

فَتًی ضَاعَ کَتْمُ السِّرِّ بَیْنَ ضُلُوْعِہٖ ۔۔۔ عَنِ ادْرَاکِہٖ حَتّٰی کَاَنْ لَمْ یَکُنْ سِرٌّ

فَاَسْبَلَ اَسْتَارَ التَّحَفُّظِ صَائِنًا ۔۔۔ لِکُلِّ حَدِیْثٍ اَنْ یَکُوْنَ ھُوَ السِّرُّ

فَکَتَّامُ سِرٍّ مُدْرِكُ الْکَتْمِ لَمْ یَنَلْ ۔۔۔ سِوٰی حَدِّ کَتْمِ السِّرِّ مِنْ فَہْمِہٖ ذِکْرٌ

فَکَاتَمَہُ الْمَکْنُوْنُ ثُمَّ تَکَاتَمَتْ ۔۔۔ جَوَانِحُہُ فَالْکُلُّ مِنْ بَثِّہٖ صِفْرٌ

ضَنِیْنٌ بِمَا یَہْوَاہُ مَا لَامَ لَائِمٌ ۔۔۔ یُقَارِبُہُ اِلَّا احْتَمٰی صَوْبَہَا الْفِکْرُ

وَمُکْتَتِمٌ وَاَیُّ الضَّمَائِرِ وَامْتَطٰی ۔۔۔ لِمُوْدِعِہٖ جَحْدًا وَ لَیْسَ بِہٖ غَدْرٌ

لَامَہُمْ تَاجُ الْفَخَارِ ذَکَرْتَہٗ ۔۔۔ وَمَنْ شَرْبُہُ فِیْ حَالَۃِ الْمَنْہَلِ الْغَمْرُ

ترجمہ: (1)۔ ایک سُوال کرنے والے کا راز تم سے تین کے متعلق سرگوشی کرتا ہے، جن کے راز تو پوشیدہ ہوتے ہی ہیں مگر ان کے ظاہر پر بھی پردہ ہوتا ہے۔ (2)۔ نوجوان اپنے سینے میں چھپے راز کو نہ پہچان کر ضائع کر دیتا ہے اور ایسا ہو جاتا ہے گویا کوئی راز تھا ہی نہیں۔ (3)۔ وہ ہر بات کو بچانے کے لیے بہت شرمیلے پن کے پردے لٹکا دیتا ہے کہ کہیں وہ راز نہ ہو۔

(4)...راز کو بہت پوشیدہ رکھنے والا پوشیدگی کو پالیتا ہے مگر اپنے گمان میں راز کے پردے تک ہی رسائی حاصل کرتا ہے۔ (5)...چھپے ہوئے نے اُسے چھپا دیا پھر اُس کی پسلیوں نے مزید پردہ ڈال دیا تو اب اُسے کوئی پھیلا نہیں سکتا۔(6)...وہ خواہشات کے معاملے میں بہت کنجوس ہے، کچھ بھی ظاہر ہوتا ہے تو وہ اُسے قریب کر دیتا ہے سوائے یہ کہ غور و فکر اُس کی دُرستی کی پناہ میں آجاتی ہے۔(7)...اور راز کا محافظ پوشیدہ خیالات پر اچانک وارد ہوتا ہے اور راز کے امین پر اپنے انکار سے حاوی ہو جاتا ہے حالانکہ اس میں کوئی دھوکا نہیں ہوتا(8)...انہیں اور گہرے پانی والے چشمے سے سیراب ہونے والے کو فخر کی بلندی کا تذکرہ ہی ملامت و شر مسار کر دیتا ہے۔

یہ اشعار پڑھ کر حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: **اللہ** پاک کی قسم! میں اپنا راز دونوں (یعنی ظاہر کرنے اور چھپانے) میں سے کسی کی طرف اچھال کر ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دوں گا ورنہ وہ مجھے اپنی جانب کھینچ لے گا اور میں نے ان دونوں کا معاملہ **اللہ** پاک کے سپرد کر دیا۔

خوبصورت نوجوان کی نصیحت:

﴿15214﴾... حضرت سیِّدُنا ابوالحسن قنّاد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابوالحسین نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: میں نے بغداد میں ایک خوبصورت لڑکا دیکھا، ایک بار اس پر نظر پڑی تو میں نے اُسے بار بار دیکھنا چاہا، میں نے اس سے کہا: تم یہ آواز نکالنے والے جوتے پہن کر راستوں میں کیوں چلتے ہو؟ اُس نے کہا: آپ نے اچھا کیا، کیا آپ کا علم عُمدہ ہے؟ پھر اُس نے یہ اشعار پڑھے:

تَأَمَّلْ بِعَيْنِ الْحَقِّ اِنْ كُنْتَ نَاظِرًا ... اِلٰى صِفَةٍ فِيْهَا بَدَائِعُ فَاطِرٍ

وَلَا تُعْطِ حَظَّ النَّفْسِ مِنْهَا لِمَا بِهَا ... وَكُنْ نَاظِرًا بِالْحَقِّ قُدْرَةَ قَادِرٍ

ترجمہ: اگر تو دیکھنے والا ہے تو نگاہِ یقین سے اس صفت کی طرف دیکھ جس میں پیدا کرنے والے کے تخلیقی شاہکار ہیں۔ نفس کو اس صفت سے وہ حصہ مت دو جو نفس اس سے چاہتا ہے اور حق سچ کی نظر سے قادر کی قدرت کا نظارہ کرنے والے بن جاؤ۔

سیِّدُنا احمد نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی حدیث پاک

مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے کی فضیلت:

﴿15215﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن عیسیٰ دہقان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں حضرت سیِّدُنا ابوالحسین احمد بن

محمد نوری المعروف ابنِ بغوی صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ چل رہا تھا، میں نے عرض کی: آپ نے حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے سُن کر کیا یاد کیا؟ آپ نے فرمایا: مجھے حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا معروف کَرخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اور انہوں نے حضرت سیِّدُنا امام ابنِ سَمّاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے، انہوں نے حضرت سیِّدُنا سفیان ثَوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے، انہوں نے حضرت سیِّدُنا امام اَعمَش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اور انہوں نے حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے یہ حدیث بیان کی کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے مسلمان بھائی کی کوئی حاجت پوری کی تو اُسے اُس شخص کے برابر اجر ملے گا جس نے ساری زندگی **اللہ** پاک کی عبادت کی۔"[1]

حضرت سیِّدُنا محمد بن عیسیٰ دِہقان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت سیِّدُنا معروف کَرخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں کوفہ گیا تو وہاں ایک عبادت گُزار کو دیکھا جنہیں حضرت سیِّدُنا ابنِ سَمّاک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہا جاتا تھا، انہوں نے بتایا کہ مجھے حضرت سیِّدُنا امام اَعمَش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حوالے سے حضرت سیِّدُنا امام سفیان ثَوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان ہی بزرگوں میں سے ایک ہستی حضرت سیِّدُنا ابوالقاسم جنید بن محمد بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی ہے۔ آپ مختلف علوم میں پرورش پانے والے، دور اندیشی کے چشموں کے تائید یافتہ، خالص یقین سے روشن و مُنَوَّر ہونے والے، پختہ ایمان والے، قرآن پاک کی محفوظ کردہ باتوں کے عالِم، نرم گفتگو کرنے کے عادی اور اس میں صاف گوئی اور درستی کی توفیق پانے والے، آپ کا کلام قرآن و سنت سے مربوط (جڑا ہوا) ہوتا، آپ کی گفتگو دلائل سے مالا مال ہوتی، آپ اپنی کامل گفتگو، کفایت کرنے والا طریقہ اپنانے اور بھرپور عمل کی بدولت اپنے ہم عصر بزرگوں پر فوقیت لے گئے۔

[1]... التاریخ الکبیر، باب المیم، باب متوکل، ۷/۳۵۲، حدیث: ۲۰۸۹

طبقات الصوفیہ، الطبقۃ الثانیۃ، ص۱۳۶، رقم: ۲۲: ابو الحسین النوری

شریعت سے ناواقف کی پیروی نہ کی جائے:

﴿15216﴾... حضرت سیِّدُنا ابوالحسن علی بن ہارون بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور حضرت سیِّدُنا ابوبکر محمد بن احمد مفید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے: ہم نے حضرت سیِّدُنا ابوالقاسم جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے یہ بہت مرتبہ سُنا کہ ہمارا علم قرآن وسنت سے بندھا ہوا ہے جو قرآن کو یاد نہیں کرتا، حدیث پاک نہیں لکھتا اور علم فقہ حاصل نہیں کرتا اُس کی پیروی نہ کی جائے۔

پہلے پہل آپ نے حضرت سیِّدُنا ابوعُبید اور حضرت سیِّدُنا امام ابوثَور رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِما جیسے اصحابِ حدیث کے مذہب پر علمِ فقہ حاصل کیا اور اُصول مضبوط کیے اور آپ نے حضرت سیِّدُنا حارث محاسِبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور اپنے ماموں حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت اختیار کی اور علم و عمل میں استحکام کے لیے ان دونوں حضرات کے راستے پر گامزن ہوئے۔

﴿15217﴾... حضرت سیِّدُنا ابومحمد خوّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: حضرت سیِّدُنا حارِث محاسِبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہماری رہائش گاہ کی طرف آتے اور فرماتے: چلو جنگل کی طرف چلتے ہیں۔ تو میں اُن سے عرض کرتا: آپ مجھے گوشہ نشینی اور نفس کی بے خوفی سے نکال کر راستوں، آفتوں اور خواہشات کے نظاروں کی طرف لے جانا چاہتے ہیں تو وہ فرماتے: تم میرے ساتھ چلو اور تم پر کوئی خوف نہیں۔ تو میں آپ کے ساتھ نکل پڑتا، راستہ بالکل خالی ہوتا کوئی بھی ناپسندیدہ شے ہمیں نظر نہ آتی۔ جب آپ کے ساتھ اُس جگہ پہنچتا جہاں آپ بیٹھا کرتے تھے تو فرماتے: مجھ سے سوال کرو۔ میں عرض کرتا: میرے پاس کوئی سوال ہی نہیں جو آپ سے کروں۔ فرماتے: ابھی جو تمہارے دل میں آئے گا اُس کے متعلق مجھ سے سوال کرنا۔ چنانچہ مجھ پر سوالات وارد ہونے لگتے جو میں آپ سے کرتا اور آپ اسی وقت مجھے اُن کے جوابات عطا فرمادیتے۔ پھر آپ اپنے گھر تشریف لے جاکر یہ باتیں کتاب میں لکھ دیتے۔

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا حارث محاسِبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اکثر کہتا: میں گوشہ نشینی اور اُنسیت میں ہوتا ہوں اور آپ مجھے انسانوں کو دیکھنے کی وحشت اور راستوں کی طرف لے جاتے ہیں؟ تو آپ مجھ سے فرماتے کہ تم یہ کتنا کہتے ہو: "میری اُنسیت، میری گوشہ نشینی؟" سنو! اگر

آدھی مخلوق بھی میرے قریب ہو جائے تو مجھے ان سے کوئی اُنسیت نہیں ملے گی اور باقی آدھی مخلوق مجھ سے دور ہو جائے تو میں اُن کی دوری کے سبب وحشت محسوس نہیں کروں گا۔

توحید کا زبردست بیان:

﴿15218﴾... مُصَنِّف کتاب حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے بغداد میں 359 ہجری میں حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عَطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے صحبت یافتہ ناقد وصوفی حضرت سیِّدُنا ابو الحسین محمد بن علی بن حُبَیْش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو ان کی کتاب سے جو پڑھ کر سنایا تو انہوں نے اُسے برقرار رکھا، میں نے بیان کیا کہ حضرت سیِّدُنا ابو القاسم جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بلاشبہ حکمت کی گرہوں میں سب سے پہلے جس کی ضرورت ہے وہ بننے والے کا بنانے والے کو پہچاننا ہے اور ایجاد ہونے والے کا یہ جاننا ہے کہ اُس نے اُسے کیسے ایجاد کیا، وہ اُسے کیسے لوٹائے گا اور مرنے کے بعد اُس کے ساتھ کیا کرے گا۔ چنانچہ وہ خالق اور مخلوق کی صفت کا فرق پہچانے اور قدیم وحادیث کا فرق جانے۔ تو یوں پرورش پانے والا اپنے پالنے والے کو، بننے والا اپنے بنانے والے کو اور کمزور بندہ اپنے مالک کو پہچان کر اُس کی عبادت کرے، اسے یکتا مانے، اس کی تعظیم کرے، اُس کے بلاوے پر راہ نمائی کرے اور اُس کی اطاعت کے لازم ہونے کا اعتراف کرے کیونکہ جو اپنے مالک کو نہیں پہچانتا تو جس کی ملکیت ہے اُس کے لیے مِلک کا اعتراف بھی نہیں کرتا اور مخلوق کی تدبیر کرنے کو ان کے مولا کی طرف منسوب نہیں کرتا اور توحید یہ ہے کہ تم جان لو اور اقرار کر لو کہ بے شک اللہ پاک اپنے اَزلی واَبدی ہونے میں یکتا وواحد ہے اس کے ساتھ کوئی دوسرا نہیں اور اُس کا کام کوئی اور نہیں کر سکتا ہے اور اُس کے کام وہ ہیں جن کو اُس نے اپنے لیے خاص کر لیا تو بندہ جان لے کہ کوئی شے بذاتِ خود نہ نقصان دے سکتی ہے اور نہ نفع دے سکتی ہے اور اللہ پاک کے سوا کوئی بذاتِ خود نہ دے سکتا ہے اور نہ ہی روک سکتا ہے، نہ بیمار کر سکتا ہے اور نہ ہی شفا دے سکتا ہے، نہ بلندی دے سکتا ہے اور نہ ہی پست کر سکتا ہے، نہ کچھ تخلیق کر سکتا ہے اور نہ ہی رزق دے سکتا ہے، نہ موت دے سکتا ہے اور نہ ہی زندگی دے سکتا ہے اور نہ کوئی ہل سکتا ہے اور نہ ہی خود سے ٹھہر سکتا ہے۔

افعالِ باری تعالیٰ میں کوئی شریک نہیں:

کسی عالم سے پوچھا گیا: توحید بیان کیجئے اور ہمیں سکھائیے کہ وہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ یقین ہے۔

عَرض کی گئی: ہمیں کھل کر بتائیے۔ فرمایا: وہ یہ ہے کہ تم جان لو کہ مخلوق کی حرکات اور اُن کا سکون صرف اکیلے **اللہ** کا فعل ہے اُس کا کوئی شریک نہیں۔ جب تم نے یہ کر لیا تو **اللہ** پاک کو ایک مان لیا۔

اس کی وضاحت یہ ہے کہ تم نے **اللہ** پاک کو اُس کے افعال میں واحد و یکتا قرار دیا کہ ایسا کوئی نہیں جو اُس کے افعال کو کرے اور یقین توحید ہی کا نام ہے جب کامل اور خالص ہو جائے اور بلاشبہ توحید یہی ہے کہ جب محبت اور توکل کامل ہو جائیں تو اُس کا نام یقین رکھ دیا جاتا ہے۔ پس توکل دل کا عمل ہے اور توحید بندے کا قول ہے تو جب دل توحید کو پہچان لیتا اور وہی کرتا ہے جس کی مَعرِفت حاصل کر لیتا ہے تو کامل ہو جاتا ہے۔

ایک عالم فرماتے ہیں: توکل توحید کا نظام ہے۔ پھر جب دل کوئی عمل کرتا ہے جس کی معرفت پالیتا ہے تو یہ محبت، یقین اور توکل کو لاتا ہے اور ایمان کامل اور فرض خالص ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب تم نے جان لیا کہ **اللہ** پاک کا فعل اُس کے سوا کوئی نہیں کر سکتا پھر تم غیر خدا سے ڈرو یا اُس سے امید لگاؤ تو تم نے وہ کام نہ کیا جو کرنا چاہیے تھا۔ پس اگر تم وہ عمل کرو جسے تم نے جانا تو ضرور اکیلے **اللہ** پاک سے ہی اُمید لگاؤ گے تب سمجھ جاؤ گے کہ اُس کا فعل اُس کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا جو اپنے دل کے عمل میں کوتاہی کرتا ہے اس کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ وہ توحید میں ناقص ہے کیونکہ دل اُس فتنے میں مشغول ہے جو توحید کے لیے ایک آفت ہے۔

میں نے عَرض کی: وہ فتنہ کیا ہے۔ فرمایا: تمہارا یہ گمان کرنا کہ کوئی **اللہ** پاک کا فعل کر سکتا ہے تو اسی گمان کا نام فتنہ ہے اور یہ فتنہ ہلکا پھلکا شرک ہے۔ میں نے عرض کی: کیا فتنہ دل کے اعمال میں سے نہیں ہے؟ فرمایا: نہیں مگر یہ دل پر داخل ہوتا اور اُسے خراب کرتا ہے۔ میں نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ فرمایا: تمہارا **اللہ** پاک سے گمان، یوں کہ تم گمان کرو کہ جو چاہے اُس کا فعل کر سکتا ہے اور اس معاملے میں گفتگو کافی طویل ہے لیکن سمجھنے والے کے لیے تھوڑی ہی کافی ہے۔

علم ہوتے ہوئے نقصان نہیں ہوگا:

﴿15219﴾... حضرت سیِّدُنا عبد الواحد بن عُلوان رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَیْه نے مجھے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اے نوجوان! علم کو لازم پکڑ، جب علم تمہارا ساتھی ہو گا تو پھر چاہے تم پر کسی بھی طرح کے احوال وارد ہوں وہ تمہارے اندر رُک بھی جائیں گے اور ختم بھی ہو جائیں گے۔ کیونکہ **اللہ**

پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَاۚ (پ۳، آل عمران: ۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔

سحر کے وقت نماز پڑھنے کی برکات:

﴿15220﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: مَا فَعَلَ اللہُ بِکَ یعنی اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: وہ تمام اشارات مٹ گئے، عبارات غائب ہوگئیں، عُلُوم ختم ہوگئے، تعریفیں معدوم ہوگئیں اور ہمیں صرف اُن چھوٹی چھوٹی رکعتوں نے فائدہ دیا جو ہم سحر کے وقت ادا کیا کرتے تھے۔

بادشاہوں کے تاج سے زیادہ اچھی:

﴿15221﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الحسین بن دَرَّاج رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک بار جب حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اَہْلِ مَعْرِفَت کا ذکر کیا اور آپ نے کرامات وبزرگیوں کے ذریعے اللہ پاک کی اُن پر عنایت ومہربانی کے بعد اُن کی عبادات اور اوراد ووظائف کا تذکرہ کیا تو فرمایا: عارِفین کے لیے عبادت بادشاہوں کے سروں پر تاجوں سے زیادہ اچھی ہے۔

معرفتِ خاصہ اور معرفتِ عامہ کا بیان:

﴿15222﴾... حضرت سیِّدُنا حسین بن یحییٰ اَسْفِیْعَانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: تمام راستے مخلوق پر بند ہیں سوائے اُس کے جو رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نقشِ قدم پر چلے، آپ کی سنت کا اتباع کرے اور آپ کا طریقہ اپنائے۔ بے شک بھلائیوں کے تمام دروازے اُس پر کھلے ہوئے ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا محمد بن علی بن حُبَیْش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے سامنے پڑھا اور اُنہیں بتایا کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو القاسم جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے ہوئے سنا: تم نے مَعْرِفَت اور اُس کے اسباب کے بارے میں سُوال کیا ہے تو سُنو مَعْرِفَت خاص ہو یا عام یہ ایک ہی معرفت ہے کیونکہ اس کے ذریعے جس کی پہچان ومعرفت حاصل ہوتی ہے وہ ذات واحد ویکتا ہے، البتہ اس کی ابتدا بھی اور

اعلیٰ درجہ بھی ہے، خاص معرفت اعلیٰ درجے میں ہوتی ہے اگرچہ کوئی غایت وانتہا اس تک نہیں پہنچتی کیونکہ عارِفین کے نزدیک اُس ذات کی کوئی انتہا نہیں جس کی معرفت حاصل کی جاتی ہے، معرفت اُس کا احاطہ کیسے کر سکتی ہے جس تک کوئی فکر نہیں پہنچ سکتی، عقلیں اُس کا احاطہ نہیں کر سکتیں، اَذہان اُس کا گمان نہیں کر سکتے، دیکھنا اُس کی کوئی کیفیت وحالت مقرر نہیں کر سکتا، اُس کی مخلوق میں سے جو اُس کو جتنا زیادہ جانتا ہے وہ اتنا ہی شدت کے ساتھ اقرار کرتا ہے کہ وہ اُس کی عظمت کے ادارک سے عاجز ہے اور یہ بھی کہ وہ اپنی معرفت کے لیے اُس کی ذات کے انکشاف سے عاجز ہے کیونکہ وہ اُس کے ادراک سے لاچار ہیں جس کی مثل کوئی شے نہیں کیونکہ وہ قدیم ہے اور اس کے سوا سب حادِث ہے اور وہ اَزَلی یعنی ہمیشہ سے ہے اور اُس کے علاوہ سب کی ابتدا ہے، وہ معبود ہے اور اُس کے سوا سب عبادت کرنے والے ہیں، وہ ہر قوی وطاقتور سے قوی ہے اور ہر قوی اُسی کی قوت سے قوی اور بغیر کسی سکھانے والے کے عالم ہے اور ایسا کوئی فائدہ و نفع نہیں جو اُس کے غیر سے حاصل ہوتا ہو اور ہر عالم نے اُسی کے علم سے سیکھا ہے۔ وہ پاک ہے، وہ ایسا اول ہے جس کی ابتدا نہیں، ایسا باقی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں، اُس کے علاوہ کوئی اس وصف کا مستحق نہیں اور نہ ہی اُس کے سوا کسی کو یہ لائق ہے۔

درجاتِ معرفت کے گواہ:

آپ نے مزید فرمایا: **اللہ** پاک کے اولیا میں سے جو خاص مَعْرِفَت والے ہیں وہ معرفت کے اعلیٰ درجے میں ہیں جہاں کسی غایت وانتہا کی رَسائی نہیں اور مؤمنوں میں سے عام معرفت والے ہیں وہ معرفت کی ابتدا میں ہیں اور اس معرفت کے اعلیٰ اور ادنیٰ درجے پر اہلِ معرفت کی طرف سے کچھ گواہ اور نشانیاں ہوتی ہیں۔ **معرفت کے ادنیٰ درجے پر جو گواہ ہے** وہ **اللہ** پاک کے ایک ہونے کا اقرار کرنا، کسی کو اُس کے برابر نہ سمجھنا، اُس کی اور اُس کی کتاب نیز اس میں جو احکامات اور نواہی ہیں سب کی تصدیق کرنا ہے۔ **معرفت کے اعلیٰ درجے پر جو گواہ ہے** وہ یہ ہے کہ **اللہ** پاک کے حق کو قائم رکھے، ہر وقت اُس کا خوف دل میں رکھے، ساری مخلوق کے مقابل اُسی کو ترجیح دے، بلند اخلاق کا اتباع کرے اور ہر اُس چیز سے دور رہے جس سے قُربِ الٰہی نہ ملے۔ پس مَعْرِفَتِ خاصہ کو مَعْرِفَتِ عامہ پر جو فضیلت دی گئی ہے یہ اسی وقت عظیم معرفت بنے گی جب یہ عارفین کے دلوں میں **اللہ** پاک کی قدر و عظمت، قدرتِ نافذہ، علمِ محیط، جود و کَرَم اور نعمتوں کی عظمت ہو گی تو یوں اُس کی

ذات اوراس کی جلالت وہیبت کی قدر، اُس کی قدرت کا نفاذ، اُس کے عذاب کی دردناکی اور اس کی پکڑ کی سختی، جنت ومہربانی کے ذریعے اُس کے جُود وکَرم اور ثواب کے بھرپور ہونے، اس کے احسان، رحمت، نرمی، عنایتوں اور نعمتوں کی کثرت کا عظیم ہونا ان کے دلوں میں بیٹھ جائے گا۔ چنانچہ جب اس کے سبب معرفت بڑھے گی تو ان کے دلوں میں قادرِ مطلق کی بڑائی آئے گی۔ پھر وہ اُسے ہی بڑا سمجھیں گے، اُسی سے ہیبت زدہ ہوں گے، اُسی سے محبت کریں گے، اُسی سے حیا کریں گے، اسی سے ڈریں گے، اُسی سے امید لگائیں گے، پھر اُس کا حق ادا کریں گے، ہر اُس شے سے بچیں گے جس سے اُس نے منع کیا ہے اور وہ اپنی قلبی وبدنی ساری طاقت اُسی کے لیے صرف کریں گے۔ انہیں اس پر دلوں میں موجود وہی عظیم معرفت اُبھارتی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے اُس کی ذات اور اُس کے ثواب وعِقاب کی قدر کو بڑا سمجھا۔ تو یہی **اللہ** پاک کے خاص دوست ہیں۔ چنانچہ لوگ جب انہیں دیکھتے ہیں کہ یہ **اللہ** پاک ہی کو بڑا سمجھتے، اُسی سے ہیبت زدہ ومرعوب ہوتے، اُسی سے امید لگاتے، اُسی کے طلبگار ومشتاق، متقی وپرہیزگار، غمزدہ اور رونے والے، عاجزی وانکساری والے ہیں تو کہتے ہیں: فلاں عارف بِاللہ ہے۔ فلاں عالم رَبّانی ہے۔

عارِفین کیسے پہچانے جاتے ہیں؟

نیز فرماتے ہیں: جب اَہلِ معرفت سے مذکورہ اَخلاق واَطوار ظاہر ہوتے ہیں تو مسلمان پہچان لیتے ہیں کہ بے شک عام مسلمانوں سے زیادہ **اللہ** پاک کو پہچاننے اور جاننے والے ہیں اور **اللہ** پاک نے بھی اُن کی تعریف یوں ہی فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (پ۲۲، الفاطر: ۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: **اللہ** سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

اور حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: ”اے میرے پَرْوَرْدگار! جو تجھ سے ڈرا نہیں اُس نے علم نہیں پایا۔“ تو وہ معرفت جس کے سبب خاص کو عام پر فضیلت ملتی ہے یہی عظیم معرفت ہے۔ پس جب مذکورہ معاملات کے باعث معرفت عظیم ہوجاتی، قرار پکڑلیتی اور دلوں سے جُڑجاتی ہے تو یقین مضبوط ہوجاتا ہے پھر اُس وقت بندے کے اَخلاق کامل ہوجاتے اور گندگیوں سے طہارت مل جاتی ہے لہٰذا اس

کے طفیل بندہ عظیم مَعرِفت تک پہنچ جاتا ہے کیونکہ وہ **اللہ** پاک کی قدر و عظمت کو بڑا سمجھتا ہے، اس کی مخلوق میں غور و فکر کرتا ہے کہ اُس نے انہیں کیسا تخلیق فرمایا، اُن کو کیسا پختہ بنایا، وہ تقدیروں میں غور کرتا ہے کہ اُس نے اُن کا کیسا زبردست اندازہ رکھا، بناوٹوں کو کیسا مرتب و یکجا کیا، وقتوں کو کیسا مقرر کیا اور اپنے ارادہ و مشیت سے کاموں کی کیسی تدبیر فرمائی۔ تو کوئی ایسا نہیں جو اُسے اپنے ارادے پر عمل سے روک سکے اور ہر شے کا مرتب و سلیقہ سے ہونا اُسی کی مشیت و مرضی سے ہے۔

تعظیمِ الٰہی کا دروازہ:

بعض اہلِ علم نے فرمایا: ”قدرتِ الٰہی میں غور و فکر کرنے سے دل میں تعظیمِ الٰہی کا دروازہ کُھلتا ہے۔“ ایک صاحبِ حکمت شخصیت حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس سے گُزری تو آپ نے ان سے عرض کی: **اللہ** پاک آپ پر رحم فرمائے! مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ فرمایا: میں آپ کو کیا نصیحت کروں، اگر آپ نے **اللہ** پاک کی معرفت حاصل کر لی تو یہ آپ کو ہر کلام سے بے پروا کر دے گی۔

مگر اہلِ معرفت نے اُسے اس راہ نمائی کے لحاظ سے پہچانا کہ جب انہوں نے دن اور رات کے آنے جانے، اس فلک کے چکر، بغیر کسی ستون کے آسمان کی بلندی اور ان سمندروں، دریاؤں کے جاری ہونے میں غور و فکر کیا تو انہوں نے جان لیا کہ ان سب کا کوئی بنانے والا اور تدبیر فرمانے والا ہے جس پر مخلوق کا ذرہ بھر عمل بھی پوشیدہ نہیں تو انہوں نے اُس کی ذات پر راہ نمائی کرنے والی علامتوں کو دیکھ کر اُس کی عبادت کی اور یہاں تک پہنچے گویا اُسے دیکھ رہے ہیں اور **اللہ** پاک عظمت و جلال والے لامکان میں آنکھوں سے اوجھل ہے۔ اس میں دلیل ہے کہ عارفین اُس کی قدر کو بڑا سمجھنے کے سبب زیادہ معرفت اور زیادہ علم والے ہیں کیونکہ وہ اُسی کو بڑا سمجھتے اور اُسی سے ہیبت زدہ ہیں۔

خاص راستہ اور اُس کی تفصیلات:

﴿15223﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الحسن علی بن ہارون بن محمد سمسار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: اے بھائی! جہاں پہنچنے کا تم نے پوچھا ہے وہاں کے راستے میں ہلاکت خیز جنگل اور تباہ کُن منزلیں ہیں۔ تم ان راستوں پر بغیر دلیل کے نہیں چل سکتے اور مسلسل سفر کے بغیر ان کو

طے نہیں کر سکتے اور میں تمہیں ایک راستہ بتاتا ہوں، میں جو اُس کی خوبیاں بیان کرنے لگا ہوں تم انہیں سمجھ لو، اس راہ کے جو اشارے بتانے لگا ہوں ان سے آگاہ ہو جاؤ، جو کہنے اور بیان کرنے لگا ہوں اسے اچھی طرح سُن کر سمجھ لو۔ یاد رکھو کہ تمہارے سامنے جو ویرانہ اور بیابان ہے اگر تمہارے لیے اس میں کوئی سختی ہے تو میں اُس سے تمہیں **اللہ** پاک کی حفاظت میں دیتا اور دُعا کرتا ہوں کہ وہ اس بیابان کو تمہارے لیے بچانے اور باقی رکھنے والا بنا دے کیونکہ اس راستے پر چلنے میں خطرہ بڑا ہے، اس راہ کو طے کرنے والے کے متعلق دیکھا بھالا معاملہ زبردست ہے۔ بے شک اس راہ کے شروع ہی میں تمہیں غیر معینہ مدت تک کسی بدنُما گھاٹی میں دور تک لے جایا جائے گا اور اس میں تم پر بہت زیادہ حملہ ہو گا اور تمہیں اُس کی کمزور کر دینے والی فضا میں بہت زیادہ رکھا جائے گا پھر تمہیں خود سے اور اُس کو تم سے چھٹکارا ملے گا۔ تو اس وقت تم کون ہو گے، تمہارے ساتھ کیا ارادہ ہو گا اور تم سے کیا مطالبہ ہو گا۔ اُس وقت تم ایسی جگہ میں ہو گے جس کا امن خوف ہو گا، جس کی اُنسیت وحشت ہو گی، جس کی روشنی اندھیرا ہو گی، جس کی خوشحالی سختی ہو گی، جس کا ظہور غائب ہو گا، جس کی زندگی موت ہو گی۔ اس میں طلبگار کو کچھ حاصل نہیں ہو گا، اس میں سیدھا جانے والے کے لیے کوئی ضروری کام نہیں ہو گا، اس میں بھاگنے والے کے لیے کوئی نجات نہیں اور اُس کی ابتدائی ملاقاتیں تباہ کُن ہیں، اس کے نئے نئے آغاز مضبوط اور اس کے راہ گزر پر شفقتیں بچھی ہوئی محفوظ ہیں۔ کیونکہ اگر تمہیں اس کی سختیاں چاروں طرف سے گھیر لیں گی تو اُس کی بدیہی چیزیں تم سے سرگوشی کریں گی اور وہ تمہیں ڈبونے کے لیے لے جائے گا اور تمہیں انتہائی بے نشانی کے سمندر میں غرق کر دے گا۔ پس تم اُس کے سب سے نچلے حصے تک پہنچو گے مگر اُس کی انتہائی کا ادراک نہیں کر سکو گے اور نہ ہی اُس غایت کا کوئی ٹھکانا ہے تو پھر تمہارے لیے ان مقامات کے مصائب کو کون ختم کرے گا؟ ان ہلاکت خیزیوں سے تمہیں کون نکالے گا جبکہ تم ہر طرح کی راحت سے بے انتہا مایوس ہو چکے ہو گے اور گہرائیوں در گہرائیوں میں ڈوب کر مسخ ہو چکے ہو گے۔ تم بچ کر رہنا، پھر بچ کر رہنا کیونکہ اس منزل پر پہنچنے والے بہت سوں سے یہ نعمت چھن گئی اور مشقت اٹھانے والوں سے سرگوشی کی جاتی ہے اور وہ بے خبری میں خود کو نقصان پہنچاتا اور جلد بازی میں خود کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔ **اللہ** پاک ہمیں اور تمہیں نجات پانے والوں میں سے بنائے اور ہمیں اور تمہیں اُس مرتبہ سے محروم نہ فرمائے جو اُس نے عارفین

کے لیے خاص کیا ہے۔ اے بھائی! یاد رکھو، میں نے اس بیابان کے بارے میں جو تمہارے سامنے بیان کیا ہے اور تم پر جو بعض اوصاف پیش کیے ہیں یہ اُس علم کی طرف اشارہ ہیں جس کو میں نے پورے طور پر بیان نہیں کیا اور اس کے پورے علم کو ظاہر کرنا بعید ہے، اس بیابان میں ٹھہرا رہنے والا غائب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا تم جتنے احوال جانتے ہو اُس کی تعریف میں لگ جاؤ اور جہاں تک تعریف اور سُوال پہنچتا ہے اور بندہ مقربین اور اُن جیسوں کی طرح پایا جاتا ہے تو یہ سب تیری کامیابی کے لیے تیری کامیابی سے قریب ترین اور تیرے حصے کے لیے تیرے حصے سے زیادہ دور ہے، تم اس میدان کے شہسواروں کا اتفاقی سامنا کرنے، بوقتِ مقابلہ حملوں اور اہلِ مراتب کے کمال کے درپے ہونے سے بچ کر رہنا قبل اس کے کہ تمہاری زندگی ختم ہو پھر تمہیں موت کے بعد زندہ کر کے ایک نئی زندگی دی جائے اور تم بے مثال و منفرِد بن جاؤ۔ یہ سارے اوصاف جو میں نے تم سے بیان کیے ہیں اُس علم کی طرف ایک اشارہ ہیں جس کا میں نے ارادہ کیا۔

بے عمل کی بات بہت کم اثر کرتی ہے:

﴿15224﴾... حضرت سَیِّدُنا علی بن ہارون بن محمد رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے ہمیں وہ خط پڑھ کر سنایا جو آپ نے اپنے ایک دوست کو لکھا تھا، آپ نے تحریر فرمایا تھا: **اللہ** پاک آپ سے راضی ہو، جان لیجیے کہ آپ نے اُس کے قریب ہونا ہے جس کی طرف اہلِ ارادت کے دلوں کو بلایا جاتا ہے اور جس کے ذریعے اہلِ غفلت کے دلوں کو تنبیہ کی جاتی ہے اور جس سے پیچھے رہنے والوں کو روک دیا جاتا ہے یعنی وہ سارے اَقوال کہ افعال کے ذریعے اُن کی پیروی کی جاتی ہو۔ اے میرے بھائی! کیا یہ اچھا ہے کہ کوئی بلانے والا ایسے کام کی دعوت دے جس کی علامت اُس پر نظر نہ آئے اور اُس کام کی زینت اور نشانیاں اُس سے ظاہر نہ ہوں اور اس کا کہنے والا خود مضبوطی کے ساتھ اس پر عمل پیرا نہ ہو حالانکہ ہر لحاظ سے عمل اُس قول کے لائق ہو۔ وہ شخص جھوٹا ہے جو دوسروں کو دنیا سے بے رغبتی کی طرف بلائے اور خود اُس پر دنیا کی رغبت چھائی ہوئی ہو، اُسے حکم دنیا چھوڑنے کا ہو مگر وہ دنیا حاصل کرنے والا ہو، اسے حکم زیادہ عمل کرنے کا ہو مگر وہ کوتاہی کرنے والا ہو، اسے انتہائی کوشش پر ابھارا گیا ہو مگر وہ ایسی کوشش کرنے والا نہ ہو۔ ایسی صورتِ حال میں سننے والے بہت کم اُس کی بات قبول کریں گے، اُس کا عمل دیکھ کر لوگوں کے دل اُس سے نفرت کرنے

والے ہو جائیں گے، یہ ایسے شخص کے لیے حجت و دلیل بنے گا جو اپنی خواہش کی پیروی میں تاویلوں کا سہارا لیتا ہو اور یہ اُس کے راستے کو آسان بنانے والا ہو گا جو اپنی آخرت کو اپنی دنیا پر ترجیح دیتا ہے۔ کیا آپ نے اللہ پاک کا فرمان نہیں سنا کہ اُس نے اپنے نبی حضرت سیِّدُنا شعیب عَلَیْہِ السَّلَام کی تعریف فرمائی اور وہ شیخ الانبیا اور عظیم رسولوں، ولیوں میں سے ایک باعظمت ہستی ہیں، ان کا قول ہے:

وَمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُؕ (پ۱۲، ھود: ۸۸)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کا خلاف کرنے لگوں۔

اور اللہ کریم کا ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے متعلق فرمان ہے:

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِۚ (پ۲۲، السبا: ۴۷)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ میں نے تم سے اس پر کچھ اجر مانگا ہو تو وہ تمہیں کو میرا اجر تو اللہ ہی پر ہے۔

اور لوگوں کو اُس کی طرف بلانے کے لیے اللہ پاک نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یوں حکم دیا ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُؕ (پ۱۴، النحل: ۱۲۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔

تو یہ ہے حضرات انبیا و رسل اور اُس کے دوستوں کا مبارک طریقہ اور سیرت۔

علم و معرفت والا باعمل ہو:

اے میرے بھائی! جس بندے کو اللہ پاک نے اپنے علم اور اپنی مَعْرِفت سے نوازا ہو اُس پر لازم ہے کہ اپنے احوال کے واجبات کو پورا کرنے کے لیے عمل کرے اور پہلے اپنے فعل سے اپنے قول کو اللہ پاک کے حضور سچا کرے پھر اس کے ذریعے اپنی پیروی کرنے والے سے قبولیت حاصل کرے۔ اے میرے بھائی! یاد رکھ بلاشبہ اللہ پاک کی مخلوق کی بہت ساری خصوصیات ہیں، اللہ پاک نے اُن کے دلوں میں اپنے محفوظ راز رکھے اور اُن پر اپنے حکم کی عظیم پیروی کو ظاہر فرمایا، تو وہ اپنے پاس رکھی گئی امانت کی حفاظت کرتے ہیں اور اللہ پاک نے اُن پر جو احسان فرمایا ہے اُس کی شاندار قدر کے ساتھ اُس کے عالم اور عارف ہوتے ہیں۔ اللہ

پاک نے جو اُن کے لیے خاص فرمایا اُس کے لیے وہ اُن کے ذہنوں کو کھول دیتا اور اپنی جانب سے جس فہم لطیف کا ارادہ فرماتا ہے اُن کی سمجھ بوجھ کو اُس کے قریب کر دیتا اور اُن کے خیالات کو اپنی عزت والی بادشاہی یعنی عالَمِ غیب کی طرف بلندی عطا فرماتا اور اُن کی محبت کے سبب جائے پناہ کی طرف لے جا کر انہیں بلند مقام کے قریب کر لیتا اور اُن کے دلوں کو محض اپنے ذکر کے لیے الگ فرمالیتا ہے۔ چنانچہ یہ حضرات اُس کے ہاں قریب ترین مقام میں پہنچ جاتے اور اُس کی عطا سے اُس کی جانب متوجہ ہونے والوں کے بلند ترین رُتبے پر فائز ہو جاتے ہیں۔ یہ جب بولتے ہیں تو اُسی کی باتیں کرتے اور جب چُپ ہوتے ہیں تو اُس کے ساتھ وقارِ علم کی بدولت خاموش رہتے ہیں اور جب فیصلہ کرتے ہیں تو اللہ پاک نے جو اُن کے لیے فیصلہ فرمایا اُسی کے مطابق کرتے ہیں۔ اے میرے بھائی! اللہ پاک ہمیں اُن خوش نصیبوں میں شامل کرے جن پر اُس علم کے ذریعے فضل فرمایا، انہیں معرفت سے نوازا، بلند رُتبے کے ساتھ خاص کیا، کامل ترین اطاعت میں لگایا اور اُن کے لے دنیا و آخرت کی بھلائیاں جمع فرمادیں۔

حکمت کس چیز سے روکتی ہے؟

﴿15225﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابوالقاسم جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا کہ حکمت کس چیز سے روکتی ہے؟ تو فرمایا: حکمت ہر اس چیز سے روکتی ہے جس سے معذرت کرنی پڑے اور ہر اس چیز سے منع کرتی ہے جس کا علم تم سے غائب ہو اور اُسے دل میں لانا تمہیں شرمندہ کرے۔ پوچھنے والے نے آپ سے عرض کی: اور حکمت کس چیز کا حکم دیتی ہے؟ آپ نے فرمایا: حکمت ہر اُس شے کا حکم دیتی ہے باقی رہنے کے بعد بھی جس کے اثر کی تعریف کی جائے اور تمام لوگوں کے نزدیک اُس کی خبر خوشگوار رہے اور انجام کے لحاظ سے اُس کی تکلیف سے بے خوفی رہے۔ اس نے عرض کی: کون اس کا حق دار ہے کہ اُسے صاحبِ حکمت کہا جائے؟ فرمایا: وہ شخص کہ جس کی تعریف میں تھوڑی سی بات کہی جائے یا معمولی سا اشارہ ہی کیا جائے تو وہ فوراً اس کی انتہا و غایت تک پہنچ جائے اور وہ شخص کہ اس میں سے جو چاہے اُس کے لیے ناممکن نہ ہو کیونکہ یہ سب اُس کے سامنے ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔ عرض کی گئی: حکمت کس کے ساتھ اُنسیت پاتی، خوش ہوتی اور پناہ لیتی ہے؟ فرمایا: وہ جس کی خواہشات ہر شے سے دور ہو چکی ہوں، جس کے

مطالبے حاجتوں میں فضل سے جدا ہو چکے ہوں، جس کی حرکات اور خیالات اپنے ربِّ کریم کی ذات میں یکجا ہو چکے ہوں اور جس کے منافع اپنے زمانے کے تمام لوگوں کے لیے عام ہو چکے ہوں۔

نفس کے مطالبات نہ ماننے والے:

﴿15226﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن یعقوب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا ابو القاسم جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: بے شک **اللہ** پاک کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کے بدن تو دنیا کے ساتھ ہیں مگر وہ اپنی قسموں کی پختگی کے لحاظ سے دنیا سے جدا ہیں۔ عِلْمُ الْیَقِین انہیں اس چیز کی طرف بلند کرتا ہے جس کی طرف وہ جاتے، جہاں ٹھہرتے اور لوٹ کر اسی کی طرف آتے ہیں۔ وہ برائی کا حکم دینے والے، ہلاکت کی طرف بلانے والے، دشمنوں کے مددگار، خواہش کی پیروی میں لگانے والے، بلا میں مبتلا کرنے والے اور برائیوں کے کنارے پر پہنچانے والے نفس کے مطالبے سے بھاگتے اور قرآن پاک کی وہ محکم باتیں قبول کرتے ہیں جن میں کسی تاویل کا احتمال نہیں کیونکہ وہ یہ فرمانِ الٰہی سنتے ہیں:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْۚ (پ۹، الانفال: ۲۴)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو **اللہ** اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

پھر دعوتِ الٰہی کی یہ لذت ان کی فہم و فراست پر دستک دیتی ہے تاکہ اچھے برے کی تمیز کو اچھی طرح دیکھ لیں اور وہ ایسی ہوا کے ساتھ سانس لیتے ہیں جسے ہر طرح کی مخفی گندگیوں سے پاک سمجھ بوجھ ان تک پہنچاتی ہے، یہ دارِ فنا یعنی دنیا میں بقائے روحانی کی محبت ہے۔ لہٰذا وہ اس محبت کی نگہبانی کرنے والوں کے دلوں کو مشغول کرنے والے تعلقات کو جلد ختم کرتے اور اعمال بجالانے کے لیے خود کو اچانک پیش کرتے ہیں، مشقت کے کڑوے گھونٹ بھرتے اور **اللہ** پاک کے معاملے میں سچے ثابت ہوتے ہیں، اس کی جانب توجہ میں ادب کو بہتر بناتے اور ان پر مصائب ہلکے پڑ جاتے ہیں، اپنی طلب کی قدر پہچان لیتے، اپنے اوقات اور اعضاء کی سلامتی کو غنیمت جانتے، نفسانی خواہشات کو مار دیتے اور اپنے خیالات کو قید کر لیتے ہیں تاکہ اپنے مالک کے علاوہ کسی اور کی یاد میں تباہ نہ ہوں، اپنے دلوں کو غفلت کے مقامات میں جھانکنے سے محفوظ رکھتے اور ان معاملات پر

قائم رہتے ہیں کیونکہ ان کا نگہبان وہ ہے جس کے لئے خشکی وتری میں ایک ذرہ بھی چھپا ہوا نہیں اور جس کے علم نے ہر شے کو گھیر رکھا ہے اور اُسے ہر شے کی خبر ہے۔ الغرض! یہ نفوس مَشَقّت کے بعد چلنے لگے اور کسی کو نقصان پہنچائے بغیر اپنے جیسوں سے آگے بڑھنے میں مقابلہ کرنے لگے، یہ وہ نُفُوسِ قُدسیہ ہیں جنہیں ان کا مالک سنبھالتا، ان کا پیدا کرنے والا ان کی حفاظت فرماتا اور انہیں کافی ہونے والا ہی ان کی نگہبانی کرتا ہے۔

اللہ والوں کے احوال و کیفیات:

اے میرے بھائی! اگر تو صاحِبِ بصیرت ہے تو سمجھ کہ بوقت مُناجات ان پر کیا وارد ہوتا ہے اور پیش آمدہ حاجات سے انہیں کیا حاصل ہوتا ہے۔ تو اجسام میں بے چین ایسی روحوں کو دیکھے گا جن کو خوف و خشیت نے پُرانا کر دیا، عبادت نے انہیں جھکا دیا، حیا نے انہیں اپنا لباس پہنا دیا، قُرب نے انہیں جوڑ دیا، وقار نے انہیں آباد کر دیا، ڈر نے اُن سے باتیں کیں، خلوت ان کی مونس و غمخوار ہے، فکر اُن کی باتیں ہیں، ذکر اُن کی پہچان ہے، اُن کی مصروفیت و مشغولیت **اللہ** پاک سے جُڑی ہوئی اور اُس کے علاوہ سے کٹی ہوئی ہے، نہ کسی اگلے سے ملتے ہیں اور نہ ہی کسی روانہ ہونے والے کے پیچھے چلتے ہیں، اُن کی غذا بھوک پیاس، راحت توکل، خزانہ **اللہ** پاک پر بھروسا، آلہ اعتماد، دوا صبر اور ان کا ساتھی رِضا ہے۔ یہ ایسے نُفُوسِ قُدسیہ ہیں جو حُقُوق کی ادائیگی میں پیش پیش رہتے ہیں، وہ عُمدہ ترین خزانہ علم کے لیے بلندی پر فائز ہیں اور انہیں آزمائشوں کے بوجھ سے بچا لیا جاتا ہے۔

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

لَا یَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَ تَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُؕ هٰذَا یَوْمُكُمُ الَّذِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۝ (پ۱۷، الانبیاء: ۱۰۳)

ترجمۂ کنز الایمان: انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

اور اسی کا فرمان عالیشان ہے:

نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِۚ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْۤ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَؕ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ

ترجمۂ کنز الایمان: ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے اس میں جو مانگو مہمانی بخشنے والے

رَّحِیْمٌ ﴿۳۲﴾ (پ۲۴، حم السجدۃ:۳۱،۳۲) مہربان کی طرف سے۔

علما کی قدر گھٹانے والی شے:

﴿15227﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: "بارگاہِ الٰہی میں عُلَما کی سب سے زیادہ قدر گھٹانے والی شے یہ ہے کہ اُن کے دلوں میں علم کے ساتھ لالچ گھر بنالے۔" یہ بھی فرماتے سنا کہ "طاقت و قوت کو خَرچ کرنا ہر باطنی دروازے اور ہر عُمدہ علم کو کھولتا ہے۔"

﴿15228﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اگر یہ روایت نہ ہوتی کہ آخری زمانے میں قوم کا سردار اُن کا گھٹیا ترین آدمی ہوگا تو میں تمہاری مَذَمَّت نہ کرتا۔

قناعت کیا ہے؟

﴿15229﴾... حضرت سیِّدُنا عثمان بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے: ہمارے ایک ساتھی نے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: قناعت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: فی الوقت جو کچھ تمہارے پاس ہے تمہارا ارادہ اُس سے تجاوز نہ کرے۔

﴿15230﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن حُرَیش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے کہ ایک بار جب حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ فرمایا: "اگر کرم کی نظر ظاہر ہوتی ہے تو وہ بُرے کو احسان کرنے والے سے ملادیتی ہے۔" تو حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے عَرْض کی: وہ کب ظاہر ہوگی؟ یہ سُن کر حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: وہ ظاہر ہے، **اللہ** پاک نے فرمار کھا ہے: سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ یعنی میری رحمت میرے غضب پر حاوی ہے۔

﴿15231﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: جس علم کے ساتھ میں گفتگو کرتا ہوں اگر یہ میری طرف سے ہوتا تو ضرور فنا ہو جاتا مگر یہ حق کی طرف سے ظاہر ہوا اور حق کی طرف ہی لوٹ جائے گا اور میرے دل میں بارہا آتا ہے کہ بے شک قوم کا سردار اُن میں سے گھٹیا ترین شخص ہے۔

بوقتِ وصال تلاوتِ قرآن:

﴿15232﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر عطوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے انتقال کے وقت حاضر تھا، آپ نے قرآن پاک کا ختم فرمایا، پھر سورۂ بقرہ سے دوبارہ پڑھنا شروع کر دیا، ابھی 70 آیاتِ مبارکہ ہی تلاوت کی تھیں کہ آپ کا وِصال ہو گیا۔ **اللہ** پاک آپ پر رحمت فرمائے۔(اٰمین)

جس کو فرشتے بھی نہیں جانتے:

﴿15233﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الحسن علی بن برہان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا جعفر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا ابو القاسم جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: **اللہ** پاک آپ کو عزت سے نوازے، آپ ذِکرِ خفی کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ اور وہ کیا ہے جسے محافظ فرشتے بھی نہیں جانتے؟ اور اعلانیہ عمل سے پوشیدہ عمل 70 دَرَجے کیسے بڑھ جاتا ہے؟ تو آپ نے انہیں یہ جواب دیا: **اللہ** پاک ہمیں اور تمہیں سب سے زیادہ راہ نُمائی کرنے والے اُمور اور اُس کے قریب ترین اُمور کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اور تمہیں سب سے زیادہ رضا والے اور اُس کے پسندیدہ ترین کاموں میں لگا دے اور ہمارا اور تمہارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ جہاں تک اُس ذکر کا تعلق ہے جسے **اللہ** پاک اپنے علم کے ساتھ خاص فرماتا اور اپنے سوا کسی کو آگاہ ہی نہیں دیتا تو یہ وہ ہے جس کا دل اعتقاد رکھتے ہیں اور اُسے ایسے چھپاتے ہیں کہ زبان اور اعضاء اُسے بیان نہیں کرتے جیسے **اللہ** پاک کی ہیبت و جلال، **اللہ** پاک کی عظمت، **اللہ** پاک کی بزرگی اور **اللہ** پاک کے ڈرنے کا اعتقاد دل میں رکھنا۔ یہ ساری چیزیں وہ ہیں جو بندے اور اُس کے رب کے مابین ہوتی ہیں جن کو غیب جاننے والے کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے اور اس پر دلیل **اللہ** پاک کا یہ فرمان ہے:

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿۶۹﴾ (پ۲۰، القصص:۶۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں چُھپا ہے اور جو ظاہر کرتے ہیں۔

اور اِس آیت سے ملتی جلتی تمام آیات بھی اس پر دلیل ہیں اور یہ چیزیں جن کے ساتھ **اللہ** پاک نے اپنی تعریف فرمائی یہ سب اُس اکیلے ربِّ کریم کے لیے ہیں اور جہاں تک تعلق ہے اُس کا جسے محافظ فرشتے جانتے ہیں تو وہ وہی ہے جس پر وہ مامور ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ (پ۲۶، ق:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔

نیز اللہ پاک فرماتا ہے:

كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ﴿۱۱﴾ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ (پ۳۰، الانفطار:۱۱، ۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: معزز لکھنے والے کہ جانتے ہیں جو کچھ تم کرو۔

تو یہ ہے وہ جس پر محافظ فرشتے کی ڈیوٹی ہے، وہ جس کا تلفظ کیا جائے اور جس کا ظہور زبان سے ہو، وہ جسے بندے ظاہر کرتے اور بجالاتے ہیں، وہ کہ سعی و کوشش جس کو ظاہر کر دے اور دل جسے چھپائیں، جو اعضاء پر ظاہر نہ ہو اور دل اس کا اعتقاد رکھیں تو اُسے صرف اللہ پاک جانتا ہے اور وہ تمام اعمال جن پر دل پابند ہیں اور وہ پوشیدگی سے تجاوز نہیں کرتے سب اِس میں داخل ہیں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَم یعنی اور اللہ پاک بہتر جانتا ہے۔

پوشیدہ عمل کے 70 درجے بڑھنے کی وجہ:

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مزید فرمایا: اور وہ جو روایت کیا گیا ہے کہ علانیہ عمل سے پوشیدہ عمل افضل ہے اور یہ کہ علانیہ عمل سے پوشیدہ عمل 70 درجے بڑھ کر ہے تو اِسے اللہ پاک ہی بہتر جانتا ہے کیونکہ جس نے اللہ پاک کے لیے کوئی عمل کر کے اُسے چھپایا تو اُس نے یہ چاہا کہ میرا یہ عمل صرف اللہ پاک کے علم میں رہے اور اُس کا معنی یہ ہو گا کہ وہ اپنے عمل میں اللہ پاک کے علم کے ذریعے غَیْرُ اللہ کے علم سے مستغنی ہو گا اور جب دل اللہ پاک کے علم کے ساتھ مستغنی ہو جاتا ہے تو عمل کو خالص کر لیتا ہے اور وہ کسی اور کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ پھر جب اللہ پاک بندے کے صرف اپنی جانب قصد کو ملاحظہ فرماتا اور بندہ اُس کے سوا کسی اور کے سامنے اپنا عمل ذکر نہیں کرتا تو اللہ پاک اُس عمل کو اپنے اُن مخلص و نیک بندوں کے اعمال میں درج فرما دیتا ہے جو ہر ایک کو چھوڑ کر اللہ کریم کو ہی ترجیح دیتے ہیں اور اللہ پاک بندے کی سچائی کو ملاحظہ فرما کر اس کا اجر اُس عمل سے 70 درجے بڑھا دیتا ہے جو اس مقام تک نہیں پہنچتا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَم یعنی اور اللہ پاک ہی بہتر جانتا ہے۔

خاک سے اُٹھا کر بلند مقام پر فائز کیا جانا:

﴿15234﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن ہارون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے

حضرت سیِّدُنا ابو العباس دینوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو اس مضمون کا خط لکھا: جسے حق تعالیٰ صرف اپنی یاد کے لیے خالص کرلے اور چُن لے تو وہ اُس کا منتخب، عزت و تعلق والا دوست ہو جاتا ہے، وہ اُسے حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے نوادرات سے نوازتا، اُسے مزید اپنا قُرب بخشتا، سرگوشی کے چشموں میں ثابت قدم رکھتا، دوستی و انتخاب کے لیے جگہ دیتا، منتہائے مقصود تک بلند کرتا اور انتہائی بلندی تک پہنچا دیتا ہے، اُسے خاک سے اٹھا کر رُشد و ہدایت کے مقامات، نیک و متقی لوگوں کے دَرَجات اور اولیائے کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کی منازل پر فائز کر دیتا ہے۔ پس وہ ہر لحاظ سے دُرُست ہو جاتا ہے اور اُسے قدرت و اختیار پر غلبہ دیا جاتا ہے، وہ **اللہ** پاک کے بتانے سے باخبر اور علم والا ہو جاتا ہے، غلبہ و قوت کے ساتھ حکم چلاتا، طلب گاروں کی **اللہ** پاک کی طرف راہ نمائی کے لیے ذمہ داری نبھاتا اور انہیں ہمیشہ فوائد و منافع اور بھلائیاں پہنچاتا ہے، عوام میں سے جو راہ نُما اُس کے لیے مامور ہیں وہ ان کے ساتھ گزارا کرتا ہے اور یہ اُن باعظمت و با احترام اکابر راہ نماؤں اور سفیروں کا پیشوا ہوتا ہے جن کو **اللہ** پاک نے دین کے لیے ستون اور زمین کے لیے پہاڑ بنایا ہے۔ **اللہ** پاک ہمیں اور آپ کو اپنے ہاں اُن رفیع القدر اور مقامِ عزت پر فائز لوگوں میں سے بنائے، بے شک میرا ربّ قریب ہے سننے والا ہے۔

﴾15235﴿... حضرت سیِّدُنا احمد بن جعفر بن ہانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو القاسم جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اِس آیت مبارکہ:

لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ﴿۷۶﴾ (پ۷، الانعام: ۷۶) ترجمۂ کنز الایمان: مجھے خوش نہیں آتے ڈوبنے والے۔

کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا: مطلب یہ ہے کہ "جو میرے اور میرے دل سے غائب ہو جائے وہ مجھے خوش نہیں آتا۔" اور اس میں یہ دلیل ہے کہ بے شک میں اُسے چاہتا ہوں جس کی طرف ہمیشہ دیکھتا رہوں اور اُسے جانتا رہوں یہاں تک کہ وہ بغیر مفقود ہوئے موجود ہو اور یوں ہی ہماری رائے یہ ہے کہ محبین پر سب سے سخت شے یہ ہے کہ اُن کا محبوب اُن سے غائب ہو اور وہ اپنے مشاہدہ فرمانے والے کو نہ پائیں۔

قوتِ یقین میں قوتِ سچائی:

﴾15236﴿... حضرت سیِّدُنا احمد بن جعفر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ایمان کے متعلق پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ فرمایا: ایمان تصدیق، یقین اور آنکھوں سے غائب شے کے حقیقی

علم کا نام ہے کیونکہ جو مجھ سے غائب ہے مجھے اُس کی خبر دینے والا اگر میرے نزدیک سچا ہے تو اُس کے سچا ہونے میں مجھے کوئی شُبہ اور شک پیش نہیں آئے گا اور جس شے کی خبر دی گئی ہے اگر میرے لیے اُس کا علم ثابت ہو گیا تو مجھ پر اُس خبر دینے والے کی تصدیق لازم ہو گی اور اس کی حقیقت کی مزید پختگی سے ہے کہ میرے نزدیک سچے کی تصدیق مجھ پر یہ واجب کرتی ہے مجھے اُس نے جس کی خبر دی ہے وہ ایسی ہو جائے گویا میں اُسے دیکھ رہا ہوں اور یہ تصدیق میں اور اُس قوتِ یقین میں قوتِ سچائی کی صفت ہے جو نام ایمان کو لازم کرتی ہے۔ چنانچہ

مروی ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا: ''اُعْبُدِ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ یعنی **اللہ** پاک کی عبادت ایسے کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو پھر اگر تم اُسے نہیں دیکھ رہے تو بے شک وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔''[1] یہاں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُس شخص کو دو حالتوں کا فرمایا جن میں ایک دوسری سے قوی ہے کیونکہ گویا میں کسی شے کو قوتِ علم اور اُس کی حقیقی تصدیق کے ساتھ دیکھوں تو یہ اس سے زیادہ قوی ہے کہ میں یہ علم رکھوں کہ وہ مجھے دیکھ رہی ہے اگرچہ میرا یہ جاننا کہ وہ مجھے دیکھ رہی ہے یہ تصدیق کو لازم کرنے والی حقیقتِ علم ہے۔ اور پہلا معنٰی زیادہ بہتر اور زیادہ قوی ہے اور ایک کو دوسرے پر مقدم کرنے میں فضل اس کا ساتھ دیتا ہے۔

ایمان کی علامت:

حضرت سیِّدُنا احمد بن جعفر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے ایمان کی علامت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ایمان کی علامت یہ ہے کہ جس پر ایمان لائے اُس کی اطاعت کرنا، اُس کی رضا و چاہت کے مطابق عمل کرنا اور اُس کے علاوہ ختم ہو جانے والی کسی شے میں مشغولیت ترک کر دینا۔ یہاں تک کہ میں اُس کی طرف متوجہ ہو جاؤں، اُس کی موافقت کو ترجیح دوں اور اُس کی رضا والے کاموں کی تلاش و طلب میں رہوں کیونکہ ایمان کی حقیقی علامت کی صفت یہی ہے کہ اُس کے سوا کسی کو ترجیح نہ دی جائے، اُس کے علاوہ کسی چیز میں مشغول نہ ہوا جائے حتّٰی کہ میں جس پر ایمان لایا ہوں اور جس کی میں نے پہچان حاصل کی ہے وہ میرے راز پر تصرف کرنے والا اور اپنے حکم کے مطابق میرے اعضا کو حرکت دینے والا

[1] ...مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان... الخ، ص ۳۳، حدیث: ۹۳

ہو جائے۔ تو اب اعتدال کے ساتھ، ہر خواہش کی مخالفت اور دشمنوں کی دعوت سے کنارہ کشی کرتے ہوئے، دنیاوی چیزوں کو چھوڑتے اور بہتر کی طرف متوجہ ہوتے ہوتے ہوئے اللہ پاک کی اطاعت واقع ہو گی۔

مزید فرماتے ہیں: یہ بعض شواہد اور علامات ہیں جن کے متعلق میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ سے پوچھا اور سب کی تفصیل بیان کرنا بہت طویل ہو جائے گی۔ نیز میں نے اُن سے یہ بھی پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ تو فرمایا: اس سوال کی کوئی خاص حقیقت و معنی نہیں کہ اضافی علم سے خبر دی جائے۔ وہ یہی ہے کہ محض اللہ پاک پر ایمان رکھا جائے اور دلوں میں صرف اُسی کی حقیقت ہو۔ وہ یہی ہے کہ دل میں اللہ پاک کو جاننے اور اُس کی تصدیق سے جو قرار پکڑے اور تمام آسمانوں اور زمین میں سے جس کی اُس نے خبر دی ہے وہ یقین کے ساتھ ثابت ہو جائے، پھر اگر میں اُس کا مشاہدہ نہ کروں تو صدق کے لیے صدق اور یقین کے لیے یقین کیسے روا ہو گا؟ صدق تو دل کا فعل ہے اور یقین وہ علم ہے جو میرے نزدیک قرار پکڑ جائے تو کیسے روا ہو گا کہ میرا فعل واقع ہو اور فاعل میں ہی ہوں، میرا علم جانے اور عالم میں ہی ہوں اور ابتدا کے بارے میں سوال درست نہیں، اگر ایمان کے لیے بھی ایمان کا ہونا اور تصدیق کے لیے تصدیق کا ہونا روا ہو تو پھر یہ لگاتار ہوتا رہے گا اور بار بار ہو کر ایسی انتہا کو پہنچے گا جو گنتی میں بہت زیادہ ہو جائے گی، پھر یہ بھی ہو گا کہ جس طرح مجھے اپنے ایمان اور تصدیق کا ثواب ملا یوں ہی مجھے میرے ایمان کے ایمان کا ثواب اور میری تصدیق کی تصدیق کی جزا ملے اور اگر میں اس کے واجب ہونے کے متعلق بات کا احاطہ کروں لکھنے میں اس کی گنجائش نہ رہے اور گفتگو بڑی طویل ہو جائے۔ جو بیان کیا یہ مختصر جواب ہے۔

آفتوں کا علم زیادہ تو آفتیں بھی زیادہ:

﴿15237﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگوں میں سے جو آفات کا زیادہ علم رکھتا ہے اُس کی بلائیں اور آفتیں بھی زیادہ ہوتی ہیں۔

﴿15238﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر خُلدی رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ کے ساتھ جا رہا تھا کہ حضرت سیِّدُنا شیخ شِبلی رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ کی آپ سے ملاقات ہو گئی، انہوں نے آپ سے کہا: اے ابو القاسم! تعریف، علم اور وُجود کے اعتبار سے جسے حق تعالیٰ کافی ہو گیا آپ اُس کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ تو

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کہا: اے ابو بکر! آپ اور اس طبقہ کے اکابر کے سامنے بلند رُتبہ الوہیت اور عظیم ربوبیت ہے، پہلے طبقے میں ایک ہزار طبقات ہیں جس میں سے یہ بھی ہے کہ نام مٹ جائے۔

جو جس کام کے لئے پیدا ہوا وہ کام۔۔۔!

﴿15239﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس کا گمان ہو کہ وہ طاقت و قوت خرچ کرکے پہنچ جائے گا وہ مرد ہو کر کنارہ کشی کرنے والا ہے اور جس کا گمان ہو کہ وہ بغیر طاقت و قوت صَرف کئے پہنچ جائے گا وہ تمنا کرنے والا ہے جبکہ سیکھنے والا حقیقت کا علم حاصل کرتا ہے تو **اللہ** پاک اُسے ہدایت تک پہنچا دیتا ہے۔ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ یعنی ہر ایک کے لیے وہ کام آسان کر دیا جاتا ہے جس کے لیے اُسے پیدا کیا گیا ہے۔[1]

﴿15240﴾... حضرت سیِّدُنا ابو القاسم مُطَرِّز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کسی شے کے بارے میں کلام کر رہا تھا، آپ نے اُس سے فرمایا: اپنے گناہ سے ڈرنے اور اِرتکاب کے بعد اُس پر شرمندگی کے باوجود اپنے نفس سے ناامید مت ہو جانا (یعنی توبہ کے باوجود نفس کے حملے سے بے خوف نہیں ہونا)۔

کل توکل حقیقت تھا، آج نشان ہے:

﴿15241﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الحسن مُحَلِّی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: پہلے توکل ایک حقیقت تھی اور آج یہ ایک علامت و نشان بن کر رہ گیا ہے۔

﴿15242﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد خوّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: 20سال ہو گئے میں نے جس سے بھی کسی حق کی خاطر مقابلہ کیا تو وہ میری طرف لوٹ آیا۔

اور فرماتے ہیں: اگر تمہیں کوئی حق پر صبر کرنے والا ملے تو اُس سے جُڑے رہنا۔ حضرت سیِّدُنا ابو محمد خوّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے عَرض کی: ایسا کہاں سے ملے گا؟ فرمایا: آپ کوئی ایسا ڈھونڈ دیں جو مجھ سے حق سن کر صبر کرے اور اُس کے درپے نہ ہو۔

﴿15243﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر چشمِ کَرَم ظاہر ہو گئی تو گناہ گاروں کو

[1] ...بخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ: ولقد یسرنا القران للذکر، ۴/۵۹۴، حدیث: ۷۵۵۱

نیکوکاروں سے ملادے گی اور عمل والوں کے اعمال اُن کے لیے ایک اضافی چیز رہ جائیں گے۔

﴾15244﴿... حضرت سیِّدُنا ابو محمد مُرتَعِش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: اہلِ خُراسان میں سے میرے ایک سمجھدار دوست نے مجھے اس مضمون کا خط لکھا: اے میرے بھائی ابو القاسم! یاد رکھئے کہ عقلمندوں کی عقلوں کی جب انتہا ہوتی ہے تو کسی حیرت پر ہی ہوتی ہے۔

سب سے زیادہ نقصان دہ:

﴾15245﴿... حضرت سیِّدُنا ابو القاسم مُطَرِّز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: راہِ طریقت والوں کو سب سے زیادہ نقصان دعوے پہنچاتے ہیں۔

﴾15246﴿... حضرت سیِّدُنا عباس بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: تم پر ہمت کی حفاظت لازم ہے کیونکہ ہمت کا محفوظ ہونا اشیاء کا نُقطہ آغاز ہے۔

﴾15247﴿... حضرت سیِّدُنا عباس بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: مُروّت دوستوں کی غلطیوں کو برداشت کرنا ہے۔

﴾15248﴿... حضرت سیِّدُنا علی بن ہارون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے رُوَیم نامی شخص کو عُہدہ قضا قبول کرنے کے بعد دیکھا تو فرمایا: جو کسی ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہے جس نے 20 سال سے اپنے دل میں دُنیا کی محبت چھپا کر رکھی ہوئی تھی تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔

﴾15249﴿... حضرت سیِّدُنا علی بن ہارون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے ایک رفیق نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے متعلق یہ بتایا کہ ایک بار میرے پاس ایک سائل آکر کھڑا ہوا، میں نے اُس سے پوچھ گچھ کی تو وہ بولا: مجھے میرے ایک عمل نے اس پر اُبھارا ہے۔ یہ سن کر وہاں موجود حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: نہیں بلکہ تیری ذات میں **اللہ** پاک کے عمل و تاثیر کا تجھ سے اُس نعمت پر شکر کا تقاضا ہے جو اُس نے تیرے اندر رکھی ہے۔

﴾15250﴿... حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن احمد مُفِید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کے شاگردوں نے آپ سے پوچھا: استادِ محترم! یہ بتائیے

کہ اللہ پاک اپنے بندے پر کب خاص توجہ فرماتا ہے؟ یہ سن کر آپ نے اُن سے توجہ ہٹالی اور انہیں جواب نہ دیا مگر شاگرد آپ سے ضد کرنے لگے، آپ چونکہ بڑے ظریف انسان تھے اور نہیں چاہتے تھے کہ آپ کا جواب کسی کو بُرا لگے۔ چنانچہ آپ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: کتنے تعجب کی بات ہے کہ بندہ دل کو حاضر کیے بغیر اپنے ربِّ کریم کے حضور کھڑا ہو اور محض اس کھڑے ہونے کے عوض توجہ کا تقاضا کرے۔

﴿15251﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن سعید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بتایا کہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے شکر کی حقیقت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: اللہ پاک کی کسی بھی نعمت سے اُس کی نافرمانیوں پر مدد نہ لی جائے۔

گفتگو کا تقویٰ زیادہ سخت ہے:

﴿15252﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: گفتگو میں تقویٰ و پرہیز گاری کا ہونا عملی تقویٰ و پرہیز گاری سے زیادہ سخت ہے۔ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے سُسرالی رشتہ دار ابو بکر کہتے ہیں کہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک بار یہ شعر سنایا:

تَحَمَّلْ عَظِيْمَ الْجُرْمِ مِمَّنْ تُحِبُّهُ　　　وَاِنْ كُنْتَ مَظْلُوْمًا فَقُلْ اَنَا ظَالِمٌ

ترجمہ: جس سے محبت کرتے ہو اُس کی بڑی غلطی بھی برداشت کرو اور اگرچہ تم پر ظلم ہوا ہو پھر بھی کہو: میں ظالم ہوں۔

آپ نے یہ اشعار بھی سنائے:

اُنَاسٌ اَمَنَّاهُمْ فَنَمُّوْا حَدِيْثَنَا　　　فَلَمَّا كَتَمْنَا السِّرَّ عَنْهُمْ تَقَوَّلُوْا

وَلَمْ يَحْفَظُوا الْوُدَّ الَّذِيْ كَانَ بَيْنَنَا　　　وَلَا حِيْنَ هَمُّوْا بِالْقَطِيْعَةِ اَجْمَلُوْا

ترجمہ: (1)... کچھ لوگوں کو ہم نے ذمہ دار بنایا تو انہوں نے ہماری باتیں ظاہر کر دیں، پھر جب ہم نے اُن سے راز کو چھپایا تو وہ الزام تراشیوں پر اُتر آئے۔ (2)... انہوں نے باہمی پیار و محبت کی حفاظت نہیں کی اور نہ ہی تعلق توڑنے کا ارادہ کرتے وقت اچھا انداز اپنایا۔

اپنے نفس سے کبھی مانوس مت ہونا:

﴿15253﴾... حضرت سیِّدُنا ابو القاسم مُطَرِّز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: اپنے نفس سے مانوس مت ہونا اگرچہ یہ اللہ پاک کی اطاعت میں ہمیشہ تمہارا ساتھ دے۔

علم کے نور اور برکتوں کا رخصت ہونا:

﴿15254﴾... حضرت سیِّدُنا صوفی ابو القاسم نَقَّاشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: علم کے تم پر جو حُقُوق ہیں اگر تم انہیں پورا کیے بغیر علم کے ذریعے عزت حاصل کرنا یا خود کو علم کی طرف منسوب کرنا یا اہلِ علم کہلوانا چاہو گے تو علم کا نور تم سے غائب ہو جائے گا اور تم پر علم کا صرف نشان باقی رہے گا، یہ علم تمہارے حق میں نہیں بلکہ خلاف ہو گا اور ایسا اس لیے ہے کہ بلا شُبہ علم اپنے استعمال کی طرف بلاتا ہے اور اگر علم کو اُسے مراتب میں استعمال نہ کیا جائے تو اُس کی برکتیں رخصت ہو جاتی ہیں۔

﴿15255﴾... حضرت سیِّدُنا صوفی ابو القاسم نَقَّاشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: انسان کو اُس کے مزاج و فطرت کے سبب عیب نہیں لگایا جاتا بلکہ فطرت و مزاج کے مطابق عمل کرنے پر عیب لگایا جاتا ہے۔

﴿15256﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن حسن قُرشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اشعار سنائے:

هَلْ مِنْ سَبِيْلٍ اِلٰى حَبِيْبٍ   اَوْقَفَنِيْ مَوْقِفَ الْعَبِيْدِ

وَاللهِ وَاللهِ لَوْ بَدَانِيْ   بِكُلِّ ضَرْبٍ مِنَ الصُّدُوْدِ

مَا كَانَ لِيْ مِنْ هَوَاهُ بُدٌّ   وَلَوْ تَقَطَّعْتُ بِالْوُجُوْدِ

ترجمہ: کیا ایسے دوست کی طرف کوئی راہ ہے جس نے مجھے غلاموں کے مقام میں ٹھہرایا ہوا ہے۔ بخدا! بخدا! اگر وہ مجھ پر ہر قسم کی رکاوٹ بھی کھڑی کر دے تو بھی مجھے اس کی محبت کے بغیر گزارہ نہیں اگرچہ میں وُجود کے ساتھ ٹکڑے ہو جاؤں۔

اللہ پاک تک پہنچانے والی باتیں:

﴿15257﴾... حضرت سیِّدُنا ابو القاسم خَفَّار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: **اللہ** پاک تک پہنچانے والا راستہ کیسا ہے؟ فرمایا: ایسی توبہ جو بار بار کی جائے، ایسا خوف جو غفلت کو ختم کر دے، ایسی امید جو بھلائیوں کی راہ پر چلائے اور دلوں میں آنے والے خیالات کے متعلق یاد رکھنا کہ **اللہ** پاک ہر وقت دیکھ رہا ہے۔

﴿15258﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن جعفر بن مالک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ کسی پوچھنے والے نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: **اللہ** پاک کی تکوینی تدبیر پہلے تھی یا مخلوق کا آغاز تو آپ نے فرمایا: تکوینی تدبیر تو مٹی اور پانی سے بھی پہلے تھی۔

﴿15259﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن جعفر بن مالک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو یوں دُعا کرتے سنا: اے وہ ذات جسے ہر دن کوئی کام ہے! مجھے بھی اپنا کوئی کام بنالے۔[1]

﴿15260﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: مریدِ صادق عُلَما کے عُلوم سے بے پرواہوتا ہے، وہ شرعی اُمور کی رعایت کرتا اور اُمورِ شر سے بچتا ہے۔

﴿15261﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: ”میں مکہ مکرمہ میں بیمار ہوا تو میرا وُجود اتنا بوجھل ہو گیا کہ میں سُبْحٰنَ اللہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ تک نہیں کہہ پاتا تھا۔“ یہ بھی فرماتے سنا کہ ایک طویل مدت ایسی گزری کہ شہر میں کوئی درویش نہ آیا تو میں نے اپنا حال سَلْب کر کے اس کے حال کی جستجو میں بھیج دیا یہاں تک کہ میں نے اُس کے حال کے ساتھ باتیں کیں اور واپس اپنے حال کی طرف لوٹ آیا اور میں خواب میں جو کچھ بھی دیکھتا تھا وہی بیداری میں بھی دیکھا کرتا تھا۔

زندگی گزارنے کا اصول:

﴿15262﴾... حضرت سیِّدُنا ابوالحسن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: اس جہان سے جو کچھ بھی مجھے پیش آتا ہے وہ مجھے بُرا نہیں لگتا کیونکہ میں نے ایک اُصول بنالیا ہے اور وہ یہ کہ دنیا دُکھ، غم، بلا اور آزمائش کا گھر ہے اور بلاشُبہ سارا جہان شر ہے اور اِس کا یہ فیصلہ ہے کہ مجھے ہر وہ چیز پہنچے گی جو مجھے ناپسند ہے پھر اگر مجھے ہر وہ چیز پہنچے جو مجھے پسند ہے تو یہ فضل و کرم ہے ورنہ اصل تو پہلی چیز ہی ہے۔

دو آیاتِ مبارکہ کی تفصیل:

﴿15263﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ فارسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ مغربی رَحْمَۃُ

[1]... یعنی اے ہر وقت اپنی قدرت کے آثار ظاہر کرنے والے، کسی کو عزت دینے والے اور کسی کے گناہ معاف فرمانے والے! مجھے بھی معاف فرما اور عزت عطا فرما۔

اللہِ عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس موجود تھے اُن سے اِس آیت مبارکہ:

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ﴿۶﴾ (پ۳۰، الاعلیٰ:۶) ترجمۂ کنزالایمان: اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولوگے۔

کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا: مطلب یہ ہے کہ اب ہم تمہیں قرآن پڑھائیں گے تو تم عمل کو مت بھولنا۔

﴿15264﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اِس آیت طیبہ:

وَدَرَسُوْا مَا فِیْهِ ؕ (پ۹، الاعراف:۱۶۹) ترجمۂ کنزالایمان: اور انھوں نے اسے پڑھا۔

کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: مطلب یہ ہے کہ یہود نے تورات کی تعلیمات پر عمل نہیں کیا۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا مُغربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کہا: کچھ لوگ پریشان ہیں، تم اُن کے سامنے ہو مگر وہ اپنا مُعاملہ تمہارے سپرد نہیں کرتے۔

حضرت سیِّدُنا شِبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس رُکے تو پوچھا: اے ابوالقاسم! آپ اُس شخص کے متعلق کیا کہتے ہیں جس کا وُجود حقیقت ہو، علم نہ ہو؟ تو آپ نے کہا: اے ابوبکر! آپ اور بڑے لوگوں کے درمیان 70 قدم حائل ہیں جن میں سب سے چھوٹا یہ ہے کہ آپ اپنی ذات کو بھول جائیں۔

﴿15265﴾... حضرت سیِّدُنا ابوالقاسم بُردان باوندی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: ایک دن میں حضرت سیِّدُنا ابوالحسن سُدِّی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس گیا، گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو انہوں پوچھا: کون؟ میں نے کہا: جنید۔ کہا: اندر آجاؤ۔ میں اندر گیا تو وہ ایسے بیٹھے ہوئے تھے جیسے ابھی اُٹھنے لگے ہوں، اس وقت میرے پاس چار درہم تھے جو میں نے ان کی طرف بڑھادیئے۔ یہ دیکھ کر مجھ سے کہا: تمہیں بشارت ہو، تم کامیاب ہوجاؤ گے کیونکہ مجھے ان چار درہموں کی ضرورت تھی۔ تو میں نے یوں دُعا کی: اے **اللہ** پاک! یہ درہم میری طرف ایسے شخص کے ہاتھ بھیجنا جو تیرے ہاں کامیاب ہوجائے۔

مصیبتیں تین طرح سے ہوتی ہیں:

﴿15266﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ مصیبتیں تین طرح سے ہوتی ہیں: (1)... کام بگاڑنے والوں کے لیے گرفت و پکڑ ہوتی ہیں (2)... سچوں کے جرم و خطائیں دور کرتی ہیں اور (3)... حضرات

انبیائے کرام عَلَیْھِمُ السَّلَام کے حق میں سچے اختیارات سے ہوتی ہیں۔

﴿15267﴾... حضرت سیِّدُنا حکیم بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو القاسم جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ایک ایسی جگہ تشریف لے گئے جہاں لوگ سماع سُنتے ہوئے وَجد کر رہے تھے مگر آپ بالکل خاموش تھے، آپ سے عرض کی گئی: ابو القاسم! ہم آپ کو جھومتا ہوا نہیں دیکھ رہے۔ تو آپ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی:

وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِؕ (پ٢٠، النمل:٨٨)

ترجمۂ کنز الایمان: اور تو دیکھے گا پہاڑوں کو خیال کرے گا کہ وہ جمے ہوئے ہیں اور وہ چلتے ہوں گے بادل کی چال۔

عقل مند اور تین مواقع:

﴿15268﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ عقلمند کو تین مواقع سے غائب نہیں ہونا چاہیے: (1)... وہ موقع جس میں وہ اپنے حال کو پہچانے کہ اُس میں اضافہ ہوا یا کمی ہوئی (2)... وہ موقع جس میں وہ اپنے نَفْس کو ادب سکھانے اور لازم احکام کو خود پر نافذ کرنے کے لیے فارغ ہو اور اس میں نفس کی پہچان کی آخری حد تک جائے اور (3)... وہ موقع جس میں وہ خود پر تدبیر کے جاری ہونے کو دیکھنے کے لیے اپنی عقل کو حاضر رکھے اور یہ کہ رات کی گھڑیوں اور دن کے کناروں میں احکام کیسے بدلتے ہیں۔ عقل اُسی وقت صاف ہو سکتی ہے اور عقلمند اس تیسری حالت کو اُسی وقت سمجھ سکتا ہے جب وہ پہلی دو حالتوں کی اصلاح کے لیے خود پر لازم چیزوں میں پختہ ہو جائے۔

تین مواقعوں کی تفصیل:

پہلا موقع جس میں عقل مند کو اپنے حال کی کمی یا زیادتی کو پہچاننا ہوتا ہے اس میں بندے پر خلوت کی جگہیں تلاش کرنا لازم ہے تاکہ اُسے کسی غافل کرنے والی شے کا سامنا نہ ہو ورنہ وہ جس کی اصلاح کرنا چاہتا ہے یہ اُسے بگاڑ دے گی۔ پھر وہ فَرض کی ادائیگی میں سے جو لازم ہے اُس کی موافقت کی طرف متوجہ کرے کیونکہ فرائض وواجبات کی تکمیل کے بغیر وہ اپنے حالِ قرب کو ستھرا نہیں کر سکتا۔ پھر وہ ایک غلام کے اپنے آقا کے سامنے کھڑے ہونے کی مانند کھڑا ہو جائے جو دیئے گئے ہر حکم کو بجالانا چاہتا ہے تو اُس وقت بندے پر نفس کی تیز رفتار مخفی باتیں ظاہر ہو جائیں گی اور وہ جان لے گا کہ اُس نے خود پر واجب چیزوں کو ادا کیا یا نہیں کیا۔ پھر وہ

اپنے اس مقام سے نہ ہٹے یہاں تک کہ اُسے ایسی دلیل کا پتا چل جائے جسے علم کے ساتھ تلاش کیا جاتا ہے۔ پھر اگر وہ کوئی خلل دیکھے تو اپنی اصلاح پر ڈٹا رہے اور اس کے علاوہ کسی اور عمل کی طرف نہ بڑھے اور یہ اس مقام میں اہلِ صدق کے احوال ہیں اور **اللہ** پاک اپنی مدد سے جس کی چاہتا ہے تائید فرماتا ہے۔ بے شک **اللہ** پاک قدرت والا غالب ہے۔

دوسرا موقع جس میں عقل مند نے اپنے نفس کو ادب سکھانے اور اُس کی پہچان میں آخری حد کو پہنچنے کے لیے فارغ ہونا ہوتا ہے تو جس نے اس کا عزم کرلیا اور معاملے میں ہمدردی چاہی تو اُسے غور کرنا چاہیے کہ کئی بار انسانی نُفُوس سے کچھ چیزیں اس طرح مخفی ہو جاتی ہیں جن کی حد سے وہی آگاہ ہو سکتا ہے جو یہاں ہونے والی چیزوں پر انتہائی غور کرتا ہے، وہ یہ کہ خواہش کی حرکت بھلائی والے مانوس عمل کی محبت میں ہو کیونکہ نفس جب کسی بھلائی کے کام سے مانوس ہوتا ہے تو وہ اس کی عادت بن جاتا ہے اور وہ خود کو اس مقام کا اہل سمجھ کر اُس میں راحت محسوس کرتا اور سمجھتا ہے کہ یہ جو بھلائی والا کام اُس پر واقع ہوا ہے یہ اُس کا اہل ہے جبکہ دوسری جانب نفس کے صحن میں بیٹھا دشمن (شیطان) اُس کی گھات میں ہوتا ہے، وہ دشمن جسے انسان میں خون کے ساتھ چلنے کا راستہ دیا گیا ہے پس وہ اپنے مکر سے اُس کی مخفی غفلت کو دیکھتا ہے تو وہ نفس سے خواہش کی طلب چھین لیتا اور اُس حالت کے علاوہ اُس کے غبن تک پہنچنا ممکن نہیں ہوتا۔ پھر اگر بندہ اُس کے نیزے کا درد محسوس کرلیتا اور اُس کے حملے کو پہچان لیتا ہے تو جلدی سے امانت کو اُس کے سپرد کر دیتا ہے جس کے علاوہ دشمن سے کوئی نہیں بچا سکتا اس وقت بندہ اپنے نفس کے حال کو جاننے کی آخری حد تک جاتا ہے کیونکہ اسی کے ذریعے دشمن اُس تک پہنچا پس بندہ **اللہ** پاک کی پناہ پکڑ کر، اُس کی رحمت کو تھام کر، اُس کا انتہائی محتاج ہو کر اور اُس کے دامنِ کرم کو تلاش کرتے ہوئے اپنی حفاظت کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت نبی ابنِ نبی ابنِ نبی، کریم ابنِ کریم ابنِ کریم نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی۔ وہ جن کے متعلق حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: کریم ابنِ کریم ابنِ کریم حضرت یُوسُف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خَلِیْلُ اللّٰہ عَلَیْہِمُ السَّلَام۔[1] انہوں نے یوں عرض کی تھی:

---

[1] ...ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ یوسف، ۵/ ۸۱، حدیث: ۳۱۲۷

وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ كَیْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَیْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِیْنَ(۳۳) (پ۱۲،یوسف:۳۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اگر تو مجھ سے ان کا مکر نہ پھیرے گا تو میں ان کی طرف مائل ہوں گا اور نادان بنوں گا۔

اور حضرت سیِّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام نے جان لیا تھا کہ دشمنوں کا مکر خواہش کی قوت کے ساتھ ہے جو محض اپنی قوت سے نہیں ٹلے گا، لہٰذا آپ نے دُعا کی جس کا ظہور یوں ہوا:

فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَیْدَهُنَّؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ(۳۴) (پ۱۲،یوسف:۳۴)

ترجمۂ کنزالایمان: تو اس کے رب نے اس کی سن لی اور اس سے عورتوں کا مکر پھیر دیا بیشک وہی سنتا جانتا ہے۔

تیسرا موقع جس میں احکام کے جاری ہونے کو دیکھنے کے لیے اپنی عقل کو حاضر رکھنا ہوتا ہے اور یہ کہ تدبیر بندے کو کیسے بدلتی ہے۔ یہ سب سے افضل موقع اور مقام ہے کیونکہ **اللہ** پاک نے اپنی تمام مخلوق کو حکم دیا ہے کہ وہ اُس کی عبادت جاری رکھیں اور عبادت سے نہ اکتائیں۔ چنانچہ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ(۵۶) (پ۲۷،الذّٰریٰت:۵۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور میں نے جن اور آدمی اتنے ہی (اسی لئے) بنائے کہ میری بندگی کریں۔

تو **اللہ** پاک نے بندوں پر اپنی عبادت ہمیشہ کرنا لازم کر دیا اور اِس پر اُن کے لیے دنیا میں کافی ہونے اور آخرت میں بڑا ثواب عطا کرنے کو اپنے ذِمّۂ کرم پر لیا اور ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ(۷۷) (پ۱۷،الحج:۷۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی بندگی کرو اور بھلے کام کرو اس امید پر کہ تمہیں چھٹکارا ہو۔

اور یہ سب ساری مخلوق پر لازم ہے اور بندہ اس مقام پر ٹھہر کر غور کرے کہ کس طرح احکام کی تدبیر کی جاتی ہے اور اُسے عالیشان علم و معرفت در پیش ہیں، کیا وہ نہیں جانتا کہ **اللہ** پاک نے ارشاد فرمایا ہے:

كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ(۲۹) (پ۲۷،الرحمٰن:۲۹)

ترجمۂ کنزالایمان: اسے ہر دن ایک کام ہے۔

یعنی مخلوق کا کام اور اے اس مقام پر ٹھہرنے والے! کیا تم خیال نہیں کرتے کہ تم بھی اُس مخلوق میں سے ہو جس کے وہ کام میں ہے؟ یا تم سمجھتے ہو کہ تمہارا کام اُس کے ہاں پسندیدہ ہے؟ اور اس معاملے میں اپنی عقل کو

وہی حاضر کر سکتا ہے جو دنیا ومافیہا سے منہ موڑ لے اور دل سے اُسے نکال دے۔ پس اگر دنیا چلی جائے اور اُس کے حق میں دنیا اور دنیا والے ختم ہو جائیں اور دل سے نکل جائے تو اُسے تصرف و تدبیر، احکام کا اختلاف اور احکام کی تقسیم پر غور کرنے کے لیے تنہائی میسر آجائے گی اور جو اس حالت سے مُتَّصِف ہو جائے اُس کا دل اُس شے سے کسی قسم کے نفع کی طرف نہیں جائے گا جو اُس سے نکل چکی ہے اور وہ اُسے چھوڑ چکا اور اُس سے دور بھاگتا ہے۔ کیا تم حضرت سیِّدُنا حارِثہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے اس قول پر غور نہیں کرتے، وہ فرمایا کرتے تھے: "میرا دل دنیا سے علیحدہ ہو گیا ہے۔" پھر آپ فرماتے: گویا میں اپنے ربِّ کریم کے عَرْش کو واضح طور پر دیکھ رہا ہوں اور گویا میں اہلِ جنت کے درمیان ہوں جو آپس میں ملاقات کر رہے ہیں اور گویا میں دوزخ والوں کو دیکھ رہا ہوں جو ایک دوسرے کو طعنے دے رہے ہیں۔" یہ اس گروہ کے بعض احوال ہیں۔

﴿15269﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے ایک وقت تک یہ مرحلہ بھی پیش آیا کرتا تھا کہ میں اپنے نفس کو حضرت سیِّدُنا یُوسُف عَلَیْہِ السَّلَام کی طرح اور خود کو حضرت سیِّدُنا یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کی طرح بنا لیتا اور اپنے نفس سے جو کچھ غائب پاتا اُس پر روتا جیسا کہ حضرت سیِّدُنا یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام حضرت سیِّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے غائب ہونے پر روئے پس اس کے مطابق جو کچھ پاتا ایک مدت تک اُس پر عمل کرتا رہتا تھا۔

محبتِ الٰہی میں جسم لاغر ہو گیا:

﴿15270﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک دن میں حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس تھا، انہوں نے ایک چادر لپیٹ رکھی تھی، ہم اکیلے ہی تھے، میں نے آپ کے جسم پر ایک نظر ڈالی، گویا وہ کسی قریبُ المرگ انتہائی بیمار و لاغر شخص کا جسم ہو اور وہ پہلے سے زیادہ مجاہدہ کرنے لگ گئے تھے۔ مجھ سے فرمانے لگے: "دیکھو میرے اس جسم کو، اگر میں یہ کہنا چاہوں کہ میری یہ حالت (ربِّ کریم سے) محبت کی وجہ سے ہے تو معاملہ ایسا ہی ہے جو میں کہتا ہوں۔" پہلے اُن کا چہرہ پیلا تھا، پھر کچھ سُرخی مائل ہوا یہاں تک گلابی ہو گیا۔ پھر آپ بیمار پڑ گئے تو میں عیادت کے لیے حاضر ہوا، میں نے کہا: آپ کیسا محسوس کرتے ہیں؟ فرمایا: اپنی بیماری کا اپنے طبیب سے کیسے شکوہ کروں اور جو چیز مجھے درپیش ہے وہ میرے طبیب ہی کی طرف سے ہے۔ میں نے انہیں ہوا دینے کے لیے پنکھا اٹھایا تو فرمانے لگے: وہ شخص پنکھے کی ہوا کیسے محسوس کرے گا جو اندر سے جل

رہا ہو۔ پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

اَلْقَلْبُ مُحْتَرِقٌ وَالدَّمْعُ مُسْتَبِقٌ وَالْكَرْبُ مُجْتَمِعٌ وَالصَّبْرُ مُفْتَرِقٌ

كَيْفَ الْقَرَارُ عَلٰى مَنْ لَا قَرَارَ لَهٗ مِمَّا جَنَاهُ الْهَوٰى وَالشَّوْقُ وَالْقَلَقُ

يَا رَبِّ اِنْ كَانَ شَيْءٌ فِيْهِ لِيْ فَرَجٌ فَامْنُنْ عَلَيَّ بِهٖ مَا دَامَ لِيْ رَمَقٌ

ترجمہ: دل جل رہا ہے، آنسو بہہ رہے ہیں، مصیبت جمع ہے اور صبر جدا ہے۔ اس کو کیسے قرار ہو جسے خواہش، شوق اور قلق کے جرم سے قرار نہ ہو۔ اے میرے ربّ! اگر میرے لئے کسی چیز میں کُشادگی ہے تو جب تک میری زندگی باقی ہے مجھ پر یہ احسان فرما۔

تکبُّر کا اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ:

﴿15271﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: شر کے اعتبار سے تکبُّر کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ تو خود ہی کو سب کچھ سمجھے اور شر میں اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ تیرے دل میں اس کا خیال گُزرے۔

﴿15272﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: کیا آپ نے آنکھوں سے دیکھا یا مشاہدہ کیا؟ فرمایا: اگر آنکھوں سے دیکھتا تو زندیق ہو جاتا اور اگر مُشاہدہ کرتا تو حیرت میں پڑجاتا لیکن کوئی حیرت تکبُّر میں ہوتی ہے اور کوئی تکبُّر حیرت میں ہوتا ہے۔

﴿15273﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک نے دنیا سے تعلُّق رکھنے والے پر اپنی محبت حرام کر دی ہے۔

دنیا کیا ہے؟

﴿15274﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: دنیا کیا ہے؟ فرمایا: جو دل سے قریب ہو کر **اللہ** پاک سے غافل کر دے۔

توبہ کی حقیقت اور بارگاہِ الٰہی میں مقبولیت:

﴿15275﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک دن میں حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ

اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اُن پر غم کی کیفیت دیکھ کر عرض کی: اے شیخ! میں آپ پر غم دیکھتا ہوں۔ فرمایا: ایک گھڑی پہلے کسی نے میرے دروازے پر دستک دی، میں نے کہا: اندر آجاؤ تو حدودِ ارادت میں ایک نوجوان داخل ہوا، اُس نے مجھ سے توبہ کا معنیٰ پوچھا، میں نے اُسے بتایا، پھر اُس نے مجھ سے توبہ کی شرط پوچھی، میں نے اُسے بتائی۔ پھر وہ بولا: یہ توبہ کا معنیٰ ہے اور یہ اس کی شرط تو پھر توبہ کی حقیقت کیا ہے؟ میں نے کہا: تمہارے نزدیک توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ جو بھی اُس کی خاطر ہے اُسے مت بُھلاؤ، یہی توبہ ہے۔ تو اُس نے کہا: ہمارے نزدیک تو ایسا نہیں ہے۔ میں نے پوچھا: تو پھر تمہارے نزدیک توبہ کی حقیقت کیا ہے؟ اُس نے کہا: توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ جو بھی اُس کی خاطر ہے اُسے یاد مت کرو، یہ ہے توبہ۔ بس میں اُسی نوجوان کے کلام میں غور و فکر کر رہا ہوں۔ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ یہ سُن کر میں نے اُن سے کہا: اُس نوجوان نے کتنی اچھی بات کہی۔ حضرت سیِّدُنا سَری سقطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اے جنید! اس کلام کا کیا مطلب ہے؟ میں نے عرض کی: استادِ محترم! اگر میں آپ کے پاس حالتِ جَفا (بد خُلقی کی حالت) میں ہوں اور آپ مجھے حالتِ جفا سے نکال کر حالتِ صفا (صاف سُتھری حالت) میں لے جائیں تو اب حالتِ صفا میں رہتے ہوئے میرا جفا کو یاد کرنا غفلت ہوگا۔

کیسے معلوم ہو کہ میں مقبول ہو گیا؟

فرماتے ہیں: میں پھر ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو غمگین دیکھ کر پوچھا: شیخ محترم! میں آپ کے دل کو کہیں مشغول پاتا ہوں۔ فرمایا: کل میں جامع مسجد میں تھا کہ ایک نوجوان میرے پاس آکر رُکا اور مجھ سے پوچھا: شیخ! کیا بندہ جان سکتا ہے کہ **اللہ** پاک نے اُسے قبول فرمالیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں جان سکتا۔ وہ بولا: کیوں نہیں، بندہ جان سکتا ہے۔ اُس نے دوبارہ کہا: کیوں نہیں، بندہ جاسکتا ہے۔ میں نے اُس سے پوچھا: بندہ کہاں سے جان سکتا ہے؟ اُس نے جواب دیا: جب میں یہ دیکھوں کہ **اللہ** پاک نے مجھے ہر بُرائی سے بچالیا اور ہر اطاعت کی توفیق عطا فرمائی ہے تو جان لوں گا کہ بے شک **اللہ** پاک نے مجھے قبول فرمالیا ہے۔

ایک جن مسئلہ پوچھنے آیا:

﴿15276﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: ایک رات میں نے اپنا وِرد مکمل کیا اور بستر پر اپنا پہلو رکھا ہی تھا کہ ایک غیبی آواز نے مجھے پکار

کر کہا: مسجد میں ایک شخص تمہارا انتظار کر رہا ہے۔ چنانچہ میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھا کہ ایک شخص مسجد میں کھڑا ہے، اُس نے مجھ سے پوچھا: اے ابو القاسم! نفس کا مرض کب اُس کے لیے دوا بن جاتا ہے؟ میں نے جواب دیا: جب اُس کی خواہش کی مخالفت کی جائے تو اُس کا مرض اُس کی دوا بن جاتا ہے۔ یہ سُن کر وہ بولا: میں نے اپنے نفس سے یہی کہا تھا مگر اِس نے کہا: میں تمہاری بات نہیں مانوں گا یہاں تک کہ تم اس کے متعلق حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے نہ پوچھ لو۔ میں نے اُس سے پوچھا: تم کون ہو؟ وہ بولا: میں فُلاں جن ہوں اور مغربی سمت سے آپ کے پاس آیا ہوں۔

﴿15277﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: تم اُس وقت ہی **اللہ** پاک کے کامل بندے بن سکتے ہو جب تم پر غَیْرُ اللہ سے کچھ بھی باقی نہ رہے۔

﴿15278﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب تک تم کسی شے میں تھوڑے سے بھی مشغول ہو اس وقت تک تم **اللہ** پاک کے سچے بندے نہیں ہو سکتے۔

کڑوا پھل کھجور جیسا نکلا:

﴿15279﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں درمیانِ سال سفر کرتے ہوئے توکل کے سہارے جنگل میں داخل ہوا، کچھ ایام گُزر گئے تو میں ایک پانی کے چشمے اور سبزے کے پاس پہنچا، میں نے وضو کیا، اپنا پیالہ بھر لیا اور نماز کے لیے کھڑا ہوا تو وہاں ایک نوجوان آگیا اُس نے تاجروں والی وضع قطع اپنا رکھی تھی، ایسا لگتا تھا گویا وہ اپنے گھر سے بازار کی طرف آیا ہے یا بازار سے گھر لوٹ رہا ہے۔ اُس نے مجھے سلام کیا میں نے جواب کے بعد پوچھا: نوجوان! کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے کہا: بغداد سے۔ میں نے کہا: بغداد سے کب روانہ ہوئے؟ بولا: گزشتہ روز۔ مجھے اس پر بڑی حیرانی ہوئی کیونکہ مجھے تو اس جگہ پہنچنے میں کافی دن لگے تھے۔ پھر وہ مجھ سے باتیں کرنے کے لیے بیٹھ گیا اور میں بھی اُس سے باتیں کرنے لگا، اُس نے اپنی آستین سے کچھ نکالا اور کھانے لگا۔ میں نے اُس سے کہا: جو تم کھا رہے ہو اس میں سے مجھے بھی کھلاؤ۔ اُس نے میرے ہاتھ میں ایک اندرائن (سخت کڑوا پھل) رکھ دیا، میں نے وہ کھایا تو اُس کا ذائقہ پکی ہوئی تازہ کھجور جیسا تھا اور وہ نوجوان مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ پھر جب میں مکہ مکرمہ پہنچا اور طواف شروع کیا تو پیچھے سے کسی نے میرا کپڑا پکڑ کر کھینچا، میں نے مُڑ کر

دیکھا تو ایک نوجوان تھا جو پُرانے مشکیزے کی طرح بوسیدہ ہو رہا تھا اور اُس نے بغیر آستین والے چوغے کا ایک ٹکڑا پہن رکھا تھا جس کا کچھ حصہ اُس کے کندھے پر تھا۔ میں نے اُس سے کہا: اپنا کچھ تعارف کرواؤ۔ بولا: میں وہی نوجوان ہوں جس نے آپ کو اندرائن (کڑوا پھل) کھلایا تھا۔ میں نے کہا: تمہارا یہ کیا حال ہے؟ اُس نے کہا: اے ابوالقاسم! انہوں نے ہمیں بڑھایا حتّٰی کہ مصیبت میں مبتلا کر کے کہا: مضبوطی سے تھام کر رکھو۔

﴿15280﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا کہ دونوں میں سے کون سی بات زیادہ کامل وتام ہے: (1)۔ عِلْم وُجود (یعنی پانے اور حاصل کرنے) کو گھیر لے یا (2)۔ وجود علم کو گھیر لے؟ آپ نے فرمایا: علم وجود کو گھیر لے یہ زیادہ تام ہے کیونکہ اللہ پاک کی شانوں کو جاننے والے اُسے پانے والوں کی طرح نہیں ہوتے۔

﴿15281﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد جُرَیری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے حضرت سیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے اس فرمان:

تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَؕ (پ۷، المآئدۃ: ١١٦)

ترجمۂ کنزالایمان: تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔

کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اے اللہ پاک! میں تیرے لیے جو عقیدہ رکھتا ہوں اور جو تیری شان میرے نزدیک ہے تو اُسے جانتا ہے اور تیرے پاس میرے لیے جو ہے میں اُسے نہیں جانتا سوائے وہ جس کی تو نے مجھے خبر دے دی اور مجھے اُس پر آگاہ کر دیا، وَاللہُ اَعْلَم یعنی اور اللہ پاک بہتر جانتا ہے۔

غذائیں تین ہیں:

﴿15282﴾... حضرت سیِّدُنا حسین بن یٰسین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا کہ غذائیں تین ہیں: (1)۔ وہ غذا جو کھانے کی شکل میں ہوتی ہے وہ جسموں کی نشو ونما کرتی ہے (2)۔ دوسری غذا ذِکرِ الٰہی کی صورت میں ہوتی ہے جو جسموں کو صفات کی خوشبو سونگھاتی ہے اور (3)۔ تیسری غذا تجلیاتِ الٰہی کو دیکھنے کی شکل میں ہوتی ہے اور یہی وہ غذا ہے جس سے بندہ مٹ جاتا ہے۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:

اِذَا كُنْتَ قُوْتَ النَّفْسِ ثُمَّ هَجَرْتَهَا فَلَمْ تَلْبَثِ النَّفْسُ الَّتِیْ اَنْتَ قُوْتُهَا

ترجمہ: جب تو نفس کی قوت ہو پھر تو نفس کو چھوڑ دے تو وہ نفس نہیں ٹھہر سکتا جس کی تو قوت ہو۔

گناہ گاروں کا دفاع اور راہ نمائی:

﴿15283﴾... حضرت سیّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیّدُنا ابو اسحاق مارِستانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خط لکھا کہ اے میرے بھائی! جو آپ کو کوتاہی پر پیش کرے اور نقصان و فُتُور کی طرف بلائے آپ کے اُس سے دور رہنے کی کیا کیفیت ہے؟ اُس سے آپ کی دوری اور علیحدگی کیونکر ہونی چاہیے؟ آپ اُس سے اپنے راز کو کیسے پھیر سکتے ہیں؟ اپنے دل کو اُس سے کیسے نامانوس کر سکتے ہیں؟ اور اپنے ضمیر کو اُس سے کیونکر کنارہ کشی کرواسکتے ہیں؟ **اللہ** پاک نے آپ کو جس زبردست علم اور مُعزز مقام سے نوازا اور خاص فرمایا ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے آپ کے لیے ضروری ہے کہ دنیاداروں سے کنارہ کش رہیں اور اپنے ظاہر و باطن سے انہیں چھوڑے رہیں مگر جب وہ بلا و مصیبت میں ہوں اُن کے لیے بارگاہِ الٰہی میں سفارش کریں تو یہ آپ کا کچھ حق ہے اور آپ کے یہی لائق ہے کہ گنہگاروں کا دفاع کریں، اُن کو **اللہ** پاک کی باتیں سمجھانے میں راہ نُمائی کریں اور انہیں چھڑانے کے لیے قاصد بنیں۔ یہ ہیں عُلَما کے اصل کام، داناؤں کے مقامات اور **اللہ** پاک کو اپنی مخلوق میں وہ بندہ سب سے زیادہ پیارا ہے جو اُس کے بندوں کو زیادہ نفع پہنچائے اور اُس کا نفع جملہ مخلوقات کے لیے عام ہو۔ **اللہ** پاک ہمیں اور آپ کو اُن خاصُ الخاص لوگوں میں سے بنادے جنہیں اُس نے اپنے لیے خاص کیا ہے اور انہیں مقام قرب میں قریب ترین رکھا ہے۔ غور کرو، ایک بندہ عاقل، سمجھدار اور باادب ہو، طالب ہونے کے ساتھ مطلوب بھی ہو، محب ہونے کے ساتھ محبوب بھی ہو، اس کی حفاظت کی جاتی ہو، وہ سکھانے والا ہو، مقرب بارگاہ ہو، ہم نشین اور اُنسیت والا ہو کیا ایسے بندے کے لیے یہ اچھا ہے کہ وہ دنیا سے اپنی آنکھ کو عیب لگائے یا پل بھر بھی اُس کی موافقت کرے جبکہ وہ اپنے مالک و مولا کا یہ فرمان سن چکا ہے جو اُس نے اپنے چُنے ہوئے بندوں میں سے سب سے عظیم ہستی اور اپنے رسولوں اور نبیوں عَلَیْہِمُ السَّلَام کے سردار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے فرمایا:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ﳔ لِنَفْتِنَهُمْ فِیْهِؕ (پ۱۶، طٰہٰ: ۱۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اے سننے والے اپنی آنکھیں نہ پھیلا اس کی طرف جو ہم نے کافروں کے جوڑوں کو برتنے کے لئے دی ہے جیتی دنیا کی تازگی کہ ہم انہیں اس کے سبب فتنہ میں ڈالیں۔

کیا آپ اس فرمان کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے مُعاملے میں غور و فکر کرتے ہیں تو **اللہ** پاک نے جو

نہیں دیا اُسے چھوڑ ہی دیا جائے اور کیا اللہ پاک کی عنایت، حفاظت، عطا کردہ مرتبہ اور دوستی یہی ہے کہ اُس سے محبت کی جائے جس سے وہ محبت نہیں رکھتا یا اُس کے ساتھ اُلفت رکھی جائے جو اُس کی موافقت نہیں کرتا۔ اے میرے بھائی! دنیاداروں کی طرف دیکھنے کے اشارے سے بھی اپنی باطنی آنکھ اور قلبی بصیرت کو بند رکھیں، البتہ ان کے ساتھ ظاہری تعلق رکھیں اور دل لگانے سے خود کو بچائیں۔ خُدا کی قسم! اللہ پاک اُسے دوست نہیں بناتا جو اُس سے دشمنی رکھتا اور اُس پر توجہ نہیں فرماتا جو اُس سے نفرت کرتا ہے اور جس شے کو اللہ پاک نے حقارت و کمی میں رکھا اُسے عظمت وبڑائی دینے والے کو اللہ پاک عظمت عطا نہیں کرتا تو بندہ اِن چیزوں سے رُک جائے پھر آپ اس معاملے میں یقین پر قائم رہیں اور حق سے منہ موڑنے والے کے مقام ومرتبہ کو بے وقعت سمجھیں اور آخر میں یہ کہوں گا کہ اے میرے بھائی! اگر میری باتیں آپ کو سخت لگی ہوں تو مہربانی کرکے برداشت کرلیں اور صبر کی مشقت اٹھائیں تاکہ آپ کا دل میری باتوں کے موافق ہو جائے کیونکہ باہم نصیحت کرنا اور ایک دوسرے کو عیب سے آگاہ کرنا ایک دوسرے کو چھوڑ کر چشم پوشی کرنے سے بہتر ہے اور میں جواب کا طلبگار ہوتے ہوئے اپنا خط ان الفاظ پر ختم کرتا ہوں: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْلَاۤ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ ن الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا یعنی تمام تعریفیں اُس اللہ پاک کے لیے جس نے ہمیں اس بات کی ہدایت عطا فرمائی، اگر وہ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت پانے والے نہ تھے اور اللہ پاک ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم اور آپ کی آل پر دُرود نازل فرمائے اور خوب سلام بھیجے۔ اٰمین

عقل مند افضل و بہتر کو اپنا تا ہے:

﴿15284﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن جعفر بن ہانی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْه سے پوچھا: بندہ عقل سے کب متصف ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جب بندہ اُمور میں تمیز کرنے والا ہو جائے، ان میں غور کرنے لگ جائے اور عقل جس چیز کو اُس پر لازم کرتی ہے اس میں چھان بین کرنے والا بن جائے۔ اپنے لیے زیادہ بہتر کی طلب میں تلاش وجستجو کرے تاکہ اس پر عمل کرے اور دوسری چیزوں پر اُسے ترجیح دے۔ جب وہ ایسا کرتا ہے تو اس کی شان یہ ہو جاتی ہے کہ وہ خود پر فرض چیزوں پر مضبوطی کے

ساتھ عمل کرکے اپنے تمام احوال میں افضل کے پیچھے ہی چلتا ہے اور عقلمندوں کی عادت نہیں ہوتی کہ زیادہ دُرست اور زیادہ بہتر شے سے نظر پھیر لیں اور نہ ہی اُن کا طریقہ ہوتا ہے کہ کمی اور کوتاہی پر راضی رہیں۔ لہٰذا فرائض پر مضبوطی کے ساتھ عمل کرنے کے بعد جو ان اوصاف سے متَّصِف ہوگا وہ زوال پذیر شے میں مصروفیت چھوڑ دے گا اور جو چیز ختم ہو جاتی اور گزر جاتی ہے وہ اُسے عمل میں نہیں لائے گا اور یہ ہر چیز کا حال ہے جس پر دنیا مشتمل ہو اور یوں ہی وہ بندہ ختم ہونے اور راہ کی رکاوٹ بننے والی تھوڑی اور معمولی شے میں بھی خود کو مشغول نہیں کرتا کیونکہ اُس کے ساتھ مشغولیت اور اُس پر عمل بندے کو آخرت کے کاموں سے روک دیتے ہیں، وہ آخرت جس کی نعمتیں اور نفع ہمیشہ رہیں گے اور اُس کا وجود متصل رہتا ہے، ایسا اس لیے ہے کہ جس کا نفع ہمیشہ رہتا اور وہ عمل کرنے والے پر باقی رہتا ہے تو وہی اُس کا حصہ ہے اور جو اس کے علاوہ زائل ہونے والا، چھوٹ جانے والا، جُدا ہونے والا اور پیچھے رہ جانے والا ہے چھوڑنے کے باوجود اُس میں بُرے انجام اور **اللہ** پاک کی جانب سے محاسبہ کا خدشہ ہے تو عقلمند کی یہی قابلیت ہوتی ہے کہ وہ اپنی عقل کے ذریعے کاموں کی چھان بین کرتا اور اُن میں سے کامل ترین کو اپناتا ہے۔ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے:

الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ (پ۲۳، الزمر:۱۸)

ترجمۂ کنزالایمان: جو کان لگا کر بات سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں یہ ہیں جن کو **اللہ** نے ہدایت فرمائی اور یہ ہیں جن کو عقل ہے۔

اللہ پاک نے ان کا یہی وَصف بیان فرمایا ہے اور یہاں "اُولُوا الْاَلْبَابِ" سے عقل والے ہی مراد ہیں۔ **اللہ** پاک نے ان کو جس شے کے ساتھ ان کی توصیف فرمائی اس لحاظ سے ان کی جو تعریف ہوئی اسی وجہ سے وہ توجہ کے ساتھ کلام سن کر اُس میں سے بہترین کو اختیار کرتے ہیں اور بہترین کام ہی زیادہ فضیلت والا ہوتا اور دنیا و آخرت میں اپنے کرنے والے کے لیے اُس کا نفع زیادہ باقی رہتا ہے، **اللہ** پاک نے اپنی کتاب میں غور کرنے والے کو اِسی شے کی دعوت دی ہے۔

﴿15285﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد جُرَیری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: ہم نے تصوُّف صرف قیل و قال (باتوں) سے حاصل نہیں کیا بلکہ بھوک، ترک

دنیا اور من پسند و پیاری چیزوں کو قربان کرکے حاصل کیا ہے کیونکہ تصوُّف اللہ پاک کے ساتھ اپنے معاملے کو صاف سُتھرا رکھنے کا نام ہے اور اس کی اصل دنیا سے کنارہ کشی ہے جیسا کہ حضرت سیِّدُنا حارِثہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے فرمایا: میرا نَفس دنیا سے کنارہ کش ہو گیا تو میں نے راتوں کو قیام کیا اور دن میں روزہ رکھا۔

حقیقی عارف نیک اعمال نہیں چھوڑتے:

﴿15286﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد جُرَیری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک شخص کے سامنے مَعْرِفت کا ذکر کیا تو اُس شخص نے کہا: مَعْرِفتِ الٰہی والے اُس مقام تک پہنچ جاتے ہیں کہ نیکی اور قربِ الٰہی والے اعمال چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا: کچھ لوگ اعمال کو چھوڑنے کی باتیں کرتے ہیں اور یہ میرے نزدیک بہت بڑی بات ہے، چوری و بدکاری کرنے والا بھی ایسی باتیں کرنے والوں سے اچھے حال میں ہوتا ہے۔ بے شک اللہ پاک کی پہچان رکھنے والے اللہ پاک کے عطا کردہ اعمال کو اختیار کرتے ہیں، وہ ان ہی کے ساتھ اُس کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور اگر میں ایک ہزار سال زندہ رہوں تب بھی نیک اعمال میں سے ایک ذرہ بھی کم نہ کروں سوائے یہ کہ مجھے دوسرے اعمال کی طرف منتقل کر دیا جائے اور ایسا کرنا میری معرفت کے لحاظ سے زیادہ ضروری ہے اور میرے حال کے اعتبار سے زیادہ مضبوط ہے۔

عارِفین بھی حفاظتِ الٰہی کے محتاج:

﴿15287﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: عارفین اللہ کریم کی حفاظت اور نگہبانی کے محتاج ہیں۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِؕ (پ١٧، الانبیاء: ٤٢)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ شبانہ روز تمہاری کون نگہبانی کرتا ہے رحمٰن سے (یعنی اس کے عذاب سے)۔

اور دنیا کی ہر حاجت چھوڑنے سے پوری ہو جاتی اور ہر باعظمت دروازہ محنت سے کھلتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا: کیا حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کا کلام مُشاہدات کے اشارے نہیں ہوتے؟ تو آپ مسکرا دیئے اور فرمایا: حضرات انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کا کلام بارگاہِ الٰہی میں حُضوری کی بنیاد پر ہوتا ہے اور

صِدِّیقین کے کلام مشاہدات کے اشارے ہوتے ہیں۔

بے بس زندگی اور سخت موت:

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے ایک دوست کو اس مضمون کا خط لکھا: جو **اللہ** پاک کی طرف جاتا اور پھر اُس کے غیر سے مانوس ہوتا ہے تو **اللہ** پاک اُسے آزمائش میں ڈال دیتا، اُس کے دل سے اپنا ذکر روک لیتا اور صرف اُس کی زبان پر جاری کر دیتا ہے کیونکہ وہ اُسے تنبیہ فرماتا ہے تاکہ بندہ جس سے مانوس ہو گیا تھا اُس سے جدا ہو کر پھر اُسی کی طرف لوٹ جائے جس کی طرف گیا، **اللہ** کریم اُس کی آزمائش و مصیبت کو ظاہر کر دیتا ہے۔ پھر اگر وہ اُسی حالت پر برقرار رہے تو غَیْرُ اللہ کی مانوسیت کے سبب **اللہ** پاک لوگوں کے دلوں سے اُس کے لیے رحم و مہربانی ختم کر دیتا اور اُسے لالچ و طَمَع کا لباس پہنا دیتا ہے تاکہ لوگوں سے اُس کی طلب بڑھ جائے جبکہ اُن کے دلوں میں رحم ختم ہو چکا ہو۔ چنانچہ اُس بندے کی زندگی بے بسی میں، موت سختی میں اور حشر افسردگی میں بدل جائیں گے اور ہم غَیْرُ اللہ کی اُنسیت سے **اللہ** پاک کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ بھی فرمایا: اگر کوئی سچا بندہ 10 لاکھ سال بھی **اللہ** پاک کی طرف متوجہ رہے اور پھر ایک لمحے کے لیے اس سے منہ موڑے تو جو اُس نے کھو دیا یہ اُس سے زیادہ ہے جو اُس نے پایا تھا۔

ایک شخص نے حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عرض کی: **اللہ** پاک سے محبت کرنے والا کس بات پر افسوس کرے؟ آپ نے فرمایا: وہ بَسط کے اُس زمانہ پر افسوس کرے جس میں تھوڑا قَبض[1] کو لے آئے یا اُنسیت

---

[1]... حضرت سیِّدُنا امام ابو القاسم عبد الکریم بن ھوازن قُشَیْری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ (وفات 465ھ) صوفیا کی اصطلاح "قَبض و بَسط" کے متعلق فرماتے ہیں: یہ دو حالتیں، بندے کو اس وقت حاصل ہوتی ہیں جب وہ خوف اور اُمید سے ترقی کرتا ہے۔ پس عارف کے لیے قبض اس طرح ہے جس طرح ابتدائی درجے والے (سالک) کے لیے خوف ہوتا اور بسط اس طرح ہے جیسے مبتدی کے لیے امید ہوتی ہے۔ قبض و خوف کے درمیان اور بسط و رجاء (امید) کے درمیان امتیاز یہ ہے کہ خوف مستقبل میں کسی چیز سے ہوتا ہے یا تو محبوب کے ہاتھوں سے نکل جانے کی وجہ سے یا ممنوع چیز کے وُقُوع کا خوف ہوتا ہے۔ اسی طرح رجا بھی مستقبل میں کسی محبوب چیز کی امید سے وابستہ ہے یا یہ امید ہوتی ہے کہ کوئی بُری چیز زائل ہو جائے گی اور کسی ناپسندیدہ چیز سے اُسے بچایا جائے گا۔ مگر قبض وہ ہے جو اس وقت موجود ہے اور بسط کا بھی یہی معاملہ ہے پس خوف و رجاء والے شخص کے دل کا تعلق دونوں حالتوں میں مستقبل سے ہوتا ہے اور قبض و بَسط والا شخص اپنے وقت کو اس حالت میں پاتا ہے جو موجودہ وقت میں اس پر غالب

کے اُس زمانہ پر روئے جس میں تھوڑی وحشت لے آئے۔ پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:

قَدْ كَانَ لِيْ مَشْرَبٌ يَصْفُوْ بِرُؤْيَتِكُمْ ۔۔۔ فَكَدَّرَتْهُ يَدُ الْاَيَّامِ حِيْنَ صَفَا

ترجمہ: میرا مشروب تیرے دیدار سے صاف وشفاف تھا پھر اس کی صفائی کو زمانے کے ہاتھ نے گدلا کردیا۔

دِلوں کے ساتھ بھلائی کی مقدار:

﴿15288﴾... حضرت سیِّدُنا یُوسُف بن محمد قَوّاس رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو فرماتے سنا: بے شک اللہ پاک دلوں کے ساتھ اُسی قَدَر بھلائی فرماتا ہے جس قدر دل اُس کے ذکر میں مخلص ہوتے ہیں تو دیکھ لو کہ تمہارے دل کے ساتھ کیا ملا ہوا ہے۔

﴿15289﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر خُلدی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو یوں دعا کرتے سنا: اے ذکر کرنے والوں کا اُسی کے ساتھ چرچا کرنے والے جس کے ساتھ انہوں تیرا ذکر کیا! اے عارِفین کو اُسی کے ساتھ لے کر چلنے والے جس کے ساتھ انہوں نے تیری معرفت حاصل کی! اے عمل والوں کو اچھے اعمال کی توفیق دینے والے! کون ہے جو تیری اجازت کے بغیر تیرے حُضور شفاعت کرے اور کون ہے جو تیرے فضل کے بغیر تیرا ذکر کرے۔

ہوتی ہے۔ پھر جس طرح ان کے احوال میں فرق ہوتا ہے اسی حساب سے قبض وبسط میں ان کے اوصاف کی درجہ بندی ہوتی ہے۔ پس بعض حالات میں قبض کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اس میں دوسری باتوں کی گنجائش باقی رہتی ہے کیونکہ وہ پوری طرح حاصل نہیں ہوتی اور بعض اوقات قبض کی حالت میں کسی اور حالت کی گنجائش باقی نہیں رہتی کیونکہ وہ اس حالت میں مکمل طور پر اس وارد ہونے والے حال میں گرفتار ہوتا ہے۔ جس طرح بعض حضرات نے کہا: اَنَا رَدْمٌ (میں حالتِ قبض میں مکمل طور پر لے لیا گیا ہوں) یعنی مجھ میں کوئی گنجائش نہیں، اسی طرح جو حالتِ بسط میں ہوتا ہے تو بعض اوقات اس میں ایسا بسط ہوتا ہے جس میں مخلوق سما سکتی ہے، وہ اشیاء کی کثرت سے وحشت زدہ نہیں ہوتا اور کبھی ایسا بسط ہوتا ہے کہ اس میں دیگر احوال میں سے کوئی حال اثر انداز نہیں ہوتا۔ کچھ سطروں بعد فرماتے ہیں: قبض کا ادنیٰ سبب یہ ہے کہ اس (صوفی) کے دل پر ایک کیفیت طاری ہوتی ہے جس کی وجہ سے یہ عتاب کا اشارہ یا اس بات کا رمز ہوتا ہے کہ یہ شخص سزا کا مستحق ہے پس دل میں لامحالہ صفتِ قبض حاصل ہوتی ہے اور بعض اوقات اس وارد ہونے والی کیفیت کا سبب یہ ہوتا ہے کہ اُسے قربِ خداوندی حاصل ہو رہا ہے یا کسی بات پر لُطف وکرم اور مبارک باد کا اشارہ ہوتا ہے۔ پس اس کے دل کو صفتِ بسط حاصل ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر شخص کا قبض اس کو حاصل بسط کی نسبت سے اور بسط اُس کو حاصل قبض کی نسبت سے ہوتا ہے۔ (رسالہ قشیریہ، ص۹۳، ۹۴)

غم کو الگ کر کے ذکرِ الٰہی میں لگ جاؤ:

﴾15290﴿... حضرت سیِّدُنا علی بن ہارون بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے ایک دوست کو اس مضمون کا خط لکھا: تمام تعریفیں اُس اللہ پاک کے لیے ہیں جس نے اپنی مخلوق میں سے خالص لوگوں کو اپنے لیے چُن لیا، انہیں علم اور اپنی معرفت کے ساتھ خاص کیا، اپنے سب سے زیادہ پسندیدہ اور سب سے زیادہ قرب دلانے والے اعمال کی توفیق دی، انہیں منتہائے مقصود اور اونچی ترین چوٹی تک پہنچا دیا۔ اے میرے بھائی! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ گزر جانے والی ہر حالت کی طرف متوجہ ہونا چھوڑ دو، کیونکہ گزشتہ کی طرف توجہ تمہیں پیش آمدہ موجودہ حالت سے غافل کر دے گی اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ بلند ہمتی کے ساتھ موجودہ حالت پر نگاہ رکھنا اور اُس کے ساتھ جُڑے رہنا چھوڑ دو تاکہ اللہ پاک کے خوبصورت ذکر کی بدولت پیش آنے والی تجلیات کو پاسکو۔ پھر جب تم ایسے ہو جاؤ گے تو پھر اُسی کو یاد کرو گے جو سب سے پہلے ہے، پھر اشیاء کو دیکھنا تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ غم کو خود سے الگ کر لو، ذکرِ الٰہی میں لگے رہو، ان ساری باتوں میں اپنے ربِّ کریم کے ساتھ مخلص ہو جاؤ، اپنے ارادے سے کھوٹ الگ کر کے عمل کرو، اپنے دل کے ساتھ اللہ پاک کے خالص ذکر کی جستجو رکھو، ایسے ہو جاؤ کہ تمہیں اُس حال میں دیکھا جائے کہ جس کا تمہارے لیے ارادہ فرمایا گیا ہے اور ایسے مت بنو کہ تمہارے لیے اُس شے کا ارادہ کیا جائے جو تم اپنے نفس کے لیے چاہتے ہو اور اپنے تمام گواہوں کو مٹا کر عمل کرو تاکہ تمہارے خلاف گواہی دینے والے تمہارے حق میں صاف گواہی دینے والے ہو جائیں اور یاد رکھو! اگر تم مکمل طور پر اللہ پاک کے ہو گئے تو پھر تم جو چاہو گے وہ بھی سارا تمہارا ہو جائے گا پس تم مکمل طور پر اُس کے لیے فارغ ہو جاؤ جس کے آگے تمہارا ہاتھ پھیلتا ہے، پھر اُس کی جانب سے تمہارے لیے وہ کچھ ظاہر و آشکار ہو گا جس کا احاطہ تمہارا علم نہیں کر سکتا اور تم اپنی آرزوؤں اور امیدوں کی طرف مت جاؤ، اگر لوگوں کے ساتھ رہنے کی آزمائش میں مبتلا کیے جاؤ تو حَسبِ مَراتب اُن کے ساتھ سُلُوک کرو اور اللہ پاک کی عطا کردہ خوبی اور فضل کے ساتھ اُن کی نگرانی کرو۔ اللہ پاک ہمارے سردار نبی اُمی حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور آپ کے آل واصحاب پر دُرود وسلام نازل فرمائے۔

لُطف و مزے والی زندگی:

﴿15291﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن علی بن حُبَیْش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے "رِضا" کے متعلق سُوال ہوا تو آپ نے فرمایا: تم نے تو پرلطف زندگی اور آنکھوں کی ٹھنڈک کے متعلق پوچھا ہے کہ کون اللہ پاک سے راضی ہے؟ بعض علمائے کرام فرماتے ہیں: سب سے پُرلطف اور مزے والی زندگی اللہ کریم سے راضی رہنے والوں کی ہے۔ رضا یہ ہے کہ جو مصیبت آچکی اُس کا استقبال طاقت وخندہ پیشانی (خوشی) سے کیا جائے اور جو نہیں آئی اُس کا انتظار غور و فکر کرتے ہوئے اور اُسے اہمیت دیتے ہوئے کیا جائے کیونکہ اللہ پاک بندے کے ساتھ بہترین معاملہ فرماتا ہے، وہی اُس پر سب سے زیادہ رحم کرنے والا اور وہی اُس کے فائدے کو سب سے بہتر جانتا ہے۔ پھر جب قضا نافذ ہو تو بندہ اُسے ناپسند نہ کرے کیونکہ یہی اللہ پاک کا ارادہ تھا، اپنے ربِّ کریم کے فعل کو اچھا جانے پس اگر بندہ اللہ پاک کی طرف سے آنے والی مصیبت کو اللہ پاک کی طرف سے اچھا برتاؤ شمار کرے تو وہ راضی ہو گیا۔ الغرض رضا وہ ارادہ ہے جو پسندیدگی کے ساتھ ہو، یوں کہ بندہ اُسی چیز کو چاہنے والا ہو جائے جو اللہ پاک نے کیا اور دل سے اللہ کریم سے محبت کرنے والا اور اُس سے راضی رہنے والا بن جائے۔

زمین میں سب سے زیادہ چمکنے والے:

﴿15292﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن ہارون بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے ایک دوست کو اس مضمون کا خط لکھا: بے شک اللہ پاک زمین کو اپنے اولیائے کرام سے خالی نہیں رہنے دیتا اور نہ اپنے پسندیدہ بندوں سے زمین کو محروم کرتا ہے تاکہ اللہ پاک ان کے ذریعے مخلوق کی حفاظت فرمائے کیونکہ اُس نے انہیں حفاظت و نگہبانی کا ذریعہ بنایا اور اُنہیں اپنے ہونے کی دلیل بنایا۔ میں فضل و مہربانی کے ساتھ بڑا احسان فرمانے والے سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہمیں اور آپ کو اُن میں شامل فرمادے جو اُس کے راز کے امین اور اُس کے امرِ عظیم کی حفاظت کرنے والے ہیں، یہ اُس کی جانب سے ہمیں بڑے مرتبے کے ساتھ مُزَیَّن و آراستہ کرنا ہوگا اور ہمیں ہر ظاہر و مخفی کا دکھانا ہوگا۔ اللہ پاک کا طریقہ یہی دیکھا ہے کہ اُس نے اپنی کُشادہ زمین اور وسیع و عریض سلطنت کو اپنے دوستوں اور اپنی شانیں جاننے والوں سے سجایا ہے اور انہیں زمین میں سب سے

زیادہ چمکنے والا بنایا ہے جس سے اُس کا نور پھیلتا اور عارفین کے دلوں سے اُس کا ظہور دکھائی دیتا ہے اور یہ ہستیاں ستاروں کی روشنی اور شَمس وقَمر کے نور سے چمکنے والے آسمان سے زیادہ خوبصورت ہیں، یہ نُفوسِ قُدسیہ **اللہ** پاک تک پہنچانے والے راستوں اور اُس کے اِطاعت گُزاروں کی راہوں کی نشانیاں ہیں، یہ حضرات توفیقِ الٰہی میں کوشاں افراد کے مرتبوں کے لیے مینار نور ہیں، مخلوق کی نَفع رسانی میں ان کا نشان سب سے زیادہ ظاہر ہے اور خلقت سے نقصان دور کرنے میں ان کی خیر وبھلائی اُن ستاروں سے زیادہ واضح ہے جن سے خشکی وتری کے اندھیروں میں اور راستوں سے بھٹک جانے کی صورت میں راہنمائی لی جاتی ہے کیونکہ ستاروں کی راہ نُمائی سے اَموال اور جسموں کو نجات ملتی اور عُلَمائے کرام کی راہ نُمائی سے دین کی سلامتی نصیب ہوتی ہے، اپنا دین سلامت رکھنے میں کامیاب ہونے والے اور اپنی دنیاو جسم سلامت رکھنے میں کامیاب ہونے والے میں بڑا فرق ہے۔

﴿15293﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن احمد بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا: محبت صفاتِ ذات سے ہے یا صفاتِ افعال میں سے؟ تو آپ نے فرمایا: بلاشُبہ محبت الٰہی کی تاثیر ایسی ہے جو اپنے محبوب میں ظاہر ہے تو محبت بذاتِ خود صفاتِ ذات سے ہے اور **اللہ** پاک اپنے دوستوں اور چنے ہوئے بندوں سے ہمیشہ محبت فرماتا ہے جبکہ محبت کی تاثیر جس میں اثر کرتی ہے اُس کے اعتبار سے یہ صفاتِ افعال سے ہے۔ **اللہ** پاک تمہیں دُرُستی کی راہ دکھائے اِسے یاد رکھو۔

معرفت علوم کو روشن کر دیتی ہے:

﴿15294﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: جان لو! جب تمہارے اندر مَعْرِفَتِ الٰہی بڑھ جائے گی، اس سے تمہارا دل پُر ہو جائے گا، اس کی مسلسل صحبت سے تمہیں شرح صدر ہو جائے گا، اُس کے ذکر کے لیے تمہارا دل ستھرا ہو جائے گا اور تمہاری سوچ **اللہ** پاک سے جڑ جائے گی تو تمہارے آثار ختم ہو جائیں گے، تمہارے نشان مٹ جائیں گے اور تمہارے عُلُوم **اللہ** پاک کی رحمت سے روشن ہو جائیں گے لہٰذا اس وقت علم حق ظاہر ہو جاتا ہے۔

﴿15295﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر عَطّار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ حضرت سیِّدُنا ابو القاسم جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات کے وقت اُن کی خدمت میں حاضر تھا، اُس وقت آپ بیٹھ کر

نماز پڑھ رہے تھے، جب سجدے کا ارادہ کرتے تو اپنی ٹانگوں کو سمیٹ لیتے، آپ اسی طرح کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی ٹانگوں سے روح نکل گئی تو اب انہیں حرکت دینا مشکل ہو گیا، آپ نے ٹانگیں پھیلا دیں، اس وقت موجود بُنّامی نام کے آپ کے ایک دوست نے دیکھا کہ آپ کے پاؤں سوجے ہوئے ہیں تو کہا: ابو القاسم! یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ **اللہ** پاک کی نعمتیں ہیں، اللہ اکبر۔ جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو حضرت سَیِّدُنا ابو محمد جُریری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آپ سے عرض کی: ابو القاسم! آپ کو لیٹ جانا چاہیے۔ فرمایا: ابو محمد! یہ انعام کا وقت، اللہ اکبر۔ پھر اُسی حالت پر رہے یہاں تک کہ آپ کا وِصال ہو گیا۔ **اللہ** پاک کی آپ پر رحمت ہو۔

سَیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرویات

مصنف کتاب حضرت سَیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سَیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے عِلْمِ شریعت میں پختگی حاصل کی، آپ نے علم کا ذریعہ بننے والے آثار کو حاصل کیا، انوکھے راستے کو قبول کیا، آپ روایات و آثار سے ثابت شدہ باتوں پر عمل کرتے تھے اور احادیث و آثار کا بھرپور دفاع فرماتے تھے۔

﴿15296-97﴾... حضرت سَیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی روایت کردہ احادیثِ کریمہ میں سے ایک وہ ہے جسے امام حاکم اَبُوعَبْدُ اللہ محمد بن عَبْدُ اللہ نیشاپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بیان کیا ہے، وہ حدیث درج ذیل ہے:

مومن کی فِراست سے بچو:

حضرت سَیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ **اللہ** پاک کے نور سے دیکھتا ہے۔ اور آپ نے یہ آیتِ طیبہ تلاوت فرمائی:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ۝ (پ۱۴، الحجر: ۷۵)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک اس میں نشانیاں ہیں فراست والوں کے لیے۔[1]

فرماتے ہیں: فراست والوں سے مُراد پہچاننے والے ہیں۔

---

[1] ...ترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورۃ الحجر، ۵/۸۸، حدیث: ۳۱۳۸

تنگدست کو دعا سکھائی:

﴿15298﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن ہارون بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو اس دُعا کے ساتھ دُعا کرتے سنا، ایک شخص نے آپ سے تنگدستی کی شکایت کی تو آپ نے اُسے بھی یہ دعا سکھائی اور فرمایا کہ یوں دعا کیا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْكَ مَا هُوَ لَكَ وَاَسْتَعِيْذُكَ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ يُسْخِطُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ صَفَاءِ الصَّفَاءِ صَفَاءً اَنَالُ بِهٖ مِنْكَ شَرَفَ الْعَطَاءِ اَللّٰهُمَّ وَلَا تَشْغَلْنِیْ شُغُلَ مَنْ شَغَلَهٗ عَنْكَ مَا اَرَادَ مِنْكَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ لَكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ يَّذْكُرُكَ ذِكْرَ مَنْ لَا يُرِيْدُ بِذِكْرِهٖ مِنْكَ اِلَّا مَا هُوَ لَكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ غَايَةَ قَصْدِیْ اِلَيْكَ مَا اَطْلُبُهٗ مِنْكَ اَللّٰهُمَّ اَمْلَاْ قَلْبِیْ بِكَ فَرَحًا وَلِسَانِیْ لَكَ ذِكْرًا وَجَوَارِحِیْ فِيْمَا يُرْضِيْكَ شُغْلًا اَللّٰهُمَّ امْحُ عَنْ قَلْبِیْ كُلَّ ذِكْرٍ اِلَّا ذِكْرَكَ وَكُلَّ حُبٍّ اِلَّا حُبَّكَ وَكُلَّ وُدٍّ اِلَّا وُدَّكَ وَكُلَّ اِجْلَالٍ اِلَّا اِجْلَالَكَ وَكُلَّ تَعْظِيْمٍ اِلَّا تَعْظِيْمَكَ وَكُلَّ رَجَاءٍ اِلَّا لَكَ وَكُلَّ خَوْفٍ اِلَّا مِنْكَ وَكُلَّ رَغْبَةٍ اِلَّا اِلَيْكَ وَكُلَّ رَهْبَةٍ اِلَّا لَكَ وَكُلَّ سُؤَالٍ اِلَّا مِنْكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ لَكَ يُعْطِیْ وَلَكَ يَمْنَعُ وَبِكَ يَسْتَعِيْنُ وَاِلَيْكَ يَلْجَاُ وَبِكَ يَتَعَزَّزُ وَلَكَ يَصْبِرُ وَبِحُكْمِكَ يَرْضٰى اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِمَّنْ يَّقْصِدُ اِلَيْكَ قَصْدَ مَنْ لَا رُجُوْعَ لَهٗ اِلَّا اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِضَائِیْ بِحُكْمِكَ فِيْمَا ابْتَلَيْتَنِیْ فِیْ كُلِّ وَقْتٍ مُتَّصِلًا غَيْرَ مُنْفَصِلٍ وَاجْعَلْ صَبْرِیْ لَكَ عَلٰى طَاعَتِكَ صَبْرَ مَنْ لَيْسَ لَهٗ عَنِ الصَّبْرِ صَبْرٌ اِلَّا الْقِيَامَ بِالصَّبْرِ وَاجْعَلْ تَصَبُّرِیْ عَمَّا يُسْخِطُكَ فِيْمَا نَهَيْتَنِیْ عَنْهُ تَصَبُّرَ مَنِ اسْتَغْنٰى عَنِ الصَّبْرِ بِقُوَّةِ الْعِصْمَةِ مِنْكَ لَهٗ اَللّٰهُمَّ وَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ يَّسْتَعِيْنُ بِكَ اسْتِعَانَةَ مَنِ اسْتَغْنٰى بِقُوَّتِكَ عَنْ جَمِيْعِ خَلْقِكَ اَللّٰهُمَّ وَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ يَّلْجَاُ اِلَيْكَ لَجْءَ مَنْ لَا مَلْجَاَ لَهٗ اِلَّا اِلَيْكَ وَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ يَّتَعَزّٰى بِعَزَائِكَ وَيَصْبِرُ لِقَضَائِكَ اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِیْ اَللّٰهُمَّ وَكُلَّ سُؤَالٍ سَاَلْتُهٗ فَعَنْ اَمْرٍ مِّنْكَ لِیْ بِالسُّؤَالِ فَاجْعَلْ سُؤَالِیْ لَكَ سُؤَالَ مَحَابِّكَ وَلَا تَجْعَلْنِیْ مِمَّنْ يَّتَعَمَّدُ بِسُؤَالِهٖ مَوَاضِعَ الْحُظُوْظِ بَلْ يَسْاَلُ الْقِيَامَ بِوَاجِبِ حَقِّكَ یعنی: اے میرے پروردگار! میں تجھ سے وہ مانگتا ہوں جو تیرے لیے ہو اور ہر اُس کام سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں جو تجھے ناراض کردے۔ اے میرے **اللہ**! میں تجھ سے دل کی ایسی پاکیزگی کا سُوال کرتا ہوں جس کے ذریعے تجھ سے عطا کا شرف حاصل کرلوں۔ اے میرے معبود! مجھے کسی ایسے بندے کے ساتھ مشغول مت کرنا جو تیری چاہت واِرادے سے دُور کردے سوائے یہ کہ وہ تیرے لیے ہو۔ اے میرے پروردگار! مجھے اپنا ذکر کرنے والا بنادے ایسا ذکر کرنے والا جو تیری یاد سے وہی چاہے جو تیرے لیے ہو۔ اے میرے

اللہ! میرے ارادے کی انتہا وہی کردے جو میں تجھ سے طلب کرتا ہوں۔ اے خالق ومالک! میرے دل کو تیرے ساتھ خوش ہونے سے، میری زبان کو تیرے ذِکر سے اور میرے اَعضاء کو اُس شے سے بھر دے جو تجھے راضی کرے۔ اے میرے اللہ! میرے دل سے اپنی یاد کے سوا ہر یاد کو، اپنی محبت کے سوا ہر محبت کو، اپنی دوستی کے علاوہ ہر دوستی کو، اپنی عظمت کے سوا ہر عظمت کو، تیری تعظیم کے سوا ہر تعظیم کو، تیری امید کے علاوہ ہر اُمید کو، تیرے خوف کے علاوہ ہر خوف کو، تیری جانب رغبت کے علاوہ ہر رغبت کو، تیرے ڈر کے علاوہ ہر ڈر کو اور تیرے علاوہ ہر کسی سے سُوال کرنے کو مٹا دے۔ اے میرے مولا! مجھے اُس بندے کی طرف کردے جو تیری خاطر دیتا اور تیری خاطر ہی منع کرتا ہے، تجھ ہی سے مدد چاہتا ہے، تیری ہی پناہ پکڑتا ہے، تیرے ذریعے سے ہی مضبوط وطاقتور ہوتا ہے، تیرے لیے ہی صَبْر کرتا اور تیرے حکم پر راضی رہتا ہے۔ اے میرے اللہ! مجھے تیری طرف قَصْد کرنے والا بنا، ایسا کہ جو صرف تیری ہی طرف رُجوع کرتا ہے۔ اے پروردگار! تو جس مصیبت میں بھی مجھے مبتلا فرمائے اس میں اپنے فیصلے پر ہر وقت راضی رہنے والا بنا، اپنی اطاعت پر اس بندے کی طرح صبر کرنے والا بنا جسے صبر کے سوا کوئی چارہ نہ ہو اور تجھے ناراض کرنے والی جن چیزوں سے تو نے مجھے منع کیا ہے ان سے اُس شخص کی مانند رُکنے والا بنا دے جو تیری عطا کردہ قوتِ حفاظت کے ذریعے صبر سے بھی بے پروا ہو گیا۔ اے میرے خدا! مجھے ایسا کردے جو تجھ ہی سے مدد چاہتا ہو اُس شخص کی طرح جو تیری عطا کردہ قوت کے طُفیل ساری مخلوق سے بے نیاز ہو گیا۔ اے میرے اللہ! مجھے تیری پناہ لینے والا بنا دے اُس کی طرح جس کی تیرے سوا کوئی پناہ گاہ نہ ہو اور مجھے ایسا کردے جو صرف تیری تسلی سے صبر پائے اور زندگی بھر تیرے فیصلے پر صبر کرے۔ اے میرے مالک ومولا! میں نے تجھ سے جو بھی سوال کیا تیرے حکم کے مطابق کیا ہے پس تُو میرے سوال کو اپنی پسند کا سوال بنا دے اور مجھے ایسا مت بنا جو اپنے سُوال سے خوشیوں کے مواقع کا قصد کرے بلکہ تیرے واجب حق کی ادائیگی کا سوال کرے۔

نظر اٹھاؤں تو تیری رحمت اور جھکاؤں تو تیری نعمت:

﴿15299﴾... حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو یوں دُعا کرتے سنا: تمام تعریفیں اللہ پاک کے لیے ہیں، اے میرے مَعْبُود! تیرے لیے اتنی حمد جتنی تیرے علم میں ہے، ایسی حمد جو پاکیزہ زبانوں سے تیری طرف بلند ہو، جو ہر کجی و تہمت سے الگ ہو،

جو مصیبتوں اور شُبہات سے خالی ہو، جو سچے اِخلاص کے اِنتہائی شوق کے ساتھ تیری نگاہِ محبت میں قائم رہے تا کہ تیری باعظمت ذات کا نور بندے کی غایت ہو اور تیری عظمت کا تقدس اُس کی انتہا ہو، وہ تیری رضا والے اعمال ہی کرے، تیرے اِرادے کی پاسداری میں خالص رہے یوں کہ تیرا ارادہ ہمیشہ پیش نظر رہے حتّٰی کہ وہ تیرے اَوصاف و کمالات کے آگے پیچھے رہے۔ اے میرے خُدا! تیرے آسمانوں کے کنارے اور تیری کُشادہ زمین کی تہہ میں کوئی نہیں جو تیرے سوا کسی کی حمد کرنا پسند کرے کیونکہ تو ہی اس کارخانۂ کائنات کو ایجاد کرنے والا ہے، ہر شے کو پہچان تو نے ہی دی ہے تو پھر اشیاء تجھے کیسے نہ پہچانیں، مخلوق تیرا ہی اقرار کرتی اور اُن کا ظُہور تجھ ہی سے ہے، ان کا مُعاملہ تیرے ہی سپرد ہے، اُن کا ظاہر و باطن تیرے ہی اِرادے میں گِھرا ہوا ہے۔ پس تو ہی عطا فرمانے والا اور منع کرنے والا ہے، تیری تقدیر نفع و نقصان پہنچانے والی ہے، تیرا حِلْم تیری مخلوق کو مہلت دیتا ہے، تیرا فیصلہ تیری لکھی تقدیر میں سے جو چاہے مٹاتا ہے، تو جو ظاہر کرنا چاہے ظاہر کرتا اور جو چھپانا چاہے چھپاتا ہے، تو وہ پیدا کرتا ہے جس کے بنانے سے تو بے نیاز ہے اور وہ کچھ بناتا ہے جس کی بہترین حکمت سے عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں، تُو جو کرے کوئی تجھ سے پوچھنے والا نہیں، تُو جو کرے تیری طرف سے حجت ہے، انسانوں کی تقدیروں کی لگامیں، زمانوں کی تدبیریں اور آنکھوں سے اوجھل قیامت کی مخفی باتیں تیرے ہی پاس ہیں، تیری یکتائی کو بیان کرنے والوں کو جو مَعْرِفَت کی سمجھ بوجھ ہے وہ تیری ہی جانب سے ہے، بے دینوں کی رازگاہوں میں جو کچھ ہے تجھ سے پوشیدہ نہیں، اہلِ باطل کی قلبی باتیں تیرے علم سے چھپ نہیں سکتیں، تیرے فیصلے میں جاہل ہی شُبہ کرتے اور تیرا ذکر و شکر غافل ہی چھوڑتے ہیں، دلوں کے وسوسے، کھٹکنے والی باتیں، پختہ اِرادے اور پختہ اِرادوں کی وہ آنکھیں تجھ سے مخفی نہیں رہ سکتیں جو قلبی فہم و فراست کو ظاہر کرتی ہیں۔ اے میرے معبود! میں کیسے غور و فکر وں، نظر اُٹھاتا ہوں تو تیری رحمت پر جاتی ہے اور نگاہ جھکاتا ہوں تو خود پر تیری نعمتیں نظر آتی ہیں، یہ تیرا فَضْل و کَرَم ہے کہ تو نے اپنے حکم کو اپنی شفقت و مہربانی والا کر دیا ہے اور یہ بھی محض تیرا فضل ہے کہ تو نے اپنی نعمتوں کو اپنی ساری مخلوق کے لیے عام کر دیا۔ اے بہت عطا فرمانے والے! اے جو چاہے کرنے والے! مجھے اپنے پاس سے وہ عطا فرما جو تیرے علم کے مطابق تیرے سوا کسی کی ملکیت میں نہ ہو اور مجھے اپنے خاص دوستوں میں شامل کر دے، اے سب سے بہتر پکارے جانے والے اور اے

سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والے! بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اَنبیا، اَولیا اور صِدِّیقین کا طریقہ:

﴿15300﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الحسن علی بن ہارون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: یاد رکھو! تمہارا بندوں کو نصیحت کرنا اور اپنے اور ان کے متعلق بہتر چیز کی طرف متوجہ ہونا یہ تمہاری زندگی کا افضل ترین عمل ہے اور تمہارے وقت میں تمہارے رُفقا سے قریب تر کرنے والا عمل ہے اور یہ بھی جان لو! ہر وقت و ہر زمانے میں اور ہر جگہ و ہر وطن میں اللہ پاک کے نزدیک مرتبے میں سب سے افضل اور دَرَجے میں سب سے بڑا وہ ہے جو خود پر لازم باتوں کو بہترین طریقے سے انجام دیتا ہے، اللہ پاک کی پسندیدہ چیزوں کی طرف تیزی کے ساتھ سبقت لے جاتا اور پھر اللہ پاک کے بندوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچاتا ہے۔ تو تم اپنے لیے بھرپور حصہ لے لو اور دوسروں کو نفع پہنچا کر اُن پر شفقت و مہربانی کرنے والے بن جاؤ اور یہ بھی یاد رکھو! اگر تم پر کوئی تھوڑا سا بھی فرض باقی ہے تو تمہیں دوسروں تک جانے کے لیے کوئی راستہ نہیں ملے گا۔ جان لو کہ ماتحتوں کو راہِ ہدایت کی طرف لے جانے والے قابل لوگوں، مخلوق کو فائدہ پہنچانے والے اَفراد اور تنبیہ و بشارت کے لیے تیار رہنے والوں کو طاقت و اقتدار کے ذریعے مدد دی جاتی اور عِلْمِ یقین کی پختگی کے ساتھ سعادت مندی سے بہرہ ور کیا جاتا ہے، ان پر دینی نشانیوں کی باریکیاں ظاہر کر دی جاتیں اور فہمِ قرآن کے لیے ان کے ذہنوں کو کھول دیا جاتا ہے تو وہ خود پر کیے گئے اللہ پاک کے فضل اور اُس کے عظیم امر تک پہنچ جاتے اور دیئے گئے اَحکام کو مضبوطی کے ساتھ نبھاتے ہیں، جس کام پر انہیں مامور کیا گیا ہے اُس کی طرف جلدی کرتے اور جس قَدْر ممکن ہو اللہ پاک کی طرف بلاتے ہیں، اپنی امتوں کے متعلق اور حکمِ الٰہی کی ادائیگی میں حضرات انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کا یہی طریقہ رہا اور ان کی پیروی کرنے والے اولیائے کرام، صِدِّیقین عظام اور اللہ پاک کی طرف بلانے والے تمام نیک لوگوں کا یہی طریقہ ہے۔

سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کے اَشعار:

﴿15301﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر خُلدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اشعار پڑھے:

وَسِرْتُ بِنَاسٍ فِي الْغُيُوْبِ قُلُوْبُهُمْ　　　وَجَالُوْا بِقُرْبِ الْمَاجِدِ الْمُتَفَضِّلِ

وَنَالُوْا مِنَ الْجَبَّارِ عَطْفًا وَّرَأْفَةً　　　وَفَضْلًا وَّاِحْسَانًا وَّبِرًّا يُّعَجَّلِ

اُولٰئِكَ نَحْوَ الْعَرْشِ هَامَتْ قُلُوْبُهُمْ　　　وَفِي مَلَكُوْتِ الْعِزِّ تَأْوِيْ وَتَنْزِلِ

ترجمہ: (1)...میں نے ایسے لوگوں کے ساتھ سیر کی جن کے دل غیبوں میں ہیں اور انہوں نے بُزرگی اور فضل والے کے قُرب میں بلندی حاصل کی۔ (2)...انہوں نے جبّار پروردگار سے مہربانی، نرمی، فضل، احسان اور جلد بھلائی پائی۔ (3)...یہی وہ لوگ ہیں جن کے دل عرش کی جانب سرگرداں ہیں اور وہ عزت والی بادشاہت میں آتے جاتے رہتے ہیں۔

﴿15302﴾... حضرت سیِّدُنا حسین بن احمد بن منصور صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے یہ اَشعار سنائے:

تُرِيْدُ مِنِّيْ اِخْتِبَارَ سِرِّيْ　　　وَقَدْ عَلِمْتَ الْمُرَادَ مِنِّيْ

فَلَيْسَ لِيْ مِنْ سِوَاكَ حَظٌّ　　　فَكَيْفَمَا شِئْتَ فَامْتَحِنِّيْ

كُلُّ بَلَاءٍ عَلَيَّ مِنِّيْ　　　يَا لَيْتَنِيْ قَدْ اُخِذْتُ عَنِّيْ

ترجمہ: (1)...تو میرے راز کا امتحان چاہتا ہے جبکہ تجھے میری مُراد کا علم ہے۔ (2)...میرا تیری ذات کے سوا کوئی حصہ نہیں تو جیسے چاہے میرا امتحان لے۔ (3)...ہر بلا مجھ پر میری ہی جانب سے ہے، اے کاش! مجھے اپنی ہی خودی میں پکڑ لیا جائے۔

سخت دِنوں میں طویل دعا:

﴿15303﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر خُلدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سخت دنوں میں یوں دُعا کیا کرتے تھے: تمام تعریفیں **اللہ** پاک کے لیے ہیں، اُس کے لیے دائمی، بہت زیادہ، پاکیزہ وبرکت والی اور بھرپور حمد ہے جس میں کوئی اِنقطاع نہ ہو، کوئی زوال نہ ہو، کوئی خاتمہ نہ ہو اور کوئی فنا نہ ہو، ایسی حمد جو تیری کریم ذات اور عظمت وشان کے لائق ہو اور جیسا تو اپنی عظیم ربوبیت اور کبریائی میں حمد وتعریف کا اہل ہے۔ ہر تسبیح، پاکی، بُزرگی، تکبیر اور حمد وتعریف تیرے لیے ہے اور ہر اچھا، پاکیزہ اور خوبصورت قول جو تجھے پسند ہو تیرے لیے ہے۔

اے میرے پَرْوَردگار! تیرے چنے ہوئے مختار ومبارک خاص بندے، ہمارے سردار اور ہمارے مولا

حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر اور آپ کے ساتھیوں، پیروکاروں، مددگاروں اور تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام پر دُرود نازل فرما۔ اے میرے اللہ! زمین وآسمان میں اپنی اطاعت کرنے والوں پر رحمت نازل فرما اور حضرت سَیِّدُنا جبرائیل، حضرت سَیِّدُنا میکائیل، حضرت سَیِّدُنا اسرافیل، حضرت سَیِّدُنا عزرائیل، جنت کے نگران حضرت سَیِّدُنا رضوان اور داروغۂ جہنم حضرت سَیِّدُنا مالک عَلَیْہِمُ السَّلَام پر رحمت نازل فرما۔ اے میرے مَعْبُود! کَرُوبِین، روحانیین، مُقَرَّبِین، سَیَّاحِین، حفاظت کرنے والے، سفر میں رہنے والے، عَرش اُٹھانے والے فِرشتوں پر رحمتوں کا نزول فرما اور اپنے تمام فرشتوں، زمین وآسمان کے رہنے والوں اور تیری کائنات میں تیرے علم کے مطابق جہاں بھی کوئی رہتا ہے سب پر ایسی رحمت نازل فرما جس میں تیری رضا ہو، تجھے پسند ہو اور جس رحمت کے یہ سب اہل ہیں۔

اے میرے اللہ! عَرش کو بلندی دینے والی تیری عظیم ربوبیت کے طُفَیل میں تجھ سے تیرے جُود وکرم، فضل واحسان، پسند وعطا، نیکی وبھلائی اور مہربانی کا سوال کرتا ہوں۔ اے بہت عطا فرمانے والے! کرم فرمانے والے! تیرے عِلْم میں میرے جتنے بھی گناہ ہیں میں تجھ سے اُن کی معافی طلب کرتا اور ہماری تمام خطاؤں سے درگزر کا سُوال کرتا ہوں۔ اے میرے پَرْوَردگار! اپنا جود وکرم اور مہربانی وعطا کرتے ہوئے ہم پر لازم حُقُوق کی ادائیگی میں ہماری مدد فرما، ہمارے اَنجام سیدھے رکھ اور ہماری بُرائی کو اچھائی سے بدل دے۔ اے وہ ذات جو، جو چاہے مٹائے اور جو چاہے ثابت رکھے اور اصل لکھا اُسی کے پاس ہے۔ تو جیسا ہے ویسا کوئی اور نہیں ہو سکتا، مرنے تک جو ہماری زندگی باقی ہے، ہمیں اس میں گناہوں سے مکمل وہمیشہ محفوظ رکھنا، ہر وہ چیز جو تجھے ناپسند ہے وہ ہمارے لیے ناپسندیدہ کر دے اور ہر وہ چیز جو تجھے پیاری ومحبوب ہے وہ ہمارے لیے بھی محبوب کر دے اور ہمیں اس کے ساتھ اپنی پسندیدہ سمت میں چلا، ہمارے لیے اِسے موت تک باقی رکھ، ہمارے اِرادوں کو اس پر پختہ فرما اور ہماری نیتوں کو اس پر مضبوط کر، اس کے لیے ہماری تنہائیوں کی اصلاح فرما، ہمارے اعضاء کو اس پر عمل میں لگادے اور ہمیں توفیق عطا فرما اور اضافہ وکفایت سے نواز دے۔

اے میرے مَعْبُود! ہمیں اپنی ہیبت وتعظیم اور اپنا خوف عطا فرما، تجھ سے حیا کرنے اور اچھی کوشش کرنے والا اور تیری حمد وثنا پر مشتمل ہر پاکیزہ بات کی جانب جلدی وتیزی کرنے والا بنا۔ اے میرے اللہ! ہمیں اپنے

چُنے ہوئے بندوں، دوستوں اور اطاعت گُزاروں کی مانند ہمیشہ والا ذکر اور خالص عمل کرنے والا بنا ایسا کہ وہ کامل ترین، مستقل، سُتھرا اور تیرا پسندیدہ ترین ہو اور تاحیات اس عمل پر ہماری مدد فرما۔ اے میرے پَروَرد گار! جب ہمیں موت آئے تو ہماری موت کو بابرکت بنا دینا اور اس دن کو محبت وبُزرگی، قُرب وسُرور اور رشک والا دن بنا دینا اور اُسے ندامت ومایوسی والا دن مت بنانا، ہمیں ہماری قبروں میں سُرور وخوشی اور آنکھوں کی ٹھنڈک پر اُتارنا اور قبر کو اپنی جنت کے باغوں میں سے ایک باغ، عزت ومہربانی اور رحمت کی جگہ بنا دینا، وہاں ہمیں جوابات سکھا دینا اور قبر کی گھبراہٹوں سے بچالینا۔

اے **اللہ**! جب تو ہمیں قبروں سے اُٹھائے تو امن واطمینان کے ساتھ اُٹھانا اے لوگوں کو اس دن جمع فرمانے والے! جس دن کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں، اس دن میں ہمیں بھی کوئی شُبہ نہیں۔ تو ہمیں اُس کی گھبراہٹوں سے محفوظ رکھنا، اُس کی سختیوں سے جُدا رکھنا، اس کے بڑے غم سے بچانا، اس کی سخت پیاس میں سیراب کرنا اور ہمارا حشر حضرت **محمد مصطفٰے** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے گروہ میں فرمانا، وہ کریم آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جن کو تو نے چُنا اور منتخب فرمایا اور جنہیں تو نے اپنے دوستوں کی شفاعت کرنے والا بنایا، جن کو اپنے تمام بَرگُزیدہ بندوں پر مُقَدَّم رکھا ہے، وہ جن کے گروہ کو تو سختیوں سے مامون رکھے گا۔

اے وہ ذات ہم جس کی پناہ پکڑتے ہیں، ہمیں جس کی جانب لوٹ کر جانا ہے اور جس نے ہمارا حساب لینا ہے! تو ہمارا آسان حساب لینا جس میں کوئی دھمکی نہ ہو، جھڑکنا نہ ہو، تفصیل نہ پوچھی جائے اور ٹھہرایا نہ جائے۔ ہمارے ساتھ اپنے جُود وکَرم اور عطا کا مُعاملہ فرمانا، ہمیں جلد نجات پانے والا قابل رشک بنا دینا، ہمارے اعمال نامے ہمارے سیدھے ہاتھوں میں عطا فرمانا، ہمیں پُل صراط سے تیزی کے ساتھ پار لگا دینا، میزان پر ہمارے نیک اعمال کو بھاری کر دینا، ہمیں دوزخ کا جوش اور چنگھاڑ نہ سنانا اور ہمیں اس سے اور ہمیں ہر اس قول وعمل سے بچانا جو دوزخ کے قریب کرتے ہیں۔

اے **اللہ**! ہمیں اپنے جود وکرم اور عطا کے طُفیل اپنے عزت وسُرور والے گھر جنت میں اُن لوگوں کا ساتھ عطا فرما جن پر تو نے انعام فرمایا یعنی حضرات انبیائے کرام، صدِّیقین، شُہدا اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ ہمیں اپنے عظمت وراحت والے گھر جنت میں ہمارے آباواجداد، ماؤں، رشتے داروں اور اولاد

کے ساتھ بہترین اور خوشحالی والی حالت میں جمع فرما۔ ہمیں ہم سے اُلفت ومحبت رکھنے والے مسلمان بھائیوں سے ملا دینا، خواہ مرد ہوں یا عورتیں، انہیں اُن کی امید تک پہنچا بلکہ جو امید سے بڑھ کر ہے اُس تک پہنچا، انہیں اُن کی طلب سے بڑھ کر عطا فرما اور ہمیں اپنے عظیم وخوشی والے گھر میں اُن کے ساتھ جمع فرما۔

اے پَروَردگار! تمام مؤمنین ومؤمنات پر اپنی مہربانی اور رحمت کو عام فرما، وہ جو تجھے ایک مانتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوگئے، تو ہمارا اور اُن کا مددگار، نگہبان اور کفایت کرنے والا بن جا۔ اُن کے نامۂ اعمال بند ہوگئے، اعمال رُک گئے اور وہ جس آزمائش میں ہیں تو ان مرحومین پر رحم فرما اور ان میں سے جو زندہ ہیں اگر گناہ گار ہیں تو ان کو توبہ کی توفیق دے، ان کی توبہ قبول فرما، جو ظالم ہیں انہیں مُعاف کردے اور مظلوم کی مدد فرما، جو مریض ہیں ان کو شفا عطا فرما، ہمیں اور انہیں ایسی سچی توبہ کرنے والا بنا جو تجھے پسند ہے، بے شک تو اس کی سخاوت کرنے والا، اسے عُمدہ وبہتر کرنے والا اور اس پر قادر ہے۔

اے میرے معبود! تو اہلِ ایمان میں سے مجاہدین کا دوست، نگہبان، کفایت فرمانے والا اور مددگار ہو جا اور دشمن کے خلاف اُن کی مدد کر اور انہیں غلبہ عطا فرما، ہلاکت کی گردش اپنے اور ہمارے دشمنوں پر کر دے، اُن کے خون بہا دے، ان کی حُرمت کو جائز کر دے اور اُن کے اموال ہمارے مسلمان بھائیوں کے لیے غنیمت بنا دے۔ نگران اور اُس کی رعایا کی اِصلاح فرما اور ہر اس شخص کو دیرپا بھلائی سے نواز جسے تو نے مسلمانوں کے اُمور میں سے کسی شے کا ذمہ دار بنایا ہے۔

اے **اللہ**! ان ذِمّہ داروں کی اپنی اور انہیں جن پر تو نے ذِمّہ دار بنایا ہے اُن سب کی اِصلاح فرما اور انہیں اپنے ماتحتوں کے ساتھ شفقت ومہربانی اور رحمت بھرا سُلوک کرنے کی توفیق عطا فرما، نیز ہمیں اور انہیں اس پر قائم رکھ۔ اے پروردگار! ہمیں کلمۂ حق پر جمع فرما، ہمارے خونوں کی حفاظت فرما، ہم سے فتنے کو دور فرما اور ہمیں تمام بلاؤں سے بچا اور اپنے فَضْل سے ہمارے لیے ان سب چیزوں کو اپنے ذِمّۂ کرم پر لے لے کہ تو ہی اِسے سب سے بہتر جانتا ہے اور سب سے زیادہ اس پر قادر ہے۔ ہمیں مسلمانوں میں باہمی لڑائی اور اختلاف نہ دکھا۔ تو انہیں اپنی اطاعت اور اُس بات پر جمع فرما جو تیرے قریب کر دے کیونکہ تو ہی اس کا انتظام فرمانے والا اور حقیقی اہل ہے۔

اے پروردگار! ہم تجھ سے سُوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں عزت عطا فرما، ذلت میں مبتلا نہ فرما، بلندی سے نواز، پستی میں نہ ڈال، ہمارے حق میں ہو جا اور ہمارے خلاف مت ہونا، ہمارے لیے تمام اُمور کا راستہ اکٹھا کر دے، دنیا کے اُمور ہمیں تیری اطاعت تک پہنچاتے اور تیرے حکم کی بجا آوری میں ہماری مدد کرتے ہیں جبکہ آخرت کے اُمور میں ہماری رغبت سب سے زیادہ ہے، ان پر ہمارا اعتماد ہے اور ان ہی کی طرف ہم لوٹنے والے ہیں۔ بلاشُبہ یہ مُعاملہ تیری مدد سے ہی ہمارے لیے پورا ہو گا اور تیری توفیق ہی سے ہمارے لیے دُرُست ہو گا۔

اے **اللہ**! ہمیں اپنی ہیبت و تعظیم اور اپنی وہ معرفت اور حقیقت علم عطا فرما جس سے تو نے اپنے خاص چُنے ہوئے بندوں کو نوازا ہے اور ہم پر اپنی اُن نشانیوں اور عزت و شرافت کے ساتھ انعام فرما جن کے ساتھ تو نے اُن بندوں پر انعام کیا ہے اور ہمارے لیے اس میں ہمیشگی عطا فرما، اے وہ ذات! جس کے لیے ہر شے کی بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے ہمارے پروردگار! ہمارے جسموں میں اور تمام احوال میں ہمیں کامل عافیت عطا فرما اور ہمارے تمام دوستوں، اولاد اور رشتے داروں کو بھی پوری عافیت عطا فرما اور اِسے تمام مؤمنین و مؤمنات کے لیے عام کر دے اور ہم پر اپنے پسندیدہ اور محبوب ترین احکام جاری فرما اور وہ کہ جو قُرب دلانے والے ہر قول و عمل میں ہمارے زیادہ معاون ہوں۔ اے آوازوں کو سُننے والے! اے مخفی چیزوں کو جاننے والے! اور اے آسمانوں کے حاکم! اپنے خاص بندے حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور اُن کی آل پر اول و آخر اور ظاہر و باطن دُرود نازل فرما، ہماری سُن لے، دُعا قبول فرما اور ہمارے ساتھ اپنی شان کے مطابق معاملہ فرما۔ اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان اور اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے!

حضرت سیِّدُنا محمد بن یعقوب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

ان عراقی عارفین کی جماعت میں سے اُصول کو جاننے والے، فضُول چیزوں سے دور رہنے والے، دل کے خُشُوع والے اور سننے کان والے حضرت سیِّدُنا ابو جعفر محمد بن یعقوب بن فَرَجی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے علم آثار کو مضبوط اور مستحکم کیا، علمِ مُعاملات اور اَحوال میں تحریرات کیں اور اسے واضح کیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا حارِث مُحاسِبی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اور ان کے ہم عصر بزرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ عَلَیْہِم کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ آپ نے صوفیائے کرام کی اصطلاحات میں کتابیں لکھیں جن میں سے کتاب ''الورع'' اور کتاب ''صفات

المریدین" بھی ہے۔ آپ عبادت گزاروں کے عُلُوم کو جاننے والے ائمۂ کرام میں سے ہیں۔ آپ نے فُقرا کے مقام کو بلند کیا اور ان کی مدد کی اور نام نہاد صوفیوں کو ذلیل ورُسوا کیا۔

﴿15304﴾... حضرت سیِّدُنا ابو جعفر بن فَرَجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: 20 سال تک میں نے کسی بھی مسئلے کے بارے میں سوال کیا تو میرے قول سے پہلے ہی اس میں میرا جھگڑا تھا۔ اور فرماتے ہیں: جب محبت ٹھیک ہو تو ادب کی شرطیں ہٹ جاتی ہیں۔

تکلیف کب ہلکی محسوس ہوتی ہے؟

﴿15305﴾... حضرت سیِّدُنا ابو جعفر بن فَرَجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: کیا آپ چیخنے اور چلانے کا انکار کرتے ہیں؟ فرمایا: میں ان کا انکار جھوٹوں کے لئے کرتا ہوں۔ میں اپنی عمر میں تین مرتبہ چیخا۔ ایک دن میں بغداد کے ایک پل پر تھا وہاں ایک قیدی کو جیل سے نکال کر لایا گیا، اسے مارا گیا پھر اسے جیل کی طرف لے جانے لگے۔ لوگ اس کے کوڑوں کی مار برداشت کرنے پر بہت حیران ہوئے۔ میں اس کی طرف گیا اور اس سے کہا: ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس قیدی نے کہا: اس کے لئے جگہ چھوڑو پھر کہا: تمہارا کیا مسئلہ ہے؟ میں نے اس سے کہا: کب تمہیں یہ مار ہلکی محسوس ہوتی ہے؟ کہا: جب جس کے لئے مجھے مارا جارہا ہے وہ مجھے دیکھے۔ یہ سُن کر میں چیخ پڑا اور خود کو خاموش نہ رکھ پایا۔

﴿15306﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ مَرزُبان صَیۡقَل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے مکہ مکرمہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو اونٹ والے نے میرے اور ایک شخص کے درمیان ایک اور شخص کو بھی ہمارا رفیق سفر بنالیا جسے میں نہیں جانتا تھا۔ میں نے اس سے رفیقِ سفر ہونے کے بعد کہا: ہمیں اتنے اتنے زادِ راہ کی ضرورت ہے اور اتنے تیل کی حاجت ہے۔ اس نے کہا: میں نے سب چیزیں خرید لی ہیں تم کچھ نہ خریدنا۔ میں نے خیال کیا کہ وہ بعد میں حساب کتاب کرے گا جیسے رُفقا کرتے ہیں۔ اس شخص نے راستے میں خوب کھل کر خرچ کیا اور وُسعت سے کام لیا، میں دل میں سوچنے لگا کہ وہ سب خرچ کا حساب لے گا لیکن شرم کی وجہ سے اسے یہ نہ کہہ سکا کہ وہ خرچ میں کمی کرے اور میں یہ سب کچھ برداشت کرتا رہا۔ جب مکہ مکرمہ پہنچا تو اس نے مکہ میں ایک مقام کی طرف جانے کا عزم کیا میں نے اس سے کہا: کتنا حساب ہوا؟ اس نے کہا: سُبْحٰنَ اللہ! تم یہ حساب یاد رکھتے ہو؟ پھر اس نے کچھ

لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے اس سے کہا: آپ کو لینا ہی ہو گا؟ مگر اس نے صاف انکار کر دیا اور کہا: ایسا کون کرتا ہے؟ میں نے اس کے بارے میں پتا کیا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت سیِّدُنا ابو جعفر بن فَرَجِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہیں۔

دو راہبوں کا قبولِ اِسلام:

﴿15307﴾... حضرت سیِّدُنا ابو جعفر بن فَرَجِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں جنگل کے راستے شام سے نکلا اور ایک میدان میں جا پہنچا۔ وہاں چند دن ٹھہرا رہا یہاں تک کہ موت کے منہ تک جا پہنچا۔ ابھی اسی میدان میں تھا کہ میں نے دو راہبوں کو دیکھا گویا وہ قریب کی جگہ سے نکلے تھے اور قریبی گرجا گھر کی طرف جانے کا اِرادہ کر رہے تھے۔ میں ان کے پاس گیا اور کہا: تم کہاں کا اِرادہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہمیں معلوم نہیں۔ میں نے کہا: کیا تم جانتے ہو کہ تم کہاں پر ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں، ہم اس کی بادشاہی اور مملکت میں اس کے سامنے ہیں۔ میں نے اپنے آپ کو ڈانٹتے ہوئے کہا: دو راہب تیرے سامنے توکُّل پر ڈٹے ہوئے ہیں؟ میں نے ان سے کہا: کیا تم مجھے اپنی صحبت میں رہنے کی اجازت دیتے ہو؟ انہوں نے کہا: جیسے تمہاری مرضی۔ میں ان کے پیچھے چل پڑا، جب رات ہوئی تو وہ دونوں اپنی عبادت میں لگ گئے جبکہ میں نماز کے لئے کھڑا ہوا اور تیمم سے مغرب کی نماز پڑھی۔ انہوں نے مجھے تیمم کرتے ہوئے دیکھا تو ہنس پڑے، جب وہ عبادت سے فارغ ہوئے تو ان میں سے ایک نے اپنے ہاتھ سے زمین کو کھودا تو پانی نمودار ہوا اور کھانا رکھا ہوا ملا۔ میں یہ دیکھ کر حیرت میں پڑ گیا تو انہوں نے کہا: قریب آؤ، کھاؤ اور پیو۔ ہم نے کھانا کھایا، پانی پیا اور میں نماز کی تیاری کرنے لگا۔ پانی زمین میں جذب ہو کر ختم ہو گیا۔ وہ دونوں اپنی عبادت میں لگے رہے اور میں علیحدہ اپنی نماز میں مصروف رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر ہم چلنے لگے اور رات تک چلتے رہے اور جب رات ہوئی تو ایک راہب آگے ہوا اور اس نے اپنے ساتھی کو نماز پڑھائی۔ نماز پڑھانے کے بعد اس نے کچھ دُعائیں مانگیں اور اپنے ہاتھ سے زمین کو کھودا تو پانی نکلنے لگا اور کھانا سامنے آ گیا۔ جب تیسری رات آئی تو دونوں راہبوں نے کہا: اے مسلم! آج کی رات تمہاری باری ہے تم **اللہ** پاک سے خیر مانگو۔ یہ سن کر میں مشقّت میں پڑ گیا اور مجھے حیا آئی، میں نے اپنا جسم سمیٹا اور بارگاہِ الٰہی میں عَرض کی: اے **اللہ**! میں جانتا ہوں میرے گناہوں نے تیرے نزدیک میرا کوئی مرتبہ نہیں چھوڑا لیکن میں تجھ سے یہ سُوال کرتا ہوں مجھے ان دونوں کے نزدیک رُسوا نہ کرنا، انہیں ہمارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور

تیرے نبی کی امت کے سامنے ہنسنے کا موقع نہ دینا۔ ابھی یہ دُعا مانگی ہی تھی کہ بہتا ہوا چشمہ اور بہت سارا کھانا ظاہر ہوگیا۔ ہم نے وہ کھانا کھایا اور پانی پیا، اسی طرح یہ معاملہ چلتا رہا یہاں تک کہ دوبارہ میری باری آگئی، میں نے اسی طرح دُعا مانگی تو دو بندوں کا کھانا اور پانی موجود تھا۔ میں نے اپنا ہاتھ روک لیا اور انہیں یہ دکھایا کہ میں کھا رہا ہوں جبکہ میں کھا نہیں رہا تھا۔ تیسری مرتبہ جب میری باری آئی تو اسی طرح ہوا جس طرح دوسری مرتبہ ہوا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: اے مسلم! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: مجھے نہیں معلوم۔ آدھی رات ہوئی تو میری آنکھ لگ گئی اور میں نے کسی کو کہتے سنا: اے محمد (بن یعقوب)! ہم نے تجھ سے ایثار چاہا اور اسی ایثار کے ذریعے ہم نے محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو انبیا اور رسولوں کے درمیان خاص فرمایا۔ یہی ان کی علامت، ان کی کرامت اور ان کے بعد قیامت کے دن تک ان کی امت کی کرامت ہے۔

پھر میری باری آئی تو اسی طرح ہوا جس طرح دوسری اور تیسری مرتبہ ہوا تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا: اے مسلم! یہ کیا ہے؟ کیوں ہم تیرا کھانا تناول کرنا کم دیکھ رہے؟ میں نے کہا: کیا تمہیں معلوم نہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ میں نے کہا: یہ ایک اخلاق ہے جس سے اللہ پاک نے ہمارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور ان کی امت کو خاص فرمایا۔ بے شک اللہ پاک نے اس کھانے میں ایثار چاہا تو میں نے تم دونوں پر ایثار کیا۔ یہ دیکھ کر ان دونوں راہبوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ پاک کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس کے رسول ہیں۔ آپ کی بات سچ ہے اور یہی بات ہم اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ اللہ پاک نے حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور ان کی امت کو ایثار کے ساتھ خاص فرمایا۔ پھر وہ دونوں مسلمان ہوگئے۔ میں نے ان سے جُمعہ پڑھنے اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا کہا۔ انہوں نے پوچھا: کیا یہ لازم ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ تو انہوں نے کہا: تم اللہ پاک سے دعا کرو کہ وہ ہمیں اس میدان سے نکال کر شام کے کسی قریبی مکان تک پہنچا دے۔ ہم چلتے رہے یہاں تک کہ ہمیں بیتُ المقدس کے مکانات نظر آگئے۔

سیّدُنا محمد بن یعقوب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی مرویات

آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا حُسنِ اَخلاق:

﴿15308﴾... حضرت سیّدُنا ابو حُمید ساعِدی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک

شخص سے کھجوریں اُدھار لیں۔ وہ شخص آپ سے اپنے حق کا تقاضا کرنے لگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”آج تو کچھ مُیَسّر نہیں، اگر چاہو تو کچھ دن مہلت دو جب بھی کچھ میسر آئے گا ہم تمہارا قرض لوٹا دیں گے۔“ وہ کہنے لگا: ”ہائے دھوکا!“ یہ سُننا تھا کہ حضرت سیِّدُنا عُمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ جلال میں آگئے۔ آپ کی یہ کیفیت دیکھ کر رسولِ خُدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اے عمر! چھوڑ دو کیونکہ حق دار کو بات کرنے کی اجازت ہوتی ہے، خولہ بنتِ حکیم اَنصاریہ کے پاس جاؤ اور دیکھو اس کے پاس ہمارے لئے کھجوریں ہیں۔“ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: بخدا! میرے پاس کھجوروں کا ذخیرہ موجود ہے۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے اس بات کی خبر نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دی تو آپ نے فرمایا: ”ان سے کھجوریں لے کر قرض ادا کر دو۔“ پھر جب صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے کھجوروں سے قرض کی ادائیگی کر دی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قرض لینے والے کے پاس تشریف لائے اور پوچھا: ”کیا تمہارے قرض کی ادائیگی مکمل ہو گئی ہے؟“ اس نے کہا: جی حضور! آپ نے قرض کی ادائیگی کر دی ہے اور اچھے طریقے سے کی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ”بے شک **اللہ** پاک کے پسندیدہ بندے وہی ہیں جو اپنا وعدہ پورا کرتے اور اچھے طریقے سے کرتے ہیں۔“[1]

﴿15309﴾... حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تیز چلنا مومن کا وقار ختم کرتا ہے۔[2]

طلبِ علم کی فضیلت:

﴿15310﴾... حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو عِلْم کی طلب میں نکلا وہ راہِ خدا میں ہے حتّٰی کہ واپس لوٹے۔[3]

اُخروی حصے سے محرومی:

﴿15311﴾... حضرت سیِّدُنا اُبَی بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ حُضُور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

1 ...معجم الصحابة للبغوی، باب العین، عبد الرحمن بن عمرو ابو حمید الساعدی، ۴/۴۳۳، حدیث: ۱۸۹۷

2 ...جامع صغیر، ص۲۸۸، حدیث: ۴۶۸۹

3 ...ترمذی، کتاب العلم باب فضل طلب العلم، ۴/۲۹۴، حدیث: ۲۶۵۶

ارشاد فرمایا: میری امت کو بارشوں سے سیرابی، بلندی اور زمین میں حکومت کی خوشخبری دو۔ بے شک جو آخرت کا عمل کرتا ہے اور اس سے دنیا چاہتا ہے تو اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔[1]

﴿15312﴾... حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود (لوہے کی ٹوپی) تھی۔[2]

حضرت سیِّدُنا عَمرو بن عُثمان مَکِّی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

ان عراقی عارفین کی جماعت میں بصیرت والے عارِف، خبر رکھنے والے عالم، شِفا بخش زبان اور کافی بیان والے حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ عَمرو بن عثمان مکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کا شُمار اولیا سے ہوتا ہے اور آپ اچھے طبیب تھے۔ آپ نے اصول کو مضبوط کیا اور وصال میں اخلاص اپنایا۔ شہروں میں سیاحت کی، محبت الٰہی کے ساتھ ظاہر ہوئے اور چُنے ہوئے عبادت گُزاروں کی صحبت پائی۔

اللہ پاک کی عظمت وشان:

﴿15313﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عَمرو بن عثمان مکی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے کسی نے ایک سُوال کیا، آپ نے مجھے اس کا جواب لکھوایا: اپنے حال ومقام پر نگاہ رکھنے کی خاطر اپنی عَقْل کا ترازو نَفْس کے لیے قائم رکھو، جو بھی مصروفیت تمہارے سامنے آئے چاہے حق ہو یا باطل اس میں تمہاری ذرا سی توجہ لگنے کے باعث تمہارا موجودہ مقام چلا جائے گا، لہٰذا جب طرح طرح کے خیالات آنے لگیں، مسائل گھیر لیں، خواہشات پریشان کریں تو بارگاہِ الٰہی کی طرف دوڑو اور اپنے آقا و مولیٰ کی پناہ لو، اُس مالک کی حفاظت میں آجاؤ جس کے دستِ قدرت میں ہی نَفع اور نقصان ہے، جس کی یکتائی، قدرت، بے مثال سلطنت اور ربانی کاموں کی انفرادیت تمہارے دل میں ہر شبہے سے بالاتر ہے کہ تنگی اور کُشادگی کرنے والا، نَفع اور نقصان پہنچانے والا، اعانت ومدد کرنے والا، بچانے والا، مضبوطی دینے والا ایک **اللہ** کے سوا کوئی نہیں، اس کے

---

[1]... الزهد لابن ابي عاصم، ماذكر ان النبي قال: من عمل... الخ، ص ۲۴، حديث: ۱۶۸
المعجم لابن الاعرابی، ۱/ ۳۳۰، حدیث: ۶۵۳

[2]... بخاری، کتاب المغازی، باب این رکز... الخ، ۳/ ۱۰۳، حدیث: ۴۲۸۶

آسمان میں اس کا کوئی شریک ہے نہ اس کی زمین میں۔ یہ ربّانی کاموں کی خالص انفرادیت میں درست قدرت کا وہ اوّلین مقام ہے جہاں اہلِ ایمان کھڑے ہیں، یہ وہ اوّلین مقام ہے جہاں ایمان والے کھڑے ہیں، یہ وہ اوّلین مقام ہے جہاں اِخلاص والے کھڑے ہیں، اَعمال کرنے سے پہلے اَعمال میں توکُّل ہونے کی شرط سے وابستہ علم کی دُرُستی کا یہ وہ اوّلین مقام ہے جہاں توکُّل والے کھڑے ہیں۔

اللہ پاک تم پر رحم فرمائے! یاد رکھو! جو حُسن، خوبصورتی، بزرگی، جمال، ہیولہ اور پیکر تمہارے دِل میں آجائے، تمہاری سوچ میں گھر کر جائے یا تمہارے دلی خیالات میں سما جائے وہ **اللہ** نہیں، **اللہ** پاک تو عظمت وبُزرگی وکمال والا ہے۔ کیا تم نے ربِّ کریم کے یہ فرامین نہیں سُنے:

﴿1﴾...

لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌۚ (پ۲۵، الشوریٰ:۱۱) ترجمۂ کنزالایمان: اس جیسا کوئی نہیں۔

﴿2﴾...

وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۠ﰃ (پ۳۰، الاخلاص:۴) ترجمۂ کنزالایمان: اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

یعنی اس جیسا کوئی نہیں، اس کی نظیر کوئی نہیں، اس کے برابر کوئی نہیں اور اس کی مثل کوئی نہیں۔

ربِّ کریم نے اپنی ذاتِ کریم کے متعلق جو ارشاد فرمایا اسی پر بس کرتے ہوئے ایمان رکھو، سر جھکالو، یقین رکھو، تصدیق رکھو، نفرت انگیز بحث اور خیال انگیز جانچ پڑتال نہ کرو، **اللہ** پاک کی شان بلند وعظیم ہے، اس کی کوئی نظیر نہیں، اس کی مَعْرِفَت کی حقیقت تک نہ خالص غور وفکر کی رسائی ہے نہ اندازے کے اطوار اسے سمو سکتے ہیں، قیامت کے دن اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیے جائیں گے اور وہ سب زمینوں کو سمیٹ دے گا، وہ قدرت وسلطنت میں ہر چیز پر غالب ہے، علم وآگہی میں ہر چیز سے واقف ہے، اس نے کسی نمونے کے بغیر، کچھ اثر لیے بغیر، کسی پس وپیش کے بغیر اور کچھ سوچ بچار کیے بغیر سب چیزوں کو پیدا فرمایا، اس کی شان اس بات سے بہت بلند وپاکیزہ ہے کہ وہ زمین میں ہو یا آسمان میں، ایسی باتوں سے اس کی شان بڑی اونچی ہے، اس نے یقین والوں کے دلوں کے لیے ایک حد مُقَرَّر فرمائی کہ بندہ اس کے آگے سر جھکا دے تو عظمت وکبریائی والے ربّ کی بارگاہ کے راستے میں جو سمندر پھیلے ہوئے ہیں ان میں بھٹک جانے سے وہ محفوظ رہے گا۔ ان

بندوں کا سر جھکانا اور انجانی چیزوں سے بے خبری کا اِعتراف کرنا ربِّ کریم نے قبول فرمالیا اور ان کے اس طرزِ عمل کو علم کی پختگی، ربّانیت اور ایمان قرار دیا۔ چنانچہ ربِّ کریم ارشاد فرماتا ہے:

وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَاۚ (پ۳، اٰل عمران:۷)

ترجمۂ کنز الایمان: اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے سب ہمارے رب کے پاس سے ہے۔

اور جیسا کہ ربِّ کریم نے اپنے فرشتوں کے کہے اس قول کی خبر ارشاد فرمائی:

لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَاؕ (پ۱، البقرۃ:۳۲)

ترجمۂ کنزالایمان: ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تُو نے ہمیں سکھایا۔

قُرب والے فرشتے بھی سب سے بہتر بنانے والے ربِّ کریم کی تعریف واضح کرنے اور سب جہان والوں کے ربّ کی کیفیت بیان کرنے سے عاجز ہیں، وہ عرش کے خاص شامیانوں میں دل و سر جھکائے یہی راہ تک رہے ہیں کہ پھیلے ہوئے روشن نور کا دیدار کرلیں، وہ عرش کے گرد گھومتے ہوئے ربِّ کریم کی پاکی اور تسبیح پکارتے ہیں، حیرت کی کیفیت میں ہیں اور ربِّ کریم کی جو عظیم قدرت ان کے سامنے ہے اور ربِّ کریم کی جن اونچی شانوں کا انہیں یقین و اقرار ہے اس کے سبب خوف اور ڈر رکھتے ہیں، جب معصوم فرشتوں کا یہ حال ہے تو بھائی! تم اپنے آپ سے کیا امیدیں لگاتے ہو اور اپنے ذہن کو اس ذات کی صفات کا احاطہ کرنے کی غرض سے کیسے آزاد چھوڑ دیتے ہو جس ذاتِ کریم کی یہ عظیم شانیں ہیں؟! اللہ پاک ہمیں اور تمہیں شکوک و شُبہات میں پڑنے سے بچائے اور اپنے ذہنوں کو اس ذات کریم کی حقیقت سمجھنے کی جُستجو میں حدیں پار کرجانے سے محفوظ رکھے جس ذات کو گمان گھیر نہیں سکتے ہیں اور دنیا میں ہماری آنکھیں اُسے دیکھ نہیں سکتیں، ان باطل خیالات اور مشتبہ گمانوں سے ربِّ کریم کی شان بہت بلند و بالا ہے۔ اپنے آقا و مولیٰ کی اور جسے نہ نیند آئے نہ اونگھ اُس ذاتِ کریم کی بس ایسی ہی معرفت رکھو۔ یہ معرِفت تمہارے لیے ہتھیار ہوگی، بڑا ساز و سامان، بڑی کاوش اور دشمن سے مقابلے میں تمہارے لیے ڈھال ہوگی جب کوئی تمہارے خالقِ کریم کے بارے میں تم سے بات کرے گا۔ یہ ہے جو میں نے تمہارے لیے بیان کیا، اسی تک محدود رہو اور اسے تھامے رکھو، پھر پناہ طلبی کے اظہارِ بے بسی اور عاجزی کی بے وقعتی کے ساتھ اس کی بارگاہ میں لو لو کہ اللہ پاک تمہاری حفاظت فرمائے اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے کہ وہی اپنے دوستوں کے دِلوں کو ٹھیک یقین پر قائم رکھتا اور ڈگمگانے سے محفوظ رکھتا ہے جیسا کہ

اس نے اپنی زمین کو تھرتھرانے سے پہاڑوں کے ساتھ روکے رکھا۔ وَالسَّلام

زمین و آسمان کی ہر بھلائی کی چابی:

﴿15314﴾... حضرت سیِّدُنا عَمرو بن عثمان مکّی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک نے اپنی راہ نُمائی کی توفیق اور اپنی رحمت سے امتحان کو اختیار کے ساتھ ملادیا ہے، قبولیت کو نیکوں کا عاشق بنادیا اور اپنی رحمت کو اپنے آسمان وزمین کی ہر بھلائی کی چابی بنادیا ہے۔ جنھیں اس نے اپنے لیے پسند فرمایا اُن میں کچھ بندے ہیں جنہیں ربِّ کریم نے اپنا بنالیا، اُنہیں اپنی عبادت کے لیے پسند فرمالیا، اپنی محبت کے لیے چُن لیا، اپنی دعوت کے لیے مقرر فرمالیا، اپنی قبولیت کے لیے ظاہر فرمایا، اپنی رضا کے اعمال میں لگایا، خاص احسان کے ساتھ اُن کی دعوت فرماکر اُن پر مہربانی فرمائی، اپنی تخلیق و مخلوقات کو ظاہر فرماکر، اُنہیں اپنا جو لُطف وکَرم اور احسان وانعام عطا فرمایا اُسے ظاہر فرماکر اُن کے دِلوں میں اپنی دعوت کو ظاہر فرمایا، یوں اُن کے لیے راستہ ہموار فرمایا اور پوشیدہ باتوں کو اُن کے دلوں پر کھول دیا۔ چنانچہ اُن کے دِل قبولیتِ حق کی طرف لپکے کیوں کہ اُنہوں نے مُعاملے کی حقیقت کو جان لیا اور ربِّ کریم کے فرماں بردار ہوئے کہ وہ ربِّ کریم کے احسانات وانعامات، اعزازات ونوازشات، عُمدہ نعمتوں، خوش گوار عطیّوں کو دیکھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ربِّ کریم کی خالص فرماں برداری کو قبول کرنے اور اس کی نافرمانی سے منہ پھیرنے میں، جن پر خُدا نے مہربانی فرمائی ان پر مہربان رہنے میں، جن چیزوں کی طرف خُدا نے بُلایا راستے میں رُکے بغیر اور سنجیدگی و مُستعدّی میں یہاں وہاں متوجہ ہوئے بغیر اُن چیزوں کی طرف بڑھنے میں اُنہوں نے تیزی دِکھائی۔ چنانچہ وہ صبح سویرے پہنچے اور اس سفر میں ساری رکاوٹوں کو کاٹ ڈالا، مخلوق کو چھوڑ کر ربِّ کریم سے وابستہ رہے، پیش قدمی والوں کی چال چلے، پختہ ارادے والوں کی سنجیدگی سے بڑھے، سبقت لے جانے والوں کی طرح ترغیب دِلائی، تھامے رہنے والوں کی طرح وابستہ رہے، محرومی و بے نصیبی سے ڈرنے والوں کی طرح قائم رہے، ربِّ کریم کے جو احسانات ہوئے اُن کے چھن جانے کا ڈر رکھا۔ چنانچہ انہوں نے جسموں کو ہلکا رکھتے ہوئے خُدا کی عبادت کی، سمجھ داری کے ساتھ اُس سے اچھا معاملہ رکھا، سچے ارادوں، خالص عزائم، بلند امیدوں اور شفاف دِلوں کے ساتھ اس کی بارگاہ کا رُخ کیا، ربِّ کریم کا ان کے ساتھ جو معاملہ ہے اس میں پیش قدمی کی کہ ربِّ کریم نے ہی اس میں پہل فرمائی ہے اور انہیں یوں بُلایا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ (پ۹، الانفال: ۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اے ایمان والو اللہ ورسول کے بُلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بُلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

چنانچہ جبکہ اللہ پاک نے انہیں اس اچھی زندگی کی طرف بُلایا اور اپنے لُطف وکَرم سے اس پر ہوشیار فرمایا ہے تو انہوں نے اخلاص کے ساتھ یہ دعوت قبول کر کے اچھی زندگی چاہی، اپنا عزم، اپنا ارادہ، اپنی امید اور اپنی خواہش اسی زندگی کے حُصول کو بنالیا، لہٰذا اس زندگی کے متعلق اُن پر جو احوال وارد ہوئے اُن احوال میں اُنہوں نے یہ زندگی دِلانے والی چیزوں کے حصول کے لیے کوششیں کیں۔

نفسوں کو سیدھا رکھنے کے متعلق اِرشاد:

﴿15315﴾... حضرت سیِّدُنا عَمرو بن عثمان مکّی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نفسوں کو سیدھا رکھنے کے متعلق فرماتے ہیں: دعوتِ ربانی قبول کرنے کے بعد نفس کو بھلائیوں میں لگانا چاہیے کہ نفس نے جو بادشاہِ حقیقی کے فرمان نہ ماننے اور غالب ربّ کی نافرمانی کی، اس نے توبہ کرنا، گناہ سے دامن دھونا، معذرت طلب کرنا، مسلسل استغفار کرنا اور گناہوں پر ڈھٹائی ختم کرنے کے لیے خدا کی پناہ مانگنے، اس کی حفاظت میں آنے اور اپنے غالب بادشاہ کی مضبوط رسّی تھامنے کے ذریعے کوشش کرنا لازم کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے نفسوں کو راہِ انصاف پر آنے پر آمادہ کیا، براہِ راست اُنہیں ملامت کی، نفسوں سے جہالت، موقع کی بربادی، شرارت اور گناہوں پر تُلے رہنے کی سرکشی کی شکل میں جو کوتاہیاں ہوئیں اُن پر اُنہوں نے نفس کو ڈانٹا، بارگاہِ الٰہی میں اپنے نفسوں کو جھڑکا اور اس شخص کی طرح ملامت کی جس کے سامنے سب کوتاہیاں پیش کر دی گئیں، حساب وکتاب کے معاملے کے لیے نفس کو پختہ کیا، خُدائے پاک نے جس دردناک عذاب اور سخت سزا کی وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں اُنہوں نے نفس کو اُن کا احساس دِلایا، پھر اُنہیں رُسوائی کے مقام پر کھڑا کیا، آسائشوں کے بدلے اُنہیں تنگ دستی، نفس کُشی، تکلیف اور کم سامانی میں رکھا۔ شکم سیری کے بجائے بھوک میں رکھا، سُلانے کے بجائے جگائے رکھا، آرام کے بجائے تھکن میں رکھا، بیٹھ رہنے کے بجائے کوشش میں لگائے رکھا، عُمدہ کھانوں کے بجائے بے مزہ کھانے کھلائے، نرم ملبوسات کے بجائے سخت اور کُھردرے کپڑے پہنائے، قیامِ وطن کے بجائے سفر کے اندیشوں میں رکھا، پھر

جن چیزوں کو نفس پر لازم کیا تھا اُسی قدر پر نفس کو رُکے رہنے نہ دیا، محنت و کوشش میں ایک ہی جگہ جمے نہ رہنے دیا، موازنہ کرتے ہوئے انہیں عمل بڑھاتے رہنے کا پابند کیا، انہیں ہر لمحے، ہر خیال، ہر ارادے، ہر لفظ، ہر سوچ، ہر خواہش، ہر چاہت، ہر ارادے اور ہر محبت میں زیرِ تفتیش اور حساب کتاب میں رکھا، یہی اُن کا ہمیشہ کا طرزِ عمل ہے اور اس مُعاملے میں اُن کا یہی انداز ہے جبکہ وہ مجاہدے، محنت اور اس کاوش میں لگے ہوئے ہوں۔ ان سب باتوں کے باوجود اس مُعاملے میں بارگاہِ الٰہی ہی جائے پناہ ہے، **اللہ** پاک سے ہی مضبوطی ملتی، بارگاہِ الٰہی میں ہی پناہ ملتی، نَفْس کے شر سے خُدا ہی حفاظت فرماتا، نفس کے مکر وفریب سے ربِّ کریم ہی بچاتا اور نفس کی سرکشی پر ربِّ کریم ہی دادرسی فرماتا ہے، اُس بلند بادشاہ سے مدد مانگو جو اچھوں کی فریاد رسی فرماتا، نیکو کاروں کو نجات بخشتا، پرہیز گاروں کو پناہ میں لیتا، نیکوں کی مدد فرماتا ہے، کیوں کہ ربِّ کریم جب اپنے ولی کے بڑے مجاہدوں، گراں قدر محنتوں، برداشت کی ہوئی مَشَقَّتوں اور اُٹھائی تھکنوں کو شرفِ قبولیت بخشے تو اُسے اپنی مدد وحمایت اور عزت ونُصرت سے نوازتا ہے، جسے وہ مدد دے وہ کبھی پست نہ ہو گا، جسے وہ عزت دے وہ کبھی زیر نہ ہو گا، جس کا وہ مددگار ہو وہ کبھی ذلت نہ اُٹھائے گا، ربِّ کریم نے انہیں یقین کی راحت عطا فرمائی، اُن کے لیے بارگاہِ الٰہی سے قبولیت والی تصدیق اور حق تک رسائی کی نشانیاں روشن فرمائیں اور اُن پر اضافی انعام کے تسلسل کی بارش برسائی، وہ تحفوں، احسانوں اور عزت افزائیوں سے مالا مال ہوتے رہے، فضل ورحمت کی مہربانیاں اُن پر نچھاور ہوئیں، کیوں کہ بندہ ربِّ کریم کے قُرب کے لیے جو تگ ودو کرتا، بارگاہ تک رسائی کا وسیلہ پانے کے لیے جو کوششیں کرتا، فضیلت پانے کے لیے جو بڑھ چڑھ کر محنت کرتا، بندگی بجالانے کے لیے جو جلدی کرتا، نیّت کو پُر خلوص رکھتا، رغبت کامل رکھتا، محبّت کو ٹھیک رکھتا ہے تو بندے کی ان سب کاوشوں سے پہلے ہی درحقیقت ربِّ کریم کا کَرم شامل ہوتا ہے۔ **اللہ** پاک نے ہی بندے کو اس مقام پر رکھا اور اس طرف بُلایا ہے لہٰذا پہلے ہی سے ربِّ کریم کا کرم شامل ہے۔ جو کچھ ہم نے بیان کیا، غم وخوشی، آرام ومَشَقَّت، آسودگی اور تھکن، آسانی ومحنت، اشک وغم، خوف ورنج، یہ سب زندگی ہے اور زندگی کے مُعاملات ہیں، یہ احوالِ زندگی کا دھارا ہے اور زندگی کے جُدا جُدا ذائقے ہیں، یہ سب اُس زندگی کے احوال ہیں جس کی طرف ربِّ کریم نے بُلایا ہے اور دلوں کو اس پر اپنے اس فرمان سے آگاہ فرمایا ہے:

اِسۡتَجِیۡبُوۡا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوۡلِ اِذَا دَعَاکُمۡ لِمَا یُحۡیِیۡکُمۡ ۚ (پ۹، الانفال: ۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اللہ ورسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔

اِخلاص والے پرہیز گار:

﴿15316﴾... حضرت سیِّدُنا عَمرو بن عثمان مَکّی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اِخلاص والے پرہیز گار وہ ہیں جنہوں نے اپنے سب حالوں، عملوں، جُنبشوں اور سُکون میں اپنے دلوں کے اعمال اور نیّتوں پر نظر رکھی، ربِّ کریم کی فرماں برداری پر جو اِستقامت ضروری ہے اس پر گامزن رہے، اپنے مُعاملات میں ربِّ کریم کی طرف نظر رکھی، اس بات سے ڈرتے رہے کہ کہیں اُن کے مُعاملات بگڑ نہ جائیں۔ چنانچہ اللہ پاک نے انہیں اپنی نگہبانی عطا فرمائی، یہ وہ مقام ہے کہ ربِّ کریم کے اُنہیں دیکھنے اور اُن کی پوشیدہ باتوں پر نظر فرمانے اور ان کے جنبش و بے حرکتی سے ربِّ کریم کے واقف ہونے کا مسلسل دھیان رکھتے ہوئے اُن کے دل ہمیشہ چوکنا رہتے اور دل علمِ الٰہی پر مُتنبّہ رہتے ہیں۔ چنانچہ ان کے دل میں جو خیال، جو عزم، جو ارادہ، جو محبت اور جو خواہش پیدا ہوتی ہے وہ اس چیز میں ربِّ کریم کے علم کا دھیان رکھتے ہیں، لہٰذا سوچنے سمجھنے کے بعد ہی اعضاء کو باطنی تحریک جنبش دیتی ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿1﴾...

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا ﴿۱﴾ (پ۴، النساء: ۱)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔

﴿2﴾...

وَ مَا تَکُوۡنُ فِیۡ شَاۡنٍ وَّ مَا تَتۡلُوۡا مِنۡہُ مِنۡ قُرۡاٰنٍ وَّ لَا تَعۡمَلُوۡنَ مِنۡ عَمَلٍ اِلَّا کُنَّا عَلَیۡکُمۡ شُہُوۡدًا اِذۡ تُفِیۡضُوۡنَ فِیۡہِ ؕ (پ۱۱، یونس: ۶۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم کسی کام میں ہو اور اس کی طرف سے کچھ قرآن پڑھو اور تم لوگ کوئی کام کرو ہم تم پر گواہ ہوتے ہیں جب تم اس کو شروع کرتے ہو۔

جب دل اس عمل پر قائم رہتے ہوئے خوفِ خدا پر کاربند رہیں تب اِخلاص اور کامل عمل پورا ہوتا اور ربِّ کریم انہیں حیا کی دولت سے نوازتا ہے، خوفِ خدا پر کاربند رہنا حیا کو پھیلاتا اور بڑھاتا ہے۔ حیا دوامِ طہارت کے ساتھ دِلوں کو آباد کرتی اور دِلوں سے پانی کی مٹھاس اور پھر خواہشات کی مٹھاس نکال دیتی ہے، حیا کی ہمیشگی سے

دِلوں میں ربِّ کریم کی حُرمتوں کی عظمت بیٹھ جاتی ہے کہ جلالِ ربانی سے حیا کرتے ہوئے وہ شانِ الٰہی کی تعظیم کرتا ہے، کیوں کہ ربِّ کریم کی حُرمتوں کی تعظیم کرنا دلوں کو اس آبِ حیات سے دھو دیتا ہے جو ربِّ کریم کی نعمتوں سے آتا ہے۔ چنانچہ ان کے دلوں کو دنیا بوسیدہ لگتی، چیزیں کم تر محسوس ہوتیں، جن ثوابوں کا وعدہ ہے ان پر گہری نظر جمانے سے یقین مضبوط ہوتا، انہیں بھلائی تک پہنچاتا ہے اور یوں یقین انہیں دنیا کو بڑا سمجھنے، دنیا کے لیے تگ و دو کرنے اور دنیا جمع کرنے سے سرزنش کرتا اور روک دیتا ہے۔

شکر کی تعریف:

﴿15317﴾... حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عثمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یاد رکھو! نعمتوں پر خوش ہونا اور ان پر اظہارِ مُسَرَّت میں یوں مشغول ہونا کہ نفس پر ان کا شر غالب آجائے اور نفس انہیں کو بڑی خوش قسمتی سمجھنے لگے یہ دلوں کی شکر گزاری نہیں ہے، بلکہ جب دلوں میں نعمتوں کی خوبصورتی اور پاکیزگی کی آب و تاب اتر جائے، دلوں میں انعام و احسان فرمانے والے کی یاد جگانے والی چیزوں کے ساتھ معیارِ زندگی معتدل ہو جائے، ان کی خوشی ربِّ کریم کی شکر گزاری کے ساتھ وابستہ رہے اور نعمت انہیں بارگاہِ الٰہی میں خوشی منانے، اس کی یاد اور حمد و ثنا کی طرف لے جائے تو دلوں کے ذوق کے مطابق یہ شکر کی تعریف ہے۔ چنانچہ جب میں نے نفسانی لذّتوں پر خوشی منانے کے بجائے نعمت فرمانے والے کی بارگاہ سے خوشی مناتے ہوئے خوشی کو مقاماتِ شکر کی طرف پھیرا اور نعمت سے ہونے والی نفسانی لذّت کی طرف نہ دیکھا تو یہ سب خوشیاں بارگاہِ الٰہی سے رِضا والی اور ربِّ کریم کی رضا پر دلوں کی بَشَّاشَت والی خالص خوشیاں ہو گئیں۔ اَحکام تب بدلتے ہیں جب پسند بدلتی ہے اور تقدیر پر خوشی نہیں رہتی۔ خوشی محبّتِ الٰہی سے ملی ہوئی ہوتی ہے جو کہ ایمان کی گرہوں میں بندھی ہوئی اور مَعْرِفت کی بنیاد میں موجود ہے کیوں کہ یہ تین حالتوں سے خالی نہ ہوگا: (1)...توحیدِ ربانی کے لیے اِخلاص، (2)...اس کی رَبُوبِیَّت پر رِضامندی اور (3)...ہر چیز پر اس کی محبّت۔ کیوں کہ وہ بندے کا معبود ہے، اس کے نفع و نقصان، بلندی و پستی اور زندگی و موت کا مالک ہے۔ چنانچہ محتاجی کی تکلیف سے دل اس کے عاشق ہو گئے۔ یہ اس محبت کا مطلب ہے جو کہ ایمان کی گرہوں میں بندھی یوں ضروری ہے جیسے ایمان ضروری ہے۔

سیِّدُنا عَمْرو بن عثمان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے مروی حدیث پاک

مُصَنِّفِ کتاب حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا عَمْرو بن عثمان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ علمی فُنُون میں بہت مہارت رکھتے تھے۔ آپ کی مسند روایتوں کی تصانیف اور روایتیں مشہور ہیں۔ چنانچہ

شیطانی کام کی چابی:

﴿15318﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ رحمتِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے، ہر مسلمان بھلائی پر ہے، جو تمہیں نفع دے اس کی جستجو کرو اور بے بس نہ رہو، اگر تمہیں کوئی چیز نصیب نہ ہو تو کہو: ایسا ہی مقدر کیا گیا اور ایسا ہی ہوا۔ اگر، (ایسا ہوتا) نہ کہو کہ یہ شیطانی کام کی چابی ہے۔“(1)

حضرت سیِّدُنا رُوَیم بن احمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

اُن بزرگوں میں ایک ہستی نہایت ذہین، بلند مرتبہ، فصیح و بلیغ اور پختہ رائے بزرگ حضرت سیِّدُنا ابو الحسن رُوَیم بن احمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی بھی ہے، آپ قرآنِ پاک کے عالم، معانی کے عارف، حقائق کی طرف کامل متوجہ تھے، انہیں علمِ فیصلہ کا خوش نُما ہار پہنایا گیا، علتیں اور اسباب ان کے پاؤں کی زنجیر نہ بنے۔ آپ نے اپنے دادا کا نام حضرت سیِّدُنا قاری رُوَیم بن یزید رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بتایا جو کہ حضرت سیِّدُنا لیث بن سعد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اور اسماعیل بن یحییٰ تیمی سے روایت کرتے ہیں۔

اِخلاص اور مردانگی:

﴿15319﴾... حضرت سیِّدُنا رُوَیم بن احمد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اخلاص یہ ہے کہ تم اپنی نظر اپنے کاموں سے اونچی رکھو اور مردانگی یہ ہے کہ تمہارے بھائیوں سے غلطیاں ہوں تو انہیں مجبور سمجھ کر معاف کر دو اور ان کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کرو کہ تمہیں ان سے معافی مانگنے کی نوبت آئے۔

(1)...مسلم، کتاب القدر، باب فی الامر بالقوۃ... الخ، ص۱۰۹۸، حدیث: ۲۶۶۴ بتغیر قلیل

﴿15320﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن فارس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا رُوَیم بن احمد رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت سیِّدُنا ابو جعفر حدّاد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے سوال پوچھا: دونوں میں سے کون سی حالت افضل ہے، صَحْو (ہوش مندی) یا سُکر (بے خودی)؟ اس سوال پر حضرت سیِّدُنا رویم بن احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جلال میں آگئے اور فرمایا: بخدا نہیں! کیا تم یوں ساکت رہ سکتے ہو جیسے سمندر کی اتھاہ گہرائی میں چٹان ساکت ہوتی ہے؟ اگر تم ساکت ہوئے تو وہ تمہیں سونپ دے گا اور اگر بے چین ہوئے تو تمہیں طلب فرمالے گا، کیا تم نے یہ ارشادِ ربانی نہیں سنا!

فَمُسْتَقَرٌّ وَّ مُسْتَوْدَعٌ ؕ (پ۷، الانعام: ۹۸) ترجمۂ کنزالایمان: پھر کہیں تمہیں ٹھہرنا ہے اور کہیں امانت رہنا۔

کسی نے حضرت سیِّدُنا رُوَیم بن احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عرض کی کہ مجھے نصیحت فرمائیے۔ فرمایا: بس اپنی روح لگادو، اس سے ہٹ کر جو بناوٹی صوفیوں کی خرافات ہیں ان میں مت پڑو کیوں کہ صوفیائے کرام کے وہ اصل معاملات اصول پر مبنی ہوتے ہیں۔

﴿15321﴾... حضرت سیِّدُنا رُوَیم بن احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے کہ احوال سے دل لگالینا دھوکا ہے۔ یہ بھی فرمایا کرتے: مَعْرِفَت والوں کا دکھاوا اُن مسافروں کے اخلاص سے بہتر ہے جو ابھی بارگاہ تک پہنچے نہیں ہیں۔

دو سبب اور ہر سبب کی دو وجہیں:

﴿15322﴾... حضرت سیِّدُنا رُوَیم بن احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ طالبانِ حق حیران و پریشان ہیں، بارگاہِ الٰہی کے مسافر سُست پڑگئے ہیں، عِلمِ معرفت سے نسبت رکھنے والوں کو اَحوال و اہلِ احوال کی بے قدری اور اعمال میں سُستی کے مختلف طبقوں اور جُدا مقاموں پر دیکھ کر عبادت گُزار اور علمائے کرام خواہشوں کے غلبے سے مدہوش ہوگئے ہیں، جن بلندیوں تک اُن کے مرتبوں کی پہنچ نہ ہو سکی ان تک رسائی سے بے بسی محسوس کرکے اور بلندیوں کی جو باتیں سُنی ہیں اُن سے دھوکا کھاکے وہ بلند چوٹیاں پھلانگ گئے ہیں۔ چنانچہ مجھے یہ جاننے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ کون سی بات ہے جس نے انہیں اس فتنے میں ڈالا ہے، وقت سے پہلے ہی اس منزل پر ٹھہرادیا ہے اور وقت آنے سے پہلے ہی وہاں پڑاؤ ڈالنے کو انہوں نے کوئی بڑی بات نہ سمجھا۔ چنانچہ اس کے دو سبب سامنے آئے اور ہر سبب کی دو وجہیں ہیں۔ ایک سبب ہے بلند مرتبے کے لیے حق و صداقت

والوں نے جو ریاضتیں کیں وہ ریاضتیں نہ کرپانا لیکن اس مرتبے کو پانے میں بے صبری دکھانا۔ دوسرا سبب ہے بارگاہِ الٰہی کے مسافروں کے راستے سے واقف نہ ہونا اور اپنے حقوق و فرائض کے معاملے میں تقوے کا دھیان نہ رکھنا۔ وہ ان کی طرف سے ایسے نام پر راضی ہوگیا جس نام کے تحت ایسی کوئی حقیقت نہیں جو انہیں اپنی طرف بُلائے نہ ایسا مقام ہے جو انہیں بے پروا کردے، میں نے ان کا یہ معاملہ دیکھا تو میرے دل نے کہا کہ ان معاملات کو بیان کیا جائے اور جو بات سُننے والے ہیں انہیں پکارا جائے، ان کے اسباب کا پتا لگایا جائے اور ایسی نادانیوں سے ہوشیار کیا جائے اور پتا لگایا جائے کہ یہ کہاں سے آئے؟ کس کے بل بوتے پر یہ سب کررہے ہیں؟ اور جن راہوں پر چل رہے ہیں وہاں کس کے ساتھ وابستہ ہوکر گئے ہیں؟ چنانچہ ان کے اصول ومقامات کے مختلف ہونے کے اعتبار سے موجودات کی پیدائش کے بارے میں ان کے جو مختلف نظریات ہیں ان پر ان کے سرکردہ لوگوں سے سُوال وجواب کرکے اور ان کے پیشواؤں سے مباحثہ کرکے میں نے ان پوشیدہ باتوں کی تلاش وجستجو شروع کی۔ ان کے اختلاف کی دو بڑی بنیادیں ہیں، ہر گروہ ایک ایک بنیاد کو تھامے ہوئے ہے۔

ایک گروہ کہتا ہے: جب ہم نے دیکھا کہ کائنات میں جو کام اور دوسری چیزیں یعنی اجسام وعوارض رونما ہوتے ہیں ان میں دو صورتیں ہوتی ہیں۔ یا تو وہ ایسی نئی چیز ہے جو کسی علت کے اور کسی ایسے سبب کے بغیر وجود میں آئی ہے جو سبب اسے نافذ کرنے کے لیے آگے بڑھائے اور اس کے سبب یہ رونما ہوئی ہو۔ یا پھر کسی علت کے بغیر اور نفاذ کے لیے آگے بڑھانے والے کسی سبب کے بغیر اس چیز کا ظُہور ہوا ہے۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ اس گروہ کے قول کی بنیاد ان کے وہ بنیادی نظریات ہیں جن سے وہ وابستہ رہتے ہیں اور انہی کی طرف لوٹ کر آتے ہیں۔ یہ نظریات کہ مخلوقات کے افعال واقوال سب **اللہ** واحدِ قہّار کے ہیں، تو یہ لوگ جس بات کی طرف بڑھے اور شبہے میں پڑے ہیں اس کی مجھے کوئی بنیاد نہیں ملی، کیوں کہ بنانے والے نے جو بھلائی اور بُرائی بنائی ان میں وہ فرق نہ کرسکے اور ہدایت پانے والے کی ہدایت اور گمراہی میں پڑنے والے کی گمراہی میں وہ فرق نہ کرسکے۔ چنانچہ انہیں یہ علّت وابستہ ہوگئی جو ان کی ذاتوں اور ہیئتوں کے نوپیدا کاموں کو محیط ہے، جو میٹھے خوشگوار پانی اور کڑوے کھارے پانی کو، خوب صورت وبد صورت کو، ظلم وانصاف کو اور اچھے وبُرے کو محیط ہے۔ اور ربِّ کریم نے ان کے مابین فرق بیان فرمایا:

﴿1﴾...

وَ هُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌۚ (پ۱۹، الفرقان: ۵۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے رواں کیے دو سمندر یہ میٹھا ہے نہایت شیریں اور یہ کھاری ہے نہایت تلخ۔

﴿2﴾...

هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُؕ (پ۷، الانعام: ۵۰)

ترجمۂ کنزالایمان: کیا برابر ہو جائیں گے اندھے اور انکھیارے۔

﴿3﴾...

اَوَ مَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَ جَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَاؕ (پ۸، الانعام: ۱۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور کیا وہ کہ مُردہ تھا تو ہم نے اُسے زندہ کیا اور اس کے لیے ایک نور کر دیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے وہ اس جیسا ہو جائے گا جو اندھیریوں میں ہے ان سے نکلنے والا نہیں۔

﴿4﴾...

مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ كَالْاَعْمٰى وَ الْاَصَمِّ وَ الْبَصِیْرِ وَ السَّمِیْعِؕ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًاؕ (پ۱۲، هود: ۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: دونوں فریق کا حال ایسا ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے۔

﴿5﴾...

لَّا یَسْتَوِی الْخَبِیْثُ وَ الطَّیِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِیْثِۚ (پ۷، المآئدة: ۱۰۰)

ترجمۂ کنزالایمان: تم فرما دو کہ ستھرا اور گندہ برابر نہیں اگرچہ تجھے گندے کی کثرت بھائے۔

میں نے دیکھا کہ ربِّ کریم نے اگرچہ چیزوں کو اسباب سمیت اور اسباب کے بغیر پیدا فرمایا ہے لیکن اپنی تخلیق شدہ چیزوں کے درمیان اپنی کچھ مخلوقات کو فضیلت بخشی ہے اور اس بات کو اپنی آیات میں بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ربِّ کریم نے بعض چیزوں کو بعض دیگر چیزوں پر جو فضیلتیں دیں انہیں یہ گروہ بھول گیا، یہ سب ربِّ کریم کے فرمان سے ہی ہے، اس مُعاملے میں اس کا حکم نافذ ہوا ہے لیکن وہ اس معاملے کے ہر عیب و قُصور سے پاک ہے، یہ گروہ والے بھول گئے کہ ربِّ کریم نے اپنی مخلوق کو مختلف طبیعتوں اور جدا تقاضوں والا پیدا فرمایا ہے۔ لوگوں کے مزاج زمینی و انسانی ہیں، لوگوں کی طبیعتیں اپنی خواہشوں اور ضرورتوں کا مطالبہ کرتی ہیں،

روح کو خوشگواری پسند ہوتی ہے اسے شفافیت اور اعلیٰ مقام کی طلب ہوتی ہے۔ ربِّ کریم نے عقل کو ان دونوں کے درمیان ایک چراغ بنایا دونوں اس چراغ کو اپنی طرف کھینچنا چاہتے ہیں تاکہ انہیں اپنے لیے جس حصے کی طلب ہے اس کے لیے عقل سے مدد لیں، دونوں میں سے جو عقل پر قابو پالیتا ہے وہ دل پر قبضہ کرنے بڑھتا ہے، جب دونوں میں سے کوئی ایک دل پر قبضہ کرلے تو اگر یہ عقل کی تاثیر ہو تو سب اعضاء اس کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ نفس کی طبیعت میں اگرچہ اپنے متعلقہ کام میں جلد بازی ہے یونہی اس کی طبیعت میں دوسرے کام کا اثر قبول کرنے میں بھی جلد بازی ہے یونہی روح کے ساتھ جو معاملہ رکھا جائے اس میں روح کی بھی ایک تاثیر قبول ہے۔ میں نے دیکھا کہ نفس کے شاہی تخت پر خواہش براجمان ہے، جہالت اس کا وزیر اور ظلم وناانصافی اس کے کام ہیں، میں نے دیکھا کہ یہ سب چیزیں اگرچہ تدبیر وبادشاہِ غالب کے قبضے میں ہیں لیکن قابو سے باہر ہیں، غور وفکر، درگزر، پیش قدمی اور دست برداری کو جگہ دیتے، آزمائش کا سبب بنتے، دوستی کا مُوجب بننے والے اور دشمنی ظاہر کرنے والے امتحان کو جاری کرتے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس معاملے میں مقامات مختلف، احوال جداگانہ، معرفتیں الگ الگ ہیں، کوئی کوتاہی والا ہے جسے کوتاہ بینی نے گھیرا ہوا ہے، وہ اپنی سُستی کا معترف اور خود کو ملامت کرتا ہے، تو کوئی وہ ہے جو بازی لے گیا اور ربِّ کریم کی عبادت میں اپنی سب کوشش لگادی لیکن اس سے بھی ان کا مقصد پورا نہ ہوا، وہ عبادتِ الٰہی سے وابستہ رہے، اپنی جد وجہد پر اور اپنے لیے جو محاسبہ کیا اس کے حُصُول پر نظر رکھی۔ دوسرا جو ہے وہ اپنی جدّ وجہد کے باوجود اپنے احوال میں گرفتار ہے، اس کی امیدوں نے اور اعمال کے خُلُوص نے اسے منزل پر پہنچادیا، وہ اپنے ارادے میں مخلص رہا، اپنی سب کوشش لگادی اور اپنے حصے تک پہنچ گیا۔ چنانچہ میں نے ان سب کے تذکرے سے منہ موڑلیا۔

معرفت والوں کا **دوسرا گروہ** وہ ہے جو اپنے مقامات، اپنی سیر، اپنے چلن، عقلوں کے بھٹک جانے والے صحرا کی گھاٹیاں سر کرنے، حیرت کی مشقت سہنے، ہلاکت والوں کی کھائی اور استقامت کے راستے سے گزر جانے میں اپنے عجائب کی طرف متوجہ ہے۔ میں نے انہیں اس آنکھ سے دیکھا جس سے کوئی چھپنے والا اپنے پردے میں چھپ نہ سکے، ان میں جسے اپنے مقام کے متعلق دھوکا ہوا وہ فریب میں ہے، کوئی ایسا ہے جو علمِ جمع وتفریق کے درمیان گہرے سمندر میں اس کے اشارے کے تحت پچھاڑا ہوا ہے۔ میں نے اس کا حال اس سے

بھی برا دیکھا جو آسمان سے گرا، پرندے اسے اچک لے جاتے یا ہوا اسے کسی دور جگہ پھینکتی ہے۔

تیسرا گروہ وہ ہے جو اپنی جگہ مر مٹ جانے سے دل لگا چکا، اپنے زمانے والوں کے ساتھ رہنے کی گہرائی تک پہنچ گیا، نہ وہ فنا کی آگہی کے تقاضے پر عمل کرتا ہے اور نہ رہنے کی راحت ہمیشہ رہتی ہے، وہ اپنی سرکشی میں بھٹک گیا، اس کے احکام اسے سمجھ نہیں آتے، اسے حق و باطل، خالق و مخلوق، کام کرنے والے اور جس پر کام ہوا، تاثیر اور اثر پذیری، ظاہر و باطن اور عاجز و قادر کا فرق سمجھ نہیں آتا ہے، وہ اس کی طرح ہو گیا جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرالیا اور **اللہ** پاک نے اسے باوصفِ علم گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مُہر لگادی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈالا تو **اللہ** پاک کے بعد اسے کون راہ دکھائے۔

چوتھے گروہ والوں نے اپنے بارے میں سمجھا کہ مجھے اپنے مقام پر قابو دے دیا گیا ہے، اس کے سامنے احکام ظاہر ہوئے تو اس کے پاس احکام کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔ ان کے نزدیک احکام مخلوق پر اس لیے معلق ہیں کہ ان کے آثار دیکھے جائیں، ارادے موجود ہوں، احوال مختلف ہوں، وہ اپنے نفسوں میں مشاہدہ کریں کوئی مضبوط عقل والا ہے تو کوئی خواہش کے جھکاؤ والا ہے۔ جبھی ان کے نزدیک اس کا حکم معلق رہا، ان کی طرف پابندیوں کے قاصد بھیجے گئے، پیغمبر ان کے پاس بھیجے گئے۔ چنانچہ ان گروہ والوں پر جہالت نے قبضہ جمالیا، خود پسندی نے انہیں جکڑ لیا، پھر دانشوروں کے لیے ان کا علاج ممکن نہ رہا، دانشوروں کی باریک حکمتیں ان تک نہ پہنچیں کیوں کہ وہ وُجود کو چھوڑ کر محرومی سے وابستہ ہوگئے اور اگر یہ جگہ حق کے وجود سے پُر ہوتی تو ضرور اَحکام اپنے راستوں پر چلتے رہتے اور مَعْرِفَت کے نشے اور مصیبتوں سے وہ سلامت رہتے۔

وہ فرقہ جنہیں اشارہ علمِ توحید تک لے جائے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے وقتوں میں احوال کا پورا ساتھ دیا، اعمال کو اخلاص ووفا سے پورا کیا، وہ ایک مقام کو مضبوط کرنے سے پہلے دوسرے مقام کی طرف نہ بڑھے، اس علم سے نہ چمٹے جس علم کے اہل کے مرتبے پر وہ نہ پہنچے اور اس مرتبے تک رسائی والوں کے ٹھہرنے کی طرح وہاں پڑاؤ نہ ڈالا تاکہ پاکیزہ احوال کی چوٹی تک پہنچ جائیں، انہوں نے اس کے علم کو سمجھا یہاں تک کہ یہ علم انہیں علمِ معرفت تک لے گیا۔ چنانچہ انہوں نے اہلِ تحقیق کی طرح ربِّ کریم کا یقین پایا، وہ اس سب میں حق تعالیٰ کے اس تعلق سے وابستہ ہیں جس سے پاکیزہ عُلُوم جنم لیتے ہیں، ربِّ کریم نے انہیں جن کاموں میں رکھا ان

کاموں میں ان لوگوں پر حقیقت کا غلبہ ہے۔ چنانچہ وہ اس کے بلند مقام، لٹیرے نفس اور جھگڑالو طبیعت میں حقیقی وازلی تعلق اور ربانی بصارت وعلوم لے کر آئے جن کے ساتھ عطا کردہ قوت واخلاص، توحید کی تجدید اور بشریت کا فنا تھا۔ اس میں علوم واختیارات اس تعلق کے ساتھ وابستہ ہیں جس سے حق ایجاد وثابت کرنے والی اور باطل کو برباد کرنے والی حقیقت شروع ہوتی ہے۔ اس بارے میں ربِّ کریم نے اپنے دوستوں کو خبر عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿1﴾...

لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَ یُبْطِلَ الْبَاطِلَ (پ۹، الانفال:۸) ترجمۂ کنزالایمان: کہ سچ کو سچ کرے اور جھوٹ کو جھوٹا۔

﴿2﴾...

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَیَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ (پ۱۷، الانبیآء:۱۸) ترجمۂ کنزالایمان: بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اس کا بھیجہ نکال دیتا ہے تو جبھی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے۔

جب ربِّ کریم کے کسی دوست اور پیارے کی حقانیت پر حق نیام سے باہر ہوتا ہے تو ہر باطل کو اپنی محتاجی وپستی کا احساس ہوتا ہے اگرچہ اسے حق نے ہی بنایا ہے۔ جس جگہ حق ہوتا ہے وہاں باطل کا کوئی غلبہ واثر نہیں رہتا ہے کیوں کہ جس کی انسانی حرکات، طبعی نَفْس، نفسانی خواہشات اور ذہنی وہموں کو حق نے فنا کیا اس پر وہ حقیقت غالب آجاتی ہے جس سے سب تصرف واختیار، پیش قدمی وبندش اور سکون وجنبش وابستہ ہیں، اس کی وہ نشانیاں ہیں جو اس کے مقام کی دُرُستی اور بلند شان کو ثابت کرتی ہیں، افعال اس پر اختلاف نہیں لاتے اور اقوال اس کے یہاں گڈمڈ نہیں ہوتے، اس کے یہاں افعال میں یوں تفاوت نہیں آتا جیسے اس کے افعال میں ہوتا ہے جس کے آثار اس کے افعال میں دخل رکھتے ہوں اس کی خواہش اس کی خوب روئی پر غالب ہو، اس کی عقل اس کی جہالت قید کرلے اور علوم کے جن اعتقادات سے وہ چمٹا ہوا ہے ان میں وہ دھوکے میں پڑا ہو۔ ایسے آدمی کو حقیقتوں کی گہرائی میں اُترنے کی گنجائش نہیں ملتی ہے۔ ذرہ برابر ان چیزوں کو نہیں دیکھتا جنہیں اہل لوگوں نے روایت کیا ہے یعنی علمِ توحید، گوشہ نشینی کی لذت حالانکہ وہ خود توحید پر پوری طرح کاربند نہیں ہوتا، وہ گوشہ نشینی کی لالچ میں ہوتا ہے حالانکہ خود گوشہ نشینی سے دور ہوتا ہے۔ اس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا

ٹھہرالیا ہے اور اللہ پاک نے اسے باوصفِ علم کے گمراہ کیا کیوں کہ وہ اس چیز کی لالچ میں تھا جس میں حقیقت اسے راس نہ آئی۔ہائے افسوس!!

خیر یہ اصحاب اشارہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے لیے ایسا کوئی ارادہ باقی نہیں رہتا جو ان کو کسی بُرے کام کی یاد کی طرف لے جائے، سوائے یہ کہ یہ چیز انہیں کسی علم سے روشناس کرادیتی ہے کیوں کہ ان کی حرکات حق سے حق کے ساتھ ہوتی ہیں جنہیں بشری خطرات پیش نہیں ہوتے اور نہ طبعی افعال ان کے لائق ہوتے ہیں وہ حق ہی کہتے ہیں اور خواہش سے بات نہیں کرتے ہیں۔

ربِّ کریم نے حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ؕ﴿۳﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَهٗ شَدِیۡدُ الۡقُوٰی ۙ﴿۵﴾

(پ۲۷، النجم: ۳تا۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے۔

پانچواں گروہ جنہوں نے اس چیز سے دھوکا کھایا جو انہیں دیا نہیں گیا اور ان پر غالب علتیں ان کی طبیعتوں کی ان حرکات سے جُدا نہ ہوئیں جو اپنی حاجت وخواہش کی طرف بُلاتی ہیں تو ان کی مثال ایسی ہے جیسا کہ ربِّ کریم ارشاد فرماتا ہے:

﴿1﴾...

وَمَنۡ یَّعۡشُ عَنۡ ذِکۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَیِّضۡ لَهٗ شَیۡطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیۡنٌ ﴿۳۶﴾ وَ اِنَّهُمۡ لَیَصُدُّوۡنَهُمۡ عَنِ السَّبِیۡلِ وَ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ﴿۳۷﴾

(پ۲۵، الزخرف: ۳۶، ۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جسے رتوند (اندھاپن) آئے رحمٰن کے ذکر سے ہم اس پر ایک شیطان تعینات کریں کہ وہ اس کا ساتھی رہے اور بے شک وہ شیاطین ان کو راہ سے روکتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ وہ راہ پر ہیں۔

﴿2﴾...

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اَوۡ قَالَ اُوۡحِیَ اِلَیَّ وَلَمۡ یُوۡحَ اِلَیۡهِ شَیۡءٌ (پ۷، الانعام: ۹۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے مجھے وحی ہوئی اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی۔

وہ اپنے اعمال کے قیدی ہیں، ان میں سے ہر ایک کی قسمت اس کی گردن سے لگادی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿3﴾...

وَ كُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓىٕرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖؕ (پ۱۵، بنی اسرآءیل: ۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہر انسان کی قسمت ہم نے اس کے گلے سے لگادی ہے۔

﴿4﴾...

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِیْنَةٌۙ(۳۸) اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْیَمِیْنِؕۛ(۳۹) (پ۲۹، المدثر: ۳۸-۳۹)

ترجمۂ کنزالایمان: ہر جان اپنی کرنی میں گروی ہے مگر دہنی طرف والے۔

ربِّ کریم ہمیں اور تمہیں داہنی طرف والوں میں سے بنائے جو کہ قوت والے ہیں۔ (آمین)

صبر، رِضا، یقین، توکُّل اور اُنس کی حقیقت:

﴿15323﴾... حضرت سیِّدُنا رُوَیم بن احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: صبر یہ ہے کہ شکوہ چھوڑ دیا جائے، رضا یہ ہے کہ آزمائش میں مزہ آئے، یقین مُشاہدے کا نام ہے، توکل یہ ہے کہ سب واسطوں سے نظر ہٹالی جائے اور سب سے اعلیٰ رسّی سے وابستہ ہو جائے، اُنس یہ ہے کہ تم اپنے محبوب کے سوا ہر کسی سے دور بھاگو۔

محبت کیا ہے؟

﴿15324﴾... حضرت سیِّدُنا رُوَیم بن احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ہر حال میں موافقت کرنا۔ پھر یہ شعر پڑھا:

وَلَوْ قُلْتَ لِیْ مُتْ مُتُّ سَمْعًا وَّطَاعَةً ۔۔۔ وَقُلْتُ لِدَاعِی الْمَوْتِ اَهْلًا وَّمَرْحَبًا

ترجمہ: اگر تم مجھ سے کہو کہ مر جاؤ تو میں راضی خوشی مر جاؤں اور موت کے فرشتے کو خوش آمدید کہوں۔

﴿15325﴾... حضرت سیِّدُنا رُوَیم بن احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے حال پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اس کا کیسا حال ہوگا جس نے خواہشات کو دین بنایا ہوا ہے، بد نصیبی والے کاموں کا عزم رکھتا ہے، نہ صاف ستھرا نیکوکار ہے اور نہ ہی پرہیزگار صاحبِ معرفت۔

سیّدُنا رُوَیم بن احمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی حدیث پاک

سیّدُنا صِدِّیقِ اَکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی فضیلت:

﴿15326-27﴾... حضرت سیّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں: حُضُور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے آگے چلتے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ابو درداء! کیا تم اس شخص سے آگے چل رہے ہو جس سے بہتر کسی مسلمان پر سورج طُلُوع نہ ہوا۔[1]

حضرت سیّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت سیّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو کبھی حضرت سیّدُنا صِدِّیقِ اَکبر رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے آگے چلتے نہیں دیکھا گیا۔

حضرت سیّدُنا اَبُو العبّاس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اُن بزرگوں میں ایک ہستی خوش اسلوب اور کامل پاکیزہ حضرت سیّدُنا ابو العباس احمد بن محمد بن سہل بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بھی ہے، قرآنی احکامات آپ کا شِعار تھے، واضح مَعْرِفَت اوڑھنا بچھونا تھی، آپ قادِرُ الکلام اور حق بیان تھے، قید والوں کے مرتبوں اور آزمائش والوں کے مقاموں سے آشنا ہوئے تو اُن کے سے خلوص وبلندی کی آرزو کی۔ چنانچہ ان کی تمنا پوری ہوئی اور اُنہیں آزمائشوں میں ڈالا گیا۔

قرآنِ کریم سے محبت:

﴿15328﴾... حضرت سیّدُنا محمد بن علی بن حُبَیْش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں کئی سال تک حضرت سیّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت میں رہا، ان کے نقشِ قدم پر چلتا رہا، وہ روزانہ ایک خَتْمِ قرآن کرتے تھے، رمضانُ المبارک کے مہینے میں ہر دن اور رات میں تین خَتْمِ قرآن کرتے تھے اور ایک خَتْمِ قرآن میں 17سال تک یوں مصروف رہے کہ قرآنِ پاک سے اَحکامات نکالتے اور ان احکامات کے معانی سے لُطْف اندوز ہوتے رہے اور یہ خَتْمِ قرآن مکمل ہونے سے پہلے آپ دنیا سے رخصت ہوگئے۔

[1] ...معجم اوسط، ۵/ ۲۷۳، حدیث: ۷۲۰۶

دل کے سُتون:

﴿15329﴾... فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ (پ۴، ال عمرٰن: ۹٦)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اس فرمانِ باری تعالیٰ کے تحت فرماتے ہیں: کَعْبَةُ الله شریف میں مقامِ ابراہیم ہے اور دِل میں حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام کے ربِّ کریم کی نشانیاں ہیں، کَعْبَةُ الله شریف کے سُتُون ہیں یونہی دل کے بھی ستون ہیں، کَعْبَةُ الله شریف کے ستون ٹھوس پتھر اور دل کے ستون نور کی کانیں ہیں۔

سب سے معزز مرتبہ:

﴿15330﴾... حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: جو سُنّت کے طور طریقے اپنی ذات پر لازم کرلے تو ربِّ کریم اس کے دل کو مَعْرِفت کے نور سے ڈھانپ دیتا ہے، محبوب کے سب فرمانوں، کاموں اور اخلاق میں محبوب کی پیروی کرنے اور باتوں، کاموں، ارادوں اور مُعاملوں میں محبوب کے نقشِ قدم پر چلنے سے زیادہ مُعزز مرتبہ کوئی نہیں۔

﴿15331﴾... حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں کہ تین چیزیں تین چیزوں کے ساتھ ملادی گئی ہیں: (1) فتنے کو خواہش کے ساتھ، (2) مَشَقَّت کو اختیار کے ساتھ اور (3) آزمائش کو دعووں کے ساتھ ملادیا گیا ہے۔

معرفت والوں کے دلوں کا سکون:

حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے پوچھا گیا: معرفت والوں کے دلوں کو کس بات سے سکون ملتا ہے؟ فرمایا: ربِّ کریم کے فرمان بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے۔ کیوں کہ بِسْمِ الله میں اس کی ہیبت ہے، اس کے نام اَلرَّحْمٰن میں اس کی مدد و نصرت ہے، اس کے نام اَلرَّحِيْم میں اس کی محبّت ہے۔ پھر فرمایا: پاک

ہے وہ ذات جس نے ان ناموں کی گہرائیوں میں ان معانی کی لطافت کو جدا مرتبوں پر رکھا۔

جنتی تحفے:

﴿15332﴾... حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: تمہارا نفس تمہارے دل پر نگاہ نہ رکھتا ہو تو حکمت والوں کی صحبت اپنا کر نَفْس کو ادب سکھاؤ۔ جو حکمت کے نور سے روشن ہونا چاہے وہ اپنے نفس کو لے کر عَقْل و دانش والوں سے ملاقات کرے۔ اور فرماتے ہیں: دل کو جنّت کا اشتیاق ہوتا ہے تو جنّت کے تحفے اس کی طرف لپک کے آتے ہیں اور وہ تحفے دنیا کی تکلیفیں ہیں، کیوں کہ تکلیفیں سچ والوں کے جسموں کے لیے جنتی تحفے ہیں، جو اپنے نفس کو تکلیفوں کے قلعے تک پہنچادے اس کے دل سے لالچ بھری خواہشیں کوچ کر جاتی ہیں۔ مزید فرماتے ہیں: سچائی کی نشانی یہ ہے کہ تکلیف آنے پر بھی دل راضی رہے۔

﴿15333﴾... حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: جو نیک لوگوں کے طور طریقے اپناتا ہے وہ عزت کی محفل کے لائق ہو جاتا ہے، جو اولیائے کرام کے طور طریقے اپناتا ہے وہ قُرب کی محفل کے لائق ہو جاتا ہے اور جو انبیائے کرام عَلَيْهِمُ السَّلَام کے طور طریقوں پر چلے وہ اُنس و انبساط کی محفل کے لائق ہو جاتا ہے۔

شفقت اور غفلت:

﴿15334﴾... حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: بندۂ مومن کے ساتھ شفقت وابستہ رہی یہاں تک کہ اسے بہترین حال تک پہنچادیا، گنہگار بندے کے ساتھ غفلت وابستہ رہی یہاں تک کہ اسے بدترین حال تک لے گئی۔

﴿15335﴾... حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: اپنے دل کو ذِکْر والوں کی محفل سے اس اُمید پر قریب رکھو کہ غفلت سے بیدار ہو جائیں، خود کو نیکوں کی خدمت میں اس امید پر لگائے رکھو کہ اس کی برکت سے ربِّ کریم کی فرماں برداری کے عادی بن جاؤ۔

غضب الٰہی کو قریب کرنے والی چیز:

﴿15336﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن علی بن حُبَیْش رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا ابو العباس

بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس حاضر تھا۔ کسی نے آپ سے پوچھا: کون سی چیز ہے جو مَعَاذَ اللہ غضبِ الٰہی کو قریب کر دیتی ہے؟ فرمایا: اپنے نفس کو اور نفسانی کاموں کو اچھی نظر سے دیکھنا اور اس سے زیادہ بھاری چیز یہ ہے کہ ان نفسانی کاموں کا بدلہ بھی چاہتا ہو۔

اولیائے کرام کی چار نشانیاں:

﴿15337﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں: (1)... اپنا بارگاہِ الٰہی کے ساتھ جو پوشیدہ حال ہے اسے چھپائے رکھنا، (2)... حقوقِ الٰہی کے مُعاملے میں اپنے اعضاء کی حفاظت کرنا، (3)... خَلْقِ خدا کی طرف سے جو تکلیفیں پہنچیں انہیں صَبْر کے ساتھ برداشت کر لینا اور (4)... لوگوں کی کم زیادہ عقل کا لحاظ کرتے ہوئے ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔

﴿15338﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو حقانیت سے مشاہدۂ حق کرے سب واسطے اس سے کٹ کر رہ جاتے ہیں۔ جب تک بندہ کسی چیز کی طرف توجہ رکھتا ہے تب تک وہ حقیقی مشاہدۂ حق میں نہیں ہوتا، یہ اس کا مقام ہے جس کے لیے ولایت کی مَسْنَد بچھا دی گئی اور انتہا و غایت اس سے اوجھل نہیں ہوئی۔

آیت مبارکہ کی تفسیر:

﴿15339﴾... فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (پ۲۱، السجدۃ:۱۶) ترجمۂ کنز الایمان: ان کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے۔

حضرت سَیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ لیٹنے والے کئی طرح کے ہیں: (1)... اپنے بستر پر لیٹنے والا، (2)... اپنی ذات کے مُعاملے میں پڑا رہنے والا اور (3)... اپنی دنیا کے مُعاملے میں پڑا رہنے والا۔

مذکورہ تفسیر کی تفصیل:

❀... **اپنے بستر پر سونے والا:** وہ ہے جو (گناہ کر کے خود پر) ظلم کرتا ہے، جب کبھی خوابِ غفلت سے جاگتا تو خدا کو یاد کرتا ہے، ربِّ کریم اُسے 10 گنا ثواب عطا فرماتا ہے۔ ❀... **اپنی دنیا کے مُعاملے میں پڑا رہنے والا:** وہ ہے جو درمیانی راہ چلتا ہے، جب کبھی آنکھ کھلتی ہے تو دنیا میں مگن رہنے سے ڈر جاتا اور توبہ و استغفار کرتا ہے،

اسے سات سو گنا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ **-اپنی ذات کے معاملے میں پڑا رہنے والا:** وہ سبقت لے جانے والا ہے جو اپنی ذات پر نظر کرتا اور اپنی بے راہی دیکھتا ہے تو کہتا ہے میں ضرور ہلاکت والوں میں ہوں۔ جب اپنے نفس سے چھٹکارے کی طلب کے لیے بارگاہِ الٰہی میں اپنی فریاد کرتا ہے تو ان لوگوں میں سے ہو جاتا ہے جن کا ثواب یہ ہے:

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّاۤ اُخۡفِیَ لَہُمۡ مِّنۡ قُرَّۃِ اَعۡیُنٍ (پ۲۱، السجدۃ:۱۷) ترجمۂ کنزالایمان: تو کسی جی کو نہیں معلوم جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لیے چھپا رکھی ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یادِ الٰہی سے منہ موڑ کر ثواب یاد کرنا بھی درحقیقت بارگاہِ الٰہی سے غافل ہونا ہے۔

﴿15340﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن علی بن حُبَیْش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھے یہ اشعار سنائے:

بِاللّٰہِ اَبۡلُغُ مَا اَسۡعٰی وَاُدۡرِکُہٗ لَا بِیۡ وَلَا بِشَفِیۡعٍ لِّیۡ اِلَی النَّاسِ

اِذَا یَئِسۡتُ وَکَادَ الۡیَاۡسُ یَقۡتُلُنِیۡ جَآءَ الۡغِنٰی عَجَبًا مِّنۡ جَانِبِ الۡیَاۡسِ

ترجمہ: میں جس چیز کی طلب میں ہوتا ہوں تو اپنی یا کسی سفارشی کی وجہ سے اس تک نہیں پہنچتا بلکہ ربِّ کریم کے فضل وکرم سے ہی وہ چیز عطا ہوتی ہے۔ جب میں ناامید ہوتا ہوں اور ناامیدی میری جان لینے لگتی ہے تو حیرت انگیز طور پر اسی ناامیدی کے ایک گوشے سے بے نیازی آجاتی ہے۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن علی بن حُبَیْش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے ان کے سامنے تیسرے شعر کا اضافہ کر دیا:

اَعُوۡدُ فِیۡ کُلِّ اَمۡرٍ جَلَّ مَطۡلَبُہٗ عِنۡدِیۡ اِلٰی کَاشِفِ الضَّرَّآءِ وَالۡبَاۡسِ

ترجمہ: ہر وہ مقصد جس کی مجھے بڑی طلب ہو اسے پورا کرنے کے لیے میں سختی ومصیبت دور کرنے والے ربِّ کریم کی بارگاہ کا رُخ کرنے کا عادی ہوں۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن علی بن حُبَیْش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃ

اللہِ عَلَیْہ نے مجھے یہ اشعار سنائے:

دَبُّوْا اِلَى الْمَجْدِ وَالسَّاعُوْنَ قَدْ بَلَغُوْا جَهْدَ النُّفُوْسِ وَشَدُّوْا نَحْوَهُ الْاُزُرَ

وَسَاوَرُوا الْمَجْدَ حَتّٰى مَلَّ اَكْثَرُهُمْ وَعَانَقَ الْمَجْدَ مَنْ وَافٰى وَمَنْ صَبَرَ

لَا تَحْسَبِ الْمَجْدَ تَمْرًا اَنْتَ تَاْكُلُهٗ لَنْ تَبْلُغَ الْمَجْدَ حَتّٰى تَلْعَقَ الصَّبِرَ

ترجمہ: وہ بزرگی کی طرف رینگتے ہوئے چلے جبکہ دوڑنے والے پوری کوشش کرکے اور کمر کس کے پہنچ چکے ہیں۔ وہ بزرگی کے حصول کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھتے رہے، بالآخر ان میں سے اکثر اکتا گئے، جس نے پورا کام کیا اور صبر سے کام لیا اسے بزرگی نصیب ہوئی۔ بزرگی کو کوئی کھجور نہ سمجھو جسے اٹھایا اور کھا گئے۔ کڑوے ایلوے کو چاٹے بغیر تم بزرگی تک نہیں پہنچ سکو گے۔

حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے کہے ہوئے مزید اشعار:

ذِكْرُكَ لِيْ مُؤْنِسٌ يُعَارِضُنِيْ يُوْعِدُنِيْ عَنْكَ مِنْكَ بِالظَّفَرِ

فَكَيْفَ اَنْسَاكَ يَا مَدٰى هِمَمِيْ وَاَنْتَ مِنِّيْ بِمَوْضِعِ النَّظَرِ

ترجمہ: تیری یاد سے میرا دل بہلتا ہے، تیری یاد میرے سامنے آتی اور مجھے تیری طرف سے کامیابی کی نوید سناتی ہے۔ میں تجھے کیسے بھول سکتا ہوں اے وہ ذات جس کی بارگاہ میرے حوصلوں کی انتہا پر ہے جبکہ تیری قدرت میری نگاہ کے بالکل سامنے ہے۔

بندگی کیا ہے؟

﴿15341﴾... حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: بندگی کیا ہے؟ فرمایا: اپنے اختیار کو چھوڑ دینا اور (بارگاہِ الٰہی کی) محتاجی کو تھامے رہنا بندگی ہے۔

﴿15342﴾... حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: خبردار! جب تمہیں مشاہدۂ ربانی کا راستہ مل رہا ہو تو مخلوق کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا۔

سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرویات

مُصَنِّف کتاب فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت حدیثیں بیان فرمایا کرتے تھے۔

غلامِ نبی کی شان و عظمت:

﴿15343﴾... حضرت سیِّدُنا واثِلہ بن اَسْقَع رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلۂ بنو تمیم سے زیادہ لوگ جنّت میں داخل ہوں گے۔[1]

﴿15344﴾... حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں: لوگوں کے ساتھ مل کر نمک کھانا مجھے اکیلے فالودہ کھانے سے زیادہ پسند ہے۔

بغداد کے مشہور بزرگوں میں سے چند کا تذکرہ

حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ بغداد کے اُن مشہور بزرگوں کا تذکرہ ہے کہ جب آزمائشیں اور مصیبتیں اُترتی تھیں تو ان کے بے غُبار احوال اور کامل اقوال کے باعث لوگ ان کی دُعاؤں کی پناہ لیتے تھے، قبولیت کے متعلق ان کے واقعات مشہور تھے، ان کے اوقات مشاہدۂ ربّانی اور مُناجاتِ الٰہی سے آباد ہوتے تھے، حضرت سیِّدُنا بشرِ حافی اور حضرت سیِّدُنا معروف کرخی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کے اصحاب کی صحبت میں رہے، حق تعالیٰ نے انہیں بدلنے سے بچائے رکھا، ذِکر و شہرت کی گوشہ نشینی سے انہیں آراستہ کیا۔ ہم نے ان کے اصحاب سے ملاقات کی ہے وہ اپنی علامتوں کے ساتھ مشہور تھے، ذِکر کے گواہ تھے اور اسے غنیمت جانتے تھے نیز وقت کے مجاہد تھے۔ ان حضرات میں سے حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن سَری سَقَطی، حضرت سیِّدُنا بذر بن مُنذِر مَغازِلی، حضرت سیِّدُنا ابو احمد قَلانِسی، حضرت سیِّدُنا خَیرُ النَّسّاج اور حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن مسلم بن حمزہ بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ بھی ہیں۔ ان کا شمار بغدادیوں میں ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابراھیم بن سَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

﴿15345﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ گرامی حضرت سیِّدُنا سری سقطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: مجھے اُس پر حیرت ہے جو نفع کی طلب میں گھومتا پھرتا ہے جبکہ وہ اپنے نفس کی مانند واویلا کرتا ہے وہ کبھی نفع حاصل نہیں کرے گا۔

[1] ... ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ما جاء فی الشفاعۃ، ۴/ ۱۹۹، حدیث: ۲۴۴۹

﴿15346﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن سری سقطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ گرامی حضرت سیِّدُنا سری سقطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سُنا: اگر لوگ اپنے بدنوں پر ایسے رحم کھائیں جیسے اپنے بچوں پر رحم کھاتے ہیں تو آخرت میں خوشی پائیں۔

حضرت سیّدُنا بَدْر مَغازِلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

حنبلی بُزرگانِ دین و مُحدِّثینِ کرام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ کا مُتَّفِقہ قول ہے کہ حضرت سیِّدُنا بدر مغازلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا شمار اَبدالوں میں ہوتا ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے انوکھے واقعات معروف ہیں۔

سیّدُنا بَدْر مَغازِلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی حدیث پاک

محبوبِ الٰہی کی شان:

﴿15347﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ حُضُورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اللہ پاک بندے سے محبّت فرماتا ہے تو حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام سے ارشاد فرماتا ہے: میں فُلاں سے محبّت کرتا ہوں تم بھی اسے محبوب رکھو۔ چنانچہ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر آسمان والوں سے کہتے ہیں: اللہ پاک اپنے فلاں بندے سے محبّت فرماتا ہے لہٰذا اُس سے محبّت کرو۔ چنانچہ آسمان والے اس سے محبّت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس بندے کے لیے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔"[1] حضرت سیِّدُنا علاء بن مُسَیَّب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا سہیل بن ابو صالح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: مقبولیت کیا ہے؟ فرمایا: زمین میں محبوبیت (یعنی لوگوں کے درمیان محبوب ہونا)۔

حضرت سیّدُنا ابو احمد قَلَانِسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

حضرت سیِّدُنا ابو احمد قلانسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ عاجزی، جواں مردی، بُردباری، پاکیزہ قلبی اور سخاوت جیسے اخلاق کے مالک تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور ان سے علم حاصل کیا۔

---

1 ...مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب اذا احب اللہ عبدا احببہ الی عبادہ، ص۱۰۸۹، حدیث: ۶۷۰۵

﴿15348﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن حسن قلانسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں خواب میں ربِّ کریم کے دیدار سے مُشَرَّف ہوا، میں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے ربّ! میرے سب پچھلے گناہ بخش دے۔ ارشاد فرمایا: اگر تُو چاہتا ہے کہ میں تیرے پچھلے گناہ بخش دوں تو جو دن بچ گئے ہیں اُنہیں ٹھیک رکھ۔ میں نے عرض کی: اے میرے ربّ! اس میں میری مدد فرما۔

کھانے میں ایثار:

﴿15349﴾... حضرت سیِّدُنا مُنَبِّہ بصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا ابو احمد قلانسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے ساتھ سفر میں تھا، ہمیں بہت بھوک لگی، کھانے کی کوئی چیز مُیَسَّر آئی تو آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے ایثار کرتے ہوئے وہ چیز مجھے عطا فرمادی۔ ہمارے پاس ستّو بھی تھا۔ مجھ سے مزاحًا فرمانے لگے: میرے اونٹ بنو گے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ چنانچہ آپ ستّو مجھے کھلا دیتے اور اس حکمتِ عملی سے ایثار فرماتے۔

حضرت سیِّدُنا ابو احمد قلانسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا ابو محمد رِباطی مَروزی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی بابرکت صحبت میں رہے ہیں اور ان کے ساتھ جنگلات طے کیے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا ابو محمد رباطی مروزی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے ہی یہ اچھے اخلاق سیکھے ہیں۔ واقعہ یہ تھا کہ حضرت سیِّدُنا ابو محمد رباطی مروزی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے یہ شرط رکھ دی تھی کہ سفر میں امیرِ قافلہ میں ہی بنوں گا۔ چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابو محمد رباطی مروزی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ خود بھوکے پیاسے رہتے حضرت سیِّدُنا ابو احمد قلانسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو کھلاتے پلاتے تھے اور ایثار کرکے آسائش کا سب سامان انہیں عطا فرماتے تھے۔

امیرِ قافلہ ہو تو ایسا:

ایک مرتبہ دونوں حضرات جنگل میں تھے۔ بادل گھر آئے، گھپ اندھیرا چھا گیا اور تیز آندھی کے ساتھ طوفانی بارش ہونے لگی۔ حضرت سیِّدُنا ابو محمد رباطی مَروزی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا ابو احمد قلانسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے فرمایا: احمد! درخت کی جُھکی شاخ کی طرف بڑھو۔ حضرت سیِّدُنا ابو احمد قلانسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: ہم اس طرف بڑھے تو حضرت نے مجھے اس درخت کے تنے کے پاس بٹھا دیا، خود کھڑے رہے، اپنے ہاتھ میرے اوپر رکھے، اپنی چادر اپنی پیٹھ اور سر کے سہارے رکھ کر مجھ پر وہ چادر تانے رکھی اور مجھے بارش سے یوں

بچایا کہ معلوم ہوتا تھا کسی گھر میں ہوں جہاں بارش کا اثر ہے نہ آندھی کا۔ میں جب بھی کچھ کہتا تو فرماتے: میں امیرِ قافلہ ہوں لہٰذا میرے کسی کام پر انگلی مت اٹھاؤ۔ حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ، حضرت سیِّدُنا ابنِ وہب اور دیگر بہت مشائخ کرام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم ان کی تعظیم کرتے اور انہیں دوسروں پر فوقیت دیتے تھے۔

مذہبِ صوفیا کی بنیادی شرائط:

حضرت سیِّدُنا ابو سعید بن اعرابی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا ابو احمد قلانسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے وصال تک آپ کی صحبت میں رہا، میں نے کبھی انہیں سونا چاندی ملکیت میں ہوتے ہوئے رات گزارتے نہیں دیکھا، رات کو ہی وہ (صدقہ وخیرات کرکے) خرچ فرما دیتے تھے اور ربِّ کریم پر بھروسا رکھنے کے معاملے میں حضرت سیِّدُنا شقیق بلخی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے نقشِ قدم پر تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مذہب کی بنیاد تین شرطوں پر ہے: (1)...ہم کسی سے اپنا حق طلب نہیں کریں گے، (2)...اپنے آپ سے لوگوں کے حُقُوق کا مطالبہ ضرور کریں گے اور (3)...اپنے ہر معاملے میں اپنی کوتاہی مانیں گے۔

حضرت سیِّدُنا خَیْرُ النَّسَّاج رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

حضرت سیِّدُنا ابو الحسن خَیْرُ النَّسَّاج رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سامرا کے باشندے ہیں۔ آپ بغداد میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ اور حضرت سیِّدُنا سری سقطی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور آپ کی بہت سی کرامات ہیں۔

انتقال سے پہلے نماز:

﴿15350﴾... حضرت سیِّدُنا خَیْرُ النَّسَّاج رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے جو ارادت مند آپ کے وِصال کے وقت حاضر تھے ان میں سے کئی اصحاب بیان کرتے ہیں کہ نمازِ مغرب کے وقت آپ پر بے ہوشی طاری ہو گئی، کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو گھر کے دروازے کی طرف دیکھ کر کہنے لگے: ٹھہر جاؤ! خدا تمہیں عافیت میں رکھے، بلاشبہ تم حکم پر مامور ہو، تمہیں جس بات کا حکم ہے وہ تمہارے ہاتھ سے نہیں نکلے گا لیکن مجھے جس چیز کا حکم دیا گیا ہے وہ مجھ سے رہ سکتی ہے لہٰذا مجھے وہ کام کرنے دو جس کا مجھے حکم ہے پھر تم وہ کرنا جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس کے بعد انہوں نے پانی منگوایا، وضو

کر کے نماز پڑھی پھر سیدھے لیٹ کر آنکھیں بند کر لیں اور کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے انتقال فرما گئے۔ انتقال کے بعد آپ کے کسی ارادت مند نے آپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: **اللہ** پاک نے آپ کے ساتھ کیا مُعاملہ فرمایا؟ کہنے لگے: اس بارے میں مجھ سے نہ پوچھو لیکن میں نے تمہاری عیب دار دنیا سے راحت حاصل کر لی ہے۔

نَسّاج کہنے کی وجہ:

﴿15351﴾... حضرت سیّدُنا جعفر خُلدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدُنا خَیْرُ النَّسَّاج رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا کیا نَسْج (کپڑے بُننا) آپ کا پیشہ تھا؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے پوچھا پھر آپ کا یہ نام کیسے پڑ گیا؟ فرمایا: میں نے **اللہ** پاک سے یہ عہد و پیماں کیا تھا کہ میں کبھی بھی تازہ کھجوریں نہیں کھاؤں گا۔ لیکن ایک دن میرا نفس مجھ پر غالب آگیا اور میں نے آدھی رِطل تازہ کھجوریں خرید کر اس میں سے ایک کھجور ہی کھائی تھی کہ اچانک ایک شخص نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا: اے خیر! اے بھگوڑے! مجھ سے بھاگتے ہو؟ اس شخص کا خیر نامی ایک غلام تھا جو کہ بھاگ گیا تھا۔ چنانچہ مجھ پر اس کی شکل وشباہت طاری ہو گئی تو اس نے مجھے اپنا غلام سمجھ لیا اور میرا گلا گھونٹنے لگا۔ اس دوران لوگ بھی جمع ہو گئے اور کہنے لگے: خُدا کی قسم یہی تیرا غلام خیر ہے۔ میں بڑا حیران ہوا اور سمجھ گیا کہ مجھے کس سبب سے پکڑا گیا اور مجھ سے کیا جرم ہوا ہے؟ وہ شخص مجھے اپنے کارخانے لے گیا جہاں اس کے اور بھی بہت سے غلام کپڑے بُن رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: اے نافرمان غلام! اپنے آقا سے بھاگتا ہے؟ اندر آجاؤ اور وہ کام کرو جو کیا کرتے تھے اور مجھے ایک موٹا کپڑا بُننے کو کہا۔ میں نے کام کرنے کے لئے اپنے پاؤں لٹکائے، کپڑے بننے کے اوزار کو اٹھایا اور کام کرنے لگا، یوں لگا گویا کہ میں کئی سالوں سے یہ کام کر رہا ہوں۔ ایک مہینے تک اس شخص کے لئے کپڑے بُننے کا کام کرتا رہا، ایک رات میں اُٹھا اور غسل کر کے نماز کے لئے کھڑا ہو گیا اور سجدے میں روتے ہوئے عرض کی: اے میرے رب! جو کام (عہد شکنی) مجھ سے سرزد ہو گیا ہے میں دوبارہ کبھی وہ کام نہیں کروں گا۔ جب صبح ہوئی تو میری وہ شکل وشباہت جو مجھ سے دور ہو گئی تھی لَوٹ آئی اور میں آزاد ہو گیا مگر میرا نام (نَسّاج یعنی کپڑا بُننے والا) اب تک باقی ہے۔ تو کپڑے بُننے کا سبب اپنی خواہش کی پیروی کرنا تھی میں نے **اللہ** پاک سے وعدہ کیا تھا کہ میں تازہ کھجوریں نہیں کھاؤں گا تو **اللہ** پاک نے میری پکڑ فرمائی جو تم نے سُن لی۔

مخلوق ہر سانس میں ربِّ کریم کی محتاج ہے:

حضرت سیِّدُنا خَیْرُ النَّسَّاج رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے کہ جسے اللہ پاک نے اپنے دستِ قُدرت سے بنایا ہو اور اس نے کبھی اپنے رب کی نافرمانی نہیں کی تو اس سے اشرف کوئی اور نسب نہیں، جسے اللہ پاک نے تمام اَسما کا علم عطا فرمایا ہو اور وہی علم ارفع واعلیٰ ہے جو قدرتِ الٰہی کے مقابلے میں نہ آئے اور کسی کی عبادت بظاہر ابلیس کی عبادت سے زیادہ نہیں ہے لیکن وہ اسے اس انجام سے نہ بچا سکی جو بارگاہِ الٰہی میں پہلے ہی لکھا جا چکا تھا اور فرمایا: تمام مخلوق کی توحید ناقص ہے اپنے غیر کے ساتھ قائم اور غیر کی طرف محتاج ہونے کی وجہ سے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾ (پ۲۲، الفاطر: ۱۵)

ترجمۂ کنزالایمان: اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج اور اللہ ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا۔

تمام مخلوق ہر ہر سانس میں اس کی طرف محتاج ہے، وہ بے نیاز ہے تم سے، تمہاری توحید سے اور تمہارے افعال سے، وہ تم سے وہ چیز قبول فرمالیتا ہے جس کی اسے کوئی حاجت نہیں اور تمہیں وہ بدلہ عطا فرماتا ہے جس کی تمہیں حاجت ہے۔

دریائے دِجلہ سے مال حاصل کرنا:

﴿15352﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الخیر دَیلمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا خَیْرُ النَّسَّاج رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک عورت آئی اور ان سے کہنے لگی: مجھے وہ رومال دیں جو میں نے آپ کو دیا تھا۔ انہوں نے وہ رومال دے دیا، عورت نے کہا: اس کی اُجرت کتنی ہے؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: دو درہم۔ عورت کہنے لگی: اس وقت تو میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے میں پہلے کئی بار آپ کے پاس آئی لیکن میں نے آپ کو نہیں پایا، کل اِنْ شَآءَ اللہ دو درہم لاکر دے دوں گی۔ فرمایا: اگر تم کل دو درہم لے کر آؤ اور مجھے نہ پاؤ تو اسے دریائے دِجلہ میں پھینک دینا جب میں واپس آؤں گا تو لے لوں گا، عورت پوچھنے لگی: آپ وہاں سے کیسے لیں گے؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اس کی جانچ تمہارے لئے بے فائدہ ہے جو میں نے کہا ہے وہ کر دینا، عورت اِنْ شَآءَ اللہ کہتی ہوئی چلی گئی۔ حضرت سیِّدُنا ابو الخیر دَیلمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں اگلے دن آیا تو حضرت سیِّدُنا خَیْر

النَّسَّاج رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ موجود نہیں تھے، اتنے میں وہ عورت آگئی اور اس کے ہاتھ میں ایک کپڑا تھا جس میں دو درہم تھے، اس نے حضرت سیِّدُنا خَیْرُ النَّسَّاج رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو نہ پایا تو کچھ دیر بیٹھ گئی اور پھر اس کپڑے کو دریائے دِجلہ میں ڈال دیا۔ اچانک دریا سے ایک کیکڑا نمودار ہوا اور اس کپڑے کو لے کر دوبارہ غوطہ زن ہو گیا، کچھ دیر بعد حضرت سیِّدُنا خَیْرُ النَّسَّاج رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آکر اپنی دکان کھولی اور پھر وضو کرنے کے لئے دریا کے کنارے بیٹھ گئے اچانک وہی کیکڑا پانی سے نکل کر ان کی طرف بڑھنے لگا اس حال میں کہ وہ کپڑا اس کی پیٹھ پر تھا، جب وہ ان کے قریب ہوا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے وہ کپڑا لے لیا۔ حضرت سیِّدُنا ابو الخیر دَیلمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ان سے کہنے لگے کہ میں نے یہ واقعہ دیکھ لیا ہے تو انہوں نے فرمایا: میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تم میری زندگی میں اس واقعہ کو کسی پر ظاہر نہ کرنا۔

حضرت سیِّدُنا ابوبکر بن مسلم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن مسلم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بارگاہِ الٰہی سے دِل لگانے والوں میں سے تھے، آپ مُشاہدۂ حق و یادِ الٰہی میں ہی مُستغرق رہتے تھے۔ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آپ کے شاگرد ہیں۔

﴿15353﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر خُلدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: میں ایک دن نصف النہار کے وقت حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن مسلم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: اس وقت تمہارے پاس کوئی کام نہیں تھا جو تمہیں میرے پاس آنے سے روکتا؟ میں نے کہا: میرا آپ کے پاس آنا ہی ایک کام ہے تو پھر میں اور کیا کام کروں؟

﴿15354﴾... حضرت سیِّدُنا حسن بن علی بن خلف بَرْبَہاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن مسلم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیمار ہو گئے تو حضرت سیِّدُنا مَروزی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے لوگوں کی ایک جماعت کے ہمراہ ان کی عیادت کی۔ شاید لوگوں کی جماعت کی وجہ سے انہوں نے اس عمل کو ناپسند کیا تو آپ نے ان کی سرزنش کرتے ہوئے انہیں خط لکھا جس کے آخر میں یہ اشعار تھے:

يَا مَنْ يُرِيْدُ بِزَعْمِهِ الْاِجْمَالَ   اِنْ كَانَ حَقًّا فَاسْتَعِدَّ خِصَالًا

اُتْرُكِ التَّذَاكُرَ وَالْمَجَالِسَ كُلَّهَا   وَاجْعَلْ خُرُوْجَكَ لِلصَّلٰوةِ خَيَالًا

بَلْ كُنْ بِهَا حَيًّا كَأَنَّكَ مَيِّتٌ لَا تَرْتَجِيْ عِنْدَ الْقَرِيْبِ وِصَالَا

وَانَسْ بِرَبِّكَ وَاعْلَمَنَّ بِأَنَّهُ عَوْنُ الْمُرِيْدِ يُسَدِّدُ الْعُمَّالَا

مَنْ ذَا يُرِيْدُ مَعَ الْحَبِيْبِ مُؤَانِسًا مَنْ ذَا يُرِيْدُ بِغَيْرِهِ اَشْغَالَا

لَا تَأْنَسَنَّ مَعَ الْحَيَاةِ بِغَيْرِهِ وَابْذُلْ قِوَاكَ وَقَطِّعِ الْاَوْصَالَا

فَلَئِنْ سَلِمْتَ لَاَنْتَ اَكْرَمُ مَنْ يَّشَا وَلَئِنْ هَلَكْتَ فَمَا ظُلِمْتَ خِلَالَا

مَنْ ذَاقَ كَاْسَ الْخَوْفِ ضَاقَ بِذَرْعِهِ حَتّٰى يَنَالَ مُرَادَهُ اِنْ نَالَا

حَاشَا مُؤَمِّلِ سَيِّدِيْ مِنْ بَخْسِهِ جَلَّ الْجَوَادُ اِلٰهُنَا وَتَعَالٰى

ترجمہ: (1)...اے وہ شخص جو اپنے خیال سے بہتری لانا چاہتا ہے، اگر واقعی یہ تمہاری چاہت ہے تو کچھ عادتیں اپنالو۔ (2)...ہر بیٹھک اور چوپال کو خیرباد کہہ دو، نماز کے لیے نکلنا لازم سمجھو۔(3)...بلکہ نماز کو ہی اپنی زندگی سمجھو، گویا (نماز کے بغیر) تم میں زندگی کی رمق ہی نہیں ہے۔ کسی رشتے دار سے ملنے ملانے کی آس نہ رکھو(4)...بلکہ اپنے ربِّ کریم سے ہی اُنس حاصل کرو اور یاد رکھو کہ جو بارگاہِ الٰہی کی طرف بڑھے ربِّ کریم اس کی مدد فرماتا اور عمل والوں کو دُرستی سے نوازتا ہے۔(5)...بھلا کون ہو گا جو محبوب کے ہوتے ہوئے کوئی اور دل بہلانے والا چاہے اور بھلا کون ہو گا جو محبوب کے علاوہ دیگر چیزوں میں مشغولیت چاہے۔(6)...جب تک زندہ ہو ہرگز خُدا کے سوا کسی سے دل نہ لگانا، محبتِ الٰہی میں ہی اپنی توانائیاں لگاؤ اور باقی سب سے ناتا توڑلو۔(7)...اگر تم بچ گئے تو ارادے والوں میں سب سے مُعزز ہو گے اور اگر تمہاری جان چلی گئی تو تم پر تنکے برابر ظلم نہ ہوا۔(8)...جو خوف کا جام پیے اس کا دل تنگ رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی مراد پالے اگر پالے۔(9)...میرے آقا و مولیٰ سے امید باندھنے والے پر (بلکہ کسی پر) کبھی میرا مولیٰ ظلم نہیں کرتا، ہمارا جُود و کرم فرمانے والا خُدا بلند و بزرگ تر ہے۔

حضرت سیِّدُنا سَمْنُون بن حمزہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

ان بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا سَمْنُون بن حمزہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کا لقب وکنیت ایک قول کے مطابق ابو الحسن خوّاص اور ایک قول کے مطابق ابو بکر بصری ہے۔ آپ نے بغداد میں رہائش اختیار کی، آپ کا انتقال حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے پہلے ہوا، آپ نے خود کو "جھوٹا سمنون" نام دیا تھا، اس کی وجہ یہ شعر تھا:

فَلَيْسَ لِيْ فِيْ سِوَاكَ حَظٌّ فَكَيْفَ مَا شِئْتَ فَامْتَحِنِّيْ

ترجمہ: مجھے تیری ذات کے سوا کہیں رغبت نہیں، تو تُو جیسے چاہے مجھے آزمالے۔

یہ شعر کہتے ہی اُن کا پیشاب بند ہو گیا (اور آپ سخت آزمائش میں پڑ گئے)۔ چنانچہ آپ نے خود کو "جھوٹا سمنون" کہنا شروع کر دیا۔

سیِّدُنا سمنون عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کے اشعار:

﴿15355﴾... حضرت سیِّدُنا سَمْنُون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے **اللہ**! میں تیرے ہر اس فیصلے سے راضی ہوں جو میرے خلاف ہے۔ اس کے بعد 14 دن تک ان کا پیشاب نہیں اُترتا تھا جس کی تکلیف سے وہ ایسے تڑپتے تھے جیسے سانپ کنکریوں پر دائیں بائیں لوٹ کر تڑپتا ہے۔ پھر جب ان کی یہ تکلیف دور ہو گئی تو انہوں نے فرمایا: اے میرے ربّ! میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں (اور یہ اشعار کہے):

أَنَا رَاضٍ بِطُوْلِ صَدِّكَ عَنِّيْ لَيْسَ إِلَّا لِأَنَّ ذَاكَ هَوَاكَا

فَامْتَحِنْ بِالْجَفَاءِ صَبْرِيْ عَلَى الْوُدِّ وَدَعْنِيْ مُعَلَّقًا بِرَجَاكَا

ترجمہ: تُو مجھے اپنے کَرم سے کتنا ہی دُور رکھے میں تیری رضا پر راضی ہوں، وجہ یہی ہے کہ یہ تیری چاہت ہے، لہٰذا تُو مجھے اپنی نظرِ عنایت سے دُور رکھ کے میرا محبت پر صبر کرنا آزمالے اور مجھے اپنی امید سے ہی پیوستہ رہنے دے۔

اور ان کے ایسے اشعار بھی ہیں جس میں وہ آزمائے گئے۔

﴿15356﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن غیاث بزّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت سیِّدُنا ابو الحسن یا ابو بکر بصری سَمْنُون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اشعار سنائے:

أَفْدِيْكَ بَلْ قَلَّ أَنْ يَفْدِيْكَ ذُوْ دَنَفٍ هَلْ فِي الْمَذَلَّةِ لِلْمُشْتَاقِ مِنْ عَارِ

بِيْ مِنْكَ شَوْقٌ لَوْ أَنَّ الصَّخْرَ يَحْمِلُهُ تَفَطَّرَ الصَّخْرُ عَنْ مُسْتَوْقِدِ النَّارِ

قَدْ دَبَّ حُبُّكَ فِي الْأَعْضَاءِ مِنْ جَسَدِيْ دَبِيْبَ لَفْظِيْ مِنْ رُوْحِيْ وَإِضْمَارِيْ

وَلَا تَنَفَّسْتُ إِلَّا كُنْتَ مَعَ نَفَسِيْ وَكُلُّ جَارِحَةٍ مِنْ خَاطِرِيْ جَارِيْ

ترجمہ: میں تجھ پر قربان جاؤں، ہاں کوئی کم ہی جاں بلب ہوگا جو تجھ پر قربان جائے، کیا سر جھکانا اشتیاق والے کے

لیے کوئی شرم کی بات ہے؟! مجھے تیرا ایسا اشتیاق ہے کہ اگر کسی چٹان پر رکھ دیا جائے تو جلے ہوئے ایندھن کی طرح ریزہ ریزہ ہو جائے۔ تیری محبت میرے اندر یوں سرایت کر گئی ہے جیسے میرے لفظ میرے روح و دل میں۔ میری ہر سانس میں تیری یاد ہے اور میرے دل کا ہر ٹکڑا میرا ہم نوا ہے۔

﴿15357﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن غیاث بَزّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا سَمْنُون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ہمیں یہ اَشعار بھی سنائے:

شَغَلْتَ قَلْبِیْ عَنِ الدُّنْیَا وَلَذَّتِهَا فَاَنْتَ وَالْقَلْبُ شَیْءٌ غَیْرُ مُفْتَرِقِ

وَمَا تَطَابَقَتِ الْاَحْدَاقُ مِنْ سِنَةٍ اِلَّا وَجَدْتُكَ بَیْنَ الْجَفْنِ وَالْحَدَقِ

ترجمہ: میں نے اپنے دل کو دنیا سے اور دنیا کی لذّتوں سے پھیر دیا، اب دل تمہاری یاد سے کبھی الگ نہیں ہوتا، آنکھیں جب کبھی نیند سے بوجھل ہوتی ہیں تو پلکوں کے پیچھے تیرا ہی دیدار ہوتا ہے۔

﴿15358﴾... حضرت سیِّدُنا سَمنون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اشعار کہے:

وَلَوْ قِیْلَ طَأْ فِی النَّارِ اَعْلَمُ اَنَّهٗ رِضًا لَّكَ اَوْ مُدْنٍ لَنَا مِنْ وِصَالِكَا

لَقَدَّمْتُ رِجْلِیْ نَحْوَهَا فَوَطِئْتُهَا سُرُوْرًا لِاَنِّیْ قَدْ خَطَرْتُ بِبَالِكَا

ترجمہ: اگر مجھے کہا جائے کہ آگ میں چلے جاؤ اور مجھے یقین ہو کہ یہ تیری رضا ہے یا تیری ملاقات سے ہمیں قریب کر دے گا تو میں قدم بڑھاؤں اور اس لیے خوشی خوشی آگ میں چلا جاؤں کہ تُو نے مجھے یاد کیا ہے۔

﴿15359﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن حمدان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا سَمْنُون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دیکھا کہ اپنے سر کو مشک دان میں داخل کیا، اس وقت آپ نے چمڑے کا گریبان والا لباس پہنا ہوا تھا، پھر کچھ دیر کے بعد اپنا سر باہر نکالا اور لمبا سانس لے کر فرمایا:

تَرَكْتُ الْفُؤَادَ عَلِیْلًا یُّعَادُ وَشَرَّدْتَ نَوْمِیْ فَمَا لِیْ رُقَادٌ

ترجمہ: میں نے اپنے دل کو ایسا بیمار رہنے دیا کہ لوگ مزاج پوچھنے کو آتے اور اپنی نیند کو بھگا دیا اب مجھے سونا نہیں ملتا ہے۔

﴿15360﴾... حضرت سیِّدُنا ابو جعفر فرغانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا سمنون بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اَشعار کہے:

اَحِنُّ بِاَطْرَافِ النَّهَارِ صَبَابَةً وَبِاللَّيْلِ يَدْعُوْنِي الْهَوٰى فَاُجِيْبُ

وَاَيَّامُنَا تَفْنٰى وَشَوْقِيْ زَائِدٌ كَاَنَّ زَمَانَ الشَّوْقِ لَيْسَ يَغِيْبُ

ترجمہ: میں دن کے گوشوں میں عشق کی وادیوں میں آہیں بھرتا ہوں، رات ہوتی ہے تو محبت مجھے بلاتی ہے اور میں لبیک کہتا ہوں، دن گزر جاتے ہیں لیکن میرا شوق بڑھتا جاتا ہے گویا شوق کا زمانہ کبھی گزرتا ہی نہیں ہے۔

ربِّ کریم کا جود و کرم:

﴿15361﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر عجّان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا سمنون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو فرماتے سنا: جب ربِّ جلیل کل بزرگی کی چادر پھیلائے گا تو اس چادر کے کونوں میں سے کسی کونے میں اولین و آخرین کے گناہ داخل ہو جائیں گے اور جب وہ ربِ جلیل جود و کرم کے چشموں میں سے ایک چشمہ ظاہر فرمائے گا تو بُروں کو بھی اچھوں میں داخل فرمادے گا۔

﴿15362﴾... حضرت سیِّدُنا ابو القاسم ہاشمی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کہتے ہیں: میں سخت سردی کے زمانے میں بیت المقدس میں تھا اور مجھ پر ایک قمیص اور ایک چادر تھی، سردی اور برف باری بھی مسلسل جاری تھی۔ اسی دوران میں نے ایک نوجوان کو دیکھا جو جنگل میں چل رہا تھا اور اس پر دو بوسیدہ کپڑوں کے ٹکڑے تھے، میں نے اس سے کہا: اے میرے دوست! اگر تم یہاں کسی خیمے میں آجاؤ تو سردی سے بچ جاؤ گے، اس نے کہا: میرے بھائی سمنون:

وَيُحْسِنُ ظَنِّيْ اَنَّنِيْ فِيْ فِنَائِهٖ وَهَلْ اَحَدٌ فِيْ كَنِّهٖ يَجِدُ الْقُرَّا

ترجمہ: میرا گمان کتنا اچھا ہے کہ میں بارگاہِ الٰہی کے صحن میں ہوں بھلا خدا کی پناہ میں بھی کسی کو ٹھنڈ لگ سکتی ہے۔

40ہزار رکعتیں:

﴿15363﴾... حضرت سیِّدُنا ابو احمد قلانسی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: بغداد میں ایک شخص نے غریبوں میں 40ہزار درہم تقسیم کئے تو حضرت سیِّدُنا سمنون رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے مجھ سے کہا: اے ابو احمد! تم نے اس کے خرچ اور اس کے عمل کو دیکھا۔ ہم تو کچھ بھی خرچ کرنے کے اہل نہیں ہیں چلو ہم کسی جگہ جا کر اس کے ایک درہم کے بدلے ایک رکعت ادا کریں۔ چنانچہ ہم مدائن کی طرف چل دیئے اور وہاں ہم نے 40ہزار رکعت نمازیں پڑھیں اور حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللهُ عَنْه کے مزار کی زیارت کی اور واپس لوٹ آئے۔

حق تعالیٰ سے وصل و فُرقت کی پہلی منزل:

حضرت سیِّدُنا سمنون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اکثر فرمایا کرتے تھے: بندے کے وَصْل کی پہلی منزل اپنے نَفْس کی خواہش کو چھوڑنا اور حق تعالیٰ سے دوری کی پہلی منزل اپنے نفس سے تعلق قائم کرنا ہے اور فرماتے کہ وقت گزر گیا اور وہ وقت ناپسندیدہ ہو گیا، تیرا وقت برباد ہو گیا اور تیرا دل محراب میں ہے اور جس کی عبادت پُر مشقت ہو گی تو اس کا بدلہ بھی عظیم ہو گا۔

بغداد کے ان اکابرین میں سے کچھ ہستیاں وہ ہیں جو عبادت وریاضت میں مشہور ہیں، وہ اپنے اُن عبادت گزار بزرگوں کے راستے پر چلے جنہوں نے حق پرستوں سے علم حاصل کیا اور مُتّقی عُلَمائے کرام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مجاہدات کیے، مثلاً حضرت سیِّدُنا علی بن مُوَفَّق، حضرت سیِّدُنا ابو عثمان وَرَّاق، حضرت سیِّدُنا ایّوب حَمّال اور حضرت سیِّدُنا ابو عبدُ اللہ جَلّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم۔ ان کے دل مُشاہدۂ ربانی سے آباد اور ان کے ظاہر آپسی مباحثے سے پاک تھے۔ چنانچہ ان کے پُر اثر و پُر حکمت احوال ہی آگے پیش ہیں۔

حضرت سیِّدُنا علی بن مُوَفَّق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

تم مجھ پر سخاوت کرتے ہو۔۔۔!

﴿15364﴾... حضرت سیِّدُنا ابو القاسم بَزّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا علی بن مُوَفَّق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھ سے کہا: میں نے 50 سے زائد حج کئے اور ان تمام حج کا ثواب رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم، حضرت سیِّدُنا ابو بکر، حضرت سیِّدُنا عُمَر، حضرت سیِّدُنا عثمان، حضرت سیِّدُنا علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُم اور اپنے والدین کو ایصال کر دیا اور جب میں نے میدانِ عَرَفات میں وُقُوف کرنے والوں کو دیکھا اور ان کی آہ وبُکا سنی تو بقیہ ایک حج کا ثواب بھی یہ کہتے ہوئے ایصال کر دیا کہ اے **اللہ**! اگر اہلِ عرفات میں سے کسی کا حج تیری بارگاہ میں مقبول نہ ہو تو یہ اس کے لئے میری طرف سے ہبہ ہے تاکہ اس کا ثواب اسے دے دیا جائے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں نے وہ رات مُزدَلِفَہ میں گزاری تو خواب میں اپنے ربّ کریم کے دیدار سے مشرف ہوا، ربّ کریم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے علی بن مُوَفَّق! کیا تم مجھ پر سخاوت کرتے ہو؟ میں نے تمام وُقُوف کرنے والوں کی، ان کی مثل اور ان کے

بھی دگنا لوگوں کی مغفرت فرمادی اور میں نے ان میں سے ہر ایک کی شفاعت ان کے گھر والوں، ان کے پیاروں اور ان کے پڑوسیوں کے حق میں قبول فرمائی اور مجھے ہی شایاں ہے کہ مجھ سے ڈرا جائے اور مغفرت فرمانا میری ہی شان ہے۔

﴿15365﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ خوَّاص مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا علی بن مُوَفَّق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: میں جمعہ کے دن رواح کی طرف نکلنے لگا تو میری اہلیہ نے مجھ سے کچھ مانگ لیا، میں گھر سے نکل گیا مگر اس چیز کے متعلق فکر مند تھا، مجھے غیب سے ندا دینے والے نے ندا دی: اے ابنِ مُوَفَّق! تو غمگین ہے حالانکہ میں تیرا ہوں۔

حج کے لئے پیدل جانے کی فضیلت:

﴿15366﴾... حضرت سیِّدُنا عباس بن یُوسُف شُکْلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا علی بن مُوَفَّق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو کہتے سنا: میں ایک سال اُونٹ کی پالکی میں بیٹھ کر حج کے سفر پر روانہ ہوا، راستے میں حاجیوں کے پیدل دستے کو دیکھا تو اس بات کو اچھا جانا کہ میں بھی ان کے ساتھ پیدل چلوں۔ چنانچہ میں نیچے اتر گیا اور ایک شخص کو پالکی میں بٹھا دیا اور قافلے کے ساتھ پیدل چلنے لگا یہاں تک کہ ہم ایک منزل پر جا پہنچے۔ اس کے بعد میں نے سفر کے لئے دوسرا راستہ اختیار کر لیا، دورانِ سفر جب میں سویا تو خواب میں دیکھا کہ جنّتی حوروں نے سونے کے تھال اور چاندی کے برتن لئے ہوئے ہیں اور حج کے لئے پیدل چلنے والوں کے پیروں کو دُھلا رہی ہیں۔ انہوں نے سب کے پیروں کو دھلا دیا صرف میں باقی رہ گیا تو ان میں ایک نے دوسرے سے کہا: یہ شخص ان میں سے نہیں ہے بلکہ اس کی اپنی سواری ہے۔ دوسری نے کہا: یہ ان ہی میں سے ہے کیونکہ اس نے ان کے ساتھ پیدل چلنے کو پسند کیا تھا۔ یہ کہہ کر انہوں نے میرے پاؤں بھی دھوئے جس سے میری تھکاوٹ دور ہو گئی جو پیدل چلنے کے سبب ہوئی تھی۔

حضرت سیِّدُنا ابو عثمان وَرَّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

حضرت سیِّدُنا ابو عثمان ورّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مشہور عبادت گُزار بزرگ ہیں۔ حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی آپ کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سیِّدُنا ابو عثمان ورّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فَقْر کو گلے لگایا ہوا تھا، مال روکنے اور ذخیرہ کرنے کے قائل نہ تھے۔ اکابرین اہلِ صُفَّہ و صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے طریقے پر چلتے

تھے۔ ایثار و غم خواری کے قائل تھے، بغداد کے کئی بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِم نے آپ سے فیض حاصل کیا۔ اُنہوں نے آپ سے گوشہ نشینی، تدبیر و ریاضتِ نَفس سیکھی۔ آپ عبادت گُزاروں کو اپنی مسجد میں جمع فرماتے، انہیں قرآنِ کریم پڑھاتے، شریعت کے احکام سکھاتے، پرہیز گاری اور تھوڑے پر قناعت کی ترغیب دِلاتے، اپنے ارادت مندوں کے بیچ بھائی چارہ قائم فرماتے۔ چنانچہ جو کمزور ہوتا اُسے طاقتور کا مہمان بناتے، جو کمانے والا ہوتا اس کا بے روزگار کے ساتھ بھائی چارہ قائم فرمادیتے، نابینا کو انکھیارے کے ساتھ کردیتے، جسے پڑھنا نہ آتا اُسے اس کے ساتھ کردیتے جسے پڑھنا آتا ہو۔ کسی کمانے والے کو کمانے سے روکتے نہ تھے۔ جب رات ہوتی تو سب مریدین کو ایک جگہ جمع فرماتے، ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے، آپ اُن میں گُھل مِل کر رہتے تھے، آپ کے پاس کھانے کی جو چیز موجود ہوتی وہ بھی پیش فرماتے، آپ کے پاس رات گزارنے کے لیے کوئی گھر نہیں تھا، جب اپنے مریدین کے ساتھ سفر جہاد پر ہوتے تو مسجدوں میں پڑاؤ ڈالتے، دعوتوں اور جلسوں میں نہ جاتے، ہاں مسجد میں کوئی کچھ پیش کرتا تو اُسے قبول کرتے اور استعمال فرمالیتے تھے۔ آپ اپنے ارادت مندوں کو کسی سے مانگنے اور ہاتھ پھیلانے سے منع فرماتے تھے، اگر کسی ایسے کی طرف سے نذرانہ آتا جس سے دل مطمئن ہوتا تو اپنے ارادت مندوں کے لیے اُسے قبول فرمالیتے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بزرگوں کے پسندیدہ طریقے پر گامزن تھے۔

حضرت سیِّدُنا ابو اَیُّوب حَمَّال رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

حضرت سیِّدُنا ابو اَیُّوب حمّال رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بہت عبادت و ریاضت اور سخاوت والے بزرگوں میں سے ہیں، آپ کی انوکھی کرامات ہیں۔

انوکھی چڑیا:

﴿15367﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن وَہب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا ابو ایوب حمّال رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے ایک ساتھی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت سیِّدُنا ابو ایوب حمّال رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے ساتھ حج کیا جب ہم صحرا میں داخل ہوئے اور اپنی منزل کی طرف چلنے لگے تو اچانک ایک چڑیا ہمارے گرد چکر لگانے لگی، حضرت سیِّدُنا ابو اَیُّوب حمّال رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے نگاہ اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اور اس سے فرمایا: تُو یہاں تک آگئی؟ پھر انہوں نے روٹی کا ایک ٹکڑا لیا اور اسے ہتھیلی میں لے کر چُور دیا تو وہ چڑیا نیچے آئی اور ان کی ہتھیلی پر بیٹھ کر اس

میں سے کھانے لگی پھر انہوں نے پانی ڈالا جو اس نے پی لیا پھر فرمایا: اب تم جاؤ، تو وہ چڑیا اُڑ گئی۔ اگلے دن دوبارہ چڑیا آئی تو آپ نے وہی معاملہ کیا جو گزشتہ روز کیا تھا حتّٰی کہ یہی سلسلہ سفر کے آخری دن تک چلتا رہا۔ حضرت سیِّدُنا ابو اَیُّوب حَمَّال رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے ساتھی سے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس چڑیا کے قصے کو؟ پھر خود ہی بیان کرنے لگے کہ یہ چڑیا روزانہ میرے گھر آیا کرتی تھی اور میں وہی کرتا جو تم نے دیکھا۔ جب ہم سفر کے لئے نکلے تو یہ ہمارے پیچھے اس بات کا تقاضا کرتے ہوئے آگئی جو میں اس کے ساتھ گھر میں رہتے ہوئے کرتا تھا۔

﴾15368﴿... حضرت سیِّدُنا محمد بن خالد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو ایوب حَمَّال رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: میں نے دل میں اس بات کا ارادہ کیا کہ میں غافل ہو کر نہیں چلوں گا بلکہ ذکر کرتا رہوں گا، ایک مرتبہ میں غافل ہو کر چلنے لگا تو مجھے لنگڑے پن نے آلیا۔ میں اس کے سبب کو جان گیا اور میں نے رو کر **اللہ** پاک سے مدد مانگی اور توبہ کی تو میرا لنگڑا پن جاتا رہا لہٰذا میں اس جگہ پر واپس گیا جہاں سے میں نے غفلت کے ساتھ چلنا شروع کیا تھا اور ذکر کرتے ہوئے صحیح سالم چل پڑا۔

حضرت سیِّدُنا ابو عبد اللہ جَلَّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ احمد بن یحییٰ جَلَّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بغداد سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے رَمْلَہ میں رہائش اختیار کرلی تھی۔ آپ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری اور حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخشَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِما کی صحبت سے فیض یاب ہوئے اور اپنے والدِ گرامی حضرت سیِّدُنا یحییٰ جَلَّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے بھی فیض حاصل کرتے رہے۔ آپ کی عُمدہ باتیں ملتی ہیں۔ پیشوایانِ قوم سے ہیں۔ آپ کے زمانے میں مُلکِ شام میں آپ جیسی مشہور ہستی کوئی نہ تھی، کئی اونچی ہستیوں نے آپ سے فیض حاصل کیا۔

زاہد، عابد اور مُوَحِّد:

﴾15369﴿... حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ جَلَّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے کہ انسان ہمیشہ ایسی چیز کا محتاج رہے گا جس کے ذریعے وہ سب کچھ جان سکے۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس کے لیے اپنی تعریف اور مذمّت دونوں برابر ہوں تو ایسا شخص زاہد ہے، جس نے اول وقت میں فرائض کی ادائیگی پر ہمیشگی اختیار کی تو ایسا شخص عابد ہے اور جس نے تمام اَفعال کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا کہ وہ **اللہ** پاک کی جانب سے ہیں تو وہ شخص موحِّد ہے۔

اہلِ حق مَردوں کا عمل:

﴿15370﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن حسن بن علی یقطینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ جَلَّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس آیا تو کسی نے ان سے کہا: یہ وہ لوگ ہیں جو جنگل میں بے ساز و سامان داخل ہو جاتے اور گمان کرتے ہیں کہ وہ **اللہ** پاک پر توکل کرنے والے ہیں پھر جنگل میں انتقال کر جاتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا اَبُو عَبْدُ اللہ جَلَّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: یہ تو اہلِ حق مَردوں کا عمل ہے، اگر یہ مر جائیں تو ان کی دِیت (صلہ) موت دینے والے (رب) پر ہے۔

﴿15371﴾... حضرت سیِّدُنا ابوعبدُ اللہ جلّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ذاتِ خُداوندی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا: جب حق تعالیٰ ایک ہے تو طالبِ حق کو بھی بس خُدا کا ہی ہونا چاہیے۔ فرماتے ہیں: راہِ خُدا کے مُتلاشیوں کے حوصلے تلاشِ حق کے راستے میں اونچے ہوئے اور اس تلاش میں اپنی جانیں وار دیں۔ مَعْرِفَت والوں کے حوصلے اپنے آقا و مولیٰ کی بارگاہ میں بلند ہوئے۔ چنانچہ وہ اپنے مولیٰ کے سوا کسی کے طرف نہ جُھکے۔

اکابر کا مقام طلب کرنے سے بچو:

﴿15372﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عَمْرو دِمَشْقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابوعبدُ اللہ جلّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے سنا: حق تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو کلام کے لیے منتخب فرمایا اور کچھ کو اپنی دوستی کے لیے، جسے حق تعالیٰ کسی اور مقصد کے لیے منتخب فرمائے تو اسے مختلف آزمائشوں میں مبتلا فرما دیتا ہے لہٰذا تمہیں چاہیے کہ تم اکابر کے مقام کو طلب کرنے سے بچو۔

﴿15373﴾... حضرت سیِّدُنا ابوعبدُ اللہ جلّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے کہ جو کوئی از خود کسی مقام پر پہنچنے لگتا ہے تو اس مقام سے گر جاتا ہے اور جسے پہنچایا جائے تو وہ اس پر قائم رہتا ہے۔

﴿15374﴾... حضرت سیِّدُنا ابوعبدُ اللہ جلّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے محبت کے متعلق پوچھا جاتا تو فرماتے: میرا محبت سے کیا واسطہ؟ میں تو بس توبہ کے آداب سیکھنا چاہتا ہوں۔

﴿15375﴾... حضرت سیِّدُنا ابوعبدُ اللہ جلّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: محبت کرنے والوں کی راتیں کیسی ہوتی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا:

مَنْ لَمْ يَبِتْ وَالْحُبُّ حَشْوُ فُؤَادِهٖ لَمْ يَدْرِ كَيْفَ تَفَتُّتُ الْاَكْبَادِ

ترجمہ: جس کی کوئی رات محبت سے چھلکتے دل کے ساتھ نہ گزری ہو اُسے کیا پتا کہ جگر ٹکڑے ٹکڑے کیسے ہوتا ہے؟

ہم راہِ خدا میں دی گئی چیز واپس نہیں لیتے:

﴿15376﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عَمْرو دِمشقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو عبدُ اللہ جلّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا کہ میں نے اپنے والدین سے کہا: مجھے یہ پسند ہے کہ آپ دونوں مجھے **اللہ** پاک کی راہ میں دے دیں تو انہوں نے کہا: ہم نے تجھے **اللہ** پاک کی راہ میں دیا۔ میں ایک مدت تک غائب رہنے کے بعد تیز بارش کی رات ان دونوں سے ملنے آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو انہوں نے پوچھا: کون ہے؟ میں نے جواب دیا: آپ کا بیٹا۔ انہوں نے کہا: ہمارا ایک بیٹا تھا جسے ہم نے **اللہ** پاک کی راہ میں دے دیا تھا اور ہم عربی ہیں دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتے۔ چنانچہ انہوں نے میرے لئے دروازہ نہ کھولا۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن محمد بن اَبُو الْوَرْد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

حضرت سیِّدُنا محمد بن محمد بن اَبُو الْوَرْد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بڑے اور عظیم مشائخ کرام میں سے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ آپ کا نام "احمد" ہے۔ آپ حضرت سیِّدُنا بِشر حافی، حضرت سیِّدُنا حارِث بن اَسد مُحاسِبی اور حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ پرہیزگاری میں آپ کا اپنے مشائخ جیسا ہی اونچا مقام ہے۔

﴿15377﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ اَبُو الْوَرْد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اولیائے کرام کے لیے بُزرگی کا قالین بچھایا گیا کہ ان کا دل بہلے اور براہِ راست مُشاہدے کا رُعب زائل ہو۔ دشمنوں کے لیے ہیبت کا فرش بچھایا گیا تاکہ وہ اپنے بُرے کاموں سے وحشت میں ہی رہیں اور بلند بارگاہ کے وہ نظارے نہ دیکھ سکیں جن سے آرام پائیں۔

پانچ چیزوں کے سبب وصال کی دولت:

﴿15378﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ اَبُو الْوَرْد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ پانچ چیزوں کے سبب لوگوں کو وِصال کی دولت ملی: (1)... بارگاہِ الٰہی میں پڑے رہنے کے سبب (2)... نافرمانی چھوڑنے کی وجہ سے (3)... عبادتِ الٰہی کو بجالانے کی وجہ سے (4)... مصیبتوں پر صَبْر کرنے کی وجہ سے اور (5)... وقار کی حفاظت کی وجہ سے۔

ولیوں کی شان:

﴿15379﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ اَبُو الْوَرْد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ **اللہ** پاک کے ولیوں کی شان یہ ہے کہ تین چیزوں کے اضافے کے سبب ان میں تین چیزیں بڑھ جاتی ہیں: (1)... عزت بڑھے تو عاجزی میں اضافہ ہو جاتا ہے، (2)... مال بڑھے تو سخاوت بڑھ جاتی ہے اور (3)... عمر بڑھ جائے تو عبادت و مجاہدہ بھی بڑھ جاتا ہے۔

زمین و آسمان والوں کی محبت کیسے حاصل ہو؟

﴿15380﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ اَبُو الْوَرْد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: دنیا کو اُن کی طرف پھینک دو جو اس کی طرف متوجہ ہیں اور اِس سے اعراض کرو۔ ایسا کرنا عقل مندوں کا طریقہ ہے کیونکہ جو دنیا کی محبت سے بے رغبتی کرتا ہے تو اس سے زمین والے محبت کرتے ہیں اور جو دل سے دنیا کی محبت سے منہ پھیرتا ہے اس سے آسمان والے محبت کرتے ہیں۔

دو چیزیں مخلوق کی خرابی کا باعث ہیں:

﴿15381﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ اَبُو الْوَرْد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ مخلوق کی خرابی دو چیزوں کے سبب ہے: (1)... نوافل میں مشغول ہونا اور فرائض کو چھوڑ دینا۔ (2)... دلی موافقت کے بغیر ظاہری اعضائے سے عمل کرنا اور اُصول کو ضائع کرنا وِصال سے مانع ہوتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابنِ اَبُو الْوَرْد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا بشر حافی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ وغیرہ سے کثیر احادیث روایت کیں۔

سیِّدُنا ابنِ اَبُو الْوَرْد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ کی مرویات

﴿15382﴾... امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے مروی ہے کہ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کچا لہسن کھاؤ، اگر میرے پاس فرشتہ نہ آتا تو میں اسے ضرور کھاتا۔[1]

---

❶... مسند بزار، مسند علی بن ابی طالب، ٢/٣١٧، حدیث: ٧٣٨ بدون: نیئا

طبقات الصوفیۃ للسلمی، الطبقۃ الثانیۃ، ص١٩٩، رقم: ٣٩: محمد و احمد ابنا ابی الورد

علم کے لیے پیدل سفر:

﴾15383﴿... حضرت سَیِّدُنا ابنِ اَبُو الْوَرْد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا بِشر حافی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: میں حضرت سَیِّدُنا امام عیسیٰ بن یونُس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس پیدل چل کر گیا تو انہوں نے میری بہت عزت کی اور مجھے اپنے قریب کرتے ہوئے آنے کی وجہ پوچھی۔ میں نے کہا: آپ کی ملاقات اور زیارت کی خواہش تھی۔ تو انہوں نے فرمایا: میری کیا حیثیت ہے؟ میرے پاس کیا چیز ہے؟ اور مجھے کیا آتا ہے؟ پھر فرمایا: کیا کچھ پوچھنے آئے ہو؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! دو احادیث (حضرت سَیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ بن عراک بن مالک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی اور اُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے مروی حضرت سَیِّدُنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی حدیث) کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں۔ حضرت سَیِّدُنا عیسیٰ بن یونس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: ہاں مجھ سے حدیث بیان کی حضرت سَیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ بن عراک بن مالک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں صَدَقہ (یعنی زکوۃ) واجب نہیں ہے۔"[1]

عورتوں کا جہاد:

پھر حضرت سَیِّدُنا عیسیٰ بن یونس رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: مجھ سے حدیث بیان کی عَمْرو بن عُبَیْد نے حضرت سَیِّدُنا حسن بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اور انہوں نے اُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے کہ انہوں نے رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا: یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ ارشاد فرمایا: ہاں! وہ جہاد جس میں لڑائی نہیں یعنی حج و عمرہ۔[2]

وَلی سے محبت رکھنا حقُّ اللہ ہے:

﴾15384﴿... حضرت سَیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

1 ...مسلم، کتاب الزکاۃ، باب لا زکاۃ علی المسلم فی عبدہ وفرسہ، ص ۳۸۰، حدیث: ۲۲۷۳

2 ...ابن ماجہ، کتاب المناسک، باب الحج جہاد النساء، ۳/۴۱۳، حدیث: ۲۹۰۱

نے ارشاد فرمایا: اللہ پاک نے نبیوں میں سے کسی نبی کی طرف وحی فرمائی کہ فُلاں عابد سے کہو: تو نے دنیا سے بے رغبتی کر کے خود کو سکون دینے میں جلدی کی اور فقط میرے لیے خود کو دنیا سے الگ کر کے تو نے میرے ذریعے عزت حاصل کی یہ بتا تو نے اُس پر کتنا عمل کیا جو میرا تجھ پر حق ہے؟ اُس عابد نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے رب! مجھ پر تیرا کیا حق ہے؟ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے میرے لئے کسی ولی سے دوستی رکھی یا میرے کسی دشمن سے دشمنی رکھی؟ (1)

حضرت سیِّدُنا صَدَقہ مَقابِری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ

حضرت سیِّدُنا صَدَقہ مقابِری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه حضرت سیِّدُنا بِشْر حافی اور ان کے ہم عصر بزرگانِ دین رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِم جیسے اسلاف کے ہم زمانہ ہیں۔ آپ حق پرستی اور سلامت روی میں اونچے مقام پر فائز تھے۔

20 سال کسی سے کلام نہ کیا:

﴿15385﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الفضل نَصْر بن ابو نَصْر طُوسی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اپنے ایک شیخ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا صَدَقہ مقابِری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه مسئلے کی تحقیق میں بہت مبالغہ کرنے والے تھے۔ فرمایا کرتے تھے: مجھ پر 20 سال ایسے بھی آئے جب میں نے کسی سے کلام نہیں کیا یہاں تک کہ مجھے کلام کرنے کا حکم دیا گیا پھر میں نے کسی سے بھی کلام کو ترک نہیں کیا حتّٰی کہ مجھے اس سے کلام نہ کرنے کا حکم دیا گیا۔

اگر مصائب لذتوں کے برابر آئیں تو۔۔۔!

﴿15386﴾... حضرت سیِّدُنا صَدَقہ مقابِری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے اپنے گہرے دوست سے کہا: آپ کیسے ہیں؟ اس نے جواب دیا: بے شک جن مصیبتوں میں مبتلا ہوں وہ ان خواہشات کی لذتوں کے مقابلے میں بہت کم ہیں جو میں نے پائی ہیں، اگر لذتوں کے برابر مصائب آئیں تو ضرور تمام تر بلائیں مجھ پر ہی ٹوٹ پڑیں۔

حضرت سیِّدُنا صَدَقہ مقابِری رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه اکثر ثَقَفی کے یہ اَشعار کہا کرتے تھے:

اَمَا تَرَى الْمَوْتَ مَا يَنْفَكُّ مُخْتَطِفًا ... مِنْ كُلِّ نَاحِيَةٍ نَفْسًا فَيَحْوِيْهَا

---

(1) ...تاریخ بغداد، ۳/۴۲۰، رقم: ۱۵۶۲: محمد بن محمد ابو الحسن

قَدْ نُغِصَتْ اٰمَلًا كَانَتْ تُؤَمِّلُهُ ‏ وَقَامَ فِي الْحَيِّ نَاعِيْهَا وَبَاكِيْهَا

وَاُسْكِنُوا التُّرْبَ تَبْلٰى فِيْهِ اَعْظُمُهُمْ ‏ بَعْدَ النَّضَارَةِ ثُمَّ اللّٰهُ يُحْيِيْهَا

وَصَارَ مَا جَمَعُوْا مِنْهَا وَمَا ذَخَرُوْا ‏ مِنَ الْاَقَارِبِ يَحْوِيْهِ اَدَانِيْهَا

فَامْهَدْ لِنَفْسِكَ فِيْ اَيَّامِ مُدَّتِهَا ‏ وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ مِمَّا اَسْلَفْتَ فِيْهَا

ترجمہ: کیا تم نہیں دیکھتے کہ موت ہر گوشے سے لوگوں پر جھپٹتی ہے اور انہیں دبوچ لیتی ہے، لوگوں کو جو اُمید تھی وہ مٹی میں مل گئی، علاقے میں ان کی موت کی خبریں سنائی جانے لگیں اور ان پر رویا جانے لگا۔ انہیں قبروں میں بسا دیا گیا، پہلے وہ تروتازہ تھے اور اب ان کی ہڈیاں بھی گلنے لگیں۔ انہوں نے دنیا کا جو مال اکٹھا اور ذخیرہ کیا اسے قریبی رشتے داروں نے سمیٹ لیا، لہٰذا دنیا میں جب تک ہو اپنے لیے بھلائی سمیٹ لو اور گزرے دنوں میں تم نے جو گناہ کیے ان پر ربِّ کریم سے بخشش مانگ لو۔

حضرت سیِّدُنا طاہر مَقْدِسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک ہستی حضرت سیِّدُنا طاہر مقدسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی بھی ہے۔ آپ حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ اور شامی و غیر شامی بڑے عبادت گزاروں کی صحبت سے فیض یاب ہوئے ہیں۔

صوفیا کو صوفیا کہنے کی وجہ:

﴿15387﴾... حضرت سیِّدُنا ابو القاسم دِمَشْقی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: حضرت سیِّدُنا طاہر مقدسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا کہ صوفیا کو صوفیا کہنے کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: کیوں کہ وہ عشق کے تختوں میں مخلوق سے چُھپ گئے اور راہِ خدا کے اوصاف سے مُزَیَّن ہو کر مشہور ہو گئے۔

معرفت کی تعریف اور خوشگوار زندگی:

نیز آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: مَعْرِفت کی تعریف یہ ہے کہ ”لوگوں سے الگ تھلگ ہو جانا اور ہر چھوٹی بڑی بات میں تدبیر کرنا۔“ یہ بھی فرمایا کرتے کہ ”اسی کی زندگی خوشگوار ہوتی ہے جو اُنس و محبت کی بساط کو پاک ذات سے اور پاک ذات کو اُنس و محبت سے وابستہ کر لے اور پھر ذاتِ باری تعالیٰ کے جلووں میں گم ہو کر زندگی سے بے پروا ہو جائے۔“

﴿15388﴾... حضرت سَیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن محمد دِمشقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا طاہر مَقدسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھے کسی کے یہ اَشعار سنائے:

اُرَاعِی النُّجُوْمَ وَلَا عِلْمَ لِیْ   بَعْدَ النُّجُوْمِ بِحَیْثُ الظَّلَامِ

وَکَیْفَ یَنَامُ فَتًی لَا یَنَامُ   اِذَا نَامَ عَنْهُ عُیُوْنُ الْحِمَامِ

اَسِیْرٌ یُسِیْرُ اِلَیْهِ هَوَاهُ   فَیَضْحَی الْاَسِیْرُ قَتِیْلَ الْغَرَامِ

فَلَمْ یَبْقَ مِنْهُ سِوَی اسْمِهٖ   یُقَالُ لَهٗ عَاشِقٌ وَالسَّلَامِ

بِفَرْطِ النُّحُوْلِ وَحُبِّ الْقَلِیْلِ   وَحُزْنٍ مُذِیْبٍ بِطُوْلِ السِّقَامِ

ترجمہ: میں تارے دیکھتا ہوں اور تارے دیکھنے کے بعد مجھے پتا نہیں کہ اندھیرا کہاں ہے، وہ نوجوان کیسے سو سکتا ہے جس سے موت منہ موڑ لے تو اُسے نیند نہ آئے، وہ قیدی جس کی طرف اس کی محبت خود بڑھتی ہے اور پھر وہ قیدی محبت کا شہید ہو جاتا ہے، اب اس کے نام کے سوا کچھ نہ بچا، اسے "عاشق" کہتے ہیں اور بس۔ بہت بے چین رہتا ہے، تھوڑے پر راضی ہو جاتا ہے اور مسلسل بیماریوں کے ساتھ گھلا دینے والے غم میں رہتا ہے۔

بزرگوں کی پیروی کرو محفوظ رہو گے:

﴿15389﴾... حضرت سَیِّدُنا طاہر مَقدسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جانے والی گھاٹیاں سب اس کے در سے کٹی ہوئی ہیں، راستے کے نشان مٹے ہوئے ہیں، اس کی راہ میں آنے والے بہلاووں سے بچو اور اتصال کی جگہوں سے ہوشیار رہو کہ یہ دھوکا ہے، جہاں بزرگ رُک گئے وہاں تم بھی رُک جاؤ محفوظ رہو گے۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اشعار پڑھے:

وَکَذَّبْتُ طَرْفِیْ فِیْكَ وَالطَّرْفُ صَادِقٌ   وَاَسْمَعْتُ اُذُنِیْ فِیْكَ مَا لَیْسَ تَسْمَعُ

وَلَمْ اَسْکُنِ الْاَرْضَ الَّتِیْ تَسْکُنُوْنَهَا   لِکَیْ لَا یَقُوْلُوْا اِنَّنِیْ بِكَ مُوْلَعُ

فَلَا کَبِدِیْ تَهْدَاُ وَلَا لَكَ رَحْمَةٌ   وَلَا عَنْكَ اِقْصَارٌ وَلَا فِیْكَ مَطْمَعُ

ترجمہ: آنکھ سچی تھی لیکن تیرے معاملے میں مَیں نے اپنی آنکھ کی نہ مانی، اپنے کان کو وہ سنایا جو اُس نے سنا نہ تھا، میں اس زمین میں رہائش پذیر نہ ہوا جس میں تم رہتے ہو تاکہ لوگوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ مجھے تم سے محبت ہے، اب نہ میرے

جگر کو سکون ہے نہ تمہیں رحم آتا ہے، نہ میں تم سے منہ پھیرتا ہوں نہ تم سے امیدیں لگاتا ہوں۔

﴿15390﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن حسین بن حمدان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت سیِّدُنا طاہر مقدسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اگر لوگ عارفین کے انوار کی قدر کو جان لیں تو ضرور ان کے انوار میں جل جائیں اور اگر وہ انوار صاحبِ احوال کے لئے ظاہر ہو جائیں تو ضرور ان کے احوال جل جائیں۔

اَبدالوں کی نصیحت:

﴿15391﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عُبَید بُسری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے لُکام پہاڑ میں ایک شخص سے پوچھا کہ کس چیز نے تمہیں یہاں بٹھائے رکھا ہے؟ اس نے کہا: تم نے جس چیز کے متعلق پوچھا ہے اگر تم اسے طلب کرنا چاہو تو نہ پاسکو گے اور اگر تم نے اسے پالیا تو اس پر قائم رہ سکو گے۔ میں نے کہا: مجھے اس کے بارے میں بتاؤ۔ کہا: میں جانتا ہوں میرا بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہو کر بیٹھنا جنّتوں کی سب نعمتوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ پھر کہا: آہ! میں سمجھتا تھا کہ میں کامیابی تک پہنچ گیا اور مخلوق سے دُور جا چھپا ہوں لیکن دیکھتا ہوں کہ میں تو اپنی بات میں بہت جھوٹا ہوں۔ اگر میں ربِّ کریم سے سچی محبت کرنے والا ہوتا تو کسی کو میرا پتا نہ چلتا۔ میں نے کہا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ محبتِ الٰہی والے **اللہ** پاک کی زمین میں اس کے خلیفہ ہوتے ہیں، اس کی مخلوق سے اُنس بھی رکھتے ہیں اور انہیں ربِّ کریم کی فرماں برداری کی ترغیب بھی دِلاتے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا ابو عُبَید بُسری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سُن کر وہ مجھ پر چلّائے اور کہنے لگے: اے دھوکے میں پڑے آدمی! اگر تو محبت کی خوشبو سونگھ لیتا اور محبت میں جو قربتیں سمائی ہوئی ہیں انہیں تیرا دل دیکھ لیتا تو پھر تجھے کچھ اور دیکھنے کی ضرورت نہ رہتی۔ پھر کہا: اے آسمان اور اے زمین! گواہی دو کہ میرے دل پر کبھی جنّت و دوزخ کا خیال بھی نہیں گزرا ہے، اگر میں سچ کہہ رہا ہوں تو (خدایا) مجھے مَوت دے دے۔ حضرت سیِّدُنا ابو عُبَید بُسری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ خُدا کی قسم! یہ کہنے کے بعد ان کے منہ سے مجھے اور کوئی لفظ سُنائی نہیں دیا اور ان کی رُوح پرواز کر گئی۔ مجھے ڈر ہوا کہ لوگ سمجھیں گے میں نے انہیں قتل کیا ہے۔ چنانچہ میں انہیں وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا، راستے میں کچھ لوگ ملے، پوچھنے لگے: اس نوجوان کا کیا ہوا؟ میں نے مُبْہَم سا جواب دیا۔ انہوں نے کہا: واپس چلو، **اللہ** پاک نے اسے اپنی بارگاہ میں بُلا لیا ہے۔ چنانچہ میں نے ان لوگوں کے ساتھ مل کر نوجوان کی نمازِ

جنازہ پڑھی۔ پھر میں نے کہا: یہ نوجوان کون تھا اور آپ لوگ کون ہیں؟ فرمانے لگے: تم پر رحمت ہو! یہ وہ ہستی تھے جن کی برکت سے بارش ہوتی تھی، ان کا دِل حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَلِیۡلُ اللّٰہ عَلَیۡہِ السَّلَام کے دل پر تھا، کیا آپ نے ان کی زبانی یہ نہ سنا کہ دوزخ کا خیال بھی ان کے دل پر کبھی نہ گزرا، بھلا! حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیۡہِ السَّلَام کے سوا کوئی ایسا ہو سکتا ہے؟! میں نے کہا: آپ حضرات کون ہیں؟ فرمایا: ہم مخصوص سات ابدال ہیں۔ میں نے کہا: مجھے کچھ سکھایئے۔ فرمایا: مشہور ہونے کی خواہش نہ رکھو اور نہ یہ چاہو کہ تمہارا اُن لوگوں میں شمار ہو جو مشہور ہونے کی خواہش نہیں رکھتے۔

حضرت سیِّدُنا طاہر مَقۡدِسی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کے لیے تنہائی اختیار کرنا دنیا کو ساتھ رکھتے ہوئے ممکن نہیں، جو اپنے نفس کو بارگاہِ الٰہی کے لیے تنہائی اختیار کرنے پر مجبور کرے وہ لوگوں کے اُنس و محبت سے وحشت کرتا اور تنہائی میں ہی سکون محسوس کرتا ہے۔

﴿15392﴾... حضرت سیِّدُنا طاہر مقدسی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: میں اَبدالوں کی تلاش میں عَسۡقَلان سے غَزہ جانے کے لئے نکلا۔ راستے میں ایک نوجوان کو دیکھا جس پر پھٹی ہوئی چادر تھی اور وہ ساحل پر چل رہا تھا۔ میں نے اسے کوئی توجہ نہ دی تو اس نے میری جانب متوجہ ہو کر کہا:

لَا تَنۡأَ عَنِّیۡ بِاَنۡ تَرٰی خِلَقِیۡ فَاِنَّمَا الدُّرُّ دَاخِلَ الصَّدَفِ

عِلۡمِیۡ جَدِیۡدٌ وَمَلۡبَسِیۡ خَلَقٌ وَمُنۡتَهَی اللُّبۡسِ مُنۡتَهَی الصَّدَفِ

ترجمہ: مجھے پھٹے پرانے لباس میں دیکھ کر مجھ سے لاپروائی نہ برتو کہ بے شک موتی سیپی کے اندر ہوتا ہے۔ میرا علم جدید اور لباس پرانا ہے اور اس لباس کی انتہا سیپی کی انتہا پر ہے۔

حضرت سیِّدُنا نَصۡر صَامِت رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک ہستی حضرت سیِّدُنا نَصۡر بن حُرَیۡش صامت رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ کی بھی ہے۔ آپ عبادت و ریاضت میں مُبالغہ کرنے والے اور دینی سیاست کی پیروی کرنے والے تھے۔ اپنی خواہشات کا قلع قمع کیا اور مصائب و آلام میں آپ کی کفایت کی گئی، بڑے عبادت گزار و فرمانبردار تھے۔ آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ **نصر صامت** کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

”صامت“ نام سے مشہور ہونے کی وجہ:

﴾15393﴿... حضرت سیِّدُنا اسحاق بن سفیان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا نصر بن حُرَیش صامت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”میں نے 40 حج کئے اور ان تمام میں کسی سے کوئی بات نہ کی۔“ پس اسی وجہ سے آپ کو صامت (یعنی خاموش رہنے والا) کہا گیا۔

سیِّدُنا نَصْر صامِت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی مَرویات

﴾15394﴿... ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیْقَہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فرماتی ہیں: رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز کا آغاز تکبیر (اَللّٰہُ اَکْبَر) اور قراءت کا آغاز اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن (یعنی سورۂ فاتحہ) سے فرماتے تھے۔[1]

﴾15395﴿... حضرت سیِّدُنا عَبْدُاللّٰہ بن عُمَر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو تم اس کی نماز پڑھو اور جس نے بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کلمہ طیبہ کہہ لیا تم اس کے پیچھے نماز پڑھ لو۔[2]

حضرت سیِّدُنا مُحَمَّد بن اِبراھیم بغدادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک توکل کے دریا میں تیراکی کرنے والے اور اکیلے سفر کرنے والے حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ محمد بن ابراہیم بغدادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ عُلُوم و فُنُون کے جامع تھے، آپ کا کلام دلوں کے لئے نفع بخش تھا۔ آپ قوم کے شیخ اور محبت، شوق، اُنس، قُرب، دلوں میں وارد ہونے والی چیزوں، کلام کے معانی، ذِکر اور راز کی صفائی کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا امام احمد بن حنبل اور حضرت سیِّدُنا بِشْر حافی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا کی صحبت پائی۔

صوفی کب صوفی بنتا ہے؟

حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ محمد بن ابراہیم بغدادی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: صوفی اسی وقت صوفی بن سکتا

[1] ...مسلم، کتاب الصلاۃ، باب ما یجمع صفۃ الصلاۃ... الخ، ص ۲۰۲، حدیث: ۱۱۱۰

[2] ...دار قطنی، کتاب العیدین، باب صفۃ من تجوز الصلاۃ... الخ، ۲/ ۷۰۱، حدیث: ۱۷۶۱

ہے جب نہ تو اس کی آواز سنائی دے، نہ اس کے پیچھے چلا جائے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی مرتبہ ہو۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ قاضی عیسیٰ بن ابان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ آپ کی نشانیاں اور کرامات مشہور و معروف ہیں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔

درندے کے ذریعے کنویں سے نجات:

﴿15396﴾... حضرت سَیِّدُنا ابوبدر خَیّاط رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا ابو حمزہ محمد بن ابراہیم بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: ایک بار میں توکل کرتے ہوئے سفر پر روانہ ہوا، رات کے وقت چل رہا تھا کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا، اچانک میں ایک کنوئیں میں گر گیا۔ کنواں اتنا گہرا تھا کہ میں باہر نہ نکل سکا، لہٰذا وہیں بیٹھ گیا۔ ابھی اسی حالت میں تھا کہ دو آدمی کنویں کے کنارے پر آئے، ایک نے دوسرے سے کہا: ہم اس وقت تک یہاں سے نہیں جائیں گے جب تک راستے کے بیچ میں یہ کنواں موجود ہے۔ دوسرے نے کہا: ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا: ہم اس میں مٹی بھر دیتے ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جلدی سے میرے نفس نے مجھے اس پر اُبھارا کہ کہوں میں اس میں ہوں لیکن میں ٹھہر گیا۔ چنانچہ مجھے ندا کی گئی کہ ہم پر توکل کرتے ہو اور ہماری آزمائش کی شکایت ہمارے غیر سے کرتے ہو؟ چنانچہ میں خاموش رہا یہاں تک کے وہ دونوں چلے گئے، کچھ دیر بعد واپس آئے، ان کے پاس کوئی چیز تھی جسے انہوں نے کنوئیں کے اوپر رکھ کر اسے ڈھانپ دیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: مٹی بھرنے سے تو محفوظ رہے لیکن اب اس میں قید ہونا پڑے گا۔ چنانچہ میں ایک دن اور رات اس میں قید رہا، جب اگلا دن آیا تو کسی نے مجھے آواز دی لیکن میں اسے دیکھ نہیں پا رہا تھا، اتنے میں اس نے مجھے زور سے پکڑ لیا، میں نے گمان کیا کہ وہ جن ہے پھر میں نے اپنا ہاتھ ایسی چیز کی تلاش کے لئے لمبا کیا جسے پکڑ سکوں تو میرا ہاتھ کسی کھردری چیز پر پڑا، میں نے اسے پکڑ لیا اور اس کے ذریعے میں اوپر آگیا اور اس نے مجھے زمین پر ڈال دیا۔ میں نے زمین پر نظر دوڑائی تو وہ کوئی درندہ تھا۔ مجھے اسے دیکھ کر وہی خوف لاحق ہوا جو ایسے موقع پر ایک انسان کو لاحق ہوتا ہے۔ غیبی آواز نے مجھے پکارا کہ ”اے ابو حمزہ! ہم نے بلا کے ذریعے تجھے بلا سے بچا لیا اور ہم تجھے اس میں کافی ہو گئے جس کا تجھے خوف تھا۔“

مُصَنِّفِ کتاب حضرت سَیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں

اس حکایت کو پہلے حضرت سیِّدُنا عَمرو بن نُفَیل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی روایت سے جو حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی ہے ذکر کر چکا ہوں، دوبارہ اس لئے ذکر کیا ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابنِ مِقْسَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی یہ روایت اعلیٰ درجے کی ہے۔

﴿15397﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر کَتّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو اَزہر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور ہمارے دوستوں کی ایک جماعت نے بتایا کہ کچھ لوگ ایک دروازے کو کھولنے کے لئے جمع ہوئے لیکن ان سے دروازہ کھل نہ سکا۔ حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ان سے کہا کہ ہٹ جاؤ اور دروازے کی کُنڈی کو پکڑ کر حرکت دی اور کہا: ایسے کھلتا ہے تو دروازہ کھل گیا۔

پیٹ میں شیطان:

﴿15398﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن ابراہیم بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: اے ربِّ کریم! بے شک تو جانتا ہے کہ "تیری مخلوق میں تیری طرف سب سے زیادہ محتاج میں ہوں اور اگر تو جانتا ہے کہ میرا تیری طرف محتاج ہونا اس معنیٰ میں ہے کہ وہ تیرا غیر ہے پھر تو میرے فقر کو دور نہ کرنا۔" نیز یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ "جب محبت کرنے والا دنیا کے لئے چیختا ہے تو بیشک یہ چیخنا اس شیطان کی طرف سے ہے جو اس کے پیٹ میں ہے۔"

﴿15399﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ رَملی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا محمد بن ابراہیم بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جامع طرطوس میں بیان کیا تو وہاں کے لوگوں نے اسے قبول کیا۔ ایک دن آپ اسی طرح کلام فرما رہے تھے کہ ایک کوّے نے جامع کی چھت سے چیخنا شروع کر دیا، حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے گھبرا کر کہا: لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ (یعنی میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں)۔ لوگوں نے یہ سُن کر آپ کو زَنادقہ (گمراہوں) کی طرف منسوب کر دیا اور کہنے لگے کہ یہ حُلولیہ زِندیق ہے اور اس کی گواہی بھی دی۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو وہاں سے نکال دیا گیا اور آپ کے گھوڑے کو جامع کے دروازے پر یہ ندا دے کر بیچ دیا گیا کہ یہ زندیق کا گھوڑا ہے۔ حضرت سیِّدُنا ابو عَمرو بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں نے اسے خرید لیا اور لوگ حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ محمد بن ابراہیم بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پیچھے تھے حتّٰی کہ انہیں بابِ شام سے نکال دیا تو انہوں نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا:

لَكَ مِنْ قَلْبِی الْمَكَانُ الْمَصُوْنُ　　كُلُّ صَعْبٍ عَلَیَّ فِیْكَ یَهُوْنُ

ترجمہ: میرے دل میں تیرے لئے محفوظ مقام ہے، تیری راہ میں ہر مشکل مجھ پر آسان ہے۔

غفلت اور صِدِّیْقِیْن:

﴿15400﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر کتّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ محمد بن ابراہیم بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: اگر غفلت نہ ہوتی تو ضرور صِدِّیْقِیْن ذِکْرُ اللہ کی راحت سے مر جاتے۔

﴿15401﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے کھلے جنگل میں اس حال میں داخل ہونے سے اپنے ربِّ کریم سے حیا آتی ہے کہ میرا پیٹ بھرا ہوا اور میں اپنے رب پر توکل کا اعتقاد رکھنے والا ہوں کہیں میرا سیر ہونا زادِ راہ نہ بن جائے۔

انسیت کیا ہے؟

﴿15402﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ محمد بن ابراہیم بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے انسیت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: انسیت یہ ہے کہ دل مخلوق کے برتاؤ سے تنگ ہو جائیں۔ نیز آپ فرمایا کرتے تھے: جو موت سے ڈرا تو باقی رہ جانے والی ہر چیز اس کے نزدیک پسندیدہ اور ہر فانی چیز ناپسندیدہ ہو جائے گی اور جس نے اپنے نَفْس سے اجنبیت محسوس کی تو اس کا دل اپنے مولیٰ کی موافقت کے لئے مانوس ہو جائے گا۔

عدل کے غلبے کا ڈر اور تھوڑے فضل کی امید:

﴿15403﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ محمد بن ابراہیم بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے ایک ساتھی سے کہا: عدل کے غلبے سے ڈرو اور تھوڑے فضل کی بھی اُمید رکھو۔ تم اس کی خفیہ تدبیر سے بے خوف نہ ہونا اگرچہ وہ تجھے جنت میں داخل کر دے کہ تمہارے والد حضرت سیِّدُنا آدم عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ جو واقعہ ہوا وہ جنت میں ہی ہوا۔ کبھی جنت میں کسی قوم کو کچھ دے کر ان سے کہا جاتا ہے:

كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا هَنِیْٓــٴًـۢا بِمَاۤ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ﴿۲۴﴾ (پ۲۹، الحاقۃ: ۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: کھاؤ اور پیو رچتا ہوا صلہ اس کا جو تم نے گزرے دنوں میں آگے بھیجا۔

یوں وہ انہیں اپنے سے کھانے پینے کے ذریعے مشغول کر دیتا ہے اور اس سے بڑی خفیہ تدبیر نہیں اور نہ ہی

اس سے بڑی حسرت ہے۔

﴿15404﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ محمد بن ابراہیم بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا کہ کیا محبت کرنے والا اپنے محبوب کی دوری کے علاوہ کسی اور چیز سے گھبراتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: نہیں بے شک یہ تو ہمیشہ رہنے والی مصیبت، ختم ہو جانے والی مستی اور چمٹ جانے والی تکلیف ہے انہیں وہی جانتا ہے جس نے اسے اپنایا ہو۔ پھر یہ شعر کہا:

يُلَاقِي الْمُلَاقِي شَجْوَهُ دُوْنَ غَيْرِهِ ۔۔۔ وَكُلُّ بَلَاءٍ عِنْدَ لَاقِيْهِ اَوْجَعُ

ترجمہ: اس سے ملاقات کرنے والے کو صدمہ پہنچتا ہے جو غیر سے نہیں پہنچتا اور ہر بلا اس سے ملاقات میں زیادہ تکلیف دہ ہے۔

نفس کی ذلت اور عزت:

﴿15405﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ محمد بن ابراہیم بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو اپنے نفس سے نصیحت حاصل کرتا ہے تو وہ اسے عزت والا بنا دیتا ہے اور جو اس کی نصیحت سے غافل رہتا ہے تو وہ اسے بے توقیر بنا دیتا ہے اور **اللہ** پاک جسے اپنی نَظرِ رحمت کے ساتھ خاص فرما دیتا ہے تو یہ نظر اسے سعادت مندوں کے درجے میں اتار دیتی اور اسے ظاہر و باطن کی سچائی سے مُزَیَّن کر دیتی ہے۔ عارف اس چیز کے زوال کا خوف رکھتا ہے جو اسے عطا کیا گیا اور خوف رکھنے والا اس چیز کے نازل ہونے سے ڈرتا رہتا ہے جس کا وعدہ کیا گیا اور عارف روز بروز دنیاوی سامان کو دور کرتا رہتا ہے اور گُزر بسر کا سامان ایک دن کا ہی لیتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا حَسن مُسُوحِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک ہستی حضرت سیِّدُنا حسن مُسُوحی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بھی ہے۔ آپ تحقیق کے ساتھ عمل کرنے والے اور تصدیق کے ساتھ قیام کرنے والے تھے۔ آپ نے عِلمِ اُصُول کو پختگی بخشی اور آپ کے لئے وصول کی راہ آسان ہوئی۔

﴿15406﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عَمْرو عثمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا حسن مسوحی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لوگوں سے گفتگو کرتے ہوئے عبادات میں عِلمِ اُصُول اور اُصُول سے تجاوز نہیں کرتے تھے۔

دنیا سے بے رغبتی:

حضرت سیِّدُنا جُنَید بن محمد بن مسروق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا حسن مسوحی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا اپنا گھر نہیں تھا جس میں رہتے بلکہ مسجد کی صفائی کرنے والے کے دروازے کی آڑ لے کر سردی و گرمی سے بچا کرتے تھے۔ ایک دن اسی مقام پر لیٹے تو انہیں گرمی کی تکلیف پہنچی پھر ان کی آنکھ لگ گئی تو انہوں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد کی چھت شق ہوئی اور اس میں سے ایک لڑکی اتری، اس نے چاندی کی قمیص پہنی ہوئی تھی جس سے جھنکار کی آواز پیدا ہو رہی تھی اور سر میں بالوں کی دو لٹیں تھیں۔ حضرت سیِّدُنا حسن مسوحی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: وہ میرے پاؤں کے قریب بیٹھ گئی، میں نے اپنے پاؤں سمیٹ لئے تو اس نے ہاتھ بڑھا کر میرے پاؤں کو چھو لیا، میں نے اس سے کہا: اے لڑکی! تو کس کے لئے ہے؟ اس نے کہا: میں ہر اس شخص کے لئے ہوں جو تیری طرح ہمیشہ عمل کرے۔

حضرت سیِّدُنا ابو عبد اللہ براثی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک ہستی حضرت سیِّدُنا اَبُو عَبْدُ اللہ بَراثی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بھی ہے۔ آپ پسندیدہ نکات اور ستھرے احوال والے ہیں اور آپ کا شمار اکابر مشائخ اور پیشواؤں میں ہوتا ہے۔

بُرے کاموں کا باعث:

﴿15407﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُو عَبْدُ اللہ بَراثی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: خواہشوں نے ہی ہمیں بُرے کاموں میں ڈالا ہے۔ ہم اس کے لئے ذلیل ہوتے ہیں جو ہمارے نفع و نقصان کی قُدرت نہیں رکھتا۔ ہم اس کے لئے جھکتے ہیں جو ہمارے رزق، موت، زندگی اور قیامت کے دن اُٹھنے کا مالک نہیں۔ پھر میں یہ کیسے گمان کر سکتا ہوں کہ میں اپنے ربِّ کریم کی حقیقی معرفت رکھنے والا ہوں۔ کتنی دوری ہے! کتنی دوری ہے! معرفت کے لئے تحقیق ہے لیکن مومن معرفتِ توحید کی ایک مقدار پر ہوتا ہے اور اہل تحقیق معرفت کے لئے کوشش کرنے والے اور ربِّ کریم کی اطاعت میں اللہ پاک کے لئے پانے والے ہوتے ہیں۔

دنیا سے کنارہ کشی چاہتے ہو تو...!

﴿15408﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُو عَبْدُ اللہ براثی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مَعْرِفت کی وجہ سے عاملین پر ان کی

عبادتیں آسان ہو گئیں اور ربِّ کریم کی تدبیر پر راضی رہنے کی وجہ سے عاملین نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور وہ اپنی جانوں کے لئے اس کی تدبیر پر راضی ہو گئے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: میرے مولا! تیرے کَرَم نے ہمیں تیرے عَفْو کی امید دلائی ہے، تیرے جُود نے ہمیں تیرے فضل کی اُمید دلائی ہے، ہمارے گناہ ہمیں اس سے ناامید کر رہے ہیں اور ہمارے دل تیرے بارے میں اس امید کو جاننے کے بعد اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں کہ تو ان کی اس امید کو اپنے سے منقطع کر دے گا۔ اے کریم! اس امید کے ذریعے فضل فرما اور اے رحیم! اپنے عفو سے کرم فرما۔

ہمیں رضائے مولا کیسے حاصل ہو گی۔۔۔؟

نیز یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جہاں تک تیرے اور سُرور کی ملاقات اور ابرار کی مجالس کے درمیان ہر لذت و سرور کی بات ہے تو یہ اسی صورت میں ہو گا جب تو نفس کو اپنے پہلو سے نکال باہر کرے اور تیرا مولا تجھ سے راضی ہو پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ رونے لگے اور فرمایا: ہمیں رضا کیسے حاصل ہو جبکہ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے پاس خطائیں اور گناہ ہیں پھر دوبارہ رونے لگے۔

حضرت سیِّدُنا ابو شُعَیب بَراثی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو شعیب بَراثی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ بلند احوال والے اور بغداد کے بڑے شُیوخ میں سے تھے۔

عقل مند عورت:

﴿15409﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو شعیب براثی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ وہ پہلے بَراثی شخص تھے جو جھونپڑی میں رہ کر اللہ پاک کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کی جھونپڑی کے پاس سے ایک مال دار اور بڑے گھرانے سے تعلق رکھنے والی لڑکی کا گُزر ہوا جس کی تربیت بادشاہ کے محلوں میں ہوئی تھی۔ اس نے حضرت سیِّدُنا ابو شعیب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی طرف دیکھا تو ان کی حالت اور جس کیفیت میں وہ تھے اسے دیکھ کر اُسے بہت اچھا لگا تو وہ ان کی محبت میں گرفتار ہو گئی۔ اس نے دنیا سے بے تعلق ہونے اور حضرت

سیِّدُنا ابو شعیب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ رہنے کا پکا ارادہ کرلیا۔ وہ ان کے پاس آئی اور کہنے لگی: میں آپ کی خادمہ بننا چاہتی ہوں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس سے کہا: تو ایسا چاہتی ہے تو اپنی حالت بدل اور جن نعمتوں میں تو زندگی گزار رہی ہے اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ تو اس قابل ہو جائے جس کا تو ارادہ رکھتی ہے۔ چنانچہ اس نے ان تمام نعمتوں سے دوری اختیار کرلی جس کی وہ مالک تھی اور عبادت گزاروں والا لباس پہن کر ان کے خدمت میں حاضر ہوگئی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اس سے شادی کرلی، جب وہ جھونپڑی میں داخل ہونے لگی تو اس نے موٹے کپڑے کا ایک ٹکڑا دیکھا جس پر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیٹھ کر زمین کی نمی سے بچا کرتے تھے، وہ کہنے لگی: میں اس وقت تک جھونپڑی میں داخل نہیں ہوں گی جب تک آپ اس کپڑے کو نہ نکال دیں کیونکہ میں نے آپ کو ہی یہ کہتے سنا ہے کہ زمین کہتی ہے: "اے ابنِ آدم! آج تو اپنے اور میرے درمیان پردہ رکھتا ہے کل تُو میرے اندر ہوگا۔" لہٰذا میں زمین اور اپنے درمیان حجاب بنانے والی نہیں ہوں۔ پس حضرت سیِّدُنا ابو شعیب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے وہ ٹکڑا لیا اور اسے پھینک دیا۔ وہ لڑکی طویل زمانے تک ان کے ساتھ رہی۔ دونوں خوب اچھے انداز میں اللہ پاک کی عبادت کرتے رہے اور اسی پر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے۔

حضرت سیِّدُنا بُنان بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک ہستی حضرت سیِّدُنا بُنان بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بھی ہے، انہیں واسطی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نے مصر میں رہائش اختیار کی، آپ نیکی کا حکم دینے اور حکمرانوں کو حق کی یاد دلانے والے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حاکم مصر ابنِ طولون کو نیکی کا حکم دیا تو وہ آپ سے خفا ہو گیا اور قاضی اَبُوعُبَیْدُ اللہ کو آپ کے پیچھے لگا دیا حتّٰی کہ قاضی نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو سات دُرّے لگائے اور درندے کے آگے ڈال دیا۔ آپ نے قاضی کے خلاف دعا کی تو ابنِ طولون نے اسے ہر دُرّے کے بدلے ایک سال قید میں ڈالے رکھا۔

درندے نے نقصان نہ پہنچایا:

﴿15410﴾... حضرت سیِّدُنا ابو علی رُوذباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرے مصر میں داخل ہونے کا سبب حضرت سیِّدُنا بُنان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا واقعہ تھا اور وہ یہ ہے کہ حضرت سیِّدُنا بُنان بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حاکم ابنِ طولون کو رعایا پر ظلم نہ کرنے اور ان کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا تو اس نے (سرکشی کرتے ہوئے) حکم دیا کہ

انہیں درندے کے آگے ڈال دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا تو درندے نے آپ کو سونگھنا شروع کر دیا اور کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ جب آپ کو درندے کے سامنے سے نکالا گیا تو کسی نے پوچھا: جب درندے نے آپ کو سونگھا تو اس وقت آپ کے دل میں کیا بات تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے جواب دیا: اس وقت میں درندوں کے جھوٹے اور اس کے لعاب کے متعلق عُلَما کے اختلاف کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ قاضی اَبُوعُبَیْدُ اللہ نے دھوکے سے آپ کو سات دُرے لگائے، آپ نے اس سے کہا: **اللہ** پاک تجھے ہر درے کے بدلے قید میں رکھے۔ چنانچہ ابنِ طولون نے قاضی کو سات سال قید میں ڈالے رکھا۔

﴿15411﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو علی رُوذباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا بُنان بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: میں تبوک کے صحرا میں داخل ہوا تو گھبرا گیا، غیب سے ندا آئی کہ تو نے وعدے کو توڑ دیا کیوں گھبراتا ہے؟ کیا تیرا حبیب تیرے ساتھ نہیں ہے؟

آزادی اور غلامی کا معیار:

﴿15412﴾... حضرت سَیِّدُنا بُنان بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لالچی شخص آزاد ہو کر بھی غلام ہے اور قناعت پسند غلام ہو کر بھی آزاد ہے۔

﴿15413﴾... حضرت سَیِّدُنا بُنان بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جسے نقصان پہنچانے والی چیز سے خوشی ہو ایسا شخص کب کامیاب ہو سکتا ہے؟

جملہ اَسباب سے اِعراض کرنے کی فضیلت:

﴿15414﴾... حضرت سَیِّدُنا بُنان بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر تو اس کی بندگی کے ساتھ منفرد ہو گا تو وہ تجھے عنایت کے ساتھ منفرد کرے گا۔ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے اگر تو خُلُوص سے کام لے گا تو وہ تجھے صاف کرے گا اور اگر تو خَلْط مَلْط کرے گا تو وہ تجھے چھوڑ دے گا۔ ہمیشہ اسباب کو دیکھتے رہنا مُسَبِّبُ الْاَسباب کے مشاہدے سے ہٹا دیتا ہے اور جملہ اسباب سے اعراض کرنا عظیم فضائل تک پہنچاتا ہے۔

سَیِّدُنا بُنان بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرویات

﴿15415﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حُضُور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

وَسَلَّم کو حضرت سعد رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے متعلق یہ ارشاد فرماتے سنا: اے اللہ! سعد کا تیر دُرست نشانے پر لگے اور تو اس کی دُعا قبول فرما۔[1]

کہاں گئے وہ۔۔۔؟

﴿15416﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن ابو کثیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے خُطبہ دیتے ہوئے فرمایا: کہاں ہیں خوبصورت، حسین چہروں اور اپنی جوانیوں پر فخر کرنے والے؟ کہاں ہیں شہروں کو آباد کرنے اور قلعے بنانے والے؟ کہاں گئے میدان جنگ میں غالب آنے والے؟ ارے زمانے نے ان کو مغلوب کر دیا اور وہ اندھیری قبروں میں چلے گئے۔ جلدی سے نیکیوں میں سبقت کرو اور نجات طلب کرو۔

حضرت سیِّدُنا اِبراھیم بن احمد خَوَّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک ہر شے سے منقطع ہو کر توکل کرنے والے حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق ابراہیم بن احمد خَوَّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے مخلوق سے جدا ہو کر اللہ پاک پر توکل کیا۔ توکل میں آپ کا حال مشہور اور ذکر پھیلا ہوا ہے۔

شیطان کی دو مضبوط رسیاں:

﴿15417﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن احمد خَوَّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو صَبْر نہیں کرتا وہ کامیاب نہیں ہوتا اور بے شک شیطان کے پاس دو رسیاں ہیں جن کے ذریعے وہ آدمی کو اس قدر مضبوطی کے ساتھ باندھتا ہے کہ کسی اور چیز سے نہیں باندھتا۔ (وہ رسیاں یہ ہیں:) فقر کا خوف اور لالچ۔

حقیقی فقیر کی صفات:

﴿15418﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن احمد خَوَّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: فقیر کی خوبی میں سے ہے کہ اپنے فقر پر خوش ہونے میں اس کے اوقات برابر ہوں اور وہ اپنے فقر پر صابر و محتاط ہو۔ نہ اس پر فاقہ کے آثار ظاہر ہوں اور نہ ہی وہ کسی ضرورت کا اظہار کرے، کم سے کم اس کے اخلاق صبر کرنا اور قناعت ہوں، مال کی کمی اس

[1]... الاحادیث المختارۃ، رواہ عامر بن سعد، ۳/ ۲۰۹، حدیث: ۱۰۰۷

کے لئے راحت اور کُشادگی عذاب ہو، ناز و نعمت سے وحشت محسوس کرے اور سختیوں کو نعمت سمجھے، طرزِ زندگی مخلوق سے جدا گانہ ہو جس بھی حال میں ہو اس (ربِّ کریم) پر بھروسا رکھے اور اس (کے ذِکر) سے راحت محسوس کرے، اس کے لئے نہ تو کوئی خاص وقت ہو اور نہ ہی کوئی معروف سبب۔ تو اسے اپنے فقر پر راضی اور اپنی تکلیف پر خوش ہی دیکھے گا، اپنے نفس پر سختی اور دوسروں پر نرمی کرتا ہو، فقر کی عزت و تکریم کرے اور پوری کوشش کے ساتھ اسے چُھپائے یہاں تک کہ اپنے جیسوں سے بھی اسے چھپائے۔ یہ فقر اس پر **اللہ** پاک کا بڑا احسان ہے اور اس کے دل میں اس نعمت کی بڑی قدر ہو۔ **اللہ** پاک نے اس کے لئے جو فقر پسند فرمایا ہے وہ نہ تو اس کا بدل چاہے اور نہ ہی اس سے منہ پھیرے۔

حقیقی فقیروں کی 12 عادتیں:

فقیروں کی 12 عادتیں ہوتی ہیں: (1)...وہ **اللہ** پاک کے وعدوں پر مطمئن ہوتے ہیں، (2)...مخلوق سے مایوس ہوتے ہیں، (3)...شیاطین کو دشمن سمجھتے ہیں، (4)...اشیاء میں حق کے ساتھ نکلتے ہیں، (5)...مخلوق پر شفقت و مہربانی کرنے والے ہوتے ہیں، (6)...لوگوں سے پہنچنے والی تکالیف کو برداشت کرتے ہیں، (7)...وہ دشمنی کے مقام پر بھی مسلمانوں کی خیر خواہی نہیں چھوڑتے، (8)...حق کے سامنے جھک جاتے ہیں، (9)...**اللہ** پاک کی مَعْرِفت میں مشغول رہتے ہیں، (10)...ہمیشہ باوضو رہتے ہیں، (11)...فقر ان کا سرمایہ ہوتا ہے اور (12)...وہ کمی یا زیادتی اور پسند یا ناپسند میں **اللہ** واحد و یکتا کی رضا میں ہوتے ہیں۔ یہ سب ان کی صفات ہیں اور اوصاف بیان کرنے والے ان کے اسباب بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

چار نایاب چیزیں:

حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن احمد خَوّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں نایاب ہیں: (1)...اپنے علم پر عمل کرنے والا عالم، (2)...اپنے فعل کی حقیقت کے متعلق بات کرنے والا عارف، (3)...ظاہری سبب کے بغیر **اللہ** پاک کے لئے استقامت کے ساتھ عمل کرنے والا شخص اور (4)...مرید جس سے لالچ نکل چکی ہو۔

حکمت سے محروم دل:

مزید فرماتے ہیں کہ حکمت آسمان سے نازل ہوتی ہے اور اس دل میں نہیں رہتی جس میں چار باتیں ہوں:

(1) دنیا کی طرف جھکنا، (2) آنے والے کل کا غم، (3) فُضُول چیزوں کی محبت اور (4) اپنے بھائی سے حسد رکھنا۔

فقر کا دعوٰی کب درست ہے؟

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ مزید بیان کرتے ہیں کہ کسی فقیر کے لئے اس وقت تک فقر کا دعوٰی کرنا درست نہیں جب تک اس میں دو عادتیں نہ پائی جائیں: (1)۔ اللہ پاک پر بھروسا اور (2)۔ اللہ پاک کا شکر ادا کرنا کہ اللہ پاک نے اسے کئی دنیاوی چیزوں سے کنارہ کش رکھا جس میں بہت سے لوگ مبتلا ہوئے۔ فقیر اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک اللہ پاک کی نظرِ عنایت اسے عطا کرنے سے زیادہ روکنے میں نہ ہو اور اس معاملے میں اس کی سچائی کی علامت یہ ہے کہ اللہ پاک کی جانب سے کسی نعمت کے نہ ملنے پر وہ ایسی حلاوت و لذت محسوس کرے جو نعمت کے مل جانے کے بعد بھی محسوس نہ ہو۔ وہ اپنے اس ربِّ کریم کے سوا کسی کو نہ جانے جس نے اسے اپنی معرفت اور تائید کے لئے خاص کر لیا ہے۔ وہ اپنے مالکِ حقیقی کے سوا نہ تو کسی کو دیکھے اور نہ ہی کسی چیز کا مالک ہو سوائے اس کے جس کا اسے مالک کر دیا گیا ہو۔ پھر ہر چیز اس کے تابع اور اس کے آگے جھکنے والی ہوگی۔

راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن احمد خَوَّاص رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کو یہ بھی فرماتے سنا: جو خالص اللہ پاک کا ارادہ کرتا ہے اللہ پاک اس کی حفاظت کرتا اور اسے اپنا قُرب عطا فرماتا ہے۔ جو اپنے نَفْس کے لئے اس کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اسے اپنی نعمتوں سے سیر اور اپنی رضا سے سیراب کرتا ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے یہ اشعار کہے:

عَلِیْلٌ لَیْسَ یُبْرِئُہُ الدَّوَاءُ ۔۔۔ طَوِیْلُ الضُّرِّ یُفْنِیْہِ الشِّفَاءُ

سَرَائِرُہٗ بِوَادٍ لَیْسَ تَبْدُوْ ۔۔۔ خَفِیَّاتٌ اِذَا بَرِحَ الْخَفَاءُ

ترجمہ: وہ ایسا بیمار ہے جو دوا سے ٹھیک نہیں ہو رہا، طویل تکلیف نے اس کی شفا کی امید ختم کر دی ہے۔ جب تک پردہ نہ اٹھے اس کے راز ایسی وادی میں ہیں جو چھپی باتوں کو ظاہر نہیں کرتی۔

ساری رات مناجات:

﴿15419﴾... حضرت سیِّدُنا ابوالفضل طُوسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات حضرت سیِّدُنا ابراہیم

خَوّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ گزاری۔ رات میری آنکھ کھلی دیکھا تو وہ صبح تک مناجات میں لگے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں:

بَرِحَ الْخَفَاءُ وَفِي التَّلَاقِي رَاحَةٌ   هَلْ يَشْتَفِي خِلٌّ بِغَيْرِ خَلِيْلِهِ؟

ترجمہ: پردہ اٹھ گیا ہے اور ملاقات میں راحت ہے، کیا دوست اپنے دوست کے بغیر شفا پا سکتا ہے؟

﴿15420﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَوّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس پر دنیا نہیں روتی آخرت اس کے لئے نہیں ہنستی۔

﴿15421﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَوّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بندے کو اس بات کا علم کہ **اللہ** پاک اس کے قریب ہے یہ بات اسے مخلوق سے وحشت میں ڈالتی ہے اور اس کے لئے **اللہ** پاک سے انسیت کا ایک شاہد ہوتا ہے اور بندے کو اس بات کا علم کہ مخلوق مسلط اور مامور ہے یہ بات اس سے مخلوق کے خوف کو دور کر دیتی ہے اور اس کے دل میں مسلط کرنے والے کا خوف بٹھاتی ہے۔

پانچ چیزیں دل کی دوائیں:

﴿15422﴾... حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق ابراہیم بن احمد خَوّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ پانچ چیزیں دل کی دوائیں: (1)...غور و فکر کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرنا، (2)...خالی پیٹ رہنا، (3)...رات کو قیام کرنا، (4)...سحری کے وقت گریہ وزاری کرنا اور (5)...نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔

اطاعت گزار کا اعزاز:

مزید فرماتے ہیں: **اللہ** پاک اپنی اطاعت کے مطابق مومن کے اعزاز میں اسے عزت کا لباس پہنائے گا اور مؤمنین کے دلوں میں اس کی عزت ڈال دے گا۔ اس فرمانِ باری تعالیٰ کا یہی مطلب ہے:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ   ترجمۂ کنز الایمان: اور عزت تو **اللہ** اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے۔

(پ۲۸، المنافقون:۸)

﴿15423﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم خواص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: سب سے سخت سزا دل کی سزا ہے اور اس کا مقام سب سے بلند، اس کی شرافت و کرامت سب سے بڑی، اس کا ذکر تمام اذکار میں سب سے افضل ہے،

اس کے ذکر ہی کے سبب انوار کھنچتے ہیں اور اسی پر خطاب کا وُقوع ہوتا ہے اور یہی دل ڈرانے اور سزا دینے کے لئے خاص ہے۔

فقیر اور مال دار کی زندگی:

﴿15424﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم خواص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **فقیر** اخلاص، دل کی صفائی اور حُضُورِ قلب کے ساتھ عمل کرتا ہے جبکہ مال دار وسوسوں کے اژدہام اور بکھرے دل کے ساتھ عمل کرتا ہے۔ **فقیر** اپنی قوت مَعْرِفَت اور صحت توکل کے ساتھ عمل میں بدن کو کمزور کرکے ایمان کی حقیقت کے اوراک پر عمل کرتا اور بلند مقام پر پہنچتا ہے جبکہ مال دار اپنے ایمان کی کمی اور معرفت کی کمزوری کے ساتھ عمل کرتا ہے۔ **فقیر اللہ** پر فخر کرتا اور اُس کی طرف تیزی کے ساتھ بڑھتا ہے جبکہ مال دار دولت پر فخر کرتا اور دنیا کی طرف تیزی سے جاتا ہے۔ **فقیر** جہاں جانا چاہے چلا جاتا ہے جبکہ امیر اپنے مال کے ساتھ مقید ہو جاتا ہے۔ **فقیر** دنیا ملنے کو ناپسند کرتا ہے جبکہ مال دار دنیا ملنے کو محبوب رکھتا ہے۔ **فقیر** جو کہتا ہے اس سے بہتر ہوتا ہے جبکہ مال دار جو کہتا ہے اس سے کم تر ہوتا ہے۔

آزاد اور غلام:

لوگ دو ہی طرح کے ہیں آزاد اور غلام: **آزاد** اپنے نَفْس کے فیصلے کی وجہ سے غمگین ہوتا اور ذاتی مصلحت کی بھاگ دوڑ کی وجہ سے تھک چکا ہوتا ہے۔ **غلام** محکوم ہونے کی حیثیت سے خود کو اپنے رب کی بارگاہ میں ڈال دیتا ہے اور غلامی قبول کرنے کے حسن وخوبی کے اعتبار سے ہی **اللہ** پاک کی مدد اسے حاصل ہوتی ہے۔ توکل کرنے اور **اللہ** پاک پر یقین رکھنے والے **اللہ** پاک کی ضمانت وامان کی وجہ سے اوہام سے دور اور دیکھنے والوں کی آنکھوں سے غائب ہو جاتے ہیں۔ کتنا ہی پُر خطر ہے جو انہیں اس راہ میں پہنچا، بہت دُشوار ہے جو انہوں نے اس میں برداشت کیا اور ان کا مقام اس کی بارگاہ میں بہت بڑا ہے۔ تو کیا ہی عیش والی زندگی ہے اگر سمجھ لیا جائے اور کیا ہی وصال کی لذت ہے اگر عیاں ہو جائے اور کیا ہی بلند وبالا شان ہے اگر بیان کی جائے۔ اسی بارے میں کہا گیا ہے:

مُعَطَّلَةٌ اَجْسَامُهُمْ لَا عُيُوْنُهُمْ ... تَرٰى مَا عَلَيْهِمْ مِنْ قَضَايَاهُ قَدْ يَجْرِي

جَوَارِحُهُمْ عَنْ كُلِّ لَهْوٍ وَّ زِيْنَةٍ ... مُحْجَبَةٌ مَا اَنْ تَنْزُ اِلَى اَمْرِ

فَهُمْ اُمَنَاءُ اللّٰهِ فِیْ اَهْلِ اَرْضِهٖ مُلُوْكٌ كِرَامٌ فِی الْبَرَارِیْ وَ فِی الْبَحْرِ

رُؤُوْسُهُمْ مَكْشُوْفَةٌ فِیْ بِلَادِهِمْ وَهُمْ بِصَوَابِ الْاَمْرِ اَسْبَابُهُمْ تَجْرِیْ

عُدُوْلٌ ثِقَاتٌ فِیْ جَمِیْعِ صِفَاتِهِمْ اَرَقُّ عِبَادِ اللّٰهِ مَعَ صِحَّةِ السِّرِّ

هَنِیْئًا لِمَغْبُوْطٍ یَمُوْلُ بِسَیِّدٍ یُعَادِلُ قُرْبَ الْاَمْرِ وَالْبُعْدَ فِی الْفِكْرِ

فَیَا زُلْفَةً لِلْعَبْدِ عِنْدَ مَلِیْكِهٖ فَصَارَ كَمَنْ فِی الْمَهْدِ رَبِّیْ وَ فِی الْحِجْرِ

وَیَا حَسْرَةً الْمَحْجُوْبِ عَنْ قَدْرِ رَبِّهٖ بِاَدْنَاسِهٖ فِیْ نَفْسِهٖ وَهُوَ لَا یَدْرِیْ

ترجمہ: (1)...**اللہ** والوں کے جسم ساکن و ٹھہرے ہوئے ہوتے ہیں مگر اُن پر گزرنے والے ربانی فیصلوں کو اُن کی آنکھیں دیکھ رہی ہوتی ہیں۔(2)...اُن کے اعضا کسی خاص مقصد کی طرف رواں دواں ہونے کے سبب ہر فضول کام اور زیب وزینت سے دور ہیں۔(3)...وہ خدا کی زمین پر بسنے والوں میں **اللہ** پاک کے امین بندے ہیں اور بحر وبر میں عزت والے بادشاہ ہیں۔(4)...اپنی بستیوں میں بے سر وسامانی کے باوجود اُن کے تعلقات و معاملات دُرُستی کے ساتھ جاری وساری رہتے ہیں۔(5)...وہ اپنی تمام صفات میں مضبوط و پختہ ہیں، راز کی سلامتی کے ساتھ **اللہ** پاک کے نرم ترین بندے ہیں۔(6)...خوش قسمت کو مبارک ہو جو تیزی کے ساتھ آقا کی طرف بڑھتا ہے، وہ معاملہ قرب اور فکری دوری کو برابر کر دیتا ہے۔(7)...بندہ اپنے آقا کی کیا ہی زبردست نزدیکی پاتا ہے گویا جھولے اور گود میں پرورش پانے والے کی مانند ہو جاتا ہے۔(8)...بڑا افسوس ہے اُس پر جو نامعلوم نفسانی گندگیوں کے سبب اپنے رب کی قدر و منزلت سے محروم ہے۔

﴿15425﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم خواص رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: عارِف بِاللہ کو **اللہ** پاک اپنی معرفت کے ساتھ اٹھاتا ہے جبکہ دیگر لوگوں کو ان کا پیٹ اُٹھاتا ہے۔ جو چیزوں کی طرف اس اعتبار سے دیکھتا ہے کہ یہ فنا ہو جانے والی ہیں تو ان کے دور ہونے سے اسے راحت ملتی ہے اور وہ ان میں سے صرف وقتی ضرورت کے لئے ہی کچھ لیتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں: رِزق میں توکل نہیں کیا جاتا اس میں تو صرف صَبْر ہے یہاں تک کہ **اللہ** پاک اسے مُقَرَّرکردہ وقت پر عطا فرمادے۔ بے شک جس قدر بندے کو معرفت حاصل ہوتی ہے اسی قدر بندے کا صبر قوی ہوتا ہے جب وہ کسی چیز یا ذات کے لئے صبر کرے۔ صبر کا حصول معرفت کے سبب ہوتا ہے اور صابر پر صبر کی مشقتیں برداشت کرنا ہے یہاں تک کہ وہ صبر کرنے والوں کے اجر کا مستحق بن جائے کیوں کہ **اللہ**

پاک نے جزا کو صبر کے بعد ہی رکھا ہے۔ چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًاؕ (پ۱، البقرۃ:۱۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں۔

پس حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو جس آزمائش میں ڈالا گیا اسے پورا کرنے کے بعد ہی جزا دی گئی۔

طہارت، اِباحت اور سزا:

﴿15426﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَوّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: وَجد مریدین کے لئے طہارت، دیگر تمام لوگوں کے لئے جائز اور خاص لوگوں کے حق میں سزا ہے جبکہ وہ اس میں نفسانی لذت کی طرف مائل ہوں کیونکہ عارفین کے لیے اسباب وذرائع کمزور پڑ جاتے ہیں اور اُن سے وہ وَجد روک دیا جاتا ہے جو اُن کے اندر اسباب کی وجہ سے پایا جاتا ہے پھر جب اُن کی طرف تیزی کے ساتھ بڑھنے والے وجد کے آثار ختم ہو جاتے ہیں تو مالکِ حقیقی کمال رحمت سے اُن کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور بندے کا اپنے نفس اور اہل وعیال کی دیکھ بھال کرتے ہوئے اللہ پاک پر بھروسا کرنا اور سچائی کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہونا ہی کافی ہے۔ ہر مرید جس کی توجہ اللہ پاک کی طرف ہو اور اس کے دل میں رِزق کی فکر ہو وہ فلاح نہیں پا سکتا اور اپنی توجہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔

حقیقت و معرفت کے دلائل:

﴿15427﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَوّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دل کے ساتھ حقیقی مَعْرِفت کی علامت یہ ہے کہ اپنی طاقت اور قوت کو پس پشت ڈال دے اور اللہ پاک کے ساتھ اپنی کسی چیز میں ملکیت نہ رکھے۔ حضورِ قلب کے ساتھ اللہ پاک سے ہمیشہ حیا کرے اور اللہ پاک کے ہیبت و جلال سے دل کو پاش پاش کر دے۔ یہ اَحوال حقیقت و معرفت کے دلائل ہیں اور جو ان عادات و احوال سے متصف نہ ہو تو وہ صرف معرفت کا نام لینے اور صفات کا ذکر کرنے والا ہی ہے۔

توکل کے تین درجات:

﴿15428﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَوّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ توکل کے تین دَرَجات ہیں: صبر، رِضا اور

محبت پر توکل کرنا، کیونکہ جب آدمی توکل کرے گا تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے توکل پر جس کے لئے اس نے توکل کیا ہے توکل کے ذریعے صبر کرے۔ جب صبر کرے تو ضروری ہے کہ جو فیصلے اس کے بارے میں ہوں ان پر بھی راضی ہو اور جب ان پر راضی ہو گیا تو واجب ہے کہ محبوب کی موافقت کرتے ہوئے ان تمام باتوں سے جو اسے درپیش ہوں محبت کرنے والا ہو جائے۔

حضرت سیّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبداللہ اصفہانی شافعی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: حضرت سیّدُنا ابو اسحاق ابراہیم بن احمد خَوّاص رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه توکل میں اہلِ تحقیق میں سے تھے، نفسانی خواہشات سے آزاد اور اپنے نفسوں کے احکامات کی مخالفت کرنے والے تھے۔ حق تعالٰی نے انہیں بلند کیا اور ان پر خاص مہربانی فرمائی۔ ان ہی مہربانیوں میں سے یہ واقعہ بھی ہے۔ چنانچہ

خوبصورت واقعہ:

﴿15429﴾... حضرت سیّدُنا ابو بکر حَرْبی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیّدُنا ابراہیم خَوّاص رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے کہا: مجھے اپنی زندگی کا سب سے خوبصورت واقعہ بتائیے۔ آپ نے فرمایا: ایک مرتبہ میں مکہ مکرمہ سے واپسی پر کُشادہ راستے سے نکلا اور دل ہی دل میں اپنے رب سے پختہ عہد کر لیا کہ قادسیہ پہنچنے تک میں کوئی بھی چیز نہیں چکھوں گا۔ جب رَبذہ کے مقام سے گزرا تو اچانک ایک دیہاتی دوڑتا ہوا آیا، اس کے ایک ہاتھ میں ننگی تلوار اور دوسرے میں دودھ کا پیالہ تھا۔ اس نے چیختے ہوئے کہا: اے انسان!۔ میں اس کی طرف متوجہ نہ ہوا تو اس نے مجھے پکڑ لیا اور کہنے لگا: اسے پیو ورنہ میں تمہاری گردن مار دوں گا۔ میں نے کہا: یہ وہ چیز ہے جس کے بغیر چارہ ہی نہیں، خیر میں نے اس سے پیالہ لیا اور دودھ پی گیا۔ فرماتے ہیں: اللہ پاک کی قسم! اس کے بعد مجھے کوئی چیز پیش نہ آئی یہاں تک کے میں قادسیہ پہنچ گیا۔

متوکل یہودی کا قبولِ اسلام:

﴿15430﴾... حضرت سیّدُنا ابراہیم خَوّاص رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں سمندری جہاز پر سوار ہوا، جہاز میں ایک یہودی نوجوان بھی تھا۔ میں نے کئی روز تک اس کے مُعاملات میں غور و فکر کیا تو نہ تو اسے کوئی چیز چکھتے دیکھا، نہ وہ کوئی حرکت کرتا، نہ اپنی جگہ سے ہلتا، نہ پاکی حاصل کرتا، نہ کسی کام میں مشغول ہوتا، فقط ایک

جب پہنے ایک کونے میں پڑا رہتا، نہ کسی سے کوئی مُعاملہ کرتا اور نہ ہی بات چیت کرتا۔ میں نے اس سے بات چیت کی تو اسے بڑا متوکل پایا اور توکل پر اس نے اچھا کلام اور مکمل گفتگو کی۔ جب وہ مجھ سے مانوس ہو گیا اور میرے ساتھ رہنے لگا تو مجھ سے کہا: اے ابو اسحاق! اگر تم توکل کے دعوے میں سچے ہو تو سمندر ہمارے سامنے ہے چلو اس پر چلتے ہوئے ساحل تک پہنچتے ہیں۔ اس وقت ہم گہرے سمندر میں تھے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: کتنی ذلت ہے اگر میں اس کافر سے پیچھے رہ جاؤں۔ میں نے اسے کہا: ٹھیک ہے چلو میرے ساتھ۔ یہ کہنے کی دیر تھی کہ اس نے جلدی سے سمندر میں چھلانک لگا دی اور میں نے بھی اس کے پیچھے چھلانگ لگائی۔ ہم دونوں سمندر کو عبور کر کے ساحل تک پہنچ گئے۔ جب ہم نکلنے لگے تو اس نے کہا: اے ابراہیم! ہم اس شرط پر ساتھ رہیں گے کہ نہ تو ہم مسجد میں پناہ لیں گے، نہ یہود کی عبادت گاہ میں، نہ کنیسا میں اور نہ ہی کسی عمارت میں تاکہ پہچانیں نہ جائیں۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ یہاں تک کہ ہم شہر میں آگئے تو وہاں ہم نے کوڑا کرکٹ کے قریب تین دن قیام کیا، جب تیسرا دن ہوا تو اس یہودی کے پاس ایک کتا آیا اس کے منہ میں دو روٹیاں تھیں۔ کتے نے اس یہودی کے سامنے وہ روٹیاں ڈال دیں اور چلا گیا، یہودی نے وہ روٹیاں کھالیں اور مجھ سے کوئی بات نہ کی، کچھ دیر بعد میرے پاس ایک نہایت حسین و جمیل نوجوان آیا جو عمدہ لباس زیب تن کئے اور بہترین خوشبو لگائے ہوئے تھا، اس کے پاس ایک رومال میں عُمدہ اور پاکیزہ کھانا تھا، کھانا میرے سامنے رکھ کر مجھے کھانے کو کہا اور میری نظروں سے اوجھل ہو گیا پھر میں نے اس کا نام و نشان بھی نہ پایا۔ میں نے یہودی کو کھانے کا کہا تو اس نے انکار کر دیا اور اسلام قبول کر لیا اور مجھ سے کہا: اے ابراہیم! ہماری بنیاد بھی درست ہے لیکن جو تمہارے لئے ہے وہ زیادہ اچھا، زیادہ مفید اور زیادہ کشادہ ہے۔ پھر اس نے اپنے اسلام کو بہت اچھے انداز سے اپنایا اور ہمارے تصوّف کے محققین ساتھیوں میں شمار ہونے لگا۔

﴿15431﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میرے کسی ساتھی نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَوّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو آہ کرتے سنا تو کہا: یہ کیسی آہ ہے؟ فرمایا: آہ! وہ شخص کیسے فلاح پا سکتا ہے جسے اس کی تکلیف خوش کرے۔ پھر یہ اشعار کہے:

تَعَوَّدْتُ مَسَّ الضُّرِّ حَتّٰی اَلِفْتُهٗ ... وَاَحْوَجَنِیْ طُوْلُ الْبَلَاءِ اِلَی الصَّبْرِ

وَقَطَّعْتُ اَیَّامِیْ مِنَ النَّاسِ اٰیِسًا لِعِلْمِیْ بِصُنْعِ اللّٰہِ مِنْ حَیْثُ لَا اَدْرِیْ

ترجمہ: میں تکلیف کا اس قدر عادی ہوا کہ اس سے مانوس ہو گیا اور طویل آزمائش نے مجھے صبر پر مجبور کر دیا۔ میں نے لوگوں سے مایوس ہو کر اپنے دن کاٹے ہیں کیونکہ **اللہ** پاک کے کاموں کو جانتا ہوں مگر مجھے خود سے پتا نہیں۔

﴿15432﴾... حضرت سَیِّدُنا خَیْرُ النَّسَّاج رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا ابو اسحاق ابراہیم بن احمد خَوَّاص رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے مجھ سے فرمایا: ایک نشیبی زمین میں مجھے شدید پیاس لگی یہاں تک کے اس کی شدت سے میں زمین پر گر پڑا۔ اچانک میرے چہرے پر پانی گرا جس کی ٹھنڈک میں نے دل میں محسوس کی تو میں نے آنکھیں کھول دیں، دیکھا تو میرے قریب ایک شخص کھڑا تھا جس سے زیادہ حسین و جمیل میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ چتکبرے گھوڑے پر سوار، سبز لباس اور زرد رنگ کا عمامہ پہنے ہوئے تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک پیالہ تھا۔ حضرت سَیِّدُنا خَیْرُ النَّسَّاج رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ شاید انہوں نے کہا تھا کہ وہ پیالہ سونے یا موتی کا تھا۔ (حضرت سَیِّدُنا ابراہیم خواص رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:) اس شخص نے مجھے اس میں سے پلایا اور کہا: میرے پیچھے سوار ہو جاؤ۔ میں سوار ہو گیا ابھی وہ اپنی جگہ سے ہٹا بھی نہیں تھا کہ اس نے مجھ سے کہا: کیا نظر آ رہا ہے؟ میں نے کہا: مدینہ منورہ۔ اس نے کہا: نیچے اترو اور رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں سلام پیش کرو اور عرض کرنا کہ آپ کا بھائی رضوان بھی آپ کو سلام عرض کرتا ہے۔

حضرت سَیِّدُنا ابو اسحاق ابراہیم بن احمد خَوَّاص رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے توکل کے باب میں مخلصین کے لئے **اللہ** پاک کی جانب سے کئے گئے انعامات کی متعدد حکایتیں نقل کی گئی ہیں مگر ان میں سے جو ہم نے ذکر کر دیا اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ جو **اللہ** پاک پر بھروسا کرتا اور اس کے ضمان میں آجاتا ہے تو **اللہ** پاک کی جانب سے مہربانیوں کا سلسلہ بھی منقطع نہیں ہوتا اور انعام کا حصہ بھی مخلصین کے لئے موقوف نہیں ہوتا۔

حضرت سَیِّدُنا ابو عبد اللہ خاقان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

حضرت سَیِّدُنا اَبُو عَبْدُ اللہ خاقان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی بغداد کے اکابرین میں سے ہیں۔ آپ اپنے سر (راز) سے نوجوانوں کو قیدی بنانے والے، دعا کے ذریعے خسارے سے برتری کی طرف کھینچنے والے اور بیان و دلائل والے تھے۔

﴿15433﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر حَذَّاء شیرازی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے حضرت سیِّدُنا ابُوعَبْدُ الله خاقان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا ذکر کیا تو فرمایا: وہ کرامات اور نشانیوں والے ہیں۔ پھر فرمایا: حضرت سیِّدُنا ابنِ فضلان رازی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: میرے والد بغداد کے تاجروں میں سے ایک تھے۔ ایک مرتبہ میں ان کی دکان کی چارپائی پر بیٹھا تھا کہ ایک شخص وہاں سے گزرا، میں نے خیال کیا کہ بغداد کے فُقرا میں سے ہے۔ اس وقت میں چھوٹا تھا۔ اس شخص نے میرے دل کو اپنی جانب کھینچا تو میں نے کھڑے ہو کر اسے سلام کیا۔ اس وقت میرے پاس ایک دینار تھا میں نے وہ اسے دیا۔ اس نے لے لیا اور میری طرف متوجہ ہوئے بغیر ہی آگے چل دیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: میں نے ایک دینار ضائع کر دیا، یہ تو خود سے باتیں کرنے والا دیوانہ ہے۔ پھر میں ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا یہاں تک وہ مسجد شُونیزِیَہ پہنچ گیا۔ وہاں اس نے تین فقیروں کو دیکھا، ان میں سے ایک کو وہ دینار دیا اور خود قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ اتنے میں وہ فقیر جسے دینار ملا تھا مسجد سے باہر نکلا، میں اس کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے اس کی نقل و حرکت کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے کھانا خریدا اور مسجد میں لا کر تینوں فقیر ساتھ مل کر کھانے لگے جبکہ وہ شخص نماز میں ہی مشغول تھا۔ جب تینوں فقیر کھانا کھا کر فارغ ہوگئے تو وہ شخص ان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: کیا تم جانتے ہو کہ کس چیز نے مجھے تم لوگوں سے روکے رکھا؟ انہوں نے جواب دیا: اے ہمارے استاد! ہمیں نہیں معلوم۔ اس نے کہا: مجھے ایک لڑکے نے دینار دیا تھا تو میں اپنے رب سے اس کے لئے اس بات کا سوال کر رہا تھا کہ اسے دنیا کی محبت سے آزاد کر دے۔ (حضرت سیِّدُنا ابنِ فضلان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کا بیان ہے کہ) **اللہ** پاک نے ایسا ہی کر دیا لیکن میری ہمت نہ ہوئی کہ ان کے سامنے بیٹھ سکوں اور میں نے کہا: اے استاد! آپ نے سچ فرمایا ہے۔ پھر میں اپنے والد کے پاس دو حج کرنے کے بعد ہی لوٹا۔ وہ شخصیت حضرت سیِّدُنا ابُو عَبْدُ الله خاقان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه تھے۔

حضرت سیِّدُنا اِبراھیم مارِستانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه

سمجھ دار معلم حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق ابراہیم بن احمد مارستانی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بھی بغداد کے اکابرین میں سے ہیں۔ آپ کا حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے بھائی چارہ تھا۔ وہ آپ کے حامی اور آپ پر مہربان تھے۔ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه کو خبر پہنچی کہ کسی تاویل کرنے والے نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم

مارستانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے لئے خوبصورت انداز میں کوئی تاویل پیش کی جس کی طرف وہ مائل ہوئے ہیں تو حضرت سَیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ان کی طرف خط لکھا۔ چنانچہ

علما کے اصل کام:

﴿15434﴾... حضرت سَیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سَیِّدُنا ابراہیم مارستانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی طرف یہ خط لکھا: اے ابو اسحاق! **اللہ** پاک میرا تیری طرف میلان اور تیری طرف توجہ کو ضائع نہ فرمائے، میں تمہارا خیر خواہ ہوں، تمہاری جانب سے ناپسندیدہ فعل کا صدور کیوں ہوا؟ کیا تم اس بات سے راضی ہو کہ تم دنیاداروں کی طرح غلام بن جاؤ؟ یا تم اس پر راضی ہو کہ دنیاداروں کی اطاعت کرنے کی وجہ سے وہ تم پر حاوی اور مُسَلَّط ہو جائیں، تمہیں دنیا سے کچھ دینے کے سبب وہ پابند کر دیں، پھر وہ تمہیں معمولی کاموں کے لئے استعمال کریں جو تمہیں عیب دار اور کمتر ثابت کریں، پھر وہ اپنی بداخلاقی و کمینگی سے تمہاری عزت کو میلا کریں اور اپنے موروثی ضرر کے سبب تمہیں کھینچ لیں؟ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی رحمت و شفقت تمہاری طرف بڑھاتے ہوئے اُس وبال سے تمہیں بچا لیا جسے تم نے اختیار کیا اور جس کی طرف تم مائل ہوئے۔ قریب تھا کہ تم اس وبال کی موجوں میں غرق ہو جاتے اور اس کی کسی ہلاکت گاہ میں ہلاک ہو جاتے۔ مجھ پر اپنے رب کا ایسا شکر واجب ہے جس کی ادائیگی کی میں صلاحیت و طاقت نہیں رکھتا جب تک اس کی تائید شاملِ حال نہ ہو، اس نعمت کے سبب جس کی اس نے تجھ پر تجدید فرمائی اور مجھے تیری سلامتی کی نعمت عطا کی۔ میں بہت زیادہ احسان کرنے والے، زیادہ فضل والے اور اپنے کرم واحسان کے ساتھ پہل کرنے والے ربِّ کریم سے سوال کرتا ہوں کہ وہ شکر کی ادائیگی میں مجھ سے صادر ہونے والی کمی و کوتاہی کو دور فرما دے۔ اس معاملے میں حمد سے ابتدا کی جاتی ہے اور اُس کا جود و کرم اُس کے شایانِ شان ہوتا ہے بلکہ میں تو اس کی نعمتوں کو شمار ہی نہیں کر سکتا۔ اے ابو اسحاق! کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ اس کے متعلق تمہاری مَعْرِفَت کیسی ہے جو اس نے تم پر اپنی نعمتیں اور عطائیں بار بار کیں اور تم سے تمہاری بلاؤں کی شدت کی ہلاکت کو روکے رکھا۔ کاش! مجھے معلوم ہوتا کہ تمہاری معرفت کے بعد ان چیزوں کے بارے میں تمہارا علم کیسا ہے جو انعام کرنے والے نے تم پر قائم رکھیں اور خوب احسان کرنے والے نے اپنے فضل واحسان سے تمہارے ساتھ جو بھلائی کی۔ کیا رات تیرے سونے کے لئے ہے؟

یادن تیری آسانی کے لئے ہے؟ یا جس کوشش میں تو لگا ہے اس سے راحت میں آ چکا ہے؟ یا کسی کھانے کا تجھے پتا چل گیا ہے یا ان کے علاوہ تو کسی اور سبب کا ارادہ رکھتا ہے؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ تیری موجودہ نیکی کو تازہ کرنے کے معاملے میں تجھ پر جو حق نعمت لازم ہے اُس میں یہ سب چیزیں تیری نائب نہیں بن سکتیں مگر یہ انتہا تیرے فعل سے ممکن ہے اور نیکی تک رسائی کے لیے کوشش تیرے عمل سے جڑی ہے لہٰذا تیرے لیے جو ممکن ہو اُس میں سے رب کریم کے لیے افضل پر عمل کر اور اپنے تمام اوقات میں اس عمل کے ساتھ اُس کی طرف متوجہ رہ، پھر اُس کی خاطر جھکنے والا، فرمانبردار، گڑگڑانے والا اور تسلیم کرنے والا بن جا، بے شک تجھ پر اُس کی جانب سے جو بہت کچھ لازم ہے اس میں سے یہ آسان ہے اور اس کے بعد اے میرے بھائی! حقائق کو قبول کرنے میں تاویل کی طرف مائل ہونے سے بچ اور اپنے لئے سب سے مستند و مضبوط دلیل پکڑ۔ بے شک تاویل چکنے پہاڑ کی مثل ہے جس پر قدم ثابت نہیں رہتے۔ بلاشبہ بہت سے اہلِ علم اور جن کے فضل کی لوگ گواہی دیتے تھے غلط تاویل کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ یہ تاویلیں ان کی عقلوں پر حاوی ہو گئیں اور وہ اس معاملے میں مختلف گروہ ہو گئے۔ میں تمہارے لئے **اللہ** کی پناہ اور اس کی مدد کا سوال کرتا ہوں اور تمہیں ان تمام تاویلات سے **اللہ** کی پناہ میں دیتا ہو۔ میں **اللہ** پاک سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تم پر اپنی حفاظت کی ڈھالوں میں سے کوئی ڈھال اور بچانے والوں میں سے کوئی بچانے والا مُقرَّر فرمادے۔ اس کے بعد اے میرے بھائی! جو تمہیں کوتاہی پر پیش کرے اور نقصان و فُتُور کی طرف بلائے تمہارے اُس سے دور رہنے کی کیا کیفیت ہے؟ اُس سے تمہاری دوری اور علیحدگی کیونکر ہونی چاہیے؟ اُس سے اپنے راز کو کیسے پھیر سکتے ہو؟ اپنے دل کو اُس سے کیسے نامانوس کرسکتے ہو؟ اور اپنے ضمیر کو اُس سے کیونکر کنارہ کشی کرواسکتے ہو؟ **اللہ** پاک نے تمہیں جس زبردست علم اور مُعَزَّز مقام سے نوازا اور خاص فرمایا ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے تمہارے لیے ضروری ہے کہ دنیاداروں سے کنارہ کش رہو البتہ جب وہ بلاو مصیبت میں مبتلا ہوں تو اُن کے لیے بارگاہِ الٰہی میں سفارش کرو، یہ تمہارا کچھ حق ہے اور تمہیں یہی مناسب ہے کہ گنہگاروں کا دفاع کرو، **اللہ** پاک کی باتیں سمجھنے میں ان کی راہ نُمائی کرو اور انہیں چھڑانے کے لیے قاصد بنو۔ یہ ہیں عُلَما کے اصل کام اور داناؤں کے مقامات اور **اللہ** پاک کو اپنی مخلوق میں وہ بندہ سب سے زیادہ پیارا ہے جو اُس کے بندوں کو زیادہ نفع پہنچاتا ہے اور اُس کا نفع

جملہ مخلوقات کے لیے عام ہو۔ **اللہ** پاک ہمیں اور تمہیں اُن خاصُ الخاص لوگوں میں سے بنادے جنہیں اُس نے اپنے لیے خاص کیا اور مقامِ قُرب میں قریب ترین رکھا ہے۔

﴿15435﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم مارستانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا خضر عَلَیْہِ السَّلَام کی زیارت کی تو انہوں نے مجھے 10 کلمات سکھائے اور ان کلمات کو اپنے ہاتھوں سے شمار بھی کیا۔ وہ کلمات یہ ہیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡاَلُكَ الۡاِقۡبَالَ عَلَیۡكَ وَالۡاِصۡغَاءَ اِلَیۡكَ وَالۡفَهۡمَ عَنۡكَ وَالۡبَصِیۡرَةَ فِیۡ اَمۡرِكَ وَالنَّفَاذَ فِیۡ طَاعَتِكَ وَالۡمُوَاظَبَةَ عَلٰی اِرَادَتِكَ وَالۡمُبَادَرَةَ فِیۡ خِدۡمَتِكَ وَحُسۡنَ الۡاَدَبِ فِیۡ مُعَامَلَتِكَ وَالتَّسۡلِیۡمَ لَكَ وَالتَّفۡوِیۡضَ اِلَیۡكَ یعنی اے **اللہ**! میں تیری طرف توجُّہ اور جھکنے کا سُوال کرتا ہوں، تجھ سے فہم اور تیرے معاملے میں بصیرت کا سوال کرتا ہوں، تیری اِطاعت میں سرگرم رہنے، تیری چاہت پر ہمیشگی اور تیری فرمانبرداری میں جلدی کرنے کا سُوال کرتا ہوں، تیرے معاملے میں اچھے ادب اور تیری بارگاہ میں سر جھکانے اور مُعاملات تیرے سپرد کرنے کا سوال کرتا ہوں۔

حضرت سیِّدُنا ابو جعفر مجذوم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بے عیب متقی، کمزوری میں قوی اور اولیا میں چھپی ہوئی ایک شخصیت حضرت سیِّدُنا ابو جعفر مجذوم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بھی ہے۔ آپ عاجزی کرنے والے مسکین تھے اور حق تعالیٰ آپ کا معاون و مددگار تھا۔

انوکھا کوڑھی:

﴿15436﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حسین دَرّاج رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہر سال پیدل سفر کرنے والے فُقَرا اور دیگر لوگ مجھے اپنے ساتھ حج کے قافلے میں ہمسفر بنایا کرتے تھے کیونکہ مجھے راستوں اور پانی کی جگہوں کے متعلق معلومات تھیں۔ میں ان کے کہنے پر ان کے ٹھہرنے اور قیام کرنے کا انتظام کرتا تھا۔ ایک سال میں نے پکا ارادہ کرلیا کہ میں اکیلا ہی حج کے لئے سفر کروں گا، نہ کوئی مجھے ہمسفر بنائے گا اور نہ ہی میں کسی کو اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔ چنانچہ میں اکیلا نکل پڑا اور نماز کی غرض سے مسجدِ قادِسِیَہ میں داخل ہوا۔ میں نے محراب میں ایک کوڑھی شخص دیکھا۔ اس نے مجھے سلام کیا اور کہا: اے ابو حسین! کیا حج کا ارادہ ہے؟ میں نے غصے سے کہا: ہاں حج کا ارادہ ہے۔ اس نے کہا: سفر میں مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ میں نے دل میں کہا: میں تندرست اور قوی

لوگوں سے بھاگ رہا ہوں اور یہ کوڑھی شخص گلے کو آنا چاہتا ہے۔ میں نے اسے شریک سفر بنانے سے منع کر دیا، اس نے اصرار کیا۔ میں نے کہا: خدا کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا۔ اس نے مجھے کہا: **اللہ** پاک کمزور کی ایسی مدد فرمائے گا کہ طاقتور تعجب کریں گے۔ میں نے انکاری انداز میں ہاں ہاں کر کے اسے وہیں چھوڑا اور نمازِ عصر ادا کر کے مُغیثہ کی جانب چل پڑا اور اگلے دن سورج بلند ہونے کے وقت وہاں پہنچ گیا۔ وہاں کی مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہی کوڑھی شخص محراب میں بیٹھا ہے۔ اس نے مجھے سلام کیا اور کہا: اے ابو حسین **اللہ** پاک کمزور کی ایسی مدد فرمائے گا کہ طاقتور تعجب کرتے رہ جائیں گے۔ مجھے اس شخص کے متعلق مختلف وسوسے آئے لیکن میں وہاں نہیں بیٹھا اور چل پڑا یہاں تک کے صبح کے وقت مقام قرعاء پہنچ گیا۔ میں وہاں کی مسجد میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہی شخص مسجد میں بیٹھا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا: اے ابو حسین **اللہ** پاک کمزور کی ایسی مدد فرمائے گا کہ طاقتور تعجب کرتے رہ جائیں گے۔ میں جلدی سے ان کی طرف بڑھا اور قدموں میں گر کر کہا: میں **اللہ** پاک سے توبہ کرتا ہوں اور آپ سے مُعافی چاہتا ہوں۔ انہوں نے مجھ سے کہا: کیا ہوا؟ میں نے کہا: مجھ سے غلطی ہوگئی۔ انہوں نے کہا: کیا غلطی ہوئی؟ میں نے کہا: آپ کو اپنے ساتھ نہ رکھ کر مجھ سے غلطی ہوئی ہے اب کرم فرما کر میرے ساتھ سفر کریں۔ انہوں نے کہا: تم کسی کو بھی ہمسفر نہ بنانے کی قسم اُٹھا چکے ہو اور میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ تمہاری قسم کو توڑوں۔ میں نے ان سے کہا: اچھا! ہر منزل (پڑاؤ) پر اپنی زیارت ہی کرا دیں۔ انہوں نے کہا: ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد مجھ سے بھوک و پیاس اور تھکاوٹ کا احساس جاتا رہا اور مجھے کسی اور بات کی کوئی فکر ہی نہ رہی سوائے اس کے کہ میں اور وہ ہر ہر مقام پر ملتے رہیں۔ میں تمام مقامات پر ان سے ملاقات کرتا رہا یہاں تک کے مدینہ منورہ پہنچ گیا پھر وہ غائب ہوگئے اور مجھے نظر نہ آئے۔

جب میں مکہ پہنچ گیا تو میں نے اپنے اساتذہ یعنی حضرت سیّدُنا ابو بکر کتّانی، حضرت سیّدُنا ابو الحسن مُزَیّن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا اور دیگر حضرات سے اس واقعے کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا: ارے نادان! وہ حضرت سیّدُنا ابو جعفر مجذوم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ تھے، ہم میں سے ہر کوئی انہیں دیکھنے اور ان سے ملنے کی **اللہ** پاک سے کب سے دعائیں مانگ رہا ہے۔ میں نے ان سے کہا: ضرور یہ وہی شخصیت تھے۔ انہوں نے کہا: اب اگر تمہاری ان سے ملاقات ہو تو ان سے بہت عاجزی سے پیش آنا اور ہمیں بھی ان کی خبر دینا شاید ہم ان کی زیارت کر سکیں۔ میں نے کہا: ٹھیک

ہے۔ پھر میں نے ان کو منیٰ اور میدان عرفات میں بہت تلاش کیا مگر مجھے نہ ملے۔ دسویں ذُوالحجہ کو میں رمی جمار کر رہا تھا (یعنی شیطان کو کنکریاں مار رہا تھا) تو کسی شخص نے مجھے اپنی طرف کھینچا اور کہا: اے ابو حسین! اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت سیِّدُنا ابو جعفر مجذوم رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ تھے۔ میں انہیں دیکھتے ہی چیخ اُٹھا اور غش کھا کر زمین پر گر گیا اور وہ چلے گئے۔ افاقہ ہونے کے بعد میں مسجدِ خیف چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو اس بات کی خبر دی تو انہوں نے مجھے ملامت کی۔ لوٹنے کے دن میں مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کر رہا تھا کہ اچانک کسی نے مجھے پیچھے سے کھینچا تو میں اس کی طرف متوجہ ہوا، دیکھا تو وہی بزرگ حضرت سیِّدُنا ابو جعفر مجذوم رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا: بالکل نہ چیخنا۔ میں نے کہا: ٹھیک ہے مگر اس شرط پر کہ آپ میرے لئے دعا فرما دیں۔ انہوں نے کہا: مانگو جو مانگنا چاہتے ہو۔ میں نے **اللہ** پاک سے تین دُعائیں کیں اور حضرت سیِّدُنا ابو جعفر مجذوم رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نے ان پر آمین کہی اور غائب ہوگئے پھر میں نے انہیں نہ دیکھا۔

سیِّدُنا ابو حسین درّاج عَلَیۡہِ الرَّحۡمَہ کی تین دعائیں:

حضرت سیِّدُنا منصور بن عبدُ اللہ رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کہتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو حسین درّاج رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ سے ان دعاؤں کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا: **پہلی دُعا** یہ تھی کہ اے **اللہ**! فقر کو میرے نزدیک محبوب ترین چیز بنا دے۔ چنانچہ اس کے بعد میرے نزدیک فقر سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ رہی۔ **دوسری دُعا** یہ تھی کہ اے **اللہ**! میری کوئی رات ایسی نہ گزرے جس میں آنے والے کل کے لئے کوئی چیز ذخیرہ کر کے رکھوں۔ پھر اس کے بعد کوئی رات ایسی نہ گزری کہ میں نے کل کے لئے کوئی چیز ذخیرہ کی ہو۔ **تیسری دُعا** یہ تھی کہ اے **اللہ**! جب تو اپنے اَولیا کو اپنی زیارت کی اجازت عطا فرمائے تو مجھے بھی اس کی سعادت نصیب فرمانا اور مجھے بھی ان لوگوں میں سے کر دینا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ اِنْ شَآءَ اللہ **اللہ** پاک تیسری دعا بھی قبول فرما کر مجھ پر احسان فرمائے گا۔

حضرت سیِّدُنا ابو عبدُ اللہ مَغرِبی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبۡدُ اللہ محمد بن اسماعیل مَغرِبی رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ بھی ہیں۔ آپ نے لمبی عُمر پائی اور آپ نے حضرت سیِّدُنا علی بن رَزِین رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی صحبت اختیار کی۔ آپ نے 120 سال عُمر پائی، آپ کی قبر اپنے اُستاد حضرت سیِّدُنا علی بن رَزِین رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ کی قبر کے ساتھ طورِ سینا پہاڑ پر ہے۔ آپ

محققین میں سے تھے، آپ کے نکات پختہ اور استغاثہ طریقت کے مطابق تھا۔

خاص بندوں کی تین منازل اور افضل عمل:

﴿15437﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ مغربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ **اللہ** پاک کے خاص بندوں کی تین منازل ہیں:(1)... جنہیں **اللہ** پاک مصائب سے بچا کر خاص کرتا ہے تاکہ ان کی پریشانی ان کے صبر کو نہ گھیر لے کہ وہ اس فیصلے کے بارے میں دلوں میں تنگی پائیں یا اس کے فیصلے کو ناپسند کرنے لگیں۔(2)... جنہیں گناہ گاروں کے پاس رہنے یا ان سے ملنے سے محفوظ رکھ کر خاص کرتا ہے تاکہ ان کے دل اور سینے جہان کے لئے سلامت رہیں، پھر وہ راحت حاصل کرتے ہیں اور غمگین نہیں ہوتے۔(3)...وہ جن پر مصائب و آلام انڈیل دیئے جاتے ہیں اور صبر و رِضا کے ذریعے ان کی مدد ہوتی ہے۔ جتنے مصائب بڑھتے ہیں اتنا ہی اس کے فیصلے کے متعلق ان کی محبت و رضا بڑھتی ہے۔ **اللہ** پاک کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں وہ ایسی نعمتوں کے ساتھ خاص کرتا ہے جو خاص ان کے لئے ہوتی ہیں، انہیں ظاہر و باطن کا بھرپور علم دیتا اور ان کے ذکر کو بلند کرتا ہے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: اوقات کو اَحکامِ الٰہی کی مُوافقت میں لگانا سب سے افضل عمل ہے۔

ذلیل فقیر اور عزت والا غنی:

مزید فرماتے ہیں: فقیر وہ ہے کہ جو دنیا میں کسی سے بھی امید نہیں رکھتا ہاں یہ کہ جس کے لئے اس کا فقر ہے تاکہ وہ اسے بے نیازی کی دولت سے غنی کر دے جیسے اس نے اسے فقر سے عزت دی اور لوگوں میں سب سے بڑھ کر ذلت والا وہ فقیر ہے جو کسی غنی کی چاپلوسی کرتا اور اس کے لئے عاجزی کرتا ہے۔ لوگوں میں سب سے عزت والا وہ غنی شخص ہے جو کسی فقیر کے لئے عاجزی اختیار کرے یا اس کی عزت کی حفاظت کرے۔

زمین پر اللہ پاک کے امین:

اور فرماتے ہیں: اپنے فقر پر راضی ہونے والے زمین پر **اللہ** پاک کے امین اور بندوں پر اس کی حجت ہیں، ان ہی کے سبب **اللہ** پاک مخلوق سے آفتوں کو دور کرتا ہے۔

﴿15438﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ مغربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں:

يَا مَنْ يَعُدُّ الْوِصَالَ ذَنْبًا كَيْفَ اعْتِذَارِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ
اِنْ كَانَ ذَنْبِيْ اِلَيْكَ حُبِّيْ فَاِنَّنِيْ مِنْهُ لَا اَتُوْبُ

ترجمہ: اے وہ جو وصال کو گناہ شمار کرتا ہے، گناہوں سے میرا عذر کیسے ہو؟ اگر تجھ سے محبت کرنا میرا گناہ ہے تو میں اس گناہ سے توبہ نہیں کرتا۔

حضرت سیِّدُنا عبدُ الرَّحِیم بن عبدُ المَلِک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا عبدُ الرَّحیم بن عبدُ الملک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اللہ پاک پر بھروسا کرنے والے محققین میں سے تھے اور آپ نے متقدمین میں سے حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی اور حضرت سیِّدُنا بِشر حافی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کے ساتھیوں کی صحبت پائی۔

بھنا ہوا گوشت اور گرما گرم روٹی:

﴿15439﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم خَوَّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں مسجدِ توبہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت سیِّدُنا عبدُ الرحیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لکڑی کے سُتون سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں۔ میں نے مُتَوَلّی سے پوچھا: یہ شخص کب سے یہاں بیٹھا ہے؟ تو اس نے کہا: جیسا ابھی تم اسے دیکھ رہے ہو تین دن سے ایسے ہی بیٹھا ہوا ہے، نہ یہاں سے ہٹتا ہے اور نہ ہی کسی سے گفتگو کرتا ہے۔ میں ان کے سامنے بیٹھ گیا، جب شام ہوئی تو میں نے ان سے کہا: کسی بھی چیز کی خواہش ہو تو کہیں تاکہ میں اسے لے آؤں اور ہم مل کر کھالیں۔ وہ خاموش رہے، میں نے دوبارہ پوچھا تو کہنے لگے: مجھے بُھنا ہوا گوشت اور گرما گرم روٹی کی خواہش ہے۔ میں بابِ شام کی طرف نکلا اور خوب تلاش کے باوجود ان کی مطلوبہ چیز نہ پاسکا، میں نے خود کو بہت ملامت کی اور کہا: اے فُضُول انسان! تمہیں کس نے کہا تھا کہ تم ان سے ان کی خواہش پوچھو؟ اگر تم ویسے ہی روٹی اور سالن خرید کر انہیں دے دیتے تو کافی تھا۔ میں غمگین ہو کر مسجد کی طرف لوٹ گیا تو اچانک کسی نے مسجد کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: کون؟ اس نے کہا: کھولو۔ میں نے کھول دیا اور دیکھا تو کوئی شخص اپنے سر پر ایک ٹوکرا اٹھائے ہوئے تھا، اس نے اسے نیچے رکھا اور مجھ سے کہنے لگا: میں آپ سے یہ چاہتا ہوں کہ اس مسجد میں موجود لوگ اس کھانے کو تناوُل کریں۔ یہ کہہ کر اس نے گرما گرم روٹیاں اور بُھنے ہوئے گوشت کی ہانڈی نکالی، میں حیرت زدہ رہ گیا اور

اس سے کہا: ہم اسے ہاتھ بھی نہ لگائیں گے یہاں تک کہ تم مجھے اس کھانے کا قصہ بیان نہ کر دو۔ اس نے کہا: میں ایک کاریگر ہوں۔ میرے دل نے بُھنا گوشت اور گرما گرم روٹی کھانے کی خواہش کی تو میں نے گوشت اور دیگر مصالحہ جات خریدے اور گھر والوں سے پکانے کو کہا اور گرم روٹی تیار رکھنے کا حکم دیا۔ رات کو اپنی دکان سے گھر آیا تو روٹیاں تیار نہیں تھیں۔ میں نے طلاق کی قسم اٹھائی کہ اس میں سے مسجد توبہ والوں کے سوا کوئی بھی نہیں کھائے گا، لہٰذا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ لوگ اسے کھالیں۔ حضرت سیِّدُنا ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے اپنا سر اُوپر اٹھایا اور کہا: اے میرے مولا! اگر تو اسے کھلانا ہی چاہتا تھا تو درمیان میں مجھے غمگین کیوں کیا؟

حضرت سیِّدُنا مُحَمَّد سَمِین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک دلیر، امین، قوی اور بلند مرتبے والے بھی ہیں جو حضرت سیِّدُنا محمد سَمین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے نام سے مشہور ہیں۔

نعرہ تکبیر نے پانسا پلٹ دیا:

﴿15440﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا محمد سَمین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میں ایک زمانے میں بہت جوشیلا تھا، شوق سے عمل کرتا تھا اور اسی طرف متوجہ رہتا۔ ایک دن لوگ جنگ کے لئے نکلے تو میں بھی ان کے ساتھ نکل پڑا۔ مسلمانوں پر رومیوں کا دبدبہ بڑھا ہوا تھا، جب رومیوں سے مُڈبھیڑ ہوئی تو مسلمان رومیوں کی کثرت کی وجہ سے خوف میں مبتلا تھے۔ میں نے اپنے آپ کو بھی خوفزدہ اور بے چین پایا تو یہ بات مجھے پر بہت گراں گزری۔ میں نے اپنے نَفْس کو ملامت کرتے ہوئے ڈانٹا اور کہا: کہاں گیا تیرے شوق کا دعویٰ؟ اور خود کو عتاب کرتے ہوئے کہا: کیسے تو کامیاب ہو سکتا ہے؟ جبکہ تو جس کی اُمید رکھ رہا تھا اس سے بدل گیا اور خوفزدہ ہو گیا۔ اسی دوران جبکہ میں اپنے نَفْس کو ملامت و عتاب کر رہا تھا میرے دل میں خیال آیا کہ سمندر میں اُتر کر غسل کر لوں۔ چنانچہ میں نے کپڑے اتار دیئے اور تہبند باندھ کر غسل کرنے کے لئے سمندر میں کود پڑا۔ غسل کے بعد مجھے ایسی طاقت ملی جس کے سبب مجھ سے خوف و گھبراہٹ دور ہو گئی اور میرا عزم مزید پختہ ہو گیا۔ میں نکلا کپڑے پہنے اور اسلحہ لے کر جنگی صف میں شامل ہو گیا پھر میں بے خوف ہو کر مسلمانوں اور رومیوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے رومی لشکر کے پیچھے جا پہنچا۔ وہاں پہنچ کر میں نے نعرہ تکبیر بلند

کیا جسے سن کر رومیوں نے یہ اندازہ لگایا کہ مسلمانوں میں سے ہمارے پیچھے چھپے ہوئے لوگ ہم پر حملہ آور ہو گئے ہیں تو وہ خوف زدہ ہو کر پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ مسلمانوں نے ان پر بھرپور حملہ کر کے تقریباً ان کے چار ہزار لوگوں کو قتل کر دیا۔ **اللہ** پاک نے اس تکبیر کو مسلمانوں کی فتح و نصرت کا سبب بنا دیا۔

توکل یہاں ہے مسجد میں نہیں:

﴿15441﴾... حضرت سیِّدُنا مؤمّل مَغَازِلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں حضرت سیِّدُنا محمد سمین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھیوں میں سے تھا۔ ایک مرتبہ میں نے ان کے ساتھ سفر کیا یہاں تک کہ ہم مَوصِل اور تِکْرِیْت کے درمیان پہنچ گئے۔ اسی دوران کہ جب ہم جنگل میں چل رہے تھے تو اچانک ہمارے قریب سے ایک درندہ چنگھاڑا جسے سُن کر میں گھبرا گیا، چہرے کا رنگ اُڑ گیا اور یہ گھبراہٹ میری حالت سے بھی ظاہر ہونے لگی۔ میں نے بھاگ جانے کا ارادہ کیا تو حضرت سیِّدُنا محمد سمین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مجھے پکڑ لیا اور کہا: اے مؤمل! توکل یہاں پر ہے جامع مسجد میں نہیں۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن سعید قُرَشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ محمد بن سعید قُرشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ مؤثر بیان والے اور وعدے کے پکے تھے۔

﴿15442﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عَمرو عثمان بن محمد عثمانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ قُرشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنی کتاب "شَرْحُ التَّوْحِیْدِ فِیْ نَعْتِ الْمُتَحَقِّقِ بِاللہِ فِیْ وَجْدِہٖ بِہٖ" میں لکھتے ہیں: **اللہ** پاک کے کچھ خاص بندے ہیں جنہیں وہ اپنی تمام مخلوق میں سے اختیار فرماتا، انہیں اپنے لئے چُنتا، اپنے راز کے لئے منتخب فرماتا، اپنے پوشیدہ کلام، اپنی حکمت کی باریکی اور اپنے علم کے خزانوں پر مطلع فرماتا ہے۔ ان کی طبیعتوں میں بکھرے ہوئے اوصاف سے انہیں دور رکھتا ہے۔ ان کی عقلوں کے مطابق نکلے ہوئے مردود علوم کی طرف انہیں نہیں پھیرتا۔ انہیں ان کے حکما کی بناوٹی حکمت کی طرف نہیں نکالتا بلکہ وہ ان کی زبان بن جاتا ہے جس سے وہ بولتے ہیں، آنکھیں بن جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں، کان بن جاتا ہے جس سے وہ سنتے ہیں، ہاتھ بن جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں، دل بن جاتا ہے جس سے غور و فکر کرتے ہیں اور اسی طرح تمام تر صفات میں اس کی

تجلیاں کار فرما ہوتی ہیں۔ وہ ان کی ذات میں حُلُول نہیں کرتا اور چیزوں کے ابدان اس کے اور ان کے درمیان ہوتے ہیں۔ وہ ہر موجود پر غالب، ہر محدود پر چھایا ہوا اور ہر عہد والی کو فنا کرنے والا ہے۔ اس نے اپنے منتخب بندوں کے لئے ظُہُور فرمایا تو انہوں نے اس کے ظہور میں شک نہ کیا، انہیں نے اس کی تصدیق کی تو اس کے حصول میں عقلی معیار کو ترک کر دیا، ان کے حقائق نے انہیں بقا کا لباس پہنا دیا اور فنا ہو جانے کے بعد اس کی گواہی خود انہیں ان کے نفس نے دی۔ علم کے لئے اس کی کیفیت کی طرف کوئی راہ نہ بنائی، نہ ہی اس صفت کی کوئی مثال بتائی بلکہ اسے اصول میں سے بنایا اور عقلوں کو اس کی صحت پر علم اور دلیل سے محکم فرمایا تاکہ حق پُختہ عقل کی طرف لے جائے اور سالک اس جمیل ذات تک پہنچے۔ وہ بُزرگی والا مولا اپنے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ذکر کے بارے میں فرماتا ہے:

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى ﴿۱۷﴾ (پ۲۷، النجم: ۱۷) ترجمۂ کنزالایمان: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

حضرت سیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کا شمار ان خاص لوگوں میں سے ہے جنہیں قرآن پاک کی حکمت عطا ہوئی ان کا اور حضرت سیِّدَتُنا اسما بنتِ ابو بکر رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا فرمان ہے: بے شک حضرت سیِّدُنا محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔[1] یہی بات حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللہُ عَنْہ وغیرہ سے مروی ہے اور میں نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں:

لَنَعْتُ لِحَاظِ الْعَيْنِ اِنْ كَانَ لَحْظُهَا	اِلٰى وَصْفِهَا حَقًّا يَلِيْقُ وَيَرْجِعُ
وَاَثْبَتَ لَحْظَ الْعَيْنِ مِنْكَ بِلُبْسَةٍ	اِلٰهِيَّةٍ يُعْنٰى بِهَا الطَّبْعُ اَجْمَعُ
فَاَشْهَدَنَا مَا لَا يَجِئُ ظُهُوْرُهُ	وَلَيْسَ لَهٗ عِلْمٌ بِهِ اللَّفْظُ يَصْدَعُ
فَلَمْ يَعْتَرِضْهَا الشَّكُّ فِيْمَا تَحَقَّقَتْ	وَلَمْ يَبْقَ مِنْهَا مَا يَشُكُّ وَيَجْزَعُ
كَذَا مَنْ بِجَمْعِ الْحَقِّ كَانَ ظُهُوْرُهُ	يُخَلِّصُهٗ مِنْ طَبْعِهٖ ثُمَّ يَجْمَعُ

ترجمہ: میں آنکھ کے کنارے کی تعریف کرتا ہوں اگر وہ کنارہ واقعی اس آنکھ کے وصف کے لائق ہے کہ وہ لوٹ آتا ہے۔ تم نے جلوۂ الٰہی دیکھنے پر آنکھ کو ثابت رکھا جس سے تمام تر طبیعت ادھر متوجہ ہو گئی۔ ہم اس کی گواہی دیتے ہیں جس کا ظہور

[1] ...السنن الكبرى للنسائي، كتاب التفسير، سورة النجم، ۶/۴۷۲، حديث: ۱۱۵۳۷

نہیں پایا جاتا اور نہ ہی اس کا ایسا علم ہے جسے کوئی لفظ ظاہر کر سکے۔ نہ اسے شک ہو اس میں جو اسے پختہ ہو اور اس دیدار میں نہ کچھ ایسار ہا جو شک میں ڈالے۔ یونہی بالیقین اس کی بھی گواہی دیتے ہیں جس نے ظہور کے ساتھ اس کی طبیعت کو خالص کیا اور پھر ملا دیا۔

﴿15443﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن سعید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا اَبُوْ عَبْدُ اللہ قُرَشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اس رونے کے بارے میں پوچھا گیا جو بندے پر کسی وجہ سے طاری ہوتا ہے تو فرمایا: رونے والا رونے میں اس کے ملاقات کی راحت کو محسوس کرتا ہے مگر جب یہ رونا منقطع ہو جائے تو وہ اس کی طرف لوٹ آتا ہے جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان ہے پھر اسے راحت اور تسلی ملتی ہے۔ پھر یہ شعر کہنے لگے:

بَكَيْتُ بِعَيْنٍ لَيْسَ تُهْدِيْ دُمُوْعَهَا ۔۔۔ وَاَسْعَدَهَا قَلْبٌ حَزِيْنٌ مُتَيَّم

فَنُوْدِيْتُ كَمْ تَبْكِيْ؟ فَقُلْتُ: لِاَنَّنِيْ ۔۔۔ فَقَدْتُ اَوَانًا كُنْتُ فِيْهِ اُكَلَّم

وَكَانَ جَزَائِيْ مِنْكُمْ غَيْرَ مَا اَرٰى ۔۔۔ فَقَدْ حَلَّ بِيْ اَمْرٌ جَلِيْلٌ مُعَظَّم

فَقَالَ: كَذَا مَنْ كَانَ فِيْنَا بِحَظِّهٖ ۔۔۔ اِذَا لُحِظَ وَصْفٌ قَدْ يَبِيْدُ وَيُعْدَم

وَلٰكِنَّنَا لَا نَشْتَكِيْ ضُرَّ مَا بِنَا ۔۔۔ وَنَسْتُرُهٗ حَتّٰى يَبِيْنَ فَيُعْلَم

ترجمہ: میں ایسی آنکھ سے رویا جس کے آنسو تھمتے نہیں اور اسے غمگین اور عشق کے اسیر دل نے کامیاب کر دیا ہے۔ مجھے پکار کر کہا گیا کہ کب تک روتے رہو گے؟ میں نے کہا: میں نے اس وقت کو کھو دیا ہے جب میں کلام کرتا تھا۔ میری جزا اس کے سوا ہے جو میں نے تم سے دیکھی۔ مجھے ایک عظیم الشان کام آپڑا ہے۔ اس نے کہا: ہمارے اندر جس کا حصہ ہوتا ہے اس کے ساتھ یونہی ہوتا ہے کہ جب کوئی وصف ظاہر کیا جائے تو وہ ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن ہم جس تکلیف میں مبتلا ہیں اس کی شکایت نہیں کریں گے بلکہ اسے چھپائیں گے یہاں تک کہ خود ظاہر ہو کر جانی جائے۔

﴿15444﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُوْ عَبْدُ اللہ قُرَشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے حیا کی شرط کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اس ذات کی موافقت کرنا جس کی معاونت و مدد تیرے متعلق ہے پھر جب مشہدِ حیا سے مشاہدے کی آنکھ تجھ پر غالب ہو جائے تو مشاہدہ کی آنکھ اس کی طرف واپس لوٹے۔

حضرت سیِّدُنا علی سامَرِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے قاری، تلاوتِ قرآن کرنے والے، بلندیوں کی طرف سفر کرنے والے، باری

تعالٰی کی موافقت کرنے والے حضرت سیّدُنا علی سامری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اپنے ارادے میں ثابت قدم اور اپنے عہد کو پورا کرنے والے تھے۔

﴿15445﴾... حضرت سیّدُنا عُمَر بن ماکان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میرے والد بیان کرتے ہیں: میں اور حضرت سیّدُنا علی سامری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آپس میں بھائیوں جیسے تھے۔ جب حضرت سیّدُنا علی سامری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا انتقال ہو گیا تو میں طویل عرصے تک انہیں خواب میں دیکھنے کی تمنا کرتا رہا تاکہ اللہ پاک کی بارگاہ میں ان کا مقام جان سکوں۔ ایک رات میں نے خواب میں انہیں بہت اچھی حالت میں دیکھا لیکن انہوں نے اپنی ایک آنکھ بند کر رکھی تھی، میں نے ان سے کہا: اے میرے بھائی جب دنیا میں ہم ساتھ تھے تو اس وقت آپ کی آنکھوں میں تو کوئی عیب نہیں تھا حتّٰی کہ جب آپ ہم سے جدا ہوئے تو اس وقت بھی آپ کی دونوں آنکھیں ٹھیک تھیں، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ نے ایک آنکھ بند کر رکھی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں ایک رات قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا کہ اسی دوران سزا کے بیان پر مشتمل آیت کریمہ گُزری تو یہ کھلی ہوئی آنکھ ڈر گئی اور رو پڑی اور دوسری والی آنکھ مایوس ہو گئی اور ساکت رہی، پھر جب مجھے خوف سے کچھ افاقہ ہوا تو میں نے نہ رونے والی آنکھ کو ڈانٹتے ہوئے کہا: تمہیں کیا ہوا تُو اپنی اس بہن کی طرح کیوں نہ ڈری؟ اور میں نے اس سے کہا: مجھے اپنے محبوب سے محبت کی قسم! اگر مجھے میرے محبوب نے اس رونے کی وجہ سے کوئی نعمت عطا کی تو میں اسے ضرور تجھ سے روک لوں گا۔ چنانچہ میں نے اپنا عہد پورا کرتے ہوئے اسے بند کر رکھا ہے۔ میں نے ان سے کہا: اے میرے بھائی! کیا آپ نے اس بارے میں کچھ کہا ہے؟ تو وہ یہ شعر کہنے لگے:

بَكَتْ عَيْنِيْ غَدَاةَ الْبَيْنِ حُزْنًا ... وَأُخْرٰى بِالْبُكَا بَخِلَتْ عَلَيْنَا

فَجَازَيْتُ الَّتِيْ جَادَتْ بِدَمْعٍ ... بِأَنْ اَقْرَرْتُهَا بِالْحُبِّ عَيْنًا

وَعَاقَبْتُ الَّتِيْ بَخِلَتْ بِدَمْعٍ ... بِأَنْ غَمَّضْتُهَا يَوْمَ الْتَقَيْنَا

ترجمہ: جدائی کی صبح میری ایک آنکھ نے غم سے آنسو بہائے اور دوسری آنکھ نے بخل سے کام لیا۔ جس آنکھ نے آنسوؤں کے ساتھ سخاوت کی میں نے اسے یہ بدلہ دیا کہ اسے محبت کے ساتھ قرار دیا اور جس آنکھ نے آنسوؤں میں بخل سے کام لیا تو اسے یہ سزا دی کہ اسے ملاقات کے دن بند رکھا۔

حضرت سیِّدُنا ابو جعفر حَدَّاد رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے آخرت کے زادِراہ اور عبادت میں کوشش کے لئے پھرتی دکھانے والے حضرت سیِّدُنا ابو جعفر حَدَّاد رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا ابو تراب نَخْشَبی رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ اور بڑے بڑے عبادت گزاروں کی صحبت اختیار کی۔

﴿15446﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللّٰہ حضرمی رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو جعفر حَدَّاد رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ 20 سال تک روزہ رکھ کر مزدوری کرتے رہے۔ اس کے بدلے انہیں روزانہ ایک دینار ملتا جسے وہ فقرا پر خرچ کر دیا کرتے اور مغرب وعشا کے درمیان نکلتے تو جس سے افطار کرنا ہوتا وہ بھی دروازوں سے صدقہ کر دیتے۔

فراست کیا ہے؟

﴿15447﴾... حضرت سیِّدُنا ابو جعفر حَدَّاد رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے کہ فِراست وہ بات ہے جو انسان کے دل میں بغیر کسی رکاوٹ کے سب سے پہلے آئے پھر اگر اس میں کوئی رکاوٹ حائل ہو تو وہ فراست نہیں ہے وہ صرف دل میں گُزرنے والی ایک بات یا نفس کا خیال ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو جعفر حَدَّاد رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ صحرا کے جوہڑ پر بیٹھا تھا جس میں پانی بھی موجود تھا۔ وہاں مجھے کھائے پیے بغیر 16 دن گزر چکے تھے اتنے میں حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبی رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ وہاں پہنچے اور مجھ سے کہا: کس چیز نے تمہیں یہاں بٹھا رکھا ہے؟ میں نے کہا: میں یہاں مَعْرِفت اور عِلْم کے انتظار میں ہوں، ان میں سے جو بھی مجھ پر غالب آجائے گا تو میں اسی کے ساتھ ہو جاؤں گا۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا ابو تُراب نَخْشَبی رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: عنقریب تم مقام پالو گے۔

حضرت سیِّدُنا ابو جعفر رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب تم فقیر کی بدحالی اس کے کپڑوں پر دیکھو تو اس سے بھلائی کی اُمید نہ رکھو۔

حضرت سیِّدُنا ابو جعفر کبیر اور حضرت سیِّدُنا ابوالحسن صغیر رَحْمَةُ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا

بغداد کے اکابرین میں سے دو شخصیات حضرت سیِّدُنا ابو جعفر کبیر اور حضرت سیِّدُنا ابوالحسن صغیر رَحْمَةُ اللّٰہ

عَلَیْہِما بھی ہیں، آپ دونوں حضرات مُزَیِّنِین (یعنی سجائے گئے) کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ دونوں نے 60سال مکہ مکرمہ میں گزارے اور وہیں انتقال ہوا۔ آپ دونوں مجاہدے سے لُطف اندوز ہونے والے اور عبادت سے فائدہ اٹھانے والے تھے۔

بندوں کی التجائیں اور اللہ پاک کی عطائیں:

﴿15448﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو جعفر مُزَیِّن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے سنا ہے کہ **اللہ** پاک تواضع کرنے والوں کو ان کے تواضع کے مطابق بلند نہیں فرماتا بلکہ اپنی عظمت کے مطابق بلند فرماتا ہے اور ڈرنے والوں کو ان کے ڈر کے مطابق امان عطا نہیں فرماتا بلکہ اپنے جود و کرم کے مطابق امان عطا فرماتا ہے اور غمزدہ لوگوں کو ان کے غم کے مطابق خوشی عطا نہیں فرماتا بلکہ اپنی محبت ورحمت کے موافق خوشی عطا فرماتا ہے۔

مصائب و آلام نیکوں کی صفات ہیں:

﴿15449﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو جعفر مُزَیِّن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہماری مصیبتیں اور بلائیں ہماری صفات ہیں، پھر جب ہماری صفات کی حَرکات فنا ہوجائیں گی تو قلوب اپنے حال سے پھرتے ہوئے مطیع ہوکر حق کی طرف مائل ہوجائیں گے۔

﴿15450﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو الحسن مُزَیِّن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں خالی ہاتھ، ننگے سر اور ننگے پاؤں جنگل میں داخل ہوا۔ میں رَبذہ کے جُوہڑ پر بیٹھا تھا، میرے دل میں یہ خیال گُزرا کہ اس سال اس جنگل میں مجھ سے زیادہ بے سروسامانی کی حالت میں کوئی داخل نہ ہوا ہوگا۔ اتنے میں پیچھے سے کسی انسان نے مجھے جھنجھوڑتے ہوئے کہا: اے حجام! تیرا نفس کتنی باطل باتیں کرتا ہے، پھر اس نے مجھے محسوسہ کی طرف لوٹا دیا۔

﴿15451﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو الحسن مُزَیِّن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اہلِ حق کا اس پر اِتِّفاق ہے کہ بے شک **اللہ** پاک مفقود نہیں جسے تلاش کیا جائے اور اس کی کوئی انتہا نہیں جس تک پہنچا جائے۔ جس نے موجود معلوم کو پالیا تو وہ موجود کی وجہ سے دھوکے میں ہے اور موجود ہمارے نزدیک حال کی معرفت اور حال کے بغیر عِلْم کا منکشف ہوجانا ہے کیونکہ حق اس صِفَتِ وحدانیت کے ساتھ باقی رہنے والا ہے جو کہ اس کی ذاتی صفت ہے۔ اس کی طرح کوئی شے نہیں اور وہ ایسی شے ہے جو دیگر اشیاء کی طرح نہیں۔ توحید یہ ہے کہ تم اشیاء کو چھوڑ کر اسے

اول اور ازل ہونے میں منفرد جانو اور ہمارا ربّ ہمسر و ہم مثل ہونے سے بہت بلند ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو احمد قَلَانِسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے کامل عِلْم والے، اُنسیت رکھنے والے حضرت سیِّدُنا ابو احمد قَلَانِسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کامل جوان مردی والے اور مروت والے تھے۔

﴿15452﴾... حضرت سیِّدُنا مُنَبِّہ بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا ابو احمد قَلَانِسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ سفر کیا، دورانِ سفر ہمیں شدید بھوک لگی۔ کھانا کھولا گیا تو انہوں نے مجھے کھانے میں ترجیح دی۔ ہمارے پاس ستو بھی تھا تو انہوں نے مجھ سے مزاح کرتے ہوئے فرمایا: کیا تم میرے اونٹ بنو گے؟ میں نے کہا: ہاں۔ وہ مجھے اس ستو میں سے دینے لگے اور اپنے آپ پر مجھے ترجیح دی۔

﴿15453﴾... حضرت سیِّدُنا ابو احمد قَلَانِسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں بصرہ میں فقرا کی ایک جماعت کے پاس گیا تو انہوں نے مجھے بہت عزت دی، جب رات ہوئی تو میں نے ان میں سے ایک سے پوچھ لیا کہ میرا تہبند کہاں ہے؟ فقط اس پوچھنے کے سبب میں ان کی نگاہوں سے گر گیا۔

طریقت کی بنیاد:

حضرت سیِّدُنا ابو احمد قلانسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: آپ کے طریقت کی بنیاد کیا ہے؟ فرمایا: اس کی بنیاد تین چیزیں ہیں: (1)۔ ہم لوگوں سے اپنے لازمی حُقُوق کا مطالبہ نہیں کرتے۔ (2)۔ اپنی جانوں کو لوگوں کے حقوق ادا کرنے کا کہتے ہیں اور (3)۔ جو کچھ ہمیں ملتا ہے اس میں اپنے نَفْس کی کاٹ کرتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا ابو احمد قَلَانِسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنے بھائیوں کے لئے یہ دُعا کیا کرتے تھے: اے **اللہ**! ہمیں اور ہمارے بھائیوں کو ان لوگوں میں سے نہ کر دینا جن کے حصے میں دنیا سے جُدائی کے وقت رنج و افسوس ہو۔ اے **اللہ**! تو میرے اور میرے بھائیوں کے نزدیک سب سے پسندیدہ وقت اس ملاقات کے دن کو بنا دے جس میں بقا کو دوام ہو گا۔

عبادت گزاروں کی بہترین سواریاں:

اور آپ فرماتے ہیں: بندے کی اس بات پر پوچھ گچھ کی جائے گی کہ وہ ظاہری اور باطنی اعمال کی رعایت

کرتا ہے۔ حق کے حصول میں اپنی کوشش صرف کرنا، سامانِ راحت اور نفس کے دھوکے کے احتمال کو بھی اتار پھینکنا، بے مقصد دنیا سے کنارہ کشی کرنا ظاہری اعمال ہیں اور تقویٰ، سچی پرہیزگاری، سچائی، صبر، رضا، توکل، اللہ کے لئے محبت کرنا، جس میں اللہ کی رضا ہو اس سے محبت کرنا، اس کے لئے قربانی دینا، اس کے مقام کا احترام کرنا، اس سے حیا کرنا، اچھے انداز میں اس کی پیروی کرنا اور اس کے احکام کی تکریم کرنا باطنی اعمال ہیں۔ ذکر کردہ ظاہری و باطنی اعمال عبادت گزاروں کی بہترین سواریاں ہیں اور وہ اسی سواری پر سوار ہو کر سیر الی اللہ کی منزلیں طے کرتے، اسی کے ذریعے اس کے انعام کے حصول میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے اور اسی کے سبب اللہ پاک کے قرب کے درجے میں اترتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا ابوسعید قُرَشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک ہستی حضرت سیِّدُنا ابو سعید قُرَشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ روحانی بیماریوں اور آفات کو جاننے، ان سے دور رہنے اور بچنے والے تھے۔

مصیبتوں کے قید خانے:

﴿15454﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید قُرَشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نفسانی خواہشات کی پیروی کرنے والوں کے دل مصیبتوں کے قید خانے ہیں۔ جب اللہ پاک بلاؤں کو عذاب دینے کا اِرادہ فرماتا ہے تو اسے خواہشات کی پیروی کرنے والے کے دلوں میں قید فرما دیتا ہے، پھر وہ بلا و مصیبت اللہ پاک کی بارگاہ میں چیخ و پکار کرتے ہوئے خواہشات کے پیروکاروں کے پیٹوں کی گرمی سے نکلنے کے لئے اللہ سے مدد طلب کرتی ہے۔

کون کس تک پہنچانے والا ہے؟

﴿15455﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید قُرَشی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حرص لالچ تک پہنچانے والی ہے، لالچ اُمید تک پہنچانے والی ہے، امید خواہشِ نفس تک پہنچانے والی ہے، خواہشِ نفس شبہ تک پہنچانے والی ہے، شُبہ حرام تک پہنچانے والا ہے اور حرام جہنم تک پہنچانے والا ہے۔ اللہ پاک کا فرمان ہے:

وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۳۱﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۳۱)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار رکھی ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو یعقوب زَیَّات رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو یعقوب زَیَّات رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے اچانک آنے والی مصیبت سے حفاظت کے لئے راحت وآرام کو چھوڑ دیا۔

باکمال توکل:

﴿15456﴾... حضرت سیِّدُنا جُنَید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حضرت سیِّدُنا ابو یعقوب زَیَّات رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ملاقات کا ارادہ کیا۔ ان کے گھر پہنچ کر داخل ہونے کی اجازت چاہی تو انہوں نے پوچھا کون ہو؟ میں نے کہا: جنید اور اس کے ساتھی۔ انہوں نے ہمارے لئے دروازہ کھول دیا اور فرمانے لگے: کیا تمہیں حق تعالیٰ کے ذکر کی مشغولیت نہیں جو تمہیں میرے پاس آنے سے باز رکھتی؟ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے کہا جب ہمارا آپ کی طرف آنا ہی حق تعالیٰ کی خاطر ہے تو پھر ہم اس سے غافل کیونکر ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ میں نے توکل کے متعلق ان سے پوچھا تو ان کے پاس اس وقت ایک ہی درہم تھا وہ بھی آپ نے نکال کر دے دیا اس کے بعد مجھے میرے سوال کا بہترین جواب دیا۔ پھر فرمایا: مجھے حیا نے جواب دینے سے روکا ہوا تھا کہ میرے پاس کوئی چیز موجود ہو اور میں توکل کے بارے میں بات کروں۔ میں نے ان سے کہا: آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جسے ہر علم سے حصہ ملا ہو، حق کی اور مخلوق کی صفات بیان کرنے میں بھی باکمال ہو تو ایسے شخص کے لئے لوگوں میں بیٹھنا کیسا ہے؟ فرمایا: اگر وہ شخص تم ہو تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔

حفظ قرآن اور راہِ ارادت کا مسافر:

﴿15457﴾... حضرت سیِّدُنا ابو یعقوب زَیَّات رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک مرید سے کہا: کیا تم نے قرآنِ پاک حفظ کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ فرمایا: خدایا تیری مدد! راہِ ارادت کا مسافر قرآن پاک حفظ نہ کرے ایسے ہے جیسے چکوترا ہو جس میں خوشبو نہ ہو، تم کیسے لُطف اندوز ہو گے؟ کیسے ترنم سے پڑھو گے؟ کس طرح اپنے ربّ سے مناجات کرو گے؟ کیا تم جانتے نہیں کہ عارِفین کی زندگی تو خود سے اور غیروں سے نغمات سننا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو جعفر کَتّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو جعفر کَتّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ ذِکرِ الٰہی سے لُطف اندوز ہونے والے اور اپنے اوقات کو غنیمت جاننے والے تھے۔ کئی سالوں تک حَرَم میں مُجاوِر رہے اور آپ کو عزت والے مقام کی خدمت کی توفیق ملی۔

سینکڑوں بار دیدارِ مصطفٰے کرنے والے:

﴿15458﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُو عَبْدُ اللہ بن خفیف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو جعفر کَتّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: آپ نے کتنی بار خواب میں رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا دیدار کیا ہے؟ فرمایا: کئی بار۔ میں نے کہا: ایک ہزار بار کیا ہو گا؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: نو سو بار؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: آٹھ سو بار؟ فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: سات سو بار؟ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اشارہ کیا ہاں تقریباً اتنا۔ وہ اپنی مسجد میں روزانہ زوال کے وقت ایک قرآنِ کریم کا ختم فرمایا کرتے تھے اور جب مُؤَذِّنِین ظہر کی نماز کے لئے اذان دے رہے ہوتے تو آپ قرآن پاک ختم فرماتے۔ ایک مرتبہ ختم فرما کر غسل کرنے کے لئے اپنے کمرے کی جانب چڑھ کر گئے۔ چونکہ آپ کی بصارت ختم ہو چکی تھی اس وجہ سے حمام میں گر گئے اور ٹانگ ٹوٹ گئی۔ آپ میں اتنی طاقت بھی نہ تھی کہ چیخ کر کسی کو بلا سکیں۔ چنانچہ جب بہت دیر ہو گئی یہاں تک کہ نماز کا وقت جانے لگا اور وہ مسجد واپس نہ لوٹے تو مُؤَذِّن اور مسجد کے خادِمین نے اوپر ان کے کمرے میں جا کر خیریت معلوم کرنا چاہی تو دیکھا کہ ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ انہوں نے آپ کی صفائی کر کے جیسے ممکن ہوا پٹی وغیرہ کی اور آپ کو نیچے مسجد میں لے آئے، آپ نے نماز ادا کی پھر اس بیماری کے سبب اس سال رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کا سلسلہ موقوف رہا۔ پھر ایسا ہوا کہ آپ کے کسی ارادت مند نے زیارتِ مدینہ کا ارادہ کیا تو آپ نے اسے ایک پرچی دی اور کہا کہ اسے رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی قبرِ انور پر رکھ دینا لیکن اس شخص سے وہ پرچی کھو گئی۔ اسی رات انہوں نے خواب میں رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت کا شرف حاصل کیا، نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان سے فرما رہے تھے: اے ابو جعفر! تیری پرچی موصول ہو گئی اور ہم نے تیرا عُذر بھی قبول کر لیا ہے۔

﴿15459﴾... حضرت سیِّدُنا ابو جعفر کَتّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں اسے جانتا ہوں جس کی آنکھ میں تکلیف

ہوئی تو اس نے اپنے اور اللّٰہ پاک کے درمیان یہ عہد کیا کہ وہ اپنے مفادات کی طرف نہیں جائے گا یہاں تک کہ آنکھ ٹھیک ہو جائے۔ اس کی آنکھ ٹھیک ہو گئی، کسی غیبی آواز نے اسے پکارتے ہوئے کہا: اے شخص! اگر تو یہ عہد گنہگار مسلمانوں کے بارے میں کرتا کہ انہیں عذاب نہ دیا جائے تو انہیں مُعاف کر دیا جاتا اور ان پر رحم کیا جاتا۔ اس نے غور کیا تو اس کی آنکھ ٹھیک ہو چکی تھی اور اس میں کوئی بیماری نہ تھی۔

حضرت سیِّدُنا ابو بکر زَقَّاق رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو بکر زقاق رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کو نرمی اور آسانی سے تائید ملی۔

جو طریقت شریعت کے مخالف ہو وہ کفر ہے:

﴿15460﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر زَقَّاق رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میری آنکھوں کی بینائی جانے کا سبب یہ ہے کہ میں سال کے درمیان میں مکہ مکرمہ کے ارادے سے نکلا اس حال میں کہ آدھی جھول میرے سینے پر اور آدھی کندھے پر تھی۔ میری ایک آنکھ میں آشوبِ چشم کا مرض لاحق ہو گیا اور میں اس جھول سے آنسو پونچھنے لگا تو اس جگہ زخم بن گیا۔ چنانچہ میری آنکھ اور زخم سے آنسو اور خون بہنا شروع ہو گیا لیکن مجھے اپنے ارادے کی لگن کی وجہ سے احساس نہ ہوا۔ جب سورج کی تپش نے میرا ہاتھ گرم کر دیا تو میں نے اسے الٹی طرف سے آنکھ پر رکھ دیا اور اپنی آزمائش پر راضی ہو گیا۔ میں ایک چٹیل میدان میں اکیلا تھا، میرے دل پر یہ بات گُزری کہ شریعت کا علم، حقیقت کے علم کے مخالف ہے، اتنے میں جنگل کے درخت میں سے کسی پکارنے والے نے پکارا: اے ابو بکر ہر وہ حقیقت جو شریعت کے مطابق نہ ہو وہ کفر ہے۔

خوفِ خدا کے سبب آنکھ نکال دی:

﴿15461﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر زَقَّاق رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں 20 سال مکہ مکرمہ میں رہا۔ ایک مرتبہ مجھے دودھ پینے کی خواہش ہوئی اور میرا نَفْس مجھ پر غالب آگیا تو میں عُسفان کی طرف نکلا اور عرب کے قبائل میں سے ایک قبیلے کا مہمان بن گیا۔ اتنے میں ایک انتہائی خوبصورت لڑکی آ کھڑی ہوئی، میں نے اسے اپنی دائیں آنکھ سے دیکھا تو وہ میرے دل میں اتر گئی۔ میں نے اس سے کہا: تو نے مجھے مکمل طور پر اپنا کر لیا ہے اب مجھ میں

تیرے علاوہ کچھ نہیں بچا۔ اس نے کہا: اے شیخ تیرے بلند دعوے بڑے ہیں، اگر تو سچا ہوتا تو ضرور تجھ سے دودھ کی خواہش ختم ہو جاتی۔ یہ سنتے ہی میں نے اپنی وہ آنکھ ہی نکال دی جس سے میں نے اس کی طرف دیکھا تھا تو اس نے کہا: تیری طرح کون ہو سکتا ہے جو اللہ پاک کے لئے دیکھے؟ پھر میں مکہ واپس آ گیا اور سات مرتبہ کَعْبَۃُ اللہ کا طواف کر کے سو گیا۔ میں خواب میں حضرت سَیِّدُنا یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے دیدار سے مشرف ہوا تو میں نے ان سے عرض کی: اے اللہ کے نبی! زُلیخا سے سلامتی کی وجہ سے اللہ پاک آپ کی آنکھیں ٹھنڈی فرمائے۔ تو انہوں نے فرمایا: اے مبارک! بلکہ عُسفانیہ سے محفوظ رہنے کی وجہ سے اللہ پاک تمہاری آنکھ ٹھنڈی فرمائے۔ پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿۴۶﴾ (پ۲۷، الرحمٰن: ۴۶)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

میں ان کے آواز کی نرمی اور تلاوتِ قرآن کی وجہ سے چیخ اٹھا جب مجھے افاقہ ہوا تو میری وہ آنکھ بالکل ٹھیک ہو چکی تھی۔

سخاوت کیا ہے؟

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: مالدار کا مفلس کو کچھ دینا سخاوت نہیں بلکہ مفلس کا مالدار کو دینا سخاوت ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے: میں نے 30 سال سے اس خوف سے اللہ پاک سے کوئی ایک عہد بھی نہیں کیا کہ میں اسے پورا نہ کر سکوں اور میری زبان جھوٹی ہو جائے۔

حضرت سَیِّدُنا ابو عبد اللہ حَضْرَمِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سَیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ حَضْرَمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ دنیاوی تعلقات سے دوری اختیار کرنے والے اور حقائق کی گفتگو کرنے والے تھے۔

تین سوالوں کے قرآن سے جواب:

﴿15462﴾... حضرت سَیِّدُنا مُرتَعِش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ حَضْرَمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے تصوف کے بارے میں پوچھا، انہوں نے 20 سال سے کلام کرنا چھوڑا ہوا تھا تو آپ نے قرآن کریم

سے جواب دیتے ہوئے یہ آیت طیبہ پڑھی:

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ (پ۲۱، الاحزاب:۲۳)

ترجمۂ کنزالایمان: مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد **اللہ** سے کیا تھا۔

تو میں نے ان سے کہا: پھر احوال میں وہ کس مقام پر ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾ (پ۲۷، القمر:۵۵)

ترجمۂ کنزالایمان: سچ کی مجلس میں عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور۔

میں نے کہا اور بھی کچھ اضافہ فرمائیں تو فرمایا:

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل:۳۶)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللّٰہ حَدَّاد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو محمد عَبْدُ اللّٰہ بن محمد رازی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں جو حَدَّاد کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ دُنیاوی حصے سے دور رہنے والے اور آخرت پر نگاہ رکھنے والے تھے۔

کریموں کے اَخلاق:

﴿15463﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللّٰہ حَدَّاد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ظاہری طور پر بندگی کرنا اور باطنی طور پر آزاد ہونا کریموں کے اخلاق میں سے ہے۔ اور فرماتے ہیں: عُلَما عبادت کو پہچانتے ہیں، حکما اشاروں کو جانتے ہیں جبکہ اسرار و لطائف پر معززین کے سردار مطلع ہوتے ہیں۔

صبر کی علامت:

آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: شکایت کو ترک کرنا اور تکلیف و مصیبت کو چھپانا صَبر کی علامت ہے۔ **اللہ** پاک کی طرف مائل ہونے کی علامت ہے غیروں کی طرف متوجہ نہ ہو کر رازوں کی حفاظت کرنا۔ حال کے اعتبار سے سب سے اچھا بندہ وہ ہے جو اس بات کو **اللہ** پاک کی نعمت شمار کرے کہ اس نے اسے اپنی معرفت کا اہل بنایا، اپنے قرب کی اجازت بخشی، مُناجات کے لئے خود تک رسائی دی، اپنے سب سے بڑھ کر عزت والے سفیر یعنی

حضرت سیِّدُنا محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زبانِ مبارک سے اسے مخاطب کیا، اسے اس کے شکر کی ادائیگی میں جو لازم تھا اس میں کوتاہی کی پہچان کرائی کہ اس کا شکر ادا کرنا بھی ایک اور شکر کی ادائیگی کو واجب کر دیتا ہے اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ سب سے اچھا بندہ وہ ہے جو اپنی نماز اور تسبیحات کے بارے میں یہ گمان رکھے کہ یہ **اللہ** پاک کی بارگاہ میں مقبولیت کے لائق نہیں ہیں۔ اگر **اللہ** پاک کی رحمت اور اس کا فضل نہ ہوتا تو انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام مقامِ افلاس میں ہوتے۔ جب عام بندوں کا حال عظیم و بلند ہے اور وہ مقامِ صدق پر کھڑے ہیں تو پھر انبیاء ورُسُل عَلَیْہِمُ السَّلَام اس مقام سے کیوں عاجز ہو سکتے ہیں؟ تمام نے یہی کہا: ”میں کچھ بھی نہیں مگر یہ کہ **اللہ** پاک مجھے اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانپ لے۔“ تو جس نے اس کے بعد اپنے لیے کسی حال یا مقام کا خیال کیا تو یہ مَعْرِفَت کے راستوں سے دوری کی وجہ سے ہو گا۔

حضرت سیِّدُنا ابو عَمرو دِمَشْقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کی شخصیات میں سے ایک ہستی حضرت سیِّدُنا ابو عَمرو دِمَشْقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کو ولایت دی گئی اور نگرانی ملی۔ آپ بھلائی کے کام کرنے والے اور اس کے محافظ تھے، راحت حاصل کرنے والوں سے اعراض کرنے والے اور اجسام کے مالک کی قدرت کی طرف نظر کرنے والے تھے۔

دنیا کو نقص کی نگاہ سے دیکھنا تصوُّف ہے:

﴿15464﴾... حضرت سیِّدُنا منصور بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو عَمرو دِمَشْقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: دنیا کو نقص کی نگاہ سے دیکھنا تصوُّف ہے بلکہ ہر ناقص چیز سے نظریں جھکا لینا تاکہ وہ آنکھ اس ذات کا مشاہدہ کرلے جو ہر نقص سے مُنزہ ہے۔

ایک حدیث پاک کی شرح:

﴿15465﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو عَمرو دِمَشْقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان: ”چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید کرو۔“[1] کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اس میں احوال کی برابری کی طرف اشارہ ہے یعنی افطار کے ذریعے

[1] ...مسلم، کتاب الصیام، باب وجوب صوم رمضان...الخ، ص۴۳۲، حدیث: ۲۵۱۵

حق سے نہ پھرو اور روزے کے ساتھ اس کی طرف نہ بڑھو چاہیے یہ کہ تم ہمیشہ اس کی بارگاہ میں حاضر ہو اور تمہارا افطار روزے جیسا اور روزہ افطار جیسا ہو جائے (یعنی حال برابر رہے)۔

نیز آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: اجسام اپنی تاریکی میں پڑے ہوتے اور روحیں اپنے انوار سے روشن ہوتی ہیں۔ جو اجسام کو ان کی تاریکی کے ساتھ دیکھے گا اس پر اس کا وقت تاریک ہو گا اور جو روح کا ان کے انوار کے ساتھ مشاہدہ کرتا ہے روح اسے اپنے روشن کرنے والے کی طرف راہ نُمائی کرتی ہے۔

عارفین کی خصوصیات میں سے چار چیزیں:

﴿15466﴾... حضرت سَیِّدُنا عَبْدُ السَّلام بن محمد مخرمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سَیِّدُنا ابو عَمْرو دِمشقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو کہتے سنا کہ چار چیزیں عارفین کی خصوصیات میں سے ہیں: (1)...سیاست (2)...ریاضت (3)...حراست اور (4)...رعایت۔ سیاست اور ریاضت دونوں کا تعلق ظاہر سے ہے جبکہ حراست و رعایت باطنی چیزیں ہیں۔ سیاست کے ذریعے تطہیر اور ریاضت کے ذریعے تحقیق کی طرف پہنچا جاتا ہے۔ سیاست نفس کی حفاظت اور اس کی پہچان جبکہ ریاضت نفس کی مخالفت اور اس کی دشمنی ہے اور حراست باطن میں **اللہ** پاک کے احسانات کو پیشِ نظر رکھنا اور رعایت رازوں کے ذریعے مولا کے حقوق کا تحفظ کرنا ہے۔ سیاست کی میراث بندگی کی ادائیگی کے لئے کمربستہ ہونا جبکہ ریاضت کی میراث حکم کے وقت راضی رہنا ہے اور حراست کی میراث اخلاص اور مشاہدہ جبکہ رعایت کی میراث محبت اور خوف ہے۔ پھر اخلاص کے ساتھ وفا ملی ہوئی اور محبت کے ساتھ رِضا ملی ہوئی ہے۔ جس نے اسے جان لیا تو جان لیا اور جو اس سے بے علم رہا سو بے علم رہا۔

کرامات کو چھپایا جاتا ہے:

﴿15467﴾... حضرت سَیِّدُنا محمد بن عَبْدُ اللہ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا ابو عَمْرو دِمشقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو کہتے سنا: جس طرح **اللہ** پاک نے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام پر نشانیوں اور معجزات کو ظاہر کرنا لازم فرمایا ہے تاکہ لوگ اس کے ذریعے ایمان لائیں، اسی طرح **اللہ** پاک نے اولیائے عظام پر کرامات کو چھپانا لازم فرمایا ہے تاکہ وہ اس کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

حضرت سیِّدُنا ابو نَصْر مُحِب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو نَصْر مُحِب بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ مال خرچ کرنے والے اور رکاوٹوں سے دور تھے۔

﴿15468﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الحسن بن مِقْسَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو نَصْر مُحِب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جواں مرد، سخی، مروت والے اور باحیا انسان تھے۔

قیمتی تہبند صدقہ کر دیا:

﴿15469﴾... حضرت سیِّدُنا ابو العباس بن مَسروق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں اور حضرت سیِّدُنا ابو نصر محب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کرخ کے علاقے سے جارہے تھے، اس وقت آپ کے پاس قیمتی تہبند تھا۔ اتنے میں ایک مانگنے والا ہمارے درمیان سے یہ پکارتے ہوئے گزرا کہ میں تمہاری طرف حضرت سیِّدُنا محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سفارشی بناتا ہوں۔ یہ سنتے ہی حضرت سیِّدُنا ابو نَصْر مُحِب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے تہبند کے دو حصے کئے اور ایک اس مانگنے والے کو دے دیا پھر دو قدم آگے بڑھے اور واپس پلٹ کر دوسرا حصہ بھی اسے دے دیا اور کہا کہ یہ اسی کے مثل ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو سالِم دَبَّاغ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے بڑوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو سالم دَبّاغ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ تحقیق کرنے والے اور خوب عبادت کرنے والوں میں سے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اکابر کی صحبت اختیار کی اور آپ کا شمار نیک لوگوں میں ہوتا ہے۔

﴿15470﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر خُلدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو سالم دَبّاغ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو کہتے ہوئے سنا: میں خواب میں رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت سے مُشَرَّف ہوا تو میں نے عَرض کی: یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا میں آپ کے سامنے قرآن پڑھوں؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ میں نے ابتدا کرتے ہوئے تعوُّذ و تسمیہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی ابتدائی 20 آیات کی تلاوت کی لیکن سرکار مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بالکل بھی لب کشائی نہیں فرمائی۔ میں نے عرض کی: آپ نے کچھ ارشاد نہیں فرمایا؟

میں یہ چاہتا ہوں کہ قرآن جیسا نازل ہوا ہے ایسے ہی آپ میری گرفت فرمائیں۔ ارشاد فرمایا: قرآن جیسا نازل ہوا ہے ایسے ہی تمہاری گرفت کروں تو ضرور لوگ تمہیں پتھروں سے رجم کر دیں۔

حضرت سیِّدُنا ابو محمد جُرَیْری رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو محمد جُرَیْری رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه بھی ہیں۔ آپ بوجھوں کو اُٹھانے والے اور قطع کرنے والی چیزوں سے دور رہنے والے تھے۔ آپ حکمت کو غیرِ اہل کو دینے سے بچاتے تھے، حکمت کا دعویٰ کرنے والوں اور کوشش سے حکمت حاصل کرنے والوں کو عیب لگانے والے تھے۔

حکمت کا حق بڑا ہے:

﴾15471﴿... حضرت سیِّدُنا ابو محمد جُرَیْری رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: میں نے خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ ہر چیز کے لئے اللہ پاک کا حق ہے اور اللہ پاک کی بارگاہ میں تمام حُقُوق میں سب سے بڑا حق حکمت کا ہے، تو جس نے غیرِ اہل کو حکمت سکھائی اللہ پاک اس سے حکمت کے حق کا مطالبہ فرمائے گا اور وہ جس سے حکمت کے حق کا مطالبہ کرے گا وہ بندہ مغلوب ہو جائے گا۔

﴾15472﴿... حضرت سیِّدُنا ابو محمد جُرَیْری رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه سے پوچھا گیا: بندے سے مُعاملات کا بوجھ کب ساقط ہو جاتا ہے؟ فرمایا: آہ! بوجھ ساقط تو لازمی ہوتا ہے مگر اس میں مشقت بہت ہے۔

﴾15473﴿... حضرت سیِّدُنا ابو محمد جُرَیْری رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه فرمایا کرتے تھے کہ اللہ پاک کے وُجود پر سب سے زیادہ دلالت کرنے والی تین چیزیں ہیں: (1)...اس کی ظاہری بادشاہی (2)...اس کی سلطنت میں اس کی تدبیر اور (3)...پھر اس کا وہ کلام جس نے تمام چیزوں کو گھیرا ہوا ہے۔

اکتفا کا پھل، اتقا کا انجام اور احتما کی انتہا:

﴾15474﴿... حضرت سیِّدُنا ابو محمد جُرَیْری رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: دین کی بنیاد، ایمان کی ہمیشگی اور بدن کی درستی تین چیزوں یعنی اِکْتِفا، اِتِّقا (بچنے) اور اِحتما (باز رہنے) کے درمیان ہے۔ جس نے اللہ پاک کی ذات پر اکتفا کیا تو اس کے رازوں کی اصلاح ہو گئی۔ جو ان کاموں سے بچا جس سے اسے منع کیا گیا تو اس کی سیرت ٹھیک ہو گئی

اور جو اس سے باز رہا جو اس کے موافق نہیں تو اس کی طبیعت قابو میں آجائے گی۔ لہٰذا اِکتفا کا پھل خالص معرفت ہے، اِتّقا کا انجام فطرت کا اچھا ہونا ہے اور اِحتما کی انتہا طبیعت کا معتدل ہو جانا ہے۔

عمل پر نہیں بلکہ فضلِ الٰہی پر بھروسا رکھو:

حضرت سیِّدُنا ابو محمد جُرَیْری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس نے یہ گمان کیا کہ اس کے اَعمال میں سے کوئی عمل اسے اس کے متوقع اعلیٰ یا ادنیٰ مقام تک پہنچا دے گا تو بالیقین ایسا شخص راہ سے بھٹکا ہوا ہے کیونکہ حُضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "تم میں سے کسی کو اس کا عمل ہرگز نجات نہیں دلا سکتا۔"[1] جو خوف دلانے والے سے نجات نہیں دلا سکتا وہ اُمید تک کیسے پہنچا سکتا ہے؟ اور جس کا اعتماد اللہ پاک کے فضل پر درست رہا تو ایسے ہی شخص کے لئے مقام تک پہنچنے کی امید کی جا سکتی ہے۔

﴿15475﴾... ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا ابو محمد جُرَیْری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے فرمایا: میں اُنسیت کے بچھونے پر تھا میرے لئے کُشادہ زمین کی طرف راہ کھلی تو میں ڈگمگا گیا، مجھ سے میرا مقام حجاب میں کر دیا گیا تو اب اس کی طرف راہ کیسے ہو؟ میں جس مقام پر تھا مجھے اس تک پہنچنے کے لئے میری راہ نُمائی کریں؟ یہ سُن کر حضرت سیِّدُنا ابو محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ رو پڑے اور فرمایا: اے میرے بھائی! ہر کوئی اس کی تقدیر کے آگے مغلوب ہے، میں تجھے کسی کے اشعار سناتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اشعار کہے:

قِفْ بِالدِّيَارِ فَهٰذِهٖ آثَارُهُمْ	تَبْكِي الْاَحِبَّةُ حَسْرَةً وَّتَشَوُّقَا
كَمْ قَدْ وَقَفْتُ بِهَا اُسَائِلُ مُخْبِرًا	عَنْ اَهْلِهَا اَوْ صَادِقًا اَوْ مُشْفِقَا
فَاَجَابَنِيْ دَاعِي الْهَوٰى فِيْ رَسْمِهَا	فَارَقْتَ مَنْ تَهْوٰى فَعَزَّ الْمُلْتَقٰى

ترجمہ: اس محلے میں رُک جاؤ کہ یہ ان کے آثار ہیں، محبت والے حسرت و شوق سے روتے ہیں۔ کتنی مرتبہ میں اس محلے میں رکا ہوں اس محلے والوں کے بارے میں خبر دینے والے سے یا سچے آدمی سے یا ہمدرد سے سوال پوچھتے ہوئے۔ محبت کے داعی نے مجھے دھیمی آواز میں جواب دیا تم نے اسے کھو دیا جس سے تمہیں پیار تھا لہٰذا ملنا مشکل ہے۔

[1] ...مسلم، کتاب صفات المنافقین... الخ، باب لن یدخل احد... الخ، ص۱۱۵۹، حدیث:۷۱۱۷

حضرت سیِّدُنا ابنِ فَرْغَانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن موسٰی واسطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں جو ابنِ فَرغانی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی اور حضرت سیِّدُنا ابو الحسین نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کی صحبت اختیار کی، خُراسان منتقل ہوئے اور مَرو میں رہائش اختیار کی۔ آپ اُصول اور فُروع کے عالم تھے، آپ کے اَلفاظ بدیع اور اِشارات بلند تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: ہم ایسے زمانے میں پڑے ہیں جہاں نہ اِسلام کے آداب ہیں نہ جاہلیت کے اَخلاق ہیں اور نہ مروت والوں کی بُردباری ہے۔

﴿15476﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ فَرغانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حق کی گواہی ایسے دو جیسے حق تمہارا مشاہدہ فرماتا ہے ایسے نہیں جیسے تمہیں اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔

اسیر کئی طرح کے ہیں:

﴿15477﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ فرغانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اسیر کئی طرح کے ہوتے ہیں جیسے اپنے نفس کا اسیر، خواہشات کا اسیر، شیطان اور نفسانی خواہش کا اسیر، اس کا اسیر جس کا کوئی معنٰی نہیں خواہ وہ اس کی نظر ہو یا لفظ یہ سب فاسق ہیں۔ جب تک شواہد کا اسرار پر اثر ہے اور دل کو لاحق ہونے والی چیزوں کا خطرہ موجود ہے ایسا شخص عین حقیقت سے دور اور پردے میں ہے۔ پرہیز گاری اختیار کرنے والے پرہیز گاری اختیار نہیں کر سکتے اور نہ دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے والے دنیا سے بے رغبتی اختیار کر سکتے ہیں جب تک وہ سب سے بڑھ کر اپنے نفسوں سے اعراض نہ کریں۔ جو نفس سے ادب کی وجہ سے اِعراض کرتا ہے یا اس سے کسی حالت کی وجہ سے پرہیز گاری اختیار کرتا ہے ایسا ہی شخص اپنی پرہیز گاری میں سچا اور آداب میں دانا ہے۔

﴿15478﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ فَرغانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: سب سے زیادہ محتاج وہ ہے جس سے حق تعالٰی اپنے حق ہونے کی حقیقت کو چھپا دے۔

شوق اور اُنسیت:

﴿15479﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ فَرغانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: محبت وہ ہے جو شوق کو لازم کرے اور شوق اُنسیت کو لازم کرتا ہے، لہٰذا جس نے شوق اور اُنسیت کو کھو دیا تو جان لے کہ وہ محبت کرنے والا نہیں ہے۔

﴿15480﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ فَرغانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: معروف اَسباب اور معینہ وقت کے ساتھ موجودات کا نظام مُقرر ہے اور موجودات کے لئے بھید میں پڑنا خواہشاتِ نَفْس کی پیروی ہے۔

دو صفاتِ باری تعالیٰ:

﴿15481﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ فَرغانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: رضا مندی اور ناراضی **اللہ** پاک کی صفات میں سے دو صفات ہیں جو کہ اَزَل (ہمیشہ) سے ہیں اور اَبد تک (ہمیشہ) رہیں گی جس کی نشانیاں **اللہ** پاک کے مقبول بندوں اور دُھتکارے ہوئے بندوں پر ظاہر ہوں گی۔ مقبولین کے شواہد ان پر روشنی کے سبب بالکل ظاہر ہیں جس طرح دھتکارے ہوؤں پر چھایا اندھیرا ان کے مردود ہونے کی واضح گواہی دے رہا ہے۔ تو کیسے نفع اٹھا سکیں گے اس کے ہوتے ہوئے زرد رنگ والے، چھوٹی آستینوں والے اور سوجھے ہوئے قدموں والے۔ نیز آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کیسے کسی فضیلت کے فضل کا اقرار کیا جاسکتا ہے جو کہ دھوکا کھانے سے امن میں نہ ہو۔

﴿15482﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ فَرغانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کا ذکر کرنے والے، اس کے ذکر کو بھول جانے والوں سے بھی زیادہ غفلت میں ہیں کیونکہ **اللہ** پاک کا ذکر اس کا غیر ہے۔

﴿15483﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ فَرغانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نیک اعمال پر عوض اور بدلے کی طرف توجہ کرنا **اللہ** پاک کے فضل کو بھول جانے کی وجہ سے ہے۔ دلوں کی حیات **اللہ** پاک کی وجہ سے ہے بلکہ **اللہ** پاک کے ساتھ دلوں کو باقی رکھنے کے ساتھ ہے، بلکہ **اللہ** پاک سے **اللہ** پاک کے ذریعے غیب رہنے کے ساتھ ہے۔

لوگوں کے تین طبقات:

﴿15484﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ فَرغانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے تین طبقات ہیں: پہلا طبقہ وہ ہے جن پر **اللہ** پاک نے ہدایت کے اَنوار کے ذریعے احسان فرمایا تو وہ کفر، شرک اور منافقت سے محفوظ ہوگئے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جن پر **اللہ** پاک نے اپنی تدبیر کے اَنوار کے ذریعے احسان فرمایا تو وہ کبیرہ اور صغیرہ گناہوں سے محفوظ ہوگئے اور تیسرا طبقہ وہ ہے جن پر **اللہ** پاک نے بے نیازی و غنا کے ذریعے احسان فرمایا تو وہ فاسد خیالات اور غافلین کے عمل سے محفوظ ہوگئے۔

حضرت سیِّدُنا ابو علی جُوْرجَانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے عالمِ رَبّانی حضرت سیِّدُنا ابو علی حسن بن علی جُوْرجانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کا بیان مؤثر اور کلام کامل تھا۔

توحید کی تین گرہیں:

﴿15485﴾... حضرت سیِّدُنا ابو علی جُوْرجانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں توحید کی گرہوں میں سے ہیں: (1)... خوف (2)... امید اور (3)... محبت۔ خوف کا زیادہ ہونا گناہوں کی کثرت پر جو وعید آئی ہے اس کی طرف نگاہ کرنے سے ہوتا ہے۔ اُمید کا زیادہ ہونا ملنے والے انعام کو دیکھنے کے سبب نیک اعمال کا حاصل کرنا ہے۔ محبت کا زیادہ ہونا اس کے احسان کو ملحوظ رکھنے کے سبب محبوب کے ذکر کی کثرت ہے۔ لہٰذا خوف کرنے والا محبوب کے ذکر سے راحت محسوس نہیں کرتا۔ خوف روشن آگ، اُمید روشن نور اور محبت نوروں کا نور ہے۔

بخل کے تین حروف:

﴿15486﴾... حضرت سیِّدُنا ابو علی جُوْرجانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بخل کے بارے میں فرماتے ہیں: بخل تین حروف سے بنا ہے، پہلا حرف "با" اور وہ بلا (مصیبت) ہے۔ دوسرا حرف "خا" ہے اور وہ خُسران یعنی نقصان اٹھانا ہے اور تیسرا حرف "لام" ہے اور وہ لَوم (ملامت) ہے۔ چنانچہ بخیل شخص اپنے لئے خود بلا، اپنی کوششوں میں نقصان اُٹھانے والا اور نامراد اور اپنے بخل کی وجہ سے اس کی ملامت کی جاتی ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو عبد اللہ سِجْزِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ سِجْزِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ غور و فکر سے نصیحت حاصل کرتے۔

کامل جواں مردی:

﴿15487﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ سجزی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عبرت یہ ہے کہ تو ہر حاضر کو غائب سمجھے اور فکر یہ ہے کہ تو غائب کو حاضر جانے۔ حضرت اَبُوعَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: آپ کو کس چیز نے

صوفیانہ لباس پہننے سے باز رکھا ہے؟ تو آپ نے کہا: نفاق میں سے ہے کہ تو جوانوں کا لباس پہن لے اور تجھ میں جواں مردی کی صفات نہ ہوں۔ آپ سے پوچھا گیا: جواں مردی کیا ہے؟ فرمایا: مخلوق کے عُذروں کی رعایت، اپنی کمتری کا اظہار، مخلوق کے کامل ہونے اور خود میں نقص کا اقرار اور تمام مخلوق پر شفقت کرنا خواہ وہ نیکوکار ہوں یا بدکار۔ کامل جواں مردی یہ ہے کہ مخلوق سے معاملات تجھے اللہ پاک سے غافل نہ کریں۔

حضرت سیّدُنا مَحفوظ بن مَحمود رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ

بغداد کے بڑوں میں سے ایک حضرت سیّدُنا محفوظ بن محمود نیشاپوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ معبودِ حق کی فرماں برداری کرنے والے اور محبوب پروردگار پر بھروسا کرنے والے تھے۔

اپنے عیبوں پر نظر رکھو:

﴿15488﴾... حضرت سیّدُنا محفوظ بن محمود رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس نے اپنے نفس کی اچھائیوں کی طرف نظر کی تو وہ لوگوں کی برائیوں کی طرف نظر کرنے کی آفت میں مبتلا ہو جائے گا اور جس نے اپنے نفس کے عیبوں کی طرف نظر کی تو وہ لوگوں کی برائیوں کی طرف نظر کرنے سے محفوظ ہو جائے گا اور جس نے کسی مسلمان کے فتنے کا گمان کیا تو وہ خود ہی فتنے میں پڑا ہے۔

﴿15489﴾... حضرت سیّدُنا محفوظ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: توبہ کرنے والا وہی شخص ہے جو اپنی غفلتوں سے توبہ کرے اور اپنی نیکیوں کی طرف رُجوع کرے۔

﴿15490﴾... حضرت سیّدُنا محفوظ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مخلوق کو اپنے ترازو پر نہ تولو بلکہ مؤمنین کے ترازو پر خود کو تولو تاکہ تم مؤمنین کی فضلیت اور اپنے افلاس کو جان سکو۔

لوگوں میں سب سے اچھا:

﴿15491﴾... حضرت سیّدُنا محفوظ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جس کا دل دوسرے مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ سلامتی والا ہو۔

حضرت سیّدُنا ابنِ طاہر اَبْھَری رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ

بغداد کے بڑوں میں سے ایک حضرت سیّدُنا ابو بکر بن طاہر اَبْہَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اس کے پیچھے

ہوئے پردے سے ظاہر ہوئے، اس کی آباد بارگاہ میں ڈھانپے گئے، عزت والے جھنڈے آپ کے لئے بلند ہوئے، مایوسی کے راستے آپ سے چھٹ گئے۔ آپ نے وُجودِ باری تعالیٰ اور اِنعام کرنے والی قابل تعریف ذات کے کَرَم میں کھل کر بات کی۔

علما کی شان و عظمت:

﴿15492﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن طاہر اَبہری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ پاک عُلَما سے پوشیدہ پردوں کو اٹھالیتا ہے، انہیں لپٹے ہوئے پوشیدہ رازوں پر مطلع فرماتا ہے اور مَعْرِفَت و انوار کے ذریعے ان کی مدد فرماتا ہے۔ اللہ پاک نے اپنے نور سے جو لباس انہیں پہنایا اس کے سبب سے وہ اسرارِ الٰہی پر مطلع ہوتے ہیں اور جو اللہ پاک نے اپنی معرفت کی حقیقت کو ظاہر فرمادیا اس کے سبب سے وہ تمام اُمور میں سب سے برتر ہیں۔ ان کے دلوں میں شک کی کوئی گنجائش نہیں، بلکہ وہ تمام چیزیں جن پر اللہ پاک نے انہیں مطلع فرمایا ہے یقین کے لحاظ سے آنکھوں کے دیکھنے سے بھی زیادہ پختہ ہیں کیونکہ حقیقت کے انوار ان کے لئے روشن ہیں اور حق کے جھنڈے ان کے لئے اونچے اور ظاہر ہیں۔ حق نے انہیں اپنی مَعْرِفَت پر الہام اور فضل و کَرَم کرتے ہوئے اَمین بنایا ہے۔ انہیں بہت بڑی بخشش عطا کی اور ان کے دلوں کو اپنا نور عطا کیا تو وہ اس سے بغیر مُسافَت کے قریب ہوگئے۔ بغیر اختلاط ان کے دلوں پر تجلّی فرمائی پھر انہیں غفلت اور سستی سے بچایا۔ ان کی صفات اس کے وجود کے مشاہدے میں فنا ہوگئیں، ان کے لئے ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں وہ اس سے چُھپ سکیں اور ان پر ان کے تمام اَحوال میں وہ نگہبان ہے۔

﴿15493﴾... حضرت سیِّدُنا عبدُ العزیز بن محمد اَبہری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابو بکر عَبْدُ اللہ بن طاہر اَبہری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جب اللہ پاک کا کَرَم ملاحظہ کرتے تو فرماتے: میں ضرور اس بات کی اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ پاک پر ایمان اس بات سے عاجز نہیں کہ کفر سے پہلے کی بداعمالیوں کو منہدم کردے اور اس بات سے بھی عاجز نہیں کہ ایمان لانے کے بعد گناہ کرنے والوں کے گناہوں کو مٹادے۔

﴿15494﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن طاہر اَبہری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: تم اپنے جس عمل کے ذریعے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو وہ تمہارے لئے اس کی محبت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

نیک عمل سے زیادہ محبوب خطا:

﴿15495﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن طاہر اَبہری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایسا گناہ جس کے سبب **اللہ** پاک کے کرم کا اظہار ہو میرے نزدیک اس نیک عمل سے زیادہ محبوب ہے جس سے میرے شرف کا اظہار ہو۔

اَعمال پر نہیں رحمت پر امید کی بنیاد رکھ:

﴿15496﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن طاہر اَبہری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کچھ لوگ وہ ہیں جو اعمال کی زبان سے **اللہ** پاک سے مانگتے ہیں اور کچھ لوگ فقط رحمتِ الٰہی کی زبانوں کے ذریعے سوال کرتے ہیں۔ تو کتنا بڑا فرق ہے اس کے درمیان جو محض اپنے رب سے مانگے اور اس کے درمیان جو اپنے اعمال کی وجہ سے **اللہ** پاک سے کچھ ملنے کی امید رکھے۔ جس نے اپنے ربّ سے اس کے جود و کرم کے سبب امید لگائی وہ اس کی طرح ہرگز نہیں ہو سکتا جو اپنے اعمال کے ذریعے اُمید لگائے۔

﴿15497﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن طاہر اَبہری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: اچھے اعمال اس قابل نہیں کہ ہم اس کا مقابلہ اس کی نعمتوں سے کر سکیں اور نہ ہی گناہ اس قدر ہیں کہ ہم اس کا مقابلہ اس کی رحمت سے کر سکیں۔ مجھے اُمید ہے کہ اس کی نعمتوں کے مقابلے میں ہمارے نیک اعمال جتنے کم ہیں ہمارے گناہ اس کے فضل و رحمت کے مقابلے میں اس سے بھی کم ہوں گے، کیونکہ بندہ کوئی ایسا گناہ نہیں کرتا جو اس کے آقا و مولیٰ کے عفو و درگزر سے بڑھ جائے۔

آزمائش میں تین چیزیں:

﴿15498﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن طاہر اَبہری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ آزمائش و امتحان میں تین چیزیں ہیں: (1)... تطہیر (2)... تکفیر اور (3)... تذکیر۔ تطہیر، کبیرہ گناہوں سے پاک ہونا، تکفیر، صغیرہ گناہوں کا مٹنا اور تذکیر خالص محبت والوں کے لیے ہے۔

مُردے پر نہیں بلکہ اپنے آپ پر رو:

﴿15499﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ الواحد بن ابو بکر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے کسی ساتھی سے سنا کہ

میں حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن طاہر ابہری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ ایک جنازے میں حاضر ہوا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے دیکھا کہ میت کے بعض قریبی رشتے دار بہت زیادہ رو رہے ہیں تو اپنے ساتھیوں کی طرف نظر کرتے ہوئے یہ اشعار کہے:

وَيَبْكِيْ عَلَى الْمَوْتٰى وَيَتْرُكُ نَفْسَهٗ　　وَيَزْعَمُ اَنْ قَدْ قَلَّ عَنْهُمْ عَزَاؤُهٗ

وَلَوْ كَانَ ذَا رَاْيٍ وَعَقْلٍ وَفِطْنَةٍ　　لَكَانَ عَلَيْهِ لَا عَلَيْهِمْ بُكَاؤُهٗ

ترجمہ: اپنی جان کو چھوڑ کر مردے پر رو رہا ہے اور گمان کرتا ہے مُردے کے بارے میں اسے تسلی دینے والے کم ہو گئے۔ اگر وہ رائے، عقل اور سمجھ والا ہوتا تو وہ مردے پر نہیں بلکہ خود پر روتا۔

﴿15500﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن طاہر اَبہری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو شخص اپنے نَفْس پر خوف کھاتا ہے تو اس کے لئے ہولناکیوں کا سامنا کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور جس پر ہولناکیوں کا سامنا کرنا بھاری ہو جائے تو ایسا شخص احوال کی بلندیوں کی جانب ترقی نہیں کر سکتا۔

حضرت سیِّدُنا ابوبکر اَبْہری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے اطاعت گزار حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن عیسیٰ اَبْہری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اپنے معاملے کو **اللہ** پاک کی طرف سپرد کرنے والے تھے اور آپ کے اَحوال سالکین اور سیاحت کرنے والوں پر بلند تھے۔

﴿15501﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن طاہر اَبہری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن عیسیٰ اَبہری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی موت کے وقت حاضر ہوئے اور کہا: اپنے رب سے اچھا گمان رکھیں۔ حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن عیسیٰ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنی دونوں آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا اور فرمایا: کیا مجھ جیسے آدمی سے ایسا کلام کرتے ہو؟ اگر **اللہ** پاک ہمیں چھوڑ دیتا تو ہم اس کی عبادت کرتے ہیں اور اگر وہ ہمیں بلاتا ہے تو ہم اس کی دعوت قبول کرتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا ابوالحسن صائغ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو الحسن صائغ دِینَوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے مصر میں رہائش اختیار کی، آپ مُعاملے میں مخلص اور حق کے سوا کسی اور طرف دیکھنے سے اعراض کرنے والے تھے۔

دنیا کو دو مرتبہ چھوڑنا:

﴿15502﴾... حضرت سیّدنا ابوالحسن صائغ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: راہِ ارادت کے مسافر کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ دنیا کو دو مرتبہ چھوڑے۔ پہلی بار دنیا کو چھوڑنا یہ ہے کہ دنیا کی نعمتیں، اس کی چمک دمک، اس کا کھانا پینا اور جو اس میں دھوکا اور بے مقصد چیزیں ہیں انہیں چھوڑ دے اور دوسری مرتبہ دنیا کو چھوڑنا یہ ہے کہ اس کے دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنے کی وجہ سے جب لوگ اس کی عظمت و احترام میں اس کی طرف بڑھیں تو وہ ان کی طرف مائل نہ ہو اور دنیاداروں اور دنیا سے محبت رکھنے والوں سے ملنا جلنا چھوڑ دے۔ ترکِ دنیا کی وجہ سے لوگوں کا اس کی طرف مائل ہونا اور ان کے دل میں اس کا گھر کر جانا پھر اس کا لوگوں سے مانوس ہونا اور لوگوں کی رعایت کرنا بہت بڑا جرم اور دنیا کی آزمائش ہے اور آپ کہا کرتے تھے کہ خواہش اور امید طبیعت و فطرت کے فساد میں سے ہے۔

مَعْرِفَت کیا ہے؟

﴿15503﴾... حضرت سیّدنا ابوالحسن صائغ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہا کرتے تھے: مَعْرِفَت یہ ہے کہ ہر حال میں **اللہ** پاک کے اِحسانات کو پیشِ نظر رکھنا، اس بات کا اِقرار کرنا کہ کسی بھی طرح اس کی نعمتوں کا شکر ہم ادا نہیں کر سکتے اور کسی بھی کام میں اپنی طاقت و قوت سے بالکل بری ہو جانا۔

حضرت سیّدنا ممشاد دِیْنَوَرِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیّدنا ممشاد دِیْنَوَرِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اپنے بلند عزم کی حفاظت کرنے والے اور آنے والے خطرات کو دور بھگانے والے تھے۔

عزم و ارادہ ہر چیز کی بنیاد ہے:

﴿15504﴾... حضرت سیّدنا ممشاد دِیْنَوَرِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عزم و ارادہ ہر چیز کی بنیاد ہے، جس کا عزم درست ہو اور وہ اس عزم میں سچا بھی ہو تو پھر اس کے تمام اعمال اور احوال بھی درست ہو جاتے ہیں۔

﴿15505﴾... حضرت سیّدنا ممشاد دِیْنَوَرِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: حال کے اعتبار سے سب سے اچھا شخص

وہ ہے جو لوگوں کے دیکھنے کو اپنے آپ سے دور کر دے، راز کی حفاظت کرنے کے اعتبار سے اس کی خلوتیں عمدہ ہوں اور اپنے تمام مُعاملات میں اس ذات پر اعتماد کرے جو اس کے لئے کافی ہے اور جس کی ضمانت پر اسے بھروسا ہے۔

توکل کی فضیلت:

﴿15506﴾... حضرت سیِّدُنا ممشاد دینوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: اگر تم اگلوں اور پچھلوں کی حکمتیں جمع کرلو اور تم بڑے اولیائے کرام اور صادقین کے اَحوال کا دعویٰ کرو تو بھی ہرگز تم عارِفین کے دَرَجات کو نہیں پاسکتے یہاں تک کے تمہارا راز اللہ پاک کی طرف سکون پالے اور تم ان تمام اُمور میں جن کا اللہ پاک نے ذمہ لیا ہے اس پر بھروسا کرو۔

﴿15507﴾... حضرت سیِّدُنا ممشاد دینوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کتنا بُرا ہے اس ذات کی عبادت سے غفلت کرنا جو ذات تیرے ساتھ بھلائی کرنے سے غافل نہیں اور کتنا ہی بُرا ہے اس ذات کے ذکر سے غافل ہونا جو ذات تجھے یاد کرنے سے غافل نہیں۔

حضرت سیِّدُنا اَبُو اسحاق قَصَّار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق ابراہیم بن داود قَصَّار رَقِّی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ پوشیدہ غم والے تھے اور آپ کا کلام موزون ہوتا تھا۔

ہر انسان کی قدر و قیمت کا معیار:

﴿15508﴾... حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق قَصَّار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہر انسان کی قدر و قیمت اس کے عزم کے بقدر ہوتی ہے۔ اگر اس کا عزم دنیا کے لئے ہو تو ایسے شخص کی کوئی قدر و قیمت نہیں اور اگر اس کا عزم رضائے الٰہی کا حُصول ہو تو پھر اس کی قدر و قیمت کی انتہا کا ادراک نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اس پر مطلع ہوا جاسکتا ہے۔

﴿15509﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن احمد بن مُوَلّد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم قَصَّار رَقِّی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا: کیا محبت کرنے والا اپنی محبت کا ظاہر کرتا ہے؟ کیا وہ اس بارے میں کسی کو بتاتا

ہے؟ یا پھر کیا وہ اسے چھپانے کی طاقت رکھتا ہے؟ آپ نے اسے اشعار میں جواب دیتے ہوئے کہا:

ظَفِرْتُمْ بِكِتْمَانِ اللِّسَانِ فَمَنْ لَكُمْ ... بِكِتْمَانِ عَيْنٍ دَمْعُهَا الدَّهْرَ يَذْرِفُ

حَمَلْتُمْ جِبَالَ الْحُبِّ فَوْقِيْ وَاِنَّنِيْ ... لَاَعْجِزُ عَنْ حَمْلِ الْقَمِيْصِ وَاَضْعَفُ

ترجمہ: تم زبان کو چھپانے میں کامیاب ہو گئے ہو لیکن تم ان آنسوؤں کا کیا کرو گے جو ہر وقت ٹپکتے رہتے ہیں۔ تم نے میرے اوپر محبت کے پہاڑ ڈال دیئے ہیں جبکہ میں تو اتنا کمزور ہوں کہ ایک قمیض کا بوجھ بھی نہیں اٹھا سکتا۔

﴿15510﴾... حضرت سیِّدُنا ابو اسحاق قصّار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کی عبادت کو ترجیح دینا اور اس کے نبی کی پیروی کرنا **اللہ** پاک سے محبت کی علامت ہے۔

دنیا سے دو چیزیں کافی ہیں:

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: بصارتیں تو مضبوط ہیں مگر بصیرتیں کمزور ہیں، مخلوق میں سب سے زیادہ کمزور وہ ہے جو اپنی خواہشات کو دور کرنے میں کمزور ہے اور سب سے بڑھ کر طاقتور وہ ہے جو خواہشات کو دور کرنے میں مضبوط ہے۔ نیز آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا سے تمہیں دو چیزیں کافی ہیں: (1)... کسی ولی کی خدمت کرنا اور (2)... کسی فقیر کی صحبت اختیار کرنا۔

حضرت سیِّدُنا ابو عبد اللہ بن بکر صُبَیْحِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابُوعَبْدُ اللہ حسین بن عَبْدُ اللہ بن بکر صُبَیْحِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ مضبوط عقل والے اور آپ کا کلام واضح اور فصیح تھا۔ (مصنّف کتاب فرماتے ہیں:) میرے والد نے سُوس منتقل ہونے سے پہلے بصرہ میں آپ کی صحبت اختیار کی۔ لطیف عبارات اور بدیع اشارات کے ساتھ صوفیا کے احوال کے بارے میں آپ کی تصانیف ہیں۔ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ نے بصرہ میں اپنے گھر کے گوشے میں 30 سال تک عبادت کرتے ہوئے گزار دیئے۔

﴿15511﴾... حضرت سیِّدُنا ابُوعَبْدُ اللہ بن بکر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: اُمور کے انجام کی طرف نظر کرنا عاجزین کے احوال میں سے ہے، راہِ طریقت کے چشموں پر ہجوم کرنا سیر کرنے والوں کے احوال میں سے ہے، قضا کے اُمور میں رِضا کے ساتھ خاموشی عارفین کے احوال میں سے ہے۔

دین کی بنیاد اور شاخیں:

﴿15512﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُاللہ بن بکر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے دین کی بنیاد کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اللہ پاک کی طرف سچی محتاجی کو ثابت کرنا اور رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی کو لازم پکڑنا۔ چار چیزیں اس کی شاخیں ہیں: وعدوں کو پورا کرنا، شرعی حُدود کی حفاظت کرنا، موجود پر راضی رہنا اور جو نعمت اللہ پاک واپس لے لے اس پر صبر کرنا۔

﴿15513﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُاللہ بن بکر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ربوبیت عبدیت پر سبقت رکھتی ہے اور ربوبیت کے ذریعے سے ہی عبدیت کا اظہار ہوتا ہے اور عبدیت کی تکمیل ربوبیت کا مشاہدہ ہے۔

﴿15514﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُاللہ بن بکر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگ غیبی رازوں کے لمبے چوڑے دعوے کرنے کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں۔ پھر جب انہیں مقامِ شُہود کی ہیبت ڈھانپ لیتی ہے تو وہ گونگے ہو جاتے اور پردوں کے پیچھے چھپ جاتے ہیں اور ایسے ہو جاتے ہیں کہ وہ کوئی چیز ہی نہیں ہیں۔ ہاں اگر وہ اپنے دعووں میں سچے ہوتے تو ضرور مشاہدے کے وقت ظاہر ہوتے جیسا کہ ہمارے پیارے نبی حضرت سیِّدُنا محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ظاہر ہوں گے اور جب ان سے سفارش طلب کی جائے گی تو سچائی کے قدم کے ساتھ تمام مخلوق سے آگے بڑھیں گے اور فرمائیں گے: اَنَا لَہَا یعنی میں ہی اس کے لئے ہوں۔ سچائی کے قدم کی وجہ سے اس مقام کی ہیبت انہیں روک نہ پائے گی۔ اور ان باطل دعوے والوں کا دعویٰ کسی شاعر کے اس کہنے کی طرح ہے:

يَنْوِي الْعِتَابَ لَهُ مِنْ قَبْلِ رُؤْيَتِهِ ... فَاِنْ رَاٰهُ فَدَمْعُ الْعَيْنِ مَسْكُوْبُ

لَا يَسْتَطِيْعُ الْكَلَامَ حِيْنَ يُبْصِرُهُ ... كَلَّ اللِّسَانُ وَفِي الْاَحْشَاءِ تَلْهِيْبُ

ترجمہ: اس نے اسے دیکھنے سے پہلے ہی عتاب کی نیت کرلی ہے اگر وہ اسے دیکھ لے تو اس کے آنسو بہنے لگیں۔ اسے دیکھتے ہوئے وہ کلام نہ کرسکے، زبان گونگی ہو جائے اور جوڑ جوڑ کانپنے لگے۔

اور مُشاہدے کے وقت زبانیں گونگی نہیں رہتیں مگر سچائی سے دوری کے سبب، لہٰذا جو محبت میں سچا ہوتا ہے جب زبان بولنے سے خاموش ہوتی ہے تو اس کا ضمیر اس کی طرف سے کلام کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن محمد مرتَعِش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو محمد عَبْدُ اللہ بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں جو مُرتَعِش کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ باطنی مُشاہدہ اور عُمدہ ثابت قدمی رکھتے تھے۔

سب سے بہترین رزق:

﴿15515﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الحسن بن مُقْسِم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو محمد مرتَعِش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فصیح گفتگو کرنے والی زبان اور عمدہ دل والے تھے اور کہا کرتے تھے کہ سب سے بہترین رزق معبود کے مُشاہدے کے ساتھ بندگی کا درست رہنا اور سنت کی عبادت بجالانا ہے۔ **اللہ** پاک کی محبت تک بندہ تب ہی پہنچ سکتا ہے جب ان چیزوں کو ناپسند کرے جنہیں **اللہ** پاک ناپسند فرماتا ہے، وہ چیزیں فُضول دنیا اور نفسانی خواہشات ہیں۔ یونہی **اللہ** کے ولیوں سے محبت رکھے اور اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھے، **اللہ** پاک کے ساتھ مُعاملہ تب ہی ٹھیک ہو گا جب ان باتوں میں بندہ اِخلاص اور صَبْر سے کام لے۔

سب سے افضل عمل:

﴿15516﴾... حضرت سیِّدُنا امام ابو سہل محمد بن سلیمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا ابو محمد مرتَعِش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ انہوں نے فرمایا: اس کے پاس جاؤ جو تمہارے حق میں مجھ سے بہتر ہے اور مجھے اس کے لئے چھوڑ دو جو میرے حق میں تم سے بہتر ہے۔ ایک شخص نے آکر پوچھا: سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ فرمایا: **اللہ** کے فَضْل کی طرف نظر کرنا۔ پھر یہ شعر کہا:

اِنَّ الْمَقَادِیْرَ اِذَا سَاعَدَتْ اَلْحَقَتِ الْعَاجِزَ بِالْحَازِمِ

ترجمہ: قسمت ساتھ دے تو بے وقوف کو بھی دور اندیش بنا دیتی ہے۔

توحید کی بنیاد:

﴿15517﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد مرتَعِش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں توحید کی بنیاد ہیں: **اللہ** پاک کے ربّ ہونے کی پہچان، اس کے ایک ہونے کا اِقرار اور یہ ماننا کہ کوئی بھی اس کے برابر نہیں۔

حضرت سیِّدُنا اسحاق بن محمد نَہرَجُورِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابویعقوب اسحاق بن محمد نَہرَجُوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ روشن نور والے اور مُقرَّبِ بارگاہِ الٰہی مشہور تھے۔

ربِّ کریم کی ذات مفقود نہیں:

﴿15518﴾... حضرت سیِّدُنا ابویعقوب اسحاق بن محمد نَہرَجُوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس پر تمام محققین اپنی تحقیق کے ساتھ متفق ہیں وہ یہ ہے کہ بے شک **اللہ** پاک مفقود نہیں کہ اسے طلب کیا جائے، نہ اس کی کوئی انتہا ہے جس کا ادراک کیا جائے۔ جس نے موجود کا ادراک کیا وہ موجود کے ساتھ دھوکے میں ہے اور موجود ہمارے نزدیک معرفتِ حال اور کَشفِ علم بلا حال ہے۔ نیز فرمایا کرتے تھے: جو **اللہ** پاک کو پہچانتا ہے وہ **اللہ** پاک سے دھوکے میں نہیں رہتا۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے کسی شخص سے کہا: اے کم ہمت والے!۔ اس نے کہا: اے شیخ! آپ نے مجھے یہ کیوں کہا؟ فرمایا: میں نے یہ اس لئے کہا کہ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے:

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ ۚ (پ۵، النسآء: ۷۷) ترجمۂ کنزالایمان: تم فرما دو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے۔

اور تیرا حصہ اس تھوڑے میں سے بھی بہت تھوڑا ہے اور جو تیرے ہاتھوں میں ہے وہ اس سے بھی کم ہے۔ تُو اس میں بھی بخل کرنے والا ہے اور چاہتا ہے کہ اسے روک کر عزت والا ہو جائے۔ چنانچہ اگر تُو نے خرچ کیا تو بہت قلیل کو خرچ کیا اور اگر روکا تو بہت ہی قلیل کو روکا۔ نہ تو روکنے کے سبب ملامت کیا جائے گا اور نہ خرچ کرنے کے سبب تیری تعریف کی جائے گی۔

تحقیق اور تعریف:

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مزید یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اَرواح کا مُشاہدہ کرنا تحقیق اور دلوں کا مشاہدہ کرنا تعریف ہے اور جب میرا ربّ مجھ سے اپنے کسی ایک حق کا بھی مطالبہ فرمائے گا تو وہ میرا افسوس ناک وقت ہو گا اور جب وہ اپنے راز کے فیصلے کی اجازت عطا فرمائے گا تو وہ میری خوشی اور نعمتوں کا وقت ہو گا کیونکہ وہ جود و کرم اور وعدہ پورا کرنے میں معروف ہے اور بندہ کمزوری اور عاجزی سے موصوف ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو علی رُوذَبارِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو علی احمد بن محمد بن قاسم رُوذَباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ فصیح زبان والے اور اچھے بیان والے تھے۔ بغداد سے مصر منتقل ہوئے اور وہیں آپ کی وفات ہوئی۔

وہ پہنچا ہے مگر جہنم تک:

﴿15519﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُو عَبْدُ اللہ احمد بن عطاء رُوذَباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو علی رُوذباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو گانا باجا سنتا ہے اور کہتا ہے: یہ میرے لئے حلال ہے کیونکہ میں ایسے دَرَجے تک پہنچ گیا ہوں کہ احوال کا مختلف ہونا مجھ پر کوئی اثر نہیں ڈالتا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: ہاں وہ پہنچا ہے مگر جہنم تک۔

﴿15520﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن محمد دِمَشْقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو علی رُوذباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اشارے کے بارے میں پوچھا گیا تو میں نے انہیں فرماتے سنا: اشارہ، مُشَارٌ اِلَیْہ (جس کی طرف اشارہ کیا جائے اس) کی اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے جو کہ وَجد کے ضمن میں موجود ہے اس کے سوا کچھ نہیں اور حقیقت میں اشارے کے ساتھ علتیں ہوتی ہیں اور علتیں حقائق سے دور ہیں۔

﴿15521﴾... حضرت سیِّدُنا ابو علی رُوذباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگوں کے اَفعال سے پہلے ہی انہیں دوست سمجھو اور ان کے افعال سے پہلے ہی انہیں دشمن سمجھو پھر ان کے اَفعال کے مطابق انہیں جزا دو۔

خفیہ تدبیر سے دھوکے میں ہونے کی علامت:

﴿15522﴾... حضرت سیِّدُنا ابو علی رُوذباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کی خُفیہ تدبیر سے دھوکے میں ہونے کی عَلامت یہ بھی ہے کہ تو بُرائی کرے جبکہ وہ تیرے ساتھ اچھا سُلوک فرماتا ہے اور تو توبہ ورجوع کرنا چھوڑ دے، تجھے یہ وہم ہو کہ تیری غلطیوں سے درگزر کر دیا جائے گا اور تو اسے اپنے اوپر حق تعالیٰ کی طرف سے کُشادگی سمجھے۔

مُشاہدات، مُکاشفات اور مُعاینات:

﴿15523﴾... حضرت سیِّدُنا ابو علی رُوذباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دلوں میں ذاتِ حق کے مشاہدہ کی تڑپ

ہوئی تو ذاتِ حق کے اسماء دلوں میں ڈال دیئے گئے۔ پھر دل ذات سے ہٹ کر ان اسماء کی تجلی کی طرف فریفتہ ہوتے ہوئے مائل ہو گئے۔ **اللہ** پاک کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (پ۹، الاعراف:۱۸۰) ترجمۂ کنزالایمان: اور **اللہ** ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اسے ان سے پکارو۔

یعنی حقائق کے اِدراک کے ساتھ ان اسماء کے ساتھ وابستہ رہو۔ حق نے اسماء کو مخلوق کے لئے ظاہر فرمایا تاکہ محبوبوں کے دل ان سے سکون پائیں اور عارِفین کے دل ان کی وجہ سے مانوس ہوں۔ اور فرمایا: مشاہدات دلوں کے لئے، مکاشفات رازوں کے لئے اور معاینات آنکھوں کے لئے ہیں۔

﴿15524﴾... حضرت سیِّدُنا ابو علی رُوذباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو صَبر نہیں کرتا اس کے لئے رضا نہیں اور جو شکر نہیں کرتا اس کا کوئی کمال نہیں۔ **اللہ** پاک کے ذریعے ہی عارفین اس کی محبت تک پہنچے اور انہوں نے اس کی نعمت پر اس کا شکر ادا کیا۔

﴿15525﴾... حضرت سیِّدُنا اَبُو علی رُوذباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بے شک **اللہ** پاک کی طرف شوق رکھنے والے ہی اس وقت کی مٹھاس کو پاتے ہیں جب **اللہ** پاک کے قُرب تک پہنچنے کے لئے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں تو مُشتاقین کے لئے وہ لذت شہد سے بھی بڑھ کر میٹھی ہوتی ہے۔

تین چیزوں کے سبب بلاؤں سے حفاظت:

اور فرماتے ہیں کہ جسے تین چیزیں دی گئیں وہ ہر طرح کی بلاؤں سے محفوظ ہو گیا: (1)...بھوکا پیٹ اور اس کے ساتھ ڈرنے والا دل (2)...دائمی فقر کے ساتھ موجود پرہیزگاری اور (3)...کامل صَبر اور اس کے ساتھ مالک کے دیئے ہوئے پر ہمیشہ قناعت کرنا۔

نفس کی ذلت اور عزت:

﴿15526﴾... حضرت سیِّدُنا ابو علی رُوذباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دنیا کمانے میں نَفْس کی ذِلّت اور آخرت کمانے میں نفس کی عزت ہے۔ کتنی ہی عجیب بات ہے جو عزت والی دائمی نعمت کی طلب چھوڑ کر فنا ہو جانے والی چیز کی طلب میں ذلت کو ترجیح دیتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو بکر کَتَّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن علی بن جعفر کَتَّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے بغداد چھوڑ کر مکہ میں رہائش اختیار کی، آپ کو چراغِ حرم کہا جاتا تھا۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی، حضرت سیِّدُنا ابو سعید خرّاز اور حضرت سیِّدُنا ابو الحسن نوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کی صحبت اختیار کی۔

﴿15527﴾... حضرت سیِّدُنا ابو جعفر خَیَّاط اصفہانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں برسوں حضرت سیِّدُنا ابو بکر کَتَّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت میں رہا۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ ان کا مرتبہ بڑھتا رہا اور ساتھ ہی ان کی عاجزی اور انکساری بھی بڑھتی رہی۔

جن وانس کی عبادت سے زیادہ نفع بخش:

﴿15528﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر کَتَّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: غفلت سے ہوشیاری پر دل میں خوف آنا، نفسانی خواہش کو چھوڑ دینا اور نعمتِ الٰہی کی محرومی کے ڈر سے کانپنا بارگاہِ الٰہی کے مسافر کے لیے جن وانس کی عبادت سے زیادہ نفع بخش ہے۔

﴿15529﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر کَتَّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب تم **اللہ** پاک سے توفیق کا سُوال کرو تو اس کی ابتدا عمل سے کرو۔

﴿15530﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر کَتَّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حق کی جانب سے عطاؤں کا پایا جانا حق ہونے پر حق کی گواہی ہے کیونکہ حق ہر چیز پر دلیل ہے اور اس پر اس کے سوا کوئی چیز دلیل نہیں بن سکتی۔

﴿15531﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر کَتَّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب **اللہ** پاک کی طرف محتاجی صحیح ہو تو اس بارگاہ سے عنایت بھی اچھی ہوتی ہے کیونکہ یہ دونوں ایسی حالتیں ہیں کہ ان میں سے ایک دوسرے کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔

شیطان کی لگام:

﴿15532﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر کَتَّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نفسانی خواہش شیطان کی لگام ہے جس نے

اس کی لگام کو پکڑا تو وہ اس کا غلام ہو گیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے متقی کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا: متقی وہ ہے جو عام لوگوں کی طرح نفسانی خواہش کے پیچھے چلنے سے بچے، شریعت کی مخالفت نہ کرے، موافقت کو لازم پکڑ لے، یقین کی راحت سے مانوس ہو اور توکل کے رکن پر کامل بھروسا رکھے۔ ایسا کرنے سے اس کے تمام احوال میں اسے فوائد ملیں گے اور وہ ان احوال سے غافل نہیں ہو گا۔

﴿15533﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر کَتَّانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک سے غافل رہنے والوں کی زندگی **اللہ** پاک کے حِلْم میں ہے، **اللہ** پاک کو یاد کرنے والوں کی زندگی **اللہ** پاک کی رحمت میں ہے، عارفین کی زندگی اس کے لُطف و مہربانی میں ہے، صادِقین کی زندگی اس کے قُرب میں ہے۔ نیز فرمایا کرتے تھے: جب کسی راز کے لئے حق کی سچائی ظاہر ہو جاتی ہے تو گمان اور تمنائیں زائل ہو جاتی ہیں کیونکہ حق جب کسی راز پر غالب آتا ہے تو اسے زیر کر دیتا اور اس کے ساتھ غیر کے لئے کوئی اثر نہیں چھوڑتا۔

اور فرماتے: معرفتِ الٰہی اس کی عبادت سے اعلیٰ اور اولیٰ ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابنِ فاتِک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے مُراقبہ کرنے والے حضرت سیِّدُنا اَبُو عَبْدُ اللہ بن فاتِک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ سرحدی علاقوں میں رہے۔

مراقبہ کیا ہے؟

﴿15534﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ فاتِک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مُراقبہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: جب تو کوئی عمل کرنے والا ہو تو جان لے کہ **اللہ** پاک تجھے دیکھ رہا ہے، اگر تُو کچھ کہنے والا ہے تو یہ جان لے کہ **اللہ** پاک تجھے سن رہا ہے اور اگر تُو خاموش ہے تو یہ جان لے کہ **اللہ** پاک تجھے جانتا ہے۔ **اللہ** پاک کا فرمان ہے:

اِنَّنِیْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَ اَرٰى ﴿۴۶﴾ (پ۱۶، طٰہٰ:۴۶) — ترجمۂ کنزالایمان: میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا۔

اور فرمانِ الٰہی ہے:

وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ ۚ (پ۲، البقرۃ:۲۳۵) — ترجمۂ کنزالایمان: جان لو کہ **اللہ** تمہارے دل کی جانتا ہے تو اس سے ڈرو۔

لوگ تین طرح کے ہیں:

حضرت سیِّدُنا ابنِ فاتِک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ لوگ تین طرح کے ہیں: (1)...وہ جو اپنی آخرت کو بھول کر اپنی دنیا میں مگن ہیں، یہ لوگ ہلاک ہونے والے ہیں۔ (1)...وہ جو دنیا سے منہ موڑ کر اپنی آخرت میں مشغول ہیں، یہ لوگ کامیاب ہیں اور (3)...وہ جو دنیا و آخرت دونوں میں مشغول ہیں، یہ خطرے میں ہیں۔ کبھی یہ خطرہ ان کے حق میں ہے اور کبھی ان کے خلاف۔

حضرت سیِّدُنا ابنِ عَلّان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابنِ عَلّان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ مُتَلَوِّن مزاجی اور گھومنے پھرنے سے دور تھے۔

﴿15535﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ عَلّان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو شخص بھی اپنے اعضاء کو گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے **اللہ** پاک اس کے دل کو محفوظ رکھتا ہے اور **اللہ** پاک جس کے دل کو محفوظ فرمادے تو اسے اپنی زمین پر امین بنادیتا ہے۔ پھر **اللہ** پاک جسے اپنی زمین پر امین بنادے تو اسے ایسا پیشوا بنادیتا ہے جس کی اقتدا کی جاتی ہے اور **اللہ** پاک جسے امام بنادیتا ہے تو اسے اپنی تمام مخلوق پر حجت اور دلیل بنادیتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا سہل اَنباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا سَہل بن وَہبان اَنباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں جو حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ہم عصر ہیں۔

﴿15536﴾... حضرت سیِّدُنا سَہل اَنباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس کی ضمانت دی گئی اس میں تہمت والے نہ بنو ورنہ تم ضامن کے لئے بھی تہمت والے ہو جاؤ گے اور اس کے وعدے پر بھروسا نہیں رہے گا۔

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن دینار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن دینار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ خطرات کو سمجھنے والے اور نظروں کی حفاظت کرنے والے تھے۔

سیِّدُنا ابن دینار عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی نصیحت:

﴿15537﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حمزہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن دینار جُعفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا: مجھے نصیحت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: اپنی تنہائی میں **اللہ** سے ڈرو، اپنی نمازوں کے اوقات کی حفاظت کرو اور اپنی نظروں کو ایک نظر دیکھنے سے بھی بچاؤ۔ ایسا کرنے سے تم ہر حالت میں **اللہ** پاک کے مُقرّب ہو جاؤ گے۔

حضرت سیِّدُنا ابو علی وَرَّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو علی وَرَّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ آفات کو پہچاننے والے اور شبہات سے بچنے والے تھے۔

لوگوں کی خرابی:

﴿15538﴾... حضرت سیِّدُنا ابو علی وَرَّاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو اپنی قدر و منزلت سے ناواقف ہو وہ اپنے آپ پر بھی زیادتی کرتا ہے اور دوسروں پر بھی اور لوگوں کی خرابی اپنی پہچان کی کمی کے سبب ہے۔

حضرت سیِّدُنا اِبنِ کاتِب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا حسن بن احمد بن ابو علی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں جو ابنِ کاتب کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ مصر کے شُیُوخ میں سے ہیں۔

دنیا سے بے تعلق ہو جانے کا پہلا فائدہ:

﴿15539﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ کاتب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب بندہ **اللہ** پاک کے لئے مکمل طور پر دنیا سے بے تعلق ہو جاتا ہے تو اس کا سب سے پہلا فائدہ اسے یہ ملتا ہے کہ **اللہ** پاک اسے اپنے علاوہ سب سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ نیز آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے کہ **اللہ** پاک کا فرمان ہے: جو میرے لئے صبر کرتا ہے وہ مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جب انسان کے دل میں **اللہ** کا خوف آجاتا ہے تو وہ صرف بامقصد گفتگو ہی کرتا ہے۔

﴿15540﴾... حضرت سیِّدُنا ابو القاسم مصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابنِ کاتب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: آپ فقر اور غنا میں سے کس جانب زیادہ مائل ہیں؟ فرمایا: اس کی طرف جو ان دونوں میں سے رُتبے کے اعتبار بلند ہے اور جس کی زیادہ تعریف کی گئی ہے۔ پھر یہ شعر کہے:

وَلَسْتُ بِنَظَّارٍ اِلٰی جَانِبِ الْغِنٰی　　اِذَا كَانَتِ الْعَلْيَاءُ فِيْ جَانِبِ الْفَقْرِ

وَاِنِّيْ لَصَبَّارٌ عَلٰی مَا يَنُوْبُنِيْ　　وَحَسْبُكَ اَنَّ اللهَ اَثْنٰى عَلَى الصَّبْرِ

ترجمہ: میں غنا کی جانب دیکھنے والا نہیں جبکہ بلندی فقر کی جانب میں ہو۔ بے شک میں اپنی تکلیف پر بہت صبر کرنے والا ہوں اور تیرے لئے یہی کافی ہے کہ **اللہ** پاک نے صبر پر تعریف فرمائی ہے۔

ہمت اَفعال کی اصل ہے:

﴿15541﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ کاتب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمت چیزوں کا مقدمہ ہوتی ہے تو جس نے اپنی ہمت کو درست کیا تو اس ہمت کے تابع ہر شے اس کے پاس صحیح اور سچائی کے ساتھ آتی ہے کیونکہ فُروع اُصول کے تابع ہوتی ہیں۔ جس نے اپنی ہمت کو بے مقصد کیا تو اس کے توابع بھی بے معنیٰ ہو جاتے ہیں اور بے مقصد افعال اور احوال دربارِ خداوندی کے لائق نہیں۔ **اللہ** پاک بندے کو اپنے ذکر کی مٹھاس عطا فرماتا ہے پھر اگر وہ اس سے فرحت پائے اور اس کا شکر ادا کرے تو اسے اپنے قرب کے ساتھ اُنس عطا فرماتا ہے اور اگر شکر میں کمی کرتا ہے تو **اللہ** پاک اس کی زبان پر تو اپنا ذکر جاری فرما دیتا ہے مگر اس سے اپنے ذکر کی چاشنی لے لیتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا مُظَفَّر قَرمِیسِینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا مُظَفَّر قَرمِیسِینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کے الفاظ خوشنما تھے اور آپ مقام جَبَل کے مشائخ میں سے تھے۔ عُیُوب کو جاننے والے اور غلطیوں سے بچنے والے تھے۔

بندے کو دی گئی سب سے بہترین چیز:

﴿15542﴾... حضرت سیِّدُنا مظفر قرمیسینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: بندے کو دی گئی سب سے بہترین چیز کیا ہے؟ فرمایا: دل کا بے مقصد چیزوں سے خالی ہونا تا کہ وہ با مقصد کاموں کے لئے فارغ رہے۔

سب سے افضل عمل:

﴿15543﴾... حضرت سیِّدُنا مظفر قرمیسینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بندوں کے اعمال میں سب سے افضل عمل اپنے اوقات کی حفاظت کرنا ہے اور وہ یہ ہے کہ بندے **اللہ** پاک کے احکام میں نہ تو کمی کریں اور نہ ہی حد سے تجاوز کریں۔

﴿15544﴾... حضرت سیِّدُنا مظفر قرمیسینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عارِف وہ ہے جو اپنے دل کو اپنے مولا کے لیے اور اپنے جسم کو اس کی مخلوق (کی خدمت) کے لئے مُقرَّر کرلے۔ سب سے بہترین چیز جو بندے کی طرف سے **اللہ** پاک کو پیش ہوتی ہے وہ بندے کے دل کی نصیحت اور اپنے گناہوں سے توبہ ہے۔

﴿15545﴾... حضرت سیِّدُنا مظفر قرمیسینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک جسے اپنا ہی محتاج کرے تو پھر اسے غنی بھی فرمادیتا ہے تاکہ وہ محتاجی کے ذریعے اپنے بندہ ہونے اور غنا کے ذریعے **اللہ** پاک کے رب ہونے کو پہچان لے۔

﴿15546﴾... حضرت سیِّدُنا مظفر قرمیسینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جسے محبت قتل کردے تو اسے قُرب زندہ کرتا ہے۔

﴿15547﴾... حضرت سیِّدُنا مظفر قرمیسینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: وہ بھوک جس کی قناعت مددگار ہو تو پھر وہ فکر کی کھیتی، حکمت کا سرچشمہ، سمجھداری کی بقا اور دل کا چراغ ہے۔

بروزِ قیامت مؤمنین پر فضل و کرم:

﴿15548﴾... حضرت سیِّدُنا مظفر قرمیسینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک قیامت کے دن مؤمنوں کا حساب فضل اور احسان کے ساتھ جبکہ کفار کا عدل اور حجت کے ساتھ فرمائے گا۔

﴿15549﴾... حضرت سیِّدُنا مظفر قرمیسینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: تیری زندگی فقط ایک سانس ہے اگر تُو اسے ان کاموں میں نہیں گزار سکتا جو تیرے حق میں ہیں تو پھر اسے ان کاموں میں بھی برباد نہ کر جو تیرے خلاف ہیں۔

حضرت سیِّدُنا ابراھیم بن شیبان قَرمِیسِینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

بغداد کے اکابرین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن شیبان قرمیسینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ یقین اور

ایقان سے آپ کی تائید کی گئی، عرفان کے ذریعے بناوٹ اور زیب وزینت سے آپ کی حفاظت کی گئی۔ آپ قرآن پاک سے دلیل پکڑنے والوں میں سے تھے۔

وہ شخص بے کار ہے جو۔۔۔!

﴿15550﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن شیبان قرمیسینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: وہ شخص بے کار ہے جو خواہشات اور کھیل کود کے لئے رخصتوں میں پڑا رہے، اس کا دل اللہ پاک کے خوف اور ڈر سے خالی ہے کیونکہ خوف تو نفسانی خواہشات کو دور کرنے والا اور زندگی کے سُرور اور غفلت کو کاٹنے والا ہے۔

﴿15551﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن شیبان قرمیسینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا شمار آزاد لوگوں میں کیا جائے اور نیک لوگوں میں اس کا ذکر ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے رب کی عبادت میں مخلص ہو جائے کیونکہ بندگی میں سچا غیروں کے نزدیک بھی مسلَّم ہے۔

فنا اور بقا کا دارومدار:

﴿15552﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن شیبان قرمیسینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: فنا اور بقا کا دارومدار اللہ پاک کے ساتھ مخلص ہونے اور بندگی کے صحیح ہونے پر ہے اور ہر وہ علم جو اس کی دشمنی اور مخالفت کرے تو اس کا نتیجہ اَغلاط اور بُطلان ہے۔ جو شخص اخلاص کے بارے میں گفتگو کرے اور اپنے نفس سے اس کی حقیقت کا تقاضا نہ کرے تو اللہ پاک اس کے عُیُوب کا پردہ چاک فرما کر اسے آزمائش میں ڈال دے گا اور اس کے قریبی رشتہ داروں اور بھائیوں میں اُسے رُسوا فرما دے گا۔

ظاہر کے لئے علم اور باطن کے لئے پرہیزگاری:

﴿15553﴾... حضرت سیِّدُنا اسحاق بن ابراہیم بن شیبان قرمیسینی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میرے والد نے مجھ سے کہا: اے میرے بیٹے! ظاہری آداب کے لئے علم سیکھو اور باطن کی تربیت کے لیے پرہیزگاری اختیار کرو۔ خبردار کوئی مشغول کرنے والی چیز تمہیں اللہ پاک سے غافل نہ کر دے کیونکہ ایسے بہت کم ہی ہیں جنہیں اپنے رب سے دور ہونے کے بعد دوبارہ اس کے قُرب میں آنے کی توفیق ملی ہو۔

حضرت سیِّدُنا ابو حُسَین بن بُنان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

انہی بزرگوں میں سے اللہ پاک کی محبت میں خود رفتہ مصر کے شیخ حضرت سیِّدُنا ابو حسین بن بُنان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کا وِصال مقام تیہ میں وارفتگی کے عالَم میں ہوا اور آپ کو حضرت سیِّدُنا ابو سعید خَرّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے شرفِ صحبت حاصل ہے۔

﴿15554﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حسین بن بُنان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگ تو بے آب و گیاہ صحراؤں اور ہلاکت خیز وادیوں میں پیاسے ہوتے ہیں جبکہ میں دریائے نیل اور فُرات کے کنارے پر بھی پیاسا ہوں۔

جب محبت کے آثار ظاہر ہوتے ہیں...!

﴿15555﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حسین بن بُنان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب محبت کے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور اس کی ہواؤں میں ہل چل مچ جاتی ہے تو یہ محبت کئی لوگوں کو زندگی بخشتی اور کئی لوگوں کو لقمہ اجل بنا دیتی ہے، کئی سربستہ رازوں کو فنا اور کئی آثار کو باقی رہنے دیتی ہے، مختلف نشانیوں میں اثر دکھاتی، پوشیدہ رازوں کو پھیلا دیتی اور چھپی ہوئی حالتوں کو کھول کر رکھ دیتی ہے۔

بارگاہ الٰہی کی طرف میلان کی پہچان:

﴿15556﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حسین بن بنان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہر صوفی کے دل میں رزق کی فکر تو ہوتی ہے مگر اسے اللہ پاک کے قریب کرنے کا سب سے بہترین ذریعہ عمل میں پختگی ہے۔ دلی سکون اور اللہ کی بارگاہ کی طرف میلان کی پہچان یہ ہے کہ اگر اس شخص کے ہاتھ سے دنیا نکل جائے اور دنیا اُس سے منہ پھیر لے تب بھی وہ ثابت قدم رہے اور اپنے پاس موجود کے مقابلے میں جو اللہ پاک کے پاس ہے اُس پر اعتماد اور بھروسا زیادہ ہو۔ نیز آپ فرمایا کرتے تھے: "زبان سے اللہ پاک کا ذِکر کرنے سے دَرَجات اور دل سے اللہ پاک کا ذکر کرنے سے برکتیں ملتی ہیں۔"

حضرت سیِّدُنا ابو حُسَین علی فارسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

انہی بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو حسین علی بن ہند فارسی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے حضرت

سیِّدُنا عُمر مکی، حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی اور حضرت سیِّدُنا جعفر حذاء رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْهِم کی صحبت پائی۔

دل برتنوں کی طرح ہیں:

﴿15557﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حسین بن ہند فارسی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: دل برتنوں کی طرح ہیں اور ہر برتن کچھ نہ کچھ اٹھائے ہوئے ہوتا ہے، پس اولیائے کرام کے دل مَعْرِفَت کے برتن ہیں، عارفین کے دل محبت کے برتن ہیں، محبین کے دل شوق کے برتن ہیں اور مشتاقین کے دل اُنسیت کے برتن ہیں۔ ان احوال کے کچھ آداب ہیں جو ان آداب کو ان کے اوقات میں پورا نہیں کرتا وہ نجات کی امید میں ہلاک ہو جاتا ہے۔

﴿15558﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حسین بن ہند فارسی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کے قُرب سے راحت کا سامان کرو اور قربِ الٰہی سے ہٹ کر راحت تلاش نہ کرو کیونکہ **اللہ** پاک کے قرب سے سُکون تلاش کرنے والا نجات پاتا اور اُس کے قرب کو چھوڑ کر سکون تلاش کرنے والا ہلاک ہو جاتا ہے۔ **اللہ** پاک کے قرب سے سکون تلاش کرنا یہ ہے کہ دل اُس کے ذکر سے راحت محسوس کریں اور اُس کے قرب کو چھوڑ کر سکون تلاش کرنا یہ ہے کہ ہمیشہ غفلت طاری رہے۔

ہر وقت حق کا مشاہدہ:

﴿15559﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حسین بن ہند فارسی رَحْمَۃُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کی کتاب کو تھامنے والا ہر وقت حق کے مشاہدے میں ہوتا ہے اور اس پر اپنے دین اور دنیا کا کوئی معاملہ مخفی نہیں رہتا، اُس کا پورا وقت مُشاہدے میں گزرتا ہے، وہ غفلت سے محفوظ رہتا ہے اور وہ چیزوں کو اصل سے لے کر اصل پر ہی رکھتا ہے۔

نیز آپ فرمایا کرتے تھے: کوشش کرنا کہ کبھی اپنے مولا کا دروازہ نہ چھوٹے کیونکہ یہی سب کی پناہ گاہ ہے اور جو اس دروازے سے جدا ہوتا ہے اُسے نہ کوئی جائے قرار ملتی ہے اور نہ ہی کوئی جگہ نصیب ہوتی ہے۔

اور آپ یہ شعر پڑھتے:

كُنْتُ مِنْ كُرْبَتِيْ اَفِرُّ اِلَيْهِمْ   فَهُمْ كُرْبَتِيْ فَاَيْنَ الْمَفَرُّ؟

ترجمہ: میں اپنے غم سے بھاگ کر اُن کے پاس جایا کرتا تھا پھر وہ ہی میرا غم ہو گئے تو اب کہاں جاؤں؟

حضرت سیِّدُنا حسین بن علی بن یَزْدَانیار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

انہی بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو بکر حسین بن علی بن یزدانیار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہیں جو خطاؤں سے دور اور معانی پر ثابت قدمی والے ہیں، آپ ظاہری شرعی اَحکام کے لازم ہونے پر گفتگو فرماتے اور بذریعہ مُناجات دل پر وارد ہونے والی مخفی باتوں کی تحقیق فرماتے۔

﴿15560﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن یزدانیار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر تم لوگوں کے دلوں میں مقام بنانے کو پسند رکھتے ہو تو پھر **اللہ** پاک کی بارگاہ میں مقام و مرتبہ ملنے کی خواہش سے دُور رہو۔

خیر اور شر کی کھیتی:

﴿15561﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن یَزْدانیار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: روح خیر کی کھیتی ہے کیونکہ یہ رحمت کا سرچشمہ ہے اور جسم شر کی کھیتی ہے کیونکہ یہ شہوت کا سرچشمہ ہے۔ روح کی بنیاد خیر پر ہے جبکہ نَفْس کی طبیعت میں شر کی چاہت ہے۔ نفسانی خواہش جسم کی اور عقل روح کی تدبیر کرتی ہے اور مَعْرِفَت عقل اور نفسانی خواہش کے درمیان ایک نظریہ ہے اور یہ معرفت دل میں ہوتی ہے۔ عقل اور نفسانی خواہش کے درمیان مقابلہ اور لڑائی جاری رہتی ہے۔ خواہش نفس کا ساتھی اور عقل دل کی ساتھی ہے۔ **اللہ** پاک کی توفیق عقل کی مدد ہے اور خواہش کی مدد پسپائی ہے۔ فتح اسے ملتی ہے جس کی سعادت کا **اللہ** پاک ارادہ فرمائے یا شکست اُسے ہوتی ہے جس کی بدبختی کا **اللہ** پاک ارادہ فرمائے۔ جو گناہ ترک کیے بغیر استغفار کرتا ہے وہ **اللہ** پاک کی بارگاہ میں توبہ اور رُجوع سے روک دیا جاتا ہے۔ معرفت **اللہ** پاک کی شانوں سے درست آگاہی کا نام ہے اور یقین دل کی آنکھوں سے اس چیز کو دیکھنے کا نام ہے جس کا **اللہ** پاک نے وعدہ فرمایا اور اسے تیار رکھا ہے۔

سیِّدُنا ابنِ یزدانیار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی حدیث پاک

﴿15562﴾... حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے[1]۔[2]

---

❶... مسلم، کتاب الاشربة، باب المؤمن یاکل... الخ، ص۸۷۸، حدیث: ۵۳۷۵

❷... اس فرمان عالی کا یہ مطلب نہیں کہ کافر کے پیٹ میں سات آنتیں اور مومن کے پیٹ میں ایک آنت ہوتی ہے۔ ہر انسان

حضرت سیِّدُنا اِبراھیم بن احمد مُوَلَّد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

انہی بزرگوں میں سے ایک ثابت قدم اور تائید یافتہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن احمد مُوَلَّد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہیں۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا ابُوعبدُ اللہ جَلَّاء اور حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن داود قصّار رقِّی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کی صحبت اختیار کی۔

﴿15563﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن مُوَلَّد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مخلص بندے کو اطاعتوں سے حاصل ہونے والی لذت خود پسندی کی وحشت کو ختم کر دیتی ہے۔

﴿15564﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن مولد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھے اس شخص پر حیرت ہوتی ہے جو ربِّ کریم تک پہنچے کا طریقہ جانتا ہے پھر وہ کیسے کسی اور کے ساتھ زندگی گزارتا ہے۔ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَنِیْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ (پ۲۴، الزمر: ۵۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اور اپنے رب کی طرف رجوع لاؤ اور اس کے حضور گردن رکھو۔

اور آپ فرمایا کرتے تھے: جو **اللہ** پاک کا نام لیتا ہے وہ خود کو اپنے آپ سے بیگانہ کرلیتا ہے اور جو **اللہ** پاک کی ذات کی بات کرتا ہے وہ خود کو اُس کے لیے باقی بنالیتا ہے۔

﴿15565﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن مُوَلَّد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو شخص احکامِ الٰہی کو بجالاتا ہے تو یہ احکام مقبول بھی ہوسکتے ہیں اور مردود بھی اور جو بندہ احکام کی بجاآوری محض **اللہ** پاک کے لیے کرتا ہے تو وہ احکام یقیناً مقبول ہوتے ہیں۔

نفس اور دل:

﴿15566﴾... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن مُوَلَّد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: تیرا نفس تجھے چلا کر **اللہ** پاک کی بارگاہ

کے پیٹ میں آنتیں سات ہی ہوتی ہیں مومن ہو یا کافر، یہ فرمانِ عالی بطورِ تمثیل ہے کہ کافر کھانے پینے کا حریص ہے مومن قانع ہوتا ہے۔ کافر کی نظر ہر وقت کھانے پینے میں رہتی ہیں جانوروں کی طرح، مومن کی نگاہ ذکر و فکر میں رہتی ہے یا کافر کے ساتھ شیطان بھی کھاتا ہے مومن چونکہ بِسْمِ اللہ سے کھانا شروع کرتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ پر ختم اس لئے کافر کھانا زیادہ سمیٹتا ہے یا مومن کے کھانے میں برکت ہوتی ہے کہ تھوڑا کھانا زیادہ قوت دیتا ہے کافر کے کھانے میں بے برکتی۔ (مراۃ المناجیح، 6/15)

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ کتاب "**پیٹ کا قفلِ مدینہ**" **صفحہ 686** پر ہے: یہاں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بہت زیادہ کھانا یہ کافر کا مشغلہ ہے۔

کی طرف لے جائے گا جبکہ تیرا دل تجھے اڑا کر **اللہ** پاک کی بارگاہ تک لے جائے گا تو ان میں سے جو جلدی پہنچانے والا ہے اس کے ساتھ رہ۔

﴾15567﴿... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن مولد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اشعار کہے:

لَوْلَا مَدَامِعُ عُشَّاقٍ وَلَوْ عَتُهُمْ لَبَانَ فِي النَّاسِ عِزُّ الْمَاءِ وَالنَّارِ

فَكُلُّ نَارٍ فَمِنْ اَنْفَاسِهِمْ قُدِحَتْ وَكُلُّ مَاءٍ فَمِنْ عَيْنٍ لَهُمْ جَارِ

ترجمہ: اگر عاشقوں کے آنسوؤں اور عشق کی جلن نہ ہوتی تو لوگوں کو پانی اور آگ کی قدر کا پتا چل جاتا۔ ہر آگ انہیں کے سانسوں سے بھڑکی اور ہر پانی انہیں کی آنکھوں سے جاری ہوا۔

تصوف کی قیمت:

﴾15568﴿... حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن مُوَلَّد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **تصوف کی قیمت اس کی ذات میں فنا** ہونا ہے اور جب انسان **اللہ** پاک کی ذات میں فنا ہو جائے تو وہ دراصل ہمیشہ کے لئے باقی ہو جاتا ہے کیونکہ اپنے محبوب میں فنا ہونے والا مطلوب کا مشاہدہ کرتا ہی رہتا ہے اور یہی ہمیشہ کی بقا ہے۔

سیِّدُنا ابراھیم بن مُوَلَّد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی مرویات

جنتیوں کی تجارت:

﴾15569-70﴿... حضرت سیِّدُنا ابنِ عُمَر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اگر جنتیوں کو اللہ پاک تجارت کی اجازت دیتا تو وہ کپڑے اور عطر کی تجارت کرتے۔**[1]

سب سے بڑا عبادت گزار کون؟

﴾15571﴿... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **پرہیزگار بن جاؤ لوگوں میں سب سے بڑے عبادت گزار ہو جاؤ گے۔**[2]

❶... معجم صغیر، ۱/۲۴۹۔

❷... ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الورع والتقوی، ۴/۴۷۵، حدیث: ۴۲۱۷۔

کامل مومن اور کامل مسلمان کون؟

﴿15572﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ! پرہیز گار بن جاؤ لوگوں میں سب سے بڑے عبادت گزار ہو جاؤ گے۔ قناعت کرنے والے ہو جاؤ لوگوں میں سب سے بڑے شکر گزار بن جاؤ گے۔ لوگوں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو کامل مومن ہو جاؤ گے۔ اپنے پڑوسی سے اچھا سُلُوک کرو کامل مسلمان ہو جاؤ گے۔ کم ہنسو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کرتا ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا علی بن عبدُ الحمید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

انہی بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا علی بن عبد الحمید غَضَائِری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں جو عبادت میں کوشش کرنے والے اور سیاحت کرنے والے تھے۔ آپ کے احوال انوکھے اور اعمال بلند ہیں۔

﴿15573﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن عبد الحمید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے دروازے پر دستک دی تو آپ کو یوں دعا کرتے سنا: "اے **اللہ**! جس نے مجھے تیری ذات سے مشغول کیا ہے تو اسے میرے بجائے اپنی طرف مشغول کر دے۔" آپ کی دعا کی برکت یہ ہوئی کہ میں نے (شام کے علاقے) حَلَب سے پیدل 40 حج کئے۔

حضرت سیِّدُنا علی بن عبد الحمید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا شمار ابدالوں میں ہوتا تھا۔

سیِّدُنا علی بن عبدُ الحمید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی حدیث

﴿15574﴾... حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** پاک جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا سعید بن عبدُ العزیز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

انہی بزرگوں میں سے ایک ہستی حضرت سیِّدُنا سعید بن عبد العزیز حلبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بھی ہے۔ آپ نے

1... ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الورع والتقوى، ۴/۴۷۵، حديث: ۴۲۱۷

2... بخاری، كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا...الخ، ۱/۴۲، حديث: ۷۱

ملک شام میں رہائش اختیار کی، حضرت سیِّدُنا سَری سَقَطی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت پائی، آپ کا شمار اوتاد میں ہوتا ہے، آپ سے بہت سے اکابر نے فیض حاصل کیا جیسے حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن مُوَلَّد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور ان کے طبقہ کے لوگ، آپ شریعت کے پابند اور اس کی پیروی کرنے والے تھے۔

سیِّدُنا سعید بن عبدُ العزیز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی حدیث

اس کا بدلہ میں دوں گا۔۔۔!

﴿15575﴾... حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اولادِ عبدُ المُطَّلِب میں سے کسی کے ساتھ نیکی کرے اور وہ اس کا بدلہ نہ دے پائے تو قیامت کے دن میں اس کی طرف سے بدلہ دوں گا۔[1]

حضرت سیِّدُنا ابوبکر شِبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

انہی بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابوبکر شِبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہیں۔ آپ محبت الٰہی میں گرویدہ، عشق الٰہی کے نشے میں سرشار، شوقِ الٰہی میں پیاسے، کدورتوں اور اغیار سے دور رہنے والے، حُضُوری اور انوار کو اپنی طرف کھینچنے والے تھے۔ آپ کو شرابِ محبت سے بھری صراحیاں پلائی گئیں اور سیرابی میں سنبھال لیا گیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شبلی کے نام سے مشہور ہیں۔

﴿15576﴾... حضرت سیِّدُنا ابوبکر شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مخلوق کی خاطر حق تعالیٰ سے دور ہونے والا حق تعالیٰ کے لیے مخلوق سے دُور ہونے والے کی طرح نہیں ہو سکتا اور جسے **اللہ** پاک کے قُدسی انوار اُس کی انسیت کی طرف لے جائیں تو وہ اُس کی طرح نہیں ہو سکتا جسے اُس کی رحمت کے انوار اُس کی مغفرت کی طرف لے جاتے ہیں۔

﴿15577﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن علی بن حُبَیش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا ابوبکر شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو علاج کے لئے شفاخانے (ہسپتال) لایا گیا تو وزیر علی بن عیسیٰ آپ کی عیادت کے لئے آیا۔ آپ نے وزیر

---

[1] ... فضائل الصحابۃ امام احمد، فضائل ابی الفضل العباس بن عبد المطلب، ۲/ ۹۴۲، حدیث: ۱۸۳۰
معجم اوسط، ۱/ ۳۹۵، حدیث: ۱۴۴۶

کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تمہارے مالک کا کیا ہوا؟ وزیر بولا: آسمان میں اس کے فیصلے جاری وساری ہیں۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا: "میں تمہارے اس مالک کا پوچھ رہا ہوں جس کی تم غلامی میں لگے ہوئے ہو نہ کہ اس مالک کا جس کی تم عبادت نہیں کرتے۔" آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا اشارہ خلیفہ مُقْتَدِر کی طرف تھا۔ وزیر نے وہاں موجود ایک شخص سے کہا: ان سے مُباحثہ کرو۔ اس شخص نے آپ سے کہا: اے ابو بکر! ہم نے آپ کو صحت کی حالت میں یہ فرماتے سنا کہ جس صِدِّیق کی کوئی کرامت (یعنی خلافِ عادت کوئی کمال) نہیں وہ جھوٹا ہے اور آپ بھی تو صدیق ہیں، آپ کی کیا کرامت ہے؟ آپ نے فرمایا: میری کرامت یہ ہے کہ حالتِ صَحْو[1] میں جو بات میرے دل پر ظاہر ہوتی ہے حالتِ سُکر[2] میں بھی وہی ظاہر ہوتی ہے تو دونوں حالتوں میں میرا دل اللہ پاک کی موافقت کے خلاف نہیں جاتا۔

حالتِ جذب میں اَشعار:

﴾15578﴿... حضرت سَیِّدُنا خَیْرُ النَّسَّاج رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہم مسجد میں تھے کہ حضرت سَیِّدُنا ابو بکر شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہمارے پاس آئے مگر وہ اپنے ہوش وحواس میں نہیں تھے۔ انہوں نے ہمیں دیکھا لیکن ہم سے بات نہیں کی، پھر آپ حضرت سَیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے گھر چلے گئے، وہ اپنی زوجہ کے ساتھ بیٹھے تھے، اس وقت زوجہ کے سر پر دوپٹہ نہیں تھا۔ انہوں نے دوپٹے سے سر ڈھانپنا چاہا تو حضرت سَیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، یہ ابھی اپنے ہوش وحواس میں نہیں ہیں۔ حضرت سَیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سَیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے سر پر ہاتھ مارا اور یہ اشعار پڑھے:

عَوَّدُوْنِیْ الْوِصَالَ وَالْوَصْلُ عَذْبٌ ۔۔۔ وَرَمَوْنِیْ بِالصَّدِّ وَالصَّدُّ صَعْبٌ

زَعَمُوْا حِیْنَ عَاتَبُوْا اَنَّ جُرْمِیْ ۔۔۔ فَرْطُ حُبِّیْ لَهُمْ وَمَا ذَاكَ ذَنْبٌ

لَا وَحُسْنُ الْخُضُوْعِ عِنْدَ التَّلَاقِیْ ۔۔۔ مَا جَزٰی مَنْ یُّحِبُّ اِلَّا یُحِبُّ

ترجمہ: انہوں نے مجھے وِصال کا عادی بنایا اور وِصال تو میٹھا ہے اور مجھے فراق میں ڈالا فراق تو سخت تر ہے۔ مجھے سزا

---

[1] ...غَیبت (بے خودی) کے بعد احساس کی طرف رجوع ہو تو اسے "صحو" سے تعبیر کرتے ہیں۔ (الرسالۃ القشیریۃ، ص۱۰۹)

[2] ...کسی مضبوط کیفیت کے وارد ہونے سے غیبت (بے خودی) ہو تو اسے "سکر" سے تعبیر کرتے ہیں۔ (الرسالۃ القشیریۃ، ص۱۰۹)

دیتے ہوئے ان کا گمان یہ تھا کہ میرا جرم ان سے بے انتہا محبت ہے اور یہ تو کوئی گناہ نہیں۔ بلکہ میرا جرم تو ملاقات کے وقت اچھی طرح تابعداری تھا اور محبت کا بدلہ تو محبت ہے۔

پھر وہ پیٹھ پھیر کر جانے لگے تو حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے پاؤں زمین پر مارے اور بولے: یہی بات ہے اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

﴿15579﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد عبد اللہ بن محمد حربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو اکثر یہ دو اشعار بطورِ مثال کہتے سنا:

وَالْهَجْرُ لَوْ سَكَنَ الْجِنَانَ تَحَوَّلَتْ　　نِعَمُ الْجِنَانِ عَلَى الْعَبِيْدِ جَحِيْمًا

وَالْوَصْلُ لَوْ سَكَنَ الْجَحِيْمَ تَحَوَّلَتْ　　حَرُّ السَّعِيْرِ عَلَى الْعِبَادِ نَعِيْمًا

ترجمہ: فراق اگر جنّت میں ڈیرا ڈال لیتا تو جنّت کی نعمتیں بندوں کے لیے جہنم کی تکلیف بن جاتی اور اگر محبوبِ حقیقی کا وصال دوزخ میں جلوہ گر ہو جاتا تو جہنم کی گرمی بندوں کے لیے نعمت بن جاتی۔

﴿15580﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الحسن مالکی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بہت بیمار ہو گئے تو لوگوں نے آپ کی وفات کی خبریں پھیلا دیں۔ ہم جلدی سے آپ کے گھر گئے تو وہاں پہلے سے حضرت سیِّدُنا ابنِ عطاء، حضرت سیِّدُنا جعفر خُلدی اور حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کے بڑے اصحاب کا ایک گروہ موجود تھا۔ حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنا سر اُٹھایا اور حاضرین سے فرمایا: تم لوگوں کو کیا ہوا؟ آخر کیا معاملہ ہے؟ چونکہ میں آپ سے گفتگو کرنے میں سب سے زیادہ جری تھا تو میں نے ان سے عرض کی: ہمیں کیا ہو گا؟ ہم تو آپ کے جنازے میں آئے ہیں۔ وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے: پڑوس کے مردے زندہ کے جنازے میں آئے ہیں۔ پھر سب سے فرمایا: تم پر افسوس! مجھے تو لگتا ہے کہ میں تم میں مر ہی چکا ہوں، کون میرے جسم کو اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے۔

﴿15581﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے عرفات میں وقوف کیا تو ایک وقت تک میں نے تلاش کیا، لوگوں میں سے کوئی ایسا نہ دیکھا جس میں روحِ توحید ہو پھر مجھے اُن پر ترس آیا تو میں نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے مولا! اگر تو نے ان سے اپنے ارادے کو روکا ہے تو ان سے اپنا احسان نہ روکنا۔

کہیں بھاگ کر نہیں جاسکتے:

﴿15582﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مرید کے لئے کوئی کمزوری نہیں، نہ عارف کے لئے کوئی مَغْفِرَت ہے، نہ معرفت کے لئے کوئی علاقہ ہے، نہ مُحِب کے لئے کوئی سکون ہے، نہ صادق کے لئے کوئی دعویٰ ہے، نہ خوف والے کے لئے کوئی قرار ہے اور نہ مخلوق کے لئے **اللہ** پاک سے فرار ہے۔

﴿15583﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بارگاہِ الٰہی سے نگاہ پھیرنا کفر ہے، اس کے علاوہ دل میں کچھ اور آنا شرک ہے، اس کے سوا کی طرف اشارہ خفیہ تدبیر ہے، غیر کی طرف نظر اُٹھانا محرومی ہے، دل میں کچھ اور آنا رُسوائی ہے اور کسی دوسری طرف اشارہ کرنا جدائی ہے۔

﴿15584﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو مخلوق سے جدا ہو جائے وہ **اللہ** کریم سے مل جاتا ہے اور جو اُس سے مل جاتا ہے وہ ہر کسی سے الگ ہو جاتا ہے۔

﴿15585﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اس فرمانِ باری تعالیٰ کے بارے میں پوچھا گیا:

اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (پ۲۴، المؤمن: ۶۰) ترجمۂ کنزالایمان: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

فرمایا: اس کا مطلب ہے کہ تم مجھ سے غفلت کے بغیر دُعا مانگو میں فوراً تمہاری دعا قبول کروں گا۔

حروف اور حدود میں مشغول ہونے والے:

﴿15586﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگ حُروف میں مشغول ہوئے اور اہلِ حق حدود میں مشغول ہوئے۔ جو حروف میں مشغول ہوئے وہ خوف کے غلبہ کی وجہ سے ہوئے اور جو حدود میں مشغول ہوئے وہ رُسوائی کے خوف کی وجہ سے ہوئے۔

﴿15587﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اے صحیح حالت والو! تم ایک دیوانے کے پاس آئے ہو، مجھ سے تمہیں کیا فائدہ ملے گا؟ میں ہسپتال میں کتنی کتنی بار داخل ہوا اور میں نے فُلاں فُلاں دوا پی مگر میری دیوانگی ہی میں اضافہ ہوا۔

محبت کی وضاحت:

﴿15588﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: محبت محبوب کے لئے

فارغ ہونے اور نگہبان پر اعتراض نہ کرنے کا نام ہے۔

﴿15589﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب مجھے یہ گمان ہوتا ہے کہ میں نے کھودیا ہے تو اس وقت میں پا چکا ہوتا ہوں اور جب یہ گمان ہوتا ہے کہ میں نے پالیا تو اس وقت میں کھوچکا ہوتا ہوں۔

کامل محبت:

﴿15590﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اولیا کا راستہ محبت ہے۔ نیز فرمایا: کامل محبت یہ ہے کہ اُس سے پہلے تم اس سے بھی محبت کرو۔

﴿15591﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو **اللہ** پاک کی طرف سے رحمت وعطا دیکھ کر اُس سے محبت کرے وہ محبت میں مخلص نہیں۔

﴿15592﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہمت والا کسی چیز میں مشغول نہیں ہوتا اور ارادے والا کسی چیز میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اور فرماتے ہیں: ہمت **اللہ** پاک کے لئے ہوتی ہے اور جو ایسی نہ ہو وہ ہمت نہیں ہوتی ہے۔

﴿15593﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جسے تم نے اپنے خیالات کے ذریعے نُمایاں کر لیا اور اپنی عقلوں سے کامل سمجھ کے ساتھ جس کا ادراک کر لیا وہ تم پر مسترد ہے، وہ عدَم سے وُجود میں آیا ہے اور مخلوق ہے (یعنی جو عقلوں میں آسکے وہ خدا نہیں ہے)۔

بات تب بنے گی جب وہ۔۔۔!

حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو عادتاً "**اللہ اللہ**" کرے وہ نا سمجھ ہے، جو کسی غرض سے "**اللہ اللہ**" کرے وہ عقل سے پیدل ہے، جو اخلاص کو ساتھ ملا کر "**اللہ اللہ**" کرے وہ شراکت داری میں مبتلا ہے، جو یوں "**اللہ اللہ**" کرے کہ یہ حق تعالیٰ کی حقیقت ہے تو اس نے ربِّ کریم سے غلط گمان کیا، جو "**اللہ اللہ**" کو تھامے ہوئے "**اللہ اللہ**" کرے اس نے ربِّ کریم کا حق مُقدّم ہونے کو فراموش کر دیا، بات تب بنے گی جب وہ "**اللہ اللہ**" برائے **اللہ** کرے۔

﴿15594﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه کو یہ اشعار کہتے سنا گیا:

اَلْغَیْبُ رَطْبٌ یُنَادِي یَاغَافِلِیْنَ الصَّبُوْحُ
فَقُلْتُ اَهْلًا وَسَهْلًا مَادَامَ فِي الْجِسْمِ رُوْحُ

ترجمہ: غیب تروتازہ ہو کر پکارتا ہے: اے غافلو صبح ہوگئی۔ جب تک جسم میں روح ہے میں نے مرحبا کہا۔

حق کی تجلی ہی خدا تک پہنچاتی ہے:

﴿15595﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه فرماتے ہیں: روحیں نرم ونازک ہوتی ہیں پھر روحوں کو حقیقت کے ڈنک لگتے ہیں تو انہیں **اللہ** پاک کے سوا کوئی عبادت کے لائق نظر نہیں آتا پھر انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ حادث اپنی بیمار صفات کے ساتھ **اللہ** کریم تک نہیں پہنچ سکتا بلکہ حق کی تجلی ہی اسے اس تک پہنچاتی ہے وہ خود سے نہیں پہنچ سکتا۔

﴿15596﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه فرماتے ہیں: مخلوق علم میں سرگرداں ہے، علم اسم میں اور اسم ذات میں کھویا ہوا ہے۔

﴿15597﴾... حضرت سیِّدُنا ابو طاہر محمد بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه کو اکثر یہ شعر کہتے سنا:

وِدَادُكُمْ هِجْرُكُمْ وَحُبُّكُمْ قِلًى وَوَصْلُكُمْ صَرْمٌ وَسِلْمُكُمْ حَرْبٌ

ترجمہ: تیری چاہت جدائی ہے، تیری محبت ترکِ تعلق ہے، تیرا وصل چھوڑنا ہے اور تیری صُلح جنگ ہے۔

﴿15598﴾... حضرت سیِّدُنا ابو طاہر محمد بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه کو اکثر یہ شعر بھی پڑھتے سنا:

لَمَّا بَدَا طَالِعًا غَابَتْ لِهَيْبَتِهٖ شَمْسُ النَّهَارِ وَلَمْ يَطْلُعْ لَنَا قَمَرُ

ترجمہ: جب وہ طُلُوع ہوتا ہے تو اس کی ہیبت کی وجہ سے دن کا سورج غائب ہو جاتا ہے پھر ہمارے لیے چاند بھی نہیں نکلتا۔

خالق نہیں مخلوق پردے میں ہے:

﴿15599﴾... حضرت سیِّدُنا کُبَیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه نے حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْه سے عرض کی: اے استاد! میں

ربّ کو کہاں ڈھونڈوں؟ آپ نے فرمایا: تجھے تیری ماں روئے، کیا تو اس ذات کو ڈھونڈے گا جس نے آسمانوں کو اپنے دستِ قُدرت کی ایک انگلی سے اور زمین کو دوسری انگلی سے پکڑ رکھا ہے پھر وہ انہیں (قیامت میں) چھوڑ دے گا اور فرمائے گا: میں حقیقی بادشاہ ہوں، دوسرے بادشاہ کہاں گئے؟ بے شک اللہ پاک مخلوق سے چھپا نہیں بلکہ مخلوق دنیا کی محبت کے سبب اُس سے پردے میں ہے۔

﴿15600﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن محمد نہاوندی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو بکر شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جس کا نام غالب تھا۔ بیٹے کے غم میں ماں نے اپنے سر کے بال کاٹ ڈالے، حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی داڑھی کافی بڑی تھی تو آپ نے اپنی داڑھی کاٹنے کا کہا، عرض کی گئی: اے استاد! آپ ایسا کیوں کرنا چاہ رہے ہیں؟ فرمایا: میرے بیٹے کی ماں نے ایک غائب کے لئے اپنے بال کاٹ دیئے تو میں ایک موجود کے لئے اپنی داڑھی کیوں نہ کٹوا دوں؟

توحید کے ذرے سے واقف ہونے والا:

﴿15601﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو علمِ توحید کے ایک ذرے سے واقف ہو جائے تو وہ ساتوں زمینوں اور آسمانوں کو اپنی پلکوں کے ایک بال پر اُٹھا سکتا ہے۔

خواہشات کے غلاموں کی قبریں:

﴿15602﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن محمد خطیب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس حاضر ہوا تو ان سے کسی کے اس قول کے بارے میں پوچھا گیا: "تمہیں یہ قبریں اور ان کا ایک جگہ ٹھہرا رہنا دھوکے میں نہ ڈالے کہ کتنی ان میں سے نہایت خوش اور مَسرُور ہیں اور کتنی ان میں سے ہلاکت اور موت مانگ رہی ہیں۔" آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے پوچھنے والے سے پوچھا: تمہاری نظر میں یہاں قبروں سے مراد کون سی قبریں ہیں؟ اس نے جواب دیا: مُردوں کی قبریں۔ حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: یہاں قبروں سے مراد تم لوگ ہو اور تم میں سے ہر ایک مدفون ہے۔ تم میں سے جو اللہ پاک سے روگردانی کرنے والا ہے تو وہ ہلاکت اور موت مانگ رہا ہے اور جو اللہ پاک کی طرف متوجہ ہے وہ نہایت خوش اور مسرور ہے۔ پھر آپ نے یہ شعر کہا:

قُبُوْرُ الْوَرٰی تَحْتَ التُّرَابِ وَلِلْهَوٰى ۔۔۔ رِجَالٌ لَهُمْ تَحْتَ الثِّيَابِ قُبُوْرُ

ترجمہ: مخلوق کی قبریں مٹی تلے ہوتی ہیں اور خواہشات کے غلاموں کی قبریں کپڑوں کے اندر ہوتی ہیں۔

میں نے ان سے کہا: اے میرے سردار! کیا ہمارا شمار مُردوں میں ہوتا ہے؟ تو فرمایا:

يُحِبُّكَ قَلْبِيْ مَا حَيِيْتُ فَإِنْ اَمُتْ　　　يُحِبُّكَ عَظْمٌ فِي التُّرَابِ رَمِيْمُ

ترجمہ: میں جب تک زندہ ہوں تم سے میرا دل محبت کرتا ہے اور اگر میں مر گیا تو مٹی تلے میری بوسیدہ ہڈیاں تم سے محبت کریں گی۔

زُہد کی وضاحت:

﴿15603﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید عَبْدُ الله بن محمد بن عبد الوہاب رازی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے زُہد کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: دل کو اشیاء کے بجائے اشیاء کے مالک کی طرف متوجہ کرنا زُہد ہے۔

﴿15604﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: جس نے **اللہ** پاک کو پہچان لیا اس کے سامنے ہر شے جھک جاتی ہے کیونکہ ہر چیز اس میں **اللہ** پاک کی ملکیت کا اثر دیکھتی ہے۔

﴿15605﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے ایک شخص نے عرض کی: میرے لئے **اللہ** پاک سے دعا کریں تو آپ نے یہ شعر پڑھا:

مَضٰى زَمَنٌ وَالنَّاسُ يَسْتَشْفِعُوْنَ بِيْ　　　فَهَلْ لِيْ إِلٰى لَيْلَى الْغَدَاةَ شَفِيْعُ

ترجمہ: ایک زمانہ گزر گیا اور لوگ مجھے سفارشی بنا رہے ہیں تو کیا میرے لئے بھی کل کی رات کے لئے کوئی سفارشی ہے۔

کیا محبت والا فربہ ہو سکتا ہے؟

﴿15606﴾... ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے کہا: اے ابو بکر! ہم تو آپ کو بھاری بھرکم دیکھتے ہیں حالانکہ محبت تو لاغر کر دیتی ہے۔ آپ نے یہ شعر پڑھ دیا:

اَحَبَّ قَلْبِيْ وَمَا دَرٰى بَدَنِيْ　　　وَلَوْ دَرٰى مَا اَقَامَ فِي السِّمَنِ

ترجمہ: محبت تو میرے دل نے کی ہے اور میرا جسم تو اس کو جانتا تک نہیں اور اگر جانتا ہوتا تو کبھی موٹا نہ ہوتا۔

﴿15607﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کی صنعت (مخلوق) میں غور و فکر کرنے والوں

کے لئے ربّ کا وجود ظاہر ہے اور اس کی ذات میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے مخفی ہے۔

﴿15608﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: تصوف نہ تو بلندی والی کوئی حالت ہے اور نہ ہی سایہ دینے والا کوئی آسمان ہے۔

﴿15609﴾... حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ایک دن حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس آئے اور فرمایا: تمہارا کسی سے کلام کرنا جائز نہیں کیونکہ لوگ **اللہ** پاک سے غافل ہیں جبکہ تم ذات باری تعالیٰ میں مُستَغرَق ہو۔

﴿15610﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو **اللہ** پاک کے اس فرمان:

یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ (پ۱۳، الرعد: ۳۹) ترجمۂ کنزالایمان: **اللہ** جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے۔

کے بارے میں فرماتے سنا: **اللہ** پاک جن چیزوں کو مٹاتا ہے وہ عُبُودیت کے شواہد اور اوصاف ہیں اور جن کو باقی رکھتا ہے وہ رُبُوبیت کے شواہد اور دلائل ہیں۔

﴿15611﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے **اللہ** پاک کے اس فرمان: وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَۙ(۱) کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: **اللہ** پاک کے سوا ہر چیز لغو و فضول ہے۔

﴿15612﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: رازوں کی حفاظت یہ ہے کہ ان کو غیروں کے دیکھنے سے بچایا جائے۔

غیرت کی دو اَقسام ہیں:

﴿15613﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ غیرت کی دو قسمیں ہیں: (1)... انسانی غیرت اور (2)... غَیرتِ اِلٰہِیّہ، یہ غیرت اُس وقت پر ہوتی ہے جسے **اللہ** کے علاوہ کہیں اور ضائع کر دیا جائے۔

آخری وقت میں بھی وضو:

﴿15614﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی وفات

(1)... ترجمۂ کنزالایمان: اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے۔ (پ۱۸، المؤمنون: ۳)

کے وقت حاضر تھا، آپ کی زبان رُک گئی تھی اور پیشانی پر پسینہ بہہ رہا تھا۔ آپ نے نماز کے لئے وضو کروانے کا اشارہ کیا تو میں نے آپ کو وضو کروایا مگر داڑھی میں خِلال کروانا بھول گیا۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور میری انگلیوں کو اپنی داڑھی میں داخل کر کے اُس کا خلال کیا۔ یہ دیکھ کر میں رو پڑا اور کہا: ایسے شخص کو کس تیاری کا کہا جائے جس کی روح نکل رہی ہو، زبان رُک گئی ہو اور پیشانی پسینے سے لبریز ہو مگر اس نے وضو میں داڑھی کا خلال تک نہیں چھوڑا۔

﴿15615﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ قوالوں کے ان اشعار کو بہت پسند کیا کرتے تھے:

فَلَوْ اَنَّ لِیْ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ ثَمَانِیْنَ بَحْرًا مِّنْ دُمُوْعٍ تَدَفَّقُ

لَاَفْنَیْتُهَا حَتّٰی ابْتَدَاْتُ بِغَیْرِهَا وَهٰذَا قَلِیْلٌ لِّلْفَتٰی حِیْنَ یَعْشَقُ

اَهِیْمُ بِهٖ حَتَّی الْمَمَاتِ لِشَقْوَتِیْ وَحَوْلِیْ مِنَ الْحُبِّ الْمُبَرِّحِ خَنْدَقُ

وَفَوْقِیْ سَحَابٌ تُمْطِرُ الشَّوْقَ وَالْهَوٰی وَتَحْتِیْ عُیُوْنٌ لِّلْهَوٰی تَتَدَفَّقُ

ترجمہ: اگر میرے لئے ہر دن اور رات میں بہتے آنسوؤں کے 80 دریا بھی ہوں تو میں ان کو بھی ختم کر دوں یہاں تک کہ میں ان کے بغیر ہی ابتدا کروں۔ عشق کرنے والے جوان کے لئے یہ بھی کم ہے۔ میں اپنی سختی و آزمائش کے لیے تا حیات اس عشق میں سر گرداں رہوں گا اور میرے چاروں طرف دردناک محبت کی خندق رہے گی اور میرے اوپر شوق و خواہش کی بارش برسانے والے بادل ہوں گے اور نیچے خواہشات کے لئے جوش مارنے والی آنکھیں ہیں۔

عجیب نشہ:

﴿15616﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک بار فرمایا: لوگوں کو نشے کی کس قدر ضرورت ہے۔ میں نے عرض کی: سیِّدی! کون سا نشہ؟ فرمایا: وہ نشہ جو انہیں اپنی ذات، اپنے اَفعال اور اپنے اَحوال دیکھنے سے بے پروا کر دے۔ پھر یہ شعر کہا:

وَتَحْسَبُنِیْ حَیًّا وَاِنِّیْ لَمَیِّتٌ وَبَعْضِیْ مِنَ الْهِجْرَانِ یَبْكِیْ عَلٰی بَعْضِ

ترجمہ: تو مجھے زندہ گمان کرتا ہے جبکہ میں مُردہ ہوں اور میرا ایک حصہ دوسرے حصے کی جُدائی پر روتا ہے۔

مجنونِ لیلیٰ:

﴿15617﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن محمد بن مُقْسِم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو بکر شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: بخدا! میں نے اس معاملے میں کبھی رشوت نہیں دی اور نہ میں اس کی ذات کے سوا پر راضی ہوں اور میری عقل اس کی ذات میں گم ہے۔ کبھی آپ یہ فرماتے: مجھ پر 28 مرتبہ جنون کا غلبہ ہوا یہاں تک کہ مجھے مجنون لیلیٰ کہا گیا تو میں نے قبول کیا، پھر آپ نے یہ شعر پڑھا:

قَالُوْا جُنِنْتَ عَلٰی لَیْلٰی فَقُلْتُ لَهُمْ　　　اَلْحُبُّ اَیْسَرُهٗ مَا بِالْمَجَانِیْنِ

ترجمہ: لوگ بولے کہ میں لیلیٰ کا دیوانہ ہوں تو میں نے ان سے کہا: محبت تو دیوانوں پر بہت آسان ہے۔

اور یہ شعر پڑھا:

جُنِنَّا عَلٰی لَیْلٰی وَجُنَّتْ بِغَیْرِنَا　　　وَاُخْرٰی بِنَا مَجْنُوْنَةٌ لَا نُرِیْدُهَا

ترجمہ: ہم لیلیٰ کے دیوانے ہیں جبکہ وہ کسی اور کی دیوانی ہے اور ہمارے ساتھ ایک اور بھی دیوانی ہے جسے ہم نہیں چاہتے۔

پھر یہ شعر پڑھا:

وَلَوْ قُلْتَ طَاْ فِی النَّارِ بَادَرْتُ نَحْوَهَا　　　سُرُوْرًا لِاَنِّیْ قَدْ خَطَرْتُ بِبَالِكَا

ترجمہ: اگر تو کہے: آگ میں کود جا تو میں خوش ہو کر جلدی سے اس میں کود جاؤں گا کیونکہ میں تیرے دل میں آچکا ہوں۔

پھر آپ نے یہ پڑھا:

سَاَلْبَسُ لِلصَّبْرِ ثَوْبًا جَمِیْلًا　　　وَاُدْرِجُ لَیْلِیْ لَیْلًا طَوِیْلًا

وَاَصْبِرُ بِالرَّغْمِ لَا بِالرِّضَا　　　اُعَلِّلُ نَفْسِیْ قَلِیْلًا قَلِیْلًا

ترجمہ: میں عنقریب صبر کے لئے ایک خوبصورت لباس پہنوں گا اور اپنی رات کو طویل کر کے ختم کروں گا۔ میں راضی رہ کر نہیں بلکہ نہ چاہتے ہوئے صبر کروں گا اور اپنے نفس کا علاج تھوڑا تھوڑا کر کے کروں گا۔

پھر یہ شعر کہا:

تَنَقَّبْ وَزُرْ فَقُلْتُ لَهُمْ　　أَشْهَرُ مَا كُنْتُ حِيْنَ أَنْتَقِبُ

فَإِنْ عَرَفُوْنِيْ وَاثْبَتُوْا صِفَتِيْ　　أَصْبَحْتُ دُرًّا وَالدُّرُّ يُنْتَهَبُ

ترجمہ: (وہ بولے) نقاب اوڑھ اور چھپ جا، تو میں نے ان سے کہا: نقاب اوڑھ کر تو میں زیادہ مشہور ہو جاؤں گا۔ اگر وہ مجھے پہچانیں اور میری خوبیوں کو اچھی طرح جانیں تو میں ایک موتی کی طرح ہوں اور موتی چھین لیا جاتا ہے۔

﴿15618﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن محمد بن مِقْسَم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ سے **اللہ** پاک کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ (پ۲۶، ق: ۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہو۔

تو آپ نے فرمایا: یعنی اس کے لئے جس کے دل میں خُدا ہو۔ پھر یہ شعر پڑھا:

لَيْسَ مِنِّيْ قَلْبٌ اِلَيْكَ مُعَنًّى　　كُلُّ عُضْوٍ مِنِّيْ اِلَيْكَ قُلُوْبُ

ترجمہ: میرا دل ہی تیری طرف متوجہ نہیں بلکہ میرے تمام اعضاء تیرے لیے دل ہیں۔

اور آپ نے ان آیات مبارکہ کی تلاوت فرمائی:

فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ﴿۷﴾ وَ خَسَفَ الْقَمَرُ ۙ﴿۸﴾ وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ۙ﴿۹﴾ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَىٕذٍ اَیْنَ الْمَفَرُّ ۚ﴿۱۰﴾ كَلَّا لَا وَزَرَ ؕ﴿۱۱﴾ اِلٰى رَبِّكَ یَوْمَىٕذِ ﹰالْمُسْتَقَرُّ ؕ﴿۱۲﴾ (پ۲۹، القیامۃ: ۷، ۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: پھر جس دن آنکھ چوندھیائے گی اور چاند گہے گا اور سورج اور چاند ملا دیئے جائیں گے اس دن آدمی کہے گا کدھر بھاگ کر جاؤں ہرگز نہیں کوئی پناہ نہیں اس دن تیرے رب ہی کی طرف جا کر ٹھہرنا ہے۔

یہ ٹھہرنا ایسا ہو گا کہ لوگ اس کے حضور حاضر ہوں گے اور وہ انہیں کوئی اشارہ نہیں کرے گا۔ یہ سن کر کسی نے کہا: ایسا کب ہو گا؟ فرمایا: جب دنیا اور آخرت خواب لگیں گی اور بیدار ربّ کی ذات ہے۔ پھر یہ شعر کہا:

دَعِ الْاَقْمَارَ تَغْرُبُ اَوْ تُنِيْرُ　　لَنَا بَدْرٌ تَذِلُّ لَهُ الْبُدُوْرُ

لَنَا مِنْ نُوْرِهٖ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ　　ضِيَاءٌ مَا تُغَيِّرُهُ الدُّهُوْرُ

ترجمہ: چاند غروب ہو یا روشنی کرے اُسے رہنے دو، ہمارا چاند تو ایسا ہے تمام چاند اُس کے سامنے جھکتے ہیں۔ ہمیں اُس

کے نور سے ہر وقت ایسی روشنی ملتی ہے جسے زمانے بدل نہیں سکتے۔

عید آگئی تم کیا پہنو گے:

﴿15619﴾... حضرت سیِّدُنا شیخ ابو بکر شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عرض کی گئی: آپ کے تمام کپڑے پھٹ گئے اور پرانے ہوگئے جبکہ عید سر پر آگئی ہے۔ لوگ زیب وزینت میں مصروف ہیں اور آپ اس حال میں ہیں؟ تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے یہ اشعار پڑھے:

قَالُوْا اَتَى الْعِيْدُ مَاذَا اَنْتَ لَابِسُهٗ؟ فَقُلْتُ خِلْعَةُ سَاقٍ حُبَّهٗ جَرَعَا

فَقْرٌ وَّصَبْرٌ هُمَا ثَوْبَانِ تَحْتَهُمَا قَلْبٌ يَرَى اِلْفَهُ الْاَعْيَادَ وَالْجُمَعَا

اَلدَّهْرُ لِيْ مَاْتَمٌ اِنْ غِبْتَ يَا اَمَلِيْ وَالْعِيْدُ مَا كُنْتَ لِيْ مَرْاٰى وَّمُسْتَمَعَا

اَحْرَى الْمَلَابِسِ مَا تَلْقَى الْحَبِيْبَ بِهٖ يَوْمَ التَّزَاوُرِ فِي الثَّوْبِ الَّذِيْ خَلَعَا

ترجمہ: لوگ کہتے ہیں: عید آگئی تم کیا پہنو گے؟ میں نے کہا: نور کی پوشاک، بیتابی کا جبہ ہے۔ فقر اور صبر وہ لباس ہیں جن کے نیچے موجود دل عیدوں اور جمعہ سے مانوس ہوتا ہے۔ اے میری امید! اگر تو مجھ سے غائب ہو جائے تو سارا زمانہ کبھی اذیت ہے اور میری عید تو تجھے دیکھنا اور سننا ہے۔ سب سے بہتر لباس وہ ہے کہ تو ملاقات کے دن محبوب سے اس لباس میں ملے جو تجھے انعام میں ملا۔

میں کس کا عاشق ہوں؟

﴿15620﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الفتح بن شُفَیْع رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ شفاخانے (ہسپتال) میں حضرت سیِّدُنا ابو بکر شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی عیادت کو گئے، انہوں نے حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی چیخ سنی، آپ یہ شعر پڑھ رہے تھے:

صَحَّ عِنْدَ النَّاسِ اَنِّيْ عَاشِقٌ غَيْرَ اَنْ لَّمْ يَعْلَمُوْا عِشْقِيْ لِمَنْ

ترجمہ: لوگوں میں یہ بات ٹھیک ہے کہ میں عاشق ہوں مگر لوگ یہ نہیں جانتے کہ کس کا عاشق ہوں؟

ہر جواد سے بلند تر جواد:

﴿15621﴾... حضرت سیِّدُنا ابو القاسم عَبْدُ اللہ بن محمد دِمشقی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں ایک دن حضرت سیِّدُنا

شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے حلقے میں حاضر تھا۔ ایک مانگنے والا آیا اور اُس نے "یا اللہ، یا جَوَاد" کی صدا لگائی تو حضرت سَیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک آہ نکالی اور چیخ ماری پھر بولے: میں حق کو "جُود" سے کیسے موصوف کر سکتا ہوں حالانکہ مخلوق میں سے کوئی اپنے جیسے کے بارے میں کہتا ہے:

تَعَوَّدَ بَسْطَ الْكَفِّ حَتّٰى لَوْ اَنَّهٗ ... ثَنَاهَا لِقَبْضٍ لَمْ تُجِبْهُ اَنَامِلُهٗ

تَرَاهُ اِذَا مَا جِئْتَهٗ مُتَهَلِّلًا ... كَاَنَّكَ تُعْطِيْهِ الَّذِيْ اَنْتَ اٰمِلُهٗ

وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِيْ كَفِّهٖ غَيْرُ رُوْحِهٖ ... لَجَادَ بِهَا فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ سَائِلُهٗ

هُوَ الْبَحْرُ مِنْ اَيِّ النَّوَاحِيْ اَتَيْتَهٗ ... فَلُجَّتُهُ الْمَعْرُوْفُ وَالْجُوْدُ سَاحِلُهٗ

ترجمہ: اسے کُھلے ہاتھ رکھنے کی ایسی عادت ہو گئی کہ اگر وہ کوئی چیز پکڑنے کے لیے بھی ہاتھ بند کرے تو انگلیاں ساتھ نہ دیں۔ تم جب بھی اس کے پاس جاؤ گے تو اُسے یوں خوشی سے "مرحبا! خوش آمدید" کہتا سنو گے گویا جو عطیہ ملنے کی تمہیں یہاں سے امید ہے وہ تم لینے نہیں بلکہ اپنی طرف سے دینے آئے ہو۔ اگر اس کے ہاتھ میں اس کی جان ہی باقی بچی ہو تو وہ جان بھی دے دے گا، لہٰذا اس سے مانگنے والے کو ایسے میں خود ہی خوفِ خدا کرنا چاہیے۔ جس گوشے سے بھی آؤ وہ ایک عظیم سمندر ہے پس بھلائیاں اس کا بھنور اور جود و سخاوت اس کا ساحل ہیں۔

پھر روتے ہوئے کہنے لگے: ہاں ہاں! اے جَوَاد! بلا شُبہ تُو نے ان اعضاء کو پیدا فرمایا اور ان حوصلوں کو پھیلایا، پھر اس کے بعد تُو نے کچھ لوگوں پر یہ احسان فرمایا کہ انہیں لوگوں سے اور لوگوں کے مالوں سے اپنی ذاتِ کریم کے سہارے بے پروا کر دیا، بے شک تُو ہی کامل جُود و کَرَم والا ہے، کیوں کہ لوگ جو دیتے ہیں وہ ایک حد تک دیتے ہیں جبکہ تیری عطا کی نہ کوئی حد ہے نہ کوئی محدود نوعیت، اے وہ جَوَاد جو ہر جواد سے بلند تر ہے اور اسی کی توفیق سے ہر جواد کو جود و کرم ملا ہے۔

خواہشات سے مخلوق کو پیار ہے:

﴿15622﴾... حضرت سَیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ایک مرتبہ حضرت سَیِّدُنا ابو بکر بن مجاہد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ملنے آئے۔ وہ اپنی عبادت گاہ میں موجود نہیں تھے۔ آپ نے ان کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا: وہ وزیر عادل حضرت علی بن عیسیٰ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے گھر میں ہیں۔ آپ حضرت علی بن عیسیٰ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے گھر کی طرف گئے اور وہاں جاکر

گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ وزیر صاحب سے کہا گیا کہ دروازے پر حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اندر آنے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن مجاہد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت علی بن عیسیٰ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا: آج میں آپ کو حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی عجیب بات دکھاتا ہوں۔ پھر جب حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اندر آکر بیٹھ گئے تو حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن مجاہد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ان سے کہا: مجھے پتا چلا ہے کہ آپ کپڑوں، روئی، کھانوں اور اُن چیزوں کو جلا ڈالتے ہیں جن سے لوگوں کے منافع اور فائدے وابستہ ہیں، شریعت اور علم میں یہ کہاں ہے؟ یہ سُن کر آپ نے اُن سے کہا: **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے:

فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ (۳۳) (پ۲۳، ص:۳۳)

ترجمۂ کنزالایمان: تو ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔[1]

بتاؤ یہ علم میں کہاں ہے؟ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن مجاہد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت علی بن عیسیٰ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے کہا: گویا میں نے یہ آیت کبھی پڑھی ہی نہیں۔

راوی فرماتے ہیں: مجھ تک کسی اور کی طرف سے بھی یہ بات پہنچی ہے کہ لوگوں نے حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو اسی طرح کے معاملے میں ملامت کی تو آپ نے پہلے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی:

اِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ (پ۱۷، الانبیاء:۹۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک تم اور جو کچھ **اللہ** کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو۔

اور اس کے بعد یہ آیت طیبہ پڑھی:

وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖۤ اِنَّنِیْ

ترجمۂ کنزالایمان: اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم

[1]...اور اس ہاتھ پھیرنے کے چند باعث تھے ایک تو گھوڑوں کی عزت و شرف کا اظہار کہ وہ دشمن کے مقابلے میں بہتر مُعین ہیں۔ دوسرے اُمورِ سلطنت کی خود نگرانی فرمانا کہ تمام عُمّال مستعد رہیں۔ سوم یہ کہ آپ گھوڑوں کے احوال اور ان کے امراض و عیوب کے اعلیٰ ماہر تھے ان پر ہاتھ پھیر کر ان کی حالت کا امتحان فرماتے تھے بعض مفسّرین نے ان آیات کی تفسیر میں بہت سے واہی اقوال لکھ دیئے ہیں جن کی صحت پر کوئی دلیل نہیں اور وہ محض حکایات ہیں جو دلائلِ قویہ کے سامنے کسی طرح قابلِ قبول نہیں اور یہ تفسیر جو ذکر کی گئی یہ عبارتِ قرآن سے بالکل مطابق ہے وَلِلّٰهِ الْحَمْد۔

(تفسیر کبیر، پ۲۳، سورۃ ص، تحت الآیۃ: ۳۳، ۹/ ۳۹۱، ۳۹۲)

بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ (پ۲۵،الزخرف:۲۶) سے فرمایا میں بیزار ہوں تمہارے معبودوں سے۔

پھر آپ نے فرمایا: یہ کھانے اور خواہشات ہی مخلوق کی حقیقت ہیں اور (گویا) یہی اُن کے معبود ہیں، پس میں ان سے بری ہوں اور انہیں جلا دیتا ہوں۔

عزت تو سب اللہ کے ہاتھ ہے:

﴿15623﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: میں نے ہر ذلت والے کی ذلت میں نظر کی تو میری ذلت ان پر بڑھ گئی اور ہر عزت والے کی عزت میں نظر کی تو میری عزت اس پر بڑھ گئی کیونکہ ان کی عزت میری عزت کے مقابلے میں ذلت ہے اور یہ آیت طیبہ تلاوت کی:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا (پ۲۲،فاطر:۱۰) ترجمۂ کنزالایمان: جسے عزت کی چاہ ہو تو عزت تو سب اللہ کے ہاتھ ہے۔

﴿15624﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: جو عزت والی ذات سے عزت حاصل کرتا ہے تو عزت والی ذات اسے عزت عطا فرماتی ہے پھر آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے یہ اشعار کہے:

اَظَلَّتْ عَلَيْنَا مِنْكَ يَوْمًا غَمَامَةٌ اَضَاءَ لَهَا بَرْقٌ وَاَبْطَا رَشَاشُهَا

فَلَا غَيْمُهَا يَجْلُوْ فَيَيْاَسُ طَامِعٌ وَلَا غَيْثُهَا يَاْتِيْ فَيَرْوٰى عِطَاشُهَا

ترجمہ: تمہاری جانب سے ایک بادل نے ہم پر سایہ کیا، بجلی چمکی اور پھوار ہونے میں دیر ہوئی۔ نہ بادل چھٹتے ہیں کہ امید رکھنے والا مایوس ہو جائے اور نہ بارش برستی ہے کہ پیاسا سیراب ہو جائے۔

کسی شخص نے حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے کہا: اے ابو بکر! مجھے خاص زبانِ حق کے ساتھ خالص توحید کے بارے میں بتائیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا: جو توحید کے متعلق عبارت سے جواب دیتا ہے وہ ملحد ہے، جو اس کی طرف اشارہ کرتا ہے وہ دو خدا کو ماننے والا ہے، جس کا رمز اس کی طرف ہوتا ہے وہ بت کا پجاری ہے، جو اس کے بارے میں گفتگو کرتا ہے وہ غافل ہے، جو اس کے بارے میں خاموش ہے وہ بے علم ہے، جسے یہ دکھایا گیا کہ وہ تیار ہے تو وہ دور ہے، جو خود کو مغموم ظاہر کرتا ہے وہ محروم ہے۔

قرآن پاک پر سماعت کی دستک:

ایک شخص نے حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے مقامِ توبہ کے متعلق پوچھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے فرمایا: میری سَماعَت قرآن مجید پر دستک دیتی ہے جو مجھے اشیاء کو چھوڑنے اور دنیا سے اِعراض پر اُبھارتی ہے پھر مجھے میرے نَفْس، میرے احوال اور لوگوں کی طرف پھیر دیا جاتا ہے پھر میں نہ اِس حالت پر رہتا ہوں اور نہ اُس حالت پر رہتا ہوں۔ اس کے بعد میں قرآن کی سَماعت والی حالت کی جانب لوٹ جاتا ہوں جس پر پہلے تھا۔ **اللہ** پاک فرماتا ہے: قرآن پاک پر جو تیری سَماعت دستک دیتی ہے پھر اس کے ذریعے تجھے میری جانب کھینچتی ہے تو وہ میری جانب سے تجھ پر مہربانی اور میری جانب سے تیرے ساتھ نرمی ہے۔ میں جو اس کے ذریعے تجھے تیرے نَفْس کی طرف پھیرتا ہوں تو وہ میری طرف سے تیرے لئے شفقت ہے کیونکہ میری جانب توجہ میں تیرا طاقت اور قوت سے خود کو بری کر دینا صحیح نہیں ہے۔

ذکر، توکل، خوف اور امید:

﴿15625﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے ذِکر کی حقیقت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اعضائے بدن کو بھول جانا۔

﴿15626﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے توکل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ تجھے جہاں چاہے وہاں رکھے۔

﴿15627﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے خوف کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: تو اِس بات سے ڈرے کہ کہیں وہ تجھے تیرے سپرد نہ کر دے۔

﴿15628﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے امید کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: تو اس سے یہ امید رکھے کہ وہ تجھے خود سے جدا نہ کر دے۔

﴿15629﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس قول کے بارے میں پوچھا گیا کہ "میرا رزق میری تلوار کے نیچے رکھا گیا ہے۔"[1] تو فرمایا: حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

[1] ...بخاری، کتاب الجهاد، باب قیل فی الرماح، ۲/۲۸۵، بسیفی: بدلہ: برمحی۔

تلوار اللہ پاک ہے اور ذُوالفقار تو لوہے کا ایک ٹکڑا ہے۔

﴿15630﴾... حضرت سیِّدُنا شبلی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ایک ساتھی کہتے ہیں کہ میں نے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: اے ابو بکر! آپ کے صحبت یافتہ ساتھیوں میں سے کون زیادہ سعادت مند ہے؟ فرمایا: جو سب سے زیادہ اللہ پاک کی حُرمتوں کا لحاظ کرنے والا ہے، سب سے زیادہ ذکر الٰہی کا دلدادہ ہے، جو اللہ پاک کے حق کے معاملے میں سب سے زیادہ مستقیم ہے، رضائے الٰہی میں سب سے بڑھ کر جلدی کرنے والا ہے، اپنے نقصان کو سب سے زیادہ جاننے والا اور بندوں کی حُرمت میں سے جسے اللہ پاک نے بڑا درجہ دیا ہے اس کی سب سے زیادہ تعظیم کرنے والا ہے۔

جن بزرگوں کا زمانہ مصنف نے پایا

حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابُو نُعَیْم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اب ان اکابر عارفین کا ذکر ہوتا ہے جن کا زمانہ ہم نے پایا ہے اور شرع متین کو مضبوطی سے تھامنے کی وجہ سے دنیا میں ان کے احوال پھیلے ہیں۔ یہ عارفین شریعت کو جاننے والے، اس پر عمل کرنے والے، بلند احوال کو پہچاننے والے، اس پر قائم رہنے والے اور اچھے اخلاق کو مضبوطی سے تھامنے والے ہیں۔ ان میں سے جس کے کچھ اچھے اقوال اور سخت اَحوال ہم تک پہنچے ہیں ہم انہیں ذکر کرتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا ابنِ اَعرابی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے جن کا مُصَنِّف نے زمانہ پایا ایک نُمایاں اور روشن شخصیت حضرت سیِّدُنا ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہیں جو ابنِ اَعرابی کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ بصرہ سے تعلق رکھتے تھے اور مکہ مکرمہ میں رہائش اختیار کی، 341ھ میں آپ کا انتقال ہوا اور آپ کی تصانیف مشہور ہیں۔

موزوں پر مسح:

﴿15631﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ اَعرابی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنی سند سے حضرت سیِّدُنا صفوان بن عَسَّال رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا: یَا رَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں موزوں پر مسح کروں؟ فرمایا: ہاں، مسافر کے لئے موزوں پر مسح کی مدت تین دن

(اور تین رات) ہے کہ پیشاب، پاخانے اور نیند کی وجہ سے موزوں کو نہ اتارو اور مقیم کے لئے ایک دن (اور ایک رات) کی مدت ہے۔[1]

دنیا اور جنت کی عمدگی:

﴿15632﴾... حضرت سیّدُنا ابنِ اعرابی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بے شک اللّٰہ پاک نے عارفین کے لیے دنیا کو یہاں سے جانے کے اعتبار سے اور جنت کو وہاں ہمیشہ رہنے کے لحاظ سے عُمدہ بنایا ہے۔ اگر عارف سے کہا جائے کہ تم نے دنیا میں ہی رہنا ہے تو وہ غم سے مر جائے اور اگر جنتیوں سے کہا جائے کہ تمہیں جنت سے نکلنا ہے تو وہ غم سے مر جائیں۔ پس یہاں سے نکلنے کی یاد سے دنیا کی عمدگی ہے اور وہاں ہمیشہ رہنے کی یاد جنت کی عُمدگی ہے۔

بہترین وقت:

﴿15633﴾... حضرت سیّدُنا ابنِ اعرابی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے پوچھا گیا: اوقات میں سے آپ کو کون سا وقت پسند ہے؟ فرمایا: سارے اوقات **اللّٰہ** پاک کے ہیں مگر بہترین وقت وہ ہے جو ایسے کام میں گزر جائے جس میں **اللّٰہ** کریم مجھ سے راضی ہو جائے۔

﴿15634﴾... حضرت سیّدُنا ابنِ اعرابی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بے شک **اللّٰہ** پاک نے اپنے دوستوں والے کچھ اخلاق اپنے دشمنوں کو بھی دیئے ہیں تاکہ وہ ان کے ذریعے دشمنوں کو اپنے دوستوں پر مہربان کر دے۔

حضرت سیّدُنا ابو عَمرو زَجّاجی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے جن کا مصنف نے زمانہ پایا ایک حضرت سیّدُنا ابو عَمرو محمد بن ابراہیم زَجّاجی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نیشاپور کے تھے مگر مکہ مکرمہ میں رہائش اختیار کی اور وہاں 40 سال مقیم رہے، آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے تقریباً 60 حج کئے، قضائے حاجت کے لئے حُدودِ حَرَم سے باہر جایا کرتے۔ آپ کا وصال 348ھ میں ہوا۔

عقل صحیح:

﴿15635﴾... حضرت سیّدُنا ابو عَمرو زَجّاجی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت والوں کی عقلوں اور طبیعتوں کو جو

[1]... ترمذی، کتاب الطھارۃ، باب ما جاء فی المسح... الخ، ۱/۱۵۳، حدیث: ۹۶۔ معجم کبیر، ۸/۵۵، حدیث: ۷۳۴۹

اچھا لگتا وہ اس کی پیروی کرنے لگتے تو حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان لوگوں کو شریعت کی پیروی کی طرف پھیر دیا۔ عقل صحیح وہی ہے جو شریعت کی خوبیوں کو اچھا جانے اور جسے شریعت بُرا جانتی ہے وہ اسے بُرا جانے۔

دل اور نفس کی غیرت:

﴿15636﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عَمْرو زَجّاجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے حَمِیَّت (غیرت) کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: دل کی حمیت اخلاص کی دُرُستی اور اس پر کاربند رہنا ہے اور نُفُوس کی حمیت دعوے کو چھوڑنا اور اس سے دور رہنا ہے۔

رحمتِ الٰہی کیسے حاصل ہوتی ہے؟

﴿15637﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عَمْرو زَجّاجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک رحمت اسے عطا فرماتا ہے جو اس کے دین کے مُعاملے کو اہمیت دیتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن عَلْیان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

جن بُزُرگوں کا مصنف نے زمانہ پایا اُن میں سے ایک حضرت سیِّدُنا محمد بن علی نَسَوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں جو محمد بن علیان کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ بلند ہمت اور کرامات والے تھے۔

﴿15638﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ علیان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: دنیا سے بے رغبتی آخرت کی رغبت کی کُنجی ہے۔

﴿15639﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن علیان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: تقدیر کے جن مُعاملات سے عوام ناراض ہوتی ہے اس پر راضی رہنا اولیا کی نشانیوں اور کرامتوں میں سے ہے۔

مروت کیا ہے؟

﴿15640﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن علیان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مُرُوَّت دین کی حفاظت کرنے، نَفْس کو بچانے، مؤمنوں کی حُرمتوں پر پہرہ دینے، موجود مال کو بانٹ دینے اور خود کو اور اپنے تمام افعال کو ناقص و کم سمجھنے کا نام ہے۔

﴿15641﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن علیان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: تم کیسے اس سے محبت نہیں کرتے جس کی بھلائی تم سے پلک جھپکنے کی مقدار بھی جُدا نہیں ہوتی؟ اور تم کیسے اس سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو جس سے تم

ایک لمحہ بھی موافقت نہیں کرتے؟

حضرت سیِّدُنا احمد بن ابوسَعدان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

جن بزرگوں کا مصنف نے زمانہ پایا ان میں سے ایک ہستی حضرت سیِّدُنا ابو بکر احمد بن محمد بن ابو سَعدان بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بھی ہے۔ آپ فصیح زبان و بیان والے تھے۔ عُلُومِ شرع میں بڑی شخصیت تھے اور حضرت سیِّدُنا امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی تقلید کرتے تھے۔ آپ عمل کرنے والوں اور عبادت گُزاروں کے حالات مُؤثِّر انداز میں بیان کرتے تھے۔ ایک عرصہ تک طرطوس میں رہے اور اپنی باکمال شخصیت اور عُمدہ گفتگو کرنے کے سبب روم کی طرف قاصد بنا کر بھیجے گئے۔

راہِ حق کی طرف ہدایت:

﴿15642﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو سعدان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو علمِ روایت پر عمل کرتا ہے وہ علمِ دِرایت کا وارث ہوتا ہے، جو علمِ دِرایت پر عمل کرتا ہے وہ علمِ رعایت کا وارث ہوتا ہے اور جو علمِ رعایت پر عمل کرتا ہے اسے راہِ حق کی طرف ہدایت ملتی ہے۔

علم پر عمل کرنے کی برکت:

﴿15643﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو سعدان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اپنی اُمید پر ڈٹا رہنے والا اس کے فضل سے نا امید نہیں ہوتا۔ جو کانوں سے سنتا ہے وہ صرف بات کی حکایت کرتا ہے اور جو دل سے سنتا ہے وہ دوسروں کو نصیحت کرتا ہے۔ جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے وہ ہدایت پاتا بھی اور ہدایت دیتا بھی ہے۔

نفس کو ملنے والی سب سے پہلی بھلائی:

﴿15644﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو سعدان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نَفْس کو سب سے پہلی بھلائی روح کی عطا کی گئی ہے تاکہ وہ اس کے ذریعے دھوکے کی جگہوں سے آرام پائے، پھر اُسے علم عطا کیا گیا تاکہ اسے رُشد و ہدایت کی طرف لے جائے پھر عقل سے نوازا گیا ہے تاکہ وہ دَرَجاتِ مَعْرِفت کی طرف اس کی راہ نُمائی کرے، نَفْس کو قبولِ علم کی طرف لے جائے اور آسمانی بادشاہت کے میدان میں روح کی ساتھی بن جائے۔

حضرت سَیِّدُنا اَبُو الْخَیر اَقْطَع رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ

ان بُزرگوں میں سے جن کا مصنف نے زمانہ پایا ایک حضرت سَیِّدُنا ابو الخیر اَقْطَع تِیناتی رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ صاحبِ کرامات ہیں، 340 ہجری کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔ دَرِندے اور شیر آپ کے پاس آتے اور آپ کے پاس اپنا ٹھکانا بناتے۔ آپ اپنے ایک ہاتھ سے ٹوکریاں بناتے تھے۔

ریاکار اور جھوٹا:

﴾15645﴿... حضرت سَیِّدُنا احمد بن حسین رازی رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سَیِّدُنا ابو الخیر اَقْطَع رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: جو اس بات کو پسند کرتا ہو کہ لوگ اس کے عمل پر مطلع ہوں تو وہ ریاکار ہے اور جس کی پسند یہ ہو کہ لوگ اس کے حال پر مطلع ہوں تو وہ جھوٹا ہے۔

تمہارے دعوے کہاں گئے؟

﴾15646﴿... حضرت سَیِّدُنا اسماعیل بن نُجَید رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سَیِّدُنا ابو الخیر رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ کے پاس بغداد سے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور آپ کی موجودگی میں صوفیائے کرام کی شطحیات کے بارے میں گفتگو کرنے لگے۔ ان کی باتیں حضرت سَیِّدُنا ابو الخیر رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ کو گراں گُزریں تو آپ باہر تشریف لے گئے۔ ایک دَرِندہ آیا اور گھر میں داخل ہو گیا۔ وہ لوگ ایک دوسرے سے چمٹنے لگے، ان کی آوازیں بند ہو گئیں، حالت غیر اور چہروں کے رنگ بدل گئے۔ حضرت سَیِّدُنا ابو الخیر رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ واپس آئے تو انہیں دیکھ کر کہا: اے میرے سردارو! تمہارے دعوے کہاں گئے؟

﴾15647﴿... حضرت سَیِّدُنا ابو الخیر رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: کوئی شخص عزت و شرافت والی حالت تک اُسی وقت پہنچ سکتا ہے جب اسے توفیق نصیب ہو، اَدَب حاصل ہو، فرائض کی ادائیگی کرے، نیک لوگوں سے محبت رکھے اور سچے فقرا کی خدمت کرے۔

ایمان اور نفاق سے بھرے دل کی علامت:

﴾15648﴿... حضرت سَیِّدُنا ابو الخیر رَحْمَةُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دل برتنوں کی طرح ہیں، کوئی دل ایمان سے بھرا

ہوتا ہے۔ اس کی علامت تمام مسلمانوں پر شفقت کرنا، جو چیز مسلمانوں کے لئے ضروری ہے اس کا اہتمام کرنا اور ان کی مصلحتوں میں ان کی مدد کرنا ہے۔ کوئی دل نفاق سے بھرا ہوتا ہے۔ اس کی علامت بُغض، کینہ، دھوکا اور حسد ہے۔

﴿15649﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الخیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بے شک ذِکرِ الٰہی کرنے والے کے لئے اس ذکر کا کوئی عوض نہیں ہوتا اگر اس کا کوئی عوض ہو جائے تو وہ اس کے ذکر سے نکل جاتا ہے۔

ایک ٹہنی توڑنے پر ہاتھ کٹنا:

﴿15650﴾... حضرت سیِّدُنا منصور بن عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو الخیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ملاقات کرنے والے کئی افراد سے آپ کے ہاتھ کٹنے کا سبب سنا کہ آپ نے **اللہ** پاک سے یہ عہد کر رکھا تھا کہ اپنے نفس کی خواہش پر کوئی بھی پسندیدہ چیز نہیں کھاؤں گا۔ ایک دن آپ نے لُکام پہاڑ میں سرخ پھل والا درخت دیکھا تو اس کا پھل آپ کو اچھا لگا۔ آپ نے اس درخت کی ایک ٹہنی کاٹی اور اس کا پھل کھانا شروع کر دیا۔ آپ کو اپنے پاک ربّ سے کیا ہوا وعدہ یاد آیا تو اسے چھوڑ دیا۔ پھر فرمایا کرتے تھے: میں نے ٹہنی توڑی تو میرا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔[1]

حضرت سیِّدُنا اَبُو عَبْدُ اللہ بَصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے جن کا مُصَنِّف نے زمانہ پایا ایک حضرت سیِّدُنا اَبُو عَبْدُ اللہ محمد بن احمد بن سالم بصری

---

[1] ...**ہاتھ کٹنے کا واقعہ:** حضرت سیِّدُنا ابو الخیر اقطع رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: پھل کھانے کے بعد میں نادم و شرمسار بیٹھا تھا کہ مجھے گھڑسواروں اور پیادوں نے آگھیرا اور پکڑ کر ایک سردار کے پاس لے گئے۔ وہاں سیاہ فام ڈاکو کھڑے تھے، انہوں نے مجھے بھی سیاہ فام پایا اور میرے پاس ڈھال، نیزہ اور تلوار بھی تھی۔ انہوں نے کہا کہ بلاشبہ یہ بھی ان میں سے ہے۔ چنانچہ ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے یہاں تک کہ میری باری آگئی اور مجھے حکم دیا کہ اپنا ہاتھ آگے بڑھا۔ میں نے آگے کر دیا، اس نے کاٹ دیا پھر اس نے کہا: اپنا پاؤں بھی پھیلاؤ۔ میں نے پھیلا دیا اور اوپر کی طرف سر اُٹھا کر عرض کی: اے میرے مولا! میرے ہاتھ نے تو جرم کیا مگر میرے پاؤں کا کوئی قصور نہیں۔ اچانک ایک آدمی آیا اور اس نے سردار سے آکر کہا: یہ نیک آدمی ہے اسے ابو الخیر کے نام سے جانا جاتا ہے۔ سردار روتے ہوئے مجھ سے چمٹ گیا اور معذرت کرنے لگا۔ میں نے اس سے کہا: میں نے تجھے پہلے ہی مُعاف کر دیا تھا، اس ہاتھ نے جرم کا ارتکاب کیا تو اسے کاٹ دیا گیا۔ (الطبقات الکبری للشعرانی، ۱/۱۵۵)

رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے حضرت سَیِّدُنا سَہل بن عَبْدُ اللہ تُستَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت پائی ہے اور آپ اپنے شیخ حضرت سَیِّدُنا سَہل بن عَبْدُ اللہ اور ان کے بیٹے حضرت سَیِّدُنا ابو الحسن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کے طریقے پر چلے ہیں۔ حضرت سَیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اَصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے ان کی صحبت اختیار کی ہے اور آپ کے بہت سے ارادت مند ہیں جو آپ کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔

﴿15651﴾... حضرت سَیِّدُنا محمد بن احمد بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: جو **اللہ** پاک کے لئے بازی لگانے والے کی طرح عمل کرتا ہے تو اس سے کرامات کا ظُہور ہوتا ہے۔

﴿15652﴾... حضرت سَیِّدُنا محمد بن احمد بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے تھے: اِخلاص کے ذریعے ریا کا اندھیرا دل سے دور ہوتا اور سچائی کے نور سے جھوٹ کی تاریکی زائل ہوتی ہے، جس نے اپنے نَفْس کی مخالفت پر صَبْر کیا **اللہ** پاک اسے اپنی محبت کے مقام تک پہنچاتا ہے۔

توکل حال اور کسب سنت:

﴿15653﴾... حضرت سَیِّدُنا محمد بن عَبْدُ اللہ رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضرت سَیِّدُنا محمد بن احمد بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے میرے سامنے پوچھا: ہم **اللہ** پاک کی بندگی کمائی کے ذریعے اختیار کریں یا توکل کے ذریعے؟ فرمایا: توکل رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا حال اور کمانا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت ہے۔ جو توکل کے حال سے کمزور ہیں ان کے لیے کمانا سنت ہے، یوں وہ دَرَجہ کمال سے اتر جائیں گے جو ان کا حال ہے۔ جو توکل کی طاقت رکھتا ہو تو اس کے لئے ایسا کَسب دُرُست نہیں جس پر وہ اعتماد کرے اور جس کا توکل کمزور ہو اس کے لئے ضروریاتِ زندگی کے لئے کمانا مباح کر دیا گیا ہے تاکہ وہ سنت کے درجے سے نہ نکل جائے حالانکہ وہ حال کے مقام سے اُتر چکا ہے۔

﴿15654﴾... حضرت سَیِّدُنا محمد بن احمد بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: احسان کا لحاظ رکھنا محبت کی چابی ہے۔

عقل، بردباری، سخاوت اور سچائی:

﴿15655﴾... حضرت سَیِّدُنا محمد بن احمد بصری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عقل، بُردباری اور سخاوت آدمی کی خامیوں کو چھپاتے ہیں اور سچائی اسے تمام احوال میں سیدھا رکھتی ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابُو الحسن بُوشَنْجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے جن کا مصنف نے زمانہ پایا ایک حضرت سیِّدُنا ابو الحسن علی بن احمد بن حسن بوشنجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے نیشاپور میں رہائش اختیار کی اور آپ کا بیان مَعْرِفت اور توحید کی گتھیاں سلجھا دیتا تھا۔ آپ جواں مرد اور گوشہ نشینی اختیار کرنے والے تھے۔ 348 ہجری میں آپ نے وفات پائی۔

درد کے لئے دَم:

﴿15656-57﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں: رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں ہر قسم کے درد میں یہ پڑھنے کا فرماتے: بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ یعنی: اللہ پاک کے نام سے شروع جو بڑا ہے، میں ہر پھڑکنے والی رگ اور دوزخ کی گرمی کے شر سے عظمت والے اللہ پاک کی پناہ لیتا ہوں۔[1]

﴿15658﴾... حضرت سیِّدُنا ابو العباس محمد بن حسین خَشَّاب بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو الحسن بوشنجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے سنت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: درخت کے نیچے بیعت (یعنی بیعت رضوان) اور جو اقوال اور افعال اس کے موافق ہوں۔

﴿15659﴾... حضرت سیِّدُنا ابو العباس محمد بن حسین خَشَّاب بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں نے تصوف کے متعلق پوچھا تو فرمایا: اب صرف نام ہے حقیقت نہیں جبکہ پہلے حقیقت تھی اور نام نہ تھا۔

﴿15660﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الحسن بُوشنجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مُرُوَّت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: کراماً کاتبین (اعمال لکھنے والے فرشتوں) کا احترام کرتے ہوئے ان اشیاء کو چھوڑ دینا جو تجھ پر حرام ہیں۔

لوگوں کے تین درجات:

﴿15661﴾... حضرت سیِّدُنا ابو الحسن بُوشنجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کے تین دَرَجات ہیں: (1)...اولیا: یہ وہ لوگ ہیں جن کا باطن ان کے ظاہر سے افضل ہے۔ (2)...عُلَما: یہ وہ لوگ ہیں جن کے ظاہر و باطن برابر

---

[1] ...ابن ماجه، كتاب الطب، باب ما يعوذ به من الحمى، ۴/۱۲۶، حدیث: ۳۵۲۶

ہیں۔(3)...جہلا: یہ وہ لوگ ہیں جن کا ظاہر ان کے باطن کے مخالف ہوتا ہے، یہ خود تو اپنے ساتھ انصاف کرتے نہیں لیکن دوسروں سے انصاف طلب کرتے ہیں۔

﴿15662﴾... حضرت سیِّدُنا ابوالحسن بُوشَنجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: تیرا اپنے محبوب کی معرفت کے ساتھ پوری کوشش لگادینا محبت ہے کیونکہ تیرا محبوب تیری پوری کوشش کرنے کے باوجود جو چاہے کرتا ہے۔

﴿15663﴾... حضرت سیِّدُنا ابوالحسن بوشنجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: توحید ایسی حقیقی مَعْرِفت رکھنا ہے جیسے اس نے اپنے بندوں کو اپنی معرفت عطا فرمائی پھر اس کے ذریعے اس کے سوا ہر چیز سے مستغنی ہو جانا۔

ایمان کا بندھن:

﴿15664﴾... حضرت سیِّدُنا ابوالحسن بوشنجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایمان کا ابتدائی حصہ آخری حصہ سے وابستہ ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایمان کا بندھن لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہے اور اسلام اخلاص کے ساتھ شریعت کی ادائیگی سے جڑا ہوا ہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَمَاۤ اُمِرُوۡۤا اِلَّا لِیَعۡبُدُوا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ ۬ (پ۳۰، البینہ:۵)

ترجمۂ کنز الایمان: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے۔

﴿15665﴾... حضرت سیِّدُنا ابوالحسن بوشنجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بھلائی ہم نے آگے بڑھ کر لینی ہے جبکہ بُرائی تو ہماری صِفت ہے۔

﴿15666﴾... حضرت سیِّدُنا ابوالحسن بوشنجی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے جواں مردی کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: جواں مردی اچھی طرح نگہداشت اور مسلسل دیکھ بھال کرنا ہے اور تو اپنے نَفْس سے یہ نہ دیکھے کہ تیرا باطن ظاہر کی مخالفت کر رہا ہے۔

حضرت سیِّدُنا قاسم سَیَّارِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے جن کا مصنف نے زمانہ پایا ایک حضرت سیِّدُنا ابوالعباس قاسم سَیّاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ باری تعالٰی کے تحفوں کی تلقین کرنے والے، مَرْوہ کے شیخ، محدث اور فقیہ ہیں۔ 342 ہجری میں آپ

کا وصال ہوا۔

《15667》... حضرت سیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "اللہ پاک کے 99 نام ہیں، جو بھی ان ناموں کے ساتھ دُعا کرے اس پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔ بے شک اللہ پاک وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔ ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ اِلٰی قَوْلِہٖ "اَلرَّشِیْدُ الصَّبُوْر" (یعنی: وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں نہایت مہربان، رحم والا، بادشاہ، نہایت پاک، سلامتی دینے والا) روایت کے الفاظ "اَلرَّشِیْدُ الصَّبُوْر (یعنی: ہدایت دینے والا، صبر والا) تک ہیں۔[1]

《15668》... حضرت سیِّدُنا قاسم سَیَّارِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: گناہ کا ترک کیسے ممکن ہو جبکہ وہ لوحِ محفوظ میں لکھا جا چکا ہو اور کیسے بندہ تقدیر سے پھر سکتا ہے جبکہ وہ اس سے بندھا ہوا ہے؟[2]

مَعرِفت کی حقیقت:

《15669》... حضرت سیِّدُنا قاسم سَیَّارِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مَعْرِفَت کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ دیگر معرفتوں سے نکل جائے اور دل میں اس کے سوا کسی کا خیال بھی نہ آئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: اللہ پاک کے ذریعے اللہ پاک کے ساتھ دل کو زندہ رکھنے کا نام معرفت ہے۔ جو اللہ پاک کو پہچان لے تو ہر چیز اس کے لئے جھک جاتی ہے کیونکہ پھر ہر شے اللہ پاک کی ملکیت کا اثر اس بندے میں ملاحظہ کرتی ہے جو سچائی کے ساتھ اپنے دل کو اللہ پاک کے ساتھ لگا لیتا ہے تو اللہ پاک اس کی زبان پر حکمت جاری فرما دیتا ہے۔

---

1 ...مسلم، کتاب الذکر... الخ، باب فی اسماء اللہ تعالی وفضل من احصاھا، ص ۱۱۰۴، حدیث: ۶۸۰۹، ۶۸۱۰ مختصرا

طبقات الصوفیۃ للسلمی، الطبقۃ الخامسۃ، ص ۳۳۱، رقم: ۸۴: ابو العباس السیاری

2 ... قضا و قدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے، ان میں زیادہ غور و فکر کرنا ہلاکت ہے، صدیق و فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے۔ ما و شما (ہم اور آپ) کس گنتی میں...! اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثل پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس و حرکت نہیں پیدا کیا، بلکہ اس کو ایک نوع اختیار (ایک طرح کا اختیار) دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے، چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے، بُرے، نفع، نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کر دیے ہیں، کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اسی قسم کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں اور اسی بنا پر اس پر مؤاخذہ ہے۔ اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا، دونوں گمراہی ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ 1، 1/ 18)

﴿15670﴾... حضرت سیِّدُنا قاسم سَیّاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: خواہشات اور حرص کا اندھیرا مشاہدات کے اَنوار کو روک دیتا ہے۔

ربوبیت اور عبودیت کی وضاحت:

﴿15671﴾... حضرت سیِّدُنا قاسم سَیّاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے: رَبُوبیت حکم، اِرادہ، تقدیر اور فیصلے کو نافذ کرنے کا نام ہے اور عُبُودِیت معبود کی مَعْرِفَت اور جس کا وعدہ دیا گیا ہے اس پر قائم رہنے کا نام ہے۔

﴿15672﴾... حضرت سیِّدُنا قاسم سَیّارِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کسی عقلمند سے پوچھا گیا: آپ کا گُزر بَسر کہاں سے ہے؟ اس نے کہا: اس ذات کی جانب سے جو بغیر کسی سبب کے جس کے لئے چاہتا ہے روزی کو تنگ کر دیتا ہے۔

﴿15673﴾... حضرت سیِّدُنا قاسم سَیّارِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک جن چیزوں کو اپنے بندوں پر ظاہر فرماتا ہے وہ اپنی حقیقت کے اعتبار سے پوشیدہ ہی ہوتی ہیں اور چیزوں کی حقیقت کو پوشیدہ ہی رکھتا ہے یہاں تک کہ دو علوم، دو معرفتیں اور دو قدرتیں برابر ہو جائیں۔

حضرت سیِّدُنا جعفر خُلدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بُزرگوں میں سے جن کا مصنف نے زمانہ پایا ایک حضرت سیِّدُنا ابو محمد جعفر بن محمد بن نُصیر خُلدی خَوّاص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ سیر و سیاحت کرنے والے، خوبصورت، بہترین منتظم، اچھے اخلاق سے متصف، مضبوط روایات لینے والے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بُزرگوں کے واقعات کو لکھا اور بڑے بزرگانِ دِین حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی، حضرت سیِّدُنا ابو الحسین نوری اور حضرت سیِّدُنا رُوَیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کی صحبت اختیار کی۔ کئی حج کئے اور 348 ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔

﴿15674﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر خُلدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی روایت میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: کوئی شخص آکر حُضُور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سُوال کرتا پھر وہ اس کی وجہ سے اسلام لے آتا پھر شام بھی نہ ہوتی کہ اسلام اسے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔[1]

---

1 ...مسلم، کتاب الفضائل، باب ما سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم... الخ، ص ۹۷۳، حدیث: ۶۰۲۱ بتغیر قلیل
مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، ۳/ ۳۴۴، حدیث: ۳۸۶۸

سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے قاتل پر ناراضی:

﴿15675﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر خُلدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے مروی روایت میں ہے کہ حضرت سیِّدُنا مُسَیِّب بن دارِم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس نے امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو شہید کیا وہ جہاد میں دشمنوں سے لڑنے جاتا تا کہ اس میں قتل ہو جائے مگر اس کے ارد گرد کے لوگ تو شہید ہو جاتے لیکن اسے کچھ نہ ہوتا یہاں تک کہ وہ بستر پر مرا۔ حضرت سیِّدُنا جعفر خُلدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: وہ جہاد کرنے اس امید سے جاتا تھا تا کہ وہ اس میں مارا جائے اور یہ اس کے لئے حضرت سیِّدُنا عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو شہید کرنے کا کفارہ ہو جائے اگر وہ ہزار مرتبہ جہاد میں قتل ہوتا تو بھی اس کے لئے یہ کفارہ نہ ہوتا۔

﴿15676﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر خُلدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بندہ **اللہ** پاک کے ساتھ مُعاملے کی لذت کو نَفس کی لذت کے ساتھ نہیں پا سکتا، کیونکہ اہلِ حقیقت حق سے دور کرنے والی آلائشوں کو اس سے پہلے ہی ختم کر دیتے ہیں کہ وہ انہیں حق سے دور کر سکیں۔

دکھاوے اور اِخلاص میں فرق:

﴿15677﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر خُلدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دکھاوے اور اخلاص میں فرق یہ ہے کہ ریاکار دکھاوے کے لئے عمل کرتا ہے اور مخلص اس لئے عمل کرتا ہے تا کہ اس تک پہنچے۔

﴿15678﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد جعفر خُلدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جواں مردی نفس کو حقیر سمجھنے اور مسلمانوں کی عزت کو بڑا جاننے کا نام ہے۔

حضرت سیِّدُنا جعفر خُلدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے ایک ارادت مند سے فرمایا: دعویٰ کرنے سے بچو اور احکامات پر عمل کو لازم پکڑو کیونکہ میں نے کئی مرتبہ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو کہتے سنا: جو اخلاص کے ساتھ طریقت کے معاملہ میں لگ جاتا ہے **اللہ** پاک اسے جھوٹے دعووں سے امان دیتا ہے۔

عقل کیا ہے؟

﴿15679﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد جعفر خُلدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عقل کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: جو تجھے

ہلاکت کی جگہوں سے دور رکھے وہ عقل ہے۔

﴿15680﴾... حضرت سیِّدُنا جعفر خلدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اللہ پاک کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا:

وَ مَنۡ یَّكۡفُرۡ بِالۡاِیۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُهٗ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو مسلمان سے کافر ہو اس کا کیا دھرا سب اکارت (ضائع) گیا۔ (پ۶، المائدۃ:۵)

تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: جو اللہ پاک کی مَعْرِفَت کے حُصُول کے لئے کوشش نہیں کرتا تو اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

حضرت سیِّدُنا ابوبکر طَمَسْتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بُزرگوں میں سے جن کا مصنف نے زمانہ پایا ایک عالِمِ ربّانی حضرت سیِّدُنا ابو بکر طَمَسْتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نامی گرامی بُزرگوں اور اکابر کی صحبت سے مشرف ہوئے۔ بڑوں اور چھوٹوں نے آپ کے ذریعے نیک نامی پائی۔ اصفہان تشریف لائے اور وہاں سے نیشاپور تشریف لے گئے اور وہیں 340 ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔

﴿15681﴾... حضرت سیِّدُنا ابو حامد ابنِ رُستہ جمّال صوفی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو بکر طَمَسْتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آتے تو ان کے گھر ٹھہرتے اور اپنے بلند احوال میں سے کچھ کا تذکرہ کرتے اور فانی و گھاٹے والی دنیا کی حقارت بیان کرتے اور فرمایا کرتے تھے: اللہ پاک کی یاد میں زیادہ بیٹھا کرو اور لوگوں کے ساتھ کم بیٹھا کرو۔

صحابہ کے طریقے والے:

﴿15682﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر طَمَسْتانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: راستہ واضح ہے اور قرآن و سنت ہمارے درمیان ہے۔ جس نے قرآن و سنت کو اپنا ساتھی بنایا اور اپنے نَفْس، مخلوق اور دنیا سے بے رغبتی کرتے ہوئے اللہ پاک کی طرف سچے دل سے ہجرت کی تو وہی شخص سچا ہے، راہِ راست پر ہے اور آثارِ صحابہ کا اتباع کرنے والا ہے۔ اسی وجہ سے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو اپنے آباء و اَجداد اور اَولاد میں سے جنہوں نے دینِ اسلام کی مخالفت کی ان سے جُدا ہونے اور اپنے وطن اور بھائیوں کو چھوڑنے کی وجہ سے سابقین کے نام سے پکارا گیا۔ انہوں نے ہجرت کر کے غریبُ الوطنی اور ہجرت کو دنیا، دنیا کی کُشادگی اور آسائش پر ترجیح دی اور غریبُ الوطن ہو گئے۔

تو جو بھی ان کے طریقے پر چلے اور ان کی پسند کو اپنی پسند بنالے تو وہ ان ہی میں سے ہے اور ان کا پیروکار ہے۔

نفس سے نکلنا کیسے ممکن ہے؟

﴿15683﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر طَمَستانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نفس سے نفس کے ذریعے نکلنا ممکن نہیں البتہ یہ اللہ پاک کی مدد اور اس کے لئے سچے ارادے کے ساتھ ممکن ہے۔

﴿15684﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر طَمَستانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو اپنے اور اپنے ربّ کے درمیان سچائی اختیار کرے تو اللہ پاک کے ساتھ سچا ہونا اسے مخلوق کی طرف راغب ہونے اور اس سے مانوس ہونے سے بچالے گا۔

﴿15685﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر طَمَستانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: سچائی جس کا وطن نہ ہو تو وہ بے مقصد جہان میں ہے اگرچہ دنیا کا رہنے والا ہو۔

﴿15686﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر طَمَستانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: علم تجھے جہالت سے دور کرتا ہے لہٰذا تو اس بات کی کوشش کر کہ کہیں وہ علم تجھے تیرے ربّ سے دور نہ کر دے۔

نفس آگ کی طرح ہے:

﴿15687﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر طَمَستانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نفس آگ کی طرح ہے کہ آگ کو ایک جگہ سے بجھایا جائے تو دوسری جگہ سے بھڑک اُٹھتی ہے۔ یہی حال نفس کا بھی ہے اگر تم ایک جانب سے ٹھیک کرو تو دوسری جانب سے جوش مارنے لگتا ہے۔

﴿15688﴾... حضرت سیِّدُنا ابو بکر طَمَستانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں کیسے دنیا کے ساتھ اچھا برتاؤ کروں حالانکہ پوری دنیا میری دشمن ہے۔ شاید اور کاش کہنے کے دھوکے سے بچ اور ہمت رکھ کیونکہ ہمت اشیاء کی بنیاد ہے، اسی پر دارومدار اور اسی کی طرف لوٹتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابو العباس احمد دِینَوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے جن کا مصنف نے زمانہ پایا ایک حضرت سیِّدُنا ابو العباس دِینَوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا یُوسُف بن حُسین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت پائی اور حضرت سیِّدُنا رُوَیم اور حضرت سیِّدُنا

ابو العباس بن عطاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا سے ملاقات کی۔

﴿15689﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو العباس دِیْنَوَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: آنکھوں سے دیکھی جانے والی اشیاء کا انکشاف ظاہری آنکھوں سے ہوتا ہے اور دلوں کے راز **اللہ** پاک سے ملنے کے سبب کھلتے ہیں۔

ذِکر کی اِنتہا:

﴿15690﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو العباس دِیْنَوَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ادنیٰ ذکر یہ ہے کہ ذکر کرنے والا اس کے سوا ہر چیز کی نفی کر دے اور ذکر کی انتہا یہ ہے کہ ذکر کرنے والا اس ذکر سے نکل کر ذکر میں گم ہو جائے اور مقام ذکر سے لوٹ کر جس کا ذکر کر رہا ہے اس میں مستغرق ہو جائے، یہ کیفیت فَنَافِی اللہ کی ہوتی ہے۔

﴿15691﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو العباس دِیْنَوَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہیں **اللہ** پاک اپنی مَعْرِفَت کے قابل نہیں بناتا تو انہیں اپنے دین کی خدمت میں لگا دیتا ہے اور اس کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہیں دین کی خدمت کے قابل بھی نہیں بناتا تو انہیں مہلت دیتا ہے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ نیک لوگوں کے مراتب تک سچائی کے ذریعے ہی پہنچا جاسکتا ہے، ہر وہ وقت اور کیفیت جو سچائی سے خالی ہو تو وہ لغو ہے۔

خواہشات کی انتہا:

﴿15692﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو العباس دِیْنَوَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: محبت کرنے والا اپنے محبوب کی رِضا کی خاطر ناپسندیدہ اور مشکل کام انجام دیتا اور اس کے ذریعے محبوب کی خوشنودی چاہتا ہے، یہی چیز خواہشات کی انتہا ہے۔

﴿15693﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو العباس دِیْنَوَری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے آواز سے یہ شعر پڑھا:

رَاَیْتُکَ یُدْنِیْنِیْ اِلَیْکَ تَبَاعُدِیْ　　فَبَاعَدْتُ نَفْسِیْ لِابْتِغَاءِ التَّقَرُّبِ

ترجمہ: میں نے تجھے دیکھا کہ میرا دور ہونا مجھے تیرے قریب کرتا ہے تو میں نے تیرے قُرب کی خاطر خود کو تجھ سے دور کر دیا۔

حضرت سَیِّدُنا احمد بن عطاء رُوْذَبَاری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

ان بُزرگوں میں سے جن کا مصنف نے زمانہ پایا ایک حضرت سَیِّدُنا احمد بن عطاء بن احمد رُوْذَبَاری رَحْمَۃُ اللہ

عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کو علم کے بہت سے فنون میں وافر حصہ ملا تھا۔359 ہجری میں مقامِ صُور میں آپ کی وفات ہوئی، میں مکہ میں موجود تھا کہ مجھے آپ کے وفات کی خبر ملی۔

قبض و بسط کی کیفیت اور صفت:

﴿15694﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن عطاء رُوذباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے قَبْض و بَسْط (یہ تصوّف کی دو اصطلاحات ہیں) کے حال اور ان کی صفات کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: قبض اسبابِ فنا میں پہلا ہے اور بسط اسبابِ بقا میں پہلا ہے۔ قبض کی کیفیت پوشیدگی اور بسط کی کیفیت حضوری ہے۔ قبض کی صفت غم اور بسط کی صفت خوشی ہے۔

﴿15695﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن عطاء رُوذباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ذوق وجد کی ابتدا ہے، غیب رہنے والے جب جامِ اُلفت پیتے ہیں تو خود رفتہ ہو جاتے ہیں اور جب حضوری والے پیتے ہیں تو جی اُٹھتے ہیں۔

﴿15696﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن عطاء رُوذباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں کسی کہنے والے کو سنا جو مجھ سے کہہ رہا ہے کہ نماز میں سب سے زیادہ دُرُست کون سی چیز ہونی چاہئے؟ میں نے جواب دیا: ارادے (نیت) کا درست ہونا۔ پھر میں نے غیب سے کسی کو کہتے ہوئے سنا: ارادے سے نظر ہٹا کر مقصود کو دیکھنا زیادہ کامل ہے۔

﴿15697﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن عطاء رُوذباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مخالف کی ہم نشینی روح کو پگھلا دیتی ہے اور اپنے جیسوں کی ہم نشینی عقل و دانش کی فکر بڑھاتی ہے۔ ہر انسان جو ہم نشینی کے قابل ہو ضروری نہیں ہے کہ وہ اُنسیت کے لائق بھی ہو اور ہر وہ انسان جو انسیت کے قابل ہو ضروری نہیں ہے کہ رازوں کا امین بھی ہو کیونکہ رازوں کی حفاظت تو صرف امانت دار لوگ ہی کرتے ہیں۔

نماز میں خشوع کامیابی کی نشانی ہے:

﴿15698﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن عطاء رُوذباری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: نماز میں خُشُوع فلاح اور کامیابی کی نشانی ہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۙ﴿۲﴾ (پ۱۸، المؤمنون: ۱، ۲)

ترجمۂ کنزالایمان: بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا بُنْدار بن حُسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

ان بزرگوں میں سے جن کا مصنف نے زمانہ پایا ایک حضرت سیِّدُنا ابُوالحسین بُندار بن حسین بن محمد بن مُہلَّب رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔آپ علمِ اُصول سے آراستہ اور حقائق میں مُقرَّب تھے۔آپ سمجھ رکھنے والا دل اور سُوال کرنے والی زبان رکھتے تھے۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ مخلصین کا سہارا اور مریدوں کی تربیت فرمانے والے تھے۔ 353 ہجری میں آپ کی وفات ہوئی،آپ کی مجلسوں میں حضرت سیِّدُنا ابوزرعہ طَبری رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے حاضری دی۔آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ شیراز میں پیدا ہوئے اور اَرجان میں سُکونت اختیار کی،آپ نے حدیث بھی روایت کی۔

شانِ مصطفٰے:

﴿15699-15700﴾...حضرت سیِّدُنا ابُو سَلَمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے پوچھا:رمضان کی راتوں میں رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نماز کیسی ہوتی تھی؟تو آپ نے فرمایا:رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم رمضان اور غیرِ رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔پہلے آپ چار رکعت پڑھتے جس کی خوبی اور طویل ہونے کے بارے میں نہ پوچھو پھر اسی طرح چار رکعت پڑھتے اور اس کے بعد تین رکعت پڑھتے۔حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی:یَارَسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم!کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سوتے ہیں؟تو رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:اے عائشہ!میری آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔[1]

صوفی اور عالم میں فرق:

﴿15701﴾...حضرت سیِّدُنا عبدالواحد بن محمد بن بُندار رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا بُندار بن حسین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے صوفی اور قاری(عالم) کے مابین فرق کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:بیشک صوفی وہ جسے حق تعالیٰ اپنی ذات کے لئے منتخب فرماتا ہے پھر اسے اپنا مخلص بناتا ہے،اسے اس کے نَفْس سے عافیت دیتا اور تکلیف سے بری کرتا ہے۔صوفی عُوفی،کُوفی اور جوزی کے وزن پر ہے یعنی اللہ پاک اس سے درگزر فرماتا،

[1] ...مسلم،کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا،باب صلاۃ اللیل...الخ،ص۲۹۰،حدیث:۱۷۲۳

اس کے لئے کافی ہوتا اور اسے اچھی جزا عطا فرماتا ہے۔ تو اللہ پاک کا فعل اس کے نام یعنی صوفی سے ہی ظاہر ہے اور رہا قاری تو وہ اپنے نفس کا ہی مکلف ہوتا ہے، اپنی رغبت اور بشری تقاضوں کی رعایت کرنے کے باوجود اپنے زُہد کا اظہار کرنے والا ہوتا ہے۔ اس کا نام یعنی قاری اپنے نفس کو دیکھنے اور اپنے دعوے کی وجہ سے اس کے فعل میں پوشیدہ ہے۔

﴿15702﴾... حضرت سیّدُنا بُندار بن حسین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے قاری (عالم) اور صوفی کے بارے میں مزید سوال کیا گیا تو فرمایا: قاری وہ حافظ ہے جو اپنے ربّ کے احکامات کا محافظ ہوتا ہے اور صوفی اپنے حال کی حفاظت کے لئے ربِّ کریم کی طرف نظر کرنے والا ہوتا ہے۔

صوفی کے تین حروف کے معانی:

اور فرمایا: صوفی کے تین حُروف ہیں اور ہر حَرف کے تین معنٰی ہیں۔ **صاد** صُوفی کی سچائی، صَبْر اور اخلاص پر دلالت کرتا ہے، **واؤ** صوفی کی وُد (محبت)، وُرُود (آنے) اور وفا پر دلالت کرتا ہے اور **فاء** صوفی کے فقر، فقد (گم ہونے) اور فنا پر دلالت کرتا ہے۔ **یاء** اضافت اور نسبت کے لئے ہے۔ اہلِ حُروف اور اشارات حرف یاء کو ابتدا اور انتہا میں لاتے ہیں، ابتدا میں پکارنے اور آخر میں نسبت اور اضافت کے لئے جیسے ابتدا میں یَا عَبْدُ یعنی اے غلام اور انتہا میں یَا عَبْدِی یعنی اے میرے غلام تو یاء شروع میں پکارنے کے لئے اور آخر میں اضافت اور نسبت کے لئے آتی ہے۔

﴿15703﴾... حضرت سیّدُنا بُندار بن حسین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: وہی جمع کرنا دُرست ہے جو حق کے ساتھ کیا جائے اور تفریق وہی درست ہے جو حق کے لئے کی جائے۔

﴿15704﴾... حضرت سیّدُنا بُندار بن حسین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اپنے نفس سے نہ جھگڑو کیونکہ یہ تمہاری ملکیت نہیں، اسے اس کے مالک کے لئے چھوڑ دو وہ جو چاہے گا اس کے ساتھ کرے گا۔

﴿15705﴾... آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ یہ بھی فرمایا کرتے ہیں: اس نفسانی خواہش کو چھوڑ دو جس کی تمہیں توقع ہے۔

اَنْوار کا محل:

﴿15706﴾... حضرت سیّدُنا بُندار بن حسین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دل گوشت کا ایک ٹکڑا اور اَنْوار کا محل

ہے۔ زائد واردات جبّار کی جانب سے ہیں، اُسی کے ذریعے عبرت ونصیحت کا حُصُول درست ہوتا ہے۔ **اللہ** پاک نے دل کو امیر بنایا ہے جیسا کہ قرآن پاک ارشاد میں ہے:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ (پ۲۶،ق:۳۷)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اس میں نصیحت ہے اس کے لئے جو دل رکھتا ہو۔

پھر **اللہ** پاک نے اسے اس دل کا اسیر (قیدی) بنادیا اور ارشاد فرمایا:

اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَ قَلْبِهٖ (پ۹، الانفال:۲۴)

ترجمۂ کنزالایمان: **اللہ** کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہوجاتا ہے۔

حضرت سیّدنا ابنِ حَفِیف رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه

ان بزرگوں میں سے جن کا مُصَنِّف نے زمانہ پایا ایک حضرت سیّدنا اَبُوعَبْدُ اللہ محمد بن حفیف رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بھی ہیں۔ آپ ہر باطل سے جدا اور ہوشیار تھے، وَصل میں ثابت اور پختہ تھے۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے بڑے بزرگوں اور اکابر عُلَما سے ملاقات کی۔ حضرت سیّدنا رُوَیم، حضرت سیّدنا ابو العباس بن عطاء، حضرت سیّدنا طاہر مقدسی اور حضرت سیّدنا ابو عمرو دِمشقی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِم کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ اپنے وقت کے علم و عمل کے اعتبار سے بہت بڑے شیخ تھے۔ 371 ہجری میں آپ کی وفات ہوئی۔

آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے سُنے گئے چند مخصوص ارشادات یہ ہیں:

بارگاہِ الٰہی میں اونچی آواز سے کلام کرنے والے:

﴿15707﴾... حضرت سیّدنا ابنِ حفیف رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے میری طرف لکھے گئے خط میں اپنی سند سے یہ حدیث روایت کرنے کی اجازت دی کہ حضرت سیّدنا ابنِ عُمَر رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا سے روایت ہے کہ رسول پاک صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب مجھے آسمانوں کی سیر کے لئے لے جایا گیا تو میں نے اونچی آواز سنی۔ میں نے حضرت جبرئیل عَلَيْهِ السَّلَام سے پوچھا: یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا: حضرت موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام ہیں جو اپنے ربّ سے اونچی آواز میں گفتگو کر رہے ہیں۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا: **اللہ** پاک ان کے مزاج کو جانتا ہے اور ان کے

ساتھ کرم کا مُعاملہ فرماتا ہے۔[1]

﴿15708﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ حُضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: میں نے آسمان میں (اونچا) کلام سنا تو کہا: اے جبریل! یہ کون ہے؟ کہا: حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام ہیں۔ میں نے کہا: کس سے مُناجات کر رہے ہیں؟ کہا: اپنے ربّ سے۔ میں نے کہا: کیا اپنے ربّ پر تیز ہو کر گفتگو کرتے ہیں؟ کہا: اُن کا ربّ جانتا ہے کہ ان کے مزاج میں تیزی ہے۔[2]

آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات:

نشہ، خوف، ریاضت اور تقویٰ:

﴿15709﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ حفیف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے نشہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: محبوب کے ذکر کے پیش آنے کے وقت دل کا جوش مارنا نشہ ہے۔ پھر فرمایا: معبود کی قہاری کا علم ہونے کی وجہ سے دل کا مُضطرِب ہونا خوف ہے۔

﴿15710﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ حفیف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ریاضت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: مالک کی اطاعت گُزاری کر کے نفس کو توڑ دینا اور اطاعت گزاری میں نفس کو سستی سے روکنا ریاضت ہے۔ مزید فرمایا: جو چیز **اللہ** پاک سے دور کر دے اس سے کنارہ کش ہو جانا تقویٰ ہے۔

توکل، یقین، مشاہدہ اور معرفت:

﴿15711﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ حفیف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: **اللہ** پاک کی ضمانت پر اکتفا کرنا اور اس کے فیصلے پر تہمت لگانے سے باز رہنا توکل ہے۔

﴿15712﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ حفیف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: چُھپے احکامات کے ذریعے رازوں کی تحقیق کا نام یقین ہے۔

﴿15713﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ حفیف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: **اللہ** پاک نے جو غیب کی خبریں دی ہیں ان پر

---

1 ... کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل سائر الانبیاء، ۲/ ۲۳۲، جزء: ۱۱، حدیث: ۳۲۳۸۲

2 ... کنز العمال، کتاب الفضائل، فضائل سائر الانبیاء، ۲/ ۲۳۲، جزء: ۱۱، حدیث: ۳۲۳۸۵

خالص یقین کے ساتھ دلوں کا مُطَّلَع ہونا مشاہدہ ہے۔

﴿15714﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ حفیف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: اللہ پاک کی پہچان سے قطع نظر صرف اس کی یکتائی کا ہی دل میں راسخ ہو جانا مَعْرِفَت ہے۔

امید، زُہد اور قناعت کی حقیقت:

﴿15715﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ حفیف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: دلوں کی تحقیق کرتے ہوئے اِثباتِ مُوَحِّد کے ذریعے اس کے کامل اسماء، صفات اور وجود توحید کے ساتھ ہمیشگی کی زمین پر وحدانیت کا مطالعہ کرنا توحید ہے۔ اللہ پاک کی غیب کی خبروں پر، اس کے انوار کی وادی سے ایمان کے عطیوں پر اور اس کے رازوں کے جو پہناوے ہیں ان سب پر قلبی یقین رکھنا ایمان ہے۔ اس کی صِفَتِ یکتائی کی تعظیم پر اس کی اُلوہیت کا زبان سے اقرار کرنا ظاہری ایمان ہے۔ اس کی بندگی کو لازم پکڑنا اور اس کے فرمان کے لئے سر تسلیم خم کرنا فعل ایمان ہے۔ اس کی اطاعت گُزاری کا التزام کرنا اور بھرپور کوشش کرنا اس کی جانب رجوع کرنا ہے اور جو اور ربّ کے کرم کی طرف نظر کرنے کے سبب دل کا مسرور ہونا رَجا و اُمید ہے۔ اللہ پاک کے فَضْل کی موجودگی اور اس کے وعدے کی دُرُستی پر خوش ہونا امید کی حقیقت ہے۔ مال و دولت اور دیگر اسباب سے کنارہ کش ہونے پر دل کا مطمئن ہونا زُہد ہے۔ دنیا سے اکتا جانا اور اس پر دل کا تسکین محسوس کرنا زُہد کی حقیقت ہے۔ قدرِ ضرورت پر اکتفا کرنا قناعت ہے اور موجود سے بے نیاز ہونا اور مفقود کی طرف نَظَرِ امید نہ کرنا قناعت کی حقیقت ہے۔

ذِکرِ ظاہر اور باطن:

﴿15716﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ حفیف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ذکر کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: خوب جان لو کہ مذکور ایک ہی ہے اور ذکر مختلف ہیں، ذکر کرنے والوں کے دلوں کے محل بھی مختلف ہیں اور لازمی جان کر حق تعالٰی کی بات ماننا ذکر کی اصل ہے۔ چنانچہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس نے اللہ پاک کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ پاک کا ذکر کیا اگرچہ اس کی نماز، روزہ اور تلاوت کم ہی ہو۔"[1] پھر ذکر دو قسموں پر تقسیم ہوتا ہے ظاہر اور باطن۔ ظاہر تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنا، اللہ پاک کی تعریف کرنا، اس کی بُزرگی بیان کرنا اور

[1]... الزھد لابن المبارک، مارواہ نعیم بن حماد فی نسختہ، باب حسن السریرۃ، ص ۱۷، الحدیث: ۷۰

تلاوتِ قرآن کرنا ہے اور رہا باطن تو وہ اللہ پاک کی معرفت، اس کے اَسماء، اس کی صفات اور تمام مخلوق پر اس کے افعال، اس کے احسان کے عام ہونے، اس کی تدبیر کے چلنے اور اس کے فیصلے کے نافذ ہونے پر جگانے کی شرائط پر دلوں کو متنبہ کرنا ہے۔ پھر ذکر کرنے والے کے معیار کے مطابق اذکار مرتب ہوتے ہیں۔ خائفین کا ذکر وعید کی شدت کے برابر ہوتا ہے، رَجا و اُمید رکھنے والوں کا ذکر اللہ پاک کے ان وعدوں کے مطابق ہوتا ہے جو اس کے لئے ظاہر ہوئے، اجتناب کرنے والوں کا ذکر ذمہ داروں کے غور سے دیکھنے کے مطابق ہوتا ہے، مراقبہ کرنے والوں کا ذکر اللہ پاک کی ذات پر مُطَّلع ہونے کی مقدار کے برابر ہوتا ہے، توکل کرنے والوں کا ذکر کافی ذات کی کفایت کی مقدار پر منکشف ہونے کے مطابق ہوتا ہے اور یہ مُعاملہ ان اُمور میں سے ہے جس کا ذکر بہت طویل اور جس کی تفصیل بہت زیادہ ہے۔ اللہ پاک کا ذِکر سب سے جُدا ہے اور وہ ایسے مذکور کا ذکر ہے جو اپنے سوا تمام مذکوروں پر اپنی یکتائیت کے اعتبار سے سب سے جُدا و منفرد ہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ”جو مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں اسے ایسے ہی یاد کرتا ہوں۔“[1] اور دوسرا اس کی اُلوہیت کا زبان سے ذکر کرنا ہے۔ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”سب سے افضل ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ہے۔“[2]

اَصْفَہان کے مُحَدِّثِین کا تذکرہ

حضرت سَیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: تم لوگوں نے مجھ سے ہمارے شہر کے مشائخ اور عبادت گُزاروں کے ذکر کے بارے میں پوچھا تاکہ کتاب ان کے ذکر اور ان کے حالات کے بیان پر ختم ہو۔ جان لو! اَئِمَّۂ دین اور اکابر سے وابستہ مُتَقَدِّمِین عُلَما اور عبادت گزاروں کی اِتّباع کرنا ہمارے بڑے عبادت گزاروں کا طریقہ رہا ہے۔ میں نے اپنے شہر کے مُحَدِّثِین میں سے ان اکابرین کی ایک جماعت کا تذکرہ اپنی کتاب ”طبقات المحدثین“ میں کیا ہے۔ ان میں سے ایک شخصیت حضرت سَیِّدُنا محمد بن یوسف معدانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں جو عَرُوْسُ الزُّھَّاد (زاہدوں کے دولہا) کے لقب سے مشہور ہیں اور اسی طرح جو عبادت میں ان جیسے ہیں ان کا بھی تذکرہ شامل ہے۔ ان تمام کے احوال میں مشترکہ غالب بات یہ تھی کہ وقت

[1] ...مسلم، کتاب الذکر... الخ، باب الحث علی ذکر اللہ، ص ۱۱۰۴، حدیث: ۶۹۷۵

[2] ...ابن ماجہ، کتاب الادب، باب فضل الحامدین، ۴/۲۴۷، حدیث: ۳۸۰۰

کو غنیمت جانتے، پختہ ارادے کرتے، اپنی روزہ مرہ کی عبادات و وظائف استقامت سے ادا کرتے، بارگاہِ الٰہی کی طرف خوب کوشش کرتے اور نیک اعمال میں آگے بڑھنے کی جلدی کرتے۔ طریقت کے احوال اور مقامات میں بغیر عمل کئے لمبی لمبی ہانکنے کو صرف کھوکھلے دعوے سمجھتے اور اس سے مکمل طور پر بچتے تھے، اپنے ارد گرد کی طلب نہ رکھتے اور نہ اپنا مقام بدلنے کے متمنی ہوتے، یہ بُزرگ ایسے تھے جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المرتضی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے چُنے ہوئے صحابہ کے اَحوال اور تابعین میں سے ان کے طریقے پر چلنے والوں کا وصف بیان کیا ہے جیسا کہ ان سے حضرت نَوف بِکالی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور کُمَیل بن زیاد نے روایت کیا ہے۔ چنانچہ،

جو قبول ہو وہ تھوڑا نہیں رہتا:

﴿15717﴾...امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المُرتَضٰی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: عمل سے بڑھ کر اس کی قبولیت کا خوب اہتمام کرو کوئی بھی عمل تقویٰ کے بغیر قبول نہیں ہوتا اور جو قبول ہو جائے وہ تھوڑا کیسے ہو سکتا ہے۔

یہ بُزرگانِ دین **اللہ** کو جاننے والے اور اس کے بندوں کو نصیحت کرنے والے تھے جیسا کہ:

سب سے بڑا خیر خواہ:

﴿15718﴾...امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المُرتَضٰی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: لوگوں کا سب سے بڑا خیر خواہ اور **اللہ** پاک کی زیادہ مَعْرِفت رکھنے والا وہ شخص ہے جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہنے والوں (یعنی مسلمانوں) سے ان کے ایمان کی وجہ سے بہت زیادہ محبت رکھتا اور ان کی تعظیم کرتا ہے۔

بھلائی دو طرح کے لوگوں کو ملتی ہے:

﴿15719﴾...امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا علی المُرتَضٰی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں: بھلائی یہ نہیں کہ تجھے کثیر مال و اولاد حاصل ہو جائے بلکہ بھلائی یہ ہے کہ تیرا علم کثیر ہو اور حلم بھی زیادہ ہو اور **اللہ** پاک کی عبادت اتنی زیادہ کرے کہ لوگوں سے سبقت لے جائے۔ جب تُو نیکی کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس پر **اللہ** پاک کا شکر بجالا اور اگر گناہ میں پڑ جائے تو **اللہ** پاک سے اس کی بخشش طلب کر۔ دُنیا میں بھلائی دو طرح کے لوگوں کو حاصل ہوتی ہے ایک تو اس آدمی کو جو گناہ ہو جانے کی صورت میں توبہ کر کے اس کا تدارُک (اصلاح) کر لیتا ہے

یا پھر وہ شخص جو نیکیاں کرنے میں جلدی کرتا ہے۔ تقویٰ و پرہیز گاری سے کیا گیا کوئی عمل بھی قلیل نہیں ہوتا اور جو عمل مقبول ہو جائے وہ قلیل ہو بھی کیسے سکتا ہے۔

صحابہ کی پیروی کرنے والے:

یہ بزرگانِ دین صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی اقتدا کرنے والے اور ان کے راستے کی پیروی کرنے والے تھے۔ یہ صبح اس حال میں کرتے کہ بال بکھرے ہوتے، بدن گرد آلود اور چہرے زرد ہوتے تھے ایسے لگتا جیسے لوگ ان کے سامنے تعزیت کرنے کے لئے جمع ہیں۔ ان کی رات تلاوتِ قرآن میں گزرتی، یہ اللہ پاک کا ذکر کرتے تو اس طرح جھومتے جس طرح آندھی میں درخت جھومتا ہے۔ یہ ہدایت کے چراغ تھے، نہ ظلم کرتے اور نہ ہی ریاکاری میں پڑتے تھے۔ ان کے کپڑے پرانے اور دل نئے تھے۔ دنیا سے بے رغبت اور آخرت میں رغبت کرنے والے تھے۔ اللہ پاک کو جاننے والے، اس کے کلام میں غور کرنے والے، اس کی نصیحتوں سے نصیحت حاصل کرنے والے تھے۔ انہوں نے زمین کو فرش، اس کی مٹی کو اپنا بستر، قرآن و دعا کو اپنی چادر اور پہچان بنالیا۔ انہوں نے پاکیزہ دلوں اور خشیت والی نگاہوں سے اس کی عبادت کی۔ حقیقی علم ان کے پاس آتا ہے، وہ اللہ پاک کے لئے اس کی حجت اور دلیل کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں جس سے عیش پرست لوگ کنارہ کشی کرتے ہیں۔ جن چیزوں سے جاہلوں کو وحشت ہوتی ہے اُنہیں اس سے اُنسیت حاصل ہوتی ہے۔ ان کے جسم تو دنیا میں ہوتے ہیں لیکن روحیں اعلیٰ مناظر کے ساتھ معلق ہوتی ہیں۔ یہ اولیا میں سے اصفیا اور اتقیا میں سے عُمدہ لوگوں کی صفات ہیں۔ یونہی جو ان کے افعال کی پیروی کرتے اور ان کے احوال کی رعایت کرتے ہوئے ان کی راہ چلے تو ایسے کی زیارت نفع مند اور اس کی محبت اور صحبت قابلِ رشک ہے۔

بہترین لوگ:

﴿15720﴾... حضرت سیّدَتُنا اسماء بنتِ یزید رَضِیَ اللہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ حُضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے بہترین لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: ضرور۔ ارشاد فرمایا: جب انہیں دیکھو تو اللہ یاد آجائے، جب وہ کلام کریں تو ان کا کلام اسلام کی سربلندی، لوگوں کی نجات اور بہتری کے لئے ہو، اپنی عزت، دنیا کی طلب اور لوگوں میں مقبولیت کی خاطر نہ ہو۔ وہ اپنے

علم پر عمل کرتے، اپنی رائے کو پس پشت ڈالتے، اپنے اَسلاف کی راہ کی پیروی کرتے، قرآن پاک اور اپنے نبی کی سنت کو مضبوطی سے تھامتے ہیں۔ خُشُوع ان کے لباس سے جھلکتا ہے، پرہیزگاری ان کی زینت اور خوف ان کا زیور ہوتا ہے۔ ان کا کلام ذکر اور ان کی خاموشی (آخرت کی) فکر ہوتی ہے۔ لوگوں کے لئے ان کی نصیحت پھیلی ہوتی ہے، لوگوں کی برائیاں ان سے چھپی ہوتی ہیں، لوگوں کے عُیُوب ان کے پاس دفن ہوتے ہیں۔ وہ اپنے پاس بیٹھنے والوں کو دنیا سے بچا کر اور اسے پَسِ پُشت ڈال کر زُہد کا وارث بناتے ہیں اور انہیں آگے بڑھا کر آخرت کا شوق اور رغبت دلاتے ہیں۔[1]

حضرت سیِّدُنا نعمان بن عبدُ السلام رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه

اَصفہان کے جن مُحَدِّثین اور راویوں کا ہم نے اپنی کتاب "طبقات المحدثین" میں ذکر کیا ہے ان متقدمین میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو المُنذر نعمان بن عبد السلام رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بھی ہیں۔ آپ کے والدِ گرامی سلطان کی طرف سے حاکم بنے، بڑی جاگیر اور بہت زیادہ مال وراثت میں چھوڑا۔ حضرت سیِّدُنا نعمان بن عبد السلام رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے اس میں سے کچھ نہ لیا اور دنیا سے دور ہو کر زُہد کی راہ اختیار کی۔ حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری اور حضرت سیِّدُنا امام مالک رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِمَا کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔

نیک لوگوں کی برکات:

﴿15721﴾... حضرت سیِّدُنا ابُو عَبْدُ الله کسائی رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے: ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ شہر کی چار دیواری کے پاس ایک فِرِشتہ دوسرے سے کہہ رہا ہے: اس شہر کو الٹ دو۔ دوسرے نے جواب دیا: میں اسے کیسے اُلٹ دوں حالانکہ نعمان بن عبد السلام کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا اِبنِ مَعدان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه

علم، فضل اور عبادت میں متقدمین سے ملنے والے حضرت سیِّدُنا محمد بن یُوسُف بن معدان بن سُلیم رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه بھی ہیں۔ آپ کا لقب زاہدوں کا دولہا تھا۔ آپ کا ذکر گزر چکا، آپ کے دو بھائی حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن اور

[1] ... ابن ماجه، كتاب الزهد، باب من لا يؤبه له، ۴/۴۳۱، حديث: ۴۱۱۹، مختصر

حضرت سیِّدُنا عبد العزیز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا تھے۔ آپ نے مَصِّیْصَہ میں وفات پائی اور حضرت سیِّدُنا مخلد بن حسین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنی جائداد چھوڑ کر زہد کی راہ اختیار کی۔

﴿15722﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ مَعدان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: یقیناً وہ نامراد ہے جس کا حصہ **اللہ** پاک کی طرف سے صرف دنیا ہے۔ آپ اکثر یہ شعر بطور مثال کہا کرتے تھے:

اِذَا كُنْتَ فِيْ دَارِ الْهَوَانِ فَاِنَّمَا   يُنْجِيْكَ مِنْ دَارِ الْهَوَانِ اجْتِنَابُهَا

ترجمہ: جب تو ذلت کے گھر میں ہے تو سن لے کہ اس گھر سے بچنا ہی تجھے ذلت کے گھر (جہنم) سے بچائے گا۔

حضرت سیِّدُنا عامر بن حَمْدَوَیْہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان متقدمین بزرگوں میں سے ایک زاہد حضرت سیِّدُنا عامر بن حمدویہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ مَسِیلہ شہر میں رہائش پذیر رہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت بابرکت پائی، ان سے سنا اور مسائل روایت کئے۔

حضرت سیِّدُنا عِصام بن یزید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان مُتَقَدِّمین بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا عِصام بن یزید بن عَجْلان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کی کنیت ابو الخیر اور لقب خیر ہے۔ آپ 13 سال حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت میں رہے۔ خلیفہ مہدی کی طرف قاصد بن کر گئے، وہ آپ کے ساتھ حُسنِ سلوک سے ملا اور مال کا نذرانہ پیش کیا مگر آپ نے قبول نہ کیا اور وہاں سے لوٹ کر حضرت سیِّدُنا سُفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بارگاہ میں چلے آئے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے عَرض کی: اگر آپ بھی مہدی کے پاس چلے جایا کریں تو کوئی حرج نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں خلیفہ مہدی سے اس وجہ سے ڈرتا ہوں کہ وہ میری اہانت کرے گا؟ نہیں! بلکہ میں تو اس کی عزت افزائی سے ڈرتا ہوں۔ جب حضرت سیِّدُنا سفیان ثوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا وصال ہو گیا تو حضرت سیِّدُنا عصام بن یزید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اصفہان لوٹ آئے اور وہیں رہائش پذیر ہو گئے۔

حضرت سیِّدُنا موسٰی بن مساوِر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان متقدمین بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا موسٰی بن مساوِر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ

نے حضرت سیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ اور حضرت سیِّدُنا وکیع رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِما سے احادیث روایت کیں۔ اچھے اور فاضل تھے۔ والد کی وراثت میں سے جو ملا پرہیز گاری کی وجہ سے اپنے بھائیوں کے لئے چھوڑ دیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والد بادشاہ کی جانب سے حاکم تھے، مسافر خانوں کی تعمیر اور راستوں کی دُرستی اور مرمت کے حوالے سے ان کے کاموں کی شہرت تھی۔

مدد کرنے کے سبب مغفرت:

﴿15723﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد بن حیان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھ تک یہ خبر پہنچی کہ حضرت سیِّدُنا موسیٰ بن مُساوِر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا: **اللہ** پاک نے آپ کے ساتھ کیا مُعاملہ فرمایا؟ کہا: **اللہ** پاک نے مجھے بخش دیا۔ میں ایک عورت کے پاس سے گُزرا جو پانی کا مٹکا اُٹھائے ہوئے تھی اور اسے مٹکا اٹھانے میں بہت دقت ہو رہی تھی، میں نے اس کا مٹکا اُٹھایا اور منزل تک پہنچا دیا۔ **اللہ** پاک نے میرے اس عمل کو قبول فرمالیا اور میری مغفرت فرمادی۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن ولید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اصفہان کے ان متقدمین بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا محمد بن ولید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے مدینہ پاک میں رہائش اختیار کی اور حضرت سیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے احادیث سنیں۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو ابدالوں میں شمار کیا گیا اور آپ کی دُعا قبول ہوتی تھی۔

حضرت سیِّدُنا محمد بن نعمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان متقدمین بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا محمد بن نعمان بن عَبْدُ السَّلام رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا وکیع، حضرت سیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ، حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن عَیَّاش رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم کی صحبت پائی۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بڑے پرہیز گار اور پختہ عقل کے مالک تھے۔ حضرت سیِّدُنا زید بن اَخرم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آپ کو اہل اصفہان کا عابد کہتے تھے۔ آپ نے مجاہدہ کو اپنی عادت بنالیا تھا یہاں تک کہ مسلسل مشقت کی وجہ آپ کمزور ہو گئے تھے اور آپ کی عقل کے بارے میں خوف کیا جانے لگا۔ پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آسانی کی جانب لوٹ آئے اور کھانے اور لباس کی سختی کو چھوڑ دیا۔

ایک لاکھ صدقہ کرنے سے زیادہ پسندیدہ:

﴿15724﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن محمد بن صُبَیح رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا محمد بن نعمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: مجھے مظلوم کے مطالبہ میں ایک پیسہ دینا ایک لاکھ صدقہ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

﴿15725﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن نعمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: گناہ پر اصرار کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں۔

حضرت سیِّدُنا صالح بن مہران رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان متقدمین بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو سفیان صالح بن مہران رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کو دانشور کہا گیا اور آپ کا کلام لکھا جاتا تھا۔ حضرت سیِّدُنا سلیمان شَاذَ کُونی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیِّدُنا ابو سفیان صالح بن مہران رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے زیادہ پرہیز گار نہیں دیکھا۔

اسلام پر عمل کرنے کا اوزار:

﴿15726﴾... حضرت سیِّدُنا صالح بن مہران رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگوں کو چاہیے وہ اس بات کا یقین کر لیں کہ وہ اسلام میں خوشی نہیں دیکھیں گے۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ ہر پیشے سے وابستہ شخص اپنے پیشے میں اوزار کے بغیر کام نہیں کر سکتا اور اسلام پر عمل کرنے کا اوزار علم ہے اور جب تم کسی عالم کو دیکھو کہ وہ اپنے علم پر عمل کرنے میں محتاط نہیں ہے تو ایسے عالم سے علم کی بات لینا تمہارے لئے مناسب نہیں ہے۔

﴿15727﴾... حضرت سیِّدُنا صالح بن مہران رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: لوگوں نے دنیا کی چابی سے دنیا کو کھولنا چاہا تو نہ کھلی، پھر انہوں نے اس پر آخرت کی چابیاں استعمال کیں تو وہ کھل گئی۔

دو طرح کی پرہیز گاری:

﴿15728﴾... حضرت سیِّدُنا صالح بن مہران رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ پرہیز گاری دو طرح کی ہے: ایک دُرست پرہیز گاری اور دوسری بے وقوفی والی پرہیز گاری۔ درست پرہیز گاری یہ ہے کہ تم کسی شخص کو کہو، کہاں سے آئے ہو تو وہ جواب دے بازار سے۔ اور بے وقوفی والی پرہیز گاری یہ ہے کہ تم کسی شخص سے کہو: کہاں سے آئے ہو؟ تو وہ جواب دے: اگر اللہ نے چاہا تو مسجد سے۔

﴿15729﴾... حضرت سیِّدُنا صالح بن مہران رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہر وہ عمل جو اللہ پاک کے علاوہ کسی کی خوشنودی کے لئے کیا جائے تو وہ عمل گناہ ہے اور اخلاص یقین کامل ہے۔

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن خالد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اصفہان کے ان مُتَقَدِّمین بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خالد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ عبادت گزاری اور تقویٰ و پرہیز گاری میں بلند مقام رکھتے تھے اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو مجبور کر کے قاضی بنایا گیا۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا سفیان بن عُیَیْنَہ، حضرت سیِّدُنا شُعَیب بن حَرْب اور حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن ابو بکر شیبانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

﴿15730﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن مُطَرِّف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن خالد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ایک دن عدالت جا رہے تھے اور آپ کا بیگ آپ کے غلام کی گردن میں تھا۔ ایک شخص کے گدھے سے اس کا سامان گر گیا تو اس نے کہا: سامان اُٹھانے میں میری مدد کرو۔ حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنے غلام سے فرمایا: بیگ رکھ دو۔ اور خود اپنا تَن پوش (کپڑوں کے اوپر پہننے کا چغہ) اتار کر اپنے کندھے پر رکھا اور اپنے غلام کے ساتھ مل کر اس شخص کا سامان اس کے گدھے پر رکھ دیا۔ پھر اپنا تن پوش پہنا اور عدالت کی طرف تشریف لے گئے۔

ایک دن شہر کی عدالت میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے کسی فیصلے کا حکم سنایا تو جس شخص کے خلاف فیصلہ کیا تھا اس نے کہا: اللہ پاک سے ڈریئے۔ یہ سننا تھا کہ آپ اپنا ہاتھ سر پر مارتے ہوئے کہنے لگے: قاضی کے سر پر خاک، قاضی کے سر پر خاک۔ آپ نے اپنا بیگ اور رجسٹر پھاڑ دیا اور بھاگ نکلے۔ اس دن کے بعد کسی نے آپ کو نہیں دیکھا سوائے ایک دن سرحد پر پہرہ داری کرتے ہوئے۔

حضرت سیِّدُنا رَجاء بن صُہَیب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اصفہان کے ان متقدمین بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو غسّان رَجاء بن صُہَیب جَرْوانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ دنیا سے اعراض اور کنارہ کشی کرنے والے تھے۔

دنیا جنت کی طرف جانے کا راستہ ہے:

﴿15731﴾... حضرت سیِّدُنا رجاء بن صہیب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: دنیا جنت کی طرف جانے کا کتنا اچھا راستہ

ہے۔ جو دنیا کو راستہ بناتا ہے وہ دنیا کمانے میں نہیں پڑتا۔ دنیا عقلمندوں کے لئے راستہ ہے جہاں وہ اپنی جانوں کے ساتھ کچھ نفع اٹھا کر حقیقی گھر کی طرف چلے جاتے ہیں۔

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللّٰہ بن داود رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان مُتَقَدِّمِین بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللّٰہ بن داود سَنْدِیلہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ عبادت گُزار، نیک اور فاضل تھے اور آپ کی دُعا قبول ہوتی تھی۔ آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا حسین بن حَفْص رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ سے حدیث روایت کی۔

خواہش نفس کی پیروی سے مراد:

﴿15732﴾... حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللّٰہ بن داود رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: خواہشات کی طرف جھکنے والوں سے بُغْض رکھنا حق کی علامت ہے۔ جس نے حق سے محبت کی تو اس پر خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے والوں سے بُغْض رکھنا لازمی ہے۔ خواہشاتِ نفس کی پیروی سے مُراد اَسلاف کے مُعاملات سے ہٹنا اور اپنی رائے کی پیروی کرنا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابراھیم بن عیسٰی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان مُتَقَدِّمِین بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن عیسٰی زاہد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ حضرت سیِّدُنا معروف کَرخی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کی صحبت میں رہے اور حضرت سیِّدُنا ابوداود طَیالسی اور حضرت سیِّدُنا محمد بن مُقْرِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِمَا جیسے مُحَدِّثِین سے احادیث سنیں۔

مخلوقِ خدا کی فکر:

﴿15733﴾... حضرت سیِّدُنا ابو جعفر دانی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت سیِّدُنا ابراہیم بن عیسٰی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے گھر میں تھا۔ میں نے دیکھا کہ جب وہ تہجد کی نماز سے فارغ ہوتے تو یہود، نصاریٰ اور مجوسیوں کے لئے ہدایت کی دعا کرتے۔ پھر جب اپنی اس دعا سے فارغ ہوتے تو دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے اور کہتے: اے **اللّٰہ**! اگر میں جہنم میں داخل ہو جاؤں تو پھر میرے جسم کو بہت بڑا کر دے تاکہ میری بڑی جسامت کی وجہ سے جہنم میں رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے امتی کے لئے کوئی جگہ ہی نہ بچے۔

ربِّ کریم سے اچھا گمان رکھو:

اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا فرمان ہے: مومن وہ ہے جو اپنے ربّ سے اچھا گمان رکھتا، اس کے وعدے پر بھروسا رکھتا، تقویٰ کو اپنا ساتھی، قرآن کو دلیل، خوف کو راستہ، شوق کو سواری، ڈر کو شعار، نماز کو خزانہ، صبر کو وزیر اور حیاء کو نگران بناتا ہے۔ مومن اللہ پاک کے لئے جب نیکی اور بھلائی میں اضافہ کرتا ہے تو اللہ پاک اس میں اپنے خوف کا اضافہ فرماتا ہے۔ اللہ پاک کے ساتھ اچھا گمان رکھو وہ تمہارا عمل اچھا کردے گا۔

شانِ امیر معاویہ:

﴿15734﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ عُمَر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: ابھی تمہارے پاس جنّتی شخص آئے گا تو حضرت مُعاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ حاضر ہوئے۔ اگلے دن یہی ارشاد فرمایا تو پھر حضرت معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ حاضر ہوئے۔ اس سے اگلے دن بھی یہی ارشاد فرمایا تو پھر حضرت معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ تشریف لائے۔[1]

حضرت سیِّدُنا عبد الوہاب ضَبِّی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان مُتَقَدِّمِین بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا عبد الوہاب بن مُنذِر ضَبِّی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ فقیہ، عبادت گُزار، روزہ دار اور رات عبادت میں گزارنے والے تھے۔ آپ روزانہ قرآن پاک کا ختم فرماتے اور وفات تک آپ کا یہی معمول رہا۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا مُعْتَمِر بن سلیمان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے احادیث روایت کیں۔

بھلائی کی ابتدا:

﴿15735﴾... حضرت سیِّدُنا عبد الوہاب ضبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ہر چیز کی کوئی نہ کوئی ابتدا ہوتی ہے اور بھلائی کی ابتدا استغفار کرنا ہے۔ اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۗ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ (۱۰) (پ۲۹، نوح: ۱۰)

ترجمۂ کنزالایمان: اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے۔

---

[1] ...شرح اصول عقائد اھل سنۃ، سیاق... فضائل... معاویۃ بن ابی سفیان، الجزء الثامن، ۲/ ۱۲۶۰، حدیث: ۲۷۷۹

یعنی اللہ پاک اِستغفار کرنے والوں کی بخشش فرماتا رہتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا حامد شَاذَہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان مُتقدِّمین بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا حامد بن مَنْصُور بن حُسین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ جامع مسجد کے مُؤذن اور شاذہ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی دُعائیں قبول ہوتی تھیں اور آپ امانت دار اور خیر خواہ لوگوں میں سے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا سلیمان بن حَرْب اور حضرت سیِّدُنا اَزْہر بن سعید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا سے احادیث روایت کیں۔

نیکی کے ارادے پر بھی ثواب:

﴿15736﴾... حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہ کیا تو اس کے لئے ایک نیکی کا ثواب لکھا جائے گا اور جس نے نیکی کی تو اس کے لئے دس سے سات سو گُنا تک کا ثواب ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا اُسَید بن عاصِم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان مُتقدِّمین بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابوالحسین اُسید بن عاصم بن محمد رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ اور آپ کے بھائی حضرت سیِّدُنا محمد بن علی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ان لوگوں میں سے ہیں جو علم، عبادت، اچھے اخلاق اور نیک اعمال میں حضرت سیِّدُنا سفیان ثَوری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھیوں کے طریقے پر چلے۔ لوگ پریشانیوں اور مصائب میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے دُعاؤں کی اِلتجا کرتے، آپ دُعا کرتے تو اسی وقت دُعا قبول ہوتی۔ لوگ دور دراز کے علاقوں سے آپ کے پاس آتے اور آپ سے اپنے مسائل میں دُعا کا کہتے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ان کے لئے دعا کرتے تو وہ اس کی قبولیت کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔

﴿15737﴾... حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت

---

[1]...مسلم، کتاب الایمان، باب اذا ھم العبد بحسنة... الخ، ص ۷۴، حدیث: ۳۳۷

مسند امام احمد، مسند ابی ھریرة، ۳/ ۳۸۳، حدیث: ۹۳۳۱

صفیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو آزاد فرمایا اور ان کی آزادی ان کا مہر قرار دیا۔[1]

اس کا کوئی دین نہیں جو۔۔۔!

﴿15738﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں حُضُور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ارشاد فرماتے سنا: اے لوگو! اس شخص کا کوئی دین نہیں جو قرآن کی کسی آیت کا انکار کرے۔ اے لوگو! اس شخص کا کوئی دین نہیں جو **اللہ** پاک کی طرف جھوٹی اور باطل بات منسوب کرے۔ اے لوگو! اس شخص کا کوئی دین نہیں جو **اللہ** پاک کی نافرمانی کرنے والے کی اِطاعت کرے۔[2]

حضرت سیِّدُنا ابو جعفر فِریابی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے مُتَقَدِّمین بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو جعفر احمد بن مُعاویہ اور ان کے بھائی حضرت سیِّدُنا ہُذیل بن مُعاویہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا بھی ہیں۔ یہ دونوں حضرات عبادت، اِتّباع اور اِقتدا میں اَبدال اور اَولیاء کے نقشِ قدم پر تھے۔ دونوں حضرات نے حضرت سیِّدُنا سُفیان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھیوں اور حضرت سیِّدُنا حسین بن حَفْص رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ وغیرہ سے احادیث سُنیں۔

﴿15739﴾... حضرت سیِّدُنا ابو البَختری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایک اعرابی مسجد میں آیا اور اس نے وہاں پیشاب کر دیا، لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور ملامت کرنے لگے۔ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے چھوڑنے کا فرمایا اور پانی منگوا کر پیشاب کی جگہ پر بہانے کا حکم دیا، پھر آپ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا: "بے شک تم ہدایت دینے کے لئے بھیجے گئے ہو گمراہ کرنے کے لئے نہیں، سکھانے والے ہو جاؤ حق کی مخالفت کرنے والے نہ بنو، اس شخص کی دُرُست راہنمائی کرو۔" راوی کہتے ہیں: وہی شخص اگلے دن مسجد آیا اور یہ دعا کی: اے **اللہ**! میری اور حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مغفرت فرما اور ہم دونوں کے علاوہ کسی کی مغفرت نہ فرمانا۔ لوگوں نے اس کے ساتھ وہی مُعاملہ کیا جو گزشتہ روز کیا تھا تو رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُن سے فرمایا: "بے شک تم ہدایت دینے کے لئے بھیجے گئے ہو گمراہ کرنے کے لئے نہیں، سکھانے والے ہو جاؤ حق کی مخالفت کرنے

---

1 ...بخاری، کتاب النکاح، باب من جعل عتق الامۃ صداقہا، ۳/۴۲۷، حدیث: ۵۰۸۶

2 ...طبقات المحدثین باصبہان لابی الشیخ، ۳/۲۰۵، رقم: ۲۳۳: اسید بن عاصم، حدیث: ۳۲۶

والے نہ بنو، اس شخص کی دُرُست راہنمائی کرو۔"[1]

مہینہ دو مہینہ بغیر کھائے گزارنا:

﴿15740﴾... حضرت سیِّدُنا ابو جعفر فریابی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی روایت سے ہے کہ حضرت سیِّدُنا ابراہیم تیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: مجھ پر مہینہ اور دو مہینے ایسے بھی گزرتے ہیں جس میں کوئی چیز نہیں کھاتا۔

﴿15741﴾... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ بے شک حضور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مُردوں کو بُرا کہنے سے منع فرمایا۔[2] اور ارشاد فرمایا: اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کے نامہ میں اعمال استغفار کی کثرت ہو۔[3]

﴿15742﴾... حضرت سیِّدُنا مُطَرِّف بن شِخِّیر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اِخلاص والے کے ساتھ اِخلاص والا معاملہ ہوتا ہے اور کھوٹ والے کے ساتھ کھوٹ والا معاملہ ہوتا ہے۔

﴿15743﴾... حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن سعید رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اسلام میں دو بھائی ہوں ان میں سے ایک کو لوگ جانتے پہچانتے ہوں اور دوسرے کو نہ پہچانتے ہوں حالانکہ دونوں ایک جیسے ہوں مگر افضل وہ ہے جسے لوگ نہیں پہچانتے۔

حضرت سیِّدُنا اَحمد بن محمد بن اِسحاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے مُتَقَدِّمین بزرگوں میں سے ایک عبادت گُزار اور دوسروں پر خَرچ اور سخاوت کر کے خود سادہ زندگی گزارنے والے حضرت سیِّدُنا ابو عثمان احمد بن محمد بن اِسحاق رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ حضرت سیِّدُنا ابنِ رَجاء بن صہیب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے داماد ہیں، آپ کی عبادت اور سخاوت بہت مشہور تھی اور آپ سے کثیر احادیث مروی ہیں۔

﴿15744﴾... اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

---

1 ...بخاری، کتاب الوضوء، باب صب الماء... الخ، ۱/ ۹۷، حدیث: ۲۲۰ مختصراً۔ جامع الآثار فی السیر ومولد المختار، ۵/ ۱۰۱

2 ...بخاری، کتاب الجنائز، باب ما ینھی من سب الاموات، ۱/ ۴۷۰، حدیث: ۱۳۹۳

3 ...ابن ماجہ، کتاب الادب، باب الاستغفار، ۴/ ۲۵۷، حدیث: ۳۸۱۸

نے ارشاد فرمایا: جس گھر میں کھجور نہ ہو تو اس گھر کے لوگ بھوکے ہیں[1]۔[2]

حضرت سیِّدُنا موسٰی خَزَّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے متقدمین بزرگوں میں سے ایک عبادت گزار، مُعزز اور بہت فضیلتوں والے حضرت سیِّدُنا ابو عبدُالرحمٰن موسٰی بن عبد الرحمٰن خزاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔

﴿15745﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد بن حَیّان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا موسٰی خَزّاز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فضیلت والے اور بہت عبادت گُزار تھے۔ گھر میں گوشہ نشین ہو کر **اللہ** پاک کے ذکر اور اس کے مشاہدہ سے انسیت حاصل کرتے تھے۔ آپ نے بہت سی احادیث روایت کیں۔

﴿15746﴾... حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ حُضُور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ صاف کر کے کھالے اور اسے شیطان کے لئے پڑا نہ رہنے دے[3] اور تم میں سے کوئی شخص کھانا کھا کر اپنا ہاتھ رومال سے نہ پونچھے یہاں تک کہ اپنی انگلیوں کو خود چاٹ لے یا کسی اور سے چٹوالے[4]، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔[5]

حضرت سیِّدُنا احمد بن مَھدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان متقدمین بزرگوں میں سے حضرت سیِّدُنا ابو جعفر احمد بن مَہدی بن رُسْتُم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی

1... یہ اس زمانے اور اس ملک کے لحاظ سے ہے کہ وہاں کھجوریں بکثرت ہوتی ہیں اور جب گھر میں کھجوریں ہیں تو بال بچوں اور گھر والوں کے لیے اطمینان کی صورت ہے کہ بھوک لگے گی تو انہیں کھالیں گے، بھوکے نہیں رہیں گے۔ (بہار شریعت، حصہ 16، 3/370)

2... مسلم، کتاب الاشربۃ، باب فی ادخار التمر... الخ، ص ۸۷۱، حدیث: ۵۳۳۷

3... اگر گرے ہوئے لقمے میں کوئی مٹی وغیرہ پاک چیز لگ گئی ہے، تو اسے صاف کر کے لقمہ کھائے (جبکہ صاف کرنا ممکن ہو)۔ (مراٰۃ المناجیح، 6/11، 12)

4... مشہور مفسر، حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ **مراٰۃ المناجیح، جلد 6، صفحہ 11** پر "**چٹادے**" کے تحت فرماتے ہیں: اپنی بیوی کو یا خاوند کو یا چھوٹے بچوں کو یا خاص خادم کو یا شاگرد کو یا مرید کو چٹا دے جو اس سے نفرت نہ کرے، بلکہ تبرک سمجھ کر چاٹ لیں، کتوں، بلوں کو نہ چٹائیں۔ بعض مغربی تہذیب کے دلدادہ مسلمانوں کو دیکھا گیا کہ کتے پالتے ہیں اور کتے ان کے ہاتھ پاؤں، گردن بلکہ پیار میں منہ تک چاٹتے ہیں اور یہ خوش ہوتے ہیں۔ نَعُوْذُ بِاللہ

5... مسلم، کتاب الاشربۃ، باب استحباب لعق الاصابع... الخ، ص ۸۶۵، حدیث: ۵۳۰۱، ۵۳۰۲

ہیں۔ آپ پختہ دین والے اور امانت دار محدث تھے۔ آپ نے علم پر بہت مال خرچ کیا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ خوشخبری دینے اور ڈر سنانے والے رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے آثار (احادیث) سے خود بھی روشن تھے اور دوسروں کو بھی روشن کرنے والے تھے۔ آپ بہت زیادہ سخی اور کرم نوازی کرنے والے تھے۔ نیز آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ معبودِ حق کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے والے، عبادت اور شب بیداری سے دوستی رکھنے والے، سنت اور اثر سے الفت رکھنے والے تھے۔

عورت کی پردہ پوشی کرنا:

﴿15747﴾... حضرت سیِّدُنا احمد بن مَہدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بغداد میں ایک رات میرے پاس کوئی عورت آئی اور بتایا کہ وہ علاقے کے کسی شخص کی بیٹی ہے اور بڑی آزمائش میں ہے۔ اس نے مجھے اللہ کی قسم دیتے ہوئے التجا کی آپ میری عیب پوشی کریں گے۔ تو میں نے اس سے پوچھا: تمہیں کیا پریشانی ہے؟ اس نے بتایا: میرے ساتھ زبردستی بدکاری کی گئی ہے جس کی وجہ سے میں حاملہ ہو گئی ہوں اور میں نے لوگوں کو یہ بتایا ہے کہ آپ میرے شوہر ہیں اور میرا یہ حمل بھی آپ سے ہے۔ لہٰذا آپ مجھے رُسوا نہ کریں اور میری پردہ پوشی فرمالیں اللہ پاک آپ کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ میں چپ رہا اور اسے کوئی جواب نہ دیا وہ عورت چلی گئی۔ دن گزرتے گئے اور مجھے اس کے بچہ جننے کے متعلق کوئی خبر نہ تھی کہ ایک دن محلے کے امام صاحب کچھ پڑوسیوں کے ساتھ میرے پاس آئے اور مجھے بچے کی مبارک باد دینے لگے۔ میں نے بھی خوشی کا اظہار کیا اور اگلے ہی دن میں نے دو دینار امام صاحب کی طرف بھجوا دیئے اور کہا کہ اسے اس عورت تک پہنچا دیں تاکہ نومولود بچے پر خرچ کر سکے کیونکہ میرے اور اس عورت کے درمیان جُدائی ہو چکی ہے۔ اسی طرح میں ہر مہینے دو دینار امام صاحب کے ذریعے اس عورت کو بھیج دیا کرتا اور کہتا کہ یہ نومولود پر خرچ کرنے کے لئے ہیں یہاں تک کہ دو سال گُزر گئے۔ پھر اس بچے کا انتقال ہو گیا تو لوگ میرے پاس تعزیت کرنے کے لئے آتے رہے اور میں بھی ان کے سامنے اللہ پاک کے فیصلے پر صبر و رضا کا اظہار کرتا رہا۔ پھر ایک رات وہی عورت وہ تمام دینار جو میں امام صاحب کے ذریعے اسے بھیجا کرتا تھا، میرے پاس لے کر آئی اور مجھے واپس کرنا چاہے اور کہا: اللہ پاک آپ کی پردہ پوشی فرمائے جیسے آپ نے میری پردہ پوشی کی۔ میں نے اس سے کہا: یہ تمام دینار تو میں نے اس بچے کو دیئے

تھے اور یہ اب تمہارے ہیں کیونکہ تم اس بچے کی وارث ہو لہٰذا اسے جہاں بھی خرچ کرنا چاہو کر سکتی ہو۔

﴿15748﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد بن حیَّان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا احمد بن مہدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اپنا سارا مال جو تین ہزار درہم پر مشتمل تھا علم پر خرچ کر دیا۔ راوی فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ انہوں نے 40 سال تک بستر پر آرام فرمایا ہو۔

﴿15749﴾... حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا بالآخر جنت میں داخل ہو گا اگرچہ جنت میں داخلے سے پہلے اسے اس کے بُرے اعمال کے سبب عذاب پہنچے۔[1]

سیِّدُنا طلحہ بن عبید رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی شان:

﴿15750﴾... حضرت سیِّدُنا طلحہ بن عُبَیْدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب رسولِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم غزوۂ اُحد سے واپس تشریف لائے تو منبرِ اقدس پر یہ آیت تلاوت فرمائی:

رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ (پ۲۱، الاحزاب: ۲۳)

ترجمۂ کنز الایمان: کچھ وہ مرد ہیں جنھوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے کیا تھا۔

ایک شخص نے پوچھا: اے رسولِ خدا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم یہ کون لوگ ہیں؟ اسی وقت میں حاضرِ خدمت ہوا جبکہ میرے اوپر دو سبز چادریں تھیں، ارشاد فرمایا: اے پوچھنے والے! یہ (یعنی طلحہ) ان میں سے ہے۔[2]

حضرت سیِّدُنا محمد بن معروف عطّار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

زُہد، عبادت اور پرہیز گاری میں مشہور شخصیات میں سے ایک حضرت سیِّدُنا محمد بن معروف عطّار رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ مُؤمّلہ کے لقب سے مشہور اور جامع مسجد کے امام تھے۔ آپ نے حضرت سیِّدُنا یحییٰ بن سعید قطّان اور حضرت سیِّدُنا یزید بن ہارون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا سے احادیث سنیں۔ مسجد مُؤمّلہ بن معروف آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔

---

1 ... ابن حبان، کتاب الجنائز، باب المریض وما یتعلق بہ، فصل فی المحتضر، ۵/۳، حدیث: ۲۹۹۳

2 ... تفسیر طبری، سورۃ الاحزاب، تحت الآیۃ: ۲۳، ۱۰/۲۸۱، حدیث: ۲۸۴۳۲۔ معجم کبیر، ۱/۱۱۷، حدیث: ۲۱۷

وہ جنت میں داخل ہو گا۔۔۔!

﴿15751﴾... حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو اس حال میں مرے کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی گواہی دیتا ہو یا فرمایا: اس حال میں مرے کہ اللہ پاک کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔[1]

حضرت سیِّدُنا ھارون راعِی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان متقدمین بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو عبد الرحمٰن ہارون بن سعید راعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ زاہدوں اور سیاحت کرنے والوں میں سے تھے۔ آپ نے ملک شام میں حضرت سیِّدُنا ابو سلیمان دارانی، حضرت سیِّدُنا محمد بن مبارک صُوری اور حضرت سیِّدُنا احمد بن عاصم اَنطاکی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم سے ملاقات کی۔ حضرت سیِّدُنا مسعود رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنی مسند میں آپ سے روایت کرتے ہیں جبکہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن ابراہیم بن دُحَیْم اور حضرت سیِّدُنا محمد بن ابو سَری عَسقلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا اور ان کے طبقہ کے لوگوں سے احادیث سنی ہیں۔

گناہ سے توبہ کی فضیلت:

﴿15752﴾... حضرت سیِّدُنا ابو سعید انصاری رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ حُضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ندامت وشرمندگی توبہ ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔[2]

﴿15753﴾... اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (پ۲۶، الحجرات:۱)

ترجمۂ کنز الایمان: اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔

حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا: یعنی تم قرآن وسنت کے خلاف بات نہ کرو۔

1... التوحید لابن خزیمۃ، باب ذکر کثرۃ من یشفع... الخ، ۲/ ۷۸۶، حدیث: ۵۱۳، عن عثمان

2... ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب ذکر التوبۃ، ۴/ ۴۹۲، ۴۹۱، حدیث: ۴۲۵۲، ۴۲۵۰

حضرت سیِّدُنا عَبّاس بن اِسماعیل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان مُتَقَدِّمِین بُزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابوالفضل عباس بن اسماعیل طامِدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کثیر اور نفع مند علم رکھنے کے باوجود عبادت اور گوشہ نشینی پسند فرمایا کرتے تھے۔

غم ہو تو ایسا۔۔۔!

﴿15754﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن یوسُف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عباس طامِدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو طویل بیماری کے بعد غمزدہ دیکھ کر وجہ پوچھی تو فرمانے لگے: اس بیماری کے سبب میں بہت کمزور ہو گیا ہوں جس کی وجہ سے اس مہینے میں نے 30 قرآنِ کریم سے کم ختم کیا ہے۔

فضیلت وسلامتی:

﴿15755﴾... حضرت سیِّدُنا عباس طامِدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا حسین بن فَرَج رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن مبارک رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا: اگر لوگوں کے ساتھ رہنے میں فضیلت ہے تو تنہائی میں سلامتی ہے۔

انسانی بناوٹ میں ربِّ کریم کی مہربانیاں:

﴿15756﴾... حضرت سیِّدُنا عباس طامِدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ حضرت سیِّدُنا مکی بن ابراہیم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا محمد بن کعب قُرَظی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا یا فرمایا: حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے صحیفے میں پڑھا تو میں نے اس میں یہ پایا کہ **اللہ** پاک ارشاد فرماتا ہے: اے آدمی! تُو نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ میں نے تجھے پیدا کیا حالانکہ اس سے پہلے تُو کوئی چیز ہی نہیں تھا اور میں نے تجھے سیدھا انسان بنایا، میں نے تجھے چُنی ہوئی مٹی سے بنایا، پھر میں نے تجھے ایک مضبوط ٹھہراؤ میں پانی کی بوند کیا، پھر میں نے اس پانی کی بُوند کو خون کی پھٹک کیا پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا پھر میں نے تجھے ایک نئی صورت میں اُٹھان دی۔ اے آدمی! کیا میرے علاوہ کوئی اس کام کی قُدرت رکھتا ہے؟ پھر میں نے تیری ماں سے تیرے بوجھ کو ہلکا کر دیا یہاں تک کہ وہ تیری وجہ سے نہ

اکتائی اور نہ ہی تکلیف ہوئی پھر میں نے آنتوں کی طرف الہام کیا کہ وہ پھیل جائیں اور اعضاء کی طرف الہام کیا کہ وہ جُدا جُدا ہو جائیں، تو آنتیں تنگی کے بعد وسیع ہو گئیں اور اعضاء ایک دوسرے میں پیوست ہونے کے باوجود جُدا جُدا ہو گئے۔ پھر میں نے رحم پر مامور فرشتے کی طرف وحی کی کہ وہ تجھے تیری ماں کے پیٹ سے نکالے تو اس نے اپنے پر کے ذریعے تجھے آزاد کروایا۔ پھر میں تیری طرف متوجہ ہوا تو تُو ایک کمزور سی مخلوق تھا، تیرا کوئی دانت نہیں تھا کہ تُو کچھ کاٹ سکتا اور تیری کوئی ڈاڑھ نہیں تھی کہ تُو چبا سکتا۔ میں نے تیرے لئے تیری ماں کے سینے میں سردی میں گرم اور گرمی میں ٹھنڈا دودھ جاری کر دیا اور اس دودھ کو تیرے لئے کھال، گوشت، خون اور رگوں کے درمیان جاری کیا۔ پھر میں نے تیرے لئے تیرے باپ کے دل میں رحم اور ماں کے دل میں ترس ڈال دیا تو وہ دونوں تیرے لئے کوششیں کرتے، تیری پرورش کرتے، تجھے غذا مہیا کرتے اور تیرے سونے تک نہیں سوتے تھے۔ اے آدمی! میں نے یہ سارے احسانات تیرے مستحق ہونے یا تیرے ذریعے کسی حاجت کو پورا کرنے کے لیے نہیں کیے۔ اے آدمی! جب تیرے دانت کاٹنے اور تیری ڈاڑھ چبانے کے قابل ہو گئی تو میں نے تجھے گرمی اور سردی کے الگ الگ پھل کھلائے۔ پھر جب تُو جان گیا کہ میں تیرا ربّ ہوں تو تُو نے میری نافرمانی کی۔ بندے! مجھے پکار میں تیرے بہت قریب ہوں، تیری پکار کا جواب دیتا ہوں اور مجھ سے اپنے گناہوں کی مُعافی طلب کر بے شک میں بخشنے والا اور مہربان ہوں۔

حضرت سیِّدُنا زَکریا بن صَلْت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان مُتَقَدِّمین بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا زکریا بن صَلْت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ مستحکم پرہیزگاری والے اور نرم دل تھے اور عبادت و ریاضت اور گوشہ نشینی میں مشہور تھے۔

﴿15757﴾... حضرت سیِّدُنا زکریا بن صَلْت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ** پاک کی عبادت سے بڑھ کر کوئی چیز گناہگار کی شفاعت کرنے والی نہیں ہے۔

بدعتیوں کو دیکھنے سے بھی بچو:

﴿15758﴾... حضرت سیِّدُنا زکریا بن صَلْت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس نے اپنی آنکھوں سے کسی بدمذہب کی طرف نظر کی تو اس نے اپنی نظر سے اندھے پن کی مدد کی۔ خبردار! بدعتیوں کی طرف نظر کرنے سے اپنی

آنکھوں کو بچاؤ۔

﴿15759﴾... حضرت سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ہر بدعت جس کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کو دھوکا دیا جائے اس کے لئے اللّٰہ پاک کی طرف سے ایک ایسا شخص ہوتا ہے جو اسلام سے بدعت کو دور کرتا ہے اور اس کی نشانیاں بتاتا ہے لہٰذا کمزوروں سے بدعت کو دور کرنے کے لیے ایسے شخص کی مجلسوں کو غنیمت جانو اور اللّٰہ پاک پر بھروسا رکھو اور اللّٰہ ہی کافی اور کام بنانے والا ہے۔[1]

حضرت سَیِّدُنا عبد اللّٰہ اور حضرت سَیِّدُنا ھمام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِما

اَصفہان کے ان مُتَقَدِّمِین بُزرگوں میں سے دو بھائی حضرت سَیِّدُنا ابو بکر عَبْدُ اللّٰہ اور حضرت سَیِّدُنا ابو عَمْرو ہَمّام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِما بھی ہیں جو حضرت سَیِّدُنا محمد بن نعمان بن عَبْدُ السلام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے صاحبزادے ہیں۔ دونوں بھائیوں نے علم اور عبادت اپنے مشہور اسلاف سے وراثت میں پائے۔ حضرت سَیِّدُنا ابو بکر عَبْدُ اللّٰہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ پر پیشوائی اور روایت حدیث کا غلبہ تھا جبکہ حضرت سَیِّدُنا ابو عَمْرو ہَمّام رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ پر عبادت اور پرہیزگاری غالب تھی۔ دونوں بھائیوں کا حال علم اور عبادت میں بہت مشہور تھا اور لوگوں کے درمیان ان کی فضیلت پھیلی ہوئی تھی۔

﴿15760﴾... اُمُّ الْمُؤمِنِین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جو یہ چاہتا ہے کہ ہمیشہ عمل کرنے والے کی طرح آگے بڑھے تو اسے چاہیے کہ وہ گناہوں سے بچے۔[2]

میزان پر بھاری کلمات:

﴿15761﴾... حضرت سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: دو کلمے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے، میزان پر بھاری اور رحمٰن کو بہت پیارے ہیں: (1) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ (2) سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْم۔[3]

1... الضعفاء للعقیلی، ۳/۸۵۱، رقم: ۱۰۷۹: عبد الغفار المدینی۔ جامع صغیر، ص۱۴۴، حدیث: ۲۳۷۳

2... موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب التوبۃ، ۳/۳۸۸، حدیث: ۳

3... بخاری، کتاب الدعوات، باب فضل التسبیح، ۴/۲۲۰، حدیث: ۶۴۰۶

مسلم، کتاب الذکر... الخ، باب فضل التھلیل... الخ، ص۱۱۰۹، حدیث: ۶۸۳۶

حضرت سیِّدُنا محمد بن فَرَج رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان متقدمین بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن فَرَج وِذْکانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کا شمار ابدالوں میں ہوتا تھا، احوال میں ثابت قدم تھے اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی دُعا قبول ہوتی تھی۔ حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت میں رہے۔ جہاد اور اسلامی سرحد پر پہرہ داری کی خدمت بھی میسر رہی۔ آپ یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے **اللہ**! اپنی پسندیدہ جگہ پر میری روح قبض فرمانا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ تین مرتبہ طوس شہر گئے اور وہیں 284ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

خدا کے نزدیک سب سے محبوب عمل:

﴿15762﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ عُمَر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **اللہ** پاک کے نزدیک سب سے محبوب عمل اس کی راہ میں جہاد کرنا اور حج مَبْرور و مقبول ہے جس میں نہ تو عورتوں کے سامنے صحبت کا تذکرہ ہو، نہ کوئی گناہ اور نہ کسی سے جھگڑا ہو۔[1]

﴿15763﴾... حضرت سیِّدُنا عبدُ اللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کون سا عمل جنت کے زیادہ قریب کرتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا۔ میں نے عرض کی: اے **اللہ** کے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! پھر کون سا؟ ارشاد فرمایا: والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ میں نے پھر عرض کی: پھر کون سا؟ ارشاد فرمایا: خدا کی راہ میں جہاد کرنا۔[2]

﴿15764﴾... حضرت سیِّدُنا جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت اُبَی بن کعب رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیمار ہوئے تو حُضور نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کی طرف ایک طبیب کو بھیجا جس نے ان کی رگِ اَکْحَل کو داغا[3]۔[4]

---

1 ...المناسک لابن عروبة، ص۶۱، حدیث: ۷، بتغیر قلیل

2 ...مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الایمان باللہ افضل الاعمال، ص۵۹، حدیث: ۲۵۳

3 ...اَکْحَل رگ حیوۃ کو کہتے ہیں یہ کلائی کے درمیان ہوتی ہے جیسے ران کی رگ کو نساء، پیٹھ کی رگ کو ابہر کہا جاتا ہے، اگر اکحل کٹ جاوے تو خون بند نہیں ہوتا اور موت ہو جاتی ہے اگر اس کو داغ دیا جائے تو خون بند ہو جاتا ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، 6/215)

4 ...مسلم، کتاب السلام، باب لکل داء دواء... الخ، ص۹۳۳، حدیث: ۵۷۴۵

ابن ماجه، کتاب الطب، باب من اکتوی، ۳/۱۱۳، حدیث: ۳۴۹۳

عاجزی، زبان کی حفاظت اور اعمال میں اخلاص:

﴿15765﴾... حضرت سیِّدُنا ابو عثمان رازی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب تم نے عاجزی اختیار کرلی تو تم نے تمام فضائل کو پالیا، جب تم نے اپنی زبان کی حفاظت کی تو تم نے اپنے تمام اعضاء کی حفاظت کرلی اور جب تم نے اپنے اعمال میں اخلاص پیدا کرلیا تو تم نے اپنے اعمال میں استحکام پیدا کرلیا۔

حضرت سیِّدُنا ابنِ مَعدان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان مُتَقَدِّمین بُزرگوں میں سے ایک ہستی بے قرار دل والے، عقلمند، روشن اور پختہ رائے والے، کمزور اور نحیف بدن والے حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُاللہ محمد بن یوسف بن مَعدان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی بھی ہے۔ آپ بنّاء کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ نے مالک و مولا کی عظمت کو پہچانا تو اس کے لئے عاجزی وانکساری کی اور جانتے ہوئے اس سے خوف رکھا پھر اس کی خشیت رکھی، دل سے عاجزی کی، اس کی کرم نوازی کو ملاحظہ کیا پھر اس سے راضی ہوئے اور قناعت اختیار کی۔ اس کی بارگاہ میں گڑگڑا کر محتاج بن کر بخشش چاہی اور اس کی بنائی ہوئی چیزوں کو عبرت کی نگاہ سے دیکھا۔ اپنی لغزشوں اور خطاؤں سے مُعافی چاہ کر دور ہوئے، اس بات کا یقین رکھتے ہوئے کہ وہ اسے قبول کرنے پر قادر ہے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ روایات و آثار کو یاد کرنے والے اور ان کی پیروی کرنے والے تھے۔ عارفین کی عبادات اور اہلِ عمل کے معاملے پر آپ نے کتابیں لکھی ہیں۔

اہلِ معرفت کے دلوں کے چار درجات:

﴿15766﴾... حضرت سیِّدُنا ابو محمد بن حَیّان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا محمد بن یُوسُف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ آپ عِلْمِ تصوُّف کے سردار ہیں اور اس علم میں آپ نے بہترین کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا اور آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے کلام سے یہ سنا ہے کہ جان لو! اہلِ معرفت میں سے عبادت گزاروں کے دلوں کے چار درجات ہیں: **اللہ** پاک کی یاد میں رہنے والا دل، **اللہ** پاک کے قبضہ قدرت میں رہنے والا، تمیز کرنے والا دل، مشقتیں جھیلنے والا دل۔ (1) **اللہ** پاک کی یاد میں رہنے والے دل کی علامت **اللہ** پاک کے ساتھ مُناجات اور اس کے ذکر میں مشغول ہونا ہے۔ (2) **اللہ** پاک کے قبضہ قدرت میں رہنے والا دل کبھی جنت میں تو کبھی جہنم میں

گھوم رہا ہوتا ہے۔(3) تمیز کرنے والے دل کی علامت یہ ہے کہ وہ پل صراط، حساب، میزان اور قیامت میں پیش آنے والے مُعاملات کے بارے میں نظر کرتا ہے۔(4) مشقتیں جھیلنے والے دل کی علامت یہ ہے کہ وہ شیطان کی طرف سے آنے والے فقر کے خوف کو رد کرتا اور بڑے معاملے کو ٹھیک کرنے میں مشغول ہوتا ہے۔ یہ چار درجات عقل مندوں کے ہیں اور پانچواں سزا یعنی شیطان کا دل ہے۔

معرفت کے چار اَسباب:

﴿15767﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن یُوسُف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ مَعْرِفَت کے چار اَسباب ہیں: عقل کی پختگی، ذہانت کی بلندی، باخبر لوگوں کی مجلس اختیار کرنا اور خوب توجہ کرنا۔ ان چاروں اُمُور کا سبب رحمتِ الٰہی ہے اور وہ عمل جو رحمت کے بہت زیادہ قریب ہے وہ نیکی کرنے اور گناہوں سے بچنے کی قوت کا اپنی ذات سے نفی کرنا ہے۔ معرفت اپنی طاقت اور قدرت سے براءت ہے اور معرفت اللہ پاک کا عطیہ ہے۔ سب سے افضل نعمت علم ہے اور علم سے مقصود اس کا نفع مند ہونا ہے کیونکہ اگر علم تجھے نفع نہ دے تو کھجوروں کا بوجھ اٹھانا ایسے علم کا بوجھ اٹھانے سے بہتر ہے جیسا کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے بے نفع علم سے یوں پناہ مانگی ہے: "اے اللہ! میں اس علم سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو نفع مند نہ ہو۔"[1] اور فرمایا: "سب سے بہترین علم وہ ہے جو نفع بخش ہو۔"[2] علم مخلوق کی طرف سے پہنچتا ہے اور اس کا نفع اللہ پاک کی طرف سے ہوتا ہے۔ علم کا نفع ربِّ کریم کی اطاعت اور اس کی اطاعت علم کا نفع ہے۔ علمِ نافع وہی ہے جس کے ذریعے تو اللہ پاک کی اطاعت گزاری کرے اور نفع نہ دینے والا علم وہ ہے جس کے سبب تو اس کی نافرمانی کرے۔

دل کی غذا:

﴿15768﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن یُوسُف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عارفوں کے دل ذکرِ الٰہی کا مسکن ہوتے ہیں اور دلوں کی رعایت کرنا اعمال میں سب سے افضل ہے اور دل کی غذا اللہ پاک کا ذکر ہے۔

---

[1] ...مسلم، کتاب الذکر... الخ، باب التعوذ من شر ما عمل... الخ، ص۱۱۱۸، حدیث: ۲۹۰۶

[2] ...الامثال فی الحدیث النبوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، الجزء الاول، ص۱۲۱، حدیث: ۲۵۲

عارفین کی منزل اور ٹھکانا:

﴿15769﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن یوسف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عارفین کی خواہشات نفسانی لذتوں سے بے پرواہو جاتی ہیں اور ان کی فکریں ہر اُس شے سے وابستہ ہو جاتی ہیں جس میں اُن کے مالک و مولا کی محبت ہو کیونکہ ان کی منزل ربِّ کریم ہے اور اسی کے پاس ان کا ٹھکانا ہے۔

﴿15770﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن یوسف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو خزانے اور تحفے دینے والی ذات پر اس کی ملاقات سے پہلے ایمان لائے تو **اللہ** پاک اسے اس چیز کا مالک کرے گا جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی آدمی کے دل پر اس کا خیال گزرا۔

﴿15771﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن یوسف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب **اللہ** پاک دل کو مَعْرِفَت کے نور کا لباس پہناتا ہے تو اسے حکمت عطا فرماتا ہے اور سچائی جس کا وسیلہ ہو اسے رضائے الٰہی انعام میں ملتی ہے۔

﴿15772﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن یوسف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: فوت شدہ نعمت پر افسوس نہ کرنا اور آنے والی نعمت کو اہمیت دینا **اللہ** پاک کی توفیق سے ہے۔ جو نعمتوں کو جلد پانا چاہتا ہے وہ تنہائی میں **اللہ** پاک سے مُناجات کی کثرت کرے۔

وصیت لکھ کر رکھنا:

﴿15773﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ عُمر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے پاس کوئی چیز لائق وصیت ہو اسے یہ مناسب نہیں کہ دو راتیں بھی اس طرح گزارے کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی نہ ہو[1]۔[2]

---

[1]... اگر یہ حکم وجوبی ہے تو منسوخ ہے کہ اب میراث کے احکام آچکے اور اگر استحبابی ہے تو اب بھی باقی ہے، واقعی جو وصیت کرنا چاہے وہ بغیر وصیت کیے ایک رات بھی نہ گزارے، کیا خبر موت کہاں اور کب آئے، نیز وصیت لکھ کر کرے بلکہ آج کل رجسٹری کرادے کہ زبانی وصیتیں بدل جاتی ہیں، ہاں ادائے قرض اور ادائے امانات کی وصیت اب بھی واجب ہے جب کہ ان قرضوں اور امانتوں کی کسی کو خبر نہ ہو۔ (مراٰۃ المناجیح،4/381)

[2]... مسلم، کتاب الوصیۃ، باب وصیۃ الرجل مکتوبۃ عندہ، ص۶۸۱، حدیث: ۴۲۰۳

﴿15774﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ عُمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب غلام اپنے آقا کی خیر خواہی کرے (کہ اس کا ہر جائز حکم مانے) اور اچھے انداز میں اپنے ربّ کریم کی عبادت کرے تو اس کے لئے دوگنا اجر ہے۔[1]

﴿15775﴾... حضرت سیِّدُنا ابنِ عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مار ڈالنے سے منع فرمایا ہے[2]۔[3]

صدقہ کرنے کی فضیلت:

﴿15776﴾... حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: صدقہ دو، بے شک صدقہ دینا تمہیں جہنم سے بچائے گا۔[4]

سلام نہ کرنا بھی بخل ہے:

﴿15777﴾... حضرت سیِّدُنا اَنس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: لوگوں نے بخل کیا۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! لوگوں نے کس چیز میں بخل کیا؟ آپ نے فرمایا: لوگوں نے سلام کرنے میں بخل کیا۔[5]

حضرت سیِّدُنا ابوالحسن بن سہل رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان مُتَقَدِّمِین بزرگوں میں سے ایک وَصْل کے لئے آراستہ اور صاحبِ فضیلت حضرت سیِّدُنا ابوالحسن علی بن سہل رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ حق تعالیٰ کی اطاعت کرکے اس تک پہنچنے والے اور نفس سے دور رہنے والے تھے۔

---

1 ... بخاری، کتاب العتق، باب کراھیۃ التطاول... الخ، ۲/۱۵۹، حدیث: ۲۵۵۰

2 ... مسند امام احمد، مسند المکیین، حدیث ابی لبابۃ، ۵/۳۴۳، حدیث: ۱۵۷۵۲

3 ... یعنی جو سانپ گھروں میں رہتے ہیں بستے ہیں کسی کو تکلیف نہیں دیتے وہ جنات ہیں سانپ نہیں، یہ حکم یا تو مدینہ منورہ کے لیے ہے یا عام مکانوں کے لیے۔ (مراٰۃ المناجیح، 5/666)

4 ... معجم اوسط، ۶/۷۷، حدیث: ۸۰۶۰

5 ... الدعاء للطبرانی، باب ماجاء فی العجز فی الدعاء، ص ۳۹، حدیث: ۶۰، نحوہ، عن ابی ھریرہ

﴾15778﴿... حضرت سیِّدُنا احمد بن رُسْتُم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: حضرت سیِّدُنا علی بن سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں نفس کی مخالفت پر مدد دی گئی اور آپ نے ریاضت اور خوب کوشش کے ذریعے اپنے نفس کی اصلاح کی اور اسے سدھارا حالانکہ آپ کا تعلق بہت ہی خوشحال اور مالدار گھرانے سے تھا اور آپ کی نشوونما بہت ہی زیادہ ناز و نعم میں ہوئی تھی۔ آپ کبھی 20 دن تک کھانا نہ کھاتے اور راتوں میں مخلوق سے کنارہ کش ہو کر اور اپنے مطلوب میں مشغول ہو کر **اللہ** پاک کے حضور قیام کرتے۔

﴾15779﴿... حضرت سیِّدُنا علی بن سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: میں نے کبھی بھی دو گواہوں اور ولی کی موجودگی کے بغیر فیصلہ نہیں کیا۔ حضرت سیِّدُنا ابو حامد اور حضرت سیِّدُنا ابو جعفر مخلّاوی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کہتے ہیں کہ حضرت سیِّدُنا علی بن سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا: مجھ پر وصالِ حق کے شوق کا غلبہ ہوا تو اس شوق نے مجھے کھانے سے روک دیا اور مجھے سب سے الگ کر دیا۔ اس معاملے کی ابتدا میں ایک رات میں ہلکی نیند میں تھا، اسی دوران دیکھتا ہوں کہ میں جنت میں داخل ہوا اور وہاں میں نے ایک عظیم الشان اور بلند محل دیکھا۔ میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ مجھ سے کہا گیا: یہ حضرت سیِّدُنا محمد بن یوسف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا ہے۔ پھر میں آگے بڑھا تو اسی طرح کا ایک اور محل دیکھا، پوچھا: یہ کس کا ہے؟ بتایا گیا: اے ابو الحسن! یہ محل تمہارا ہے۔ میں نے اس میں جھانکا تو اندر ناز و انداز والی ایک عورت دیکھی جس کے چہرے کی روشنی ہر شے پر غالب تھی۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ پلٹ کر جاتے ہوئے کہنے لگی: تم ہم میں رغبت نہیں رکھتے۔ پھر میں نے ایک ایسی سُریلی اور درد بھری آواز سنی جو پہلے نہ سنی تھی، وہ کہہ رہی تھی:

مُقِيْمٌ لِّلْجَلِيْلِ بِكُلِّ قَلْبٍ عَلَى الْإِشْفَاقِ لِلْخَطَرِ الْعَظِيْمِ

ترجمہ: بڑے خطرے سے بچنے کے لئے پورے دل کے ساتھ ربِّ جلیل کے لئے کھڑے رہو۔

میں نے گمان کیا کہ اس کی مراد میں ہی ہوں۔

اللہ پاک کی آپ پر رحمت ہو، آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بلند رُتبہ حال اور واضح بیان والے تھے۔ حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے رفیق حضرت سیِّدُنا علی بن ہارون رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں: میں نے اس خط کو پڑھا جو حضرت سیِّدُنا علی بن سہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی طرف لکھا، اس کے شروع

میں یہ تحریر تھا: **اللہ** پاک تمہیں اپنے جمال کا تاج پہنائے، اپنے آزمائش والے بندوں کے زیور سے تمہیں آراستہ کرے، تمہیں اپنے پیاروں کی امانتیں سپرد کرے، تمہیں اپنے خاص الخاص بندوں میں سے بنادے اور تمہیں اپنی عظیم عمارت دکھائے، تمہیں ہدایت دے اور تمہارے ذریعے دوسروں کو بھی ہدایت دے ہر ایسی حالت کی طرف جس کے ساتھ وہ اپنی دائمی توجہ تمہاری جانب فرماتا رہے اور ساتھ ہی تمہیں اپنے قربِ خاص کے لئے منتخب فرمائے تاکہ اے میرے بھائی! تم ہر حال میں **اللہ** پاک کی بارگاہ میں راضی رہنے والے بن جاؤ اور ہر حال میں **اللہ** پاک تمہیں بلندی عطا کرے۔

﴿15780﴾... حضرت سیِّدُنا علی بن سَہل رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے کہ میری موت تم لوگوں کی موتوں کی طرح بیماری اور تکلیف کے ساتھ نہیں ہوگی، وہ تو بس دعوت اور اجابت ہوگی یعنی مجھے پکارا جائے گا اور میں حاضر ہو جاؤں گا۔ پس جیسے آپ فرمایا کرتے تھے آپ کی موت ایسے ہی ہوئی۔ ایک دن آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اسی دوران آپ نے کہا "لبیک" اور آپ کی موت واقع ہوگئی۔ **اللہ** پاک آپ پر اور تمام فوت شدہ مسلمانوں پر رحمت فرمائے۔

ظالم کو ظلم سے روکنا اس کی مدد ہے:

﴿15781﴾... حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے مظلوم ہو یا ظالم۔ میں نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! میں ظالم کی مدد کیسے کروں؟ ارشاد فرمایا: ظالم کو ظلم سے روکنا تیری جانب سے اس کی مدد ہے۔[1]

حضرت سیِّدُنا احمد بن جعفر بن ہانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان متقدمین بزرگوں میں سے ایک مُعانی کو جاننے والے اور سستی سے دور رہنے والے حضرت سیِّدُنا احمد بن جعفر بن ہانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ کے احوال بلند تھے، آپ کا استدلال مضبوط دلائل سے تھا، آپ آیات اور نشانیوں میں غور و فکر کرنے والے تھے اور دلائل و علامات سے قائم چیزوں سے عبرت

[1]... مکارم الاخلاق للطبرانی وبلیہ مکارم الاخلاق لابن ابی الدنیا، باب فضل ما جاء فی نصرۃ المظلوم، ص۳۳۹، حدیث:۷۸
بخاری، کتاب الاکراہ، باب یمین الرجل لصاحبہ...الخ، ۳/۳۸۹، حدیث: ۱۹۵۲، نحوہ

حاصل کرتے تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا مُعاملہ سبقت والا تھا اور آپ دلوں میں آنے والی عمدہ باتوں اور انوار کی حفاظت کرنے والے تھے۔

مددِ الٰہی کیسے حاصل ہوتی ہے؟

﴿15782﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن جعفر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: ایسے بندے کو اپنے مالک و مولا کی طرف سے مدد نہیں ملتی جو غیر پر بھروسا کرے اور اس سے دوستی رکھے۔ جب بندہ اپنے مولا کے ساتھ اپنے معاملات میں مخلص ہوتا ہے تو اس کا مولا اسے اپنے نور کا لباس پہناتا ہے پھر اس پر مولا کے انوار اور اس کے مُشاہدات کا ظُہور ہوتا ہے۔ جو اپنے اور اپنے مولا کے درمیان تقویٰ اور مُراقبہ کو حاکم نہیں بناتا اس کے کشف اور مشاہدہ میں پردہ آجاتا ہے۔ جو ہر حال میں اپنے مولا کو ہی ترجیح دیتا ہے تو اس کا مولا اسے دنیا کی گندگی سے بچالیتا ہے اور اپنے علاوہ کسی اور کے سہارے کا محتاج نہیں رکھتا۔

راہ نمائی کا مینار:

﴿15783﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن جعفر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جس کی دنیا جنت کی طرف جانے کا راستہ ہو تو اس کے لئے راہنمائی کا مینار نصب کر دیا جاتا ہے تاکہ وہ راستے سے نہ بھٹکے۔

﴿15784﴾... حضرت سَیِّدُنا احمد بن جعفر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب **اللہ** پاک کا خوف و خشیت کسی دل میں گھر کر جاتا ہے تو وہ توفیقِ الٰہی کی علامت اعضاء میں دیکھتا ہے۔

﴿15785﴾... حضرت سَیِّدُنا ابو خَلَّاد رَضِیَ اللہُ عَنْہ فرماتے ہیں کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جسے دنیا سے بے رغبتی اور کم بولنے کی نعمت عطا کی گئی ہے تو تم اس کے قریب رہو کہ بے شک اسے حکمت عطا کی گئی ہے۔[1]

﴿15786﴾... حضرت سَیِّدُنا موسیٰ بن طریف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کہتے ہیں کہ حضرت سَیِّدُنا عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام ایک سوئے ہوئے شخص کے پاس آئے اور اس سے فرمایا: اٹھو۔ وہ عَرض گزار ہوا: میں نے دنیا کو دنیاداروں کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: پھر تم اپنی جگہ سوئے رہو۔

---

1 ...ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الزهد في الدنيا، ۴/۴۲۲، حديث: ۴۱۰۱

حضرت سیِّدُنا محمد بن حسین خُشُوعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ

اَصفہان کے ان متقدمین بزرگوں میں سے ایک حضرت سیِّدُنا محمد بن حسین خُشُوعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ بھی ہیں۔ آپ خُشُوع اور خُضُوع والے تھے۔ عبادت آپ کا پیشہ اور عبرت سے لذت حاصل کرنا آپ کی خواہش تھی۔ زاہدین اور عبادت گُزاروں کو ادب سکھانے میں آپ کا کلام بڑا واضح و عُمدہ تھا۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے بہت سے بزرگوں نے فیض پایا۔ ان میں سے حضرت سیِّدُنا ابوالحسن علی بن احمد بن مرزُبان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور ان کے طبقہ کے لوگ اور حضرت سیِّدُنا ابو بکر سُلیم بن عَبْدُ اللہ بن مرزُبان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اور ان کے گروہ والے ہیں۔ ان کے علاوہ مشہور اور معروف لوگوں میں سے حضرت سیِّدُنا عَبْدُ اللہ بن محمد بن صالح، حضرت سیِّدُنا ابو عثمان بن ابوہریرہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا اور زُہد و عبادت میں ان جیسے حضرات نے آپ کی صحبت اختیار کی۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے شریعت کو مضبوطی سے پکڑا، پیروی کی راہ کو تھاما اور احادیث و آثار کے پیچھے چلے اور انہوں نے ہمیشہ روزے رکھے، پابندی سے قیام کیا اور بے چین دل کے ساتھ عبادت گزاروں اور نیک لوگوں کے اخلاق کو اپنایا۔

صدیقین کی زندگی اور روح:

﴿15787﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن حسین خُشُوعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: صدیقین کی زندگی شریعت کی رعایت میں گزرتی ہے اور ان کی روح حیاتِ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے احکامات اور ان کے احوال کی پیروی میں ہے۔ فرمانبرداری، پیشواؤں کی راہوں پر چلنے کے ذوق کی اِصلاح کا شوق اور نیکی و لطف کا تواتر ان کی روحوں کی زندگی ہے۔

﴿15788﴾... حضرت سیِّدُنا محمد بن حسین خُشُوعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: جس نے عبادت کو لازم پکڑا وہ قربتِ الٰہی کی منزلوں کا وارث ہو گیا اور قربت کی منزلیں اُنسیت کی مٹھاس پیدا کرتی ہیں۔

﴿15789﴾... حضرت سیِّدُنا قاری عاصم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ مومن دو فکروں سے خالی نہیں ہوتا: (1) روزی کی فکر اور (2) آخرت کی فکر۔

نجومی سے کچھ پوچھنا:

﴿15790﴾... ایک اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے مروی ہے کہ رسولِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

جو کسی نجومی سے کچھ پوچھنے گیا تو اس کی 40 راتوں کی نمازیں قبول نہ ہوں گی[1]۔[2]

ملک شام کے مشہور عبادت گزاروں کے نام

مُلکِ شام کے عبادت گُزاروں میں سے جو زُہد اور عبادت میں مشہور ہیں ہم ان کے نام ذکر کرنے پر اِکتفا کرتے ہیں۔ ان میں سے حضرت سیِّدُنا عامر بن ناجیہ، حضرت سیِّدُنا حسن بن محمد بن مَزید جنہوں نے حضرت سیِّدُنا ذُوالنُّون مصری اور حضرت سیِّدُنا احمد بن ابو الحواری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم سے ملاقات کی۔ حضرت سیِّدُنا ابو علی حسن بن علی بن سعید سُنْبُلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جن کا شمار اَبدالوں میں ہوتا تھا۔ حضرت سیِّدُنا ابو جعفر زید بن بُندار بجائی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ آپ، آپ کے بیٹے اور بیوی نے 40 سال تک روزے رکھے۔ حضرت سیِّدُنا یَسار بن مُسْہِر، حضرت سیِّدُنا محمد بن جُزی عابد، حضرت سیِّدُنا محمد بن عباس بن خالد، حضرت سیِّدُنا اَبُوعَبْدُ اللہ محدث، حضرت سیِّدُنا محمد بن عیسٰی بن یزید سعدی، حضرت سیِّدُنا ابو بکر طوسی، حضرت سیِّدُنا مسعود بن یزید، حضرت سیِّدُنا ابو عمران موسٰی بن عمران صوفی، حضرت سیِّدُنا قاری عمر بن عبد الرحیم بن شبیب، حضرت سیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ بن احمد بن عُقْبہ مُحَدِّث اور حضرت سیِّدُنا سہل بن عَبْدُ اللہ تُستری کے صحبت یافتہ حضرت سیِّدُنا محمد بن حسین جَوْرَبی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم جو اونچے مقام کے ساتھ عبادت اور اِتّباع میں سلف صالحین کے نقش قدم پر چلنے والے تھے۔ ملک شام کے اِن عبادت گُزاروں نے روایات و آثار کو سنا اور اپنے گزرتے دِنوں اور گھڑیوں کو ان سے آباد کیا، وہ ابدالوں میں سے ہوگئے، ان کی دعائیں قبول ہوتی تھیں اور حکمرانوں کے دلوں پر ان کی ہیبت تھی۔

ان کے بعد وہ گروہ ہے جنہوں نے حضرت سیِّدُنا محمد بن یوسف بَنّاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے فیض حاصل کیا۔

[1]...مسلم، کتاب السلام، باب تحریم الکھانۃ واتیان الکھان، ص ۹۴۳، حدیث: ۵۸۲۱

[2]...امام اہلسنّت مولانا احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا بُرا دریافت کرنا اگر بطورِ اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے تو کفر خالص ہے، اسی کو حدیث میں فرمایا: فَقَدْ کَفَرَ بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّد یعنی اس نے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر نازل ہونے والی شے کا انکار کیا اور اگر بطورِ اِعتقاد و تَیَقُّن (یعنی یقین رکھنے کے) نہ ہو مگر مَیل و رغبت کے ساتھ ہو تو گناہِ کبیرہ ہے، اسی کو حدیث میں فرمایا: لَمْ یَقْبَلِ اللہُ لَہٗ صَلٰوۃً اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا اللہ تعالٰی چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ فرمائے گا، اور اگر بطور ہَزل و اِستہزاء (یعنی ہنسی مذاق کے طور پر) ہو تو عَبَث (یعنی بے کار) و مکروہ و حماقت ہے، ہاں! اگر بقصدِ تَعْجِیْز (یعنی اسے عاجز کرنے کے لئے) ہو تو حرج نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ، ۲۱/ ۱۵۵)

انہوں نے گوشہ نشینی اپنائی، دنیا کی فضولیات سے کنارہ کشی اختیار کی، دنیا کے رابطوں کو ختم کیا اور رُکاوٹوں کو پس پشت ڈالا، ہمیشہ آخرت کی تیاری اور اس کی طرف سبقت میں رہے۔ ملک شام کے ان عبادت گزاروں میں سے حضرت سیِّدُنا فقیہ اَبُو عَبْدُ اللہ صالحانی، حضرت سیِّدُنا احمد بن جعفر قطّان، حضرت سیِّدُنا احمد بن میمون، حضرت سیِّدُنا ابو جعفر احمد بن قادہ، حضرت سیِّدُنا ابو بکر بن خارج، حضرت سیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ بن یحییٰ، حضرت سیِّدُنا ابو عبدُ الرحمٰن مدینی اور حضرت سیِّدُنا احمد بن محمد بن عُمَر بن اَبان عبدی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم۔ یہ حضرات قابل تعریف احوال، اچھے بیان اور بصیرت والے تھے۔

جن بزرگوں کا زمانہ ہم نے پایا، جنہیں دیکھا اور جنہوں نے حضرت سیِّدُنا محمد بن یُوسُف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی صحبت پائی اور ان کے کلام کو سنا وہ حضرات یہ ہیں: حضرت سیِّدُنا محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد بن احمد بن سیاہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ جن کا ذکر ہو چکا، حضرت سیِّدُنا محمد بن جعفر بن حفص مُعَدِّل مغازلی، حضرت سیِّدُنا ابو بکر محمد بن عَبْدُ اللہ بن مَشاد المعروف قندیل قوّال رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، فقیہ کے نام سے مشہور حضرت سیِّدُنا احمد بن بُندار بن اسحاق، حضرت سیِّدُنا قاری اَبُو عَبْدُ اللہ محمد بن احمد بن حسن کسائی اور حضرت سیِّدُنا عبد الرحمن بن محمد بن شِشتاہ قرمطی مؤذن رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم۔ میں نے حضرت سیِّدُنا ابو محمد بن حَیّان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو فرماتے سنا اور انہوں نے حضرت سیِّدُنا محمد بن یوسف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے واقعات نقل کئے۔ حضرت سیِّدُنا ابنِ حَیّان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کا بیان ہے کہ میں اپنے والد حضرت سیِّدُنا محمد بن جعفر رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ جمعہ میں حضرت سیِّدُنا محمد بن یوسف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی زیارت کیا کرتا تھا اور میں نے انہیں حضرت سیِّدُنا سلیمان بن شبیب، حضرت سیِّدُنا عُبَیْدُ اللہ بن یزید اور حضرت سیِّدُنا ابو مسعود رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم سے روایت کرتے سنا مگر میں نے ان کی روایات کو نہیں لکھا پھر جب میں نے ان کی تصانیف میں انہیں حضرت سیِّدُنا حسین مروزی اور حضرت سیِّدُنا عبد الجبار بن علاء رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا سے روایت کرتے دیکھا تو مجھے ان سے روایات نہ لکھنے پر افسوس ہوا۔ حضرت سیِّدُنا محمد بن یوسف رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے جن شاگردوں کا میں نے ذکر کیا یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے آپ کی صحبت پائی اور آپ سے آثار کو نقل کیا۔

وہ حضرات جنہوں نے حضرت سیِّدُنا علی بن سہل اور حضرت سیِّدُنا اَبُو عَبْدُ اللہ صالحانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمَا کی صحبت سے فائدہ اٹھایا ان کی تعداد بہت زیادہ ہے البتہ ان میں سے جو بڑے ہیں اور جن کا حال مضبوط ہے وہ یہ

ہیں: حضرت سیِّدُنا ابو بکر عبد العزیز بن محمد بن حسن خَفَّاف واعظ، حضرت سیِّدُنا ابو بکر عَبْدُ اللہ بن ابراہیم بن واضح، ان کے بھائی حضرت سیِّدُنا عمر، حضرت سیِّدُنا ابو جعفر محمد بن حسین بن منصور اور ان کے بھائی حضرت سیِّدُنا علی بن حسین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ۔

طریقہ صوفیا کے خاتم المحققین حضرت سیِّدُنا ابو الحسن علی بن شاذہ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ ہیں کیونکہ **اللہ** پاک نے آپ کو مختلف عُلُوم، سخاوت اور جواں مردی سے نوازا تھا۔ آپ مال لُٹانے، عطا کرنے، خَرچ کرنے، مال جمع نہ رکھنے اور روک کر نہ رکھنے میں پہلے لوگوں کے طریقے پر تھے۔ آپ عارف باللہ، عالم، باعمل فقیہ، اُصول جاننے والے، فُروع کے ماہر تھے۔ آپ کو ادب سے بھی خوب حصہ ملا تھا اور آپ کا اخلاق بھی عُمدہ تھا۔

اللہ پاک نے ان اولیائے کرام کو اپنی بارگاہ کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے ہو رہنے کی جو نعمت عطا فرمائی ہے وہ ہمیں بھی عطا فرمائے اور اپنے کرم سے ہمیں اپنی تمام زمین اور اپنی جنت کے وسط میں ان کا ساتھ عطا فرمائے۔ بے شک وہ جو چاہے کر سکتا ہے، وہی دعا قبول فرمانے والا ہے۔ وہ ہمیں کافی ہے اور کیا ہی اچھا کام بنانے والا ہے۔

مصنف کتاب حضرت سیِّدُنا شیخ حافظ ابو نُعَیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ تھی کتاب کی آخری باتیں جو میں نے روزِ جمعہ ماہِ ذُوالحجۃ الحرام کے آخری دن 422 ہجری کو لکھوائیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّظَاهِرًا وَّبَاطِنًا وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّم یعنی: اول اور آخر تمام کھلی اور چھپی حمدیں ایک **اللہ** پاک کے لئے ہیں اور ہمارے سردار حضرت محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر، ان کی آل پر اور ان کے صحابہ پر **اللہ** پاک کی رحمت اور سلام ہو۔

اللہ پاک کے فضل وکرم، رسول کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نظر عنایت اور امیر اہلسنت مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی کی دعاؤں کے طُفیل اسلامک ریسرچ سینٹر (اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ) کے شعبہ تراجم کُتُب سے وابستہ مَدَنی عُلمائے کرام کَثَّرَ اللہُ اَمْثَالَہُم کی مسلسل کاوشوں سے اس عظیم کتاب "حِلْيَةُ الْاَوْلِيَاء وَطَبَقَاتُ الْاَصْفِيَاء" کا ترجمہ **"اللہ والوں کی باتیں"** فروری 2021 عیسوی کو پایہ تکمیل کو پہنچا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ

وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

مُبَلِّغِین کے لئے فہرست

تفصیلی فہرست

ماخذو مراجع

نام کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
قرآن پاک	کلام باری تعالیٰ	⁘⁘⁘
ترجمۂ کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینۃ ۱۴۳۲ھ
تفسیر طبری	امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۱۰ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۰ھ
صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم ۱۴۱۹ھ
سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید القزوینی ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
سنن ابی داود	امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۱ھ
سنن الترمذی	امام محمد بن عیسٰی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
سنن النسائی	امام احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۶ھ
سنن کبریٰ	امام احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۱ھ
سنن الدارمی	امام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۵۵ھ	دار الکتاب العربی ۱۴۰۷ھ
المستدرک	امام ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۱۸ھ
المسند	امام ابوعبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
فضائل الصحابۃ	امام ابوعبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۴۱ھ	جامعۃ ام القریٰ ۱۴۰۳ھ
المسند	امام حافظ سلیمان بن داود طیالسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰۴ھ	دار المعرفۃ بیروت
المسند	امام ابویعلیٰ احمد بن علی موصلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۸ھ
المسند	امام ابوبکر احمد بن عمرو بزار رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم ۱۴۲۴ھ
مسند الشامیین	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۰ھ	مؤسسۃ الرسالۃ ۱۴۰۹ھ
المسند	امام ابوعبد اللہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰۴ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
المصنف	حافظ عبد اللہ محمد بن ابی شیبۃ عبسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۳۵ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
المصنف	امام حافظ ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ
المعجم الکبیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی ۱۴۲۲ھ
المعجم الاوسط	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۰ھ
المعجم الصغیر	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۰۳ھ
کتاب الدعاء	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ

الموسوعة	امام عبد اللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۸۱ھ	المکتبۃ العصریۃ ۱۴۲۶ھ
العقوبات	امام عبد اللہ بن محمد بن عبید ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۸۱ھ	دار ابن حزم ۱۴۱۶ھ
کتاب الرقائق	امام ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ
کتاب الفوائد الشھیر بالغیلانیات	امام حافظ ابوبکر محمد بن عبد اللہ بن ابراھیم الشافعی متوفی ۳۵۴ھ	دار ابن الجوزی ۱۴۱۷ھ
الزھد	امام ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۸۱ھ	دار الکتب العلمیۃ
الزھد	امام ابو داود سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۷۵ھ	دار المشکاۃ حلوان مصر ۱۴۱۴ھ
الزھد	امام احمد بن ابوبکر بن عمرو بن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۸۷ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۰۸ھ
الزھد الکبیر	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۵۸ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ ۱۴۱۷ھ
ابن حبان	امام حافظ ابو حاتم محمد بن حبان رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۵۴ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۷ھ
مسند الفردوس	حافظ شیرویہ بن شھردار بن شیرویہ دیلمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۰۹ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۰۶ھ
عیون الاخبار	امام عبد اللہ بن مسلم قتیبۃ دینوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۷۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۸ھ
کتاب الضعفاء	امام ابو جعفر محمد بن عمرو بن موسیٰ عقیلی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۲۲ھ	دار الصمیعی ریاض ۱۴۲۰ھ
المجروحین	امام حافظ ابو حاتم محمد بن حبان رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۵۴ھ	دار الصمیعی ریاض ۱۴۲۰ھ
التاریخ الکبیر	امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۲ھ
مکارم الاخلاق	حافظ سلیمان بن احمد طبرانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۱ھ
قوت القلوب	امام ابو طالب محمد بن علی مکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۸۶ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۶ھ
شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ	امام ھبۃ اللہ بن الحسن البصری اللالکائی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۱۸ھ	دار البصیرۃ الاسکندریۃ مصر
نوادر الاصول	محمد بن علی بن حسین حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۲۰ھ	مکتبۃ امام بخاری قاھرہ ۱۴۲۹ھ
المعجم	ابوبکر محمد بن ابراھیم اصبھانی ابن المقری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۸۱ھ	مکتبۃ الرشد ریاض ۱۴۲۹ھ
طبقات المحدثین	عبد اللہ بن محمد المعروف بابی الشیخ اصبھانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۹ھ	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۱۲ھ
تاریخ بغداد	حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۷ھ
شرف اصحاب الحدیث	حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۶۳ھ	دار احیاء السنۃ النبویۃ انقرہ
عمل الیوم و اللیلۃ	امام ابوبکر احمد بن محمد دینوری ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۴ھ	دار ارقم بیروت ۱۴۱۸ھ
الکنٰی و الاسماء	ابو بشر محمد بن احمد بن حماد دولابی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۱۰ھ	دار ابن حزم بیروت ۱۴۲۱ھ
طبقات الصوفیۃ	ابو عبد الرحمٰن محمد بن حسین سلمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۱۲ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
کتاب التوحید	محمد بن اسحاق ابن خزیمہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۱۱ھ	مکتبۃ الرشد ریاض ۱۴۱۸ھ

کتاب	مصنف	مطبوعہ
بستان العارفین	امام ابو اللیث نصر بن محمد سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۷۳ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۳ھ
کتاب الامثال فی الحدیث النبوی	امام عبد اللہ بن محمد المعروف بابی الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۹ھ	الدار السلفیۃ بمبئی ھند ۱۴۰۲ھ
شرح صحیح البخاری	امام ابو الحسن علی بن خلف ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۴۹ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۰ھ
کتاب المناسك	امام ابو النضر سعید بن ابی عروبۃ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۵۶ھ	دار البشائر الاسلامیۃ ۱۴۲۱ھ
معجم ابن الاعرابی	امام ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد ابن بشر رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۴۰ھ	دار ابن الجوزی ۱۴۱۸ھ
معجم الصحابۃ	ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بغوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۱۷ھ	دار البیان کویت ۱۴۲۹ھ
الکامل فی ضعفاء الرجال	امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۶۵ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۹ھ
سنن الدار قطنی	امام ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۸۵ھ	ملتان پاکستان
الرسالۃ القشیریۃ	ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۶۵ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۲ھ
بریقۃ محمودیۃ	ابو سعید محمد بن مصطفیٰ نقشبندی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۷۶ھ	شرکت صحافیہ عثمانیہ ۱۳۱۸ھ
عوارف المعارف	امام شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۳۲ھ	دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۶ھ
مرقاۃ المفاتیح	علامہ علی بن سلطان محمد القاری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
تاریخ الاسلام	امام شمس الدین محمد بن احمد ذہبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۸ھ	دار الغرب الاسلامی ۱۴۲۴ھ
الطبقات الشافعیۃ الکبریٰ	امام تاج الدین عبد الوہاب بن تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۷۱ھ	ھجر للطباعۃ والنشر ۱۴۱۳ھ
المخلصیات	امام ابو طاہر محمد بن عبد الرحمٰن مخلص رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۹۳ھ	وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ قطر
الدر المختار ورد المحتار	علامہ محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۰ھ
التعریفات	علامہ سید شریف علی بن محمد جرجانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۸۱۶ھ	دار المنار
شرح جامع الترمذی	مفتی محمد ہاشم خان عطاری مدنی مدظلہ	مکتبہ امام اہلسنت ۱۴۳۷ھ
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور پاکستان
بہار شریعت	صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ
مرآۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
مرآۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۹۱ھ	مکتبہ اسلامیہ
فیضان رمضان	امیر اہلسنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ
فیضان شمس العارفین	اسلامک ریسرچ سینٹر (المدینۃ العلمیہ)	مکتبۃ المدینہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ کے کل کتب ورسائل:643 جن کے موضوعات وتعداد کی تفصیل درج ذیل ہے

قرآن ومتعلقات:39، حدیث ومتعلقات:23، فقہ ومتعلقات:59، سیرت النبی وفضائل ومناقب:12، سیرت صحابہ:16، سیرت صحابیات وصالحات:19، سیرت اولیاء وعلماء:46، تاریخ:04، ملفوظات امیر اہلسنت:48، تذکرہ امیر اہلسنت:11، تصوف واخلاقیات:117، عقائد ومتعلقات:19، تعلیمات اسلام:10، علوم وفنون:35، بیانات:20، نعتیہ دیوان:06، دعوت اسلامی وثمرات:127، متفرقات:32

☆☆☆---- قرآن ومتعلقات ----☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01	القرآن الکریم 26 N-I	549	02	الفوز الکبیر	165
03	القرآن الکریم 25 N-I	549	04	قرآنی سورتوں کے فضائل	17
05	القرآن الکریم N-I 25-A	549	06	علم القرآن	244
07	سورۂ یٰسٓ شریف	16	08	فیضانُ التجوید	112
09تا14	معرفۃ القرآن (6 جلدیں)	2425	15تا24	تفسیر صراط الجنان (10 جلدیں)	6487
25	کنزالایمان مع خزائن العرفان	1185	26تا28	پارہ سیٹ	604
29	کنز العرفان	1144	30	عجائب القرآن مع غرائب القرآن	422
31	تفسیر بیضاوی	392	32	آیات قرآنی کے انوار	62
33	تفسیر سورۂ نور	135	34	رہنمائے مدرسین	87
35	قرآن سیکھیں اور سکھائیں	120	36	مدنی قاعدہ	48
37	فیضان یٰس شریف مع دعائے نصف شعبان المعظم	20	38	تفسیر الجلالین مع حاشیۃ انوار الحرمین (3 جلدیں)	1251
39	الأنوار الرضویۃ فی القواعد التفسیریۃ ماخوذۃ من الزلال الأنقی من بحر سبقۃ الأتقی	67			

☆☆☆— حدیث و متعلقات —☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01تا07	فیضان ریاض الصالحین (7 جلدیں)	5136	08	مسند امام اعظم	660
09	جنت میں لے جانے والے اعمال (اَلْمَتْجَرُ الرَّابِح فِی ثَوَابِ الْعَمَلِ الصَّالِح)	743	10	نصیحتوں کے مدنی پھول بوسیلۂ احادیث رسول (اَلْمَوَاعِظُ فِی الْاَحَادِیْثِ الْقُدْسِیَّة)	54
11	ریاض الصالحین عربی (منتخب ابواب)	108	12	الاربعین النوویة فی الاحادیث النبویة	155
13	انوار الحدیث	466	14	تیسیر مصطلح الحدیث	188
15	اَلتَّعْلِیْقُ الرَّضَوِی عَلٰی صَحِیْحِ الْبُخَارِی	458	16	نصاب اصول حدیث	95
17	منتخب حدیثیں	246	18	مقدمۃ مشکوۃ	212
19	40 فرامین مصطفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم	87	20	نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر	175
21	احادیث مبارکہ کے انوار	66	22	اربعین حنفیہ	112
23	فیضان چہل احادیث	120			

☆☆☆— فقہ و متعلقات —☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01تا03	بہار شریعت (3 جلدیں)	3996	04	فیضان زکوۃ	150
05تا11	جَدُّ الْمُمْتَار عَلٰی رَدِّ الْمُحْتَار (7 جلدیں)	4000	12	طلاق کے آسان مسائل	30
13	الفتاوٰی المختارہ	135	14	چندہ کرنے کی شرعی احتیاطیں	47
15	نور الایضاح مع حاشیۃ النور والضیاء	392	16	کرنسی نوٹ کے مسائل (کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِم فِی اَحْکَامِ قِرْطَاسِ الدَّرَاھِم)	199
17	قانون شریعت	274	18	تراویح کے فضائل و مسائل	69
19	السراجیہ	114	20	عشر کے احکام	48
21	فتاویٰ اہلسنت احکام زکوۃ	612	22	نماز میں لقمہ دینے کے مسائل	39
23	کرسی پر نماز پڑھنے کے احکام	34	24	حج و عمرہ کا مختصر طریقہ	48
25تا32	فتاوی اہلسنت (آٹھ حصے)	487	33	کِفْلُ الْفَقِیْہِ الْفَاھِم	74
34	فتاویٰ اہلسنت: احکام روزہ و اعتکاف	34	35	فیضان نماز	49
36	مختصر فتاویٰ اہلسنت	243	37	ٹی وی اور مووی	32

38	27واجبات حج اور تفصیلی احکام	205	39	اَخْبَی الْاِعْلَام	70
40	تجہیز و تکفین کا طریقہ	358	41	اصول الشاشی مع احسن الحواشی	299
42	تلخیص اصول الشاشی	144	43	نماز عید کا طریقہ (شافعی)	63
44	نماز کا مختصر طریقہ مع 40 مسنون دعائیں	58	45	عیدین میں گلے ملنا کیسا؟ (وِشَاحُ الْجِيْدِ فِيْ تَحْلِيْلِ مُعَانَقَةِ الْعِيْدِ)	55
46	کلمہ نماز کورس	37	47	سیٹی بجانے کے احکام	16
48	معاشی ترقی کا راز (حاشیہ و تشریح تدبیر فلاح و نجات واصلاح)	41	49	ثبوت ہلال کے طریقے (طُرُقِ اِثْبَاتِ ھِلَال)	10
50	باتصویر نماز	36	51	جنتی زیور	679
52	خلاصۃ الفرائض	84	53	آڑھت کے بارے میں شرعی احکام	100
54	اذان کے فضائل و مسائل (شافعی)	29	55	جمعہ کے فضائل و مسائل (شافعی)	24
56	میت کے غسل و کفن کا طریقہ	31	57	غسل کا طریقہ (شافعی)	25
58	وضو کا طریقہ (شافعی)	41	59	فاتحہ و ایصال ثواب کا طریقہ (شافعی)	24

☆☆☆---- سیرت و تاریخ ----☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
			سیرت النبی و فضائل و مناقب		
01	سیرت مصطفیٰ	875	02	سیرت رسول عربی	758
03	آخری نبی کی پیاری سیرت	147	04	مولد البرزنجی	26
05	سیرت الانبیاء	888	06	فیضان معراج	134
07	دلائل الخیرات	319	08	آقا کے شہزادے و شہزادیاں	137
09	19 درود و سلام	16	10	درود شریف کی برکتیں	16
11	نور کا کھلونا	32	12	مدنی آقا کے روشن فیصلے (اَلْبَاهِرُ فِيْ حُكْمِ النَّبِيِّ بِالْبَاطِنِ وَالظَّاهِرِ)	112
			سیرت صحابہ کرام		
01	فیضانِ صدیق اکبر	720	02	فیضانِ فاروق اعظم (جلد اول، دوم)	1720
03	شان صدیق اکبر	17	04	فضائل امام حسین	17

24	فیضانِ محدث اعظم پاکستان	62	25	فیضانِ پیر مہر علی شاہ	33
26	فیضانِ عثمان مروندی	43	27	اعلیٰ حضرت کی انفرادی کوششیں	49
28	فیضانِ بہاؤ الدین زکریا ملتانی	74	29	شانِ امام احمد رضا	17
30	فیضانِ حضرت صابر پاک	53	31	تذکرہ صدر الافاضل	25
32	فیضانِ بابا بلھے شاہ	75	33	فیضانِ مفتی احمد یار خان نعیمی	71
34	فیضانِ امام غزالی	103	35	فیضانِ مولانا محمد عبد السلام قادری	70
36	فیضانِ شمس العارفین	79	37	تذکرہ صدر الافاضل	25
38	فیضانِ پیر پٹھان	64	39	فیضانِ حافظ ملت	32
40	فیضانِ علامہ کاظمی	70	41	عطار کا پیارا	166
42	مفتی دعوت اسلامی	96	43	محبوب عطار کی 122 حکایات	208
44	کراماتِ خواجہ	17	45	فیضانِ امام بخاری	17
46	ارشاداتِ امام احمد رضا	17			
			تاریخ		
01	آئینۂ قیامت	108	02	سوانح کربلا	192
03	محرم کے فضائل	17	04	عاشقانِ حدیث کی حکایات (اَلرِّحْلَۃ فِی طَلَبِ الْحَدِیْث)	105

☆☆☆---- سیرت و ملفوظاتِ امیر اہلسنت ----☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
			فیضانِ مدنی مذاکرہ		
01	قسط 1: وضو کے بارے میں وسوسے اور ان کا علاج	48	02	قسط 18: تجدید ایمان و تجدید نکاح کا آسان طریقہ	27
03	قسط 7: اصلاحِ امت میں دعوتِ اسلامی کا کردار	28	04	قسط 2: مقدس تحریرات کے آداب کے بارے میں سوال جواب	48
05	قسط 20: قطب عالم کی عجیب کرامت	40	06	قسط 10: ولی اللہ کی پہچان	36
07	قسط 3: پانی کے بارے میں اہم معلومات	48	08	قسط 22: نظر کی کمزوری کے اسباب مع علاج	30

03	قسط3: سنت نکاح	86	04	قسط4: شوق علم دین	49
05	قسط5: علم و حکمت کے 125 مدنی پھول	102	06	قسط6: حقوق العباد کی احتیاطیں	44
07	قسط7: پیکر شرم و حیا	48	08	قسط8: فیضان مدنی مذاکرہ	80
09	تعارف امیر اہلسنت	100	10	قوم جنات اور امیر اہلسنت	262
11	تذکرہ جانشین عطار	37			

☆☆☆—— تصوف و اخلاقیات ——☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01	منتخب الابواب من احیاء علوم الدین (عربی)	173	02	نیکیوں کی جزائیں اور گناہوں کی سزائیں (قُرَّةُ الْعُيُوْن وَمُفَرِّحُ الْقَلْبِ الْمَحْزُوْن)	142
03	آداب مرشد کامل (مکمل پانچ حصے)	275	04	شرح شجرہ قادریہ	215
05تا06	جہنم میں لے جانے والے اعمال 2 جلدیں (اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْكَبَائِر)	1865	07	شریعت و طریقت (مَقَالُ عُرَفَاء بِاِعْزَازِ شَرْعٍ وَعُلَمَاء)	57
08	اصلاح اعمال جلد اول (اَلْحَدِيْقَةُ النَّدِيَّة شَرْحُ طَرِيْقَةِ الْمُحَمَّدِيَّة)	866	09	ولایت کا آسان راستہ (تصور شیخ) (اَلْيَاقُوْتَةُ الْوَاسِطَة)	60
10	نیکی کی دعوت کے فضائل (اَلْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْف وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَر)	98	11	دنیا سے بے رغبتی اور امیدوں کی کمی (اَلزُّهْد وَقَصْرُ الْاَمَل)	85
12	بہار نیت (کتاب النیات)	159	13	مکاشفۃ القلوب	692
14	راہ علم (تَعْلِيْمُ الْمُتَعَلِّم طَرِيْقَ التَّعَلُّم)	102	15	سرمایۂ آخرت	200
16	احیاء العلوم کا خلاصہ (لُبَابُ الْاِحْيَاء)	641	17	تکبر	97
18	حکایتیں اور نصیحتیں (اَلرَّوْضُ الْفَائِق)	649	19	بدگمانی	57
20	اچھے برے عمل (رِسَالَةُ الْمُذَاكَرَة)	122	21	قبر میں آنے والا دوست	115
22	شکر کے فضائل (اَلشُّكْرُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ)	122	23	فکر مدینہ	164
24	حسن اخلاق (مَكَارِمُ الْاَخْلَاق)	102	25	ریاکاری	170
26	آداب دین (اَلْاَدَبُ فِي الدِّيْن)	63	27	توبہ کی روایات و حکایات	124
28	آنسوؤں کا دریا (بَحْرُ الدُّمُوْع)	300	29	تربیت اولاد	187
30	فیضان احیاء العلوم	325	31	شاہراہ اولیا (مِنْهَاجُ الْعَارِفِيْن)	36

32	امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وصیتیں (وصایا امام اعظم)	46	33	مختصر منہاج العابدین (تنبیۃ الغافلین مختصر منہاج العابدین)	281
34	ضیائے صدقات	408	35	بیٹے کو نصیحت (ایھا الولد)	64
36	جنت کی دو چابیاں	152	41تا37	احیاء العلوم مترجم (5 جلدیں)	5522
42	جلد بازی کے نقصانات	168	45تا43	قوت القلوب (اردو) (3 جلدیں)	2176
46	قصیدہ بردہ سے روحانی علاج	22	47	76 کبیرہ گناہ	264
48	سنتیں اور آداب	125	49	خوف خدا	160
50	بغض و کینہ	83	51	مزارات اولیاء کی حکایات	48
52	بہتر کون؟	139	53	حرص	232
54	شرح الصدور (مترجم)	586	55	حسد	97
56	152 رحمت بھری حکایات	326	57	آداب دعا	49
58	منہاج العابدین	496	59	تکلیف نہ دیجئے	219
60	باطنی بیماریوں کی معلومات	352	61	ایک چپ سو سکھ (حسن السمت فی الصمت)	37
62	آقا کا پیارا کون؟	63	63	آخرت کے حالات (البدور السافرۃ)	816
64	وہ ہم میں سے نہیں	112	65	جیسی کرنی ویسی بھرنی	110
66	آئینۂ عبرت	133	67	نیکیاں برباد ہونے سے بچائیے	103
68	بہشت کی کنجیاں	249	69	بدشگونی	128
70	جہنم کے خطرات	207	71	گناہوں کے عذابات (حصہ اول، دوم)	193
72	اسلامی زندگی	170	73	آسان نیکیاں	192
74	راہ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل (راد القحط والوباء بدعوۃ الجیران ومواساۃ الفقراء)	40	75	دین و دنیا کی انوکھی باتیں جلد1 (المستطرف فی کل فن مستظرف)	562
76	حقوق العباد کیسے معاف ہوں؟ (اعجب الامداد)	47	77	سایۂ عرش کس کس کو ملے گا؟ (تمہید الفرش فی الخصال الموجبۃ لظل العرش)	28
78	اعرابی کے سوالات عربی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوابات	118	79	فضائل دعا (احسن الوعاء لآداب الدعاء معہ ذیل المدعاء لاحسن الوعاء)	326
80	برائیوں کی ماں	112	81	جامع شرائط پیر	87
82	نجات دلانے والے اعمال کی معلومات	312	83	پیر پر اعتراض منع ہے	59

84	اولاد کے حقوق (مَشْعَلَةُ الْاِرْشَاد)	31	85	کامل مرید	48
86	انفرادی کوشش	200	87	مقصد حیات	60
88	عمامہ کے فضائل	517	89	جنت کا راستہ	56
90	شوہر کو کیسا ہونا چاہئے؟	47	91	موت کا تصور	44
92	بیوی کو کیسا ہونا چاہئے؟	45	93	پیارے مرشد	48
94	غیرت مند شوہر	47	95	صدقے کا انعام	60
96	اللہ والوں کا انداز تجارت	68	97	ہمیں کیا ہو گیا ہے؟	116
98	یہ وقت بھی گزر جائے گا	39	99	صحابی کی انفرادی کوشش	124
100	بیٹی کی پرورش	72	101	گناہوں کی نحوست	112
102	اچھے ماحول کی برکتیں	56	103	سود اور اس کا علاج	92
104	بیٹے کی وصیت	36	105	ایک زمانہ ایسا آئے گا	51
106	والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق (اَلْحُقُوق لِطَرْحِ الْعُقُوق)	125	107	فیضانِ علم و علما (فَضْلُ الْعِلْمِ وَالْعُلَمَاء)	38
108	فیضان مرشد	46	109	علم و علماء کی شان	51
110	اخلاق الصالحین	78	111	علما پر اعتراض منع ہے	34
112	اسلامی شادی	202	113	سونے کا انڈہ	17
114	دعا قبول ہونے کے اسباب	28	115	نیکیوں کے ثوابات (حصہ اول)	136
116	توکل	103	117	بادشاہ کی سڑی ہوئی لاش	17

☆☆☆---- عقائد و متعلقات ----☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01	شرح الفقہ الاکبر	213	02	تحقیقات	142
03	شرح العقائد مع حاشیۃ جمع الفرائد	384	04	بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنت	135
05	کتاب العقائد	64	06	عقیدۂ آخرت	41
07	اعتقاد الاحباب (دس عقیدے)	200	08	اِقَامَةُ الْقِيَامَة	60
09	ایمان کی پہچان (حاشیہ تمہید ایمان)	74	10	اَلْفَضْلُ الْمَوْهَبِي	46
11	شفاعت کے متعلق 40 حدیثیں	27	12	انوار المنان	93

☆☆☆...... تعلیماتِ اسلام ......☆☆☆

☆☆☆...... علوم و فنون درسی کتب ......☆☆☆

21	منحامل (فارسی ترجمہ)	22	22	شرح تہذیب	305
23	دروس البلاغۃ مع شموس البراعۃ	241	24	نصاب المنطق	168
25	تلخیص المفتاح مع شرحہ الجدید تنویر المصباح	219	26	المعلقات السبع مع الحاشیۃ الجدیدۃ معطرات الطبع	112
27	مختصر المعانی	472	28	القطبی	223
29	المطول مع حاشیۃ المؤول	398	30	ھدایۃ الحکمۃ	116
31	قصیدہ بردہ مع شرح خرپوتی	317	32	الرشیدیۃ مع الفریدیۃ	127
33	اتقان الفراسۃ شرح دیوان الحماسۃ	325	34	العربیۃ للطالبین جلد اول	296
35	صرف بہائی مع حاشیہ صرف بنائی	55			

☆☆☆..... بیانات وغیرہ .....☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01تا06	اسلامی بیانات جلد1تا6	2516	07	شانِ مصطفٰی پر 12 بیانات	159
08	سنتوں بھرے بیانات جلد اول	560	09	دل خوش کرنے کے طریقے	68
10	پیغام فنا	48	11	فیضانِ خطباتِ رضویہ	24
12	گلدستۂ درود وسلام	660	13	ایک آنکھ والا آدمی	48
14	اصلاح کے مدنی پھول	372	15	گستاخِ رسول کا عملی بائیکاٹ	52
16	غریب فائدے میں ہے (بیان1)	30	17	احساسِ ذمہ داری	50
18	جوانی کیسے گزاریں؟ (بیان2)	44	19	رسائل دعوت اسلامی	422
20	فیضانِ بیاناتِ عطار جلد1	609			

☆☆☆..... نعتیہ دیوان .....☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01	حدائق بخشش	446	02	سامانِ بخشش	231
03	ذوقِ نعت	319	04	قبالۂ بخشش	384
05	بیاضِ پاک حجۃ الاسلام	37	06	مناقب عطار	164

☆☆☆---- دعوتِ اسلامی و ثمرات ----☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01	بارہ مدنی کام	72	02	مدنی دورہ	44
03	اسلامی بہنوں کے 8 مدنی کام	44	04	انفرادی کوشش	48
05	مسجد درس	52	06	رمضان کے صبح و شام گزارنے کا طریقہ	780
07	ہفتہ وار مدنی مذاکرہ	72	08	تنظیمی کاموں کی تقسیم	50
09	ہفتہ وار اجتماع	80	10	مدنی کاموں کی تقسیم کے تقاضے	73
11	ہفتہ وار مدنی حلقہ	36	12	مدنی مرکز کی آباد کاری کیسے ہو؟	64
13	صدائے مدینہ	32	14	وقفِ مدینہ	86
15	چوک درس	36	16	نیک بننے اور بنانے کے طریقے	696
17	مدرسۃ المدینہ بالغان	72	18	جنت کے طلبگاروں کے لئے مدنی گلدستہ	470
19	اجتماعی سنت اعتکاف کا جدول	195	20	فیصلہ کرنے کے مدنی پھول	56
21	بعد فجر مدنی حلقہ	46	22	سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام عطار کے نام	49
23	مدنی انعامات	72	24	اصلاح کا راز (مدنی چینل کی بہاریں حصہ دوم)	32
25	دعوت اسلامی کی جیل خانہ جات میں خدمات	43	26	25 کرسچین قیدیوں اور پادری کا قبول اسلام	33
27	مدنی قافلہ	80	28	ماڈرن نوجوان کی توبہ	32
29	یوم تعطیل اعتکاف	24	30	کرسچین کا قبول اسلام	32
31	قبر کھل گئی	48	32	صلوۃ و سلام کی عاشقہ	33
33	گونگا مبلغ	55	34	کرسچین مسلمان ہوگیا	32
35	دعوت اسلامی کی مدنی بہاریں	220	36	میوزکل شو کا متوالا	32
37	گمشدہ دولہا	33	38	نورانی چہرے والے بزرگ	32
39	جنوں کی دنیا	32	40	آنکھوں کا تارا	32
41	میں نے مدنی برقع کیوں پہنا؟	33	42	ولی سے نسبت کی برکت	32
43	غافل درزی	36	44	بابرکت روٹی	32
45	مخالفت محبت میں کیسے بدلی؟	33	46	اغوا شدہ بچوں کی واپسی	32

نمبر	نام	صفحات	نمبر	نام	صفحات
47	مردہ بول اٹھا	32	48	میں نیک کیسے بنا؟	32
49	کفن کی سلامتی	32	50	شرابی، مؤذن کیسے بنا؟	32
51	میں حیادار کیسے بنی؟	32	52	بدکردار کی توبہ	32
53	چل مدینہ کی سعادت مل گئی	32	54	خوش نصیبی کی کرنیں	32
55	بدنصیب دولہا	32	56	ناکام عاشق	32
57	معذور بچی مبلغہ کیسے بنی؟	32	58	میں نے ویڈیو سینٹر کیوں بند کیا؟	32
59	بے قصور کی مدد	32	60	چمکتی آنکھوں والے بزرگ	32
61	ہیرونچی کی توبہ	32	62	حیرت انگیز حادثہ	32
63	عطاری جن کا غسل میت	24	64	نادان عاشق	32
65	نومسلم کی دردبھری داستان	32	66	سینما گھر کا شیدائی	32
67	مدینے کا مسافر	32	68	ڈانسر نعت خواں بن گیا	32
69	خوفناک دانتوں والا بچہ	32	70	گلوکار کیسے سدھرا؟	32
71	فلمی اداکار کی توبہ	32	72	نشے باز کی اصلاح کا راز	32
73	ساس بہو میں صلح کا راز	32	74	کالے بچھو کا خوف	32
75	قبرستان کی چڑیل	24	76	بریک ڈانسر کیسے سدھرا؟	32
77	فیضانِ امیر اہلسنت	101	78	عجیب الخلقت بچی	32
79	قاتل امامت کے مصلے پر	32	80	خوشبودار قبر	32
81	شرابی کی توبہ	33	82	والدین کے نافرمان کی توبہ	32
83	چند گھڑیوں کا سودا	32	84	ڈانسر بن گیا سنتوں کا پیکر	32
85	سینگوں والی دلہن	32	86	میٹھے بول کی برکتیں	32
87	بھیانک حادثہ	30	88	اداکاری کا شوق کیسے ختم ہوا؟	32
89	خوفناک بلا	33	90	ڈاکوؤں کی واپسی	32
91	پراسرار کتا	27	92	مجوسی کا قبولِ اسلام	62
93	ہفتہ وار مدنی مذاکرہ اسلامی بہنیں	48	94	مدنی ماحول کیسے ملا؟	56
95	چمکدار کفن	32	96	بیٹے کی رہائی	32
97	اسلحے کا سوداگر	32	98	دلوں کا چین	32

99	جھگڑے باز سدھر گیا	32	100	ڈرامہ ڈائریکٹر کی توبہ	32
101	جرائم کی دنیا سے واپسی	32	102	حیرت انگیز گلوکار	32
103	کینسر کا علاج	32	104	نورِ ہدایت	32
105	اجنبی کا تحفہ	32	106	جواری وشرابی کی توبہ	32
107	انوکھی کمائی	32	108	اوباش دعوتِ اسلامی میں کیسے آیا؟	32
109	بدچلن کیسے تائب ہوا؟	32	110	والدہ کا نافرمان امام کیسے بنا؟	32
111	بری سنگت کا وبال	32	112	سنّتِ رسول کی محبت	32
113	رسائل مدنی بہار	368	114	روحانی منظر	32
115	بداطوار شخص عالم کیسے بنا؟	32	116	راہِ سنّت کا مسافر	32
117	جھگڑالو کیسے سدھرا؟	32	118	اراکینِ شوریٰ کی مدنی بہاریں	32
119	پانچ روپے کی برکت سے سات شادیاں	32	120	دعوتِ اسلامی کے بارے میں دلچسپ معلومات	660
121	باکردار عطاری	32	122	گھر درس اسلامی بہنیں	24
123	سنگر کی توبہ	32	124	علاقائی دورہ (اسلامی بہنیں)	48
125	مفلوج کی شفایابی کا راز	32	126	مدنی قافلے والوں کے لیے انمول تحفہ	112
127	شادی خانہ بربادی کے اسباب اور ان کا حل	16			

☆☆☆---- متفرقات ----☆☆☆

نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات	نمبر شمار	کتاب کا نام	صفحات
01تا02	عُیُوْنُ الْحِکَایَات (مترجم، حصہ اول، دوم)	825	03	کامیاب استاذ کون؟	43
04	تاجروں کے لیے کام کی باتیں	60	05	نام کے احکام	180
06	الملفوظ المعروف بہ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت (مکمل چار حصے)	561	07	اعلیٰ حضرت سے سوال جواب (اِظْهَارُ الْحَقِّ الْجَلِی)	100
08	ویلنٹائن ڈے (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	34	09	کھانا کھانے اور کھلانے کے بارے میں سوال وجواب	40
10	اَلْوَظِیْفَةُ الْکَرِیْمَة	46	11	کرونا اور دیگر وبائیں	69

12	الاجازات المتینۃ	62	13	عاشق میلاد بادشاہ	21
14	امتحان کی تیاری کیسے کریں؟	32	15	اللہ پاک کے 99ناموں کی برکتیں	16
16	کامیاب طالب علم کون؟	63	17	سردی کے بارے میں دلچسپ معلومات	17
18	تنگ دستی کے اسباب	33	19	صابر بوڑھا	17
20	بسم اللہ شریف کی برکتیں	17	21	فیضان رجب	17
22	فیضان شعبان	17	23	اذان کی برکتیں	21
24	رہنمائی کرنے والا بھیڑیا	8	25	ماہ رمضان اور امیر اہلسنت	28
26	وضو اور سائنس (شافعی)	20	27	لالچی کبوتر	8
28	کام کی باتیں	17	29	حافظہ کیسے مضبوط ہو؟	200
30	میٹھی عید اور میٹھی باتیں	17	31	اپنی پریشانی ظاہر کرنا کیسا	17
32	کام کے اوراد	17			
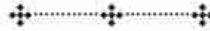
بد مذہب کو استاد بنانا

بد مذہب سے دینی یا دنیاوی تعلیم لینے کی ممانعت کرتے ہوئے سیّدی اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: غیر مذہب والیوں (یا والوں) کی صحبت آگ ہے، ذی علم عاقل بالغ مردوں کے مذہب (بھی) اس میں بگڑ گئے ہیں۔ **عمران بن حطان رقاشی کا قصہ مشہور ہے، یہ تابعین کے زمانہ میں ایک بڑا محدث تھا، خارجی مذہب کی عورت** (سے شادی کرکے اس) **کی صحبت میں** (رہ کر) **مَعَاذَ اللہ خود خارجی ہو گیا اور یہ دعویٰ کیا تھا کہ** (اس سے شادی کر کے) **اسے سنی کرنا چاہتا ہے۔** (یہاں وہ نادان لوگ عبرت حاصل کریں جو بزعم فاسد خود کو بہت "پکا سُنّی" تصوّر کرتے اور کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ہمیں اپنے مسلک سے کوئی ہلا نہیں سکتا، ہم بہت ہی مضبوط ہیں!) میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ مزید فرماتے ہیں: جب صحبت کی یہ حالت (کہ اتنا بڑا محدث گمراہ ہو گیا) تو (بد مذہب کو) استاد بنانا کس درجہ بدتر ہے کہ استاد کا اثر بہت عظیم اور نہایت جلد ہوتا ہے، تو غیر مذہب عورت (یا مرد) کی سپردگی یا شاگردی میں اپنے بچوں کو وہی دے گا جو آپ (خود ہی) دین سے واسطہ نہیں رکھتا اور اپنے بچوں کے بد دین ہو جانے کی پرواہ نہیں رکھتا۔ (فتاویٰ رضویہ، 23/692)